[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

This book belongs to Keshu Ram
Pandit - Sanatan Ariadarma

Zanafkova

[illegible]

[illegible]

[illegible]

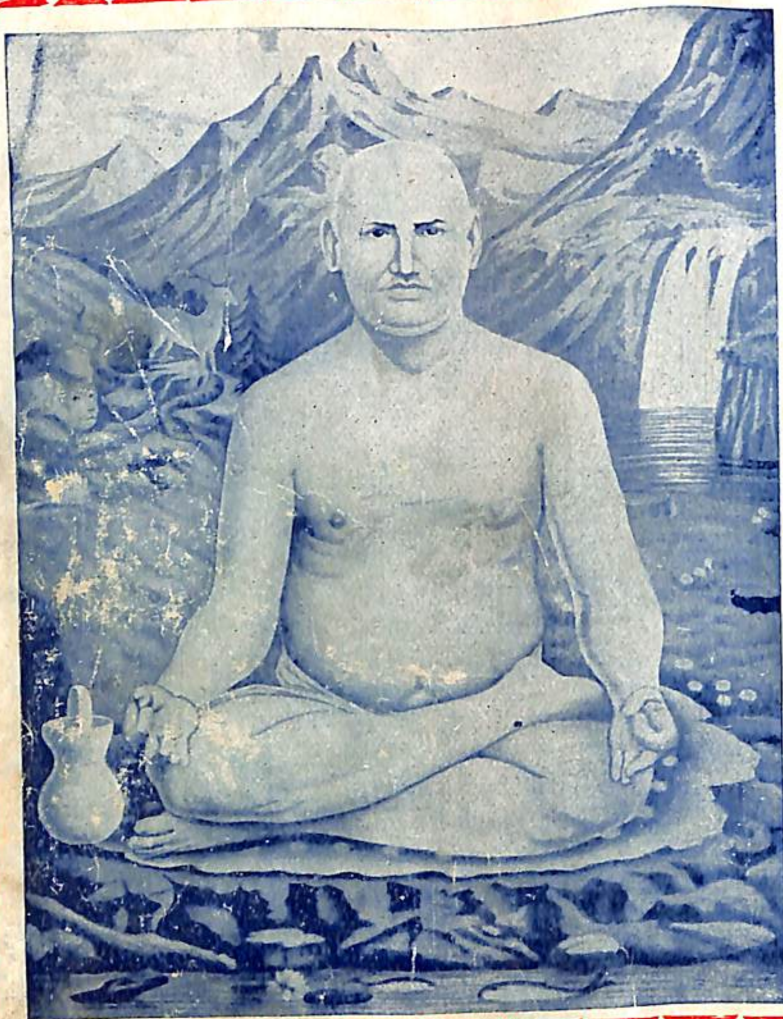
[illegible]

[illegible]

[illegible]

ستیارتھ پرکاش

مستند اردو ترجمہ



مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

(ادم)

ستیارتھ پرکاش

کا

مستند اُردو ترجمہ باتصویر معہ آریہ ودُیش رتن مالا

شریمتی آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا جسکو

پنجاب سندھ بلوچستان لاہور

نے

مہتہ رادھا کشن جی۔ پنڈت راجہ رام جی پروفیسر۔ پنڈت بھگوت دت

جی گورنر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ڈی۔اے۔وی کالج لاہور سے ترجمہ کراکر مستند قرار دیا

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب لاہور

مطبوعہ

گیلانی پریس لاہور باہتمام لاجپت رائے

پرنٹر چھپا

آریہ سماج کے نیم (اصول)

۱۔ سب ست وِدیا (حقیقی علوم) اور ست وِدیا سے جو پدارتھ (اشیا) جانے جاتے ہیں۔ ان سب کا آدی مول (علتِ اولےٰ) پرمیشور ہے ✣

۲۔ ایشور سچدانند سروپ (عین الحق علیم عین سرور) نراکار (غیر محدود) سرب شکتیمان (قادر مطلق) نیاء کاری (عادل) دیالو (رحیم) اجنما (بری از تولید) اننت (لا انتہا) نروکار (بے عیب) انادی (ازلی) انوپم (بے شکل) سرو آدھار (سب کا سہارا) سرو ایشور (رب الارباب) سرو ویاپک (حاضر و ناظر) سرو انتریامی (سب کا راز دان) اجر (لازوال) امر (غیر فانی) ابھے (بے خوف) نت (ابدی) پوتر (پاک) اور سرشٹی کرتا (خالق) ہے۔ اُسی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی یوگ (واجب) ہے ✣

۳۔ وید ست وِدیاؤں کا پُستک (کتاب) ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم (اعلےٰ فرض) ہے ✣

۴۔ ست (راستی) گرہن (قبول) کرنے اور اسِت (ناراستی) کے چھوڑنے میں سروداہمیشہ) اُدت (مستعد) رہنا چاہیئے ✣

۵۔ سب کام دھرم انوسار (دھرم کے مطابق) ارتھات (یعنی) ست اور اسِت کو وچار کر کرنے چاہئیں ✣

۶۔ سنسار (عالم) کا اُپکار (بھلا) کرنا اس سماج کا مکھ (خاص) اُدیش (منشا) ہے ارتھات (یعنی) شاریرک (جسمانی) آتمک (روحانی) اور سماجک (مجلسی) اُنتی (ترقی) کرنا ✣

۷۔ سب سے پریتی پوروک (محبت سے) دھرم انوسار یتھا یوگ (مناسب) برتنا چاہیئے ✣

۸۔ اوِدیا (جہالت) کا ناش (دُور) اور ودیا (علم) کی ورِدھی (ترقی) کرنی چاہیئے ✣

۹۔ پرتیک (ہر ایک) کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ (قانع) نہ رہنا چاہیئے۔ کنتو (بلکہ) سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے ✣

۱۰۔ سب منشوں (آدمیوں) کو سماجک سروہتکاری (فوائد عامہ کے متعلق) نیم (القانون) پالنے میں پرتنتر (ماتحت) رہنا چاہیئے۔ اور پرتیک (اپنی ذات کے متعلق) نیم میں سب سوتنتر (خود مختار) ہیں ✣

فہرستِ مضامین

ستیارتھ پرکاش کا دوسرا حصہ

گیارھواں باب

نویدن

ایڈیشن اوّل

ستیارتھ پرکاش ہر پہلو سے مکمل پستک ہے۔ اگر اسے آریہ جاتی کا سچا رہبر کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ اس نادر پستک نے اصلاح کا کام کس قدر کیا۔ آریہ سبھتا کی کتنی حفاظت کی۔ ہندوستانی روایات کی سفید چادر پر جو صدیوں سے رسوم بد کا گرد اپٹ گیا تھا۔ اسے کس صفائی سے دھویا۔ ویدک لٹریچر کے سورج پر مخالفین کے حملوں وانیاچاروں پیٹ کے بندوں کے پاکھنڈوں اور جاتی کی کمزوریوں کے بواعث جو بادل چھا گئے تھے۔ اُن کو اپنی دلائل قاطع سے کس خوبی سے اُڑایا گیا۔ یہ اظہر من الشمس ہے اور آج حالت پہلی سی نہیں رہی۔ ست سناتن ویدک دھرم جو پراچین اور سچا ہے۔ بہترین ایشوریہ دھرم ہونے کے باوجود پس پشت ڈالا جا رہا تھا۔ اور لوگوں کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کرنے کے لئے لاتعداد مذاہب جاری ہو گئے تھے۔ کہ جس طرح برکھا کے دنوں میں کئی برساتی نالے بہنے لگتے ہیں مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی کرپا سے اور اُن کے کام سے آج ویدک دھرم کا سورج عین نصف النہار پر ہے اور دیگر تمام زرنت منانز ٹمٹماتے ہوئے دیوں کے مانند چراغ سحری کے مناظر کا نمونہ عوام کے روبرو پیش کر رہے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش عوام کے لئے سوامی جی کی تصانیف میں سے ایک بہترین تصنیف ہے۔ جس میں گربھادھان سے لے کر دم آخری تک مرد عورت

کے باہمی تعلقات اور ذمہ داریوں پر۔ ورن آشرم کے متعلق فرائض پر۔ ویدک دھرم کی خوبیوں پر اور دیگر مذاہب کی خامیوں اور نقائص پر بہترین طریق سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ الغرض ستیارتھ پرکاش ہر پہلو سے ایک جامع تصنیف ہے۔

بحیثیت پبلشرز نو سال کے قلیل عرصہ میں میں نے سینکڑوں اعلیٰ مصنفین کی عمدہ اور خوبصورت کتابیں پبلک کے ہاتھوں تک پہنچائی ہیں۔ لیکن ایک بات میرے دل میں ہمیشہ کھٹکتی رہی ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے بغیر میرا یہ کام ادھورا ہے۔ نیز بازار میں جب میں اردو ستیارتھ پرکاش کی شکل و صورت دیکھتا۔ تو مجھے ولی قلق ہوتا۔ کہ ایسی نادر کتاب کو کس بے رحمی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کس بے احتیاطی سے اس کی کتابت کرائی جاتی ہے۔ اور کس لاپرواہی سے اس کی چھپوائی ہوتی ہے۔ میں نے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے درخواست کی۔ کہ اس کتاب کے شائع کرنے کی مجھے اجازت دی جائے۔ میں اسے قریباً لاگت پر بیچونگا۔ اس سے کچھ کمانا میرا مقصد نہیں ہے۔ کمانے کے لئے اور بہت کتابیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے نمونہ کا فارم لکھوا اور چھپوا کر بھیجا۔ لیکن چھ ماہ تک مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اس پر میں نے تحقیقات کی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جو شرائط میں نے اس کتاب کے متعلق سبھا میں پیش کی تھیں۔ سبھا نے انہیں شرائط پر اور اسی مقررہ نمونہ پر کتاب شائع کرنے کی اجازت ایک ایسے پبلشر کو دی جس کا رسوخ سبھا میں کام کرتا ہے۔

تاہم میں مایوس نہ ہوا۔ اور شری مان مہتہ رادھا کشن جی سے جنہوں نے سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش کا اردو میں ترجمہ کر کے سستے داموں بیچا تھا۔ ذکر کیا۔ خوش قسمتی سے کچھ عرصہ پہلے ہی انہوں نے اپنے ترجمہ کو سبھا کی طرف سے شائع کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اور انہوں نے از

راہ تلطف انہی شرائط پر ہم کو اس کتاب کے شائع کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سبھا کے حکم سے مہنتہ رادھا کشن جی و پنڈت راجہ رام جی نے جدید طبع شدہ ہندی ستیارتھ پرکاش کے ساتھ اردو ترجمہ کا مقابلہ کر لیا۔ بعدہٗ شری پنڈت بھگوت دت جی گورنر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ دیانند کالج لاہور جنہوں نے ویدک ینترالہ اجمیر میں ہندی ستیارتھ پرکاش کی پریس کی غلطیوں کی تصحیح کی ہے۔ اپنا قیمتی وقت دے کر اردو کے ترجمہ کی صحت کا اطمینان کر لیا۔ اگر میں ان مہا بھانوؤں کا دھنیہ باد ادا نہ کروں تو اپنے فرض منصبی سے قاصر رہونگا۔ مجھے یہ لکھنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں۔ کہ اپنی لمبی بیماری کے باعث میں اس کام کو اس خوش اسلوبی سے ختم نہ کر سکا جیسا میں کرنا چاہتا تھا۔ مگر دقت یہ تھی۔ کہ شتابدی سر پر آرہی تھی۔ تاہم مجھے خوشی ہے۔ کہ میں رشی دیانند جنم شتابدی کے موقع پر اردو ستیارتھ پرکاش آپ کے ہاتھوں میں رکھنے کے قابل ہو گیا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ایک تسلی بھی ہے۔ کہ اردو ستیارتھ پرکاش کے اجارہ دار آئندہ کے لئے اس دھارمک پستک کو ذاتی کمائی کا ذریعہ بنانے میں سنکوچ سے کام لینگے۔ آخر میں ناظرین سے التجا کرونگا کہ جو جو خامیاں اس کتاب کے اور عمدہ بنانے میں رہ گئی ہیں۔ ان سے مجھے کرپا پوربک سوچت کرینگے۔ تاکہ دوسرا ایڈیشن ان نقائص سے پاک ہو سکے ۔ اوم شم

لاجپت رائے ساہنی

13-5-04

نویدن

ایڈیشن چہارم

۱۹۲۲ء میں میں نے بستر علالت پر وصیت میں یہ خیال ظاہر کیا تھا - کہ اُردو ستیارتھ پرکاش کو خوبصورت اور سستا چھاپنے کی خواہش کو افسوس کے ساتھ میں دل میں لئے جا رہا ہوں - میرا شروع سے یہ وشواس تھا کہ ویدک دھرم پرچار کا بہترین ذریعہ ستیارتھ پرکاش کے سستے داموں کثیر اشاعتی ہے - اور موجودہ زمانہ میں صرف یہی ایک اُدبھت گرنتھ ہے جو آریہ جاتی کی ڈانواں ڈول کشتی کو کنارے پر لگا کر اسے شاریرک آتمک اور سماجک طور پر اُنت کر سکتا ہے ایشور نے مجھے صحت دی - اور میں نے فوراً اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا - اور شریان مہتہ رادھا کشن جی پوجنیہ پنڈت راجہ رام جی - اور شری یت پنڈت بھگوت دت جی کا میں تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اپنا نہایت قیمتی وقت دیکر قلیل عرصہ میں مجھے اس کا اردو ترجمہ مکمل کر کے دے دیا - پنڈت بھگوت دت جی (جن کا ویدک دھرم سے اگادھ پریم ہے) نے تو یہاں تک کرپا کی کہ سوامی جی کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے اصل مسودہ ستیارتھ پرکاش [illegible] مقابلہ کر کے اسے بالکل ٹھیک کر دیا - اور شرومنی آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا پنجاب سندھ بلوچستان لاہور نے اسے مستند قرار دے دیا - اس ستیارتھ پرکاش کی اس وقت تک تین خوبصورت ایڈیشنیں اچھے کاغذ پر خوبصورت لکھائی چھپائی کے ساتھ نکل چکی ہیں - اور پبلک نے اسے اسقدر پسند کیا ہے کہ سال میں جہاں ایڈیشن ختم ہوئی وہاں مانگ برابر برقرار رہی - پرماتما کا دھنیاواد ہے کہ میں اپنے مشن میں کامیاب ہوا - اور تیسرے ایڈیشن کے دام ۱۲ ارنی کا پی رکھے - اور اب کسی کو حوصلہ نہیں

کہ اس کی قیمت زیادہ رکھ سکے۔ القصہ یہ دھارمک گرنتھ اب حلقۂ مجاوری سے باہر ہے۔ میرے خیال میں اس دھارمک گرنتھ سے کچھ کمانا پرچار میں روکاوٹ ڈالنا ہے۔ ایشور طاقت دے تو اس میں کچھ اپنے پلے سے ڈالنا چاہئیے۔ میرا یہ خیال آخر رنگ لایا۔ اور میں نے تہیّہ کیا۔ کہ جو سجن پرچار کی خاطر ستیارتھ پرکاش لینا چاہیں اُن کو اسے چھاپ کر دیا جاوے اور اس کی اشاعت کم از کم ۱۰ ہزار سے کم نہ ہو۔ میں نے اس کا اشتہار دیا۔ اور میں یہ دیکھ کر بڑا پرپھلت ہُوا کہ بہت سے آریہ پُرش ایسے موجود ہیں جن کو ویدک دھرم پرچار سے درڑھ لگن ہے۔ جن کا آریہ سماج میں اگادھ پریم اور شردھا ہے۔ اور جو ہر ایک کے ہاتھوں ستیارتھ پرکاش پہنچانا پرچار کا مکھ ساودھن سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام نامی ظاہر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ وہ سجن پُرش سیٹھ بیج ناتھ جی مارواڑی دہلی نواسی ہیں جنہوں نے مجھے ۴۰۰۰ کاپی کا آرڈر دیا۔ سچ پوچھئے تو میرے دس ہزار کا ایڈیشن کے چھاپنے میں اُن کا ہی اتساہ جنک ہاتھ کام کرتا ہے۔ ورنہ میں بوجہ لمبی بیماری چھ ماہ سے دوکان سے علیحدہ ہونے کے باعث بلحاظ مالی حالت بھی اتنے بڑے کام کو ہاتھ میں لینے کے ناقابل تھا۔ پرماتما کا بڑا دھنیاد ہے جس نے کہ ایسی حالت میں جب کہ میں چلنے پھرنے سے ناقابل ہوں۔ مجھے اتنے بڑے گرنتھ کو ۱۵ دن کے اندر نہایت عمدگی سے ختم کرنے کی توفیق بخشی۔ اور مجھے خوشی ہے کہ میں اس کی دیا لتا سے پرچارارتھ ستیارتھ پرکاش کو سستا ترین کرنے کے قابل ہُوا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت آریہ سماجی پرماتما کی دیا سے میں نے اپنا حصہ پورا کر دیا۔ زندگی کا بھروسہ نہیں لیکن

کچھ عرصہ زندہ رہنے کی صورت میں میرا ارادہ ہے کہ سوامی جی کے باقی گرنتھوں کو بھی سستا چھاپ کر لوگوں کے ہاتھوں پہنچاؤں۔اس کے بعد دوسری کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ہو گی۔

ستیارتھ پرکاش کی لاگت ۹ر اور ۱۰ر کے درمیان آوے گی۔اگر ایک میرے سا معمولی حیثیت کا آدمی ویدک دھرم پرچار کے لئے اتنا کرسکتا ہے تو میں آریہ پرشوں سے یہ آشا رکھنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ بھی اس پوتر کام میں ستیارتھ پرکاش کا پرچار کرتے ہوئے میرا ہاتھ بٹا کر یش کے بھاگی بنیں گے۔

لاجپت رائے ساہنی

دیباچہ

از مہنتہ رادھا کشن جی

ایک بڑے حکیم کا قول ہے۔ کہ کسی کتاب کے اصل پڑھنے سے جو حظ اُٹھایا جاتا ہے وہ اُسکے ترجموں سے حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکی خوبیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

جس وقت مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پرچار اور تصنیف کا کام شروع کیا۔ اُسوقت اُنکا خیال تھا۔ کہ اُنکی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ نہ ہو تاکہ لوگوں میں ہندی بھاشا کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ اور آریہ لوگ کم از کم ہندی بھاشا پڑھکر اپنے دھرم کی کتابوں کو پڑھیں۔ اِسی وجہ سے مدت تک آریہ سماج کے ممبروں کو سوامی جی کی کتب کا اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنیکا خیال نہیں آیا لیکن تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہندی بھاشا نہ جاننے کی وجہ سے بہت سے لوگ سوامی جی کی تصنیفات کے مطالعہ کے فیض سے محروم ہیں۔ اِسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ سوامی جی کی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش کا سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں ترجمہ کروں۔ تاکہ جہاں ایک طرف ہندی اور سنسکرت سے نا آشنا آریہ (ہندو) اسکو پڑھکر اپنے دھرم اور اُسکی مقدسہ کتب کی تعلیم سے واقفیت حاصل کریں۔ وہاں دوسری طرف غیر آریہ قومیں خصوصاً اہل اسلام اور اہل نصارا اِس کے مطالعہ سے فیضیاب ہو کر توہمات باطلہ سے بھری ہوئی اور اخلاق سے گری ہوئی مذہبی کتب کی تعلیم کو خیر باد کہہ کے ویدک دھرم کی شرن میں آ جاویں۔ بس میں یہ ترجمہ مودبانہ پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے سوامی جی کی تحریر لوگوں کے دلوں پر اُنکے اُپدیش کا سا کام کریگی۔ اور اُنہیں ہندی پڑھنے کی طرف راغب کریگی۔

ستیارتھ پرکاش کی زبان گو ہندی ہے۔ مگر وہ سنسکرت کے ڈھب پر لکھی ہوئی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ اس کتاب کے دقیق مسائل کو ہندی خواں تو کجا

معمولی سنسکرت دان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اس تکلیف کو محسوس کر کے ہم نے اس ترجمہ میں
شروع سے آخیر تک لالہ بشنداس صاحب پوری ایم۔ اے سے مدد لی ہے۔ جنہوں نے زبان
سنسکرت میں دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور سے امتحان ایم۔ اے پاس کیا ہے اور
بعد ازاں ایک سال تک آریہ گرنتھوں کی تعلیم بھی اسی کالج میں پاتے رہے ہیں جو
مسائل یا مشکلات ہم دونوں سے حل نہیں ہو سکے۔ اُنہیں پنڈت راجا رام صاحب
پروفیسر آف سنسکرت دیانند کالج سے حل کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور آریہ پر
تی ندھی سبھا کے حکم سے انہیں کے ساتھ اس کتاب کی اوّل سے آخر تک نظر ثانی
کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ترجمہ صحیح ہے اور مصنف کے
مقصد کا پورا مظہر ہے۔

اس ترجمہ میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب کا حتی الوسع لفظی اور بامحاورہ ترجمہ
کیا جائے۔ اور اس مشکل کام کو سرانجام دینے کے لیے اُردو زبان کے صرف و نحو کے مطابق
اظہار مطلب کی غرض سے بہت سے الفاظ اور جملے اپنی طرف سے کتاب میں ڈالنے
پڑے ہیں۔ اصلی کتاب میں بہت سے معترضہ جملے ہیں۔ کہ اُن کے خلط ملط ہو جانے سے
نفس مضمون سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اس لئے ناظرین کی سہولت کیلئے تمام معترضہ جملوں
اور اُن الفاظ یا عبارتوں کو جو اظہار مطلب یا محاورۂ اُردو درست کرنے کی غرض سے
ہم نے اپنی طرف سے لکھے ہیں۔ خطوط وحدانی میں لکھدیا ہے۔

اصل کتاب سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ شاستروں کے جو حوالے درج کئے ہیں۔ اُن کے
نیچے انکے معنے کونسے ہیں۔ اور ان پر سوامی جی کا اپنا بیان کونسا ہے۔ اس ترجمہ
میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ عام شائقین کو شاستروں کے حوالوں کے معنی اور ان
پر سوامی جی کی اپنی رائے علیحدہ علیحدہ معلوم ہو جائے۔ اسی غرض سے یا تو عبارت میں
ایک دو وغیرہ ہندسے لگائے گئے ہیں۔ کہ جن سے معلوم ہو یہ کون سے شلوک سوتر
یا منتر کا ارتھ ہے یا ارتھ ختم ہونے پر نیا پیرا (فقرہ) شروع کر دیا گیا ہے۔ اور ایسے
موقعوں پر کہ جہاں ارتھ اور سوامی جی کی اپنی رائے ملی جلی

سوامی جی کی رائے کو خط وحدانی میں کر دیا گیا ہے تاکہ اُن کی رائے اور منتر شلوک یا سوتروں کے انتھ عام شائقین کو علیحدہ علیحدہ معلوم ہو جائیں۔

جس شلوک، سوتر یا منتر کے صحیح معنی اصل کتاب سے سمجھ میں نہیں آئے دوسری مستند کتابوں کو دیکھ بھال کر انہیں حل کیا گیا ہے۔ اور اردو زبان کے محاورے کے مطابق عبارت لکھنے اور نفس مضمون کے ادا کرنے کی خاطر بعض جگہ کتاب کی عبارت کو آگے پیچھے کر دیا گیا ہے لیکن اس امر کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ کہ تمام لفظوں کا صحیح ترجمہ ہو جائے اور اصل مضمون میں مداخلت نہ ہو۔ فصیح اور صحیح اُردو ترجمہ کرنے کی خاطر ایسی ایسی تبدیلیوں کا کرنا ضروری تھا۔

کتاب میں اکثر مقامات پر کسی امر کو زیادہ واضح کرنے کی غرض سے اپنی طرف سے نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور ایسے حوالوں کا ترجمہ بھی نوٹوں میں دیا گیا ہے جو اصل کتاب میں بجنسہ دے دیئے گئے ہیں۔ مگر اُنکا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

اس ترجمہ میں کئی ایک مقاموں پر فارسی اور اُردو زبانوں کی ایسی ضرب المثلیں دی گئیں ہیں۔ جو مصنف کی منشا کے عین مطابق ہیں۔ اور جن سے لمبا ترجمہ ہونیکے بجائے مختصر مگر زیادہ واضح اور موثر طریق سے مصنف کا مطلب پورا پورا ظاہر ہوتا ہے۔

بارھواں باب جین اور بُدھ مذہب کے بیان میں ہے۔ اس میں اس قدر اصطلاحات بھری ہیں۔ کہ اُنکا ترجمہ بُدھ اور جین مذہب سے پوری پوری واقفیت ہوئے بغیر کرنا بہت مشکل ہے۔ جہاں تک ممکن ہوا قریباً تمام اصطلاحوں کا ترجمہ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اصطلاحات بھی دی گئی ہیں۔ تاکہ کسی کو ترجمہ میں شک نہ ہو۔ باوجود اسقدر سخت محنت کے اگر کسی اصطلاح کا مطلب ٹھیک ادا نہ ہوا ہو۔ تو جو صاحب اس سے مطلع کرینگے۔ مترجم کو ممنون فرماوینگے۔

تیرھویں باب میں بائبل سے جو آیتیں دی گئی ہیں۔ اُن کا ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ امریکن مشن پریس لدھیانہ کی مطبوعہ بائبل سے جو ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی تھی آیتیں نقل کی گئی ہیں۔ تاکہ عیسائی عزالفظی بحث میں پڑ کر یہ نہ کہیں کہ آیتیں غلط لکھی گئی ہیں۔ اور ساتھ ہی

اسکے ان آیتوں کا اُس بائیبل کیساتھ مقابلہ کیا گیا ہے۔ جو ۱۸۵۵ء میں ارفن پریس میں بمقام مرزاپور شائع ہوئی تھی۔ ان دونو بائیبلوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کے پُرانے اور نئے ترجموں میں عبارت اور لبسا اوقات مضمون کا فرق ہے جس جگہ صرف عبارت کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مگر نفس مضمون کا نہیں وہ عبارت تو نظرانداز کر دی گئی ہے۔ اور جہاں مطلب میں بھی کم وبیش فرق معلوم ہوا ہے وہاں پرانے ترجمہ کی عبارت وخط وحدانی میں لکھ دی گئی ہے تاکہ عام شائقین اس سے فائدہ اٹھائیں اور جو عبارت بائیبل کے نئے ترجمہ میں زائد ہے۔ اُس پر صرف ایک خط کھینچ دیا گیا ہے ؎

چودھویں باب میں قرآن مجید کی اصلی آیتیں بھی دیگئی ہیں۔ اور اُن کے ترجمہ کو دوسرے اردو انگریزی ترجموں کیساتھ مقابلہ کرکے صحیح کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعض مقاموں پر اہل اسلام کی اپنی رائیں قرآن کی تعلیم کے خلاف درج کر دی گئی ہیں۔

بائیبل اور قرآن پر جو مضامین اصل کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ اُن میں عبارت کے سلسلے کا بہت ہی کم خیال رکھا گیا ہے۔ جو نیا خیال مصنف کے خیال میں آیا اُسے اُنہوں نے بلا سلسلہ لکھدیا ہے۔ اسلئے ان دونو بابوں کا لفظی اور ساتھ ہی بامحاورہ ترجمہ ہونا مشکل تھا۔ اس تکلیف کو محسوس کرکے ان دونو بابوں کے ترجمے میں لفظوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ مصنف کے مطلب کو سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں ظاہر کر دیا گیا ہے ؎

اصل کتاب میں انجیل اور قرآن مجید کی آیتوں کے حوالے بہت جگہ غلط دیئے گئے ہیں۔ ان سب کو بڑی محنت اور تحقیقات سے درست کر دیا گیا ہے ؎

اس خیال سے کہ کتاب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ کتاب کے کل مضامین کو انگریزی طریق پر فقروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

سارے ترجمہ میں سنسکرت کی اصطلاحات کے موزوں اور مترادف الفاظ عربی اور فارسی زبانوں سے نکال کر اصل الفاظ کے ساتھ خط وحدانی میں لکھدیئے ہیں تاکہ وہ لوگ جنہیں ہندی یا سنسکرت کی مذہبی اصطلاحات سے ذرا بھی مس نہیں وہ اس کتاب کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ سکیں ؎

کتاب کا ترجمہ چوتھی ایڈیشن سے کیا گیا ہے اور اس کا مقابلہ دوسری ایڈیشن سے بھی کر لیا گیا ہے۔ اور اسی کے رو سے کتاب کی ترتیب رکھی گئی ہے۔ ہاں جہاں چوتھی ایڈیشن میں ترتیب دوسری ایڈیشن سے عمدہ پائی گئی ہے۔ وہاں اس ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اب اس ترجمہ کی نظر ثانی تیرھویں ایڈیشن سے کی گئی ہے ؛

اس کتاب کے سارے ترجمے کو ایسے شخصوں نے دیکھ لیا ہے۔ جن کا ہاتھ ملک پنجاب کی درسیہ اُردو کتب میں بہت سا ہے اور جنکی ہمت اور توجہ سے تمام درسی کتب کیا سرکاری کیا دوسری اپنے اس جوبن میں ہیں۔ کہ دوسرے ممالک کی تمام درسیہ کتب کو مات کر رہی ہیں۔ اس لحاظ سے بلا شبہہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ترجمہ اس قسم کا ہے جس سے اہلِ اسلام اہلِ نصارا اور اہل عملہ اچھی طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کُل ترجمہ کی طرز اور بندش اس کے بہت سے مقامات کو آگے پیچھے کرنا اسکیلئے اصطلاحات کا ڈھونڈھنا اور انہیں موقع بموقع رکھنا اور بہت سی باتیں جنکا مفصل ذکر کرنا محال ہے۔ اس قسم کی ہیں کہ محض ترجمہ کی حد میں ہی محدود نہیں ہیں بلکہ اصل کتاب کو ایک خوبصورت لباس پہنانے کا باعث ہیں ؛

جس محنت اور صرف زر کثیر سے یہ ترجمہ تیار کیا گیا ہے۔ وہ تو شائقین پر ظاہر ہی ہے ترجمہ کے صحیح اور بامحاورہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ تاہم بمصداق اس قول کے کہ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان۔ اگر کوئی صاحب کسی جگہ کچھ نقص دیکھیں تو اگرچہ اس قول کے موجب طعنہ زنی سے باز رہیں۔ مگر عیوب ترجمہ کو اپنے دل میں نہ لئے رہیں۔ بلکہ آگاہی بخشیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی اصلاح ہو سکے ؎

بہوش گر بخطائے رسی وطعنہ مزن ۔۔۔ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

— رادھا کشن مہتہ

اوم

آنند پرماتما کو نمسکار ہو



महर्षि स्वामी दयानन्द सरस्वती

کتاب کا ترجمہ چوتھی ایڈیشن سے کیا گیا ہے اور اس کا مقابلہ دوسری ایڈیشن
ہے۔ اور اسی کے رو سے کتاب کی ترتیب رکھی گئی ہے۔ ہاں جہاں
میں ترتیب دوسری ایڈیشن سے عمدہ پائی گئی ہے۔ وہاں اس
اس ترجمہ کی نظر ثانی تیرھویں ایڈیشن

اوم

سچدانند[1] پرماتما کو نمسکار ہو

دیباچہ

پہلے ستیارتھ پرکاش کی زبانی (۱)

پہلے ہی پہل جب میں نے یہ کتاب ستیارتھ پرکاش تصنیف کی تھی۔ اس وقت اور اس سے پہلے بولنے اور پڑھنے پڑھانے میں سنسکرت ہی کا استعمال کرتا تھا۔ اور مادری زبان گجراتی ہونے کی وجہ سے مجھ کو ہندی زبان میں خاص مہارت نہ تھی۔ اس لئے زباندانی کے لحاظ سے عبارت غلط لکھی گئی تھی اب (ہندی) زبان بولنے اور لکھنے کی مشق ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو بھاشا کی ویاکرن (صرف و نحو) کے مطابق درست کر کے دوسری دفعہ شائع کیا ہے (اس میں) کہیں کہیں لفظوں۔ جملوں اور جملوں کی ترتیب میں فرق پڑ گیا ہے۔ جس کا ہونا مناسب تھا۔ کیونکہ اس فرق کے بغیر زبان کے محاورہ میں اصلاح ہونی مشکل تھی۔ لیکن مطلب میں بالکل فرق نہیں آیا۔ بلکہ مضمون میں تو ازدیادی کی گئی ہے۔ ہاں جو پہلی دفعہ چھپائی میں کہیں کہیں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اُن کی درستی کر دی گئی ہے۔

کتاب کے دو حصے اور چودہ باب (۲)

یہ کتاب چودہ بابوں میں منقسم ہے۔ اس میں سے پہلے پورباردھ (پہلے حصے) میں دس باب۔ اُتراردھ (دوسرے حصے) میں چار باب رکھے ہیں۔ لیکن آخری دو باب اور آخیر میں اپنا اعتقاد کسی باعث سے پہلی دفعہ

[1] ست چت۔ آنند۔ حق بالذات۔ علم بالذات۔ مسرور بالذات (مترجم)

شائع نہیں ہو سکا۔ اس دفعہ یہ بھی شائع کئے گئے۔ **پہلے باب** میں اومکار وغیرہ ایشور
کے ناموں کی تشریح ہے۔ **دوسرے باب** میں اولاد کی تعلیم و تربیت **تیسرے**
باب میں برہمچریہ پڑھنے پڑھانے کے طریق مستند اور غیر مستند کتب کی تشریح اور پڑھنے پڑھانے
کا قاعدہ **چوتھے باب** میں بیاہ اور گرہست آشرم کا بیان **پانچویں باب** میں بان
پرستھ اور سنیاس آشرم کا طریق **چھٹے باب** میں راج دھرم (طریق حکومت) کا
بیان **ساتویں باب** میں وید اور ایشور کا بیان **آٹھویں باب** میں کائنات کی
پیدائش قیام اور فنا (کا ذکر) **نویں باب** میں ودّیا۔ اودیا۔ بندھ اور موکش (نجات)
دسویں باب میں آچار (اوامر) اناچار (نواہی) اور بھکش (حلال) ابھکش (حرام) کے بارہ میں بحث **گیارہویں باب**
آریہ ورت کے مختلف مذہبی فرقوں کا کھنڈن منڈن۔ **بارہویں باب** میں چارواک۔ بدھ اور جین
مت کا بیان **تیرھویں باب** میں عیسائی مذہب کا بیان **چودھویں باب** میں
مسلمانوں کے مذہب کا بیان ہے۔ اور چودہ بابوں کے اختتام پر آریوں کے سناتن (قدیمی)
وید وکت دھرم کی خصوصیت سے تشریح کی ہے۔ جسکو میں بھی ویسا ہی مانتا ہوں۔

کتاب کی تصنیف کا مقصد (۳)

اس کتاب کی تصنیف سے میرا اصلی مقصد صداقت کا اظہار ہے یعنی
جو سچائی ہے اُس کو سچائی اور جو جھوٹ ہے اُس کو جھوٹ ہی بیان کرنا
میں نے راستی کا اظہار سمجھا ہے۔ سچ کی جگہ جھوٹ اور جھوٹ کی جگہ سچ کا اظہار کرنا
صداقت نہیں ہے۔ بلکہ جو بات جیسی ہے اُسے ویسا ہی کہنا لکھنا اور ماننا ہی صداقت
ہے۔ جو آدمی متعصب ہوتا ہے وہ اپنے جھوٹ کو بھی سچ اور دوسرے مخالف مذہب
کے معتقد کے سچ کو بھی جھوٹ ثابت کرنے میں مستعد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ صداقت
کو حاصل نہیں کر سکتا۔ پس عالموں اور راستبازوں کا یہی اعلےٰ فرض ہے۔ کہ تحریر
و تقریر (اپدیش یا وعظ) کے ذریعہ سب لوگوں کے سامنے سچ جھوٹ کی ماہیئت
ظاہر کر دیں۔ تاکہ وہ خود بخود اپنا بھلا بُرا سمجھ کر صحیح معنوں کو اختیار اور غلط معنوں کو
ترک کر کے ہمیشہ خوش رہیں۔ انسان کا آتما سچ جھوٹ کو جاننے والا ہے۔ تو بھی اپنے مطلب

برآری۔ ہٹ دھرمی۔ ضد اور جہالت وغیرہ برائیوں کی وجہ سے سچائی کو چھوڑ کر جھوٹ کی طرف جھک جاتا ہے۔ لیکن اس کتاب میں ایسی کوئی بھی بات درج نہیں۔ کہ جس سے کسی کا دل دکھانے یا کسی کو ضرر پہنچانے کا مدعا ہو۔ بلکہ نوع انسان کی ترقی اور بھلائی ہی مدنظر رکھی ہے۔ تاکہ صدق اور کذب میں تمیز کر کے انسان سچ کو اختیار اور جھوٹ کو ترک کرے۔ کیونکہ راستی کی ہدایت کے بغیر اور کچھ بھی نوع انسان کی ترقی کا باعث نہیں ہے۔

نکتہ چینی اور میں (۴) — اس کتاب میں اگر کہیں سہواً یا صحت کرتے وقت کوئی غلطی رہ جائے۔ تو اس کے معلوم ہونے پر اسے درست کر دیا جائیگا۔ اگر کوئی شخص تعصب کی راہ سے فضول اعتراض یا نکتہ چینی کریگا۔ تو اس پر کچھ توجہ نہ دی جائیگی۔ ہاں اگر وہ نوع انسان کا خیر خواہ ہو کر کچھ بتا دیگا۔ تو سچ ہونے پر تسلیم کیا جاویگا۔

صدق اور کذب میں (۵) — آج کل ہر ایک مذہب میں بہت سے علماء ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ تعصب چھوڑ کر عالمگیر اصول اختیار کریں۔ یعنی جو باتیں سب کے لئے قابل تسلیم اور ہر مذہب میں سچی (یکساں) ہیں۔ ان کو مانیں اور جو باتیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ ان کو ترک کر کے آپس میں محبت سے برتاؤ رکھیں۔ تاکہ دنیا کو پورا فائدہ پہنچے کیونکہ علماء کی باہمی مخالفت سے جہلا میں مخالفت بڑھکر کئی طرح دکھ کی زیادتی اور سکھ کی کمی ہوتی ہے۔ سکھ کی اس کمی نے جو کہ خود غرضوں کو پسند ہے۔ سب کو دکھ کے سمندر میں ڈبو دیا ہے۔ اگر کوئی رفاہ عام کے کام میں کمربستہ ہوتا ہے۔ تو خود غرض لوگ مخالفت کرنے پر مستعد ہو کر کئی طرح کی رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ لیکن بقول

सत्यमेव जयते नानृतम सत्येन, पन्था विततो देव यानः

ہمیشہ راستی کی فتح اور جھوٹ کی نہیں۔ سچائی سے ہی علما کا مارگ (طریق) وسعت پکڑتا ہے۔ ایسا پختہ اعتقاد رکھ کر لوگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حق پسند اظہار حق سے کبھی باز نہیں رہتے۔ یہ امر مطلقاً یقینی ہے۔ کہ

यत्तदग्रे विषमिव परिणामे ऽमृतोपमम्।

(یہ گیتا کا قول ہے) اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حصول علم اور دھرم کے کام شروع میں زہر کے مانند ہوتا ہے۔ اور بعض ازاں آب حیات کی طرح۔ اسی اصول کو مدِ نظر رکھ کر میں نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے۔ سُننے یا پڑھنے والے بھی پہلے شوق سے اس کتاب کا ٹھیک ٹھیک مطلب جان لیں۔ اور پھر اسپر مناسب عمل کریں۔

سچ اور جھوٹ کی تمیز (۶)

اس کتاب کی تصنیف میں یہ بات مدِ نظر رکھی گئی ہے۔ کہ جو باتیں سب مذاہب میں سچی ہیں۔ وہ سب کے غیر مخالف ہونے کی وجہ سے تسلیم کی گئی ہیں۔ اور جو باتیں (مختلف) مذاہب میں جھوٹی ہیں۔ اُن کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ مختلف مذاہب کی پوشیدہ یا ظاہر بُری باتیں عالم اور اَن پڑھ سب خاص و عام کے سامنے پیش کردی گئی ہیں۔ تاکہ سب آپس میں سوچ بچار کر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے ایک ہی سچے دھرم کو قبول کریں۔

مذہبی تحقیقات میں دنیا بھر کے مذاہب سے یکساں سلوک (۷)

گو میں ملک آریہ ورت میں پیدا ہوا۔ اور اسی میں رہتا ہوں تو بھی تعصب سے پاک ہوکر جس طرح اس ملک کے مذاہب کی جھوٹی باتوں کا مناسب اظہار کرتا ہوں۔ ویسے ہی غیر ممالک کے مذاہب کے ساتھ میرا برتاؤ ہے۔ جیسا اپنے ہموطنوں کے ساتھ انسانی ترقی کے لحاظ سے برتاؤ رکھتا ہوں ویسا ہی غیر ممالک والوں کے ساتھ بھی۔ اور ایسا ہی ہر ایک حق پسند کو کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میں بھی اگر کسی ایک مت کا طرفدار ہوتا۔ تو آج کل کے لوگوں کیطرح اپنے ہی مذہب کی تعریف و تائید اور اشاعت کرتے ہیں اور اَور مذاہب کی مذمت کرکے اُن کو زک پہنچانے اور نیست و نابود کرنے کے لئے تیار رہتا۔ لیکن ایسی باتیں انسانیت سے بعید ہیں۔ کیونکہ جس طرح حیوان زور آور ہوکر کمزوروں کو تکلیف پہنچاتے اور مار بھی ڈالتے ہیں۔ اُسی طرح انسان اگر جامۂ انسانیت پہننے کے باوجود ویسی ہی خاصیت ظاہر کرے تو وہ انسان نہیں۔ بلکہ حیوان کے مانند ہے۔ اور جو طاقتور ہوکر کمزوروں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہی انسان کہلاتا ہے۔ اور جو خود غرضی کے بس ہوکر دوسرے کا نقصان کرتا رہتا ہے۔ وہ گویا حیوانوں کا بھی بڑا بھائی ہے۔

آریہ ورت کے مختلف مذاہب (۸) آریہ ورت کے باشندوں کے بارے میں خاص کر گیارہویں باب تک لکھا ہے۔ ان بابوں میں جو کچھ مذہب حقیقی (ست مت) ظاہر کیا ہے۔ وہ وید وکت ہونے سے (وید کے مطابق) مجھے ہمیشہ قابل تسلیم ہے اور جدید پران تنتر وغیرہ کتب کی جن باتوں کی تردید کی گئی ہے۔ وہ ترک کرنے کے قابل ہیں۔

چارواک (۹) بارہویں باب میں چارواک کے مت کا بیان ہے۔ وہ اسوقت ردّی اور کمزور حالت میں ہے۔ لیکن یہ مذہب ایشور کی ہستی سے منکر ہونے میں بودھ جین (مذاہب) کے ساتھ بہت ملتا جلتا ہے۔ سب سے بڑھ کر دہریہ پن چارواک میں ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم کا روکنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر جھوٹی بات کو نہ روکا جائے تو دنیا میں بہت سی خرابیاں نمودار ہو جائیں۔ چارواک کا عقیدہ اور اسی طرح بودھ اور جین مت کا عقیدہ بارہویں باب میں اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

بودھ اور جین مت (۱۰) بودھوں اور ایسے ہی جینیوں کا بھی چارواک مت (مذہب) کے ساتھ بہت کچھ اتفاق ہے۔ اور کچھ تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ اور جین مذہب بھی بہت سے پہلوؤں میں چارواک اور بودھوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ اور کئی ایک باتوں میں صرف تھوڑا سا فرق ہے۔ اس لئے جینیوں کی علیحدہ شاخ گنی جاتی ہے وہ اختلاف بارہویں باب میں لکھ دیا گیا ہے۔ مناسب طور پر وہی سمجھ لینا۔ بودھ اور جین مت کا آپس میں جو فرق ہے۔ وہ بھی بارہویں باب میں دکھلایا گیا ہے۔

بودھوں کی مذہبی کتب (۱۱) ان ہر سہ مذاہب میں سے بودھوں کے دیپ ونش وغیرہ قدیمی کتب میں سے بودھ مت کا بیان **بودھ مت سنگرہ اور سرب درشن** سنگرہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ وہی یہاں بیان کیا گیا ہے۔

جینیوں کی مذہبی کتب (۱۲) جینیوں کے مذہبی عقائد کی مندرجہ ذیل کتب ہیں۔ جن میں سے یہ چار مول سوتر ہیں (۱) آدشیک سوتر (۲) وشیش آدشیک سوتر (۳) دش ویکالک سوتر (۴) پاکشک سوتر (دوم) گیارہ انگ جیسے (۱) آچار

انگ سُوتر (۲) سگڑا انگ سُوتر (۳) ٹھانانگ سُوتر (۴) سمواپانگ سُوتر (۵) بھگوتی سُوتر (۶) گیاتا دہرم کتھا سُوتر (۷) اُپاشک دشا سُوتر (۸) انتگڈو دشا سُوتر (۹) انترودوائی سُوتر (۱۰) وپاک سُوتر اور (۱۱) پرشن بیاکرن سُوتر (سوم) بارہ اُپانگ جیسے (۱) اُپ وائی سُوتر (۲) رائپ سینی سُوتر (۳) جیوابی گم سُوتر (۴) پلونا سُوتر (۵) جمبودیپ پلنتی سُوتر (۶) چند پنتی سُوتر (۷) سورپنتی سُوتر (۸) نرپاولی سُوتر (۹) کپپ بیا سُوتر (۱۰) کپ برٹیبا سُوتر (۱۱) پوپپا سُوتر (۱۲) پپلچو لیا سُوتر (چہارم) پانچ کلپ سوتر جیسے (۱) اُترادھیسن سوتر (۲) نشیتھ سُوتر (۳) کلپ سُوتر (۴) بیوہار سُوتر (۵) جیت کلپ سُوتر (پنجم) چھ چھید جیسے (۱) مہانشیتھ برہدواچنا سُوتر (۲) مہانشیتھ لگھوواچنا سُوتر (۳) مدھیم واچنا سُوتر (۴) پنڈنرکتی سُوتر (۵) اوگھہ نروکتی سُوتر (۶) پریوشنا سُوتر (ششم) دس پئیا سُوتر جیسے (۱) چتیس سرن سوتر (۲) پنچ کھان سُوتر (۳) تندل ویے بالک سُوتر (۴) بھگتی پرمی گیان سُوتر (۵) مہاپرتیا کھیان سُوتر (چندا وجے سُوتر (۷) گنی وجے سُوتر (۸) مرن سمادھی سُوتر (۹) دیوندرستون سُوتر (۱۰) سنسار سُوتر اور علاوہ اِس کے نندی سُوتر اور یوگودھار سُوتر بھی مستند مانتے ہیں (ہفتم) پنچانگ یعنی (۱) مندرجہ بالا سب کتب کی ٹیکا (تشریح) (۲) نروکتی (۳) چرنی (۴) بھاشیہ۔ یہ چار اُدیو (تشریح) اور سب مول (اصلی کتب) ملکر پنچانگ کہلاتی ہیں۔ ان میں سے ڈھونڈیا (فرقے والے لوگ) اولیوں کو نہیں مانتے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں کہ جن کو جینی لوگ مانتے ہیں۔ ان کے عقائد پر بحث بارہویں باب میں دیکھ لیجئے۔

جینی ایسی دھرم پُستکوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں (۱۳)

جینیوں کی کتب میں لاکھوں نقص اس قسم کے ہیں کہ ایک بات کو مکرر سہ کرر بیان کیا گیا ہے۔ ان کی یہ بھی عادت ہے کہ ان کی جو کتاب دوسرے مذہب والوں کے ہاتھ میں ہو۔ یا دوسرے لئے شائع

گی ہو۔ اُسے اِن میں سے بعض لوگ غیر مستند کہتے ہیں۔ یہ بات اُنکی غلط ہے کیونکہ جس کو کوئی مانے اور کوئی نہ مانے وہ اس مذہب سے باہر نہیں ہو سکتی۔ ہاں جسے کوئی (بھی) نہ مانے اور نہ کبھی کسی جینی نے مانا ہو۔ تب تو ناقابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ لیکن ایسی کوئی بھی کتاب نہیں۔ جسے کوئی بھی جینی نہ مانتا ہو۔ اِس لئے جس کتاب کو جو شخص مانتا ہے۔ اُس کتاب کے متعلق کھنڈن منڈن (بحث مباحثہ) بھی اُس کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کتنے ہی لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو کسی کتاب کو مانتے اور جانتے تو ہیں۔ مگر سبھا میں یا مباحثہ میں منکر ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جین لوگ اپنی کتب کو چھپا رکھتے ہیں۔ دوسرے مذہب کے پیرو کو نہ تو دیتے ہیں۔ نہ سُناتے ہیں۔ اور نہ ہی پڑھاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں ایسی ایسی ناممکن باتیں بھری ہوئی ہیں۔ جن کا جواب جینیوں میں کوئی نہیں دے سکتا (سچ ہے) جھوٹی بات کو چھوڑ دینا ہی جواب ہے۔

مسیحی مذہب (۱۴) تیرہویں باب میں عیسائیوں کے مذہب کا بیان ہے۔ یہ لوگ بائیبل کو اپنی مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ان کا خاص تذکرہ اُسی تیرہویں باب میں دیکھئے

اسلام (۱۵) چودہویں باب میں مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ لوگ قرآن کو اپنے مذہب کی بنیادی کتاب مانتے ہیں۔ ان کا بھی خاص بیان چودہویں باب میں دیکھیئے۔

ویدک دھرم (۱۶) اس کے بعد ویدک دھرم کے متعلق لکھا ہے۔

جو شخص اس کتاب کو ایسے ارادہ سے دیکھیگا۔ جو مصنف کے مقصد کے خلاف ہے۔ اس پر کچھ بھی مطلب واضح نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی کلام کے معنے سمجھنے میں چار ہی وجوہات ہوتی ہیں۔ آکانکشا (مطالبہ) یوگیتا (قابلیت) آستتی (جملے میں الفاظ کی بندش) اور تاتپریہ (مدعا) جب ان چاروں باتوں کو مدنظر رکھ کر کوئی شخص کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے۔ تب ہی اُس پر کتاب کا مطلب پُورا پورا کھلتا ہے (اب اِن چاروں وجوہات کی ذرا تشریح کی

جاتی ہے۔

آکانکشا۔ کسی مضمون میں متکلم اور کلام کے اجزا ہیں جو باہم تعلق ہوتا ہے اُس کو ظاہر کرنے کے لئے لفظوں کی ایک گونہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسکو آکانکشا کہتے ہیں

یوگیتا۔ اُسے کہتے ہیں۔ جس سے کسی امر کا وقوع میں آنا (ممکن) ہو مثلاً پانی سے سینچنا۔

آستی۔ جس لفظ کے ساتھ کسی لفظ کا تعلق ہو۔ اُس کے ساتھ اُس لفظ کو بولنا یا لکھنا۔

تاپتریہ (نفسِ کلام) متکلم یا کلام یا اُس کی تحریر جس سے متعلق ہو۔ اس قول یا تحریر کو اُسی پر لگانا۔

تحقیق حق میں رکاوٹ بہت سے ضدی متعصب لوگ (ایسے) ہوتے ہیں۔ جو متکلم کے مدعا کے برعکس تحویل کر لیا کرتے ہیں۔ خاصکر اہلِ مذاہب۔ کیونکہ مذہبی تعصب سے اُن کی عقل تاریکی کے پردہ میں آکر دُور ہو جاتی ہے۔ اِس لئے جیسا میں پُران جینیوں کی کتب۔ بائبل اور قرآن کو پہلے ہی بُری نگاہ سے نہ دیکھ کر اُن میں سے بھلی باتوں کو تسلیم اور بُری باتوں کو ترک کرتا ہوں۔ اور جس طرح نوع انسان کی ترقی کے لئے کوشش کرتا ہوں۔ ویسا ہی سب کو کرنا واجب ہے

مذاہب کے نقائص ظاہر کرنیکا مدعا (۱۹) اِن مذاہب کے تھوڑے سے ہی نقص ظاہر کئے ہیں۔ جنکو دیکھ کر انسان سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔ اور سچ کو اختیار اور جھوٹ کو ترک کرنے کروانے والے کے قابل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک جماعت کے (لوگوں کو) بہکا کر دوسری جماعت کا دشمن بنا کر لڑانا عالموں کے طریق سے بعید ہے۔

عقلمند مصنف کا منشا سمجھ لیں (۲۰) اگرچہ اس کتاب کو دیکھ کر جاہل لوگ کچھ اور ہی خیال کرینگے۔ مگر عقلمند اُسکا پورا مطلب سمجھ لیں گے۔ اِسلئے میں اپنی

محنت کو سپھل (بارآور) سمجھتا ہوں - اور اپنا مدعا سب صاحبان کے پیش کرتا ہوں - وہ اِسے دیکھ اور دکھلا کر میری محنت کو سپھل کریں - پس اس طرح تعصب سے پاک ہو کر ستیارتھ (سچے معانی) کا پرکاش (اظہار) کرنا میرا اور (اور) سب صاحبوں کا عین فرض ہے -

ایشور سے پرارتھنا سروآتما (ہر جا موجود) سرب - انترجامی - سچدانند پرماتما اپنے فضل سے اس مقصد کو عام لوگوں میں پھیلائے - اور ہمیشہ قائم رکھے - (دانشمندوں کے سرتاج اعلےٰ لوگوں کی خدمت میں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں)

مقام
مہاراناجی کا اودے پور
(ماہ بھادوں)
شکل پکش سمت ۱۹۳۹

(سوامی)
دیانند سرستی

اوم

ستیارتھ پرکاش

پہلا حصہ

ویدک زمانے کے دہرم۔ ورن آشرم۔ تعلیم۔ رسوم پیدائش کائنات۔ اچار۔ اناچار۔ طرزِ حکومت۔ ایشور اور وید ودیا۔ اودیا۔ بندھ۔ موکش وغیرہ کے بیان ہیں!

پہلا باب

پرمیشور کے ایک سو (۱۰۰) نام

ओम् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्य्यमा। शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः॥ नमो ब्रह्मणे नमस्ते वायो

त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि । त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मामवतु तद्वक्तारमवतु । अवतु मामवतु वक्तारम् ॥ ओम् शान्तिश्शान्तिश्शान्तिः ॥ १ ॥

تیتری اُپنشد شانتی پاٹھ

اوم کی تشریح معنی (اوم) ओ३म् یہ لفظ اونکار پرمیشور کا سب سے افضل نام ہے کیونکہ وہ تین حرفوں (ا)، उ (اُ)، اور म (م) ا سے مل کر بنا ہے۔ اور صرف اسی ایک نام میں پرمیشور کے بہت سے نام آجاتے ہیں۔ مثلاً حرف अ (اَ) اکار (وراٹ اگنی اور وشو وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے۔ उ (اُ) اوکار ہرنیہ۔ گربھ۔ وایو اور تیجس وغیرہ کو (م) म مکار ایشور۔ آدتیہ اور پراگیہ وغیرہ ناموں کو

موقعہ اور محل کے مطابق لفظ کے معنی لینے چاہئیں وید وغیرہ ست شاستروں میں اسکی مفصل تشریح اس طرح کی گئی ہے۔ کہ حسب موقعہ یہ سب نام پرمیشور کے ہی نام ہیں۔

سوال۔ پرمیشور کے علاوہ اور معنوں میں وراٹ وغیرہ نام کیوں مستعمل نہیں ہا برہمانڈ (کائنات)، زمین وغیرہ بھوت (مخلوقات) اندر وغیرہ دیوتا اور علم طبابت میں سونٹھ ادویہ بھی ان الفاظ (وراٹ) وغیرہ کے معنی ہیں یا نہیں؟ **جواب** ہیں لیکن ایشور کے بھی ہیں۔ **سوال** صرف دیوتاؤں کے معنوں میں ان الفاظ کا آنا مانتے ہو یا نہیں؟ **جواب** آپ کے ایسا ماننے میں کیا سند (پرمان) ہے۔ **سوال** دیوتا سب پرسدھ (مشہور) اور افضل بھی ہیں۔ اس لئے (ان ناموں سے) وہی سمجھتا ہوں **جواب**۔ کیا پرمیشور پرسدھ نہیں ہے؟ اور کیا اس سے کوئی افضل تر بھی ہے؟ پھر یہ نام پرمیشور کے بھی کیوں نہیں مانتے؟ جب پرمیشور پرسدھ ہے اور اس کے برابر کوئی بھی نہیں۔ تو اس سے کوئی اور کیونکر افضل ہوسکیگا؟ اس لئے آپ کا یہ کہنا درست نہیں۔ کیونکہ آپ کے ایسا کہنے پر بہت سے اعتراض ہوسکتے ہیں جیسے کوئی

"उपस्थितं परित्यज्यानुपस्थितं याचत इति बाधितन्यायः"

موجودہ چیزوں کو چھوڑ کر غائب کی طلب کرے"۔ جیسے سنسکرت میں" باوت نیائے" کہتے ہیں۔ کسی نے کسی کے لئے کھانا رکھ کر کہا۔ کہ تناول کیجئے۔ اگر مخاطب اُس کو چھوڑ کر غیر موجود کھانے کے لئے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔ تو اُسے عقلمند نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ موجودہ چیز کو چھوڑ کر غائب یعنی میسر چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے جیسا وہ آدمی عقلمند نہیں۔ ویسے ہی آپ کی بات ہے۔ کیونکہ آپ اُن ورات وغیرہ ناموں کے جو اظہر من الشمس پرمیشور اور برہمانڈ وغیرہ (کے نام ہیں) مستعمل (حاضر) معنوں کو ترک کر کے ناممکن اور غیر مستعمل (غائب) دیوتاؤں کے معنوں کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی سند یا دلیل نہیں۔ اگر آپ ایسا کہیں کہ جہاں جیسا موقعہ ہو۔ ویسا ماننا مناسب ہے۔ مثلاً کسی نے کہا اُے غلام سیندھو[۱] لے آ۔ اسوقت ایسے (غلام کو) موقعہ کا خیال کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ سیندھو دو چیزوں کا نام ہے۔ ایک گھوڑے کا دوسرا نمک کا۔ اگر اس کے آقا کی سواری کا وقت ہو۔ تو گھوڑا۔ اور کھانے کا وقت ہو۔ تو نمک لانا مناسب ہے۔ اور اگر سواری کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لے آوے۔ تو اسکا آقا اُسپر خفا ہو کر کہیگا۔ کہ "تو بیوقوف آدمی ہے۔ سواری کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لانے سے کیا مطلب تھا۔ تو موقع شناس نہیں ہے۔ نہیں تو جس وقت جس چیز کو لانا چاہیئے تھا۔ اُسی کو لانا۔ تجھے موقعہ کا خیال رکھنا لازم تھا۔ جو تو نے نہیں کیا۔ اس لئے تو نادان ہے۔ میرے پاس سے چلا جا"۔ اس سے کیا ثابت ہوا۔ کہ جہاں جن معنوں

---

[۱] سیندھو سنسکرت لفظ ہے۔ اس کے دو معنی ہیں ایک گھوڑا دوسرا نمک۔ یہ دونو معنی حسب موقعہ مستعمل ہوتے ہیں جیسا آگے دی ہوئی مثال سے ظاہر ہے۔ اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب ایک لفظ کے بہت سے معنی ہوں۔ تو اُن سے کسی خاص معنی کو موقعہ کے مطابق لینا چاہیئے۔ مثلاً فارسی کے مشہور شعر "رفتم بسوئے دریا دیدم عجب تماشا۔ کشتی دردل دریا دریا دردل کشتی" کے دوسرے فقرے میں پہلا لفظ دریا بمعنی ندی۔ اور دوسرا دریا بمعنی ملاح مسلسلے بامستعمل ہوا ہے (مترجم)

کا لینا مناسب ہو۔ وہاں وہی معنے لینے چاہئیں۔ اسی واسطے ہمیں اور آپ سب لوگوں کو ایسا ہی ماننا اور عمل میں لانا چاہیئے۔

شاستروں میں اوم کا پرمیشور کے معنوں میں مستعمل ہونے کا ثبوت

ओ३म् खम्ब्रह्म ॥ १ ।
॥ यजुः अ० ४० । मं० १७ ॥

دیکھئے ویدوں میں ایسے ایسے موقعوں پر "اوم" وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں۔

ओमित्येतदक्षरमुद्गीथमुपासीत ॥ २ ॥ छान्दोग्य उपनिषत्
ओमित्येतदक्षरमिदꣳसर्वं तस्योपव्याख्यानम् ॥ ३ ॥ माण्डूक्य
सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपाꣳसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्य्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् ॥ ४ ॥ कठोपनिषदि [वल्ली २ । मं० १५]

प्रशासितारं सर्वेषामणीयांसमणोरपि ।
रुक्माभं स्वप्नधीगम्यं विद्यात्तं पुरुषं परम् ॥ ५ ॥
एतमग्निं वदन्त्येके मनुमन्ये प्रजापतिम् ।
इन्द्रमेके परे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम् ॥ ६ ॥
मनु० अ० १२ [श्लो० १२२ । १२३]

स ब्रह्मा स विष्णुः स रुद्रस्स शिवस्सोऽक्षरस्स परमः स्वराट्
स इन्द्रस्स कालाग्निस्स चन्द्रमा ॥ ७ ॥ कैवल्य उपनिषत् ॥
इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यस्स सुपर्णो गरुत्मान् ।
एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः ॥ ८ ॥
ऋ० मं० १ । सू० १६४ । मं० ४६ ॥

भूरसि भूमिरस्यदितिरसि विश्वधाया विश्वस्य भुवनस्य धर्त्री।
पृथिवीं यच्छ पृथिवीं दृंह पृथिवीं मा हिंसीः ॥ ६ ॥
इन्द्रो महा रोदसी पप्रथच्छव इन्द्रः सूर्य्यमरोचयत्।
इन्द्रे ह विश्वा भुवनानि येमिर इन्द्रे स्वानास इन्दवः ॥ १० ॥
प्राणाय नमो यस्य सर्वमिदं वशे। यो भूतः सर्वस्येश्वरो यस्मिन्त्सर्वं प्रतिष्ठितम् ॥ ११ ॥ अथ० का० ११। अ० २। सू० ४ मं० १ ॥

بلحاظ صفات پرمیشور کے ایک سو ناموں کی تشریح

یہاں ان حوالوں کے لکھنے کا مدعا یہ ہے۔ کہ ان کی رو سے "اوم" وغیرہ ناموں کے مقبول معنی پر ماتما ہی ہیں۔ جیسا کہ لکھ چکے ہیں دنیا میں تو مفلس وغیرہ آدمیوں کے نام "دھنپت" وغیرہ ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے پرمیشور کا کوئی نام بے معنی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ یہ نام اپنے معنوں کے لحاظ سے کہیں بلحاظ صفات اور کہیں بلحاظ کرم اور کہیں بلحاظ اصلیت پرمیشور کو ہی ظاہر کرتے ہیں۔ "اوم" وغیرہ نام بامعنی ہیں۔ جیسے

(ओ३म् खं०) अवतीत्योम् आकाशमिव व्यापकत्वात् खम् सर्वेभ्यो बृहत्वाद् ब्रह्म ॥

(۱) "او" مصدر بمعنی حفاظت کرنا ہے (۱) اوم (حفاظت کرنے والا) (۲) کھم (آکاش خلاء) کی مانند سب جگہ موجود ہونے سے "کھم" اور سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے (۳) "برھم" پرمیشور کا نام ہے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷

اوم کے پرمیشور کا نام ہونے کے شاستروں کے حوالے

(۲) جس کا نام "اوم" ہے۔ اور جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔ اُسی کی پرستش کرنی واجب ہے۔ اور کسی کی نہیں (چھاندوگیہ اُپنشد)

(۳) سب وید وغیرہ شاستروں میں پرمیشور کا اعلےٰ ترین اور ذاتی نام "اوم" ہے اس کے اور سب نام بلحاظ صفات ہیں۔ (مانڈوکیہ اُپنشد منترا)

(۴) کیونکہ سب وید سب تپسیا (دھرم کی پیروی) جس کا اظہار اور تعلیم کرتے ہیں۔ اور جس کے حصول کے خواہشمند ہو کر (لوگ) برہمچریہ آشرم کو اختیار کرتے ہیں۔ اس کا نام "اوم" ہے (کٹھ اُپنشد ولی دوم منتر ۱۵)

(۵) جو سب کا رہبر۔ لطیف سے لطیف خود منوّر (یوگ کی) سمادھی ہی میں ٹھہری ہوئی عقل سے پہچانے جانے کے قابل ہے اُس کو "پرم پرش" یعنے ایزد تعالےٰ Supreme Being جاننا چاہیئے۔ (منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۲)

(۶) اور اپنی ذات سے پرکاش مان (منوّر) ہونے کے باعث (۴) "اگنی" علم کل ہونے کی وجہ سے (۵) "منو" سب کا رازق ہونے سے پرجاپتی اور صاحب اقبال ہونے سے (۶) اندر سب کی بنائے زندگی ہونے سے (۷) پران اور برابر دیاپک (محیط کل) ہونے سے پرمیشور کا نام برہم ہے۔ (منو ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۳)

(۷) ساری کائنات کا خالق ہونے سے (۸) "برہما" سب جگہ موجود ہونے سے (۹) "وشنو" بدکرداروں کو سزا دے کر رُلانے والا ہونے سے (۱۰) "رُدر" اجر کُل اور سب کا خیر خواہ ہونے سے (۱۱) "شِو" (پرمیشور کا نام ہے) جو ہر جگہ موجود اور غیر فانی ہے وہ (۱۲) "اکشر" ہے اپنی ہستی میں جس کا ظہور ہے۔ وہ (۱۳) "سوراٹ" ہے پرلے[1] میں جو سب کال (اجل) اور کال کا بھی کال ہے اس لیئے پرمیشور کا نام (۱۴) "کالاگنی" ہے (کیولیہ اُپنشد)

---

[1] ویدوں کے مت کے مطابق ازل سے لیکر ابد تک موجودات (سرشٹی) کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور رہیگا۔ یعنے پیدائش کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد پیدائش۔ ہم نے لفظ "پرلے" ہی اصلی عبارت میں رکھا ہے کیونکہ اہل اسلام و نصاریٰ کے عقاید کے رو سے قیامت کے اور ہی معنی ہیں۔ زبان سنسکرت میں درحقیقت پرلے کے معنی کسی چیز کا اپنے اصلی حالت میں چلے جانا ہے (مترجم)

(۸) جو ایک لاثانی عین الحق (ست وستو) "برھم" ہے۔ اُسی کے اندر وغیرہ سارے نام ہیں۔ جو مادۂ وغیرہ نورانی اشیاء میں موجود ہے وہ (۱۵) "دوّیہ" جس کے اعلیٰ کرم پرورش وغیرہ کرتا ہے۔ وہ (۱۶) "سُپرن" جس کا آتما یعنی سروپ (ذات خاص) بالاترین ہے۔ یعنے جو بذاتِ خود عظیم الشان ہے۔ وہ (۱۷) "گرتمان" ہے۔ جو ہوا کے مانند لا انتہا طاقت رکھتا ہے۔ وہ (۱۸) "ماترشوا" ہے۔ اس لئے پرماتما کے دوّیہ۔ سپرن گرتمان اور ماترشوا نام ہیں۔ (رگوید منڈل اوّل سوکت ۱۶۴۔ منتر ۴۶) باقی ناموں کے معنی آگے لکھیں گے۔

(۹) جس میں سب مخلوق قائم ہے۔ وہ (۱۹) "بھوُمی" ہے۔ اس لئے ایشور کا نام "بھوُمی" ہے۔ (یجروید ادھیائے ۳۱۔ منتر ۱۸) باقی ناموں کے معنی آگے لکھیں گے۔

(۱۰) اس منتر میں اندر پرمیشور ہی کا نام ہے۔ اس لئے یہ حوالہ دیا ہے (سام وید۔ پرپاٹھک ۷۔ ادھیائے ۳۔ سوکت ۸ ۔ ادھیائے ۱۶ کھنڈ ۲ سوکت ۱۳ اور منتر ۲)۔

(۲) جس طرح سارا جسم اور حواس خمسہ پرانوں کے بس میں ہے۔ اُسی طرح ساری کائنات پرمیشور کے وش میں ہے۔ (اتھروید کانڈ ۱۱ ادھیائے ۲۔ سوکت ۴۔ منتر ۱)۔

اس قسم کے حوالوں سے صحیح معنے معلوم ہو جائیں گے۔ اور آپ جان لینگے کہ ان ناموں سے پرمیشور ہی مراد ہے۔ کیونکہ اوم اور اگنی وغیرہ ناموں کے خاص معنی پرمیشور ہی ہیں۔ چنانچہ دیاکرن (علم صرف ونحو) نرکت (الفاظ کی وجہ تسمیہ بیان کرنے والا علم) برہمن (آریوں کی مقدس کتب جن میں کرم کانڈ کا بیان ہے) سوتر وغیرہ رشی منیوں کی تصنیفوں میں (ان الفاظ سے) پرمیشور ہی مراد ہے۔ اور ایسا ہی سب کو ماننا چاہیئے۔ لیکن "اوم" تو صرف پرمیشور ہی کا نام ہے۔ اور اگنی وغیرہ ناموں سے پرمیشور کے معنے لینے میں موقع اور صفت دونو کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اس سے کیا ثابت ہوا کہ جہاں حمد وثنا۔ دعا۔ پرستش

ہمہ دانی، ہر جا حاضر و ناظر ہونا۔ پاکیزگی۔ ابدیت اور خالقیت وغیرہ اوصاف لکھے ہیں۔ وہاں ان ناموں سے پرمیشور مراد ہے۔ اور جہاں ایسا موقع ہے جیسا کہ ان منتروں میں

شاستروں میں وراٹ وغیرہ کے نام پیدا شدہ چیزوں کے بھی ہیں

ततो विराडजायत विराजो अधि पूरुषः । श्रोत्राद्वायुश्च प्राणश्च मुखादग्निरजायत । तेन देवा अजयन्त । पश्चाद्भूमिमथो पुरः ॥ यजुः अ० ३१ ॥

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः । वायोरग्निः अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः । ओषधिभ्योऽन्नम् । अन्नाद्रेतः रेतसः पुरुषः । स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः ॥ (ब्रह्मा० वल्ली अ० १),

(یجروید ادھیائے ۳۱) اور (تیتریہ اُپنشد برہمانند ولی۔ انواک اول) وہاں

وراٹ۔ پرش۔ دیو۔ آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل۔ بھومی

وغیرہ اشیاء مادی کے نام ہیں۔ کیونکہ جہاں پیدائش۔ قیام۔ فنا۔ الپگتا۔ بے جان دکھائی دینے والا وغیرہ اوصاف بھی لکھے ہوں۔ وہاں پرمیشور سے مراد ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ پیدا ہونے وغیرہ کرم (فعل) سے بری ہے۔ اور جن منتروں کا اوپر ذکر کیا ہے۔ ان میں پیدائش وغیرہ پائی جاتی ہے۔ اسی لئے یہاں وراٹ وغیرہ نام پرمیشور کے معنوں میں استعمال نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ پیدا شدہ اشیاء کے مفہوم ہیں۔ لیکن جہاں ہمہ دانی وغیرہ اوصاف ہوں۔ وہاں پرماتما اور جہاں جہاں خواہش نفرت جد و جہد۔ رنج و راحت اور الپگتا (ناقص العلم) وغیرہ کے اوصاف ہوں۔ وہاں جیو آتما ہی مراد ہوتی ہے۔ ایسا سب جگہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ پرمیشور نہ کبھی پیدا ہوا ہے۔ اور نہ مرتا ہے۔ اس لئے وراٹ وغیرہ ناموں۔ اور پیدائش وغیرہ کی صفات سے دنیا کی بے جان چیزیں اور جیو آتما وغیرہ مراد لینی

چاہئے۔ پرمیشور کی نہیں ٭

جو طریق وراٹ وغیرہ ناموں سے پرمیشور کے سمجھنے کا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل حوالوں سے سمجھ لینا چاہیئے ٭

اب لفظ "اوم" کی تشریح کی جاتی ہے۔ حرف و اور مصدر راجری دیپ تو (چمکنا) سے مل کر لفظ وراٹ بنتا ہے۔ یعنے جو سب قسم کے جگت کو پرکاش (منوّر) کرے۔ اس لئے وراٹ نام سے ایسی جگہ پرمیشور مراد ہے ٭

"مصدر" کے معنی ہیں حرکت کرنا یا پرستش کرنا "اگ۔ اگی۔ ان"۔ یہ مصدر ہیں حرکت کے معنی تین ہیں۔ ان سے لفظ "اگنی" مشتق ہوتا ہے۔ جو علم کل ہمہ دان جاننے۔ حاصل ہونے اور پرستش کئے جانے کے قابل ہے۔ اسی اُس پرمیشور کا نام اگنی ہے ٭

"وش" یعنی "داخل ہونا" سے "وشو" لفظ نکلتا ہے۔ یعنی جس میں آکاش وغیرہ سب بھوت (عناصر) داخل ہو رہے ہیں۔ یا جو اُن میں داخل ہو کر پھیلا ہُوا ہے اس سے اُس پرمیشور کا نام "وشو" ہے۔ اور ایسے نام صرف حرف

(۱) अकार سے لئے جاتے ہیں ٭

हिरण्यं तेजो वै हिरण्यमित्यैतरेये शतपथे च ब्राह्मणे

جس میں سورج وغیرہ منور کرنے پیدا ہو کر جس کے آسرے رہتے ہیں۔ یا جو سورج وغیرہ منوّر گرہوں کا گربھ (یعنے جائے پیدائش) تو اُس سھان (جائے قیام) ہے۔ اُس پرمیشور کا نام ہرنیہ گربھ ہے۔ اس میں یجروید کے منتر کا پرمان ہے

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।

(ادھیائے ۱۳ منتر ۴) ایسے مقامات میں ہرنیہ گربھ سے پرمیشور ہی مراد ہوتی ہے۔

مصدر "و" بمعنی حرکت کرنا اور گندھنم سے لفظ "وایو" مشتق ہے۔ جو متحرک اور ساکن سب اشیاء کو سہارا دینا۔ قائم رکھنا اور فنا کرتا ہے۔ اور سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے صفت کے لحاظ سے اُس پرمیشور کا نام وایو ہے ٭

مصدر "تیج" بمعنی جلال سے الفاظ "تیج" اور "تیجس" بنتے ہیں۔ جو خود منوّر ہے اور سورج وغیرہ منوّروں کو منوّر کرتا ہے۔ اُس پرمیشور کا نام **تیجس** ہے۔ ایسے ناموں کے معنے **حرف** ہی سے مانے جاتے ہیں ٭

مصدر "ایش" بمعنے شوکت حشمت سے لفظ "ایشور" مشتق ہوتا ہے۔ جس کا ست وچار شیل گیان اور لا انتہا ایشوریہ (جلال) ہے۔ اِسی واسطے اس پرماتما کا نام **ایشور** ہے ٭

مصدر "دو" بمعنے توڑنا سے الفاظ ادتی اور ادتیہ مشتق ہوتے ہیں۔ یعنی جو کبھی فنا نہ ہو۔ اسی واسطے ایشور کا نام **آدتیہ** بھی ہے ٭

مصدر "جیا" بمعنی جاننا کے پہلے حرف "پر" لگانے سے الفاظ پرگیہ اور پراگیہ بنتے ہیں۔ یعنی جو غلطی سے مبرّا باعلم۔ ساکن اور متحرک اور سب قسم کی مخلوقات کے بیوہار کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اِسی واسطے پرمیشور کا نام **پراگیہ** ہے ٭

ایسے ناموں کے معنے صرف حرف "م" سے ہی مانے جاتے ہیں۔ جس طرح ایک ایک حرف سے تین تین معنے یہاں بتائے ہیں۔ اسی طرح اور ناموں کے معنی بھی لفظ "اوم" سے سمجھے جاتے ہیں ٭

منتر کے لفظوں سے پرماتما مفہوم ہے

"شوم مترا" وغیرہ منتر میں متر وغیرہ بھی پرمیشور ہی کے نام ہیں۔ کیونکہ حمد و ثناء دعا۔ پرستش سب سے افضل ہی کی جاتی ہے۔ سب سے افضل اُس کو کہتے ہیں۔ جو صفات۔ افعال اور خواص میں صداقت اور سچے بیوہاروں میں سب سے بڑھ کر ہو۔ پس اُن سب افضل (ذی وجودوں) میں بھی جو نہایت ہی افضل ہے۔ وُہ پرمیشور ہے۔ جس کے برابر نہ کوئی ہوا ہے نہ ہے اور نہ ہوگا۔ جب برابر نہیں۔ تو اُس سے بڑھ کر کوئی کیونکر ہو سکتا ہے؟ جیسے پرمیشور کی راستی۔ انصاف رحم۔ قدرت اور ہمہ دانی وغیرہ بے شمار صفات ہیں۔ ویسے اور کسی بے جان یا جاندار کے نہیں ہیں۔ جو پدارتھ ست ہے۔ اُس کی صفات۔ افعال اور خواص ست ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اِنسان کو واجب ہے۔ کہ پرمیشور کی حمد و ثناء۔ عبادت اور پرستش

کرے۔ اِس کے سوائے اور کسی کی بھی نہ کرے۔ کیونکہ برہما۔ وشنو۔ مہادیو نام والے ناموں کے فاضل بزرگ اور دیت وانو وغیرہ ناموں والے اونے درجہ کے آدمی بھی زمانہ سلف میں (ہوئے ہیں) اور دیگر عام اشخاص نے بھی پرمیشور میں ہی اعتقاد رکھ کر اُسی کی حمد و ثنا۔ مناجات اور پرستش کی ہے۔ اس کے سواء اور کسی کی نہیں۔ ویسا ہی ہم سب کو کرنا واجب ہے۔ اِس مضمون پر مُکتی (نجات) اور اُپاسنا (پرستش) کا بیان کرتے وقت زیادہ لکھا جائیگا۔

سوال۔ متر وغیرہ ناموں سے دوست اور اندر وغیرہ سے دیوتاؤں کے مروّجہ معنی ہی ماننے چاہئیں۔ **جواب**۔ یہاں اِن معنوں کا لینا مناسب نہیں کیونکہ جو آدمی کسی کا دوست ہے۔ وہی کسی اور کا دشمن۔ اور کسی کا نہ دوست نہ دشمن۔ اس لئے اُن کے خاص معنے دوست وغیرہ نہیں ہو سکتے۔ لیکن پرمیشور سارے جہان کا یقینی دوست ہے۔ نہ تو کسی کا دشمن اور نہ کسی کی طرف سے مستغنی۔ اُسکے سوائے کوئی بھی جاندار اس طرح کا نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے پرماتما ہی کے معنے لئے جاتے ہیں۔ ہاں عام معنوں میں متر وغیرہ الفاظ سے دوست وغیرہ انسان سمجھتے ہیں۔ مصدر "مِدہ" بمعنے رغبت کرنا و چکناہٹ سے اس پر علامت کترہ لگانے سے لفظ متر مشتق ہوتا ہے۔ جو سب سے لگاؤ رکھنے اور سب کے ساتھ محبت کرنے کے قابل ہے۔ وہ متر ہے۔ اِس واسطے پرمیشور کا نام (۲۰) **متر** بھی ہے۔

مصدر "ورنج" اور "ور" اُنادی علامت "اُن" کے لگانے سے لفظ "وَرُن" مشتق ہوتا ہے۔ جس کے معنی پسند کرنا اور خواہش کرنا ہے۔ جو ذات آتم یوگی۔ عالم مکتی کے خواہشمندوں اور مکت (نجات یافتہ) اور دھرماتماؤں کی مقبولہ۔ یا۔ تربیت یافتہ۔ نجات کے طالب۔ مُکت اور دھرماتماؤں سے گرہن کیا جاتا ہے۔ وہ ایشور (اُسکا) "ورن" کے نام سے موسوم ہے۔ یا۔ "ور" بمعنے سب سے اعلیٰ۔ پس جو سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ (وَرُن) ہے۔ چونکہ پرمیشور سب سے اعلیٰ ہے اِس لئے اُس کا نام ورن ہے۔

اربیا: ऋ गति प्रापणयोः مصدر یعنی حرکت سے علامت यत् لگانے سے لفظ آریہ بنتا ہے۔ اور مصدر माङ् माने یعنی تعظیم کے پہلے لفظ آریہ لگا کر اُس پر علامت अमित لگانے سے اربیا کا اشتقاق ہوتا ہے۔ جو سوامی یعنی انصاف کرنے والوں کو عزت بخشتا ہے۔ اس کو (۲۲) اربما کہتے ہیں ‡

مصدر "اِدیہ" یعنے جاہ و حشمت پر علامت "آن" لگانے سے لفظ "اندر" مشتق ہے۔ چونکہ جاہ و حشمت رکھنے والا پرمیشور ہے۔ پس پرمیشور کا نام "اِندر" بھی ہے ‡

مصدر "پا" (پرورش و حفاظت) کے پہلے فقرہ برہت آ کر اُس پر علامت "اُتی" لگا کر "برہت" کے "ت" کا حذف ہوا۔ سہ ایزاد ہونے پر لفظ "برہسپتی" بنتا ہے۔ جس کے معنے بڑے سے بھی بڑا اور بڑے آکاش وغیرہ برہمانڈوں کا مالک ہے۔ اس لئے پرمیشور کا نام (۲۳) برہسپتی ہے ‡

مصدر "وشلری" یعنے (محیط) پر علامت "نو" لگانے سے لفظ وشنو مشتق ہوتا ہے۔ جو متحرک وغیرہ ساکن دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔ اس لئے اُس کا نام (۲۴) وشنو ہے ‡

"اُرو" یعنے بڑا اور "کرم" کے معنے پراکرم یعنے طاقت۔ پس لا انتہا طاقت والا ہونے کے باعث پرمیشور کا نام (۲۵) "اُرو کرم" ہے ‡

(اب منتروں کا ارتھ اس طرح پر ہوا) جو پرماتما (اُروکرم) لا انتہا طاقت والا (مِتر) سب کا دوست اور کسی کا مخالف نہیں (شم) راحت دینے والا۔ وہ (وَرن) سب سے افضل (شم) راحت کل۔ وہ (اربما) راحت بخشنے والا۔ وہ (اِندر) صاحب اقبال۔ اور (شم) تمام اقبالمندی کا عطا کرنے والا۔ وہ (برہسپتی) سب کا قائم رکھنے والا۔ وہ (شم) علم دینے والا۔ اور (وشنو) جو سب میں حاضر و ناظر پرمیشور ہے۔ وہ (نہ) ہمارا کلیان کرنے والا ہو ‡

"برہ" "برہی" - "بردھو" مصدروں یعنی "بڑھنا" سے لفظ برہم بنتا ہے۔ جو سب کے اوپر براجمان (جلوہ گر)، سب سے بڑا لا انتہا طاقت والا پرماتما ہے۔ اس

برہم کو ہم نمسکار کرتے ہیں۔ ہے پرمیشور! (آپ ہی انتر یامی روپ) علیم السرار ہونے کی وجہ سے نمایاں برہم ہو۔ میں آپ ہی کو نمایاں برہم کہونگا۔ کیونکہ آپ سب جگہ پھیلے ہوئے ہو کر ہمیشہ ہی سب کے نزدیک موجود ہیں۔ جو آپ کا ویدوں میں سچا حکم ہے۔ اُسی کا میں سب کے لئے اُپدیش کرونگا۔ اُسی پر چلوں گا۔ سچ بولوں گا۔ سچ مانونگا۔ اور سچ کرونگا۔ اس لئے آپ میری حفاظت کیجئے۔ کہ جس سے آپ کا فرمان بجا لانے میں میری عقل قائم ہو کر کبھی گمراہ نہ ہو۔ کیونکہ جو آپ کا حکم ہے۔ وہی دھرم۔ اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہی اُدھرام ہے۔ اس منتر میں جو الفاظ "او تو ما م اونو وکتا رم" دوسری دفعہ زور دینے کے لئے اسی طرح دُھرائے ہیں۔ جیسے کسی کو کہا جائے "تو گاؤں کو جا۔ جا" اس میں دو دفعہ فعل استعمال کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تو جلدی ہی گاؤں کو چلا جا۔ اسی طرح سے یہاں (مطلب یہ ہے) کہ آپ میری ضرور حفاظت کریں یعنے میں ہمیشہ دھرم سے محبت اور ادھرام سے نفرت کروں۔ ایسی مہربانی مجھ پر کیجئے۔ میں آپ کا بڑا احسانمند ہونگا۔ (اوم۔ شانتی۔ شانتی۔ شانتی) اس میں تین دفعہ لفظ شانتی (آمین) پڑھنے سے یہ مقصد ہے کہ اس دنیا میں تین قسم کے دُکھ ہیں۔ ایک "اُدھیا تمک" جو روح وجسم میں جہالت (حد سے بڑھ کر محبت دیجا) نفرت بیوقوفی اور بخار درد وغیرہ سے ہوتے ہیں۔ دوسرے "آدی بھوتک" جو دشمن بھیڑیا اور سانپ وغیرہ سے پیدا ہوں۔ تیسرے "آدھی دیوک" یعنے جو حد سے زیادہ بارش۔ حد سے زیادہ سردی۔ حد سے زیادہ گرمی۔ دل اور (اندریوں) جو اس خمسہ کے بے قرار ہونے سے ہوتے ہیں۔ ان تین قسم کی تکالیف سے آپ ہم لوگوں کو بچا کر (کلیان کارک) اچھے کاموں میں ہمیشہ لگائے رکھئے۔ کیونکہ آپ ہی کلیان سروپ، سارے جہان کے کلیان کرنے والے اور دھارمک نجات کے طالبوں کو برکت دینے والے ہیں۔ اس لئے آپ خود اپنی عنایت سے سب انسانوں کے من میں ظاہر ہو جیئے۔ کہ جس سے سب انسان دھرم پر چلیں۔ اور ادھرم کو ترک کرکے راحت جاودانی حاصل کریں۔ اور دُکھوں سے بچے رہیں ॥

सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च

"سوریہ آتما" وغیرہ جو یجروید کے منتر ہیں ہیں۔ جگت (حرکت کرنے والا جاندار) اور ستھوشا (بے جان یعنے ساکن اشیاء یعنے زمین وغیرہ) کے آتما اور خود منوّر سب کا پرکاش کرنے والا ہونے سے پرمیشور کا نام (۱۵) سوریج ہے ✤

مصدر "ات" بمعنے لگاتار حرکت کرنا سے آتما کا لفظ مشتق ہوتا ہے۔ چونکہ ایشور جاندار وغیرہ جگت میں برابر ویاپک ہو رہا ہے۔ اِس لئے وہ (۱۶) آتما ہے۔ اور سب جاندار وغیرہ سے اعلیٰ تر اور روح مادہ اور آکاش سے بھی نہایت لطیف اور سب جانداروں کا انتریامی ہے۔ اِس لئے اس کا نام (۱۷) پرماتما ہے ✤

طاقتور اور با اختیار کا نام ایشور ہے۔ جو سمرتھوں یعنے با اختیار طاقت والوں میں "پرم" یعنے اعلیٰ ترین ہے۔ جس کے برابر کوئی بھی نہیں۔ اس کا نام (۱۸) پرمیشور ہے ✤

مصدر "شون" بمعنے نکالنا اور مصدر "شونگ" بمعنے جانداروں کو حمل سے نکالنا سے لفظ "سوِتا" بنتا ہے۔ چونکہ ایشور ساری دنیا کو پیدا کرتا ہے۔ اِس لئے اس کا نام (۱۹) "سوِتا" ہے ✤

مصدر "دِوُ" سے لفظ دیو مشتق ہوتا ہے۔ "دِو" کے کئی معنے ہیں، مثلاً (۱) کھیلنا جو خالص دنیا کو کھلائے۔ اور (۲) جیتنے کی خواہش یعنے نیک کرداروں کو جتانے کی خواہش کرنے والا (۳) کام کاج یعنے سب کاموں کے ذریعے مہیّا کرنے والا (۴) خود منوّر اور سب کو روشن کرنے والا (۵) تعریف یعنے حمد کے قابل (۶) خوشی یعنے آپ راحت کل اور دوسروں کو آرام دینے والا (۷) مستی یعنے مستی سے مست ہونے والوں کو سزا دینے والا (۸) خواب یعنے سب کے سونے کے لئے رات اور پرلیہ کا مقرر کرنے والا۔ (۹) خوبصورتی یا ہر دلعزیزی یعنے خواہش کئے جانے کے قابل اور (۱۰) حرکت

سلہ یہ منتر سندھیا میں ہے۔ اِس کا آغاز اس طرح پر ہے۔ چترم دیونا وغیرہ۔ یہ منتر یجروید کے ادھیائے کا ۴۲واں منتر ہے۔ (مترجم)

یعنی علم کل۔ اِس لئے اس پرمیشور کا نام "دیو" ہے۔ یا جو آپ ہی اپنی ذات میں آنند سے کھیلے۔ یا کسی کی مدد کے بغیر کھیل کی طرح اپنی ذاتی خاصیت سے سب جہان کو بناتا یا سب کھیلوں کا سہارا ہے جو سب کا جیتنے والا ہے۔ اور جسے کوئی بھی نہ جیت سکے۔ جو انصاف اور بے انصافی کے کاموں کا جاننے والا اور ہدایت دینے والا ہے۔ جو سب کو روشن کرتا ہے۔ جو سب آدمیوں کو حمد و ثنا کے قابل اور ہجو کے لائق نہیں۔ جو آپ راحت کل اور دوسروں کو راحت دینے والا ہے جس کو ذرّہ بھی تکلیف نہیں۔ جو ہمیشہ خوش۔ بے غم اور دوسروں کو خوش کرنے اور اور تکالیف سے علیحدہ رکھنے والا ہے جو پرلے کے وقت ناپدید (مادہ) अव्यक्त میں سب جیوؤں کو سلاتا ہے جس کی سچی خواہشیں اور جس کے حصول کی خواہش سب فاضل کرتے ہیں۔ اور جو سب میں موجود اور جاننے کے لائق ہے۔ اس لئے اُس پرمیشور کا نام (اسطا) دیو ہے ؞

مصدر "کو" بمعنے ڈھانپنا سے لفظ کو پیشتق ہوتا ہے۔ پس ہر جگہ پھیلے ہوئے ہو کر سب کو ڈھانپنے والا ہو کر اُس پرمیشور کا نام (اسطا) کوبیر ہے ؞

مصدر "پرتھ" بمعنے پھیلنا سے لفظ پرتھوی بنتا ہے۔ چونکہ ایشور سب پھیلے ہوئے جہان کو پھیلانے والا ہے۔ اس لئے اس کا نام (اسطا) پرتھوی ہے ؞

مصدر "جل" بمعنے مارنا سے لفظ جل نکلتا ہے جو بدکرداروں کو سزا دینا اور ناپدید (مادّہ) کے ذرّوں کا آپس میں جوڑ توڑ کرتا ہے۔ وہ پرماتما (اسطا) جل نام سے موسوم ہے ؞

مصدر "کاشری" بمعنی روشن کرنا سے لفظ آکاش بنتا ہے جس کے معنی سب طرف سے جہان کا روشن کرنے والا ہے۔ اس لئے اُس پرماتما کا نام (اسطا) آکاش ہے مصدر "او" بمعنے کھانا سے لفظ ان مشتق ہے۔

अद्यतेऽत्ति च भूतानि तस्मादन्नं तदुच्यते ।

अहमन्नमहमन्नमहमन्नम् । अहमन्नादोऽहमन्नादोऽहमन्नादः ॥१॥

उपनि० (अनुवाक २।१०) अत्ता चराचरग्रहणात्
न्तदर्शने अ० १। पा० २। सू० ९)

(تیتریہ اُپنشد۔ انوواک۔ منتر۱۰) اور (ویدانت درشن ادھیائے اوّل پاد دوم سُوتر۹) یہ ویاس منی کرت شاریرک سُوتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سب کے اندر رکھنے سب کو پکڑنے کے قابل متحرک اور ساکن دنیا کا گرفت کرنے والا ہے۔ اس ایشور کے نام (۳۶) اِتّ (۳۷) اناد اور (۳۸) انّا ہیں اور اُپنشد کے قول میں جو تین دفعہ ایک ہی بات کو بار بار کہا ہے وہ عزت کے لئے ہے جیسے گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اُسی میں رہتے اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اُسی طرح پرمیشور میں ساری کائنات کی حالت ہے؀

مصدر "وش" بمعنے "پرکاش کرنا" لفظ "وِشو" مشتق ہوتا ہے۔ جس میں سب آکاش وغیرہ عناصر اشیاء بستے ہیں۔ اور جو سب میں باس کر رہا ہے۔ اس لئے اُس پرمیشور کا نام (۳۹) وِشو ہے؀

مصدر "رُو" اور "بمعنی آنسو نکلنا" پر علامت نِچ रिच् لگانے سے لفظ "رُدر" مشتق ہوتا ہے۔ جو بُرے کام کرنے والوں کو رُلاتا ہے۔ اس لئے اُس پرمیشور کا نام رُودر ہے۔ (دیکھو ۴۰)

यन्मनसा ध्यायति तद्वाचा वदति यद्वाचा वदति तत् कर्मणा
करोति यत् कर्मणा करोति तदभिसम्पद्यते ॥

یہ یجروید کے برہمن گرنتھ کا ایک بچن ہے جیو (انسان) جس کا من میں دھیان کرتا ہے۔ اسی کو زبان سے بولتا ہے۔ جس کو زبان سے بولتا ہے۔ اسی کو کرتا ہے۔ اور جو کرتا ہے۔ اُسی کو پراپت ہوتا ہے۔ اس سے کیا ثابت ہُوا۔ کہ جو انسان جیسا کام کرتا ہے۔ ویسا ہی پھل آتا ہے۔ جب بُرے کام کرنے والے لوگ ایشور کے عادلانہ فیصلہ کی رُو سے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں تب روتے ہیں۔ اور اس طرح سے ایشور اُن کو رُلاتا ہے۔ اس لئے پرمیشور کا نام "رُودر" ہے؀

आपो नारा इति प्रोक्ता आपो वै नर सूनवः ।
ता यदस्यायनं पूर्वं तेन नारायणः स्मृतः ॥

پانی اور جیوؤں (جانداروں) کا نام نارا ہے۔ وہ "اَیَن" یعنے جائے رہائش ہے۔ اِس لئے سب جیوؤں میں موجود ہونے سے) پرماتما کا نام (۴۰) نارائن ہے (منو ادھیائے اوّل شلوک ۱۰)

مصدر "چدی" بمعنی "خوشی کرنا" سے لفظ "چندر" نکلتا ہے۔ جس کے معنی راحت کل سب کو راحت دینے والا ہے۔ پس ایشور کا نام (۴۱) "چندر" ہے +

مصدر "مگی" بمعنے حرکت کرنا سے لفظ منگل مشتق ہے۔ پس جو آپ خوبیوں (برکتوں) سے پُر زور اور مخلوقات کو فائدہ پہنچانے والا (برکت دینے والا ہے) اس پرمیشور کا نام (۴۲) منگل ہے +

مصدر "بُدھ" بمعنی جاننا سے لفظ بدھ مشتق ہوتا ہے۔ جو خود علم کُل اور سب جانداروں کے علم کا باعث ہے۔ اِس لئے اس پرمیشور کا نام (۴۳) "بُدھ" ہے۔ لفظ "برہسپتی" کے معنے پہلے لکھ چکے ہیں۔ (دیکھو ۲۴)

مصدر "ایشوچر" بمعنے پاک ہونا سے لفظ شکر مشتق ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں نہایت ہی پاک اور وہ ذات جس کے سنگ (میل) سے اِنسان کی روح بھی پاک ہو جاتی ہے۔ اِس لئے اِس ایشور کا نام (۴۴) "شکر" ہے +

مصدر "چر" (حرکت کرنا اور کھانا) اور حرف "شنیس" سے مرکب ہو کر لفظ "شنیشچر" بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ جو آسانی سے پراپت ہوتا ہے۔ دھیرج والا ہے۔ اِس لئے اس پرمیشور کا نام (۴۵) "شنیشچر" ہے +

مصدر "رہ" بمعنی ترک کرنا سے لفظ راہو بنتا ہے۔ اِس کے معنے ہیں اکانت سروپ یعنے جس کے وجود میں دوسری چیز ملی ہوئی نہیں اور جو بدکرداروں کو چھوڑنے اور اوروں کو چھڑانے والا ہے۔ پس پرمیشور کا نام (۴۶) "راہو" ہے +

مصدر "کت" یعنی رہائش کرنا اور بیماری دور کرنا سے لفظ "کیتو" نکلتا ہے۔ اس کے معنی
ہیں ساری کائنات کی جائے رہائش سب امراض سے مبرّا۔ اور نجات کے طالبوں کو
نجات کے وقت سب روگوں سے چھڑانے والا۔ پس اُس پرماتما کا نام (۴۷) کیتو ہے۔
مصدر "یج" یعنی دیوتی پرستش اور ست سنگ کرنا اور دان" اس سے لفظ یگیہ مشتق
ہوتا ہے۔ برہمن گرنتھوں میں لکھا ہے۔ کہ یگیہ ہی وشنو ہے۔ جو ساری دنیا کی چیزوں کو
ہلاتا ہے۔ اور سب علماء کی پرستش کے قابل ہے اور برہما سے لیکر سب رشی منیوں
کا معبود تھا، ہے اور ہوگا۔ پس اُس پرماتما کا نام (۴۸) یگیہ ہے۔ کیونکہ وہ
ہر جا حاضر و ناظر ہے۔

مصدر "ہو" یعنی دینا اور کھانا یا اکثر عالموں کی رائے میں ہے سے لفظ "ہوتا" مشتق
ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ جیووں کو دینے قابل اشیاء کا دینے والا۔ اور لینے قابل
اشیاء کا لینے والا۔ پس اس ایشور کا نام (۴۹) "ہوتا" ہے۔

مصدر "بندھ" یعنی باندھنا سے لفظ "بندھو" نکلتا ہے۔ یعنے جس نے اپنے آپ میں
ساری کائنات کو اپنے قوانین سے باندھ رکھا ہے۔ اور جو مثل برادر سب کا مددگار
ہے جس کی وجہ سے وہ "کائنات" اپنی حد یا قانون سے تجاوز نہیں کر سکی جیسا بھائی بھائیوں
کا مددگار ہوتا ہے۔ ویسا ہی پرمیشور بھی دنیا وغیرہ ساری موجودات کو سہارا دینے۔ قائم
رکھنے اور آرام پہنچانے کے باعث (۵۰) "بندھو" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

مصدر "پا" یعنی حفاظت کرنا سے لفظ پتا مشتق ہوتا ہے۔ چونکہ پرمیشور سب کا محافظ
ہے۔ جیسے باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان ہو کر اُس کی ترقی چاہتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور
سب جیووں کی ترقی چاہتا ہے۔ اس لئے اُس کا نام (۵۱) پتا ہے۔ چونکہ وہ باپوں
کا بھی باپ ہے۔ اس لئے اس پرمیشور کا نام (۵۲) پتامہ ہے۔ اور چونکہ وہ باپوں
کے بزرگوں کا بھی باپ ہے۔ اس لئے اس پرمیشور کا نام (۵۳) پرپتامہ ہے
جیسے شفقت کامل رکھنے والی والدہ اپنی اولاد کا آرام اور ترقی چاہتی ہے۔ ویسے
ہی پرمیشور بھی سب جیووں کی ترقی چاہتا ہے۔ اس لئے اس کا نام (۵۴) ماتا ہے

مصدر "چر" بمعنی حرکت کرنا اور کھانا سے لفظ "اچاریہ" مشتق ہوتا ہے۔ چونکہ ایشور سچے کاموں (نیک چلنی) کا اختیار کرنے والا اور سب علوم کے حصول کا باعث ہو کر سب علوم حاصل کراتا ہے۔ اس لئے اس کا نام (۵۵) اچاریہ ہے۔

مصدر "گری" بمعنے آواز کرنا سے لفظ گرو بنتا ہے۔

स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात् ॥ योग सू० । समा०

اس کے معنی ہیں۔ سچے دھرم کا اظہار کرنے والا سب علوم کا ماہر۔ ویدوں کا اُپدیش کرنے والا۔ پیدائش کے آغاز میں اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرا اور برھما وغیرہ گروؤں کا بھی گرو (مرشد) اور جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پرمیشور کا نام (۵۶) "گرو" ہے۔ (یوگ سوتر۔ سمادھی پاد۔ سوتر ۲۶)۔

مصدر "اج" بمعنے حرکت کرنا اور پھینکنا اور مصدر "جنی" بمعنی ظاہر ہونا سے لفظ "اج" بنتا ہے۔ پس جو ذات سب مادہ کے اجزاء آکاش وغیرہ عناصر کے ذرات کو مناسب طور پر ملاتی جسم کے ساتھ روحوں کا تعلق پیدا کر کے ان کو جنم دیتی اور آپ کبھی جنم نہیں لیتی۔ اس کا نام (۵۷) "اج" ہے +

مصدر "برھا برھی" بمعنی بڑھنا سے لفظ برھما مشتق ہے۔ کیونکہ پرمیشور سارے جہان کو رچ کے بڑھاتا ہے اس لئے اس کا نام برھما ہے۔ सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म تیتریہ اُپنشد کا قول ہے کہ برھم کامل صداقت علم کل اور لا انتہا ہے۔ جو وجود ہستی رکھتا ہے اُسے "ست" کہتے ہیں۔ اِن میں برترین ہونے سے پرمیشور کا نام ستیہ (حق) ہے۔ چونکہ وہ (سب کچھ) جاننے والا ہے۔ اِس لئے پرمیشور کا نام گیان ہے۔ جس کا اندازہ یعنی انتہا انجام حد (یعنی اتنا لمبا۔ چوڑا۔ چھوٹا۔ بڑا) نہیں ہے۔ اِس لئے پرمیشور کا نام (۵۸) "ستیہ" (حق)، (۵۹) گیان اور (۶۰) اننت لا انتہا ہے +

مصدر "ڈو دانج" بمعنے دینا سے الفاظ آدی اور انادی نکلتے ہیں۔ جس کے پہلے کچھ نہ ہو اور پیچھے ہو۔ اُس کو "آدی" (ابتدائی) کہتے ہیں۔ اور جس کا سبب اولی کوئی

بھی نہیں ہے۔ اس کا نام (۶۱) اناوی ہے۔ (جو پرمیشور کا نام ہے) ٭
مصدر "ٹنڈی" بمعنی بڑھنے سے لفظ انن۔ بنتا ہے۔ اس کے معنے ہیں راحت کل اور وہ ذات جس میں سب مُکت (نجات یافتہ) جیو (ارواح)، راحت پاتے ہیں اور جو سب دھرماتما جیووں کو راحت پہنچاتا ہے۔ اس لیئے ایشور کا نام (۶۲) "آنند" ہے ٭
مصدر "اس" بمعنی ہونا سے لفظ "ست" مشتق ہوتا ہے۔ معنی یہ کہ جو ہمیشہ موجود ہے۔ یعنی ماضی۔ حال اور استقبال تینوں زمانوں میں نیست نہیں ہوتا۔ اس لیئے پرمیشور کو (۶۳) ست کہتے ہیں ٭
مصدر "چتی" بمعنی جاننا سے لفظ "چت" مشتق ہے۔ جو چیتن سروپ (خیال کل سب انسانوں کو خیال کروانے اور سچ جھوٹ کا ظاہر کرنے والا ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۶۴) "چت" ہے۔ ان تینوں لفظوں کے اسم صفت ہونے پر پرمیشور کو (۶۵) سچدانند سروپ کہتے ہیں ٭
جو غیر متحرک غیر فانی وہ ایشور (۶۶) نتیہ لفظ سے ظاہر ہوتا ہے ٭
مصدر "شدھ" بمعنے پاک ہونا سے لفظ شدھ ثابت ہوتا ہے۔ جو خود پاک سب ناپاکیوں سے مبرّا اور سب کو پاک کرنے والا ہے۔ اس ایشور (۶۷) شدھ ہے ٭
مصدر "بدھ" یعنے جاننا سے لفظ بدھ ثابت ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ سب کو جاننے والا ہے۔ اُس ایشور کا نام (۶۸) "بدھ" ہے ٭
مصدر "مچلری" بمعنے چھوڑنا سے لفظ مکت مشتق ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ ناپاکیوں سے الگ اور سب نجات کے طالبوں کو آزار سے چھڑا دیتا ہے۔ اُس پرماتما کا نام (۶۹) مکت ہے۔ اسی سبب سے پرمیشور کا سوبھاؤ (فطرت) (۷۰) نت شدھ بدھ مکت حرف نر اور مصدر "ڈکرنج" بمعنے کرنا۔ اور "دھر" لگانے سے لفظ نر آکار بنتا ہے جس کی شکل کوئی بھی نہیں اور نہ کبھی جسم

دھارن کرتا ہے۔ اس لئے پرمیشور کا نام (۱۱) نراکار ہے +

مصدر "انجو" بمعنی ظاہر ہونا یا پینا۔ چمکنا۔ حرکت کرنا" سے لفظ انجن اور حرف نر کے لگنے سے لفظ نرنجن بنتا ہے۔ جو صورت شکل۔ بد چلنی۔ بُری خواہش اور آنکھ وغیرہ حواس خمسہ سے محسوس ہونے والی اشیاء سے مبرّا ہے۔ اُس ایشور کا نام (۱۲) نرنجن ہے +

مصدر "گن" بمعنی شمار کرنا سے لفظ "گن" نکلتا ہے۔ اس کے آگے لفظ "ایش" یا "پتی" لگانے سے الفاظ گنیش اور گن پتی بن جاتے ہیں۔ جو مادی اشیاء بیجان اور جان دار سب آشکار چیزوں کا مالک یا پرورش کرنے والا ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۱۳) گنیش یا گن پتی ہے +

چونکہ ایشور دُنیا کا منتظم یا محافظ ہے۔ اِس لئے اس کا نام (۱۴) "وشویشور" ہے

چونکہ سب کاموں میں شامل اور سب کاموں کی بنا ہوکر بھی کسی کام میں اپنے سروپ کو نہیں بدلتا۔ اس لئے اس پرمیشور کا نام (۱۵) کوٹستھ ہے۔ جتنے معنے لفظ "دیو" کے لکھے گئے ہیں۔ اُتنے ہی معنے لفظ دیوی کے بھی ہیں +

پرمیشور کے نام تینوں لنگوں میں ہیں۔ جب ایشور کے لئے اِسم صفت آوے تب "دیو" جب "چتی" کے لئے اِسم صفت آوے۔ تب دیوی۔ اس لئے ایشور کا نام (۱۶) "دیوی" ہے +

مصدر "شکلر ہی" بمعنے طاقت رکھنا سے لفظ شکتی بنتا ہے۔ جو ساری کائنات کے بنانے کے سمرتھ ہے۔ اُس پرمیشور کا نام (۱۷) شکتی ہے +

مصدر "شریخ" بمعنی خدمت کرنا سے لفظ "شری" مشتق ہوتا ہے۔ جس کی خدمت کل عالم۔ عالم اور یوگی لوگ کرتے ہیں۔ اس پرماتما کا نام (۱۸) "شری" ہے

مصدر "لکش" بمعنے دیکھنا اور شکل صورت بنانا سے لفظ لکشمی نکلتا ہے۔ جو سب ساکن اور متحرک مخلوقات کو دیکھتا اور (اُن کو) شکل دے کر دیکھنے کے قابل بناتا ہے جیسے جسم میں آنکھ اور ناک۔ درختوں میں پتے۔ پھول پھل۔ جڑ۔ زمین۔ پانی میں سیاہ

سرخ سفید (نشان) مٹی پتھر چاند سورج وغیرہ نشان بناتا اور نیز سب کو دیکھتا۔ سب آرائشوں کی آرائش اور وید وغیرہ شاستر یا دھارمک علماء و یوگیوں کا نشانہ (منزل مقصود) یعنے دیکھنے کے قابل ہے۔ اُس پرمیشور کا نام (۵۹) لکشمی ہے۔

مصدر "سری" بمعنے حرکت کرنا سے "سرس" اور "سرسوتی" الفاظ مشتق ہوتے ہیں۔ جن کو کئی قسم کا علم یعنے شبد (کلام) اور ارتھ (معنی) اور ان دونوں کے (سمبندھ) تعلق اور استعمال سے پوری واقفیت ہو۔ اس پرمیشور کا نام (۶۰) سرسوتی ہے۔ جو اپنا کام کرنے میں کسی دوسرے کی مدد کی خواہش نہیں کرتا۔ اپنی ہی طاقت سے اپنے سب کام پورے کرتا ہے۔ اور اُس سے اُس پرماتما کا نام (۶۱) سربشکتیمان (قادرِ مطلق) ہے۔

مصدر "نیج" بمعنی حاصل کرنا سے لفظ نیائے مشتق ہے۔ نیاء درشن (علم منطق) کی تفسیر مصنفہ واتسایئن منی میں نیاء سوتروں کے متعلق یہ قول درج ہے۔

प्रमाणैरर्थपरीक्षणं न्यायः

اثبات کے ذریعہ مطلب کا جانچنا نیاء کہلاتا ہے۔ جو پرتیکش[۱] وغیرہ اثبات کے ذریعہ جانچنے سے ٹھیک ثابت ہو۔ اور جو طرف داری سے مبرّا دھرم کے مطابق چلنا ہے۔ وہ نیاء کہلاتا ہے۔ جس کا نیا (یعنے پلا رو رعایت دھرم) کرنے کا ہی خاصہ ہے۔ اس لئے اس ایشور کا نام (۶۲) نیاء کاری (عادل) ہے۔

مصدر "دے" بمعنے دینا حرکت۔ حفاظت کرنا۔ ایذ پہنچانا سے لفظ "دیا" مشتق ہوتا ہے۔ جو بے خوفی کا دینے والا۔ سچ جھوٹ سب علوم کے جاننے والا۔ سب بھلے آدمیوں کی حفاظت کرنے والا۔ اور بدوں کو مناسب سزا دینے والا ہے اُس پرماتما کا نام (۶۳) دیالو (رحیم) ہے۔

دو کا الگ الگ ہونا یا دونوں کا شامل ہونا "دوِتا" یا "دوِیت" یا "دوِیت"

[۱] بذریعہ حواس خمسہ کسی چیز کا علم حاصل کرنا پرتیکش پرمان کہلاتا ہے (آنکھوں کے سامنے ثبوت) مترجم

کہلاتا ہے۔ جو ہر طرح کی دوئی سے مبرا ہے۔ مثلاً (۱) سجاتی جس طرح ایک انسان دوسرے انسان کی نوع کا (سجاتی) ہے (۲) وجاتی یعنی انسان سے درخت پتھر وغیرہ غیر نوع (وجاتی) ہیں۔ (۳) سوگت یعنی اپنے میں شامل ہونا یعنی جسم میں آنکھ۔ ناک کان وغیرہ کی تفریق ہے۔ ویسے دوسرا ایشور ایک نوع یا غیر نوع کا نہیں ہے۔ یا اپنے ہی وجود میں غیر جنس اجزاء سے پاک ایک پرمیشور ہے۔ اس لئے پرماتما کا نام (۸۴) **اودیت** (وحدہ لاشریک) ہے۔

جتنے ستو۔ رج۔ تم صورت۔ ذائقہ۔ بو۔ مس کرنا وغیرہ بے جان اشیاء کے خواص ہیں۔ اور جہالت۔ الپگتا۔ (کم علمی) رغبت۔ نفرت وغیرہ (بواعث) تکالیف جانداروں کے خواص ہیں۔ ان سے جو الگ ہے۔ (وہ پرمیشر نرگن) ہے۔ اس میں اپنشد کا پرمان ہے۔

'अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम्'

یعنی جو آواز، چھونا اور شکل وغیرہ کے اوصاف سے مبرا ہے۔ اس لئے اس پرماتما کا نام (۸۵) "نرگن" ہے۔ جو علم کل۔ راحت کل۔ پورنا۔ لاانتہا طاقت وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ وہ پرمیشور سگن نام والا ہے۔ جیسے زمین بو وغیرہ کی خاصیتیں رکھنے سے سگن (بااوصاف) اور خواہش وغیرہ صفات کے بغیر ہونے سے نرگن "بے اوصاف" ہے۔ ویسا ہی دنیا اور جیو کے صفات سے الگ ہونے کے باعث پرمیشور نرگن اور عالم کل (ہمہ دان) وغیرہ صفات سے موصوف ہونے کے سبب (۸۶) سگن ہے۔ یعنی ایسی بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو "سگنتا" (باوصف ہونا) سے الگ ہو۔ جیسے جانداروں کے صفات سے مبرا ہونے کی وجہ مادی اشیاء نرگن اور اپنی صفات رکھنے کے باعث سگن ہیں۔ اسی طرح مادی اشیاء کے صفات سے مبرا ہونے کے باعث جیو نرگن اور خواہش وغیرہ اپنے ذاتی خواص رکھنے کے باعث "سگن" ہے۔ ایسے ہی پرمیشور کے بارہ میں بھی سمجھ لینا

چلا رہا ہے۔ اس لئے اس پرمیشور کا نام (۸۷) "انتریامی" ہے۔
جو دھرم ہی میں ہویدا ہے۔ اور ادھرم سے پاک۔ دھرم ہی کا مظہر ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۸۸) "دھرم راج" ہے۔
مصدر "یمو" بمعنی ترک کرنے سے لفظ "یم" مشتق ہوتا ہے۔ جو سب جانداروں کے اعمال سزا جزا دینے کا انتظام کرتا اور سب بے انصافی سے جدا رہتا ہے اس پرماتما کا نام (۸۹) "یم" ہے۔
مصدر "بھج" بمعنی خدمت کرنا سے لفظ "بھگ" بنا ہے۔ اور اس پر علامت متہب لگانے سے "بھگوان" مشتق ہے۔ جو سب جلال اور حشمت والا اور خدمت کئے جانے کے قابل ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۹۰) بھگوان ہے۔ مصدر "من" بمعنی جاننا سے لفظ "منو" بنتا ہے۔ جو علم کل اور ماننے کے قابل ہے اس لئے پرمیشور کا نام (بسابقہ ۵) "منو" ہے۔
مصدر "پری" بمعنی پرورش کرنا اور بھرنا سے لفظ پرش مشتق ہوتا ہے۔ اور جو سب کائنات میں بھرا ہوا ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۹۱) پُرش ہے۔
مصدر "ڈبھرج" بمعنی سہارا دینا اور پرورش کرنا سے لفظ "بھر" بنتا ہے۔ اس کے پہلے لفظ "وشو" لگانے سے لفظ "وشو بھر" بنتا ہے۔ جو کائنات کا دھارن اور اس کی پرورش کرتا ہے۔ وہ پرمیشور (۹۲) وشمبھر نام والا ہے۔
مصدر "کل" بمعنی شمار کرنا سے لفظ کال بنتا ہے۔ جو کائنات کی کل اشیاء اور جیووں کا شمار کرتا ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۹۳) "کال" ہے
"شلو" مصدر سے لفظ شیش بنا۔ جو پیدائش اور پرلے سے باقی یعنی بچ رہا ہے۔ اس پرماتما کا نام (۹۴) شیش ہے۔
مصدر "آپلری" بمعنی محیط کل ہونے سے لفظ آپت مشتق ہوتا ہے۔ جو راستی کے ہادیوں۔ سب علوم کے ماہروں اور کل نیکوکاروں کو حاصل ہوتا۔ نیکوکاروں کے حصول کے لائق۔ دھوکا۔ دغابازی وغیرہ سے مبرا ہے

اس پرماتما کا نام (۹۵) آپت ہے۔

مصدر "ڈکرنج" بمعنی کرنا سے لفظ 'کر' اور اس کے ساتھ 'شم' وغیرہ لگانے سے لفظ 'شنکر' بنتا ہے۔ جو برکت یعنی آرام دینے والا ہے۔ اس ایشور کا نام (۹۶) "شنکر" ہے۔

لفظ "مہت" (بڑا) اور "دیو" مل کر مہادیو بنتا ہے۔ جو بڑے دیوتاؤں کا دیوتا یعنی فاضلوں کا بھی فاضل۔ سورج وغیرہ منور کرّوں کا بھی روشن کرنے والا ہے۔ اس پرماتما کا نام (۹۷) "مہادیو" ہے۔

مصدر "پریخ" بمعنی آسودہ کرنا اور آنند کرنا سے لفظ "پریہ" ثابت ہوتا ہے۔ جو سب نیکو کاروں اور نجات کے طالبوں اور تربیت یافتہ لوگوں کو خوش کرتا اور سب کا مدعا ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۹۸) "پریہ" ہے۔

مصدر "بھو" بمعنی ہستی سے بھو (اسم فاعل) بنا اس کے پہلے صرف "سوئم" لگانے سے سوئمبھو بنتا ہے۔ جو بذات خود ہے۔ کسی سے کبھی پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے اس پرماتما کا نام (۹۹) "سوئمبھو" ہے۔

مصدر "کو" بمعنی آواز کرنا سے لفظ کوی مشتق ہوتا ہے۔ جو وید کے ذریعے سب علوم کا ہادی اور راہبر ہے۔ اس پرمیشور کا نام (۱۰۰) "کوی" ہے۔

مصدر "شود" بمعنی برکت دینا سے لفظ "شو" مشتق ہوتا ہے۔ جو کلیان سروپ اور کلیان کرنے والا ہے۔ اس پرمیشور کا نام "شو" ہے[1]

یہ سو نام پرمیشور کے لکھے ہیں۔ لیکن ان کے سوا پرماتما کے بے شمار نام ہیں کیونکہ جس طرح پرمیشور کے بے شمار صفات۔ افعال اور خواص ہیں۔ اسی طرح اس کے نام بھی بے شمار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک صفت۔ فعل اور خاصہ کا ایک ایک نام ہے۔ پس یہ میرے لکھے ہوئے نام سمندر

[1] یہ پہلے صفحہ ۱۱ پر آچکا ہے۔

کے سامنے قطرہ کے مانند ہیں کیونکہ وید شاستروں میں پرماتما کے بے شمار صفات افعال اور جواہر کئے ہیں ان کے پڑھنے پڑھانے سے علم ہوسکتا ہے۔ اور دیگر چیزوں کا علم بھی انہیں کو کامل ہوتا ہے۔ جو وید وغیرہ شاستروں کو پڑھتے ہیں۔ **سوال** جیسے اور مصنف کتابوں کے درمیان اور آخیر منگلاچرن کرتے ہیں۔ ویسے آپ نے کچھ بھی نہ کیا۔ اور نہ کچھ

جواب ایسا کرنا ہمیں واجب نہیں۔ کیونکہ جو آغاز درمیان اور آخیر میں شگون بنائیگا تو اسکی کتاب میں آغاز اور آخیر کے درمیانی حصہ میں جو تحریر ہو گی۔ وہ بے شگون ہی

लाचरणं शिष्टाचारात् फलदर्शनाच्छ्रुतितश्चेति

جو براز انصاف۔ خالی از تعصب۔ راست وید کے مطابق ایشور کی ہدایت ہے اسی پر مناسب طور سے ہر جگہ اور ہمیشہ عمل کرنا منگلاچرن کہلاتا ہے (سانکھیہ شاستر) کتاب کے شروع سے لیکر آخیر تک راستی قائم رکھنا ہی منگلاچرن ہے۔ نہ کہ کہیں منگل (نیک شگونی) اور کہیں امنگل (بدشگونی) لکھنا۔ دیکھئے بزرگ اعلیٰ رشیوں کی تحریر کو۔

यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि ॥

تیتریہ اپنشد پرپاٹھک ۷۔ انواک ۱۱ میں لکھا ہے۔ اے بچو! جو نیک یعنی دھرم کے کام ہیں۔ وہ ہی تمہیں کرنے واجب ہیں۔ بد (کام) نہیں اسلئے جو جدید کتب میں سری گنیشائے نمہ۔ سیتارام ابھیام نمہ۔ رادھا کرشنا بھیا نمہ۔ سری گرو چرنار وندابھیام نمہ۔ ہنومتے نمہ۔ درگائے نمہ۔ ڈلوکا نمہ۔ بھیرو ائے نمہ۔ سوائیے نمہ۔ سرسوتئے نمہ۔ نارانایہ نمہ وغیرہ وغیرہ تحریریں دیکھنے میں آتی ہیں۔ انکو دانشمند وید اور شاستروں کے خلاف ہونیکی وجہ سے غلط ہی سمجھتے ہیں کیونکہ وید اور رشیوں کی تصانیف میں کہیں ایسا منگلاچرن دیکھنے میں نہیں آتا۔ لیکن آرش گرنتھوں میں لفظ 'ادم' نیز 'اتھ' (اس کے بعد) تو دیکھنے میں آتے ہیں۔

۱؎ کسی کام کے شروع میں پرمیشور یا کسی اور اپنے معبود کی تعریف بطور شگون کے کرنا منگلاچرن کہلاتا ہے (مترجم)

۲؎ جو پارسا لوگ دھرم کی اصلیت کو پوری طرح جان کر اسپر عمل کرتے ہیں۔ اور اول درجہ کے خدا پرست ہیں ان کا نام رشی ہے [illegible]

ویکھو دیاکرن مہابھاشیہ پورب میماں وشیشک درشن۔ یوگ شاستر۔ سانکھیہ شاستر۔ ویدانت سوتر۔ چھانڈوگیہ اپنشد۔ مانڈوگیہ اپنشد وغیرہ کتب کے آغاز میں (یہی الفاظ) ہیں۔ اسی طرح اور رشی منیوں کی کتابوں میں الفاظ "اوم" اور "اتھ" لکھے ہیں۔ اسی طرح

(अग्नि, इद्, अग्नि, ये त्रिषप्ताः परियन्ति०)

یہ الفاظ چاروں ویدوں کے آغاز میں لکھے ہیں۔ "شری گنیشائے نمہ" وغیرہ الفاظ کہیں نہیں۔ اور جو ویدک پیرو وید کے آغاز میں "ہری اوم" کہتے اور پڑھتے ہیں۔ یہ انہوں نے پران اور تنتر ماننے والوں کی خام خیالی سے سیکھا ہے وید وغیرہ شاستروں کے آغاز میں لفظ ہری کہیں نہیں۔ اسلئے 'اوم' یا 'اتھ' کا لفظ ہی کتاب کے آغاز میں کہنا چاہئے یہ قدرے ایشور کے بارہ میں لکھا ہے۔ آگے تعلیم کے بارہ میں لکھا جائیگا

دوسرا باب

تعلیم و تربیت کے بیان میں

मातृमान् पितृमानाचार्यवान् पुरुषो वेद ॥

عالم ہونے کے وسائل یہ شت پتھ برہمن کا قول ہے۔ درحقیقت جب تین فاضل ادیب یعنی ماں باپ اور آچاریہ ہوں۔ تبھی انسان عالم ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے ماں باپ دھارمک اور عالم ہوں۔ جس قدر ماں سے اولاد کو ہدایت ملتی اور فیض پہنچتا ہے۔ اتنا اور کسی سے نہیں۔ جیسے ماں اولاد سے محبت اور پیار کرنا چاہتی ہے۔ ویسے اور کوئی نہیں کرتا۔ اسلئے "ماتری ماں" (تربیت یافتہ دھرماتما) جس کی ماں ہے۔ وہ "ماتری ماں" ہے۔ مبارک ہے وہ ماں جو حمل سے لیکر اسوقت تک کہ تعلیم پوری ہو۔ اپنی اولاد کو نیک اطواری کی ہدایت کرے۔

ہدایت متعلق خوراک ماں باپ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ حمل سے پہلے دوران ایام حمل میں اور اس کے بعد (یعنی بچہ ہونے کے بعد) منشی اشیاء شراب۔ بدبودار خشک اور عقل کو خراب کرنے والی چیزوں کو چھوڑ دیں۔ اور جن (چیزوں) سے شانتی۔ صحت۔ طاقت۔ عقل۔ ہمت اور سوشیلتا (نیک اطواری) حاصل ہو۔ ویسی چیزیں مثلاً گھی۔ دودھ۔ مٹھائی۔ عمدہ اشیاء خوردنی و نوشیدنی کا استعمال کریں جس سے رجس (حیض) بیرج (منی) بھی سب نقصوں سے پاک ہو کر نہایت اتنے صفات والے ہوں۔

رتو دان کا طریق رتوگن کے طریق کے مطابق یعنی حیض آنے کے پانچویں دن سے لے کر سولھویں دن تک رتو دان کا موقعہ ہے۔ ان دنوں میں سے پہلے چار روز چھوڑنے کے قابل ہیں۔ رہے بارہ دن ان میں ایکادشی اور تر ودشی کو چھوڑ باقی دس راتوں میں گربھادھان (حمل کے متعلق عمل کرنا) اچھا ہے۔ اور رجسولا ہونے کے دن سے لیکر سولھویں رات کے بعد سماگم نہ کرنا (چاہیئے) پھر جب تک رتو دان کا وقت مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق نہ آوے تب تک نیز گربھ ہو جانے کے بعد ایک برس تک سماگم نہ کریں۔ گربھ کے بعد بہت احتیاط سے عورت کو کھانا پینا چاہیئے۔ اسکے

دوران حمل میں احتیاط بعد ایک سال تک عورت مرد سے سماگم نہ کرے جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو۔ عورت عقل۔ طاقت۔ خوبصورتی۔ تندرستی۔ ہمت۔ شانتی وغیرہ پیدا کرنے والی مفید اشیاء ہی کا استعمال کرتی رہے۔

زچہ اور بچہ کے متعلق ہدایتیں جب بچہ پیدا ہو۔ تب خوشبودار صاف پانی سے بچہ کو نہلائیں ناڑی کاٹ کر خوشبودار گھی سے ہوم (کریں[1]) اور زچہ کے واسطے بھی غسل اور غذا کا مناسب انتظام کریں۔ جس سے بچہ اور زچہ کا جسم آہستہ آہستہ تندرست اور مضبوط ہوتا جائے۔

---

[1] بچے کے پیدا ہونے کے وقت "جات کرم" سنسکار ہوتا ہے۔ اسی وقت وید کے مطابق ہوم وغیرہ رسوم ادا ہوتی ہیں۔ سب سنسکاروں کی ودھی الگ لکھی گئی ہیں۔

ایسی اشیاء بچہ کی ماں یا دایہ کھائے - جن سے دودھ میں بھی اعلیٰ اوصاف پیدا ہوں - زچہ کا دودھ چھ دن تک بچہ کو پلائیں - بعدہٗ دایہ پلایا کرے - لیکن بچے کے ماں باپ دایہ کو اچھی چیزیں کھلائیں پلائیں - جو مفلس ہو - اور دایہ نہ رکھ سکے وہ صاف پانی میں ان اچھی اچھی ادویہ کو جو عقل - قوت صحت بخشنے والی ہوں بھگوئیں پھر ان کو چھان کر گائے بکری کے اُتنے ہی دودھ میں ملائیں - جتنا پانی ہے یہ پانی ملا دودھ بچہ کو پلائیں - ولادت کے بعد بچے اور اس کی ماں کو دوسری ایسی جگہ جہاں کی ہوا صاف ہو رکھیں - خوشبودار اور خوبصورت قابل دید اشیاء بھی وہاں رکھیں - اور ایسی جگہ اسے چلانا پھرانا مناسب ہے - جہاں کی ہوا صاف ہو - اور جس جگہ دایہ - گائے - بکری وغیرہ کا دودھ نہ مل سکے - وہاں جیسا مناسب سمجھیں ویسا انتظام کریں -

زچہ کے جسم کے اجزاء سے بچہ کا جسم بنتا ہے - اسی سبب سے عورت جننے کے وقت کمزور ہو جاتی ہے - بنابرآں زچہ دودھ نہ پلاوے - دودھ کے روکنے کے لئے پستانوں کے سوراخوں پر اس دوا کا لیپ کرے - جس سے دودھ خارج نہ ہو - اس طرح کرنے سے دوسرے مہینہ میں عورت دوبارہ جوان اور طاقتور ہو جاتی ہے

عمدہ اولاد پیدا کرنے کا قاعدہ

تب تک مرد برہمچریہ سے بیرج کو قائم رکھے - اس طریق پر جو عورت یا مرد عمل کرینگے - ان کی اولاد اچھی اور مستن ہوگی اور اسی میں طاقت اور توانائی بڑھتی رہے گی - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اولاد عمدہ - قوی - مسن اور دھارمک ہوگی - عورت یونی - سنکوچ - شودھن اور مرد بیرج کا ستمبھن (بندیج) کرے پھر اولاد جسقدر ہوگی - وہ سب اچھی ہوگی -

بچوں کی تربیت

بچوں کو ماں ہمیشہ اعلیٰ تربیت دے - جس سے اولاد شائستہ ہو اور کسی عضو سے بدی نہ کرنے پائے - جب بولنے لگیں - تب ان کی ماں ایسی تجویز کرے کہ جس سے بچے کی زبان نرم ہو کر صاف طور پر الفاظ کا تلفظ ادا کر سکے - یعنی جس حرف کی جائے تلفظ اور طریق تلفظ ہو - بتلائے - مثلاً حرف ب اسکی جائے

تلفظ ہونٹھ اور طریق تلفظ ملانا (یعنی) دونو لبوں کو ملا کر بولتا ہے - چھوٹے بڑے اور لمبی آواز والے حروف کا ٹھیک ٹھیک بول سکنا - شیریں گمبھیر - سندر آواز حروف - ماترا - جملہ - ترکیب وقفہ علیحدہ علیحدہ سُنائی دیں - جب وہ کچھ کچھ بولنے اور سمجھنے لگے - تب شیریں کلامی اور خورد و کلاں - قابل تعظیم - ماں - باپ - بادشاہ عالم وغیرہ لوگوں سے گفتگو اندازان سے برتاؤ کرنے اور ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے وغیرہ (طریق کی) بھی تعلیم دیں - تاکہ کہیں ان سے نامناسب حرکت سرزد نہ ہو - اور ہر جگہ عزت پاویں - اور ایسی کوشش کریں - جس سے اولاد جتیندری (نفس کش) علم کی راغب اور نیک صحبت کی شائق ہو - فضول کھیل کود - رونا - ہنسنا - لڑائی خوشی - غمی کسی چیز میں منہمک ہونا - حسد - کینہ وغیرہ نہ کریں - عضو خاص کے چھونے اور ملنے سے منی زائل اور نامردی ہوتی ہے - اور ہاتھ میں بدبو بھی ہو جاتی ہے - اس لئے اسے کبھی نہ چھوئیں - ہمیشہ وہ طریق عمل میں لاویں جن سے راست گوئی - دلیری - دھیرج - خوشی و خورمی وغیرہ اوصاف حاصل ہوں جب لڑکے لڑکیاں پانچ برس کے ہوں - تب دیوناگری کے حروف اور غیر ممالک کی زبانوں کے حروف تہجی بولنے کی بھی مشق کرائیں - ازاں بعد ایسے منتر - شلوک سوتر - نظم و نثر بھی بامعنی حفظ کرائیں - جن سے اچھی تربیت ہو - علم - دھرم (برہم) اور گیان ہو کر پرمیشور - ماں - باپ - اچاریہ - عالم - اتتھی (مہمان) بادشاہ - رعیت - کنبہ - رشتہ دار - بھائی - بہن - نوکر وغیرہ سے کس طرح برتنا چاہیئے - تاکہ اولاد کسی شریر کے بہکانے میں نہ آوے - اور جو خیالات علم اور دھرم کے برعکس توہمات میں گرانے والے ہیں - ان کی بھی ہدایت کر دیں - تاکہ انہیں بھوت پریت وغیرہ جھوٹی باتوں کا یقین نہ ہو -

गुरोः प्रेतस्य शिष्यस्तु पितृमेधं समाचरन् ।
प्रेतहारैः समं तत्र दशरात्रेण शुध्यति ॥ [अ० ५ । ६५]

بھوت پریت کی تعریف

(منوسمرتی ادھیاۓ ۵ - شلوک ۶۵) میں لکھا ہے - کہ جب گورو

کا انتقال ہو۔ تب پریت (نعش) جلانے والے شاگرد نعش اٹھانے والوں سمیت دسویں دن پاک ہوتا ہے۔ اور جب وہ جسم جل چکا۔ تو اسکا نام "بھوت" ہوتا ہے۔ یعنی وہ فلاں نام والا آدمی تھا"۔ جو پیدا ہوئے۔ اور اب موجود نہیں۔ وہ گذرے ہوئے ہو جانے کی وجہ سے "بھوت" کے نام سے نامزد ہوتے ہیں۔ یہ ہی برہما سے لے کر آج تک کے علماء کی رائے ہے۔ لیکن جس شخص میں وہم۔ بری صحبت۔ برے خیالات ہوتے ہیں۔ اسے خوف و وہم ہی بھوت پریت شاکنی ڈاکن وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہو کر (اور) کئی ایک تو ہمات (بن کر) تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ دیکھئے۔ جب کوئی آدمی مرتا ہے۔ تب اس کی آتما پاپ پن کے بس میں ہو کر پرمیشور کے انتظام کے مطابق رنج و راحت کا ثمرہ بھوگنے کے لئے دوسرا جسم حاصل کرتی ہے۔ کیا اس لازوال پرمیشور کے انتظام کو کوئی بھی ناش (منہدم) کر سکتا ہے؟

جاہل لوگ علم طب یا علم طبی کے پڑھنے سننے اور بچارنے سے بے بہرہ کرتپ محرقہ (شنی پات آدی جور) وغیرہ جسمانی اور سوداوغیرہ دماغی بیماریوں کا نام بھوت پریت وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ ان بیماریوں کی دوا اور علاج معالجہ مناسب طور پر نہیں کرتے۔ اور بدمعاش۔ پاکھنڈی (مکار) جاہل مطلق۔ بدچلن۔ خودغرض۔ مہتر۔ چمار۔ شودر۔ ملیچھ وغیرہ یقین کر کے کئی قسم کی ڈینگیں مارتے۔ دھوکا فریب میں آکر جھوٹا کھانا۔ ڈورہ۔ دھاگا وغیرہ بیہودہ منتر اور تعویذ باندھتے اور بندھواتے پھرتے ہیں۔ اپنی دولت کو ضائع کر کے اولاد وغیرہ کی بری حالت (کرتے ہیں) اور بیماری کو بڑھا کر دکھ دیتے پھرتے ہیں۔ جب آنکھ کے اندھے۔ گانٹھ کے پورے ان بے عقل۔ پاپی۔ خود غرضوں کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ "مہاراج! اس لڑکے۔ لڑکی۔ عورت اور مرد کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے"، تب وہ بولتے ہیں کہ اس کے جسم میں بڑا بھوت۔ پریت۔ بھیرو۔ شیتلا وغیرہ دیوی آگئی ہے جب تک تم اسکا اپاؤ نہ کرو گے۔ تب تک یہ نہ چھوٹینگے۔ اور جان بھی لیں گے۔ اگر

تم پلید دیا انتی ندر دو۔ تو ہم منتر جپ پرو شچرن (ابتدائی رسوم) سے جھاڑ کر انکو نکالدیں گے۔ تب وہ اندھے اور ان کے رشتہ دار بولتے ہیں۔ کہ مہاراج! چاہے ہمارا سب کچھ چلا جائے۔ لیکن انکو اچھا کر دیجئے" تب تو ان کی بن پڑتی ہے وہ ٹھگ کہتے ہیں۔" اچھا لاؤ اتنی سامگری (سامان) اتنی دکشنا (نقدی) دیوتا کی ندر اور گرہ دان کرواؤ" جھانجھ۔ مردنگ۔ ڈھول۔ تھالی لے کر اسکے سامنے گاتے بجاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک مکار مست ہو کر ناچ کود کر کہتا ہے" میں اس کی جان لے لونگا" تب وہ اندھے اس بھنگی چمار وغیرہ نیچ کے پاؤں پڑکر کہتے ہیں " آپ جو چاہے سو لیجئے۔ اس کو بچایئے" تب وہ ٹھگ بولتا ہے۔ "میں ہنومان ہوں۔ لاؤ پکی مٹھائی۔ تیل سندھور۔ سوا من کا روٹ اور لعل لنگوٹا" "میں دیوی یا بھیرو ہوں۔ لاؤ پانچ بوتل شراب بیس مرغ۔ پانچ بکرے۔ مٹھائی اور کپڑے" جب وہ کہتے ہیں۔ کہ "جو چاہو سو لو" تب تو وہ پاگل خوب ناچنے کودنے لگتا ہے لیکن جو کوئی عقلمند پانچ جوتے۔ لاٹھی۔ تھپڑ۔ لاتیں ان کی ندر کرے۔ تو اسکے ہنومان دیوی اور بھیرو جھٹ خوش ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ طریق محض خود غرضی سے زر وغیرہ چھیننے کی خاطر دھوکے کی ٹٹی ہے۔

جھوٹے نجومی اور جاہل

جب کسی گرہ[1] کے مارے اور گرہ صورت نقلی جوتشی کے پاس جاکر کہتے ہیں" مہاراج! اسکو کیا ہوا ہے؟" جب وہ کہتا ہے۔ "اس پر سورج وغیرہ منحوس سیاروں کی گردش ہے۔ جو تم شانتی پاٹھ۔ پوجا۔ دان کرواؤ۔ تو اس کو آرام ہو جائے۔ ورنہ بہت تنگ ہو کر مر جائے تو بھی تعجب نہیں" **جواب** کہئے نجومی صاحب! جس طرح یہ زمین بے جان ہے۔ اسی طرح سورج وغیرہ لوک (کرے) ہیں۔ وہ گرمی اور روشنی وغیرہ پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے کیا یہ جاندار اشیاء ہیں جو خفا ہو کر تکلیف اور خوش ہو کر آرام دے سکتے ہیں **سوال** کیا اس دنیا میں جو بادشاہ رعیت سکھی۔ دکھی ہو رہے ہیں۔ سیاروں کی گردش کا نتیجہ نہیں ہے؟ **جواب**

[1] گرہ سیارے کا نام ہے ہندو لوگ انکا اثر انسان پر مانتے ہیں۔ جب کسی پر مصیبت آئے تو کہتے ہیں اسپر گرہ آیا ہے

نہیں۔ یہ سب بُرے بھلے کرموں کا نتیجہ ہے۔ **سوال**۔ تو کیا جوتش شاستر (علم نجوم) غلط ہے؟ **جواب**۔ نہیں۔ جو اس میں شمار (حساب) جبر مقابلہ۔ مساحت کے علوم ہیں۔ وہ سب سچے اور جو (ستاروں کی گردش) کے نتیجہ کے بارہ میں لکھا ہے وہ سب جھوٹ ہے **سوال**۔ کیا یہ جو جنم پتر ہے فضول ہے **جواب** ہاں وہ جنم پتر نہیں۔ بلکہ اسکا نام "شوک پتر" (افسوس نامہ) رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب کو خوشی ہوتی ہے۔ لیکن وہ خوشی تب ہی تک ہوتی ہے۔ جب تک جنم پتر بن کر طیار نہ ہو۔ اور گرہ کے پھل کی بابت نہ سن لیں۔ جب پروہت جنم پتر بنانے کے لئے کہتا ہے۔ تب بچہ کے ماں باپ پروہت سے کہتے ہیں "مہاراج! آپ بہت اچھا جنم پتر بنائیے گا۔ جو (والدین) امیر ہوں۔ تو بہت سی سرخ پیلی لکیروں سے خوبصورت اور جو مفلس ہوں۔ تو عام طور پر جنم پتر بنا کر (پروہت) سنانے کو آتا ہے۔ تب بچہ کے ماں باپ نجومی صاحب کے سامنے بیٹھ کر کہتے ہیں "اسکا جنم پتر اچھا تو ہے" نجومی کہتا ہے "جو ہے سنا دیتا ہوں۔ اس کے جنم گرہ[1] بہت اچھے اور مترگرہ[2] بھی بہت اچھے ہیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ بالک امیر اور ذی عزت ہو جس مجلس میں جا بیٹھے۔ سب پر اسکا رعب پڑے۔ جسم میں تندرست اور منظور نظر شاہ زماں ہوگا"۔ ایسی باتیں سُن کر باپ وغیرہ بولتے ہیں "واہ واہ! جوتشی جی آپ بہت اچھے ہو۔" جوتشی صاحب سمجھتے ہیں۔ ان باتوں سے کام نہیں بن پڑتا۔ تب وہ کہتا ہے۔ "یہ گرہ تو بہت اچھے ہیں۔ لیکن یہ گرہ منحوس ہیں۔ یعنی فلاں فلاں گرہ کے ملاپ سے آٹھ برس کی عمر میں اس کو مرنا چاہیئے"۔ اس کو سن کر ماں باپ وغیرہ لڑکے کی ولادت کی خوشی کو چھوڑ کر بحر غم میں غرق ہو کر جوتشی جی سے کہتے ہیں۔ "مہاراج! اب ہم کیا کریں؟" تب جوتشی جی کہتے ہیں "اُوپائے کرو"۔ گرہستی پوچھتا ہے کہ "کیا اُوپائے کریں؟" جوتشی جی اس طرح تقریر کرنے لگتے ہیں۔ فلاں فلاں قسم کا دان (خیرات) کرو۔ گرہ کے منتر کا جپ کرا دو۔ اور ہمیشہ برہمنوں کو کھانا کھلاؤ۔ تو اغلب

---

[1] پیدائش کے وقت سیارے کی گردش [2] ایسی گردش جس کا نتیجہ دوستوں کا بنتا ہے۔

ہے۔ کہ نوگرہ کا بداثر دور ہو جاویگا۔" لفظ "اغلب" اس لئے کہا ہے۔ کہ اگر مر جائیگا تو کہیں گے۔ ہم کیا کریں۔ پرمیشور سے بڑا کوئی ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی اور تم سے کروائی۔ اس کی تقدیر ایسی ہی تھی۔" اور اگر بچ جائے۔ تو کہتے ہیں۔ "دیکھو۔ منتر دیوتا اور برہمنوں کی کیسی طاقت ہے؟ تمہارے لڑکے کو بچا دیا۔" ایسے موقعہ پر یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جو ان کے جپ پاٹھ سے کچھ نہ ہو۔ تو دگنے تگنے روپے ان شریروں سے لے لینے چاہئیں۔ کیونکہ جس طرح جوتشیوں نے کہا "اس کی تقدیر اور پرمیشور کا حکم توڑنے کی طاقت کسی کو نہیں" اسی طرح گرہستی (عیالدار) بھی کہیں۔ کہ یہ تقدیر اور پرمیشور کے حکم سے بچا ہے۔ تمہارے اوپائے (تدبیر) کرنے سے نہیں اور تیسرے گورو وغیرہ بھی پن دان کرا کر آپ لے لیتے ہیں۔ تو انکو بھی وہی جواب دینا چاہیئے۔ جو جوتشیوں کو دیا تھا۔

شیتلا منتر جنتر وغیرہ کی تردید اب رہ گئی شیتلا۔ منتر اور تعویذ وغیرہ۔ ان میں بھی ایسی ہی دھوکا بازی ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ جو اس منتر کو پڑھ کر دھاگا یا تعویذ بنا دیوے۔ تو ہمارے دیوتا اور پیر اس منتر تعویذ کی طاقت سے اسکو کوئی آسیب اس کو نہیں پہنچنے دیتے" ان کو یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ کیا تم موت۔ پرمیشور کے حکم اور تقدیر سے بھی بچا سکو گے؟ تمہاری اس قسم کی کوششوں کے باوجود بھی کتنے ہی لڑکے مر جاتے ہیں۔ اور تمہارے گھر میں بھی موتیں ہوتی ہیں۔ کیا تم خود موت سے بچ سکو گے؟ تب تو وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکیں گے۔ اور وہ بدذات جان لیں گے کہ ہماری دال یہاں نہیں گلنے کی۔ اسلئے ان جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر دھارمک۔ سارے جہان کو فیض پہنچانے والے۔ نیک نیتی سے سب کو علم سکھلانے والے اعلیٰ عالم اور فاضل لوگوں کو ان کے دنیا کے فیض پہنچانے کے صلہ میں سعادھنہ دینا (چاہیئے) اس سے بہونتی نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو لوگ جتنی فضول کارروائی۔ کیمیا گری۔ مارنا۔ بیہوش کر دینا۔ جادو چلانا۔ اپنے قابو میں کر لینا وغیرہ کہتے ہیں۔ ان کو بھی بالکل بیہودہ سمجھنا چاہیئے۔ اس قسم کی جھوٹی باتیں اوائل عمر ہی میں اولاد کے ذہن نشین کر دیں۔ تاکہ اپنی اولاد کسی کے دھوکہ میں آکر تکلیف نہ

اٹھائے۔

ویریہ رکشا اور بچہ کی تربیت (اولاد کو) یہ بات بھی بتا دینی چاہیئے کہ منی کی حفاظت سے راحت اور اس کے زائل کرنے سے دکھ ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھو۔ جس کے جسم میں منی محفوظ رہتی ہے۔ اس کی صحت۔ عقل۔ طاقت و توانائی۔ تمیز ترقی پاکر اس کی راحت کا باعث ہوتی ہے۔ اس کی حفاظت کی یہی ترکیب ہے۔ کہ شہوت انگیز کہانیاں شہوت پرست اشخاص کی صحبت۔ شہوت کی طرف دھیان۔ عورتوں کا دیکھنا۔ انکے ساتھ تنہائی میں رہنا۔ بولنا اور چھونا) وغیرہ کاموں سے برہمچاری لوگ الگ رہ کر اعلیٰ تعلیم اور پوری ودیا حاصل کریں۔ جس کے جسم میں بیرج (منی) نہیں۔ وہ نامرد بہت بری عادات والا ہوتا ہے۔ اور وہ یرقان کے مرض میں مبتلا۔ کمزور۔ بے رعب۔ بے عقل بے ہمت ہوتا ہے۔ حوصلہ دھیرج۔ طاقت۔ توانائی وغیرہ صفات سے محروم ہو کر برباد ہو جاتا ہے۔ اگر تم اچھی تربیت۔ تحصیل علم اور منی کی حفاظت کرنے سے اس وقت چوک گئے۔ تو پھر اس جنم میں تم کو یہ قیمتی وقت دستیاب نہیں ہو سکیگا۔ جب تک ہم گھر کا کام کرنے والے زندہ ہیں۔ تبھی تک تم کو علم حاصل کرنا اور جسم کی طاقت بڑھانی چاہیئے۔ اسی قسم کی اور ہدائتیں بھی ماں باپ دیں۔ اسلئے ماتری مان پتری مان، ان الفاظ کا استعمال مندرجہ بالا کلام میں ہوا ہے۔ یعنی پیدائش سے پانچویں سال تک بچوں کو والدہ۔ چھٹے سے آٹھویں برس تک والد تعلیم دے۔ نویں برس کے شروع میں دوج[1] اپنی اولاد کا اپنین کر کے لڑکے لڑکیوں کو آچاریہ کل میں یعنی جہاں کامل عالم اور کامل عالمہ تعلیم اور تربیت دینے والے ہوں۔ بھیجدیں۔ اور شودر وغیرہ ورن بغیر اپنین کے (اپنے بچوں کو) تحصیل علم کے لئے گوروکل میں بھیجدیں جو پڑھانے میں اپنی اولاد سے لاڈ نہیں کرتے۔ بلکہ ڈانٹتے ہی رہتے ہیں۔ ان ہی کی اولاد عالم مہذب اور تربیت یافتہ ہوتی ہے۔ اسمیں ویا کرن مہابھاشیہ کا حوالہ ہے

सामृतैः पाणिभिर्घ्नन्ति गुरवो न विषोक्षितैः।

[1] برہمن۔ کھتری۔ ویش ؎ سولہ سنسکاروں میں ایک سنسکار کا نام ہے۔ (مترجم)

नाऽयिणो दोषास्ताञ्जनः श्रयिणो गुणाः ॥ [अ० ८ । १ =]

جو ماں باپ اور آچاریہ اولاد اور شاگردوں کو ڈانٹا کرتے ہیں۔ وہ گویا اپنی
شاگردوں کو اپنے ہاتھ سے آب حیات پلا رہے ہیں۔ اور جو اولاد یا شاگردوں
لاڈ کرتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد یا شاگردوں کو زہر پلا کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ کیونکہ
سے اولاد۔ شاگرد بداخلاق اور تنبیہ و تادیب سے نیک اطوار بن جاتے ہیں
اور شاگردوں (کو بھی چاہیئے کہ) ہمیشہ سزا سے خوش اور لاڈ سے ناخوش رہا
لیکن ماں باپ اور استاد (انہیں) حسد اور کینہ سے سزا نہ دیں۔ بلکہ ظاہرا خو
ولائیں۔ اور دل سے (ان پر) نظر عنایت رکھا کریں۔

جس طرح اور ہدائتیں کیں۔ اسی طرح چوری۔ زنا کاری۔ سستی بے پرو
نشئی اشیاء (کے استعمال) دروغگوئی۔ ایذا رسانی۔ ظلم۔ حسد۔ کینہ (حد سے زیادہ) الف
وغیرہ معیوب باتوں کو ترک کر کے اور ستیا چار (راستی کا برتاؤ اختیار کرنے
ہدایت دیں۔ کیونکہ جس آدمی نے کسی کے سامنے ایک دفعہ چوری۔ زناکار
دروغگوئی وغیرہ بد افعال کئے۔ اس کی عزت اس کے سامنے تا دم حیات نہیں
ہو گی وعدہ کر کے ایفا نہ کرنے والے کا جیسا نقصان ہوتا ہے۔ ویسا کسی اور کا نہ
اس لئے جس کے ساتھ جو وعدہ کیا جائے۔ وہ پورا کرنا چاہیئے۔ مثلاً کسی نے کسی
کہا کہ میں تم کو فلاں وقت ملونگا۔ یا تم نے مجھے فلاں وقت ملنا۔ یا میں فلاں
فلاں وقت تم کو دونگا اس کو ویسا ہی پورا کرے۔ نہیں تو اسکا اعتبار کوئی نہیں کر
اسلئے سب کو ہمیشہ راست گو اور وعدہ وفا ہونا چاہیئے۔ کسی کو غرور نہ کرنا چاہیئے۔ دھوکا۔ فریب
اور محسن کشی (احسان فراموشی) سے اپنا ہی دل دُکھتا ہے تو دوسرے کا کیا ذکر۔ دھو کا
فریب اسکو کہتے ہیں کہ (دل) میں کچھ (رکھ کر) باہر کچھ اور ظاہر کریں۔ دوسر
کو دھوکا میں ڈال کر اس کے نقصان کا کچھ خیال نہ کر کے اپنی غرض پوری کریں
محسن کشی کسی کے احسان کو نہ ماننے کا نام ہے۔

غصہ وغیرہ عیب اور ... کو چھوڑ کر ... اور ... کا ... نیت

بکواس نہ کرے۔ جتنا بولنا چاہیے۔ اس سے کم وبیش نہ بولے۔ بڑوں کا ادب کرے ان کے سامنے اٹھ کر ان کی تعظیم کرکے اونچی جگہ پر بٹھائے اور پہلے نمستے کرے ان کے سامنے اونچی جگہ پر نہ بیٹھے۔ مجلس میں ایسی جگہ بیٹھے۔ جس کے لائق ہو۔ اور جہاں سے کوئی نہ اٹھا سکے۔ کسی کی مخالفت نہ کرے۔ مستعد ہو کر صفات حمیدہ اختیار کرے برائیوں کو چھوڑ دے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ اور بد لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔ اپنے ماں باپ اور اچارج کی تن من اور دھن وغیرہ عمدہ اشیاء سے پریم اور پریتی پوروبک سیوا کرے۔

यान्यस्माक ँ सुचारितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि ॥ तैत्ति० [प्रपा०७ । अनु० ११]

یہ تیتریہ اپنشد پرپاٹھک ۷۔ انواک ۱۱ کا قول ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ اور اچارج اپنی اولاد اور شاگردوں کو ہمیشہ ست اپدیش (نیک ہدایت) کریں۔ اور یہ بھی کہیں۔ کہ جو ہمارے دھرم کے مطابق کام ہیں۔ وہی اختیار کرو۔ اور جو برے کام ہوں۔ انکو چھوڑ دو۔ جو کچھ سچ سمجھیں۔ اسکا اظہار و پرچار کریں۔ کسی مکار بدچلن آدمی پر اعتبار نہ کریں۔ اور جس عمدہ کام کے لئے ماں باپ اور اچارج حکم دیں۔ اسکو ان کے حسب منشاء بجا لاویں۔

ماں باپ نے دھرم۔ علم اور نیک چلنی کے بارہ میں جو شلوک نگھنٹو۔ نرکت۔ اشٹادھیائی یا دیگر سوتر یا وید منتر حفظ کروائے ہوں۔ (اچارج) ان کے معنی بارہ بار طلباء پر ظاہر کرتے رہیں۔ جس طرح پہلے باب میں پرمیشور کا بیان ہے۔ اسی طرح یقین کرکے اس کی پرستش کریں۔ جس طرح صحت علم اور طاقت حاصل ہو۔ اسی طرح کھائیں۔ پہنیں اور کام کاج کریں۔ اور کروائیں۔ یعنی جتنی بھوک ہو۔ اس سے کچھ کم کھائیں۔ ماس۔ شراب کے استعمال سے الگ رہیں۔ نامعلوم گہرے پانی میں داخل نہ ہوں۔ تاکہ آبی جانور یا کسی اور چیز سے کوئی آفت (یہ پانہ ہو) کیونکہ اگر تیرنا نہ آتا ہو۔ تو ایسی (حالت میں) ڈوب جانے کا بھی احتمال ہے۔ منوجی کا قول ہے۔ کہ نامعلوم پانی والے تالاب وغیرہ میں داخل ہو کر غسل وغیرہ نہ کرے

"नाविज्ञाते जलाशये"

पھر لکھا ہے۔ दृष्टिपूतां न्यसेत्पादं, वस्त्रपूतं जल पिबेत् ।

सत्यपूतां वदेद्वाचं मनः पूतं समाचरेत् ।मनु० [अ० ६।४६]

کہ نیچے نظر کرکے اونچی نیچی جگہ دیکھ کر چلے (پھر لکھا ہے) کپڑے سے چھان کر پانی پیئے سچ سے منجھی ہوئی بات کہے۔ من سے بچار کر کام کاج کرے۔ (ادھیائے ۶۔ شلوک ۴۶)

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः ।

न शोभते सभामध्ये हंसमध्ये बको यथा ॥

चाणक्यनीति अध्या० २। श्लो० ११

یہ کسی شاعر کا قول ہے۔ (چانک نیتی) کہ وہ ماں باپ اپنی اولاد کے پورے دشمن ہیں جنہوں نے ان کو تحصیل علم نہ کروائی۔ وہ عالموں کی مجلس میں اسی طرح بے عزت اور کشوبھت (ناموزوں) ہوتے ہیں۔ جس طرح ہنسوں میں بگلا۔ یہی ماں باپ کا فرض پرم دھرم اور کیرتی (شہرت) کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کو تن من دھن سے عالم۔ دھرماتما۔ مہذب اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بنائیں۔

تیسرا باب

پڑھنے پڑھانے کے طریق کے بیان میں

بچوں کی تعلیم و تربیت کا والدین کا فرض اولین ہے

اب تیسرے باب میں پڑھنے پڑھانے کا طریق لکھتے ہیں۔ اولاد کو اعلیٰ تعلیم و تربیت۔ اوصاف حمیدہ۔ افعال و اطوار پسندیدہ کے زیوروں سے متحلی کرنا ماں باپ۔ آچاریہ اور رشتہ داروں کا فرض

सत्यार्थ प्रकाश



आर्य्य समाजस्य प्रवर्त्तको दयानन्दर्षिः

ادلین ہے ۔سونے ۔چاندی ۔مونگے اور جواہرات وغیرہ سے آراستہ کئے ہوئے زیور پہنانے سے آدمی کی رُوح کبھی آراستہ نہیں ہو سکتی ۔کیونکہ زیورات کے پہننے سے صرف بانکا پن ظاہر ہوتا ہے ۔شہوت پرستی بڑھتی ہے ۔چور چکار کا ڈر رہتا ہے اور قتل ہو جانے کا بھی امکان ہے ۔دُنیا میں دیکھا جاتا ہے ۔کہ زیور پہننے کے باعث بدمعاشوں کے ہاتھوں بچوں کی موت وقوع میں آتی ہے

विद्याविलासमनसो घृतशीलशिक्षाः, सत्यव्रता रहितमानमलापहाराः। संसारदुःखदलनेन सुभूषिता ये, धन्या नरा विहितकर्मपरोपकाराः॥

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम्॥ मनु० (अ० ७ श्लोक १५२)।

مبارک ہیں وہ مرد اور عورت جن کا دل حصول علم کا شائق ۔خوش اطواری اور راست گوئی وغیرہ اصولوں پر قائم ۔تکبر اور ناپاکی سے مبرّا اور خباثتوں کے مٹانے ۔سچے اُپدیش دینے سے آراستہ ۔لوگوں کی تکالیف دُور کرنے کیلئے تعلیم دینے کی فیاضی سے پیراستہ ۔ویدوں کے اصولوں پر چل کر غیروں کی بہتری و بہبودی کرنے میں مصروف رہتا ہے ۔اسی لئے جب (لڑکے لڑکیاں) آٹھ برس کے ہو جائیں ۔تو اس وقت سے اُنکو اُن کی اپنی جنس کی درسگاہ میں بھیجدیں ۔بدچلن ادھیاپک (معلم) سے (مرد ہو یا عورت) تعلیم نہ دلوائیں ۔کیونکہ تعلیم و تربیت کرنے کا استحقاق انہیں کو حاصل ہے ۔جو پورے عالم اور دھارمک ہیں ۔

دوج اپنے گھر میں لڑکوں کا یگیوپویت (جنیئو) اور لڑکیوں کا بھی مناسب طور پر سنسکار کرکے اپنے خاندان کے اُس آچاریہ کی درسگاہ میں جو اوصاف مذکورہ سے متصف ہو ۔بھیجدے ۔درسگاہیں آبادی سے باہر ایسی جگہ پر ہونی چاہئیں ۔جہاں کسی قسم کا شور و شغب نہ ہو ۔اور لڑکوں کی درسگاہ لڑکیوں کی درسگاہ سے دو کوس کے فاصلہ پر ہوں ۔لڑکیوں کی درسگاہ میں معلمات اور نوکر چاکر عورتیں ہوں ۔اور لڑکوں کے معلم وغیرہ مرد ۔عورتوں کے درسگاہ میں لڑکے اور مردوں کی درسگاہ میں

لڑکیاں جن کی عمر پانچ برس یا اس سے زیادہ ہو۔ نہ جانے پائیں یعنی جب تک وہ برہمچاری یا برہمچارنی رہیں۔ تب تک ان کو ان آٹھ قسم کے میتھن یعنی ایک دوسرے کے دیکھنے چھوتے۔ خلوت میں بیٹھنے۔ باہمی گفتگو۔ شہوت انگیز کلام۔ آپس میں کھیلنے شہوت انگیز خیالات اور صحبت سے بچے رہنا چاہیئے۔ اور معلم کا بھی فرض ہے کہ ان کو ان باتوں سے بچائے۔ تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم و تربیت پاکر خوش اطواری سے پیراستہ ہوں۔ اور روحانی و جسمانی طاقت حاصل کرکے ہمیشہ راحت و سرور میں ترقی کرتے جائیں۔ درسگاہیں گاؤں اور شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ خواہ راجہ کی اولاد ہو۔ خواہ غریبوں کے بچے۔ سب طلباء کی خوراک پوشاک۔ اور نشستگاہ یکساں ہو۔ سب کو تپسوی (نفس کُش) ہونا چاہیئے۔ تاکہ طلبا دُنیوی تفکرات سے آزاد رہ کر تحصیل علم کا خیال رکھ سکیں۔ ماں باپ اپنی اولاد سے یا اولاد اپنے ماں باپ سے نہ ملیں۔ اور نہ کسی قسم کی خط و کتابت کریں۔ جب (باہر) پھرنے جائیں۔ تب معلم ان کے ساتھ رہیں۔ تاکہ وہ کسی قسم کی معیوب حرکتیں نہ کرنے پائیں۔ اور نہ سُستی اور غفلت کریں +

سرکاری اور قومی لازمی تعلیم (تعلیم کے بارے میں ایسا) سرکاری قانون اور قومی قاعدہ ہونا چاہیئے۔ کہ پانچ یا آٹھ سال سے زیادہ عمر کے لڑکے لڑکیاں کوئی شخص بھی اپنے گھر میں نہ رکھ سکے۔ لازمی طور پر درسگاہ میں بھیجدے۔ جو نہ بھیجے مستوجب سزا ہو۔ لڑکوں کا پہلا یگیوپویت (جنیئو) گھر میں ہو۔ دوسرا آچاریہ کُل میں۔ ماں باپ یا معلم اپنے لڑکے لڑکیوں کو بامعنی گائتری منتر کا اُپدیش دیں۔ منتر یہ ہے:۔

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि ।
धियो यो नः प्रचोदयात् ॥ (यजु० अ० ३६ । मं० ३)

اس منتر میں جو پہلا (لفظ) "اوم" اسکے معنی پہلے باب میں بیان کر آتے ہیں۔ وہیں سے دیکھ لو۔ اب تین مہاویاہرتیوں (اسمائے اعظم) کے معنی مختصراً لکھتے

ہیں۔

भूरिति वै प्राणः (بھو) کے معنی ہیں پران یعنی ساری کائنات کی زندگی کا سہارا جان سے بھی پیارا اور بذاتِ خود موجود۔ پس یہ (کائنات) کی جان کے ظاہر کرنے والا لفظ "بھو" پرمیشور کا نام ہے۔

भुवरित्यपानः "بھوہ" بمعنی اپان جو سب دُکھوں سے مبرا ہے۔ جس کے سنگ سے سارے جیو مصائب سے چھوٹ جاتے ہیں۔ وہ بھُوہ ہے۔ اس لئے اُس پرمیشور کا نام بھُوہ ہے۔ स्वरिति व्यानः

سواہ بمعنی دیان وہ ہے۔ جو طرح طرح کے موجودات میں دیاپک ہو کر (ان) سب کو قائم رکھتا ہے۔ اس لئے اُس پرمیشور کا نام سواہ ہے۔ یہ تینوں قول تیتریہ آرنیک۔ پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۵ کے ہیں ٭

سوتوہ۔ جو سب کائنات کا پیدا کرنے والا اور سب جلال کے بخشنے والا ہے دیوسیہ جو ہر قسم کی خوشی کے دینے والا اور جس کے حصول کی خواہش سب کرتے ہیں۔ اُس پرماتما کو جو (وریَنیم) قبول کئے جانے کے قابل۔ افضل ترین (بھرگہ) ہمہ پاکیزگی اور پاک کرنے والا۔ چیتن (برہم) سروپ ہے۔ (تت) اسی پرماتما کے سروپ کو ہم لوگ (دھیمہی) دھارن کریں۔ کس مطلب کیلئے؟ کہ (یہ) وہ خالق پرمیشور (نہ) ہماری (دھیہ) عقل کو (پرچودیات) پریرے یعنی بُرے کاموں سے ہٹا کر اچھے کاموں میں لگا دے۔

اے پرمیشور! اے سچدانند سروپ۔ اے نت شدھ بدھ مکت سبھاؤ اے تولید سے پاک نرنجن نرِدکار۔ اے سرب انتریامی۔ اے سرب ادھار (سب کے سہارے) جہان کے مالک۔ ساری کائنات کے خالق اے انادی وشومبھر۔ سرب بیاپی اے بحرِ رحمت! تجھ پیدا کنندہ اور راحت بخشندہ کو اوم بھور۔ بھوہ۔ دیرینیم۔ اور بھرگو ناموں سے ہم دل میں جگہ دیویں۔ (دھیان

لہ ان سب الفاظ کی تشریح پہلے باب میں کی گئی ہے۔ (مترجم)

میں رکھیں) اس لئے اے بھگوان! آپ جو پیدا کنندہ اور راحت بخشندہ پرمیشور ہیں۔ ہماری عقلوں کو یہ ہدایت کریں۔ کہ آپ ہی ہمارے معبود۔ حاصل کرنے کے لائق مطلوب حقیقی ہیں۔ آپکے سوا کسی دوسرے کو آپ کے برابر اور آپ سے بڑھ کر ہم کبھی تسلیم نہ کریں۔ اے انسانو! جو سب سمرتھوں میں سمرتھ۔ سچدانند۔ انت سروپ۔ نت شدھ۔ نت بدھ۔ نت مکت سبھاؤ والا۔ بحر رحمت۔ عادل۔ مرنے اور جینے کی تکلیف سے مبرا۔ غیر مجسم۔ سب کے اسرار سے واقف۔ سب کا سہارا۔ پتا۔ خالق۔ اناج وغیرہ سے کائنات کی پرورش کرنے والا۔ جلال کل۔ جہان کا بنانے والا۔ پاک کل ہے۔ اور جسکے حصول کی سب کو خواہش کرنی چاہئے۔ ایسے پرماتما کی پاکیزہ اور علیم مطلق ذات کو ہم دھارن کریں۔ تاکہ وہ پرمیشور ہماری آتما اور بدھی کا انتریامی ہمیں بد افعال اور ادھرم والے راستے سے ہٹا کر نیک کام اور سچے راستہ پر چلا دے۔ اسے چھوڑ کر ہم اس کے ماسوا کسی میں دل نہ لگائیں۔ کیونکہ نہ تو کوئی اس کا ہم رتبہ ہے۔ اور نہ اس سے بڑھکر۔ وہی ہمارا پتا وہی ہمارا بادشاہ (جج) اور سب قسم کی راحت دینے والا ہے۔ اس طرح گائتری منتر کا اپدیش کر کے **سندھیا اپاسنا (عبادت کا طریق)** جیسے نہانا آچمن کرنا۔ پرانایام وغیرہ سکھلائیں۔

(۱) نہانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس سے جسم کی بیرونی صفائی اور تندرستی وغیرہ ہوتی ہے۔ اس میں پرمان ہے۔

अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति, मनः सत्येन शुध्यति । विद्यातपोभ्यां भूतात्मा, बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥ (मनु० अ० ५ । श्लोक १०९)

پانی سے جسم کے بیرونی اعضاء۔ راستی سے دل تعلیم اور تپسیا (نفس کشی یعنی سب قسم کی تکلیف برداشت کر کے بھی دھرم پر عمل کرنا) سے جیو آتما (روح) گیان (یعنی زمین سے لیکر پرمیشور تک سب اشیا کی ماہیت کو جاننا) سے عقل یقیناً پاک ہوتی ہے (منو دھیائے ۵ شلوک ۱۰۹) اس لئے کھانے سے پہلے نہانا ضروری ہے۔

(۲) پرانایام کا پرمان یہ ہے

योगाङ्गानुष्ठानादशुद्धिक्षये ज्ञानदीप्तिराविवेकख्यातेः ॥ (योग साधनपादे सू० २८)

پراناyam

جب انسان پرانایام کرتا ہے۔ تب جوں جوں وقت گزرتا ہے ناپاکی کا ناش اور گیان کا پرکاش (ظہور) ہوتا جاتا ہے۔ جب تک مکتی (نجات) نہ ہو۔ تب تک آتما میں پرکاش برابر بڑھتا جاتا ہے۔ (یوگ درشن۔ سادھن پاد۔ سوتر ۲۸)

दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः। तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥ (मनु० अ० ६। ७१)

جس طرح سونا وغیرہ دھاتیں آگ میں تپانے سے میل کچیل سے پاک وصاف ہو جاتی ہیں اسی طرح پرانایام سے من وغیرہ اندریاں تمام عیوب سے پاک وصاف ہو جاتی ہیں۔ (منو ادھیاے ۶۔ شلوک ۷۱)

प्रच्छर्दनविधारणाभ्यां वा प्राणस्य ॥ योग० (समाधिपादे) सू० ३४ ॥

پرانایام کا طریق یہ ہے

(یوگ سوتر ۳۴ سمادھی پاد) جس طرح نہایت تیزی سے قے ہو کر کھایا پیا باہر نکل جاتا ہے۔ ویسے ہی پران (سانس) کو زور سے باہر نکال کر حتی الوسع باہر ہی روک دے۔ جب دم باہر نکلتا ہو۔ تب مول اندریہ (ناف کے نیچے کے حصے) کو اس وقت تک اوپر کھینچ رکھے جبتک کہ دم باہر رہتا ہے۔ اور اسی طریق سے زیادہ دیر تک باہر ٹھہر سکتا ہے جب گھبراہٹ ہو۔ آہستہ آہستہ ہوا کو اندر داخل کرے اور پھر اسی طرح خواہش اور طاقت کے مطابق کرتا جائے۔ دل میں اوم کا جپ کرتا ہے۔ ایسا کرنے سے آتما (روح) من کی پاکیزگی اور اُس کا قیام ہوتا ہے۔

اول "باہیہ وشے" یعنی (سانس کو) زیادہ تر باہر ہی روکنا۔ **دوم** "ابھنیتر" یعنی جہاں تک ہو سکے۔ سانس کو اندر ہی اندر روک دینا **سوم** "ستمبھ ورتی" یعنی جہاں ہو۔ حتی الوسع وہیں فوراً سانس کو روک دینا۔ **چہارم** "باہیا بھینتر اکشیپی" یعنی جب سانس اندر سے باہر نکلنے لگے۔ تب اُسے باہر نہ نکلنے دے اور اندر ہی کو داخل کرے۔ اور جب باہر سے اندر آنیلگے۔ تب سانس کو اندر سے باہر کی طرف دھکا دے کر روک لے۔ اس طرح سانس کی ان دو نو حرکات کو ایک دوسرے کے خلاف متحرک کریں۔ تو دونو

کی رفتار رُک کر بیان اپنے قابو میں ہو جائیں گے۔ اور اس سے دل اور اندریاں اپنے قبضہ میں آجائیں گی۔

(اس طرح) طاقت اور حوصلہ بڑھ کر انسان کی عقل تیز اور لطیف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے (وہ) بہت مشکل اور دقیق باتوں کو بھی جلد سمجھ لیتا ہے جسمانی طاقت میں ترقی پا کر دائمی قوت جیتندر تا اور دلیری حاصل کرتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں سب شاستروں کو سمجھ کر ذہن نشین کر لیتا ہے۔ عورت بھی اسی طرح یوگا ابھیاس کرے کھانے پینے پہننے اُٹھنے بیٹھنے بولتے چالنے خورد و کلاں سے مناسب طریق پر برتاؤ کرنے کا اُپدیش کریں +

سندھیا اُپاسنا (اب) سندھیا اُپاسنا کا جس کو برہم یگیہ بھی کہتے ہیں (بیان کیا جاتا ہے) **آچمن** ہتھیلی میں اس قدر پانی لے۔ کہ اس کی تہ اور درمیانی حصہ میں آجائے۔ پھر اسمیں ہونٹ رکھ کر (آچمن) کرے۔ کہ وہ پانی حلق سے اُتر کر ہردیہ تک پہنچے۔ نہ اس (مقدار) سے زیادہ نہ کم اس طریق سے حلق میں ٹھہری ہوئی کف اور بلغم قدرے دور ہو جاتی ہے۔ بعدہٗ "مارجن" یعنی درمیانی اور انامکا (بنصر) انگلی کی نوک سے آنکھ وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکے۔ اس سے سستی دور ہوتی ہے۔ جو سستی نہ ہو۔ اور پانی میسّر نہ ہو سکے۔ تو ایسا نہ کرے۔ پھر منتروں کا جاپ کرتے ہوئے پرانایام کرے منسا پرکرمن (دل سے پرمیشور کا دھیان) اوپستھان (پرمیشور کی نزدیکی) کے بعد پرمیشور کی ستتی (حمد) پرارتھنا (دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کی ترکیب سکھلادے۔ ازاں بعد "اگھمرشن" (یعنی گناہ کرنیکا خیال تک بھی نہ کرنا) سندھیا اپاسنا تنہا جگہ میں دل جما کر کرے۔

अपां समीपे नियतो नैत्यिकं विधिमास्थितः। सावित्रीमप्यधीयीत गत्वाऽरण्यं समाहितः॥ (मनु० अ० २। १०४)

جنگل میں یعنی تنہا جگہ پر جا باہوش (متوجہ) ہو کر پانی کے نزدیک نِتّ کرم (روزانہ کارروائی) کرتا ہوا ساوتری یعنی گایتری کا منتر پاٹھ کرے۔ اس کے معنی غور سے

بچارے- اور اس کے مطابق اپنا چلن بنا دے لیکن یہ جاپ من سے کرنا ہی اُتم ہے اگنی ہوتر دوسرا "دیو یگیہ یہ اگنی ہوتر (ہون) اور عالموں کی صحبت اور خدمت وغیرہ کرنے سے ہوتا ہے- سندھیا اور اگنی ہوتر صبح و شام دو ہی وقت کرے- کیونکہ ان دو نو وقتوں کے سوا رات اور دن کے ملنے کا کوئی وقت نہیں ہے- کم سے کم گھنٹہ بھر ضرور دھیان کرے- جس طرح سمادھی لگا کر یوگی لوگ پرماتما کا دھیان کرتے ہیں- اسی طرح سندھیا اُپاسنا کرے-

ایسے ہی سورج چڑھنے کے بعد اور اسکے غروب ہونیسے پہلے بھی اگنی ہوتر کرنے کا وقت ہے- اسکے لئے کسی ایک دھات یا مٹی کی ویدی بنائے- جو اُوپر سے بارہ یا سولہ انگل چکون شکل کی ہو- اسکی گہرائی بھی اتنی ہی ہو- پر اس کی تہ کی سطح میں یا چار انگل ہو- یعنی اس کی اُوپر کی سطح جتنی چوڑی ہو- اس کی تہ کی سطح اس سے چہارم رہ جائے- پھر چندن (صندل) پلاش (ڈھاک چھچڑا) یا آم وغیرہ عمدہ لکڑی کے ٹکڑے اس "ویدی" کے اندازہ سے بڑے چھوٹے کر کے اس کے بیچ رکھ کر پھر اس میں آگ رکھ دے اور اس پر پھر لکڑی رکھ دے- ویدی کی شکل یہ ہے-



ایک "پرو کشنی پاتر" یعنی ارگھا اس  شکل کا اور دوسرا "پرنیتا پاتر" اس قسم [illegible] اور ایک اس قسم کی "اجیا ستھالی" (رکیب میں گھی رکھنے کا [illegible] برتن) اور چمسا (چمچ) [illegible] سونے چاندی یا لکڑی کے بنوائے- پرنیتا اور پروکشنی میں پانی اور گھی کے برتن میں گھی کو رکھ کر اس کو گرم کرے- پرنیتا پانی رکھنے کے لئے ہے- اور پروکشنی اس لئے کہ اس سے ہاتھ دھونے کے واسطے پانی لینے میں سہولیت ہو- پھر اس گھی کو اچھی طرح دیکھ لے- اور ان منتروں سے ہوم کرے-

ओं भूरग्नये प्राणाय स्वाहा । भुवर्वायवेऽपानाय स्वाहा । स्वरादित्याय व्यानाय स्वाहा । भूर्भुवः स्वरग्निवाय्वादित्येभ्यः प्राणापानव्यानेभ्यः स्वाहा ॥

ایسے ایسے اگنی ہوتر کے ہر ایک منتر کو پڑھ کر ایک ایک آہوتی دے اور جو زیادہ آہوتی دینا ہو تو

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव । यद्भद्रं तन्न आसुव ॥
(यजु० अ० ३०)

اس منتر اور متذکرہ بالا گائیتری منتر سے آہوتی دے۔

"اوم" "بھو" اور "پران" وغیرہ یہ سب نام پرمیشور کے ہیں۔ ان کے معنی بیان کر چکے ہیں۔ لفظ "سواہا" کے معنی یہ ہیں۔ جیسے گیان آتما میں ہو۔ ویسا ہی زبان سے بولے (راسکے) برعکس نہ بولے جس طرح پرمیشور نے سب جانداروں کے آرام کیلئے اِس سلسلے جہان کی نعمتوں کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی ایک دوسرے سے بھلائی کرنی چاہئے۔ **سوال** ۔ ہوم سے کیا فائدہ ہے؟ **جواب** سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ بدبودار ہوا اور پانی سے بیماری۔ بیماری سے جانداروں کی تکلیف اور خوشبودار ہوا اور پانی سے صحت اور بیماری کے دور ہونے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ **سوال** ۔ صندل وغیرہ گھس کر کسی کو لگا دے یا گھی وغیرہ کھانے کو دے۔ تو بڑا فائدہ ہو۔ آگ میں ڈال کر بے فائدہ ضائع کرنا عقلمندوں کا کام نہیں **جواب** جو تم علم کیمیا کے ماہر ہوتے۔ تو کبھی ایسا نہ کہتے۔ کیونکہ کوئی چیز نیست و نابود نہیں ہوتی دیکھو جہاں ہوم ہوتا ہے۔ وہاں سے دور جگہ میں بیٹھے ہوئے آدمی کی ناک خوشبو محسوس کرتی ہے۔ ویسے ہی اگر بدبو ہو تو بدبو بھی۔ اتنے ہی سے سمجھ لو۔ کہ آگ میں ڈالی ہوئی اشیا لطیف ہو کر منتشر ہوتی اور ہوا کے ساتھ دور جا کر بدبو کو دور کرتی ہیں۔ **سوال** ایسا ہی ہے۔ تو زعفران۔ کستوری۔ خوشبودار پھول اور عطر وغیرہ گھر میں رکھنے سے ہوا خوشبودار ہو کر آرام دینے والی ہوگی۔ **جواب** اس خوشبو میں یہ طاقت نہیں۔ کہ مکان میں ٹھہری ہوا کو باہر نکال دے اور صاف ہوا کو اندر داخل کرے۔ کیونکہ اس میں منتشر کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ طاقت آگ ہی میں ہے۔ کہ وہ ہوا اور بدبودار اشیا کو ہلکا اور منتشر کر کے باہر نکالتی اور صاف ہوا کو (مکان میں) داخل کر دیتی ہے **سوال** ۔ تو منتر پڑھ کر

ہوم کرنیکا کیا مقصد ہے؟ **جواب** منتروں میں ہوم کرنیکے فوائد کی تشریح ہے اور ان کے بار بار پڑھنے سے (یہ فائدہ ہے کہ وہ) حفظ رہیں۔ وید کا پڑھنا پڑھانا۔ اور حفاظت بھی ہو۔ **سوال**۔ کیا اس ہوم کئے بغیر گناہ ہوتا ہے؟ **جواب** ہاں کیونکہ جس آدمی کے جسم سے جتنی بدبو پیدا ہو کر ہوا اور پانی کو بگاڑتی ہے۔ اور بیماری کا باعث ہوتی ہے۔ اور جانداروں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ (اگر وہ ہوم نہ کرے) تو وہ اتنا ہی گناہ کرتا ہے۔ بنا برآں اُس گناہ کو دُور کرنے کے لئے اتنی یا اس سے زیادہ خوشبو ہوا اور پانی میں پھیلانی چاہیئے (اور اشیا کے) کھلانے پلانے سے صرف اس شخص کو (جسکو وہ اشیا کھلائی جائیں) آرام ملتا ہے۔ جتنا گھی اور خوشبودار وغیرہ اشیا ایک آدمی کھاتا ہے۔ اتنی چیزوں کے ساتھ ہوم کرنے سے لاکھوں آدمیوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن جو لوگ گھی وغیرہ عمدہ اشیا نہ کھائیں تو اُن کے جسم اور آتما کی طاقت نہ بڑھ سکے گی۔ اسلئے اچھی چیزیں کھلانی پلانی بھی چاہئیں۔ لیکن ہوم کرنا اس سے زیادہ مناسب ہے۔ اسلئے ہوم کرنا نہایت ضروری ہے۔ **سوال**۔ ہر ایک آدمی کتنی آہوتیاں کرے۔ اور ایک آہوتی کا کیا اندازہ ہے؟ **جواب**۔ ہر ایک شخص کو سولہ سولہ آہوتی ڈالنی چاہیئے۔ اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ اشیا ایک ایک آہوتی کی کم از کم مقدار ہونی چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ ہو۔ تو بہت اچھا ہے۔ اس لئے آریہ قوم کے سرتاج بزرگ رشی۔ مہرشی۔ راجے مہاراجے بہت سا ہوم کرتے اور کرواتے تھے جب تک ہوم کرنیکا رواج رہا۔ تب تک آریہ ورت روگوں سے مبرا اور سکھوں سے بھرپور تھا۔ اب بھی یہ طریق جاری ہو جائے۔ تو ویسا ہی ہو۔

یہ دو یگیہ ہیں۔ (اول) برہم یگیہ یعنی پڑھنا پڑھانا۔ سندھیا اُپاسنا۔ **ایشور کی ستتی پرارتھنا۔ اپاسنا کرنا**۔ (اور دوم) دیو یگیہ یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک یگیہ اور عالموں کی خدمت اور ستسنگ کرنا۔ لیکن "برہمچریہ" آشرم میں صرف برہم یگیہ اور اگنی ہوتر کا ہی کرنا درست ہے۔

ब्राह्मणस्त्रयाणां वर्णानामुपनयनं कर्तुमर्हति । राजन्यो द्वयस्य वैश्यो वैश्यस्यैवेति । शूद्रमपि कुलगुणसम्पन्नं मन्त्रवर्जमनुपनीतमध्यापयेदित्येके ॥

ہدایات متعلق درس و تدریس

یہ **سشرت** کے سوتر ستھان کے دوسرے ادھیائے کا قول ہے۔ برہمن تینوں ذاتوں برہمن چھتری اور ویش کو چھتری چھتری اور ویش کو ویش صرف ویش ذات کو یگیوپویت کرواکر پڑھا سکتا ہے۔ اور جو شودر خاندانی صاحب اوصاف حمیدہ ہو۔ اُس کو سوائے منتر **سنہتا** کے سب شاستر پڑھاوے۔ شودر پڑھے لیکن اسکا **اُپنین**[1] نہ کرے۔ یہ رائے بہت سے مذہبی ہادیوں کی ہے۔ بعد ازاں پانچویں یا آٹھویں برس سے لڑکے لڑکوں کی درسگاہ میں اور لڑکیاں لڑکیوں کی درسگاہ میں جاویں۔ اور مندرجہ ذیل قاعدہ کے مطابق تعلیم پانا شروع کریں۔

षट्त्रिंशदाब्दिकं चर्य्यं गुरौ त्रैवेदिकं व्रतम् । तदर्धिकं पादिकं वा ग्रहणान्तिकमेव वा । मनु० (अ० ३ । १)

آٹھ برس کی عمر کا ہو کر چھتیسویں سال تک یعنی ایک ایک وید معہ انگ اپانگ پڑھنے میں بارہ بارہ برس مل کر چھتیس برس اور آٹھ مل کر چوالیس یا اٹھارہ برس کا برہمچریہ اور آٹھ سابق مل کر چھبیس سال یا جب تک علم کامل طور پر حاصل نہ کر لے۔ تب تک برہمچریہ رکھے (منو ادھیائے ۳۔ شلوک ۱)

पुरुषो वाव यज्ञस्तस्य यानि चतुर्विंशति वर्षाणि तत्प्रातःसवनं, चतुर्विँशत्यक्षरा गायत्री प्रातःसवनं, तदस्य वसवोऽन्वायत्ताः वाव वसव एते हीदँ सर्वं वासयन्ति ॥ १ ॥ तच्चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा वसव इदं

[1] برہمچریہ دھارن کرتے وقت جو سنسکار کیا جاتا ہے اس کا نام اُپنین سنسکار ہے (مترجم)

मे प्रातःसवनं माध्यन्दिन॑ सवनमनुसंतनुतेति माहं प्राणानां वसूनां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युद्धैव तत एत्यगदो भवति ॥ २ ॥

अथ यानि चतुश्चत्वारि॑ शद्वर्षाणि तन्माध्यन्दिन॑ सवनं चतुश्चत्वारि॑ शदक्षरा त्रिष्टुप् त्रैष्टुभं माध्यन्दिन॑ सवनं तदस्य रुद्रा अन्वायत्ताः प्राणा वाव रुद्रा एते हीद॑ सर्व॑ रोदयन्ति ॥ ३ ॥

तं चेदेतस्मिन्वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा रुद्रा इदं मे मध्यं दिन॑ सवनं तृतीयसवनमनुसन्तनुतेति माहं प्राणाना॑ रुद्राणां मध्ये यज्ञो विलोप्सीत्युद्धैव तत एत्यगदो ह भवति ॥ ४ ॥

अथ यान्यष्टाचत्वारि॑ शद्वर्षाणि तत्तृतीयसवनमष्टाचत्वारि॑ शदक्षरा जगती जागतं तृतीयसवनं तदस्यादित्या अन्वायत्ताः प्राणा वावादित्या एते हीद॑ सर्वमाददते ॥ ५ ॥

तं चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात् प्राणा आदित्या इदं मे तृतीयसवनमायुरनुसंतनुतेति माहं प्राणानामादित्यानां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युद्धैव तत एत्यगदो हैव भवति ॥ ६ ॥

برہمچریہ کے اقسام یہ چھاندوگیہ اُپنشد کا قول ہے۔ برہمچریہ تین قسم کا ہے۔ اوّل ادنےٰ دوم میانہ سوم اعلیٰ۔ ان میں سے جو پُرش (اشیائے خوردنی دلو شیدنی سے بنے ہوئے جسم اور اس میں سونے والی رُوح) یگیہ (ہے) (یعنی نہایت عمدہ اوصاف سے مشتمل اور نیکوکار ہے) اُس کو لازم ہے۔ کہ ۲۴ برس تک نفس کو قابو میں رکھے یعنی برہمچاری رہ کر وید وغیرہ کی تعلیم اور عمدہ تربیت پاوے۔ اور شادی کر کے بھی شہوت میں غلطاں نہ ہو جائے۔ اس طور پر اس کے جسم میں پران بلوان

ہو کر سب عمدہ صفات کے حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں (اور ان کے باعث) اوائل عمر میں حصول تعلیم کی ترغیب ہوتی ہے۔ آچاریہ بھی (برہمچاری کو ایسی ہدایت کیا کرے) اور برہمچاری یہ یقین رکھے۔ کہ "اگر میں پہلی عمر میں ٹھیک ٹھیک برہمچاری رہونگا۔ تو میرا جسم اور آتما تندرست اور طاقتور ہوگا۔ اور میرے پران عمدہ صفات قائم رکھیں گے۔ اے لوگو! تم اس طرح سکھوں کو پھیلاؤ۔ تاکہ میں برہمچریہ نشٹ نہ کروں۔ چوبیس برس کے بعد گرہست آشرم کروں۔ تو یقین ہے۔ کہ بیماری سے بچا رہونگا۔ اور میری عمر بھی ستر یا اسی برس کی ہوگی۔

دوم میانے درجے کا برہمچریہ یہ ہے۔ کہ آدمی ۴۴ برس تک برہمچاری رہ کر وید ودّیا کا ابھیاس کرتا ہے۔ (اس سے) اسکے پران۔ اندریاں۔ انتہ کرن اور آتما طاقتور ہو کر سب دشٹوں کے رُلانے والے اور سر شیٹوں کے پرورش کرنیوالے ہوتے ہیں۔ (برہمچاری ایسا یقین رکھے) اگر میں اس ابتدائی زندگی میں جیسا آپ (آچارج کی طرف مخاطب ہو کر) کہتے ہیں۔ کچھ تپسیا (نفس کشی کروں۔ تو میرے یہ رُدر یعنی رُلا دینے والے پرانوں سے مشتمل میانہ درجہ کا برہمچریہ مکمل ہوگا۔ اے برہمچاری لوگو! تم اس برہمچرج کو بڑھاؤ۔ جسے میں اس برہمچرج کو نشٹ نہ کر کے یگیہ سروپ بنجاتا ہوں۔ اور اسی آچارج کل سے آتا اور امراض سے مبرّا ہوتا ہوں۔ جیسا یہ برہمچاری اچھا کام کرتے ہیں۔ ویسا تم کرو"۔

سوم قسم کا اعلیٰ برہمچریہ ۴۸ برس تک کا ہوتا ہے۔ جس طرح ۴۸ حروف کا جگتی چھند ہوتا ہے۔ ویسے ہی جو ۴۸ برس تک ٹھیک ٹھیک طور پر برہمچریہ رکھتا ہے۔ اُسکے پران بس میں ہو کر سب علوم حاصل کراتے ہیں۔ آچاریہ اور ماں باپ اپنی اولاد کو پہلی عمر میں علم اور نیک اوصاف حاصل کرنے کے لئے نفس کش بنا کر ایسی ہی ہدایت کریں کہ اولاد خود بخود اکھنڈ برہمچریہ رکھ کر اور تیسرا اعلیٰ برہمچریہ کو قائم رکھ کے مکمل یعنی چار سو برس تک عمر کو بڑھا دیں۔ ویسا تم بھی بڑھاؤ۔ کیونکہ جو شخص برہمچریہ کو اختیار کر کے (اس کو) نشٹ نہیں کرتے۔ وہ سب قسم کے دکھوں سے آزاد ہو کر دھرم

ارتھ کام اور موکش کو حاصل کرتے ہیں۔ (چھاندوگیہ اُپنشد۔ پرپاٹھک سوم کھنڈ ۱۶۔ واکیہ ۱ سے ۶ تک)

चतस्रोऽवस्थाः शरीरस्य वृद्धिर्यौवनं सम्पूर्णता किञ्चित्परिहाणिश्चेति । आषोडशाद्वृद्धिः । आपञ्चविंशतेर्यौवनम् । आचत्वारिंशतः सम्पूर्णता । ततः किञ्चित्परिहाणिश्चेति ॥
पञ्चविंशे ततो वर्षे पुमान् नारी तु षोडशे । समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात्कुशलो भिषक् ॥

یہ شُشرُت کے سُوتر ستھان ادھیائے ۳۵ کا قول ہے۔ اس جسم کی چار حالتیں ہیں ایک "بڑھتی" جو سولھویں برس سے لے کر پچیسویں برس تک (جبکہ) سب دھاتوں (جوہروں) کی ترقی ہوتی ہے۔ دوسری جوانی جس کا آغاز پچیسویں سال کے آخیر اور چھبیسویں سال کے شروع سے ہوتا ہے تیسری حالت تکمیل کی جو پچیسویں برس سے لیکر چالیسویں برس تک (جبکہ) سب دھاتوں (جوہروں) کی پختگی ہوتی ہے۔ چوتھی حالت "قدرے زوال" جب سب جسمانی جوہر معہ کل اجزا کے مضبوط ہوکر تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ اس کے بعد جو جوہر بڑھتا ہے۔ وہ جسم میں نہیں رہتا۔ بلکہ خواب اور پسینہ وغیرہ کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے۔ یہ ہی چالیسواں برس شادی کا عمدہ وقت ہے۔ لیکن سب سے بہتر اڑتالیسواں برس شادی کا ہے۔

سوال۔ کیا یہ برہمچریہ کا قاعدہ عورت اور مرد دونوں کیلئے یکساں ہی ہے؟ **جواب** نہیں۔ اگر پچیسویں سال تک پُرش برہمچریہ کرے۔ تو سولہ برس تک کنیا۔ اگر مرد تیس برس تک برہمچاری رہے۔ تو عورت سترہ برس تک۔ اگر مرد چھتیس برس تک رہے۔ تو عورت اٹھارہ برس تک۔ اگر مرد چالیس برس تک برہمچریہ کرے۔ تو عورت بیس برس تک اگر مرد چوالیس برس کا برہمچریہ کرے۔ تو عورت بائیس برس تک اگر مرد اڑتالیس برس کا برہمچریہ کرے تو عورت چوبیس برس تک برہمچریہ قائم رکھے۔ یعنی اڑتالیسویں برس کے بعد عورت کو برہمچریہ نہ رکھنا چاہئے لیکن یہ قاعدہ

شادی کرنے والے مرد اور عورتوں کیلئے ہے۔ جو شادی کرنا ہی نہ چاہیں۔ وہ مرنے تک برہمچاری رہیں۔ تو اچھی بات ہے۔ رہیں۔ مگر یہ ... پورے طور پر فاضل جیتندری (نفس پر قابض) اور بے عیب یوگی عورت اور مرد کا کام ہے۔ کیونکہ شہوت کے زور کو تھام کر اندریوں کو اپنے قابو میں رکھنا بڑا مشکل کام ہے۔

ऋतं च स्वाध्यायप्रवचने च। सत्यं च स्वाध्यायप्रवचने च। तपश्च स्वाध्यायप्रवचने च। दमश्च स्वाध्यायप्रवचने च। शमश्च स्वाध्यायप्रवचने च। अग्नयश्च स्वाध्यायप्रवचने च। अग्निहोत्रञ्च स्वाध्यायप्रवचने च। अतिथयश्च स्वाध्यायप्रवचने च। मानुषं च स्वाध्यायप्रवचने च। प्रजा च स्वाध्यायप्रवचने च। प्रजनश्च स्वाध्यायप्रवचने च प्रजातिश्च स्वाध्यायप्रवचने च॥

ہدایات متعلقہ درس تدریس تیتریہ اُپنشد

(یہ تیتریہ اُپنشد۔ پرپاٹھک ۷۔ انواک ۹ کا قول ہے) اس میں پڑھنے پڑھانے والوں کے قواعد لکھے ہیں۔ (یعنی) نیک چلنی سے پڑھیں اور پڑھائیں۔ راست بازی سے سچے علوم کو پڑھیں اور پڑھائیں نفس کش ہو کر یعنی دھرم پر چلتے ہوئے وید وغیرہ شاستروں کو پڑھیں اور پڑھائیں۔ بیرونی حواس کو بُرے کاموں سے روک کر پڑھیں۔ اور پڑھاتے جائیں۔ دل کے میلان کو سب قسم کے عیبوں سے ہٹا کر پڑھتے پڑھاتے جائیں۔ ہون کے لائق آگ اور بجلی وغیرہ (کے خواص) کو جان کر پڑھتے پڑھاتے جائیں۔ اور اگنی ہوتر کرتے ہوئے پڑھنا اور پڑھانا جاری رکھیں۔ اتتھیوں (مہمانوں) کی خدمت کرتے ہوئے پڑھیں اور پڑھائیں دُنیاوی کاروبار کو مناسب طور پر کرتے ہوئے پڑھتے پڑھاتے رہیں۔ اولاد اور رعایا کی پرورش کرتے ہوئے پڑھتے پڑھاتے جائیں۔ منی کی حفاظت اور ترقی کرتے ہوئے پڑھتے پڑھاتے جائیں۔ اپنی اولاد اور شاگرد کی پرورش کرتے ہوئے پڑھتے پڑھاتے جائیں۔

यमान् सेवेत सततं न नियमान् केवलान् बुधः।
यमान्पतत्यकुर्वाणो नियमान् केवलान् भजन्॥
मनु० (अ० ४। २०४)

یم اور نیم کی تشریح دانشمند یموں کو ہمیشہ اختیار کرے۔ نہ محض نیموں کو کیونکہ یموں
کو نہ کرتا ہؤا اور صرف نیموں کو کرتا ہؤا آدمی گر جاتا ہے۔ (مترجم) منو ۴۔۲۰۴

یم پانچ قسم کے ہوتے ہیں

तत्राहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा
मा: ॥ योग (साधनपादे सू० ३०)

(۱) اہنسا (ایذا نہ پہنچانا) (۲) ستیہ (سچ ماننا۔ سچ بولنا اور سچ ہی کرنا) (۳)
استیہ (دل۔ زبان۔ اور فعل سے چوری کا چھوڑنا۔ (۴) برہمچریہ (عضو تناسل
کو قابو رکھنا) (۵) اپریہ گرہ (نہایت تلون مزاجی کو چھوڑ کر خودی سے بری
ہونا) یوگ درشن سادھن پاد۔ سوتر ۳۰) ان پانچ یموں پر ہمیشہ عمل کرے۔
پانچ نیم یہ ہیں :۔

शौचसन्तोषतपः स्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥ योग०
(साधनपादे सू० ३२)

(۱) شوچ (غسل وغیرہ سے صفائی) (۲) سنتوش (ہمیشہ پرسن ہوکر مست رہنا)
سنتوش (قناعت) نہیں۔ بلکہ جس قدر ہو سکے محنت کرنی۔ نفع و نقصان سے شادی
یا غمی کو محسوس نہ کرنا (۳) تپ (تکلیف اٹھا کر بھی نیک کاموں کا کرنا) (۴) سوادھیا
(سیلف سٹڈی۔ پڑھنا پڑھانا) (۵) ایشور پرنی دھان ایشور کی خاص بھگتی میں آتما کو
اربن کرنا (سونپ دینا) (یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۲) یموں کے بغیر صرف
ان نیموں پہ عمل نہ کرے۔ بلکہ ان دونوں پر عمل کیا کرے۔ جو یموں کو ترک کر کے
صرف نیموں پر عمل کرتا ہے۔ وہ ترقی نہیں بلکہ تنزل یعنی دنیا میں گرا رہتا ہے۔

कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ॥
[मनु० अ० २ । २८

خواہشات بدرجۂ غایت اور عدم خواہش کسی کیلئے بھی اچھی نہیں۔ کیونکہ جو خواہش
نہ کرے تو ویدوں کا علم اور ویدوں میں فرمائے ہوئے نیک افعال وغیرہ کسی سے

نہ ہو سکیں (ادھیائے ۲۔ شلوک ۲) اس لئے

स्वाध्यायेन व्रतैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः ।
महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥ मनु०
[अ० २ । २८]

برہمن کیسے ہو سکتا ہے

سوادھیائے یعنی ہر قسم کے علوم کے پڑھانے پڑھانے۔ برت (برہمچریہ راست گفتاری وغیرہ اصولوں پر چلنا) ہوم (اگنی ہوتر وغیرہ ہوم۔ سچ اختیار کرنا۔ جھوٹ چھوڑنا اور سچے علوم کا دان کرنا) ترِیودین (وید میں بیان کئے ہوئے کرم اُپاسنا۔ گیان۔ پرستش علم حقیقی کا اختیار کرنا) اجیا۔ اگنیہ ہشٹی وغیرہ) سُت (اچھی اولاد پیدا کرنا) مہا یگیہ (برہم۔ دیو۔ پتر۔ ویشودیو اور اتھتول کی خدمت جو پانچ مہا یگیہ ہیں۔ ان کے کرنے اور یگیہ (اگنی شٹوم وغیرہ اور نیز صنعت و حرفت سے مہارت وغیرہ) ان کو حاصل کرنے سے یہ جسم (وید۔ اور پرمیشور کی عبادت کی جائے رہائش ہونے سے) برہمن کا جسم بنایا جاتا ہے۔ (ادھیائے دوم شلوک ۲۸) اتنے وسائل کے بغیر برہمن کا جسم نہیں بن سکتا۔

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान् यन्तेव वाजिनाम् ॥ मनु० [२ । ८८]

جس طرح دانشمند کوچوان گھوڑوں کو قابو میں رکھتا ہے۔ اسی طرح من اور آتما کو (رُوح) بُرے کاموں کی طرف کشش کرنے والے حواس جو محسوسات میں لگے ہوئے ہیں اُن کو ہر طرح سے قابو میں رکھنے کی کوشش کرے (ادھیائے ۲ شلوک ۸) کیونکہ

इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
सन्नियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥ [२ । ९३]

آتما اندریوں کے قابو میں ہو کر بلا شبہ بڑے بڑے عیبوں میں پڑ جاتا ہے۔ اور جب حواس کو اپنے قابو میں کرتا ہے۔ تبھی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ (ادھیائے دوم شلوک ۹۳)

त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।

न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥

मनु० [२ । ९७]

جس دُشٹ (بدکردار) آدمی نے حواس پر غلبہ نہیں پایا۔ اُس کے لئے وید کا پڑھنا تیاگ۔ یگیہ۔ نیم۔ تپسیہ اور دیگر اچھے کام کبھی بارآور نہیں ہوتے (ادھیا ۲ شلوک ۹۷)

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यिके ।
नानुरोधोऽस्त्यनध्यायो होममन्त्रेषु चैव हि ॥ १ ॥
नैत्यिके नास्त्यनध्यायो ब्रह्मसत्रं हि तत्स्मृतम् ।
ब्रह्माहुतिहुतं पुण्यमनध्यायवषट्कृतम् ॥ २ ॥

मनु० [२ । १०५ १०६]

وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ اُپاسنا وغیرہ پانچ مہایگیوں کے کرنے اور ہوم کے منتروں (کے یاد کرنے) میں ناغہ کرنے کے بارہ میں کسی طرح اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ نت کرم میں ناغہ نہیں ہوتا۔ جس طرح سانس ہر وقت آتا جاتا ہے۔ رُک نہیں سکتا۔ اسی طرح نت کرم بلاناغہ ہر روز کرنے چاہئیں اور کبھی ترک نہ کرنے چاہئیں۔ کیونکہ تعطیلوں میں بھی اگنی ہوتر وغیرہ اچھا کام کیا ہوا موجب ثواب ہوتا ہے۔ جس طرح جھوٹ بولنے سے ہمیشہ گناہ اور سچ بولنے سے ہمیشہ ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح بُرا کام کرنے سے ہمیشہ ناغہ اور اچھا کام کرنے سے ہمیشہ شغل ہی ہوتا ہے۔ (ادھیا ۲ شلوک ۱۰۵-۱۰۶)

अभिवादनशीलस्य नित्यं वृद्धोपसेविनः ।
चत्वारि तस्य वर्द्धन्ते आयुर्विद्या यशो बलम् ॥

मनु० [२ । १२१]

جو ہمیشہ متواضع۔ نیک خو۔ عالم اور بزرگوں کا خادم ہوتا ہے۔ اُس کی عمر۔ علم شہرت اور طاقت یہ چاروں (چیزیں) ہمیشہ بڑھتی ہیں۔ اور جو ایسا نہیں کرتے۔ اُن کی عمر وغیرہ چاروں چیزیں نہیں بڑھتیں۔

(ادھیا ۲ شلوک ۱۲۱)

अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयोऽनुशासनम्।
वाक् चैव मधुरा श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥१॥
यस्य वाङ्मनसे शुद्धे सम्यग्गुप्ते च सर्वदा।
स वै सर्वमवाप्नोति वेदान्तोपगतं फलम् ॥ २ ॥
मनु० [२ । १५९ । १६०]

علماء اور طلبا کو واجب ہے۔ کہ عداوت کے خیال کو چھوڑ کر سب آدمیوں کو راہ خیر کی ہدایت کریں۔ اور ناصحا ہمیشہ شیریں اور دلکش کلام بولیں۔ جو شخص دہرم کی ترقی چاہے۔ وہ ہمیشہ راستی پر چلے۔ اور راستی کی ہی ہدایت کرے۔ جس آدمی کی زبان اور دل صاف اور ہمیشہ قابو میں رہتے ہیں۔ وہی ویدوں کے آخری مقصد کو حاصل کرتا ہے۔ (ادھیا دوم۔ شلوک ۱۵۹۔ ۱۶۰)

सम्मानाद् ब्राह्मणो नित्यमुद्विजेत् विषादिव।
अमृतस्येव चाकांक्षेदवमानस्य सर्वदा॥ मनु० [२ । १६२]

وہی برہمن اور پرمیشور کو جانتا ہے۔ جو پرتشٹھا (تعریف) سے زہر کے مانند ہمیشہ ڈرتا ہے۔ اور اپمان (خاکساری) کی خواہش آب حیات کے مانند کیا کرتا ہے (منو ادھیا دوم۔ شلوک ۱۶۱)

अनेन क्रमयोगेन संस्कृतात्मा द्विजः शनैः।
गुरौ वसन् संचिनुयाद् ब्रह्माधिगमिकं तपः॥

اسی طرح سے یگیوپویت دہاری۔ دوج برہمچاری لڑکا اور برہمچارنی لڑکی آہستہ آہستہ حصول علم وید کی تپسیا کو بڑھاتے چلے جائیں (ادھیا ۲ شلوک ۱۶۴)

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम्।
स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः॥ म० [२।१६८]

جو وید کو نہیں پڑھتا اور اور کاموں میں کوشش کیا کرتا ہے۔ وہ اپنے لڑکے بالوں سمیت جلد ہی شودر ہو جاتا ہے۔ (ادھیا دوم۔ شلوک ۱۶۸)

वर्जयेन्मधु मांसञ्च गन्धं माल्यं रसान् स्त्रियः ।
शुक्तानि यानि सर्वाणि प्राणिनां चैव हिंसनम् ॥१॥
अभ्यङ्गमञ्जनं चाक्ष्णोरुपानच्छत्रधारणम् ।
कामं क्रोधं च लोभं च नर्त्तनं गीतवादनम् ॥२॥
द्यूतं च जनवादं च परिवादं तथाऽनृतम् ।
स्त्रीणां च प्रेक्षणालम्भमुपघातं परस्य च ॥३॥
एकः शयीत सर्वत्र न रेतः स्कन्दयेत्क्वचित् ।
कामाद्धि स्कन्दयन्रेतो हिनस्ति व्रतमात्मनः ॥४॥
मनु० [२ । १७७ । १८०]

برہمچاری اور برہمچارنی شراب پینے۔ مانس کھانے۔ خوشبودار اشیا۔ہار۔خوش ذائقہ اشیاء کے برتنے۔ عورت اور مرد کی صحبت۔ سب قسم کی تُرشی اور جانداروں کو ایذا دینے۔ ملنے کے ملنے۔ بغیر ضرورت عضوِ تناسل کو چھونے۔ آنکھوں میں کاجل لگانے جوتا اور چھاتا رکھنے۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ خوف۔ غم۔ تعصب۔ کینہ اور ناچنے۔ گانے۔ باجا بجانے۔ جُوا کھیلنے۔ لوگوں کی غیبت چغلی کرنے۔ جھوٹ بولنے۔ عورتوں کے دیکھنے اور ان کے قریب رہنے۔ اوروں کو نقصان پہنچانے وغیرہ بُرے کاموں سے بچے رہیں۔ ہمیشہ علیحدہ سوئیں۔ منی کو کبھی ضائع نہ کریں۔ جو اپنی مرضی سے منی کو خارج کر دے۔ تو جانو کہ اُس نے اپنے برہمچریہ برت کو توڑا ہے۔ (ادھیائے دوم۔ شلوک ۱۷۷ سے ۱۸۰ تک)

वेदमनूच्याचार्योऽन्तेवासिनमनुशास्ति । सत्यं वद । धर्मं चर । स्वाध्यायान्मा प्रमदः । आचार्याय प्रियं धनमाहृत्य प्रजातन्तुं मा व्यवच्छेत्सीः । सत्यान्न प्रमदितव्यम् । धर्मान्न प्रमदितव्यम् । कुशलान्न प्रमदितव्यम् । भूत्यै न प्रमदितव्यम् ।

स्वाध्यायप्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् देवपितृकार्य्याभ्यां न प्रमदितव्यम्। मातृदेवो भव। पितृदेवो भव। आचार्य्यदेवो भव। अतिथिदेवो भव। यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि। यान्यस्माकं सुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि। ये के चास्मच्छ्रेयांसो ब्राह्मणास्तेषां त्वयासनेन प्रश्वसितव्यम्। श्रद्धया देयम्। अश्रद्धया देयम्। श्रिया देयम्। ह्रिया देयम्। भिया देयम्। संविदा देयम्। अथ यदि ते कर्मविचिकित्सा वा वृत्तविचिकित्सा वा स्यात्। ये तत्र ब्राह्मणाः समदर्शिनो युक्ता अयुक्ता अलूक्षा धर्मकामाः स्युर्यथा ते तत्र वर्तेरन्। तथा तत्र वर्तेथाः। एष आदेश एष उपदेश एषा वेदोपनिषत्। एतदनुशासनम्। एवमुपासितव्यम्। एवमु चैतदुपास्यम्॥ तैत्तिरीय० [प्रपा० ७। अनु० ११। क० १।२।३।४]

گورو اپنے شاگردوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کو اس طرح اپدیش کرے کہ "تو ہمیشہ سچ بول۔ دھرم کے مطابق چل۔ غفلت کو چھوڑ کر پڑھ اور پڑھا۔ پورے برہمچریہ سے کل علوم سیکھ۔ گورو کی خدمت میں اچھا نذرانہ پیش کر۔ اور شادی کر کے اولاد پیدا کر۔ غفلت سے بھی سچ ہرگز نہ چھوڑ۔ غفلت سے دھرم کا تیاگ مت کر۔ غفلت سے صحت اور چترائی کو مت کھو۔ غفلت سے پڑھنے پڑھانے کو کبھی ترک مت کر۔ دیو یعنی فاضل اور ماں باپ وغیرہ کی خدمت سے ہرگز غافل نہ رہ۔ جیسے عالم کی تعظیم کی جاتی ہے۔ ویسے ماں۔ باپ۔ آچاریہ اور اتتھی (مہمان) کی۔ جو بے عیب اور دھرم کے کام ہیں۔ مثلاً سچ بولنا وغیرہ عمل میں لا۔ اور جھوٹ وغیرہ ان کے خلاف کاموں سے بچ۔ جو کام ہمارے دھرم کے مطابق ہوں۔ انکو اختیار کر۔ اور برے کاموں کے پاس بھی نہ جا۔ باعمل علامہ برہمن کی خدمت میں رہ۔ اور ان پر اعتقاد رکھ۔ دان دینا ہر حالت میں اچھا ہے۔ خواہ شردھا سے ہو۔ یا نہ۔ خواہ اس سے دُنیا

کی شان و شوکت کی نمود ہو۔ خواہ حیا یا خواہ ! ایفائے وعدہ کا خیال جب کبھی تجھے کرم (فعل) یا شیل (برتاؤ) اور آیاسنا (پرستش) گیان کے بارہ میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا ہو۔ تو بیدار مغز۔ بے لگاؤ یوگی۔ اور اگر یوگی نہ ملے۔ تو نرم مزاج۔ دھرم کے متمنی دہرماتماؤں (پیروی کر) یعنی جس طرح وہ دہرم کے راستہ پر چلیں۔ تو بھی اسی طرح پر چل۔ یہی حکم ہے۔ اور یہی فہمائش۔ یہی ہدایت ہے اور یہی وید کی اُپنشد۔ اور یہی اس کی تعلیم۔ اسی طرح عمل کرنا اور اپنا چال چلن سُدھارنا چاہیئے۔ (تیتریہ اُپنشد۔ پرپاٹھک ۷۔ انواک ۱۱)

अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ॥ मनु० [२।४]

لوگوں کو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ ارادے بغیر آدمی کا آنکھ بند کرنا اور کھولنا ناممکن ہے اس سے ثابت ہے کہ جو کچھ آدمی کرتا ہے۔ وہ بغیر ارادہ و خواہش نہیں کرتا۔ (منو ادھیاء دوم۔ شلوک ۴)

आचारः परमो धर्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त्त एव च ।
तस्मादस्मिन्सदा युक्तो नित्यं स्यादात्मवान् द्विजः ॥ १ ॥
आचाराद्विच्युतो विप्रो न वेदफलमश्नुते ।
आचारेण तु संयुक्तः सम्पूर्णफलभाग्भवेत् ॥ २ ॥
मनु० [१।१०८।१०९]

کہنے کہلانے سُننے سُنانے۔ پڑھنے پڑھانے کا ثمرہ یہی ہے۔ کہ وید اور وید کے مطابق سمرتی کا فرمان جو عین دہرم ہے۔ لوگ اس پر چلیں۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ ہمیشہ دھرم کے مطابق عمل کرنے میں لگے رہو۔ کیونکہ جو دھرم آچرن (نیک چال چلنی) سے محروم ہے۔ وہ اسی ثمرہ راحت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جو وید دھرم پر چلنے سے مترتب ہوتا ہے۔ راحت کامل وہی حاصل کرتا ہے۔ جو علم پڑھ کر دھرم پر چلتا ہے (منو ادھیائے اول شلوک ۱۰۸-۱۰۹)

योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ॥ म० [२।११]

جو ویداور وید کے مطابق (آپت) راست باز اشخاص کی تصانیف (شاستر) کی بیقدری کرتا ہے۔ اور وید کی بے ادبی کرتا ہے۔ تو ایسے ناستک (دہریہ) کو قوم ذات اور ملک سے باہر کر دینا چاہیئے (ادھیا دوم۔شلوک ۱۱)

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥ मनु० [२।१२]

کیونکہ (۱) وید (۲) سمرتی (یعنی) وید کے مطابق (آپت) راست باز آدمیوں کی تصانیف منوسمرتی وغیرہ شاستر (۳) نیک آدمیوں کا چلن جو ازلی وید کے ذریعہ پرمیشور کے فرمائے ہوئے کرموں (افعال) کے مطابق ہے۔ (۴) جو اپنی آتما کو عزیز ہے۔ یعنی جسے آتما پسند کرے۔ مثلاً راست گوئی یہ چار دھرم کے معیار ہیں یعنی انہیں سے دھرم اور ادھرم میں تمیز ہوتی ہے۔ (ادھیائے دوم) شلوک ۱۲)

طرفداری سے مبرّا ہوتے۔ انصاف اور راستی اختیار کرنے ہمیشہ جھوٹ سے بچے رہنے کا نام دھرم ہے۔ اور اس کے خلاف طرفداری کرنے۔ بے انصاف ہونے سچ کو چھوڑنے اور جھوٹ بولنے کا نام ادھرم ہے۔

अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।
धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥ मनु० [२।१३]

جو آدمی (ارتھ) سونا جواہرات وغیرہ اور (کام) شہوت رانی میں نہیں پھنستے۔ انہیں کو دھرم کا گیان حاصل ہوتا ہے۔ جو دھرم گیان کے طالب ہوں۔ وہ وید کے ذریعہ اس کا نشچے کریں۔ کیونکہ دھرم اور ادھرم کا نشچے کسی طرح وید بغیر نہیں ہوتا۔ (منو ادھیا دوم۔شلوک ۱۳)

اِس طرح آچاریہ اپنے شاگردوں کو اپدیش کرے۔ اور راجہ بالخصوص چھتری۔ دیش

اور اعلیٰ شودر اقوام کو ضرور تحصیل علم کرائیں۔ کیونکہ اگر صرف برہمن ہی علم حاصل کریں۔ اور چھتری وغیرہ محروم رہیں۔ تو علم۔ دھرم۔ حکومت اور دولت وغیرہ کی ترقی کبھی نہیں ہو سکے گی۔ وجہ یہ کہ برہمن تو صرف پڑھنے پڑھانے اور چھتری وغیرہ سے روزی حاصل کرنے میں زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ محتاج ہونگے۔ چھتری وغیرہ اُن کے حاکم۔ مگر انکے کام کی نگرانی اور قصور پر سزا دہی نہ کریں گے۔ (پس اس صورت میں) برہمن وغیرہ سب اقوام پاکھنڈ (دھوکہ بازی) میں پھنس جائینگی۔ لیکن چھتری وغیرہ علم سیکھیں گے۔ تو برہمن بھی زیادہ تحصیل علم کرینگے۔ نیکی کے راستہ پر چلیں گے۔ اور ان چھتری وغیرہ علما کے سامنے دغا بازی۔ جھوٹا بیوہار (معاملہ) بھی نہیں کرینگے۔ ہاں! چھتری وغیرہ جاہل رہیں گے۔ تو جو اُن کے دل میں آئیگا۔ وہ کرینگے۔ اور کرائیں گے۔ بس برہمن بھی اپنی بھلائی چاہیں۔ تو بڑی کوشش سے چھتری وغیرہ کو وید وغیرہ ست شاستروں کا مطالعہ کرائیں۔ کیونکہ چھتری وغیرہ ہی علم و دہرم۔ سلطنت و دولت کو ترقی دینے والے ہیں۔ وہ کبھی بھیک پر گزارہ نہیں کرتے۔ اِس لئے وہ تعلیم کے بارہ میں کسی کے طرفدار بھی نہیں ہو سکتے۔ اور جب سب اقوام میں تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ تب کوئی بھی دہوکا بازی وغیرہ ادہرم والے اُلٹے بیوہار (کام) کو نہیں چلا سکتا۔ اِس سے کیا ثابت ہوًا (یہ) کہ چھتری وغیرہ کو قاعدہ کے پابند رکھنے والے برہمن اور سنیاسی ایسے ہی برہمنوں اور سنیاسیوں کو مناسب طریق پر چلانے والے کھشتری وغیرہ ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک قوم کی عورتوں اور مردوں میں علم اور دھرم کا ضرور رواج دینا چاہئیے۔

درس تدریس کے متعلق درشنوں کی سکھشا

جو کچھ پڑھنا پڑھانا ہو۔ اچھی طرح تحقیق کر کے عمل میں لانا چاہئیے تحقیق پانچ طرح سے ہوتی ہے۔ (۱) جو کچھ ایشور کے اوصاف افعال و خواص اور ویدوں کے مطابق ہو۔ وہ سچ اور اسکے برعکس جھوٹ ہے۔ (۲) جو کچھ قانون قدرت کے مطابق ہے۔ وہ سچ اور جو اسکے برعکس ہے۔ وہ سب جھوٹ۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ بغیر ماں باپ کے ملاپ کے لڑکا پیدا ہوًا۔ تو ایسا کہنا خلاف قانون

قدرت ہونے سے بالکل جھوٹ ہے۔ (۳) "آپت" یعنی جو لوگ (دھارمک) نکوکار عالم راست باز۔ صاف دل ہیں۔ جو کچھ ان کے ست سنگ اور اُپدیش کے مطابق ہے۔ وہ قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہ ترک کرنے کے قابل (۴) جو کچھ اپنی آتما کی پاکیزگی اور علم کے مطابق ہو۔ مثلاً سُکھ (آرام) اپنے آپ کو اچھا لگتا ہے۔ اور دُکھ بُرا۔ اسی طرح ہر جگہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ میں بھی کسی کو سُکھ یا دُکھ دُونگا۔ تو وہ بھی ناراض یا خوش ہوگا۔ (۵) جو کچھ آٹھ قسم کے پرمانوں سے ثابت ہو۔ اُسی کو ماننا چاہئے۔ یعنی (۱) پرتیکش (۲) انومان (۳) اُپمان (۴) شبد (۵) ایتھیہ (۶) ارتھاپتی (۷) سمبھو (۸) ابھاؤ۔ ان میں سے پرتیکش کی تعریف وغیرہ میں جو جو سُوتر نیچے لکھے ہیں۔ وہ سب نیائے شاستر (علم منطق) کے پہلے اور دوسرے ادھیائے کو سمجھو۔

اول پرتیکش (ثبوت عین الیقین)

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारि व्यवसायात्मकम्प्रत्यक्षम् ॥ अ० १ । आह्निक १ । सूत्र ४ ॥

(نیائے شاستر ادھیائے پہلا آہنک اول سُوتر ۴) کان۔ چمڑا۔ آنکھ۔ زبان ناک کا براہِ راست تعلق جب آواز۔ لمس۔ شکل۔ ذائقہ اور بُو کے ساتھ ہوا اور من (جوہر دراگ) کا حواس کے ساتھ اور آتما کا من کے ساتھ۔ تو ایسے تعلق سے جو گیان پیدا ہوتا ہے۔ اس کو پرتیکش کہتے ہیں۔ لیکن اسم اور موسوم کے تعلق سے جو علم ہوتا ہے۔ وہ پرتیکش نہیں۔ مثلاً کسی نے کسی سے کہا کہ تُو جل لا۔ وہ لا کر اسکے پاس رکھ کر بولا۔ کہ "یہ جل ہے" لیکن وہاں لفظ جل (پانی) کو جو دو حروف سے مرکب ہے۔ نہ تو لانے والا دیکھ سکتا ہے اور نہ منگوانے والا۔ ہاں جس شے کا نام جل ہے۔ وُہی پرتیکش ہوتا ہے۔ اور جو علم آواز سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ شبد پرمان سے متعلق ہے۔ خالی از وبھچار (غیر فاسد) جیسے کسی نے رات کے وقت ستون دیکھ کر یقین کر لیا کہ آدمی ہے۔ مگر جب دن کو دیکھا۔ تو ستون کو رات کے وقت آدمی سمجھنے کا علم دُور

ہو کر ستون کا علم قائم رہا۔ اس طرح کے ناپائدار علم کو پرتیکش نہیں کہتے۔ پھر پرتیکش میں شبہ کی گنجائش نہیں مثلاً کسی نے دُور سے دریا کی ریت دیکھ کر کہا۔ کہ وہاں کپڑے سوکھ رہے ہیں۔ یا پانی ہے یا کچھ اور؟ وہ دیودت کھڑا ہے۔ یا یگیہ دت۔ جب تک پورا یقین نہ ہو۔ تب تک وہ پرتیکش علم نہیں۔ بلکہ جو بے روک دائمی اور یقینی علم ہے۔ اس کو پرتیکش کہتے ہیں۔

(دوسرا) **انومان** (قیاس یا ثبوت التزامی)

अथ तत्पूर्वकं त्रिविधमनुमानं पूर्ववच्छेषवत्सामान्यतो दृष्टञ्च ॥

نیائے شاستر ادھیائے اول۔ آہنک اول سوتر ۵) جو علم پرتیکش کے بعد ہو یعنی جس کا ایک جزو یا کل کسی جگہ یا وقت میں پرتیکش ہوا ہو۔ دوسری جگہ اس کے ہم جنس ایک جزو کے پرتیکش ہونے سے غائب از نظر ہونے کو "انومان" کہتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو دیکھ کر باپ کا علم ہونا۔ پہاڑ وغیرہ میں دھواں دیکھ کر آگ کا۔ دنیا میں رنج و راحت کو دیکھ کر پہلے جنم کا علم ہوتا ہے۔ انومان تین قسم کا ہے۔ ایک **پوروب دت** جس طرح بادلوں کو دیکھ کر بارش۔ بیاہ کو دیکھ کر پیدائش اولاد کا۔ پڑھنے والے طلبا کو دیکھ کر علم حاصل ہونیکا یقین ہوتا ہے۔ وغیرہ۔ غرض جہاں علت کو دیکھ کر معلول کا علم ہو۔ وہ "پوروب دت" ہے۔ دوسرا **شیش وت** یعنی جہاں معلول کو دیکھ کر علت کا علم ہو۔ مثلاً دریا کے چڑھاؤ کو دیکھ (پہاڑ پر) بارش ہونے کا بیٹے کو دیکھ کر باپ کا۔ جگت کو دیکھ کر (مسبب اولے) ابدی خالق کا۔ اور رنج و راحت کو دیکھ کر نیکی بدی کا علم ہوتا ہے۔ اسی کو "شیش وت" کہتے ہیں تیسرا **ساما نیتو درشٹ** (عام طور سے معلوم شدہ) جو کسی کا علت معلول نہ ہو۔ لیکن کسی نہ کسی کی مشابہت دوسرے کے ساتھ رکھتا ہو۔ مثلاً کوئی بھی بغیر چلے دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ اسی طرح دوسروں کا بھی اور جگہ جانا بغیر حرکت کے کبھی نہیں ہو سکتا۔ لفظ انومان کے یہی معنی ہیں۔ کہ جو پرتیکش کے

بعد پیدا ہوا - جیسے کہ دھوئیں کے پرتیکش ہونے کے بغیر نہ دیکھی ہوئی آگ کا
علم کبھی نہیں ہو سکتا ؛

تیسرا اپمان (تشبیہ)

प्रसिद्धसाधर्म्यात्साध्यसाधनमुपमानम् ॥

न्याय० अ० १। आ० १। सू० ६॥

(نیایہ شاستر ادھیایہ اول - آہنک اول سُوتر ۶) جو ظاہرا مشابہت سے
ثابت ہونے کے قابل ہو یعنی قابل ثبوت علم کے ثابت کرنے کا ذریعہ ہو - اُس
کو اپمان کہتے ہیں مثلاً کسی نے کسی نوکر سے کہا - کہ تو وشنو متر کو بُلا لا - وہ بولا -
کہ میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا - اُس کے آقا نے کہا کہ جیسا دیودت ہے ویسا ہی
وہ وشنو متر ہے - یا (دوسری مثال لو) جیسی یہ (عام) گائے ہے - ویسی ہی نیل گائے
ہوتی ہے - جب وہ وہاں گیا - اور دیودت کے مشابہ اُس کو دیکھ کر یقین کر لیا -
کہ یہی وشنو متر ہے - اُس کو لے آیا - یا کسی جنگل میں جس حیوان کو گائے کی مانند
دیکھا - یقین کر لیا - اسی کا نام نیل گائے ہے -

(چوتھا) شبد پرمان (ستیہ اپدیش اور وید)

आप्तोपदेशः शब्दः ॥ न्या० । अ० १ । आ० १ । सू० ७

(نیایہ درشن ادھیایہ اول - آہنک اول - سوتر ۷) کامل - فاضل - دھرماتما - پرُوپکار
(دوسروں کی بھلائی) کے خواہاں - راست بازو - باہمت - جیتندری - (نفس کش)
آدمی جس طرح اپنے آتما میں جانتا ہو - اور جس نے آرام پایا ہو - اُسی کے کہنے
کی خواہش رکھ کر سب اشخاص کی بھلائی کے واسطے اپدیش کرنیوالا ہو یعنی زمین
سے لیکر پرمیشور تک سبا اشیا کا علم حاصل کر کے اپدیش کرتا ہو - جو ایسے پُرش پورے آپت
کے چشمہ پرمیشور کے اپدیش وید ہیں - انہیں کو "شبد پرمان" جانو -

(پانچواں) ایتّھیہ (سوانحمری بطور حکایت)

न चतुष्ट्वमैतिह्यार्थापत्तिसम्भवाभावप्रामाण्यात् ॥

(نیایہ درشن - ادھیایہ دوم - آہنک دوم - سوتر اول) فلاں اس قسم کا تھا - اُس نے یہ یہ کام کیا - یعنی کسی کی سوانحمری کا نام "ایتّھیہ" ہے -

چھٹا - ارتھاپتی - (جس میں ایک مطلب سے دوسرا مطلب نکلے) مثلاً کسی نے کسی سے کہا - کہ ابر ہونے سے بارش اور علّت کے ہونے سے معلول پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر کہنے کے یہ دوسری بات ثابت ہوتی ہے - کہ ابر کے بغیر بارش اور علّت کے بغیر معلول کبھی نہیں ہو سکتا -

ساتواں سمبھو (جس میں کسی بات کا ہونا ممکن ہو نہ کہ اس کے خلاف) کوئی کہے کہ ماں باپ کے بغیر اولاد پیدا ہوئی - کسی نے مُردے زندہ کئے - پہاڑ اُٹھائے سمندر میں پتھر تیرائے - چاند کے ٹکڑے کئے - پرمیشور کا اوتار ہوا - آدمی کے سینگ دیکھے - اور بانجھ کے لڑکا اور لڑکی کی شادی کی - وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں "اسمبھو" (ناممکن) ہیں - کیونکہ یہ سب باتیں قانونِ قدرت کے خلاف ہیں - جو بات قانون قدرت کے مطابق ہو - وہی "سمبھو" ہے -

آٹھواں "ابھاو" (اُسکو کہتے ہیں جس میں نہ ہونا پایا جائے) - مثلاً کسی نے کسی سے کہا - کہ "ہاتھی لے آ" اُس نے وہاں ہاتھی کا ابھاو (عدم موجودگی) دیکھ کر جہاں ہاتھی تھا - وہاں لے آیا -

یہ آٹھ پرمان ہوئے - ان میں سے اگر شبد میں ہی ایتّھیہ اور انومان میں ہی ارتھاپتی سمبھو اور ابھاو کو شمار کریں - تو چار پرمان رہ جاتے ہیں -

(جیسا اوپر لکھے) ان پانچ طرح کے امتحانوں سے انسان سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے - اور کسی طرح نہیں -

धर्मविशेषप्रसूताद् द्रव्यगुणकर्मसामान्यविशेषसमवायानां पदार्थानां साधर्म्यवैधर्म्याभ्यां तत्वज्ञानान्निःश्रेयसम् ॥

جب انسان ٹھیک ٹھیک دھرم پر چل کر پاک ہوتا ہے۔ تب سادھرمیہ (یعنی جو یکساں خواص ہیں مثلاً زمین بے جان۔ پانی بے جان) ویدھرمیہ (مثلاً زمین سخت اور پانی نرم) اسی طرح سے درویہ (جوہر) گن (صفات) کرم (افعال) سامنیہ (ذاتی ہم جنس ہونا) وشیش (خصوصیت) اور سمواپہ (دائمی اجتماع) ان چھ پدارتھوں (چیزوں) کی اصلیت کو جان لیتا ہے۔ اور نجات حاصل کرتا ہے (ویشیشک درشن ادھیائے اول۔ آہنک اوّل۔ سُوتر ۴)

पृथिव्यापस्तेजोवायुराकाशं कालो दिगात्मा मन इति द्रव्याणि ॥ वै० अ० १। आ० १। सू० ५ ॥

خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا (ایتھر) زمان۔ اطراف۔ (اسپیس) روح اور من یہ نو درویہ (جوہر) ہیں۔ (ویشیشک۔ ادھیائے اوّل۔ آہنک اول۔ سوتر ۵)

क्रियागुणवत् समवायिकारणमिति द्रव्यलक्षणम् ॥

جس میں حرکت اور صفات یا صرف صفات رہیں۔ اس کو درویہ کہتے ہیں۔ اُن میں سے خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ من اور روح یہ چھ درویہ حرکت اور صفات والے ہیں۔ اور آکاش (ایتھر یا خلاء۔ زمان اور اطراف تینوں خالی حرکت صفت (والے) ہیں۔

سمواپُ وہ ہے جس کی عادت یعنی یا ترکیب پانے کی ہو۔ اور کارن وہ ہے جس کا پہلے ہی وجود ہو۔ پس سموائی کارن اسے کہتے ہیں۔ جس کا پہلے وجود ہو۔ وہ آمیزش اور ترکیب پانے کی خاصیت رکھتا ہے۔

درویہ جو (علت) آمیزش کے ذاتی فعل سے (ظاہر ہوکر) پہلے معلول سے

موجود ہو۔ اُس کو دردیہ (جوہر) کہتے ہیں۔ جس سے لکشن (نشانہ۔ قابل بیان ہیں جس کو معلوم کرنا ہو) جانا جائے (جیسے طرح آنکھ سے شکل کا علم ہوتا ہے) وہ لکشن (تعریف) کہلاتا ہے۔ (ویشیشک ادھیائے اوّل۔ آہنک اول سوتر ۱۵)

रूपरसगन्धस्पर्शवती पृथिवी ॥ वै० अ० २। आ० १। सू० १

شکل۔ ذائقہ۔ بُو۔ لمس (کی صفات) والی خاک ہے۔ اس میں شکل۔ ذائقہ اور لمس آتش۔ آب۔ باد کی آمیزش کی وجہ سے ہے (ویشیشک درشن ادھیائے ۲۔ آہنک اوّل۔ سوتر اوّل)

व्यवस्थितः पृथिव्यां गंधः ॥ वै० अ० २। आ० २। सू० २

خاک میں بُو کی صفت ذاتی ہے اسی طرح پانی میں ذائقہ۔ آتش میں شکل۔ باد میں لمس اور خلا میں آواز (کی صفت) ذاتی ہے (ویشیشک درشن ادھیائے ۲ آہنک ۲ سوتر ۲)

रूपरसस्पर्शवत्य आपो द्रवाः स्निग्धाः ॥ वै० अ० २। आ० १

شکل۔ ذائقہ اور لمس (کی صفات) والا بہتا ہوا اور رقیق آب کہلاتا ہے۔ لیکن ان میں سے آب کا ذاتی خاصہ ذائقہ ہے اور شکل لمس۔ آتش اور باد کی آمیزش سے ہے۔ (ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۱ آہنک ۱۔ سوتر ۲)

अप्सु शीतता ॥ वै०। अ० २। आ० २। सू० ५ ॥

آب میں ٹھنڈک بھی ذاتی خاصہ ہے۔ (ویشیشک درشن ادھیائے ۲ آہنک ۲ سوتر ۵)

तेजो रूपस्पर्शवत् ॥ वै० अ० २ आ० १। सू० ३ ॥

جو شکل اور لمس والی ہے۔ وہ آتش ہے۔ لیکن اس میں شکل ذاتی اور لمس باد کی آمیزش سے ہے (ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۳)

स्पर्शवान् वायुः ॥ वै०। अ० २। आ० १। सू० ४ ॥

لمس کی صفت والی باد ہے۔ لیکن اس میں بھی گرمی و سردی۔ آتش اور آب کی آمیزش سے رہتی ہے۔ (ویشیشک درشن ادھیائے ۲ آہنک ۱۔ سوتر ۴)

त अकाशे न विद्यन्ते ॥ वै० [अ० २, आ० १ । सू० ५]

شکل۔ذائقہ۔بُو اور لمس آکاش (خلا) میں نہیں ہیں۔بلکہ آواز ہی آکاش کی صفت ہے (ویشیشک درشن۔ادھیا ۲۔آہنک ۱۔سُوتر ۵)

निष्क्रमणं प्रवेशनमित्याकाशस्य लिङ्गम् ॥

جس میں داخل ہونا اور نکلنا ہوتا ہے۔وہ آکاش (خلا) ہے (ویشیشک درشن ادھیائے ۲۔آہنک ۱۔سُوتر ۲۰)

कार्य्यान्तराप्रादुर्भावाच्च शब्दः स्पर्शवतामगुणः ॥

دیگر خاک وغیرہ معلولوں سے ظاہر نہ ہونے کے باعث آواز لمس کی صفت والی زمین وغیرہ کی صفت نہیں۔بلکہ آواز آکاش کی ہی صفت ہے

अपरस्मिन्नपरं युगपच्चिरं क्षिप्रमिति काललिङ्गानि ॥

جس میں پہلے پیچھے یک لخت دیری۔جلدی وغیرہ (الفاظ) مستعمل ہوتے ہیں۔اُس کو کال یا زمان وقت کہتے ہیں۔(ویشیشک درشن ادھیائے ۲۔آہنک ۲ سوتر ۶)

नित्येष्वभावादनित्येषु भावात्कारणे कालाख्येति ॥

جو غیر فانی اشیا میں نہ ہو اور فانی میں ہو۔(وہ وقت ہے) اس لئے علت میں ہی وقت مستعمل ہوتا ہے۔(ویشیشک درشن۔ادھیائے ۲۔آہنک ۲۔سوتر ۹)

इत इदमिति यतस्तद्दिश्यं लिङ्गम् ॥ वै० अ० २ । आ० २ ।

یہاں سے یہ شمال۔جنوب۔مشرق۔مغرب۔اوپر نیچے (ہے) جس میں اِن الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔اسی کو دِشا (اطراف) کہتے ہیں۔(ویشیشک درشن۔ادھیائے ۲۔آہنک ۲۔سُوتر ۱۰)

आदित्यसंयोगाद् भूतपूर्वाद् भविष्यतो भूताच्च प्राची ॥

جس طرف پہلے سورج کا طلوع ہوا ہوتا ہے ۔ اور ہوگا ۔ اُس کو مشرق کہتے ہیں ۔ اور جہاں غروب ہو ۔ اُس کو مغرب ۔ مشرق کی طرف رُخ کرنیوالے آدمی کی دائیں طرف جنوب اور بائیں طرف شمال کہلاتا ہے (ویشیشک درشن ۔ ادھیاء ۲ ۔ آہنک ۲ سوتر ۱۴)

एतेन दिगन्तरालानि व्याख्यातानि ॥

اس سے مشرق اور جنوب کی درمیانی طرف کو آگنیئی (جنوب مشرق) جنوب اور مغرب کے درمیانی طرف کو نیرتی (جنوب مغرب) مغرب اور شمال کی درمیانی طرف کو وایوی (شمال مغرب) اور شمال مشرق کی درمیانی طرف کو ایشیانی دشا (شمال مشرق) کہتے ہیں ۔ (ویشیشک درشن ۔ ادھیار ۲ ۔ آہنک ۲ ۔ سوتر ۱۶)

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ॥

جس میں اچھیا بمعنی رغبت ۔ دویش بمعنی نفرت پریتن بمعنی کوشش اور سکھ دُکھ (رنج و راحت) اور گیان یہ صفات ہوں ۔ وہ جیو آتما (رُوح) ہے (نیائے درشن ۱۰) (اس بارہ میں ویشیشک میں یہ زیادہ بتلایا گیا ہے)

प्राणाऽपाननिमेषोन्मेषजीवनमनोगतीन्द्रियान्तर्विकाराः सुखदुःखेच्छाद्वेषप्रयत्नाश्चात्मनो लिङ्गानि ॥

پران (باہر سے ہوا کو اندر داخل کرنا) اپان (اندر سے ہوا کو باہر نکالنا) نمیش (آنکھ بند کرنا) اُنمیش (آنکھ کو اُوپر اٹھانا) جیون (زندگی کو قائم رکھنا ۔ من (غور و فکر کرنا یعنی جاننا) گتی (اپنی مرضی سے حرکت کرنا) اندریہ (حواس خمسہ کو اپنے اپنے کام پر لگانا اور اُنکے ذریعہ حس محسوس کرنا) انتر وکار (بھوک ۔ پیاس

بخار وغیرہ عارضوں کا ہونا) رنج - راحت - خواہش - نفرت اور جد وجہد یہ سب آتما (روح) کے نشان یعنی افعال اور اوصاف ہیں (ویشیشک درشن - ادھیاو ۳ - آہنک ۲ - سوتر ۴)

युगपज्ज्ञानानुत्पत्तिर्मनसो लिङ्गम् ॥

جس سے ایک ہی وقت میں دو باتوں کا علم نہیں ہو سکتا - اس کو من کہتے ہیں (نیا ۱۶ - ۱ - ۱۶)

دروبیہ (جوہر) کی یہ اصلیت اور تعریف بیان ہوئی ہے - اب صفات کا ذکر کرتے ہیں -

रूपरसगन्धस्पर्शाः संख्यापरिमाणानि पृथक्त्वं संयोगवि-भागौ परत्वाऽपरत्वे बुद्धयः सुखदुःखे इच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्च ॥

شکل[1] - ذائقہ[2] - بو[3] - مس[4] - شمار[5] - مقدار[6] - جدائی[7] - ملاپ[8] - تقسیم[9] - نزدیکی[10] - دوری[11]

گیان[12] - راحت[13] - رنج[14] - خواہش[15] - نفرت[16] - جد وجہد[17] - وزن[18] - بہاو[19] - چکناہٹ[20]

ومحبت[21] - سنسکار[22] - دھرم[23] - ادھرم[24] - آواز - یہ چوبیس صفات کہلاتے ہیں - (ویشیشک ۱ - ۱ - ۱۶)

द्रव्याश्रय्यगुणवान् संयोगविभागेष्वकारणमनपेक्ष इति गुणलक्षणम् ॥ वै० । अ० १ । आ० २ । सू० १६ ॥

گُن (صفت) اُسکو کہتے ہیں - کہ جو دروبیہ (جوہر) کے سہارے رہے - اور خود کوئی صفت نہ رکھتا ہو - آمیزش اور تقسیم کا باعث نہ ہو - بالذات ہو - یعنی دوسرے کے سہارے نہ ہو (ویشیشک درشن - ادھیاۓ ۱ - آہنک ۲ - سوتر ۱۶)

ग्रेरुरिणाऽभिज्वलित आकाश देशः ... پھوٹ جائے یہ پرو دھونسا ہو
शब्द. ... رنگ ا- سوتر ٢

مہابھاشیہ میں شبد کی تعریف یوں کی ہے۔ جو کانوں سے سنا جاتا ہے۔ اور عقل سے تمیز کیا جاتا ہے۔ اور بولنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ آکاش (خلا) جس کی جائے رہائش ہے وہ شبد کہلاتا ہے۔ آنکھوں سے جس کا علم ہو۔ وہ شکل۔ زبان سے شیریں وغیرہ کئی اقسام کا جو علم ہوتا ہے۔ وہ رس (ذائقہ) ناک سے جس کا ادراک ہوتا ہے۔ وہ گندھ (بو) تو چا (جلد) سے جو محسوس کیا جاتا ہے۔ وہ لمس ایک دو وغیرہ گنتی جس سے ہوتی ہے۔ وہ شمار جس سے وزن یعنی ہلکا اور بھاری پن ظاہر ہوتا ہے۔ وہ پریمان مقدار ایک دوسرے سے الگ ہونے کا نا پرتھکتو (الگ پن) ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کو سنجوگ (ملاپ) کسی مرکب کے بہت سے حصے ہونے کو وبھاگ (تقسیم) کہتے ہیں۔ اس سے یہ پرے ہے وہ پرت (دوری) اس سے یہ ورے ہے۔ وہ اپرت (نزدیکی) جس سے اچھے برے کا علم ہوتا ہے۔ وہ بدھی (تمیز) آنند کا نام راحت۔ کلیش کا نام سکھ اچھیا (رغبت) دویش (ورودھ) پریتن (کئی طرح کی طاقت اور ہمت) گروت (بھاری پن) درو تو (مائعیت) سنیہہ (محبت اور چکناہٹ) سنسکار (دوسری چیز کے ساتھ ملنے سے اثرات کا ہونا) دھرم (انصاف پر چلنا اور سختی وغیرہ کی برداشت) ادہرم (بدی بے انصافانہ کارروائی اور سختی کے برعکس نرمی) یہ چوبیس صفات ہیں +

उत्क्षेपणमवक्षेपणमाकुञ्चनं प्रसारणं गमनमिति कर्माणि ॥
वै० अ० । १ । सू० ७ ॥

آگے کو حرکت کرنا۔ پیچھے کو حرکت کرنا۔ سکڑ لینا۔ پھیلانا۔ آنا۔ جانا۔ گھومنا وغیرہ ان پانچ قسم کی حرکات کو اکرم (فعل) کہتے ہیں۔ ویشیشک درشن ادھیا ا- آہنک ا سوتر۔

एकद्रव्यमगुणं संयोगविभागेष्वनपेक्षकारणमिति कर्मल-
वै० । अ० १ । आ० १ । सू० १

...عات کے بغیر ملاپ اور جدائی کا جو بالذات باعث ہو ... ہیں ۔ وشیشک درشن ادھیا ۔ ۱ ۔ آہنک ... ۲ ۔ سوتر ۴) سوتر ۴

بخار وغیرہ عارضوں کا ہونا) رنج ۔ راحت کرم کی ... روح) کے نشان یعنی افعال او...

गुणद्रव्यकर्मणां द्रव्यं कारणं सामान्यम् ॥

वै० अ० । आ० १ ॥ सु० १८ ॥

جو جوہروں کا معلول اور فعل کی علت ہے ۔ وہ سامانیہ دروبیہ ہے ۔ (وشیشک درشن ادھیا ۔ ۱ ۔ آہنک ۱ ۔ سوتر ۱۸)

द्रव्याणां द्रव्यं कार्यं सामान्यम् ॥ वै० । अ०१ । आ।१।१।२३ ॥

جو جوہروں کا معلول جوہر ہے ۔ وہ بوجہ ہونے معلول کے سب معلولوں میں سامانیہ (یکساں) ہے ۔ وشیشک درشن ادھیا ۔ ۱ ۔ آہنک ۱ ۔ سوتر ۲۳)

द्रव्यत्वं गुणत्वं कर्मत्वञ्च सामान्यानि विशेषाश्च ॥

वै० । अ० १ । अ २ सू० ५ ॥

جوہروں میں جوہر کا ہونا اور صفتوں میں صفت کا ہونا ۔ افعال میں فعل کا ہونا ۔ یہ سب سامانیہ (یکساں) ہیں ۔ اور صفت میں صفت کا ہونا ۔ افعال میں فعل کا ہونا (ان) سے جوہروں میں جوہر کا ہونا وشیش یعنی مختلف ہے (وشیشک درشن ۔ ادھیا ۔ ۱ ۔ آہنک ۲ ۔ سوتر ۵) اسی طرح سب جگہ جاننا ۔

सामान्यं विशेष इति बुद्ध्यपेक्षम् ॥ वै० ।अ०१। आ२ । सू०

سامانیہ و وشیش تمیز کے تعلق سے ثابت ہوتے ہیں ۔ جیسے نوع انسان میں انسانیت سامانیہ (یکساں) لیکن یہ حیوانیت سے وشیش (مختلف) ہے ۔ اسیطرح سے تانیث و تذکیر اور انہیں برہمن پن ۔ کھشتری پن ۔ ویش پن اور شودر پن بھی وشیش (مختلف) ہیں ۔ برہمن اشخاص میں برہمن پن سامانیہ (یکساں) اور کھشتری پن وغیرہ سے وشیش (مختلف) ہے ۔ (وشیشک درشن ۔ ادھیا ۔ آہنک ۲ ۔ سوتر ۳) اسیطرح سب جگہ جانو ۔

इहेति यत कार्यकारणयोः स समवाय ॥

वै० । अ० ७ । आ० २ । सू० २६ ॥

علت یعنی اجزا میں کل معلولوں میں فعل اور ... چھوٹ جائے یہ پر دھونسا مچائے
علت معلول جزو کل - انکا دائمی تعلق ہونے ... نگ ۱ - سوتر ...
وروپوں کا آپس میں تعلق ہوتا ہے - وہ سنجوگ ... تعلق ہے
सद्यासत् ॥ वै॰
دویشیشک درشن ادھیار ۷ - آہنک ۲ - سوتر ۲۶)

द्रव्यगुणयोः सजातीयारम्भकत्वं साधर्म्यम् ॥

वै॰ । अ॰ १ । आ॰ १ सू॰ ॥

جوہر اور صفت میں ہم جنس پیدا کرنے کے خاصہ کو سادھرمیہ کہتے ہیں جسطرح مٹّی میں بیجان ہونے کی خاصیت اور منڈ یا وغیرہ معلول پیدا کرنے کی خاصیت یکساں صفات ہیں - اسی طرح پانی میں بیجان ہونے اور برف وغیرہ بن جانے کی خاصیت یکساں ہے - پس مٹّی کے ساتھ پانی کی اور پانی کے ساتھ مٹّی کی ایک سی خاصیت ہے (ویشیشک درشن ادھیار ۱ - آہنک ۱ - سوتر ۹) یعنی یہ ظاہر ہے

द्रव्यगुणयोर्विजातीयारम्भकत्वं वैधर्म्यम्

کہ جو صفت اور موصوف کی مختلف خاصیت اور فعل کا آغاز ہے اِس کو ویدھرمیہ کہتے ہیں ... پانا مٹّی میں سختی - خشکی اور بو کا ہونا خواص ہیں - پانی مختلف اور پانی کا بہنے والا ہونا ملائمت اور ذائقہ خواص مٹّی سے مختلف ہیں -

कारणाभावात्कार्याभावः ॥ वै॰ । अ॰ ४ । आ॰ १ । सू॰ ३ ॥

علت کے ہونے سے معلول ہوتا ہے (ویشیشک ۴-۱-۳)

न तु कार्याभावात्कारणाभावः ॥ वै॰ । अ॰ १ । आ॰ २ । सू॰

معلولوں کی عدم موجودگی سے علت کی عدم موجودگی نہیں ہوتی (ویشیشک درشن ادھیار ۱ - آہنک ۲ - سوتر ۲)

कारणाऽभावात्कार्याऽभावः ॥ वै॰ । अ॰ १ । आ॰ २ सू॰ १ ।

علت کے نہ ہونے سے معلول کہیں نہیں ہوتا - (ویشیشک درشن ادھیار ۱ آہنک ۲ - سوتر ۱)

कारणगुणपूर्वकः कार्यगुणो दृ...
...بخار وغیرہ عارضوں کا ہونا) رنج - راحت ... वै० ।
کرم ... (روح) کے نشان یعنی افعال ... ہی معلول کی بھی ہوتی ہیں (ویشیشک درشن
ادھیا ... ۲- سوتر ۴) (۲) پرمان (مقدار) دو قسم کا ہے -

अणु महदिति तस्मिन्विशेषभावाद्विशेषाभावाच्च ॥
वै० । अ० ७ । आ० १ । सू० ११ ॥

چھوٹا بڑا مثلاً ترینو (ایک ذرہ خاک) لکھشیا (لیکھ) سے چھوٹا اور دو نیکس (دو ذرہ خاک) سے بڑا ہے ویسے پہاڑ زمین سے چھوٹے اور درختوں سے بڑے ہیں -
(ویشیشک درشن - ادھیا ۷ - آہنک ۱ - سوتر ۱۱)

सदिति यतो द्रव्यगुणकर्मसु सा सत्ता ॥

جو درویہ گن کرموں میں لفظ ست - انوت (مرکب) رہتا ہے مثلاً ست درویہ ست گن ست کرم - یعنی زمانہ حال کے ظاہر کرنے والے لفظ کی ترکیب سب کے ساتھ رہتی ہے وشیشک درشن ادھیا - ۱ - آہنک ۲ - سوتر ۷)

भावोनुवृत्तेरेव हेतुत्वात्सामान्यमेव ॥
वै० । अ० १ । आ० २ । सू० ४ ॥

ستا - (ہستی) چونکہ اس کا سب کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے - اس ... سامانیہ کہلاتا ہے - (ویشیشک درشن ادھیا - ۱ - آہنک ۲ - سوتر ۴)
یہ ترتیب کھباؤ روپ جوہروں یعنی ہستی والے جوہروں کی ہے اور ابھاؤ (عدم وجود) کی پانچ قسمیں ہیں -

क्रियागुणव्यपदेशाभावात्प्रागसत् ॥ वै० अ० २ । आ० १ । सू० १ ।

(۱) فعل اور خاصیت کی خاص علت کے پیشتر جس کا وجود نہ تھا مثلاً ہنڈیا کپڑا وغیرہ اپنے بننے سے پہلے نہیں تھے - ایسے ابھاؤ کو پراگ بھاؤ کہتے ہیں -
(ویشیشک درشن ادھیا - ۹ - ۱ - ۱)

सदसत् ॥ वै० । अ० ६ । आ० १ ।

(۲) جو ہوکر نہ رہے۔ مثلاً ہنڈیا بن کر ٹوٹ پھوٹ جائے یہ پردھونسا بھاؤ کہلاتا ہے (ویشیشک درشن ادھیار ۹۔ آہنگ ۱۔ سوتر۲)

सच्चासत् ॥ वै० । अ० ६ । आ० १ । सू० ४ ।

(۳) جو ہو اور نہ ہو۔ جیسے یہ گھوڑا گائے نہیں اور گائے گھوڑا نہیں یعنی گھوڑے میں گائے کا اور گائے میں گھوڑے کا ابھاؤ ہے۔ اور گائے میں گائے اور گھوڑے میں گھوڑے کا بھاؤ ہے۔ یہ اینوانہ ابھاؤ کہلاتا ہے۔ ویشیشک درشن ادھیا۔۹ آہنگ ۱۔ سوتر ۴)

यच्चान्यदसदतस्तदसत् ॥ वै० । अ० ६ । आ० १ । सू० ५ ॥

(۴) جو مندرجہ بالا تینوں بھائی ابھاؤں سے مختلف ابھاؤ ہے اسکو اتینت ابھاؤ (عدم مطلق) (عدم موجودیت بہ نفس غیر) کہتے ہیں (ویشیشک درشن۔ ادھیا ۹۔ آہنگ ۱۔ سوتر۵) مثلاً آدمی کا سینگ۔ آسمان کا پھول اور بانجھ کا لڑکا وغیرہ وغیرہ: [illegible]

नास्ति घटो गेह इति सतो घटस्य गेहसंसर्ग[illegible]

वै० । अ० ६ । आ० १ । १० ।

گھر میں گھڑا [illegible] کی حقیقت [illegible] یعنی اور جگہ ہے مگر گھر کے ساتھ گھڑے کا تعلق نہیں ہے یہ پانچ قسم کا ابھاؤ کہلاتا ہے (ویشیشک درشن ادھیا۔۹۔ آہنگ ۱۔ سوتر۱۰)

इन्द्रियदोषात्संस्कारदोषाच्चाविद्या ॥

वै० । अ० ६ । आ० २ । सू० १० ॥

حواس اور سنسکار کے نقص سے اودیا (جہالت) پیدا ہوتی ہے (ویشیشک درشن ادھیا ۹۔ آ[illegible] ۲ سوتر۱۱)

तद् दुष्टज्ञानम् ॥ वै० । अ० ६ । आ[illegible] सू० ११ ।

جو ناقص یعنی علم کے غلط پڑھانے... اسکو اودیا (جہالت) کہتے ہیں (ویشیشک درشن ادھیا۔۹۔ [illegible] سوتر ۱۲)

अदुष्टं विद्या ॥ वै० । अ० ६ । [illegible] ० १२ ॥

جو غیر ناقص یعنی صحیح علم ہے۔ اس کو ودیا کہتے ہیں (ویشیشک درشن ادھیاء ۹ آہنک ۲ سوتر ۱۲)

पृथिव्यादिरूपरसगन्धस्पर्शा द्रव्यानित्यत्वादनित्याश्च ॥
वै० । अ० ७ । आ० १ । सू० २ ॥

एतेन नित्येषु नित्यत्वमुक्तम् ॥
वै० । अ० ७ । आ० १ । सू० ३ ॥

معلول سے خاک وغیرہ اشیا اور ان کی اوصاف شکل۔ ذائقہ۔ بو اور لمس سب جوہروں کے عارضی ہونے سے عارضی ہیں (ویشیشک درشن ادھیا ۷ آہنک ۱ سوتر ۲) اس لئے خاک وغیرہ غیر فانی جوہروں میں جو بو وغیرہ صفات ہیں وہ دائمی ہیں (ویشیشک درشن ادھیاء ۷ آہنک ۱ سوتر ۳)

सदकारणवन्नित्यम् ॥ वै० । अ० ४ । आ० १ । सू० १ ॥

جو موجود ہو اور جس کی علت غائی کوئی بھی نہ ہو۔ وہ دائم ہے۔ یعنی جو علت والی معلول صفات ہیں۔ وہ عارضی کہلاتی ہیں (ویشیشک در[illegible] ادھیا ۴ آہنک ۱ سوتر ۱)

अस्येदं का[illegible] संयोगि विरोधि समवाय चेति लैङ्गिकम्
वै० । अ० ६ । आ० २ । सू० १ ।

اس کا یہ معلول یا علت ہے۔ اس طرح کا سمواۓ۔ سنجوگی۔ ایکارتھ سمواۓ اور وردھی یہ چار قسم کا لینگک (استدلال) لنگ اور لنگی کے تعلق سے علم ہوتا ہے (ویشیشک درشن ادھیاء ۹۔ آہنک [illegible] سوتر ۸)

سمواۓ جیسے اکاش (خلا) اندازے والا ہے [illegible] جیسے جسم جلد والا ان کا تعلق دائمی ہے ایکارتھ سمواۓ ایک [illegible] کا رہنا مثلاً معلول لمس معلول فعل کا لنگ ہے وردھی جیسے ہو[illegible] کا وجود نہ [illegible]ش ہونے والی بارش کا برعکس وردھی متضاد دلیل ہے۔ [illegible] پراگ کھا[illegible]

اب ویاپتی کا بیان کہ

नियतधर्मसा[illegible] ॥ वै० । [illegible]कतारस्य वा व्याप्ति ॥

निजशक्त्युद्भवमित्याचार्य्याः ॥
आधेयशक्तियोग इति पञ्चशिखः ॥

جو قابل ثبوت اور ثبوت کنندہ یعنی جسے ثابت کرتا ہو اور جس سے ثابت کیا جاوے ان دونوں یا صرف ایک ثبوت کنندہ کے یقینی خاصہ کا ایک ساتھ ساتھ ہونے ہی کو ویاپتی کہتے ہیں۔ جس طرح دہوئیں اور آگ کا ایک ساتھ ہونا (سانکھیہ پروچن ادھیا ۵۔ سوتر ۲۹) ویاپتی والا جو دہواں ہے۔ اسکی (یعنی آگ کی) ذاتی طاقت سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی جب دوسری جگہ میں دور تک دہواں جاتا ہے۔ تب بغیر آگ کے جلائے کے بھی خود بخود دہواں رہتا ہے اسی کا نام ویاپتی ہے۔ یعنی آگ کی منتشر کرنیوالی طاقت سے پانی وغیرہ اشیاء دہواں بنکر ظاہر ہوتی ہیں (ایضاً سوتر ۱ جسطرح عناصر وغیرہ میں مادہ وغیرہ کی ویاپکتا (موجودگی) عقل وغیرہ میں ویاپیا (باعث موجودگی) کے تعلق کا نام ویاپتی ہے۔ جس طرح طاقت ادھیہ اور طاقت والے ادہار روپ کا تعلق ہے۔ (ایضاً سوتر ۳۲)

اس قسم کے شاستر کے حوالوں سے امتحان کرکے پڑھیں اور پڑھائیں ورنہ طلباء پر راستی کی حقیقت کبھی نہیں کھل سکتی۔ جس جس کتاب کو پڑھاویں اس کتاب کو مذکورہ بالا طریق سے امتحان کرکے جو سچی کتاب معلوم ہو۔ وہی پڑھاویں (اگر ان امتحانوں کے طریق کے برعکس ہوں۔ ان کتب کو نہ خود پڑھیں اور نہ پڑھائیں کیونکہ۔

लक्षणप्रमाणाभ्यां वस्तु सिद्धिः ॥

خواص الاشیاء مثلاً خاک ہو والی ہے۔ ایسی تعریف اور پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سب سچ جھوٹ اور سب اشیاء کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ اسکے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اب پڑھنے پڑھانے کے طریق کا بیان کیا جاتا ہے

نصاب تعلیم — اب پڑھنے پڑھانے کا طریق تعلیم لکھتے ہیں۔ شروع میں پانینی منی کی بنائی ہوئی شکشا جو کہ سوتروں کی شکل میں ہے۔ اسکا طریق یہ ہے۔ کہ اس حرف کی یہ

جائے تلفظ ہے۔ اور یہ طریق تلفظ اور یہ ذریعہ تلفظ جیسے حرف "پ" کی جائے تلفظ لب ہے، طریق تلفظ دونوں لبوں کو ملانا (چھونا) اور پران اور زبان کی حرکت ذریعہ تلفظ۔ اسی طرح ماں باپ اور استاد مناسب طور پر سب حروف کا تلفظ سکھلاویں پہلے تو اشٹادھیائی کے سوتروں کا پاٹھ वृद्धिरादैच् بعد ازاں پد چھید یعنی تقسیم لفظی جیسے "वृद्धिः आत् ऐच्" پھر سماس (ترکیب) جیسے आदैच् वृद्धिसंज्ञा क्रियते اور پھر معنی جیسے आदैच् یعنی آ اور اَیْ اور اَوْ کو اصلاح میں (وردھی) کہتے ہیں۔ دیگر جیسے

"तः परो यस्मात्स तपरस्तादपि

یعنی جس کے بعد حرف "ت" آوے یا جو حرف "ت" کے بعد آوے اسکو اصطلاح میں (تپر) کہتے ہیں۔ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ جو आत् کے بعد त् ہے اور त् کے بعد ऐच् ہے یہ دونوں تپر तपर ہیں اور اسجگہ تپر ہونے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ہرسو اور پلت ورِدھی کی اصلاح میں داخل نہیں ہے

(بھاگ) لفظ مصدر भज اور علامت घञ् سے بنایا ہے घ اور ञ بوجہ حذف کی اصلاح میں آئے ہونے کے حذوف ہوگئے تو भज् رہا اور भ کے مابعد اور ج کے قبل جو अ آیا۔ اس کی تعلیل आ میں جسکو اصطلاح میں وردھی کہتے ہیں ہوکہ भाज् ہوا پھر ज بدل کر ग ہوا اور अ کے ساتھ مل کر لفظ بنا भागः

(ادھیایہ) یہاں अध्याय مصدر इङ् جس کے ماقبل لفظ अधि آیا ہے۔ اسپر घञ् علامت لگانے کے باعث چھوٹی इ کی وردھی ہو کر ऐ ہوگئی۔ اور پھر ऐ کا आय بنا اور وہ مل کر अध्याय ہوگیا

(نائک) میں مصدر नीञ् کی جگہ بوجہ ण्वुल् علامت لگانے سے ई وردھی ہوئی۔ وہ بدل کر आय् ہوگیا۔ چنانچہ مل کر नायकः ہوا

(ستاوک) میں مصدر स्तु کو علامت ण्वुल् جو لگائی گئی۔ اسکے باعث उ کی جگہ औ وردھی ہوکر اس کی جگہ आव् قائم مقام ہوا اور अक

میں ملکر स्तावकः بن گیا۔

कारिक (کارک) مصدر کے بعد ण्वुल् کی علامت لگائی ल
اصطلاح حذف میں شمار ہونے کی وجہ سے محذوف ہوگیا اور वु کی جگہ अक
قائم مقام ہوا۔ अ کی جگہ وردھی ہوکر आ آیا۔ تو कारक ثابت ہوا
جو جو سوتر قبل اور مابعد کی ترکیب میں لگے ہوں۔ اُنکا عمل ساتھ ہی ساتھ
سکھا دینا چاہیئے۔ سلیٹ یا لکڑی کی تختی پر لفظوں کی خام صورت بنا کر دکھلا
دینی چاہیئے جیسے भज+घञ्+सु لکھ کر اوّل घ اور پھر ञ् محذوف ہوئے تو صورت
یہ ہوتی ہے भज्+अ+सु پھر ज की تبدیلی ग میں اور ... کی تبدیلی आ
میں ہونے سے भाग+अ+सु بنا پھر अ میں مل جانے کی باعث भाग+सु ہوا
اب उ حذف ہوا اور स् کی تبدیلی रु میں ہوکر उ حذف ہوا۔ اور भागर्
رہا۔ اب کی جگہ (ः) وسرگ ہوکر صورت لفظ کی भागः
ثابت ہوئی۔

جس جس سوتر سے جو جو عمل ہوتا ہے۔ اسکو پڑھ پڑھا کر اور لکھوا کر عمل کرانا چاہیئے
اس طرح پڑھنے پڑھانے سے بہت جلدی اچھی واقفیت ہوجاتی ہے ایک دفعہ
تو اسی طرح اشٹا دھیائی پڑھا کے دھاتو پاٹھ (مصادر) بامعنی اور دس لکاروں
(زبان و حالت) کے صیغے اور جدا جدا ابواب (پرکریا) پڑھانے چاہئیں۔
سوتروں میں سے اُتسرگ یعنی قاعدہ کلیہ والے سوتر کون ہیں۔
جیسے कर्मण्यण् جس کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی دھاتو کے پہلے کوئی لفظ
بمعنی مفعول آوے تو اسکی علامت अण् لگائی جاتی ہے۔ مثلاً कुम्भकारः بعد ازاں
اپواد (مستثنیات) کے سوتر جیسے आतोऽनुपसर्गे कः جس کا یہ مطلب ہے کہ
اگر کسی دھاتو کے پہلے کوئی لفظ بمعنی مفعول لگا ہو جسکے پہلے کوئی اپسرگ نہ ہو
تو جو دھاتو आ آخیر میں رکھتا ہو۔ اسکے بعد क علامت نظر آتی ہے
کثرت اطلاق قاعدہ کی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی لفظ بمعنی مفعول رہا تو
कः

کے پہلے لگا ہو۔ تو سب دھاتوؤں پر आम لگتا ہے۔ اس سے خاص یعنی قلت الطلاق یہ ہے۔ کہ اسی پہلے سوتر کے قاعدہ میں سے ایسے دھاتو کو جس کے آخیر उद آوے عدم علامت نے مستثنےٰ کرلیا۔ جیسے سوتر قاعدہ کلیہ کے اطلاق میں سوتر مستثنیات داخل ہیں۔ ویسے سوتر مستثنیات کے اطلاق میں سوتر قاعدہ کلیہ والے داخل نہیں ہیں۔ جسطرح شہنشاہ روئے زمین کی حکومت میں مختلف المقام بادشاہ اور صوبہ کے امیر شامل ہوتے ہیں۔ مگر شہنشاہ روئے زمین ان کے دائرہ حکومت میں نہیں ہوتا۔

پھر رشی پانینی جی نے اسیطرح ایک ہزار شلوک اندر تمام الفاظ۔ ان کے معنی اور تعلقات کے علم صرف و نحو کو بیان کیا ہے۔ دھاتو کے بعد اناد ی پاٹھ و گن پاٹھ پڑھانا چاہیئے۔ اس میں سو بنیت सुबन्त کا سب بیان اچھی طرح سمجھانا چاہیئے۔ بعد ازاں دوبارہ اشٹا دھیائی اسطرح پڑھائی جائی کہ اس میں جو جو شکوک پیدا ہوں۔ انکو رفع کیا جاتے۔ اور وارتک کارکا۔ پرمی بھاش سوتروں کا جیسے تعلق ہو۔ وہ بتلانا چاہیئے۔ اور پھر مہا بھاشیہ پڑھانا چاہیئے خلاصہ اس کا یہ ہے۔

اگر فہیم مختتی علم کی ترقی کے طالب ہمیشہ پڑھیں پڑھائیں۔ تو ڈیڑھ برس میں اشٹادھیائی اور ڈیڑھ برس میں مہابھاشیہ پڑھ کر تین برس میں کامل صرف و نحو داں ہوکر ویدوں سے اور عام بول چال کی صرف و نحو سے واقف ہو جائینگے پھر دیگر شاستروں کو جلد اور آسانی سے پڑھ پڑھا سکیں گے۔ لیکن جسقدر محنت صرف و نحو میں کرنی پڑتی ہے۔ ویسی محنت اور شاستروں میں نہیں کرنی پڑتی اور جتنی استعداد انکے پڑھنے سے تین سال میں ہوتی ہے۔ اتنی لیاقت لکھی کتنا میں مثلاً اسار سوت۔ چندر کا۔ کومدی منورما وغیرہ کے پڑھنے سے پچاس برس میں بھی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جیسا بڑے بڑے رشی لوگوں نے آسانی سے اعلےٰ مضامین کو اپنی کتب میں ظاہر کیا ہے۔ ویسا ان ادنےٰ مقاصد والے لوگوں کی

فرضی کتابوں میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ رشیوں کا مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مضمون حتی الوسع آسان ہو اور اس کے سیکھنے میں تھوڑا لگے۔ ادنےٰ مقاصد والے لوگوں کی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ مشکل عبارت بنائی جائے جسکو بڑی محنت سے پڑھ کر (لوگ) بہت تھوڑا فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مثلاً پہاڑ کا کھودنا اور کوڑی کا دستیاب ہونا اور رشیوں کی تصانیف پڑھنا ایسا ہے جیسا غوطہ لگا کر بیش قیمت موتیوں کا پایا۔

صرف نحو پڑھ کر یاسک منی کا بنایا ہوا نگھنٹو یا نرکت چھ یا آٹھ مہینے میں بامعنی پڑھیں اور پڑھادیں۔ ناشکوں کی بنائی ہوئی دوسری کتب مثلاً امرکوش وغیرہ (لغت کی کتاب) کے پڑھنے میں کئی سال ضائع نہ کریں۔ اس کے بعد پنگل اچارج کی بنائی ہوئی چھند (علم عروض) کی کتاب پڑھیں پڑھائیں۔ کہ جس سے ویدوں اور عام زبان کے اشعار کا علم نئے شعر بنانے کا طریق اور شلوک بنانے کی ترکیب بھی مناسب طور پر سیکھ لیں اس کتاب کو اور نیز شلوکوں کا بنانا اور ان کو وسعت دینا چار مہینے میں سیکھ کر پڑھ پڑھا سکتے ہیں۔ اور ورت رتناکر وغیرہ کم فہم لوگوں کی فرضی کتب میں کئی سال نہ گنوائیں اس کے بعد منوسمرتی بالمیکی راماین اور مہابھارت کے ادیوگ پرب میں آئی ہوئی و درنیتی وغیرہ اچھے اچھے حصے جن سے بدعادات دور ہوں اور جن سے فضیلت اور تہذیب حاصل ہو۔ ایسے حصوں کو نظم پڑھنے کے طریق سے یعنی الفاظ کو جدا جدا کرنا۔ الفاظ کے معنی بیان کرنے۔ سارے جملہ کی ترکیب کرنی۔ صفت موصوف کو پہچاننا) اور اصل مطلب کو واضح کرتا ہوا استاد تعلیم دے اور طلباء سمجھتے جائیں ان کو سال کے اندر پڑھ لیں اس کے بعد پورب میمانسا۔ ویشیشک۔ نیار یوگ۔ سانکھیہ اور ویدانت یعنی جہاں تک بن سکے وہاں تک چھ شاستروں کو رشیوں کی تشریحات یا اعلےٰ عالموں کی آسان شرحوں سے پڑھیں اور پڑھائیں لیکن ویدانت سوتروں کے پڑھنے سے پہلے ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک مانڈوکیہ۔ ایتریہ۔ تیتریہ۔ چھاندوگیہ بر ہدارنیک ان دس اپنشدوں کو پڑھ

کر چھ شاستروں کے سوتروں کو بھاشیہ کی تشریح کے ساتھ دو سال کے اندر پڑھائیں اور پڑھ لیں۔ پیچھے چھ برس کے اندر چاروں برہمن یعنی ایتریہ ، شتپتھ ، سام اور گوپتھ برہمنوں کے ساتھ چاروں ویدوں کو "سور" (وزن) "شبد" (الفاظ) "ارتھ" (مطلب) سمبندھ (انکا تعلق) اور نیز عمل کیسا تھ پڑھنا واجب ہے۔ اسمیں یہ

स्थाणुरयं भारहारः किलाभूदधीत्य वेदं न विजानाति योऽर्थम्। योऽर्थज्ञ इत्सकलं भद्रमश्नुते नाकमेति ज्ञानविधूतपाप्मा ॥

جو وید کو سور کے ساتھ صرف عبارت پڑھکر معنی نہیں جانتا وہ حمال ہے مثل درخت کے جو شاخ ، پتوں اور پھلوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ یا مثل دیگر حیوانات کے جو اناج وغیرہ اٹھاتے ہیں اور جو وید کو پڑھتے اور اُسکا مطلب بخوبی جانتے ہیں وہی راحت کامل کو حاصل کرکے وفات کے بعد گیان (علم حقیقی) کے ذریعہ گناہوں سے پاک ہوکر اور نیک اعمال کی طاقت پاکر راحت کل حاصل کرتا ہے۔ (از نرکت)

उत त्वः पश्यन्न ददर्श वाचमुत त्वः शृण्वन्न शृणोत्येनाम्। उतो त्वस्मै तन्वं विसस्रे जायेव पत्य उशती सुवासाः
॥ ऋ० ॥ मं० १० । सू० ७१ । मं० ४ ॥

جو بے علم ہیں وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے ، دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ بولتے ہوئے نہیں بولتے یعنی بے علم لوگ اس علم کلام کے بھید کو نہیں جان سکتے لیکن جو لفظ معنی اور ان دونوں کے رشتہ کو جاننے والے ہیں انکے لئے علم اس طرح پر اپنا جلوہ دکھاتا ہے جس طرح لباس فاخرہ اور زیورات پہنی ہوئی اپنے ہی خاوند کی طلبگار عورت اپنے جسم اور خوبصورتی کا دیدار اپنے خاوند کراتی ہے۔ جاہلوں کیلئے علم کا جلوہ نہیں (رگوید منزل نمبر ۱ سوکت ۷۱ ۔ منتر ۱۴)

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन् यस्मिन् देवा अधिविश्वे निषेदुः । यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे

समासते ॥ ऋ० ॥ मं० १ । सू० १६४ । मं० ३९ ॥

جس حاضر و ناظر غیر فانی سب سے افضل پرمیشور میں سب عالم اور زمین اور آفتاب وغیرہ سب کرّے قائم ہیں۔ جس میں سب ویدوں کا اصل مدعا ہے۔ اس برہم کو جو نہیں جانتا۔ وہ رگوید وغیرہ سے کیا خوشی حاصل کر سکتا ہے؟ نہیں نہیں۔ بلکہ ویدوں کو پڑھ کر دھرماتما یوگی ہوکر اس برہم کو جانتے ہیں۔ وہ سب پرمیشور میں قائم ہوکر مکتی (نجات) ہی کو جو پرم آنند ہے۔ حاصل کرتے ہیں۔ (رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۴ منتر ۳۹) اسلئے جو کچھ پڑھنا یا پڑھانا ہو وہ بامعنی ہونا چاہیئے۔ اسیطرح سب ویدوں کو پڑھ کر آیوروید (علم طبابت) یعنی جو چرک سشرت وغیرہ رشی منیوں کی تصنیف علم طب کی کتب ہیں۔ انکے معنی۔ ترکیب۔ اوزار کا استعمال کاٹنا توڑنا۔ لیپ کرنا۔ علاج معالجہ۔ مرض کی شناخت۔ دوا تجویز کرنا۔ پرہیز کروانا مزاج۔ جگہ۔ وقت اور اشیاء کی خاصیتیں جاننا اور ساری باتوں میں مہارت حاصل کرکے چار برس کے اندر (ان کتب کو) پڑھیں پڑھائیں۔

بعد ازاں دھنوروید (فن جنگ) (یعنی جو سلطنت کے متعلق کام کرنا ہے۔) پڑھائیں اسکے دو حصّہ ہیں۔ ایک ارکینِ سلطنت کے متعلق اور دوسرا رعایا کے متعلق۔ ارکین سلطنت کے متعلق فوج کے سب سردار (کمانڈر) ہتھیار چلانے کے فن۔ مختلف طرح پر فوج کی صف آرائی کرنے کی مشق جسکو آجکل قواعد کہتے ہیں۔ دشمنوں سے لڑائی کرنے کے وقت کی کارروائی کو بخوبی سیکھیں۔ اور جو رعایا کی حفاظت کرنے اور اسکی ترقی و افزائش کے طریق ہیں۔ انکو سیکھ کر انصاف کے ساتھ سب رعایا کو خوش رکھے بدوں کو مناسب سزا۔ نیکوں کی پرورش کا انتظام سب طرح سیکھ لیں۔

اس علم حکومت کو دو سال میں سیکھ کر گاندھرب وید (علم موسیقی) جسکو گانے کا علم کہتے ہیں۔ سیکھے۔ اس میں سر۔ راگ۔ راگنی۔ سمے (وقت) تال۔ گرام۔ تان باجا بجانا ناچنا۔ گانا وغیرہ اچھی طرح سیکھیں۔ لیکن زیادہ تر سام۔ وید کا گانا بجانے سمیت سیکھیں اور نارد سنگھتا وغیرہ جو رشیوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں۔ اُن کو

پڑھیں مگر بھڑوے - طوائف اور شہوت انگیز گیت اور بیراگیوں گدھے کے
ہینگنے کے مانند فضول بکواس بھی نہ کریں -

ارتھ وید (علم صنعت و حرفت) یعنی چیزوں کی خاصیتیں جاننے اُن سے عملی فائدہ
اٹھانے کئی کئی قسم کی اشیار کے بنانے زمین سے لیکر آسمان تک (کی واقفیت)
کا جو علم ہے - اُسے بخوبی سیکھ کر دولت یعنی اقبال کے بڑھانیوالے علم کو سیکھ
کر دو برس میں جوتش شاستر (علم ہیئت) سورج سدھانت وغیرہ جس میں جبر و مقابلہ
حساب جغرافیہ - سیاروں کا علم اور زمین کی اندرونی حالت کا علم (یعنی جغرافیہ طبعی)
ہے انکو بخوبی سیکھیں اس کے بعد سب طرح کی دستکاری کل وغیرہ چلانا سیکھیں لیکن
جتنے گرہ (سیارے) ستارے - جنم پتر - برجوں کی علامات - مہورت وغیرہ کا اثر
ظاہر کرنیوالی کتابیں ہیں - ان کو جھوٹ سمجھکر کبھی نہ پڑھیں اور پڑھائیں -

ایسی کوشش پڑھنے اور پڑھانے والے کریں کہ جس سے بیس اور
اکیس برس کے اندر سب علوم (میں) اعلے تربیت حاصل کر کے انسان کامیاب
ہو کر ہمیشہ کامیاب رہیں - جتنا علم اس طریق سے بیس یا اکیس برس میں حاصل ہو
سکتا ہے -

رشیوں کی تصانیف کو اس لئے پڑھنا چاہیئے - کہ وہ بڑے عالم سب شاستروں
سے واقف اور دھرماتما تھے اور جو رشی نہیں - جنہوں نے کم علم سیکھا ہے
اور جن کے دل میں تعصب ہے ان کی بنائی ہوئی کتابیں بھی ویسی ہی ہیں -

پورب میمانسا پر ویاس منی کی بنائی ہوئی تفسیر ویشیشک پر گوتم منی کی بنائی ہوئی
نیائے سوتر پر واتسائن منی کا بھاشیہ - پاتنجلی منی کے بنائے ہوئے سوتروں
پر ویاس منی کا بھاشیہ - کپل منی کے سانکھیہ سوتروں پر بھاگری منی کا بھاشیہ
دیاس منی کی تصنیف - ویدانت سوتر پر واتسائن منی کا بھاشیہ یا بودھائن منی
کا بھاشیہ برتی سمیت پڑھیں پڑھائیں -

ان سوتروں کو کلپ انگ میں شمار کرنا چاہیئے جسطرح رگ یجر سام - اتھرو

چاروں وید ایشورکرت ہیں۔ اسی طرح ایتریہ۔ ششت پتھ۔ سام اور گوپتھ چاروں برہمن شکشا۔ کلپ۔ بیاکرن۔ نگھنٹو۔ نرکت۔ چھند اور جوتش چھ ویدوں کے انگ میمانسا وغیرہ چھ شاستروں کے اپانگ۔ آیوروید۔ دھنوروید۔ گاندرب وید اور اتھرو وید یہ چار ویدوں کے اُپ وید وغیرہ سب رشی منیوں کے بنائے ہوئے (گرنتھ) ہیں۔ ان میں بھی جو وید کے برعکس معلوم ہو۔ اسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ وید ایشور کا کلام ہونے سے منزہ من الخطا سوتہ پرمان (ازخود) قابل تسلیم سند ہے یعنی وید کا ثبوت وید ہی سے ہوتا ہے۔ یعنی وید کے سوتہ پرمان ہونے میں وید ہی کی اندرونی شہادت موجود ہے (مترجم) برہمن وغیرہ سب کتب پرتہ پرمان (دوسرے پر انحصار رکھ کر) مستند ہیں۔ یعنی انکا ثبوت وید کے ماتحت ہے۔ وید کی خاص تشریح رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں دیکھ لیجیئے۔ اور اس کتاب میں بھی آگے لکھیں گے۔

کتب خارج از نصاب

اب جو ترک کرنے کے لائق کتابیں ہیں۔ انکا شمار مختصراً کیا جاتا ہے۔ یعنی جو نیچے کتابیں لکھیں گے۔ انکو جال گرنتھ سمجھنا چاہیئے۔ بیاکرن میں کاتنتر سارسوت۔ چندرکا۔ مگدھ بودھ۔ کومدی۔ شیکھر۔ منورما وغیرہ۔ کوش (لغت) امرکوش وغیرہ چھند کی کتب میں برت۔ رتناکر وغیرہ شکشا میں اس قسم کی کتاب جسکے شروع میں لکھا ہے۔ کہ پانی کے اصول کے مطابق میں شکشا کو بیان کرتا ہوں وغیرہ جوتش میں شیگھر بودھ۔ مہورت۔ چنتامنی وغیرہ نظم میں نائیکا بھید کولیانند۔ رگھوونش۔ ماگھ۔ کراتا۔ جنیہ وغیرہ میمانسا میں دھرم سندھو۔ برت ارک وغیرہ ویشیشک میں ترک سنگرہ وغیرہ نیائے میں جگدیشی وغیرہ یوگ میں ہٹھ پردیپکا وغیرہ سانکھیہ میں سانکھیہ تتوکومدی وغیرہ ویدانت میں یوگ وششٹ پانچ دشی وغیرہ ویدک میں شارنگدھر وغیرہ سمرتیوں میں منو سمرتی کے باہر سے ڈالے ہوئے شلوک اور دیگر سب سمرتیاں سب کتب تنتر۔ پران سب اُپ پران۔ تلسی داس کی بنائی ہوئی بھاشا کی رامائن۔ رکمنی منگل وغیرہ

اور سب بھاشا کی کتابیں - یہ سب فرضی اور جھوٹی ہیں۔
سوال - کیا ان کتب میں کچھ بھی سچائی نہیں؟ جواب - تھوڑی سی سچائی تو ہے لیکن اس کے ساتھ بہت سا جھوٹ بھی ہے۔ جیسے کہا گیا ہے विषसम्पृक्तान्नवत् त्याज्य: " کہ جس طرح بہت اعلےٰ کھانے زہر آمیز ہونے سے چھوڑنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اسی طرح کی یہ کتب ہیں۔ سوال کیا آپ پران اتھاس (تواریخ) کو نہیں مانتے؟ جواب - ہاں مانتے ہیں - لیکن راست کو مانتے ہیں - دروغ کو نہیں۔ سوال - کون سے راست اور کون سے ناراست ہیں؟

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथा नाराशंसीरिति
" असत्यमिश्रं सत्यं दूरतस्त्याज्यमिति "

جواب - جو اتیریہ ستپتھ وغیرہ برہمن لکھ آئے ہیں - انہیں کے اتہاس پران - کلپ گاتھا اور ناراشنسی پانچ نام ہیں (اگر یہہ سوتر وغیرہ کا یہ قول ہے) شری مدبھاگوت وغیرہ کا نام پران نہیں۔
سوال - جو قابل ترک کتب میں سچائی ہے۔ اُسے قبول کیوں نہیں کرتے جواب جو جو کچھ ان میں راستی ہے - وہ وید وغیرہ سچے شاستروں میں سے ہے اور جو ناراستی ہے - وہ ان کے گھر کی ہے وید وغیرہ سچے شاستروں کے قبول کرنے میں سب سچائی قبول کی جاتی ہے۔ جو کوئی ان جھوٹی کتب میں سچائی کی تلاش کرنا چاہتا ہے تو جھوٹ بھی اس کے گلے لپٹ جاتا ہے اس لئے دروغ آمیز سچائی جو کسی کتاب میں ہو - اُسے بھی اسیطرح ترک کر دینا چاہیئے جس طرح زہر آمیز کھانے کو سوال تمہارا اعتقاد کیا ہے؟ وید یعنی وید میں جو امر دہی ہے - اسکا کرنا یا چھوڑنا ہم مانتے ہیں - چونکہ وید ہمیں قابل تسلیم ہیں۔ اسلئے ہمارا مذہب وید ہیں - ایسا ہی مان مان کر سب انسانوں کو اور خصوصاً آریوں کو ایک اعتقاد ہو کر رہنا چاہیئے

چھ درشنوں کی تعلیم میں مطابقت

سوال - جس طرح سچ جھوٹ اور دوسری کتابوں کا آپس میں اختلاف ہے اسی طرح دیگر شاستروں میں بھی ہے مثلاً

پیدائیش کے بارہ میں چھ شاستروں کا اختلاف ہے۔ میمانسا۔ کرم (حرکت) ویشیشک۔ کال (وقت) بناے۔ پرمانو (ذرے) یوگ۔ پرشارتھ (تدبیر) سانکھیہ۔ پرکرتی (مادہ) اور ویدانت برھم (روح عظیم) سے موجودات کی پیدائش مانتا ہے۔ کیا یہ اختلاف نہیں ہے۔

جواب۔ پہلے تو سوائے سانکھیہ اور ویدانت کے دوسرے چار شاستروں میں پیدائیش عالم کا بیان مشرح طور پر نہیں ہؤا۔ اور ان میں اختلاف بھی نہیں۔ کیونکہ تم کو اختلاف اور مطابقت کا علم نہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اختلاف کس جگہ ہوتا ہے۔ کیا ایک مضمون پر یا مختلف مضامین پر۔

سوال ایک مضمون پر بہت سوں کا ایک دوسرے کے برعکس کہنا اختلاف کہلاتا ہے۔ یہاں بھی پیدائیش عالم ایک ہی مضمون ہے۔ **جواب** کیا علم ایک ہے یا دو؟ ایک ہے تو بیاکرن - ویدک۔ جوتش وغیرہ کا جُدا جدا مضمون کیوں ہے جسطرح ایک علم میں بہت سے علوم کے جزوں کا ایک دوسرے سے مختلف بیان ہوتا ہے۔ اُسی طرح علم پیدائیش عالم کے علیحدہ علیحدہ جزوں کا شاستروں میں بیان کرنے سے ان میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ جسطرح ہنڈیا کے بنانے میں حرکت۔ وقت۔ مٹی۔ سوچ۔ بچار۔ جوڑنا۔ توڑنا وغیرہ تدابیر یا کوشش۔ مادہ کے خواص اور کمہار بواعث ہیں اسیطرح سے پیدائش عالم کا جو حرکت کرنا باعث ہے۔ اُسکا بیان میمانسا میں۔ وقت کا بیان ویشیشک میں۔ مادی باعث کی تشریح نیا میں۔ پرشارتھ (تدبیر) کا بیان یوگ میں۔ عناصر کے باقاعدہ شمار کا سبب اولے (تحت کارن) تذکرہ سانکھیہ میں اور جو پرمیشور ہے اُسکا بیان ویدانت شاستر میں ہے اسلئے کچھ بھی اختلاف نہیں۔ جس طرح ویدک شاستر (علم طب) میں مرض کی شناخت علاج معالجہ۔ دوا تجویز کرنا۔ چیرنا پھاڑنا اور پرہیز رکھوانا کے مضامین جدا گانہ بیان کئے ہیں۔ لیکن سب کا اصل مقصد مرض کا دُور کرنا ہے۔ اسی طرح پیدائش عالم کے چھ بواعث ہیں۔ ان میں سے ایک ایک باعث کا بیان ایک ایک شاستر کے

بنانے والے نے کیا ہے۔ اس لئے ان میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ اسکے خاص طور پر تشریح پیدائش عالم کے باب میں کرینگے۔

حصول علم میں رکاوٹیں
علم پڑھنے پڑھانے میں جو رکاوٹیں ہیں۔ ان کو چھوڑ دیں مثلاً بری صحبت یعنی بدچلن۔ شہوت پرست آدمیوں سے میل جول۔ برے شغل مثلاً مے نوشی وغیرہ اور رنڈی بازی وغیرہ۔ بچپن کی عمر کی شادی یعنی ۲۵ سال کی عمر سے پہلے مرد اور سولہ سال کی عمر سے پہلے عورت کا بیاہ ہو جانا۔ پورا برہمچریہ نہ ہونا بادشاہ۔ ماں۔ باپ اور عالموں کا وید وغیرہ شاستروں کے پرچار میں میلان کا نہ ہونا۔ حد سے زیادہ کھانا۔ حد سے زیادہ جاگنا۔ امتحان لینے یا دینے میں سستی یا فریب کرنا۔ علم کو سب سے زیادہ مفید نہ سمجھنا۔ برہمچریہ سے طاقت۔ عقل۔ قوت تندرستی۔ اقبال مندی۔ دولت کی ترقی نہ ماننا۔ ایشور کا دھیان چھوڑ کر پتھر وغیرہ اور بے جان بتوں کے دیدار اور پرستش میں بیفایدہ وقت کھونا۔ ماں۔ باپ انتہی (مہمان) گورو اور عالم کو سچی مورت (قابل تعظیم) مان کر ان کی خدمت اور ان سے ست سنگ نہ کرنا۔ ورن (ذات) اور آشرم کے دھرم کو چھوڑ کر اوردھو پنڈر ترپنڈر ناک وغیرہ اقسام کے ٹیکے لگانا۔ کنٹھی۔ مالا پہننا۔ اکادشی۔ ترودشی وغیرہ برت رکھنا۔ کاشی وغیرہ تیرتھ اور رام کرشن۔ نارائن۔ شو۔ بھگوتی۔ گنیش وغیرہ کا نام سمرنے سے گناہ دور ہونیکا اعتقاد رکھنا۔ پاکھنڈیوں (مکاروں) کی ہدایت سے علم پڑھنے میں (اشردھا) رغبت کا نہ ہونا کرنا۔ علم۔ دھرم۔ یوگ اور پرمیشور کی عبادت کے لئے جھوٹے پران۔ بھاگوت وغیرہ کی کتھا وغیرہ سے نجات کا ماننا۔ لالچ سے دولت اکٹھا کرنے میں لگ جانا۔ علم سے رغبت نہ رکھنا۔ ادھر ادھر بے فایدہ آوارہ پھرتے رہنا وغیرہ وغیرہ فضول کارروائیوں میں پھنس کر برہمچریہ اور تحصیل علم سے محروم رہ کر مریض اور بیوقوف بنے رہنا۔ آجکل کے مختلف فرقے اور خود غرض برہمن وغیرہ اوروں کو تعلیم اور نیک صحبت سے ہٹا کر اپنے جال میں پھنسا کر ان کا تن من دھن برباد کر دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ اگر چھتری

وغیرہ اقوام پڑھ کر عالم ہو جاوینگے۔ تو ہمارے فریب کے جال سے نکل کر ہمارے
مکر کو جان لینگے - اور ہماری بےعزتی کرینگے۔ بادشاہ و رعایا اِس قسم کے
نقص دُور کر کے اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو صاحب علم بنانے کے لیے تن من
دھن سے کوشش کیا کریں

شودر اور عورتوں کو وید پڑھنے کا استحقاق ہے

سوال۔ کیا عورتیں اور شودر لوگ بھی وید پڑھیں؟ اگر یہ
پڑھینگے تو پھر ہم کیا کرینگے؟ اور ان کے پڑھنے میں کوئی
پرمان (حوالہ) بھی نہیں۔ بلکہ ممانعت ہے۔

स्त्रीशूद्रौ नाधीयातामिति श्रुतेः ॥

کہ عورت اور شودر نہ پڑھیں یہ شرتی ہے۔ (وید کا قول) ہے۔

جواب عورت اور مرد یعنی سب بنی نوع انسان کو پڑھنے کا حق ہے۔ تم کوئیں
میں پڑو اور تمہاری یہ شرتی فرضی اور بناوٹی ہے۔ کسی مستند کتاب کی نہیں اور
سب انسانوں کے واسطے وید وغیرہ شاستر پڑھنے سننے کے استحقاق کا ثبوت یجروید
کے چھبیسویں ادھیائے کے دوسرے منتر میں ہے۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः ।
ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय ॥
यजु० अ० २६।२

اسکا یہ مطلب ہے۔ پرمیشور کہتا ہے۔ کہ جسطرح میں سب انسانوں کے لیئے
اس کلیان یعنی اس جہان اور نجات کے سکھ دینے والے رگ وید وغیرہ چاروں وید
کے کلام کی ہدایت کرتا ہوں۔ اُسی طرح تم بھی کیا کرو۔ یہاں کوئی ایسا اعتراض
کرے کہ لفظ جن (جو اصل منتر میں ہے) سے دوِج سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ سمرتی وغیرہ
کتب میں برہمن۔ چھتری۔ ویش ہی کو وید پڑھنے کا مستحق بتلایا ہے۔ عورت اور
شودر وغیرہ اقوام کو نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ دیکھو پرمیشور خود کہتا ہے
کہ ہم نے برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر اور اپنے غلام یا عورات وغیرہ اور
نہایت ادنٰے درجہ کے شودروں وغیرہ کے لیئے بھی وید کا اظہار کیا ہے یعنی سب انسان

ویدوں کو پڑھ پڑھا کر اور سُن سُنا کر گیان کو بڑھائیں۔ اچھی باتوں کو اختیاری اور بُری باتوں کو ترک کر کے دُکھوں سے چھوٹیں۔ اور خوشی حاصل کریں۔ کہئیے اب تمہاری بات مانیں یا پرمیشور کی؟ پرمیشور کی بات ضرور قابل تسلیم ہے۔ اتنے پر بھی اسکو جو کوئی نہ مانے گا وہ ناستک (دہریہ) کہلائیگا۔ کیونکہ ویدوں کی بُرائی کرنے اور ان کو نہ ماننے والا ناستک کہلاتا ہے۔ کیا پرمیشور شودروں کا بھلا نہیں کرنا چاہتا؟ کیا ایشور طرفدار ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے سننے کی شودروں کو ممانعت کرے۔ اور دوجوں کو اجازت دے؟ اگر پرمیشور کا مدعا شودر وغیرہ کے پڑھانے سنانے کا نہ ہوتا۔ تو اُن کے جسم میں کان اور زبان کیوں بناتا جسطرح پرماتما نے زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ چاند۔ سورج اور اناج وغیرہ اشیا سب کے لئے بنائی ہیں۔ اسی طرح وید بھی سب کے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اور جہاں کہیں ممانعت کی ہے۔ اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ جس کو پڑھنے پڑھانے سے کچھ بھی نہ آوے۔ وہ بے عقل اور جاہل ہونے سے شودر کہلاتا ہے۔ اُسکا پڑھنا پڑھانا رائگاں ہے۔ عورتوں کے پڑھنے پڑھانے کی ممانعت جو تم کرتے ہو۔ وہ تمہاری بے عقلی خودغرضی اور بیوقوفی کا ظہور ہے۔ دیکھو وید میں لڑکیوں کے پڑھنے کا یہ پرمان ہے۔

ब्रह्मचर्य्येण कन्या युवानं विन्दते पतिम् ॥

अथर्व० १ कां० ११ । प्र० २४ अ० ३ । मं० १८

جسطرح لڑکے برہمچریہ رکھنے سے کامل علم اور تربیت حاصل کر کے جوان تعلیمیافتہ اپنے مطابق۔ دِل پسند۔ ہم پایہ عورتوں کے ساتھ شادی کرتے ہیں۔ اسی طرح کنواری لڑکی برہمچریہ رکھ کر وید وغیرہ شاستروں کو پڑھکر پورا علم اور اعلیٰ تربیت پاکر جوان ہو کر پورے عالم شباب میں اپنے ہم پایہ۔ دِل پسند۔ عالم۔ پوری جوانی سے آراستہ مرد کو حاصل کرے (اتھروید ۱۱-۲۴-۳-۱۸)

اس لئے عورتوں کو بھی برہمچریہ رکھنا چاہئیے۔ اور تحصیل علم ضرور کرنا چاہئیے۔

سوال۔ کیا عورتیں بھی وید کو پڑھیں؟ جواب ضرور۔ دیکھو۔ شروت سوتر میں

لکھا ہے۔

इमं मन्त्रं पत्नी पठेत् ॥

بیوی یگیہ میں اس منتر کو پڑھے۔ اگر وید وغیرہ شاستروں کو نہ پڑھی ہو۔ تو یگیہ میں سور کے ساتھ منتروں کو کیسے پڑھ سکیں۔ اور سنسکرت میں گفتگو کیسے کر سکیں؟ بھارت ورش کی مستورات میں نپور کے مانند گارگی وغیرہ وید وغیرہ شاستروں کو پڑھ کر پوری عالمہ فاضلہ ہوئی تھیں۔ یہ شت پتھ برہمن میں صاف لکھا ہے۔ بھلا اگر مرد پڑھا لکھا اور عورت جاہل مطلق یا عورت تعلیم یافتہ اور مرد بے علم ہو۔ تو ہمیشہ دیوتاؤں اور راکششوں کا جنگ گھر میں اچھا رہے۔ پھر سُکھ کہاں؟ اِس لئے اگر عورتیں نہ پڑھیں تو لڑکیوں کی درسگاہ میں اُستانی کیونکر بن سکیں نیز حکومت اور انصاف وغیرہ گھر کا کام اور خاوند کا بیوی اور بیوی کا خاوند کو خوش رکھنا گھر کے سب کام عورت کے زیر اہتمام رہنا۔ ایسے کام بنا علم کے اچھی طرح کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ دیکھو آریہ ورت میں اہل حکومت کی عورتیں دھنُر وید یعنی علم جنگ بھی اچھی طرح جانتی تھیں۔ کیونکہ اگر نہ جانتی ہوتیں تو کیکئی وغیرہ دشرتھ وغیرہ کے ساتھ لڑائی (میدان جنگ) میں کیونکر جا سکتیں۔ اور لڑائی کر سکتیں؟ اِسلئے برہمنی اور چھتریانی سب علوم۔ دیش کی عورتوں کو کاروبار کا علم اور شودرانی کو کھانا پکانا وغیرہ خدمت گاری کا علم ضرور پڑھانا چاہیئے۔ اسی طرح مستورات کو بھی بیاکرن۔ دھرم۔ ویدک (طبابت) حساب۔ دستکاری تو ضرور ہی سیکھنی چاہیئے۔ کیونکہ ان کے سیکھے بغیر سچ جھوٹ کی تمیز۔ خاوند وغیرہ کی مرضی کے مطابق رہنا۔ مناسب طور پر اولاد پیدا کرنا۔ ان کی پرورش اور تربیت کرنا گھر کے سب کاموں کو جیسا چاہیئے کرنا کروانا۔ ویدک کے علم سے طبی اصول کے مطابق اشیائے خوردنی و نوشیدنی تیار کرنا اور کروانا نہیں کر سکتیں۔ جس سے گھر میں امراض کبھی نہ پیدا ہوں۔ اور سب لوگ سدا خوش رہیں۔ صنعت و حرفت کی واقفیت کے بغیر گھر بنوانا۔ حساب جانے بغیر سب کا حساب سمجھنا سمجھانا۔ وید وغیرہ شاستروں کے علم کے بغیر ایشور اور دھرم کو نہ جان کر ادھرم

دہرم سے کبھی نہ بچ سکے۔ اِس لیئے وہ لوگ ہی شکریہ کے مستحق اور مبارک ہیں جو برہمچریہ۔ اعلےٰ تعلیم و تربیت سے اپنی اولاد کے جسم اور روح کی پوری قوت بڑہاتے ہیں۔ تاکہ وہ ماں۔ باپ۔ خاوند۔ ساس۔ سسرے۔ بادشاہ۔ رعیت پڑوسی۔ دوست۔ آشنا اور اولاد وغیرہ سے مناسب طور پر دہرم کے مطابق برتاؤ رکہیں۔ یہی خزانہ لازوال ہے۔ اس کو جتنا خرچ کرو۔ اتنا ہی بڑہنا جائے اور سب خزانے خرچ کرنے سے گھٹ جاتے ہیں۔ اور حصہ دار بھی اپنا حصہ لیتے ہیں۔ مگر خزانہ علم کو نہ کوئی چرا سکتا ہے۔ نہ اُس کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ اس خزانہ کی حفاظت اور ترقی کرنے والے خاص بادشاہ اور رعایا بھی ہیں۔

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम् ॥ मनु० (७ । १५२

بادشاہ کو واجب ہے۔ کہ سب لڑکیوں اور لڑکوں کو مذکورہ بالا وقت سے لیکر مذکورہ بالا وقت تک برہمچریہ میں رکھ کر صاحب علم بنائے۔ (منو ادہیائے ۷ شلوک ۱۵۲) جو کوئی حکم کی تعمیل نہ کرے۔ اس کے ماں۔ باپ کو سزا دینی چاہیئے یعنی بادشاہ کے حکم سے آٹھ برس کے بعد لڑکا یا لڑکی کسی کے گھر میں نہ رہنے پاویں بلکہ آچاریہ کل میں رہیں۔ جب تک واپسی کا وقت نہ آوے تب تک شادی نہ ہونے پاوے۔

सर्वेषामेव दानानांब्रह्मदानं विशिष्यते ।
वार्यन्नगोमहीवासस्तिलकाञ्चनसर्पिषाम् ॥
मनु० (४ । २३३

دنیا میں جتنی قسم کی خیرات ہے۔ یعنی پانی۔ اناج۔ گائے۔ زمین۔ کپڑے۔ تل سونا اور گھی وغیرہ ان سب خیراتوں سے وید ودیا کی بخشش افضل ترین ہے۔ (منو ادہیائے ۴ شلوک ۲۳۳) اس لئے جتنے الوسع تن من دھن سے علم کی ترقی میں کوشاں رہیں۔ جس ملک میں مناسب طریق پر برہمچریہ۔ علم اور وید دہرم کی اشاعت ہوتی ہے۔ وہی ملک اقبال مند ہوتا ہے۔

یہ برہمچریہ آشرم کی ہدایات مختصراً لکھی گئی ہیں۔ اسکے آگے چوتھے باب میں

واپسی اور گرہست آشرم کی بابت ذکر کیا جاویگا۔

چوتھا باب

اختتام تعلیم۔ گوروکل بیاہ اور گرہست آشرم کے بیان

वेदानधीत्य वेदौ वा वेदं वापि यथाक्रमम् ।
अविप्लुतब्रह्मचर्यो गृहस्थाश्रममाविशेत् ॥

گرہست آشرم میں پرویش

جب مناسب طور پر برہمچریہ آشرم میں گورو کی ہدایت کے مطابق رہ کر دہرم سے چاروں یا تین یا دو یا ایک وید معہ انگ اوپانگ پڑھ لے۔ تو وہ برہمچاری) جسکا برہمچرج نہ ٹوٹا ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت گرہست آشرم میں داخل ہو (ادہیاء سوم۔ شلوک ۲)

तं प्रतीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः ।
स्रग्विणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा ॥

برہمچاری جو اپنے دہرم کے پالن سے مشہور ہوچکا ہے۔ اور پتا (والد یا گرو) سے وید کا ورثہ حاصل کر لیا ہے۔ مالا پہنے ہوئے ہے۔ اور پلنگ پر بیٹھے ہوئے گورو کا پہلے گئو دان سے پوجن کرے۔ اسی طرح لڑکی کا باپ بھی ایسے باصفات برہمچاری کی جسکا بیاہ ہونیوالا ہے گائے کا دان کرکے عزت افزائی کرے۔ (ادھیا سوم شلوک سوم)

गुरुणानुमतः स्नात्वा समावृत्तो यथाविधि ।
उद्वहेत द्विजो भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम् ॥

گورو کی اجازت سے اشنان کر درجہ وار گوروکل سے واپس آکر برہمن۔ چھتری

ویش اپنے ورن (ذات) کے مطابق عمدہ اوصاف والی لڑکی کے ساتھ بیاہ کریں۔ (ادھیائے سوم۔ شلوک ۴)

असपिण्डा च या मातुरसगोत्रा च या पितुः ।
सा प्रशस्ता द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने ॥

جو لڑکی ماں کے خاندان کی چھ پشتوں میں نہ ہو۔ اور باپ کے گوتر کی نہ ہو۔ اس لڑکی سے شادی کرنی جائز ہے۔ (ادھیائے ۳ شلوک ۵) اسکا یہ منشا ہے کہ

परोक्षप्रिया इव हि देवाः प्रत्यक्षद्विषः ॥ शतपथ० ॥

یہ یقینی بات ہے کہ جیسی دور کی چیز میں محبت (اُنس) ہوتی ہے ویسی آنکھوں کے سامنے موجود شے میں نہیں (شتپتھ براہمن) مثلاً کسی نے مصری کی تعریف سُنی ہو۔ اور کھائی نہ ہو۔ تو اسکا من اسمیں لگا رہتا ہے۔ یا کسی دور کی شے کی بڑائی سُن کر اس کے حاصل کرنے کی بہت ہی خواہش ہوتی ہے۔ اسی طرح دور کی یعنی جو اپنے گوتر یا ماں کے خاندان میں نزدیکی رشتہ کی نہ ہو۔ اس لڑکی سے ورتعاہ (ازدواج) کی شادی ہونی چاہیئے۔ نزدیک اور دور شادی کرنے کے یہ نتائج ہیں (۱) جو بچے اوائل عمر میں نزدیک رہتے ہیں۔ آپس میں کھیل کود۔ لڑائی اور پیار کرتے ایک دوسرے کے اچھے برے اوصاف۔ عادات یا چھوٹی عمر کی نامناسب کارروائیاں جانتے ہیں۔ ایکدوسرے کو برہنہ بھی دیکھتے ہیں۔ اُن کی آپس میں شادی ہونے سے محبت کبھی نہیں ہو سکتی۔ (۲) جس طرح پانی میں پانی ملنے سے مختلف خاصیتیں پیدا نہیں ہوتیں۔ اسی طرح ایک کنبہ میں یعنی والد یا والدہ کے خاندان میں شادی ہونے سے دھاتوں (جوہروں) کے مبدل نہ ہونے سے ترقی نہیں ہوتی۔ (۳) جسطرح دودھ میں مصری یا سونٹھ وغیرہ ادویات کے شامل کرنے سے دودھ عمدہ بن جاتا ہے اسی طرح مختلف گوتر کے کنبے اور ایسے خاندان میں مرد و عورت کا عقد ہونا اچھا ہے جو ان کے والد یا والدہ کے خاندان سے نہ ہوں۔ (۴) جس طرح ایک جگہ کوئی بیمار ہو۔ وہ دوسری جگہ آب و ہوا اور غذا کے تبدیل کرنے سے راضی ہو جاتا ہے اسیطرح

دُور دیشوں کے باشندوں کے درمیان شادی ہونے میں خوبی ہے (۵) نزدیک رشتہ کرنے سے ایکدوسرے کے نزدیک ہونے میں سُکھ دُکھ کا محسوس کرنا اور مخالفت ہونی بھی ممکن ہے۔ دُور کے رہنے والوں میں نہیں۔ اور دور رہنے والوں کی شادی میں دُور تک محبت کی ڈوری لمبی بڑھ جاتی ہے۔ نزدیک رہنے والوں کی شادی میں نہیں (۶) دُور دور کے ممالک میں دُور کا رشتہ ہونے سے وہاں کی دیگر اشیاء بھی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ نزدیک بیاہ ہونے سے نہیں۔ اِس لیئے بموجب نروکت (ادھیا ۳۔ پاد ۴)

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥ निरु० (२१४)

لڑکی کا نام دہتا (دختر) اِس سبب سے ہے۔ کہ اسکا بیاہ دُور کے مقام میں ہونے سے مفید ہوتا ہے۔ نزدیک ہونے میں نہیں۔ (۷) لڑکی کے میکے میں مفلسی ہونے کا بھی امکان ہے۔ کیونکہ جب لڑکی باپ کے گھر آویگی۔ تب اسکو کچھ نہ کچھ دینا ہی ہوگا (۸) نزدیک ہونیسے ایکدوسرے کو اپنے اپنے والدین کی مدد کا گھمنڈ ہوگا۔ اور جب ذرا بھی دونوں میں آن بَن ہوگی۔ تب عورت جھٹ پٹ باپ کے گھر چلی جاویگی ایکدوسرے کی مذمت اور مخالفت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ اکثر عورتوں کا مزاج تند اور نرم ہوتا ہے۔ ایسی ہی وجوہات سے باپ کے ایک گوتر۔ ماں کی چھ پُشت اور نزدیک دیش میں بیاہ کرنا اچھا نہیں۔

महान्त्यपि समृद्धानि गोऽजाविधनधान्यतः ।
स्त्रीसम्बन्धे दशैतानि कुलानि परिवर्जयेत् ॥ मनु० (२१६)

خواہ کتنی ہی دولت و ثروت۔ گائے۔ بکری۔ ہاتھی۔ گھوڑے حکومت۔ اقبال وغیرہ سے آراستہ خاندان کیوں نہ ہوں۔ تو بھی اِن دس قسم کے خاندانوں میں بیاہ نہ کرنا چاہیئے۔ (ادھیا ۳۔ شلوک ۶)

हीनक्रियं निष्पुरुषं निश्छन्दो रोमशार्शसम् ।
क्षय्यामयाव्यपस्मारिश्वित्रकुष्ठिकुलानि च ॥ मनु० (२१७)

(خاندان) قسمیں اُن عورتوں سے شادی نہ کرنی چاہیئے جو خاندان نیک افعال سے محروم - اچھے آدمیوں سے مبرا - وید کے مطالعہ سے روگردان ہو - (جن کے) جسم پر بڑے بڑے بال ہوں - یا جسمیں بواسیر - تپدق - دمہ - کھانسی - بدہضمی - مرگی - سفید جزام اور لاعلاج جزام ہوں - اِن خاندانوں کی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ بیاہ نہ ہونا چاہیئے (ادھیاء ۳ شلوک ۷) کیونکہ یہ سب نقص اور بیماریاں بیاہ کرنے والے کے خاندان میں بھی داخل ہوجاتی ہیں - اس لئے اچھے خاندان کے لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں بیاہ ہونا چاہیئے -

नोद्वहेत्कपिलां कन्यां नाऽधिकाङ्गीं न रोगिणीम् ।
नालोमिकां नातिलोमां न वाचाटान्न पिङ्गलाम् ॥

نہ زرد رنگ والی - نہ زیادہ اعضا والی - یا مرد کی نسبت زیادہ لمبی چوڑی زیادہ طاقتوالی نہ کسی مرض میں مبتلا - نہ وہ جس کے بال نہ ہوں - نہ بہت بالوں والی - نہ بکواس کرنیوالی نہ بھوری آنکھوں والی (عورت) کے ساتھ شادی کرے (منو ادھیاء ۳ شلوک ۸)

नर्क्षवृक्षनदीनाम्नीं नान्त्यपर्वतनामिकाम् ।
न पक्ष्यहिप्रेष्यनाम्नीं न च भीषणनामिकाम् ॥ मनु० (३।९

نہ اشونی - بھرنی - روہنی - ریوتی وغیرہ ستاروں کے نام والی تلسی - گلابی چنبیلی وغیرہ درختوں کے نام والی - گنگا جمنا وغیرہ دریاؤں کے نام والی چانڈالی وغیرہ نیچ نام والی بندھیا - ہمالہ وغیرہ پہاڑ کے نام والی - کوئل مینا وغیرہ پرندوں کے نام والی - ناگی بھجنگا وغیرہ سانپوں کے نام والی - مادھو داسی - میرا داسی وغیرہ خدمتگاروں کے نام والی - بھیم کوری - چنڈکا کالی وغیرہ خوفناک نام والی لڑکی کے ساتھ بیاہ نہ کرنا چاہیئے - (شلوک ۹) کیونکہ یہ تمام نام نفرت انگیز اور دیگر اشیاء کے بھی ہیں

अव्यङ्गाङ्गीं सौम्यनाम्नीं हंसवारणगामिनीम् ।
तनुलोमकेशदशना मृद्वङ्गीमुद्वहेत्स्त्रियम् ॥ मनु० (३।१०)

بلکہ جسکے خوبصورت - سیدھے اعضا ہوں اور بدصورت ٹیڑھے نہ ہوں - جسکا

نام اچھا ہو۔ مثلاً لیشو ودا۔ سکھدا وغیرہ جسکی رفتار ہنس اور ہتھنی کے مانند ہو جسکے بدن کے رونگٹے باریک اور سر کے بال اور دانت باریک ہوں۔ اور سب اعضا ملائم ہوں۔ ویسی عورت کے ساتھ شادی کرنی چاہیئے۔ (شلوک ۱۰)

سوال۔ بیاہ کا وقت اور طریقہ کونسا اچھا ہے۔ **جواب**۔ سولہویں برس سے لیکر چوبیسویں برس تک لڑکی اور پچیسویں برس سے لیکر اڑتالیسویں برس تک مرد کا شادی کرنیکا عمدہ وقت ہے۔ اسمیں ادنٰے قسم کا بیاہ وہ ہے۔ جو سولہ اور پچیس (برس کی عمر میں) کیا جائے۔ اٹھارہ بیس برس کی عورت تیس پینتیس برس یا چالیس برس کے مرد کی شادی متوسط درجہ کا بیاہ ہے۔ چوبیس برس کی عورت اور اڑتالیس برس کے مرد کا بیاہ ہونا شادی کی سب سے اعلےٰ قسم ہے۔

جس ملک میں اس قسم کا عمدہ طریق بیان کرنیکا (مروج ہے) اور برہمچریہ کا رواج جاری ہے) پڑھنا پڑھانا زیادہ ہے۔ اس ملک میں خوشی ہی خوشی ہے۔ اور جو ملک برہمچریہ اور حصول علم سے محروم (اور جس میں) اوایل عمر میں اور شادی کے ناقابل (لڑکوں لڑکیوں) کا بیاہ ہوتا ہے وہ ملک مصیبت میں مبتلا رہتا ہے کیونکہ برہمچریہ اور حصول علم کے بعد (شادی کرنے کی رسم قائم ہو جیسے) بیاہ کا سدھار رہتے ہے۔ اور اس سے سب باتوں کا بھی سُدھار ہو جاتا ہے۔ اور (اس طریق کے) بگڑنے سے بگاڑ ہو جاتا ہے

سوال

अष्टवर्षाभवेद् गौरी नववर्षा च रोहिणी ।
दशवर्षा भवेत्कन्या तत उर्ध्वं रजस्वला ॥ १ ॥
माता चैव पिता तस्या ज्येष्ठो भ्राता तथैव च ।
त्रयस्ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥ २

صغیرسنی کی شادی ممنوع ہے۔

پراشری اور شیگھر بودھ میں یہ شلوک لکھے ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ لڑکی آٹھویں سال میں گوری۔ نویں سال روہنی۔ دسویں سال کنیا اور اسکے بعد رجسولا نام سے موسوم ہوتی ہے (۱) دسویں سال تک بیاہ نہ کرنیسے رجسولا

لڑکی کے ماں باپ اور بڑا بھائی یہ تینوں اسکو دیکھ کر دوزخ میں گرتے ہیں جواب

एकक्षणा भवेद् गौरी द्विक्षणा यान्तु रोहिणी ।
त्रिक्षणा सा भवेत्कन्या ह्यत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥ १ ॥
माता पिता तथा भ्राता मातुलो भगिनी वका ।
सर्वे ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥ २ ॥

برھما بولا (شلوکوں کا ترجمہ) جتنے وقت میں ذرہ ایک پلٹا کھاوے۔ اتنے وقت کو کھش (لمحہ) کہتے ہیں۔ جب لڑکی پیدا ہو۔ تو ایک لمحہ میں گوری دوسرے میں روہنی۔ تیسرے میں کنیا اور چوتھے میں رجسولا ہو جاتی ہے (۱) اس رجسولا کو دیکھ کر اس کے ماں باپ بھائی اور بہن سب دوزخ کو جاتے ہیں۔ (یہ نئے بنائے گئے برھم پرانکا وچن ہے) سوال۔ یہ شلوک قابل تسلیم نہیں جواب کیوں قابل تسلیم نہیں۔ اگر برہماجی کے شلوک مستند نہیں تو تمہارے بھی مستند نہیں ہو سکتے۔ سوال واہ وا پراشر اور کاشی ناتھ کو بھی تسلیم نہیں کرتے؟ جواب۔ واہ جی واہ۔ کیا تم برہماجی کا قول تسلیم نہیں کرتے ہو۔ پراشر اور کاشی ناتھ سے برہماجی بڑے نہیں ہیں۔ اگر تم برہماجی کے شلوکوں کو نہیں مانتے تو ہم بھی پراشر اور کاشی ناتھ کے شلوکوں کو نہیں مانتے۔ سوال۔ تمہارے شلوک ناممکن ہونے سے قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ ہزاروں لمحے وقت ولادت میں ہی گذر جاتے ہیں۔ تو بیاہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور اسوقت بیاہ کرنیکا کچھ نتیجہ نظر نہیں آتا۔ جواب اگر ہمارے شلوک ناممکن (باتیں ظاہر کرتے) ہیں تو تمہارے بھی ایسے ہی ہیں۔ کیونکہ آٹھویں نویں اور دسویں برس میں بھی بیاہ کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ سولھویں برس سے چوبیسویں برس تک مرد کی منی بختہ۔ جسم طاقتور۔ عورت کا رحم پورا اور جسم بھی زور آور ہوتا ہے۔ اور بعدہٗ شادی کرنے سے اولاد اچھی ہوتی ہے۔ جس طرح آٹھ برس کی لڑکی میں اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اسی طرح گوری۔ روہنی نام رکھنا بھی ناواجب ہے۔ اگر گوری لڑکی نہ ہو۔ بلکہ کالی ہو۔ تو اسکا نام گوری رکھنا فضول

(۱) نوٹ کے لیے (دیکھو صفحہ ۱۰۹)

اور گوری مہادیو کی بیوی روہنی وسودیو جی کی بیوی تھی۔ اسکو تم پورانک لوگ ماں کے برابر مانتے ہو۔ جب محض کنواری لڑکی میں گوری وغیرہ کا وجود تصور کر سکتے ہو تو پھر اُن سے بیاہ کرنا کس طرح ممکن اور جائز ہو سکتا ہے۔ ہ اسلئے تمہارے اور ہمارے دونو شلوک جھوٹے ہی ہیں۔ کیونکہ جسطرح ہمنے "برہما" بولا۔ الفاظ لکھ کر شلوک بنائے ہیں اسی طرح وہ بھی پراشر وغیرہ کے نام سے بنائے گئے ہیں۔ اسلئے ان سب حوالوں کو چھوڑ کر وید کی سند سے سب کام کیا کرو۔ دیکھو منو سمرتی میں لکھا ہے۔

त्रीणि वर्षाण्युदीक्षेत कुमार्यृमती सती ।
ऊर्ध्वं तु कालादेतस्माद्विन्देत सदृशं पतिम् ॥

لڑکی رجسولا ہونیکے بعد تین برس تک خاوند کی تلاش کر کے اپنے جیسا خاوند حاصل

(نوٹ صفحہ گذشتہ) سلہ مناسب وقت سے کم عمر ہو۔ عورت کیلئے حمل ٹھہرانا مہارشی جی۔ وسنونتری جی (طبی کتاب) اشٹانگ ہردے میں منع کرتے ہیں۔

उन षोडशवर्षायामप्राप्तः पञ्चविंशतिम्
यद्याधत्ते पुमान् गर्भं कुक्षिस्थः स विपद्यते
जातो वा न चिरञ्जीवेज्जीवेद्वा दुर्बलेन्द्रियः
तस्मादत्यन्तबालायां गर्भाधानं न कारयेत्
सुश्रुत शारीर स्थाने अ० १० श्लोक ४७। ४८॥

۲۵ برس سے کم عمر کے مرد سے سولہ برس سے کم عمر کی عورت کو جو حمل ٹھہرے۔ وہ مصیبت میں پڑتا ہے۔ یعنی پورے وقت تک رحم میں رہ کر پیدا نہیں ہوتا (۱) اگر پیدا ہو۔ تو بہت عرصہ تک زندہ نہیں رہتا۔ یا اگر زندہ رہے تو اسکے اعضا کمزور ہونگے۔ اس سبب سے کم عمر عورت میں حمل نہ ٹھہرایا جائے۔

ایسے ایسے شاستروں کے قواعد اور قوانین قدرت کے مشاہدے اور غور و فکر کرنیسے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ سولہ برس سے کم عمر عورت اور ۲۵ برس سے کم عمر کا مرد کبھی حمل ٹھہرانے کے قابل نہیں ہوتا اور اسکے برعکس جو حمل ٹھہراتے ہیں۔ وہ تکلیف اٹھاتے ہیں

کرے۔ جب ہر ماہ رجسولا ہوتی ہے۔ تو تین برس میں ۳۶ دفعہ رجسولا ہونے کے بعد بیاہ کرنا مناسب ہے۔ اس سے پیشتر نہیں۔

काममारणात्तिष्ठेद् गृहे कन्यर्त्तुमत्यपि।
न चैवैनां प्रयच्छेत्तु गुणहीनाय कर्हिचित् ॥ मनु० (९ ८९)

پھر کہا ہے۔ کہ خواہ لڑکا لڑکی تا حیات کنوارے رہیں لیکن مخالف طبیعت والوں یعنی ایک دوسرے کے خلاف اوصاف۔ افعال اور خواص والوں کا بیاہ کبھی نہ ہونا چاہئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ متذکرہ بالا وقت سے پہلے یا ایکدوسرے سے مختلف طبیعت والوں کا بیاہ ہونا مناسب نہیں۔ **سوال** شادی (کا ہونا) ماں باپ کے اختیار میں ہونا چاہیئے یا لڑکے لڑکی کے اختیار میں ہے **جواب**۔ لڑکے لڑکی کے اختیار میں شادی ہونی اچھی ہو۔ جہاں باپ بیاہ کرنے کی تجویز کریں تو بھی لڑکے لڑکی کی رضامندی کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایکدوسرے کی رضامندی سے بیاہ ہونے میں مخالفت بہت کم ہوتی ہے اور اولاد عمدہ ہوتی ہے۔ نارضامندی کے بیاہ میں ہمیشہ فساد ہی رہتا ہے۔ بیاہ میں خاص تعلق دولہا اور دلہن کا ہے۔ ماں باپ کا نہیں۔ کیونکہ اگر ان میں باہم رضامندی رہے۔ تو انہیں کو آرام اور مخالفت میں انہیں کو تکلیف ہوتی ہے اور۔

सन्तुष्टो भार्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्या तथैव च।
यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥ मनु० (३ ६०)

سوئمبر بیاہ سب سے افضل ہے

جس خاندان میں بیوی سے مرد اور مرد سے بیوی ہمیشہ خوش رہتی اس خاندان میں راحت۔ دولت اور شہرت ہوتی ہے۔ (منو ادھیائے ۳۔ شلوک ۶۰) اور جہاں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔ وہاں تکلیف۔ افلاس اور بدنامی ہی رہتی ہے۔ اسلئے جیسا سوئمبر کا قاعدہ آریہ ورت میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے وہی بیاہ اچھا ہے۔ جب عورت مرد شادی کرنا چاہیں۔ تب تعلیم حلیمی۔ مزاج صورت شکل۔ عمر۔ طاقت۔ خاندان۔ جسم وغیرہ کی مناسب طور پر جانچ کر لینی چاہیئے جب تک ان میں مطابقت نہیں ہوتی۔ تب تک بیاہ میں کچھ بھی سُکھ نہیں ہوتا

اور نہ بچپن میں شادی کرنے سے شکھ ہوتا ہے۔

युवा सुवासाः परिवीत आगात्स उ श्रेयान्भवति जायमानः ।
तं धीरासः कवय उन्नयन्ति स्वाध्यो मनसा देवयन्तः ॥ १ ॥
ऋ ॥ मं० ३ । सू० ८ । मं० ४ ।

आधेनवो धुनयन्तामशिश्वीः शबर्दुघाः शशया अप्रदुग्धाः ।
नव्यानव्या युवतयो भवन्तीर्महद्देवानामसुरत्वमेकम् ॥ २ ॥
ऋ० ॥ मं० ३ । सू० ५५ । मं० १६ ॥

पूर्वीरहं शरदः शश्रमाणा दोषावस्तोरुषसो जरयन्तीः ।
मिनाति श्रियं जरिमा तनूनामप्यनु पत्नीर्वृषणो जगम्युः ॥३॥
ऋ० ॥ मं० १ । सू० १७९ । मं० १ ॥

جو آدمی یگیوپویت (جنیو) اور برہمچریہ رکھنے سے سب طرح اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ اچھا خوبصورت لباس (فاخرہ) پہنے ہوئے برہمچریہ سے آراستہ اور پورا جوان ہو کر علم حاصل کر کے گرہست آشرم میں آتا ہے۔ وہی (دوسری) علم کی دنیا میں نامور ہو کر شوبھا پاتا ہے۔ اور فیض رساں ہوتا ہے۔ اور ترقی علم کے خواہشمند دھایر۔ عالم اچھی طرح بچار کر اُسی آدمی کو سرفراز کر کے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور جو برہمچریہ رکھ کر علم اور اعلیٰ تربیت حاصل کئے بغیر یا بچپن میں شادی کرتے ہیں۔ وہ عورت مرد برباد ہوتے ہیں۔ اور عالموں میں عزت نہیں پاتے ۔(۱)

جن دودھ دینے والی گائیوں کے مانند بچپن کی عمر سے گذری ہوئیں سب طرح اچھے کاموں کو پورا کرنے والیں سن بلوغ کو پہنچی ہوئیں۔ نئی تعلیم اور نئے جوبن سے پیراستہ عالم شباب کو پہنچی ہوئیں۔ دانشمند اور تعلیم و تربیت یافتہ۔ غور و فکر کے اصل مدعا کو حاصل کی ہوئیں برہمچریہ کے اعلیٰ اصولوں کے لاثانی فاضل اور اعلیٰ درجے کے جوان خاوندوں کو حاصل کر کے گربھ دھارن کریں۔ اور کبھی بھول کر بھی اوائل عمر میں دل کے اندر مرد کا دھیان نہ کریں۔ کیونکہ یہی اس دنیا اور عاقبت کے شکھ کا ذریعہ ہے

بچپن کے بیاہ سے جسقدر مرد کی بربادی ہوتی ہے ۔ اِس سے زیادہ عورت کی ہوتی ہے
جس طرح تیز رو نہایت محنت کرنے والے ۔ منی سینچنے کے قابل ۔ پوری جوانی
کی عمر والے مرد ۔ عالم شباب میں دلوں کو عزیز (معلوم ہونے والی) عورتوں کو
حاصل کر کے پورے سو سال کی یا اس سے زیادہ عمر خوشی سے بھوگتے ۔ اور بیٹے
پوتوں والے رہتے ہیں ۔ (اسی طرح مرد عورت ہمیشہ برتاؤ رکھیں ۔)

جسطرح گذرے ہوئے موسم سرما عالم پیری لانے والی صبحیں بسبل نہار اجسام
کی خوبصورتی کو نہایت ضعیف کر کے طاقت و حسن کو دُور کر دیتے ہیں ۔ اسی طرح میں
(عورت یا مرد) اچھی طرح یقین کر کے برہمچریہ سے تعلیم و تربیت ۔ روح و جسم کی
طاقت اور جوانی کو حاصل کر کے بیاہ کروں (رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۷۹ منتر ۱)
کیونکہ اس کے برعکس وید کے خلاف ہونیسے سکھ دینے والا بیاہ کبھی نہیں ہو سکتا
جب اسطرح سب رشی ۔ منی ۔ راجہ ۔ مہاراجہ ۔ آریہ لوگ برہمچریہ سے علم پڑھ کر
سوئمبر سے بیاہ کرتے تھے ۔ تب تک اِس ملک کی ہمیشہ ترقی ہوتی تھی جب سے
برہمچریہ سے علم نہ پڑھنا ۔ بچپن سے ہی محتاجی یعنی ماں باپ کی مرضی سے بیاہ ہونے لگا
تب سے آہستہ آہستہ ملک آریہ ورت کا زوال ہوتا چلا آیا ہے ۔ اِس لیئے اِس کار
بد کو چھوڑ کر دانا لوگ مذکورہ بالا طریق سے سوئمبر بیاہ کیا کریں ۔ پس بیاہ مطابق
ورن (ذات) کے کریں ۔ اور ورنوں کی تفریق بھی اوصاف ۔ افعال اور خواص
کے موافق ہونی چاہیئے ۔

ورن جنم سے نہیں

سوال ۔ کیا جس کے ماں باپ برہمن ہوں وہ ہی برہمن ہوتا ہے
اور جس کے ماں باپ کسی اور ذات کے ہوں ۔ ان کی اولاد کبھی برہمن ہو سکتی ہے؟ **جواب**
ہاں ۔ بہت سے ہو گئے ۔ ہوتے ہیں ۔ اور ہونگے بھی ۔ مثلاً چھاندوگیہ اپنشد میں جاوال
رشی جس کا خاندان معلوم نہیں ۔ مہابھارت میں وشوامتر چھتری ذات سے اور ماتنگ
رشی چنڈال قوم ۔ برہمن ہو گئے تھے ۔ اب بھی جو اعلیٰ علم اور نیک مزاج والا ہو ۔ وہی
برہمن رہنے کے لائق اور بیوقوف شودر رہنے کے لائق ہوتا ہے ۔ اور اسی طرح

آئندہ بھی ہوگا۔ سوال بھلا جورج (خون) اور ویریہ (منی) سے جسم بنا ہے۔ وہ تبدیل ہوکر دوسرے ورن (ذات) کے لائق کب ہوسکتا ہے جواب منی اور خون کی آمیزش سے برہمن کا جسم نہیں بنتا۔ بلکہ

स्वाध्यायेन जपैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतः । महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥

(اسکے معنی پہلے کر چکے ہیں۔ اب بھی یہاں مختصراً لکھتے ہیں) یعنی پڑھنے پڑھانے وچار کرنے کروانے۔ کئی قسم کے ہوم کرنے۔ سارے ویدوں کے الفاظ معنی اور دان دونوں کے) تعلق اور سُوَر سے باآواز بلند پڑھنے پڑھانے پورنماشی اشٹمی وغیرہ کے کرنے مندرجہ بالا طریق کے مطابق دھرم سے اولاد پیدا کرنے متذکرہ بالا برہم یگیہ دیو یگیہ۔ پتری یگیہ۔ ویشو دیو یگیہ اور اتتھی یگیہ ان پانچ بڑے یگیوں سے اگنی سٹوم وغیرہ یگیوں سے عالموں کی صحبت تعظیم۔ راست گوئی۔ دوسروں کی بھلائی۔ نیک اعمال کرنے اور پوری طرح علم صنعت وحرفت وغیرہ سیکھ کر بُرے کام ترک کرکے اچھے کام کرنے سے یہ جسم برہمن کا (جسم) بن جاتا ہے (منو ادھیا دوم شلوک ۲۸)

سوال کیا اس شلوک کو تم نہیں مانتے؟ جواب مانتے ہیں سوال پھر کیوں منی اور خون کی بنا پر ذاتوں کی تفریق مانتے ہو؟ جواب میں اکیلا نہیں مانتا۔ بلکہ بہت سے لوگ ہمیشہ سے ایسا ہی مانتے ہیں۔ سوال کیا تم متواتر قدیم سے جو رواج چلا آیا ہے۔ اُس کی بھی تردید کروگے؟ جواب نہیں بلکہ تمہاری اُلٹی سمجھ کو نہ مان کر تردید بھی کرتے ہیں سوال ہماری الٹی اور تمہاری سیدھی سمجھ ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے جواب یہی ثبوت ہے۔ کہ جو تم پانچ سات پشتوں کے رواج کو قدیمی رواج مانتے ہو۔ اور ہم وید نیز پیدائش عالم کے آغاز سے آجتک کی بات کو قدیمی مانتے ہیں۔ دیکھو جس کا باپ نیک اس کا بیٹا بُرا اور جسکا بیٹا نیک اس کا باپ خراب کہیں دونوں اچھے یا بُرے دیکھنے میں آتے ہیں اس لئے تم لوگ مغالطہ میں پڑے ہو۔ دیکھو منو مہاراج نے کیا کہا ہے۔

۵ یہ یگیوں کے نام ہیں

येनास्य पितरो याता येन याता पितामहाः । तेन यायात्सतां मार्गं तेन गच्छन्न रिष्यते ॥ मनु० (४ । १७८)

جس مارگ (راستے) اس کے باپ دادا چلے ہوں۔ اُسی مارگ (راستے) اولاد بھی چلے لیکن جو نیک باپ دادا ہوں۔ انہیں کے راستہ پر چلے اور جو باپ دادا بُرے ہوں۔ تو اُن کے راستہ پر کبھی نہ چلے۔ کیونکہ اعلےٰ نیکوکار آدمیوں کے راستہ پر چلنے سے دکھ کبھی نہیں ہوتا۔ (منو ادھیائے ۴-۱۷۸) سوال اسکو تم مانتے ہو یا نہیں؟ جواب ہاں۔ ہاں مانتے ہیں اور دیکھو جو پرمیشور کی نازل کردہ وید کی بات ہے وہی قدیمی اور جو اسکے برعکس ہے اور قدیمی کبھی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی سب لوگوں کو ماننا چاہئے یا نہیں؟ ضرور چاہیئے۔ جو ایسا نہ مانے اُس سے کہو کہ کسی کا باپ مفلس ہو اور بیٹا امیر ہو تو کیا اپنے باپ کی حالت افلاس کے گھمنڈ سے دولت کو پھینکدے۔ کیا جس کا باپ اندھا ہو۔ اس کا بیٹا بھی اپنی آنکھیں پھوڑ لے؟ جسکا باپ بد کردار ہو۔ اس کا بیٹا بھی بُرے ہی کام کرے؟ نہیں نہیں۔ بلکہ جو انسان کے اچھے کام ہوں اُن کی پیروی اور بُرے کاموں کو ترک کرنا سب کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جو شخص منی اور خون کی ملاوٹ سے ورنوں اور آشرموں کی تفریق مانے۔ اوصاف و افعال کے لحاظ سے نہ مانے تو اس سے پوچھنا چاہیئے کہ جو شخص اپنے ورن (ذات) کو چھوڑ کر نیچ کمینی قوم (میں گر گیا ہو) یا عیسائی مسلمان ہو گیا ہو۔ اسکو بھی برہمن کیوں نہیں مانتے؟ یہاں یہی کہو گے۔ کہ اُس نے برہمن کے کام چھوڑ دیئے اس لئے وہ برہمن نہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو برہمن وغیرہ نیک کام کرتے ہیں۔ وہ ہی برہمن وغیرہ ہیں۔ اور جو نیچ لوگ بھی اعلےٰ ورن (ذات) کے اوصاف افعال اور خواص والے ہوں۔ تو اُن کو بھی اعلےٰ ورن (ذات) میں اور جو اعلےٰ ورن کے ہو کر نیچ کام کریں تو ان کو نیچ ورن میں شمار کرنا چاہیئے۔ سوال

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः। ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत॥

یہ یجروید کے ۳۱ ویں ادھیائے کا گیارہواں منتر ہے اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ برہمن ایشور کے منہ۔ چھتری باز و۔ ویش رانوں اور شودر پاؤں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے جس طرح منہ بازو اور بازو وغیرہ منہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح برہمن چھتری وغیرہ اور چھتری وغیرہ برہمن نہیں ہو سکتے جواب اس منتر کے معنی جو تم نے کئے وہ درست نہیں کیونکہ یہاں پرش یعنی نراکار (غیر مجسّم) حاضر و ناظر پرمیشور کی انورتی ہے۔ یعنی پرمیشور کی طرف (ضمیر) رجوع کرتی ہے جب وہ نراکار (غیر مجسّم) ہے۔ تو اس کے منہ وغیرہ اعضاء نہیں ہو سکتے۔ جو منہ وغیرہ اعضا ہوں تو وہ پرش یعنی حاضر و ناظر نہیں۔ اور جو سب جگہ موجود نہ ہو۔ وہ قادرِ مطلق۔ دنیا کا پیدا کنندہ۔ قائم رکھنے والا اور فناہ کرنے والا۔ جانداروں کے نیک اور بد اعمال کی سزا دینے والا ہمہ دان ہے لاموت وغیرہ صفات والا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جو کامل ہمہ جا موجود پرماتما کی موجودات میں منہ کے مانند سب سے اعلیٰ اور افضل ہو۔ وہ برہمن (ہے) بازو ہی طاقت ہے۔ بازو ہی قوت ہے (از شت پتھ برہمن) زور اور قوت کا نام بازو ہے جس میں یہ طاقت زیادہ ہو۔ وہ چھتری کمر کے نچلے حصہ اور زانو کے اوپر کے حصے کا نام ران ہے۔ جو سب اشیاء اور سب ممالک میں رانوں کی طاقت سے آوے جاوے اور داخل ہو۔ وہ ویش اور جو پاؤں کی یعنی نچلے عضو کے مانند بے وقوفی کی خاصیت والا ہو۔ وہ شودر ہے۔ اور جگہ شت پتھ برہمن وغیرہ میں بھی اس منتر کے ایسے ہی معنی کرے ہیں۔ جیسے

यस्मादेते मुख्यास्तस्मान्मुखतो ह्यसृज्यन्त इत्यादि।

کیونکہ یہ افضل ہیں۔ اس لئے منہ سے پیدا ہوئے ایسی بات کہی گئی ہے (از شت پتھ برہمن) یعنی جس طرح منہ سب اعضاء میں افضل ہے۔ اسی طرح علم کامل اور اعلیٰ صفات افعال اور خواص سے آراستہ ہونے کیوجہ سے نوعِ انسان میں اعلیٰ (فرقہ) برہمن کہلاتا ہے۔ جب پرمیشور کے بے نراکار (غیر مجسّم) ہونے سے منہ وغیرہ

اعضا ہی نہیں تو منہ سے پیدا ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا بانجھ عورت وغیرہ کے لڑکے کا بیاہ ہونا اور جو منہ وغیرہ اعضار سے برہمن وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ تو علت مادی کے مانند برہمن وغیرہ کی صورت ضرور ہوتی۔ جس طرح منہ کی شکل گول سی ہے اسی طرح ان کے جسم کی ساخت بھی منہ کی صورت کے مطابق گول ہونی چاہیئے۔ چھتریوں کے اجسام بازؤوں کی شکل کے اور ویشوں کے رانوں کی مانند اور شودروں کے جسم پاؤں کے موافق ہونے چاہئیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تم سے سوال کرے کہ جو انسان منہ وغیرہ سے پیدا ہوئے تھے ان کے برہمن وغیرہ نام ہیں۔ اوروں کے نہیں۔ (تو جواب دینا) کہ جسطرح سب لوگ رحم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی ہوتے ہو۔ تم منہ وغیرہ سے پیدا نہ ہوکر برہمن وغیرہ ناموں پر نازاں ہو۔ اس لئے تمہارے معنی بے معنی ہیں۔ اور جو ہم نے معنی کئے ہیں۔ وہ ٹھیک ہیں۔ ایسا ہی اور جگہ بھی کہا ہے۔ مثلاً

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् । क्षत्रियाज्जातमेवन्तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥ मनु० (१० । ६५)

شودر کے گھر میں پیدا ہوکر برہمن۔ چھتری اور ویش کی مانند صفات۔ فعال اور خواص والا ہو۔ تو وہ شودر۔ برہمن۔ چھتری اور ویش ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص برہمن۔ چھتری اور ویش کے گھر میں پیدا ہو۔ اور اسکی صفات فعال اور خواص شودر کے مانند ہوں۔ تو وہ شودر ہو جائے۔ ایسا ہی چھتری ویش کے گھر میں پیدا ہوکر برہمن۔ برہمن اور شودر کے مانند ہونے سے برہمن یا شودر بھی ہو جاتا ہے یعنی چاروں ورنوں میں جس جس ورن کے مطابق جو مرد یا عورت ہو۔ اسی ورن میں شمار کیا جائے (منو ۱۰ - ۶۵)

धर्मचर्य्यया जघन्यो वर्णः पूर्वं २ वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ ॥१
अधर्मचर्य्यया पूर्वो वर्णो जघन्यं जघन्यं वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ ॥ २ ॥

یہ آپستمب کے سوتر ہیں۔

دھرم پر چلنے سے نیچ ورن اپنے سے اونچے ورن کو حاصل کرتا ہے۔ اور وہ اسی ورن

گنا جاوے۔ جسکے لائق ہو (۲)، اسی طرح دھرم کے خلاف چلنے سے اُونچے ورن والا آدمی
اپنے سے نیچے ورن کو حاصل کرتا ہے۔ اور اُسی ورن میں گنا جاوے۔ جس طرح ورن
کے بارے میں مرد کی حالت ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی سمجھنی چاہیئے۔ اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ اس طریق سے سب ورنوں میں صفائی کے ساتھ ان کے اپنے اپنے
اوصاف۔ افعال اور خواص ہوتے ہیں۔ یعنی برہمن کے گھر میں کوئی چھتری ویش
اور شودر کے مانند نہ رہے۔ اور چھتری ویش اور نیز شودر اقوام بھی بلا آمیزش
رہتے ہیں۔ یعنی ذاتیں خلط ملط نہ ہوں گی۔ اس سے کسی ذات کی مذمت یا ناقابلیت
ذا لوگنتا بھی نہ ہوگی۔ **سوال** اگر کسی کے ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو اور وہ دوسرے
ورن میں شامل ہو جائے۔ تو اُس کے ماں باپ کی خدمت کون کرے گا؟ اور
خاندان برباد بھی ہو جاویگا۔ اسکا کیا انتظام ہونا چاہیئے؟ **جواب** نہ کسی کی
خدمت میں فرق پڑے گا اور نہ خاندان کا خاتمہ ہوگا۔ کیونکہ ان کو اپنے لڑکے لڑکیوں
کے بدلے اپنے ورن کے قابل اولاد دو یا سبھا (انجمن تعلیمی) اور دربار شاہی کے فیصلہ
سے ملے گی اسلئے کچھ بھی بدانتظامی نہ ہوگی۔ اوصاف اور افعال کے لحاظ سے دونوں
کی یہ تفریق لڑکیوں کی سولھویں سال اور لڑکوں کی پچیسویں سال امتحان مقرر کرنی چاہیئے
اور اسی ترتیب سے یعنی برہمن کا برہمنی سے چھتری کا چھترانی سے ویش کا اسی قوم کی عورت
سے اور شودر کا شودرانی سے بیاہ ہونا چاہیئے۔ تب ہی اپنے اپنے ورنوں کے فرائض
(ادا ہونگے) اور آپس میں اتفاق سے مناسب طور پر رہیں گے۔

چار ورنوں کے فرائض

ان چاروں ورنوں کے فرائض۔ افعال اور اوصاف یہ ہیں۔
مندرجہ ذیل پندرہ خواص اور فرائض برہمن ورن کے ضرور ہونے چاہیئیں

अध्यापनमध्ययनं यजनं याजनं तथा । दानं प्रतिग्रहश्चैव
ब्राह्मणानामकल्पयत् ॥ १ ॥ मनु० (१ । ८८)
शमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिरार्जवमेव च । ज्ञानं विज्ञानमा-

स्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम् ॥ २ ॥

۱۔ پڑھنا ۲۔ پڑھانا ۳۔ یگ کرنا ۴۔ یگ کروانا ۵۔ دان دینا ۶۔ دان لینا (منو ۱۔ ۸۸) لیکن دان لینا ادنٰے کام ہے) ۷۔ شم یعنی من سے بُرے کام کی خواہش تک بھی نہ کرنی اور اسکو کبھی گناہ میں مبتلا نہ ہونے دینا ۸۔ دم یعنی کان۔ آنکھ وغیرہ حواس کو نامناسب کاموں سے روک کر دھرم میں لگانا ۹۔ تپ یعنی ہمیشہ برہمچاری اور اندریوں وغیرہ کو قابو رکھکر دھرم پر عمل کرنا ۱۰۔ شوچ (پاکیزگی) یعنی * پانی سے بیرونی اعضا، راستبازی سے دل۔ علم اور دھرم پر چلنے سے جیو آتما (روح) اور گیان سے عقل صاف ہوتی ہے (منو ۵۔ ۱۰۹) اندرونی (غیبت و نفرت وغیرہ نقصوں کو اور بیرونی میل کو دور کرکے صاف رہنا یعنی سچ جھوٹ میں تمیز کرکے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے سے انسان پاک ہوتا ہے (اس کا نام شوچ ہے) (۱۱) کھشانتی (ضبط) یعنی مذمت اور تعریف۔ رنج اور راحت۔ گرمی اور سردی بھوک پیاس۔ نفع و نقصان۔ عزت یا بے عزتی وغیرہ شادی و غمی کا خیال نہ کرکے دھرم پر قائم رہنا (۱۲) آرجو یعنی نرمی۔ انکساری۔ صاف دلی۔ سادہ مزاجی (درشتی) ٹیڑھاپن وغیرہ معیوب باتوں کا ترک کرنا (۱۳) گیان یعنی وید وغیرہ سب شاستروں کو مع انگ، اپانگ پڑھ کر پڑھانے کی طاقت۔ وویک (ضمیر) سے سچ جھوٹ میں تمیز جو چیز جیسی ہو۔ یعنی بے جان کو بے جان اور جاندار کو جاندار جاننا اور ماننا (۱۴) وگیان (علم دنیاوی) یعنی زمین سے لیکر پرمیشور تک (کل) اشیاء کی خاصیتیں جاننا۔ اور ان سے مناسب طور پر فائدہ اٹھانا (۱۵) آستکیہ (تسلیم فرائض) یعنی کبھی وید۔ ایشور مکتی (نجات)، آواگون (تناسخ)، دھرم۔ ودیا۔ ست سنگ (مہاتماؤں کی صحبت) ماں باپ۔ آچاریہ (اتالیق) اور آتتھیوں (مہمانوں) کی خدمت کو نہ چھوڑنا۔ اور کبھی مذمت نہ کرنا (مندرجہ ذیل گیارہ چھتری کے خواص اور فرائض ہیں)

* अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति मनः सत्येन शुध्यति । विद्यातपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥ मनु० (५। १०६)

प्रजानां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च । विषयेष्वप्रसक्तिश्च क्षत्रियस्य समासतः । (मनु० १।८९) शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् । दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥ २ ॥ भ० गी० (अध्याय १८ । श्लो० ४३)

(۱) انصاف سے رعایا کی حفاظت یعنی طرف داری کو چھوڑ کر نیک لوگوں کی عزت اور بدوں کو دبانا اور ہر طرح سب کی پرورش کرنا (۲) دان یعنی دِیّا اور دھرم کے رواج دینے اور مستحق لوگوں کی خدمت میں دولت وغیرہ چیزوں کا خرچ کرنا۔ (۳) اجیا یعنی اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ کرنا (۴) ادھین یعنی وید وغیرہ شاستروں کا پڑھنا اور شہوت میں غلطاں نہ ہو کر دل کو قابو میں لا کر ہمیشہ جسم اور روح کو طاقتور رکھنا (منو ادھیا ۱۰ شلوک ۸۹) (۵) شوریہ یعنی سینکڑوں ہزاروں سے بھی جنگ کرنے کی صورت میں تن تنہا ہو کر بھی نہ ڈرنا (۶) تیج یعنی ہمیشہ رعب والا ہونا یعنی عاجز نہ بنکر دلاور اور مستقل مزاج ہونا (۷) دھرتی یعنی دھیرج والا ہونا (۸) داکشیہ یعنی سلطنت اور رعایا کے متعلق کل کاموں اور سب شاستروں سے ماہر ہونا (۹) جنگ میں بھی بے خوف اور دلیر رہ کر میدان جنگ سے کبھی نہ ہٹنا نہ بھاگنا یعنی اس طرح سے لڑنا کہ جس سے یقینی فتح اور اپنا بچاؤ ہو۔ اگر بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکا دینے سے فتح ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی کرنا۔ (۱۰) دان یعنی خیرات کرنے کی عادت رکھنا (۱۱) ایشور بھاؤ یعنی تعصب سے پاک ہو کر سب کے ساتھ مناسب برتاؤ رکھنا۔ بچار کر دان دینا۔ وعدہ ایفا کرنا۔ قول نہ توڑنا۔ (بھگوت گیتا۔ ادھیا ۱۸۔ شلوک ۴۳)

۳۔ ویش کے منصب درجہ ذیل سات فرائض اور خواص ہیں۔

पशूनां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च । वणिक्पथं कुसीदं च वैश्यस्य कृषिमेव च ॥ मनु० (१।९०)

(۱) پشو رکھشا یعنی گائے وغیرہ حیوانات کی پرورش اور ترقی کرنا (۲) دان یعنی

ودیا دھرم کی ترقی کرنے کروانے کے لئے دولت وغیرہ خرچ کرنا (۳) اجیا یعنی اگنی ہوتر وغیرہ یگ کرنا (۴) ادھین یعنی وید وغیرہ شاستروں کا پڑھنا (۵) ونک پنتھ یعنی سب طرح کے بنج بیوپار کرنا۔ (۶) کسید یعنی فیصدی چار۔ چھ۔ آٹھ۔ سولہ یا بیس آنوں سے زیادہ سود اور اصل زر سے دگنا یعنے ایک روپیہ دیکر سو برس بعد بھی دو روپیہ سے زیادہ نہ لینا اور نہ دینا (۷) کرشی یعنی کھیتی کرنا (منو ا - ۹۰)

एकमेव तु शूद्रस्य प्रभुः कर्म समादिशत् । एतेषामेव वर्णानां शुश्रूषामनसूयया ॥ मनु० (१।९१)

(۴) شودر کے لئے واجب ہے کہ (وہ) مذمت۔ حسد۔ غرور وغیرہ بری باتیں چھوڑ کر مناسب طور پر برہمن۔ چھتری اور ویشوں کی خدمت کرے اور اسی سے اپنا گذارہ کرے یہی ایک شودر کا کام اور خاصہ ہے (منو ا - ۹۱) یہ مختصراً ورنوں کے خواص اور فرائض لکھے ہیں جس انسان میں جس ورن کا کام اور خواص ہوں اسے اُسی ورن میں کرنا چاہیئے۔ ایسی قید رہنے سے سب آدمی ترقی کرتے ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ ورنوں کو خوف ہوگا۔ کہ اگر ہماری اولاد میں جہالت وغیرہ عیب ہوں گے۔ تو وہ شودر ہو جائے گی۔ اور اولاد بھی ڈرتی رہے گی۔ کہ اگر مندرجہ بالا اوصاف اور علم حاصل نہ کرینگے۔ تو شودر ہونا پڑے گا۔ اور ادنےٰ ورن والوں کا اعلےٰ ورن حاصل کرنے کیلئے حوصلہ بڑھیگا۔ ودیا اور دھرم کی اشاعت کا اختیار برہمن کو دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ کامل عالم اور دھرمی ہونے سے اس کام کو بخوبی کر سکتے ہیں۔ چھتریوں کو حکومت کے اختیارات دینے سے کبھی سلطنت کو ضرر یا نقصان نہیں پہنچتا۔ چوپاؤں کی پرورش وغیرہ کا اختیار ویشوں ہی کو دینا واجب ہے کیونکہ وہ اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ شودر کو خدمت کا اختیار اس لئے ہے۔ کہ وہ بے علم۔ جاہل ہونے کے باعث علمی اور دماغی کام نہیں کر سکتا۔ لیکن جسم کے کام سب کر سکتا ہے اس طرح ورنوں کو اپنے اپنے فرائض میں لگانا بادشاہ وغیرہ مہذب لوگوں کا کام ہے۔

بیاہ کے اقسام اور تعریف

ब्राह्मो दैवस्तथैवार्षः प्राजापत्यस्तथाऽसुरः । गान्धर्वो राक्षसश्चैव पैशाचश्चाष्टमोऽधमः ॥ मनु० (६।२१)

بیاہ آٹھ قسم کا ہے (۱) براہم (۲) دیو (۳) آرش (۴) پراجاپتیہ (۵) اُسر (۶) گاندھرب (۷) راکھشس (۸) پیشاچ۔

ان بیاہوں کی یہ تعریف ہے (۱) دولہا اور دولھن دونوں کا سب طور پر برہمچریہ سے کامل عالم۔ دھرمی اور نیک چلن ہوں۔ ان کا آپس کی رضامندی سے بیاہ ہونا براہم بواہ کہلاتا ہے۔ (۲) بھاری یگیہ کرنے میں رتوج یعنی پروہت کا کام کرتے ہوئے داماد کو زیورات وغیرہ سمیت لڑکی کا دینا دیو بواہ ہے۔ (۳) دولھا سے کچھ لیکر بیاہ ہونا آرش بواہ ہے (۴) دھرم کی ترقی کو مدنظر رکھ کر دونوں کا بیاہ ہونا پراجاپتیہ بواہ ہے۔ (۵) دولھا اور دولھن کو کچھ دیکر دولھا اور دولھن کا بیاہ ہونا اُسر بواہ ہے (۶) بغیر کسی قاعدہ اور وقت (کی پابندی) کے کسی سبب سے دولھا اور دلہن کا اپنی مرضی سے آپس میں تعلق پیدا کرنا گاندھرب بواہ ہے (۷) لڑائی کر کے جبراً یعنی چھین جھپٹ کر یا فریب سے لڑکی کو حاصل کرنا راکھشس بواہ ہے یسوئی ہوئی یا نشہ سے بدمست یا پاگل عورت سے جبراً ہم بستر ہونا پیشاچ بواہ ہے۔ ان سب قسم کے بواہوں میں براہم بواہ سب سے عمدہ ہے دیو درمیانہ۔ آرش۔ آسر اور گاندھرب ادنیٰ۔ راکھشس ہیچ اور پیشاچ سب سے خراب ہے اسلئے یہی خیال رکھنا چاہیئے کہ دولھا اور دولھن کا بیاہ کے پہلے خلوت میں میل نہ ہو۔ کیونکہ جوانی میں عورت اور مرد کا تنہا جگہ میں رہنا خرابی کا باعث ہے لیکن جب دولھا یا دولھن کے بیاہ کا وقت ہو۔ یعنی جب ایک سال یا چھ ماہ برہمچریہ آشرم یا ودّیا کامل ہونے میں باقی رہیں۔ تب ان لڑکی لڑکوں کی عکسی یا (دستی) تصویر اُتروا کر لڑکوں کی لڑکیوں کی استانیوں کے پاس اور لڑکیوں کی لڑکوں کے استادوں کے پاس بھیجدیں جس جس کی شکل مل جائے معلم

ان کی زندگی کے حالات انکی پیدائش سے لیکر اسدن تک کے اُن کی سوانحعمری کی کتاب منگوا کر دیکھیں - جب دونو کی رغبتیں ۔ خیال اور اوصاف ایک سے ہوں تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھیں - اس اس مرد اور عورت کی تصویر اور حالات زندگی لڑکی اور لڑکے کو دیں اور کہیں - کہ اس میں جو تمہاری مرضی ہو - ہمیں بتا دیجو - جب ان دونو کا ارادہ آپس میں شادی کرنے کا ہو جائے تب ان دونو کا سماورتن (تحصیل علم کے بعد گھر واپس جانا) ایک ہی وقت ہو - اگر وہ دونو معلموں کے سامنے بیاہ کرنا چاہیں تو وہاں - نہیں تو لڑکی کے ماں باپ کے گھر میں بیاہ ہونا واجب ہے جب وہ روبرو ہوں - تب اُن معلموں یا لڑکی کے ماں باپ وغیرہ معزز آدمیوں کے سامنے ان دونوں کی آپس میں بات چیت - مباحثہ کرانا اور اگر کچھ راز دریافت کرنا چاہیں - وہ بھی سبھا میں لکھ کر ایکدوسرے کے ہاتھ دیکر سوال و جواب کریں جب دونو کا پختہ ارادہ بیاہ کرنے کا ہو جائے تب سے ہی ان کے کھانے پینے کا اچھا بندوبست ہونا چاہیئے کہ جس سے انکا جسم جو سابق برہمچریہ اور تحصیل علم کی تپسیا اور تکلیف سے کمزور ہو چکا ہے ہلال کی طرح بڑھتا ہوا تھوڑے ہی دنوں میں مضبوط ہو جائے بعدازاں رجسولا ہو کر جب لڑکی پاک ہو - تب ویدی اور منڈپ تیار کر کے کئی قسم کے خوشبو وغیرہ اشیاء اور گھی وغیرہ کا ہوم کریں - اور ساتھ ہی کئی ایک عالم مرد اور عورتوں کا مناسب آؤ بھگت کریں -

گربھ دھارن سنسکار پھر جسدن رتودان مناسب سمجھیں - اسی دن سنسکار بدھی کتاب میں جو طریق بیان کیا گیا ہے - اس کے مطابق سب کام سرانجام دے کر یاقی گھر میں سے پہلے خوشی خوشی سب کے سامنے شادی کی رسومات ادا کر کے خلوت میں چلے جائیں مرد ویریہ دان اور عورت ویریہ کرشن کا جو قاعدہ ہے اسکے مطابق عمل کریں جہاں تک بنے وہاں تک برہمچریہ کے ویریہ کو بے فائدہ ضائع نہ کریں - کیونکہ اس ویریہ کے اخراج سے جو اولاد کا جسم بنتا ہے - وہ بے نظیر ہوتا ہے -

جب ویریہ کا رحم میں گرنے کا وقت ہو۔ اس وقت عورت - مرد دونو بے حس و حرکت رہیں - اور آنکھ کے سامنے آنکھ اور ناک کے سامنے ناک یعنی سیدھا جسم اور نہایت ہی خوش دل رہیں - اور بے حوصلہ نہ ہوں۔ مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دے اور عورت ویریہ اکرشن کے وقت اپان وایو (نچلی ہوا) کو اوپر کھینچے - اندام نہانی کو سکیڑ ویریہ اکرشن کو رحم میں قائم کرے - بعد ازاں دونو صاف پانی سے غسل کریں۔ حمل کا علم سمجھدار عورت کو تو اسی وقت ہو جاتا ہے لیکن اس کا یقین ایک ماہ بعد رجسولا نہ ہونے سے سب کو ہو جاتا ہے۔

جماع کے بعد غسل کر کے ٹھنڈے دودھ میں جو پہلے ہی رکھا ہو۔ سونٹھ زعفران اسگندھ - چھوٹی الائچی اور ثعلب مصری ڈال کر اسے دونو جس قدر جی چاہے پی کر الگ الگ اپنے اپنے بستر پر آرام کریں - ہمیشہ ایسے موقعہ پر یہی طریق عمل میں لانا مناسب ہے - جب مہینے کے بعد رجسولا نہ ہو اور حمل کا یقین ہو جاوے تب سے ایک سال تک مرد - عورت کبھی صحبت نہ کریں - کیونکہ اس طریق سے اولاد عمدہ اور پھر دوسری اولاد بھی ویسی ہی ہوتی ہے ورنہ ویریہ کے بے فائدہ ضائع ہونے سے دونو کی عمر کم ہو جاتی ہے اور کئی اقسام کی امراض پیدا ہو جاتی ہیں لیکن آپس میں گفتگو وغیرہ محبت آمیز سلوک دونوں میں ضرور رہنا چاہیئے - مرد ویریہ کو قائم رکھے اور عورت حمل کی حفاظت کرے اور کھانا پہننا اس قسم کا کرے کہ جس سے مرد کا ویریہ خواب میں بھی زائل نہ ہو اور حمل میں لڑکے کا جسم نہایت عمدہ - خوبصورت - مضبوط - توانا اور باقوت ہو کر دسویں مہینہ میں پیدا ہو - خاصکر اسکی حفاظت چوتھے مہینہ سے اور اس سے بھی زیادہ توجہ کے ساتھ آٹھویں ماہ کے بعد کرنی چاہیئے کیونکہ کبھی حاملہ عورت دست آور - خشک - منشی اشیاء - عقل اور قوت کو برباد کرنے والی چیزوں کو استعمال نہ کرے بلکہ گھی - دودھ - عمدہ چاول - گیہوں - مونگ - آرد وغیرہ اشیاء خوردنی و نوشیدنی کا استعمال کرے) جگہ اور موقعہ کا بھی تمیز سے لحاظ رکھے۔

ۓ یہ بات بھید کی ہے - اس لئے اتنے ہی سے سب باتیں سمجھ لینی چاہئیں - زیادہ لکھنا مناسب نہیں

دوران حمل میں دو سنسکار اثنائے حمل میں دو سنسکار کرے ایک چوتھے ماہ میں پنسوَن
اور دوسرا آٹھویں ماہ سیمنتونین قاعدے کے مطابق۔

جات کرم سنسکار جب اولاد پیدا ہو۔ تب عورت اور لڑکے کے جسم کی حفاظت بہت
احتیاط سے کرے یعنی شنٹھی پاک اور سوبھاگیہ شنٹھی[1] پہلے ہی بنوا رکھے اس وقت
خوشبودار شیر گرم پانی سے عورت غسل کرے اور لڑکے کو بھی نہلا دے اس کے بعد
ناڑی چھیدن کرے (ناف کاٹے) بچہ کی ناف کی جڑھ ایک نرم سوت سے باندھے
اور چار انگل چھوڑ کر اوپر سے کاٹ ڈالے۔ اس کو اسطرح باندھنا چاہیئے۔ کہ جسم
سے خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکل سکے۔ بعد ازاں اس جگہ کو صاف کر کے اس
کے سوراخ میں خوشبودار گھی وغیرہ اشیا بھر دے اسکے بعد اولاد کے کان میں باپ
"ویدوسی" یعنی تیرا نام وید ہے سنا کر گھی اور شہد کو لیکر سونے کی سلائی سے
زبان پر لفظ "اوم" لکھ کر شہد اور گھی کو اسی سلائی سے چٹا دے بعد ازاں
بچہ اس کی ماں کو دے دلوے۔ اگر دودھ پینا چاہے تو اس کی ماں پلا دے اگر اس
کی ماں کے دودھ نہ ہو۔ تو کسی عورت کا امتحان کر کے اس کا دودھ پلاوے ازاں بعد
دوسری صاف کوٹھڑی میں یا جہاں کی ہوا صاف ہو اسمیں خوشبودار گھی کا ہوم صبح
و شام کیا کرے۔ اور اسی میں زچہ اور بچہ کو رکھے۔ بچہ چھ دن تک ماں کا دودھ پیئے
اور عورت بھی اپنے جسم کی مضبوطی کے لئے کسی قسم کی اچھی اچھی غذا کھائے اور اندام
نہانی کی تنگی کی بھی تدابیر کرے۔ چھٹے دن عورت باہر نکلے۔ اور اولاد کے دودھ پینے
کے لئے کوئی دایہ رکھے۔ اسکو کھانے پینے کے لئے اچھی اشیا دلوے۔ وہ اولاد
کو دودھ پلایا کرے اور پرورش بھی کرے لیکن اسکی ماں لڑکے پر پوری نگہبانی رکھے
کسی طرح کا نامناسب برتاؤ اس کی پرورش میں نہ ہو عورت دودھ بند کرنے کے لئے
پستان کے اگلے حصہ پر ایسا لیپ کرے جس سے دودھ بہ نہ نکلے۔ اسی طرح
کھانے پینے کا بندوبست بھی اچھی طرح کرے۔ بعد ازاں نام کرن وغیرہ سنسکار

[1] اددیات کا نام ہے۔ (مترجم)

سنسکار ودھی کے طریق کے مطابق مناسب وقت پر کرنا جاوے۔ جب عورت پھر رجسولا ہو۔ تب پاک ہونے کے بعد اسی طرح رتوُدان دیوے۔

ऋतुकालाभिगामी स्यात्स्वदारनिरतः सदा । ब्रह्मचार्य्येव भवति यत्र तत्राश्रमे वसन् ॥ मनु० (३। ५०)

جو اپنی عورت سے خوش (اور) ممنوع راتوں میں عورتوں سے الگ رہتا اور مناسب وقت پر صحبت کرتا ہے۔ وہ گرہستی بھی برہمچاری کے مانند ہے۔

सन्तुष्टो भार्य्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्या तथैव च ।
यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥ १ ॥
यदि हि स्त्री न रोचेत पुमांसन्न प्रमोदयेत् ।
अप्रमोदात्पुनः पुंसः प्रजनं न प्रवर्त्तते ॥ २ ॥
स्त्रियां तु रोचमानायां सर्वं तद्रोचते कुलम् ।
तस्यां त्वरोचमानायां सर्वमेव न रोचते ॥ ३ ॥
मनु० (३। ६०—६२)

عورتوں کے ساتھ سلوک جس خاندان میں بیوی سے خاوند اور خاوند سے بیوی اچھی طرح خوش رہتے ہیں وہ خاندان ہر قسم کی خوش قسمتی اور اقبال کا گھر ہوتا ہے جہاں فساد ہوتا ہے۔ وہاں بدنصیبی اور افلاس چھا جاتا ہے (۱) جو عورت خاوند سے محبت نہیں کرتی اور اُسے خوش نہیں رکھتی۔ خاوند کے ناخوش رہنے سے اس میں (اولاد) کی خواہش پیدا نہیں ہوتی (۲) عورت کی خوشنودی میں سارا خاندان خوش اور ناراضگی میں ناراض ہو جاتا ہے۔ (۳)

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैता पतिभिर्देवरैस्तथा ।
पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥ १ ॥
यत्र नार्यस्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः ।
यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राऽफलाः क्रियाः ॥ २ ॥

शोचयन्ति तु यत्रैता वर्द्धते तद्धि सर्वदा ॥ ३ ॥
तस्मादेताः सदा पूज्या भूषणाच्छादनाशनैः ।
भूतिकामैर्नरैर्नित्यं सत्कारेषूत्सवेषु च ॥ ४ ॥
(मनु० ३ । ५५—५७ । ५६)

باپ بھائی۔ خاوند اور دیور ان مستورات کو عزّت سے زیورات وغیرہ دے کر خوش رکھیں۔ جنکو بہت بہتری کی خواہش ہو۔ وہ ایسا کریں (۱) جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے۔ اس گھر میں علم سے آراستہ آدمی (پیدا) ہوکر دیوتا نام رکھوا کر خوشی سے کھیلتے ہیں۔ اور جس گھر میں عورتوں کی عزت نہیں ہوتی۔ وہاں سب کام رائگاں جاتے ہیں۔ (۲) جس گھر میں یا خاندان میں عورتیں غمگین ہوکر دکھ پاتی ہیں۔ وہ خاندان جلدی تباہ ہو جاتا ہے اور جس گھر یا خاندان میں مستورات آسائش سے اور بے خوف ہوکر خوش رہتی ہیں وہ خاندان ہمیشہ پھلتا پھولتا رہتا ہے (۳) اس لئے بہبودی کے خواہشمندوں کو واجب ہے کہ عزت کرنے کے قابل اور مبارک (تیوہار وغیرہ کے) موقعہ پر کپڑے زیور اور کھانے وغیرہ سے عورتوں کی ہمیشہ خاطر کرتے رہیں۔ (۴) یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ پوجا کے معنی عزت کرنا ہے۔ اور دن رات میں جب کبھی پہلی دفعہ ملیں یا علیحدہ ہوں۔ تب ہی ایکدوسرے سے محبت کے ساتھ نمستے کریں۔

सदा प्रहृष्टया भाव्यं गृहकार्येषु दक्षया। सुसंस्कृतोपस्करया व्यये चामुक्तहस्तया ॥

عورت کے فرائض

عورت کو مناسب ہے کہ بڑی خوشی اور ہوشیاری سے گھر کے کاموں میں لگی رہے۔ سب چیزوں کو قرینہ سے رکھے گھر کی صفائی اور خرچ میں حد سے زیادہ دریا دل نہ ہو۔ یعنی مناسب طور پر خرچ کرے۔ سب چیزیں پاک رکھے اور رسوئی اسطرح بنائے۔ جو دوا کے طور پر جسم یا روح میں مرض داخل

نہ ہونے دے۔ جو جو خرچ ہو۔ اس کا حساب مناسب طریق پر رکھ کر خاوند وغیرہ کو سنا دیا کرے۔ گھر کے نوکروں چاکروں سے مناسب طور پر کام لے۔ اور گھر کے کسی کام کو بگڑنے نہ دے۔

स्त्रियो रत्नान्यथो विद्या सत्यं शौचं सुभाषितम् । विविधानि च शिल्पानि समादेयानि सर्वतः ॥

ہر جگہ سے لینے کے قابل چیزیں

اچھی عورت قسم قسم کے جواہرات۔ علم۔ سچائی۔ پاکیزگی۔ خوشگوئی اور کئی طرح کے ہنر و فن یعنی کاریگری سب ملکوں اور سب اشخاص سے حاصل کرے۔

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयान्न ब्रूयात् सत्यमप्रियम् ।
प्रियं च नानृतं ब्रूयादेष धर्मः सनातनः ॥ १ ॥
भद्रं भद्रमिति ब्रूयाद्भद्रमित्येव वा वदेत् ।
शुष्कवैरं विवादं च न कुर्यात्केनचित्सह ॥ २ ॥

मनु० (४ । १३८ । १३९)

شیریں کلامی سے سچ بولے

ہمیشہ شیریں۔ سچ۔ دوسرے کی خیر خواہی (کو مد نظر رکھکر) بولے ناگوار سچ (نہ بولے) یعنی کانے کو کانا نہ کہے دوسرے کو خوش کرنے کیلئے جھوٹ نہ بولے (۱) ہمیشہ عمدہ یعنی سب کے مفید بات کہا کرے کسی کے ساتھ بلا قصور مخالفت یا جھگڑا نہ کرے (۲) جس بات سے دوسرے کو فائدہ پہنچ سکے خواہ وہ شخص اُسے بُرا بھی مانے پھر بھی بغیر کہے نہ رہے۔

पुरुषा बहवो राजन् सततं प्रियवादिनः ।
अप्रियस्य तु पथ्यस्य वक्ता श्रोता च दुर्लभः ॥

उद्योगपर्व—विदुरनीति

اے دھرت راشٹر۔ اس دنیا میں دوسرے کو ہمیشہ خوش کرنے کیلئے میٹھا بولنے والے خوشامدی آدمی بہت ہیں۔ لیکن جو کلام سننے میں کڑوا معلوم ہو اور اصل میں اپنے بھلے کی بات ہو۔ اسکے کہنے اور سننے والا آدمی کم ملتا ہے کیونکہ اچھے آدمیوں

کا طریق منہ پر دوسرے کا عیب بیان کرنا اور اپنا عیب سننا پیٹھ پیچھے دوسرے کی ہمیشہ تعریف کرنا۔ اور بدوں کا یہ طریق ہے کہ روبرو تعریف کرنی اور پیچھے عیب جوئی کرنی۔ جب تک انسان غیر سے اپنے عیب نہیں کہتا تب تک عیوب سے آزاد ہو کر نیک اوصاف والا نہیں ہو سکتا۔ کبھی کسی کی مذمت نہ کرے مثلاً ہنروں کو عیب اور عیبوں کو ہنر تصور کرنا مذمت ہے۔ اور ہنروں کو ہنر اور عیبوں کو عیب کہنا یہ تعریف کہلاتی ہے یعنی دروغگوئی کا نام مذمت اور راست گوئی کا نام تعریف ہے۔

बुद्धिवृद्धिकराण्याशु धन्यानि च हितानि च ।
नित्यं शास्त्राण्यवेक्षेत निगमांश्चैव वैदिकान् ॥ १ ॥
यथा यथा हि पुरुषः शास्त्रं समधिगच्छति ।
तथा तथा विजानाति विज्ञानं चास्य रोचते ॥ २ ।

سوادھیائے کے فوائد — جو جلدی عقل۔ دولت اور بہبودی کی ترقی کرنیوالے شاستر اور وید ہیں ان کو ہمیشہ سنیں اور سنائیں۔ جو کچھ برہمچریہ آشرم میں پڑھا ہو۔ اس کو مرد عورت ہمیشہ بچارا اور پڑھا کریں (۱)، کیونکہ جسقدر آدمی شاستر کو بخوبی جانتا ہے اسی قدر اسکو علم میں مہارت بڑھتی اور شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

ऋषियज्ञं देवयज्ञं भूतयज्ञं च सर्वदा ।
नृयज्ञं पितृयज्ञं च यथाशक्ति न हापयेत् ॥ १ ॥ मनु० (४ । २१)
अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञस्तु तर्प्पणम् ।
होमो दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम् ॥ २ ॥ मनु० (३ । ७०)

स्वाध्यायेनार्चयेदृषीन् होमैर्देवान् यथाविधि ।
पितृन् श्राद्धैश्च नृनन्नैर्भूतानि बलिकर्मणा ॥ ३ ॥ मनु० (३ । ८१

برہم یگیہ دیو یگیہ اور سندھیا اپاسنا ہون — دو یگیہ برہمچریہ کے (باب ۲) میں لکھ آئے ہیں یعنی ایک وید وغیرہ شاستروں کا پڑھنا پڑھانا۔ سندھیا اپاسنا یوگ کا بھیاس۔ دوسرا

دیویگیہ عالموں کی صحبت - خدمت - پاکیزگی - اوصاف حسنہ حاصل کرنا - خیرات کرنا - علم میں ترقی کرنا - یہ دونوں یگیہ صبح و شام کیئے جاتے ہیں -

सायं सायंगृहपतिर्नो अग्निः प्रातः प्रातः सौमनसस्य दाता ॥१॥
प्रातः प्रातर्गृहपतिर्नो अग्निः सायं सायं सौमनसस्य दाता ॥२॥
अ० कां० १६। अनु० ७। मं० ३। ४॥

तस्मादहोरात्रस्य संयोगे ब्राह्मणः सन्ध्यामुपासीत् ।
उद्यन्तमस्तं यान्तमादित्यमभिध्यायन् ॥ ३ ॥
ब्राह्मणे (षड्विंशब्राह्मणे प्र० ४। खं० ५)

न तिष्ठति तु यः पूर्वां नोपास्ते यस्तु पश्चिमाम् ।
स शूद्रवद्बहिष्कार्यः सर्वस्माद् द्विजकर्मणः ॥ ४ ॥
मनु० (२। १०३)

جو ہوم شام کے وقت ہوتا ہے - اور جس میں عمدہ اشیا کی آہوتی ڈالی جاتی ہے - وہ صبح تک ہوا کی صفائی کے ذریعہ فائدہ رساں ہوتا ہے (۱) صبح کے وقت جو ہوم آگ میں کیا جاتا ہے اور جس میں (عمدہ) اشیا کی آہوتی ڈالی جاتی ہے - وہ شام تک ہوا کی صفائی کے ذریعہ طاقت عقل اور صحت دیتا ہے - (۲) اس لیئے دن رات کے ملنے پر یعنی سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر ضرور کرنا چاہیئے - (۳) اور جو شخص دونوں کام صبح شام نہ کرے - اس کو اچھے آدمی سب دوجوں کے حلقہ سے باہر نکال دیں یعنی اُسے شودر کے مانند سمجھیں (۴) سوال - ترکال سندھیا (تین وقت کی سندھیا) کیوں نہیں کرنی چاہیئے؟ جواب - تین وقت رات اور دن کا میل نہیں ہوتا - روشنی اور اندھیرے کا ملاپ بھی صبح شام دو ہی وقت ہوتا ہے جو اس کو نہ مان کر دوپہر کے وقت تیسری سندھیا مانے - وہ آدھی رات کو بھی سندھیا اپاسنا کیوں نہ کرے؟ جو آدھی رات کو بھی کرنا چاہے تو پھر پہر پہر گھڑی - گھڑی پل پل اور لمحہ لمحہ کا بھی ملاپ ہوتا ہے - ان میں بھی سندھیا اپاسنا کیا کرے

کرے۔ جو ایسا بھی کرنا چاہے۔ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کسی شاستر کے دوپہر کے وقت سندھیا کرنے کے بارے میں سند بھی نہیں۔ اس لیئے دونوں وقت سندھیا اور اگنی ہوتر کرنا واجب ہے۔ تیسرے وقت نہیں اور جو تین زمانے ہیں وہ ماضی حال مستقبل کی تفریق سے ہیں۔ سندھیا اوپاسنا کے لحاظ سے نہیں۔

تیسرا پتری یگیہ یعنی جس میں دیو یگیہ شامل ہے۔ اور جس میں پڑھنے پڑھانے والے بزرگ عالم۔ رشی۔ ماں باپ وغیرہ بوڑھے گیانی اور یوگیوں کی خدمت کرنی ہوتی ہے پتری یگیہ دو قسم کا ہے۔ ایک شرادھ۔ دوسرا ترپن۔ شردھا یعنی شرت راستی کا نام۔

شرادھ ترپن جس کام سے راستی اختیار کی جاوے اس کو شردھا (یقین) اور جو شردھا سے کام کیا جاوے۔ اس کا نام شرادھ ہے۔ اور جس کام سے زندہ ماں باپ وغیرہ بزرگ (سیر) خوش ہوں اور خوش کیئے جائیں۔ اس کا نام ترپن ہے لیکن یہ زندوں کے لیئے ہے۔ مردوں کے لیئے نہیں۔

ओं ब्रह्मादयो देवास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवपत्न्यस्तृप्यन्ताम् ब्रह्मादिदेवसुतास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवगणास्तृप्यन्ताम् ॥

इति देवतर्पणम् ।

अथ पितृतर्पणम् ।

عالم شخص ہی دیوتا ہیں۔ یہ شت پتھ برہمن کا قول ہے جو عالم ہیں۔ معہ انگ اپانگ چاروں ویدوں کے جاننے والے ہیں۔ انکا نام برہما اور جو ان سے کم ہوں۔ اُن کا نام دیو یعنی عالم ہے۔ ان کے مانند ان کی عالم عورتیں۔ برہمنی اور دیوی ہیں اور ان کے مانند لڑکے اور شاگرد۔ نیز ان کے ملازم۔ ان کی خدمت کرنے کا نام ہی شرادھ اور ترپن ہے۔

ओं मरीच्यादय ऋषयस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिपत्न्यस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिसुतास्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिगणास्तृप्यन्ताम् ॥ इति ऋषितर्पणम् अथ पितृतर्पणम् ।

جو برہما کے پڑپوتا مریچی کے مانند فاضل ہو کر پڑھاویں اور جو ان کے برابر علم سے آراستہ اُن کی عورتوں۔ لڑکیوں کو علم پڑھاویں۔ ان کے مانند لڑکے اور شاگرد نیز ان کے ملازم

ہوں۔ انکی خدمت اور عزت کرنا رشی تزپن ہے۔

ओं सोमसदः पितरस्तृप्यन्ताम् । अग्निष्वात्ताः पितरस्तृप्यन्ताम् । बर्हिषदः पितरस्तृप्यन्ताम् । सोमपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । हविर्भुजः पितरस्तृप्यन्ताम् । आज्यपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । (सुकालिनः पितरस्तृप्यन्ताम्) यमादिभ्यो नमः यमादींस्तर्पयामि । पित्रे स्वधा नमः पितरं तर्पयामि । पितामहाय स्वधा नमः पितामहं तर्पयामि । (प्रपितामहाय स्वधा नमः प्रपितामहं तर्पयामि) मात्रे स्वधा नमो मातरं तर्प्पयामि । पितामह्यै स्वधा नमः पितामहीं तर्प्पयामि । (प्रपितामह्यै स्वधा नमः प्रपितामहीं तर्प्पयामि) स्वपत्न्यै स्वधा नमः स्वपत्नीं तर्प्पयामि । सम्बन्धिभ्यः स्वधा नमः सम्बन्धिनस्तर्प्पयामि । सगोत्रेभ्यः स्वधा नमः सगोत्रांस्तर्प्पयामि ॥

इति पितृतर्प्पणम् ।

جو علم الہی اور علم طبعی میں ماہر ہوں وہ "سوم سد" ہیں جو اگنی یعنی بجلی وغیرہ اشیاء کے جاننے والے ہوں۔ وہ "اگنی شواتا" ہیں۔ جو اعلیٰ علم کی ترقی دینے کے کاموں میں مصروف ہوں۔ وہ "برھی شد" جو اقبال کے محافظ اور اعلیٰ درجہ کی ادویات کے عرق نوش کر کے امراض سے بری اور دوسروں کی بہبودی کے نگہبان۔ ادویات کو دیکر امراض کے دور کرنے والے ہوں۔ وہ "سوم پا" ہیں۔ جو منشی اور ایذا رساں مضر اشیاء کو چھوڑ کر اور اشیاء کھاتے ہوں۔ وہ "ہوربھج" ہیں۔ جو جاننے کے قابل چیزوں کے محافظ اور گھی دودھ وغیرہ کھانے والے ہوں۔ وہ "آجیہ پا" جن کا وقت دھرم کرتے ہیں خوشی سے گذرے وہ "سکالن" ہیں۔ جو بدکرداروں کو سزا اور نیکوکاروں کی پرورش کرنے والے انصاف پسند ہوں۔ وہ "یم" ہیں۔ جو اولاد کی خوراک پیدا کرتے اور پیار سے ان کی محافظت کرتے ہیں۔ وہ

پتا ہیں۔ جو پتا کا پتا ہو وہ "پتامہ" اور جو پتامہ کا پتا ہو وہ "پرپتامہ" ہے۔
جو خوراک اور پیار سے اولاد کی قدر کرے۔ وہ ماتا ہے۔ جو پتا کی ماتا ہو۔ وہ
پتامہی اور پتامہی کی ماتا پرپتامہی ہے ۔
اپنی زوجہ یا ہمشیرہ سے رشتہ رکھنے والوں ایک گوتر کے یا نیک اور
بزرگ آدمیوں کو نہایت انکساری کے ساتھ عمدہ عمدہ کھانا۔ کپڑے۔ اچھی سواری
وغیرہ دے کر بخوبی سیر کرنا یعنی جس طریق سے اُن کی روح امن میں اور جسم تندرست
رہے اس طرح ان کی دل سے خدمت کرنی یہ شرادھ اور ترپن کہلاتا ہے۔

وشودیویگیہ | چوتھا وشودیو یعنی جب کھانا تیار ہو تب جو کچھ کھانے کے لئے بنے اس
میں سے ترش اور نمکین اشیا اور کھاری چیز چھوڑ کر گھی والی اور میٹھی اشیا لیکر
چولھے سے آگ الگ نکال کر مندرجہ ذیل منتروں سے آہوتی دے اور حصہ رکھے

वैश्वदेवस्य सिद्धस्य गृह्येऽग्नौ विधिपूर्वकम् । اس میں منو کا پرمان ہے
आभ्यः कुर्य्याद्देवताभ्यो ब्राह्मणो होममन्वहम् ॥ म० (३।८४)

جو کچھ رسوئی کھانے کے واسطے تیار ہو۔ اس کا اوصاف ربانی حاصل کرنے کے لئے
باورچی خانہ کی آگ میں مندرجہ ذیل منتروں سے قاعدہ کے مطابق ہوم کرے۔
(ہوم کے منتر یہ ہیں)

होम करने के मन्त्र

ओं अग्नये स्वाहा । सोमाय स्वाहा । अग्नीषोमाभ्यां स्वाहा ।
विश्वेभ्यो देवेभ्यः स्वाहा । धन्वन्तरये स्वाहा । कुह्वै स्वाहा
अनुमत्यै स्वाहा । प्रजापतये स्वाहा । सह द्यावापृथिवीभ्यां
स्वाहा । स्विष्टकृते स्वाहा ।

ہر ایک منتر سے ایک ایک بار آہوتی جلتی ہوئی آگ میں دے۔ بعد ازاں تھالی
میں یا زمین پر پتا رکھ کر مشرق سے شروع کر کے سب اطراف میں ترتیب وار ان
منتروں سے حصے۔

ओं सानुगायेन्द्राय नमः। सानुगाय यमाय नमः सानुगाय वरुणाय नमः। सानुगाय सोमाय नमः। मरुद्भ्यो नमः। अद्भ्यो नमः। वनस्पतिभ्यो नमः। श्रियै नमः। भद्रकाल्यै नमः। ब्रह्मपतये नमः। वास्तुपतये नमः। विश्वेभ्यो देवेभ्यो नमः। दिवाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः। नक्तञ्चारिभ्यो भूतेभ्यो नमः। सर्वात्मभूतये नमः॥

اِن حصوں کو اگر کوئی اتتھی (مہمان) ہو تو اس کو کھلا دیوے۔ یا آگ میں ڈال دیوے اسکے بعد نمکین کھانا یعنی دال۔ بھات۔ ساگ۔ روٹی وغیرہ لے کر چھ حصے زمین پر دھرے۔ اس کی سند یہ ہے

शुनां च पतितानां च श्वपचां पापरोगिणाम्।
वायसानां कृमीणां च शनकैर्निर्वपेद्भुवि॥ मनु० (३। ९२)

اس طرح شوبھیو نمہ۔ پتیبھیہ۔ بھیو نمہ۔ شوپچبھیو نمہ۔ پاپ روگبھیو نمہ۔ وائسیبھیو نمہ۔ کرمبھیو نمہ دھر کر پیچھے کسی مصیبت زدہ بھوکے انسان یا کتے۔ کوے وغیرہ کو دے دے یہاں لفظ "نمہ" کے معنی خوراک دینا۔ یعنی کتے۔ گنہگار۔ چنڈال۔ گناہ کے سبب امراض میں مبتلا۔ کوے اور کیڑے اور چیونٹی وغیرہ کو خوراک دینی ہے۔ یہ منوسمرتی وغیرہ کا طریق ہے۔ ہون کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ رسوئی خانہ کی ہوا صاف ہو جائے اور جو بے خبری سے بے دیکھے جانوروں کا خون ہوتا ہے۔ اس کا کفارہ ہو جائے۔

اتتھی یگیہ پانچواں۔ اتتھی کی خدمت۔ اتتھی اس کو کہتے ہیں۔ جس کی کوئی تتھی (تاریخ) مقرر نہ ہو۔ یعنی اچانک دھر ماتما۔ سچا ہادی۔ سب کی بھلائی کے لئے ہر جگہ گھومنے والا۔ فاضل۔ کامل۔ بڑا یوگی۔ سنیاسی۔ (تارک الدنیا) گرہستی کے یہاں آوے۔ اس کو پہلے پاؤں دھونے کے لئے۔ پوجا کے لئے اور کلی کرنے کے لئے تین طرح کا پانی دے۔ پھر آسن پر تعظیم سے بٹھائے۔ اور کھانا پینا وغیرہ اعلےٰ اعلےٰ چیزوں سے خدمت کر کے اسے خوش کرے۔ بعد ازاں اس کے ست

سنگ سے علم دین (وِدیا) وغیرہ جس سے دھرم (نیکی)، ارتھ (دولت) کام (خواہشات کی سیری)، موکش (نجات) حاصل ہو۔ ایسے نصائح کو سنے۔ اپنا چال چلن بھی اُن کی ہدایت کے موافق رکھے۔ مناسب وقت پر گرہستی اور راجہ وغیرہ بھی انہیں کی طرح قابل تعظیم ہیں۔ لیکن

पाषण्डिनो विकर्मस्थान् वैडालवृत्तिकान् शठान् ।
हेतुकान् बकवृत्तींश्च वाङ्मात्रेणापि नार्चयेत ॥ मनु० (४।३०

ویدوں کی برائی کرنے والے۔ وید کے حکم کے خلاف کام کرنے والے (پاکھنڈی ہیں) وروغگوئی وغیرہ عیبوں سے آلودہ (کی مثال ایسی ہے) جیسے بلا کہ چھپ کر اور بےحس و حرکت ہوکر تاک میں رہتا ہے۔ اور (موقع ملنے پر) جھپٹ کر چوہے وغیرہ جانداروں کو مارتا اور اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اس قسم کے آدمیوں کا نام ونڈال برتک (بلے کی خصلت والا) ہے۔ ایسے آدمیوں اور ضدی۔ بدتمیز۔ مغرور۔ آپ جانیں نہیں اوروں کا کہا مانیں نہیں۔ حجتی۔ بے فائدہ بکنے والوں کی تعظیم زبان سے بھی نہیں کرنی چاہیئے جیسا کہ آجکل کے ویدانتی بکتے ہیں کہ ہم برہم (ایشور۔ ہیں) اور جگت متھیا ہے (دنیا جھوٹی ہے) وید وغیرہ شاستر اور ایشور بھی فرضی ہے۔ اس طرح کے گپوڑے ہانکنے والوں کی مثال اُس بگلے کی سی ہے۔ جو ایک پاؤں اٹھا کر ایشور کی یاد کرنیوالے کے مانند ہوکر جھپٹ مچھلی کی جان لے کر اپنا مطلب پورا کرتا ہے۔ اُسی طرح کے آجکل کے بیراگی وغیرہ۔ ضدی۔ بدتمیز اور وید کے مخالف ہیں (ایسے لوگوں کی تعظیم نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) ان کی عزت کرنے سے یہ ترقی پاکر جہان میں گناہ پھیلاتے ہیں۔ آپ تو تنزل والے کام کرتے ہی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی مریدوں کو بھی جہالت عظیم کے بحر میں غرق کر دیتے ہیں ۞

پنچ مہایگیوں کا پھل ان پانچ مہایگیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ برہم یگیہ کے کرنے سے علم تربیت۔ دھرم۔ شائستگی وغیرہ اوصاف حمیدہ کی ترقی ہو۔ اگنی ہوتر سے ہوا۔ بارش۔ پانی کی صفائی ہوکر بارش کے ذریعہ دنیا کو فیض پہنچے۔ یعنی صاف ہوا میں سانس لینے

چھوٹے کھانے پینے سے تندرستی عقل۔ طاقت۔ قوت۔ ترقی پاکر دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کی انند اقائم ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو دیویگیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ہوا وغیرہ اشیاء کو صاف کر دیتا ہے۔

پتری یگیہ سے جب ماں باپ اور گیانی مہاتماؤں کی خدمت کریگا۔ تب اسکا گیان بڑھے گا۔ اس سے سچ۔ جھوٹ کی تمیز کرکے سچائی کو اختیار اور جھوٹ کو ترک کرکے آرام میں رہے گا۔ علاوہ ازیں شکرگذاری یعنی جیسی خدمت ماں باپ اور گورو (مرشد) نے اولاد اور شاگردوں کی کی ہے۔ ویسی ہی اُن کی خدمت کرنا مناسب ہی ہے۔ ویشودیو کی قربانی کا بھی ثمرہ جو پہلے بیان کر آئے ہیں وہی ہے۔ جب تک اعلیٰ اتھتی دنیا میں نہیں ہوتے۔ تب تک ترقی بھی نہیں ہوتی۔ ان کے سب ممالک میں گھومنے اور نیک ہدایت کرنے سے مکروفریب کی ترقی نہیں ہوتی۔ اور ہر جگہ گرہستیوں کو آسانی سے علم حقیقی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور سب انسانوں میں ایک ہی دھرم قائم رہتا ہے۔ بغیر اتھتیوں کے شکوک رفع نہیں ہوتے۔ اور شکوک رفع ہوئے بغیر پختہ یقین بھی نہیں ہوتا۔ یقین کے بنا سکھ (راحت) کہاں؟

ब्राह्मे मुहूर्त्ते बुध्येत धर्मार्थौ चानुचिन्तयेत् ।
कायक्लेशांश्च तन्मूलान् वेदतत्त्वार्थमेव च ॥ मनु० (४।९२)

متفرق ہدایات رات کے چوتھے پہر یا ۴ گھڑی رات رہنے اٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہو۔ دھرم اور ارتھ (نیکی اور دولت کے حصول کی تدابیر) جسمانی بیماریوں کا تدارک اور پرمیشور کا دھیان کرے۔ کبھی ادھرم بُرا کام نہ کرے کیونکہ

नाधर्मश्चरितो लोके सद्यः फलति गौरिव ।
शनैरावर्त्तमानस्तु कर्त्तुर्मूलानि कृन्तति ॥
मनु० (४। १७२)

کیونکہ کیا ہوا ادھرم) بُرا کام نتیجہ ظاہر کئے بغیر کبھی نہیں رہتا۔ لیکن جس وقت گناہ کرتا ہے۔ اُسی وقت نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی لئے بیوقوف لوگ گناہ سے نہیں ڈرتے۔ تاہم یقین جانو کہ وہ گناہ آلودہ کام آہستہ آہستہ تمہارے آرام کی جڑ کاٹتا

چلا جاتا ہے۔ اس ترتیب سے

अधर्मेणैधते तावत्ततो भद्राणि पश्यति ।
ततः सपत्नाञ्जयति समूलस्तु विनश्यति ॥ मनु० (४ । १७४)

جب گنہگار آدمی دھرم کی حد سے اس طرح باہر ہو۔ جیسا پانی تالاب کے کناروں کو توڑکر چاروں طرف پھیل جاتا ہے (نمبر ۵) جھوٹ بولنا۔ فریب دد ہوکا دینا۔ حفاظت کرنے والے ویدوں کی تردید کرنا اور دوسرے کا اعتبار جما کر اُسے دھوکے میں لانا (اور) ایسے ہی کاموں سے بیگانے مال کو لوٹتا ہے۔ اور پہلے تو خوب ترقی کرتا ہے۔ پھر دولت و ثروت وغیرہ سے کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ زیورات۔ سواری۔ مکان عزت و حرمت حاصل کرتا ہے۔ بے انصافی سے دشمنوں پر غالب آتا ہے۔ آخر کار جس طرح جڑ سے کاٹا ہوا درخت برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی جلد تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

सत्यधर्मार्यवृत्तेषु शौचे चैवारमेत्सदा ।
शिष्यांश्च शिष्याद्धर्मेण वाग्बाहूदरसंयतः ॥ मनु० (४ । १७५)

عالم آدمی ویدوں میں کہے ہوئے سچے دھرم یعنی غیر متعصب ہو کر سچائی کے اختیار اور جھوٹ کے ترک کرنے سے نیارروپ وید کے دھرم وغیرہ پر چلنے آریہ یعنی دھرم پر چلنے والے لوگوں کے طریق کی پیروی کرے۔ پاکیزہ رہے۔ زبان۔ بازو اور پیٹ کو بس میں رکھکر دھرم سے شاگردوں کو ہدایت کیا کرے۔

ऋत्विक्पुरोहिताचार्यैर्मातुलातिथिसंश्रितैः ।
बालवृद्धातुरैर्वैद्यैर्ज्ञातिसम्बन्धिबान्धवैः ॥ १ ॥
मातापितृभ्यां यामीभिर्भ्रात्रा पुत्रेण भार्यया ।
दुहित्रा दासवर्गेण विवादं न समाचरेत् ॥ २ ॥
मनु० (४ । १७९ । १८०)

(رتوک) یگیہ کرنے والا (پروہت) سدا نیک چال چلن کی ہدایت دینے والا (آچاریہ)

لہ کیونکہ انسان کبھی دنیوی پیٹ کے واسطے پاپ کرتا ہے (مترجم)

علم پڑھانے والا (مانل) ماموں (ماتُل) اتتھی، جس کے آنے جانے کی کوئی پختہ تاریخ مقررہ ہو۔ (سنشرت) جو اپنے سہارے (بال)، بچے (برودھ) بوڑھے (آتُر) مصیبت زدہ (ویدیہ) ویدک یا علم طبابت کا جاننے والا (گیانی) اپنے گوتر کا یا اپنے ورن یعنی ذات کا (سمبندھی) سُسرا وغیرہ (باندھو) دوست (ماتا)، ماں (پِتا) باپ (یامی)، بہن (بھرتا) بھائی (بھاریا) زوجہ (دوہتا) دختر اور خدمتگار لوگوں سے لڑائی جھگڑا اور مخالفت کبھی نہ کرے۔

अतपास्त्वनधीयानः प्रतिग्रहरुचिर्द्विजः ।
अम्भस्यश्मप्लवेनैव सह तेनैव मज्जति ॥ मनु० (४।१९०)

ایک برہمچریہ راست گوئی وغیرہ تپسیا سے محروم۔ دوسرا ناخواندہ۔ تیسرا اوروں سے بہت خیرات لینے والا یہ تینوں پتھر کی ناؤ سے سمندر میں تیرنے کے مانند اپنے بُرے اعمال کے ساتھ ہی دکھ کے سمندر میں غرق ہوتے ہیں۔ وہ تو ڈوبتے ہی ہیں لیکن بخشش کنندہ کو بھی ساتھ لے ڈوبتے ہیں۔

त्रिष्वप्येतेषु दत्तं हि विधिनाप्यर्जितं धनम् ।
दातुर्भवत्यनर्थाय परत्रादातुरेव च ॥ मनु० (४।१९३)

جو دھرم سے حاصل شدہ دولت تینوں (مذکورہ بالا شخصوں کو بخشش دیتا ہے وہ بخشش کرنے والے کو اسی جنم اور لینے والے کو دوسرے جنم میں تباہ کرتا ہے۔ اگر وہ ایسے ہوں تو نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

यथा प्लवेनोपलेन निमज्जत्युदके तरन् ।
तथा निमज्जतोऽधस्तादज्ञौ दातृप्रतीच्छकौ ॥
मनु० (४।१९४)

جس طرح پتھر کی ناؤ میں بیٹھکر پانی میں تیرنے والا ڈوب جاتا ہے۔ اسی طرح جاہل بخشش کنندہ اور لینے والا دونوں گرفتار بلا ہوجاتے ہیں۔ یعنی تکلیف پاتے ہیں۔

مکاروں کی خاصیتیں

धर्मध्वजी सदालुब्धश्छाद्मिको लोकदम्भकः ।
बैडालव्रतिको ज्ञेया हिंस्रः सर्वाभिसन्धक ॥ १
अधोदृष्टिर्नैष्कृतिकः स्वार्थसाधनतत्परः ।
शठो मिथ्याविनीतश्च बकव्रतचरो द्विजः ॥२॥
मनु० [४ । १९५ । १९६

جو دھرم کا کوئی کام نہ کرے لیکن دھرم کے نام سے لوگوں کو ٹھگے۔ ہمیشہ لالچی۔ فریبی دنیا دار آدمی کے سامنے اپنی تعریف میں گپوڑے مارا کرے۔ جانداروں کو مارے دوسروں سے کینہ رکھے۔ سب قسم کے اچھے اور برے لوگوں سے بھی میل ملاپ رکھے ایسے شخص کو گربہ مسکین کی خصلت والا یعنی بلے کے مانند کمینہ اور شریر سمجھو۔ اپنی بڑائی کے لئے نیچے نگاہ رکھے۔ کسی نے اس کا ذرہ بھر قصور کیا ہو۔ تو اس کا انتقام جان تک لینے کو تیار رہے خواہ فریب۔ دھوکا ہی گناہ کیوں نہ ہو۔ اپنے مطلب میں ہوشیار رہے۔ خواہ اپنی بات جھوٹی ہی کیوں نہ ہو لیکن ضد سے باز نہ آئے۔ جھوٹ موٹ اوپر سے خوش اطواری۔ قناعت۔ اور نیک چلنی دکھلاوے۔ اس کو بگلے کی طرح کمینہ سمجھو۔ یعنی بگلا بھگت جانو۔ ایسی باتیں جن میں پائی جاویں۔ وہ مکار ہیں۔ ان پر اعتبار یا ان کی خدمت کبھی نہ کریں۔

धर्मं शनैः सञ्चिनुयाद् वल्मीकमिव पुत्तिकाः ।
परलोकसहायार्थं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥ १ ॥
नामुत्र हि साहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः ।
न पुत्रदारं न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः ॥ २ ॥
एकः प्रजायते जन्तुरेक एव प्रलीयते ।
एकोऽनुभुंक्ते सुकृतमेक एव च दुष्कृतम् ॥ ३ ॥
मनु० [४ । २३८ । २४०]

एकः पापानि कुरुते फलं भुङ्क्ते महाजनः ।
भोक्तारो विप्रमुच्यन्ते कर्त्ता दोषेण लिप्यते ॥ ४ ॥
[महाभारते उद्योगप० प्रजागरप० ॥ अ० ३२]

मृतं शरीरमुत्सृज्य काष्ठलोष्ठसमं क्षितौ ।
विमुखा बान्धवा यान्ति धर्मस्तमनुगच्छति ॥५॥
मनु० [४ । २४१]

دھرم کی مہما عورت اور مرد کو چاہیئے کہ جس طرح دیمک بآہستگی اپنے گھر کا انبار بنا لیتی ہے۔ اُسی طرح کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچا کر عاقبت یعنی اگلے جنم کی آسائش کے لئے آہستہ آہستہ دھرم کو اکٹھا کرے (۱) کیونکہ عاقبت میں نہ تو ماں باپ مدد کر سکتے ہیں نہ بیٹے۔ نہ عورت اور رشتہ دار۔ لیکن ایک دھرم ہی مددگا ہوتا ہے۔ (۲) دیکھیئے اکیلا ہی انسان پیدا ہوتا اور مرتا ہے۔ اکیلا ہی دھرم کا اجر یعنی سکھ پاتا ہے۔ اور اکیلا ہی ادھرم کا عذاب یعنی دکھ بھوگتا ہے۔ (۳) یہ بھی سمجھ لو کہ کنبے میں ایک شخص گناہ کر کے چیز لاتا ہے۔ اور سارا کنبہ اُسے استعمال کرتا ہے۔ بھوگنے والے قصوروار نہیں ہوتے۔ بلکہ گناہ کا مرتکب وہی ہوتا ہے (۴) جب کسی کا کوئی رشتہ دار مر جاتا ہے۔ اس کو مٹی کے ڈھیلے کی طرح زمین پر چھوڑ کر لواحقین منہ پھیر چلے جاتے ہیں کوئی اس کے ساتھ جانے والا نہیں ہوتا۔ لیکن ایک دھرم ہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔ (۵)

तस्माद्धर्मं सहायार्थं नित्यं सञ्चिनुयाच्छनैः ।
धर्मेण हि सहायेन तमस्तरति दुस्तरम् ॥ १ ॥
धर्मप्रधानं पुरुषं तपसा हतकिल्बिषम् ।
परलोकं नयत्याशु भास्वन्तं स्वशरीरिणम् ॥
मनु० [४ । २४२ । २४३]

اسی سبب سے عاقبت یعنی اگلے جنم میں سکھ اور مدد کے لئے ہمیشہ دھرم ہی کو آہستہ

آہستہ اکٹھا کرتا جاوے۔ کیونکہ دھرم ہی کی مدد سے بڑے ناپید اکنار دکھ کے بحر عظیم کو انسان تیر کر عبور کر سکتا ہے۔ لیکن جو آدمی دھرم ہی کو افضل سمجھتا ہے۔ اور دھرم پر عمل کرنے سے جسکا گناہ دور ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو دھرم ہی اس نور کل کو جس کا جسم گویا خلا ہے۔ اور اس پرلوک یعنی قابل دید پرمیشور کو جلد ہی حاصل کرواتا ہے۔ اس لئے

दृढकारी मृदुर्दान्तः क्रूराचारैरसंवसन् ।
अहिंस्रो दमदानाभ्यां जयेत्स्वर्गं तथाव्रतः ॥ १ ॥
वाच्यर्था नियताः सर्वे वाङ्मूला वाग्विनिःसृताः ।
तान्तु यः स्तेनयेद्वाचं स सर्वस्तेयकृन्नरः ॥ २ ॥
आचाराल्लभते ह्यायुराचारादीप्सिताः प्रजाः ।
आचाराद्धनमक्षय्यमाचारो हन्त्यलक्षणम् ॥३॥
मनु० [४ । १४६ । १५६]

ہمیشہ مضبوط دل۔ نرم مزاج۔ دل کو قابو میں رکھنے والا ایذا دینے والے شریر اور بدچلن آدمیوں سے الگ رہنے والا۔ دھرماتما۔ من کو جیتنے اور علم وغیرہ کی بخشش سے آرام کو حاصل کرے (۱) لیکن اس بات کا بھی خیال رکھے۔ کہ جس زبان سے سارے مطلب یعنی کام پورے ہوتے ہیں۔ وہی زبان ان کی بنیاد ہے۔ اور اسی سے سب کام چلتے ہیں۔ جو اس زبان کی چوری یعنی دروغگوئی کرتا ہے۔ وہ سب چوری وغیرہ گناہوں کا کرنے والا ہے (۲) اس لئے دروغگوئی وغیرہ گناہوں کو چھوڑ کر جو نیک اعمال مثلاً برہمچریہ جو اس کو قابو میں رکھکر پوری عمر اور دھرم پر چلنے سے اچھی اولاد نیز لازوال دولت کو حاصل کرتا ہے۔ اور جو دھرم پر عمل کرکے برائیوں کو دور کرتا ہے اس کے چال چلن کی (پیروی) ہمیشہ کیا کرے۔ (۳) کیونکہ

दुराचारो हि पुरुषो लोके भवति निन्दितः ।
दुःखभागी च सततं व्याधितोऽल्पायुरेव च । मनु० [४ । १५७

جو بدچلن آدمی ہے۔ وہ دنیا میں نیک لوگوں میں بُرا سمجھا جاتا ہے۔ دکھ بھوگتا اور ہمیشہ مرضوں
میں مبتلا رہ کر تھوڑی عمر ہی زندہ رہتا ہے۔ اس لئے ایسی کوشش کرے کہ

यद्यत्परवशं कर्म तत्तद्यत्नेन वर्जयेत् ।
यद्यदात्मवशं तु स्यात्तत्तत्सेवेत यत्नतः ॥१॥
सर्वं परवशं दुःखं सर्वमात्मवशं सुखम् ।
एतद्विद्यात्समासेन लक्षणं सुखदुःखयोः ॥२॥
मनु० [४ । १५९ । १६०]

آزادی اور ماتحتی کے کام

وہ کام جس میں دوسرے کا محتاج ہونا پڑے۔ کوشش سے چھوڑے
اور جو کام اپنے اختیار میں ہوں ان کو کوشش کے ساتھ عمل میں لاوے (۱) کیونکہ دوسرے
کا محتاج ہونا ہی سارا دکھ (تکلیف) ہے اور آزادی میں ہی سب سکھ (آسائش)
ہے۔ (۲) یہی مختصر طور پر سکھ اور دکھ کی تعریف جاننی چاہیئے۔ لیکن جو ایک دوسرے
کی ماتحتی کا کام ہے۔ وہ ماتحت ہو کر ہی کرنا چاہیئے۔ مثلاً عورت اور مرد کا ایکدوسرے
کے سہارے کاروبار ہوتا ہے۔ یعنی عورت (اور) مرد کا اور مرد (اور) عورت کا آپس میں
نیک سلوک سے (اور) ایکدوسرے کے انکول (موافق) رہنا زناکاری۔ یا آپس میں
مخالفت بھی نہ کرنا۔ مرد کے حکم کے مطابق گھر کے کام عورت اور باہر کے کام مرد
کے اختیار میں رہنا۔ برے شغلوں میں پھنسنے سے ایک دوسرے کو روکنا اور یہی یقین
کرنا کہ شادی (کے وقت) عورت کے ہاتھ مرد اور مرد کے ہاتھ عورت بک چکے ہیں
یعنی عورت اور مرد کے ساتھ جو کچھ ہاتھ پاؤں ناخون (وغیرہ) چوٹی کے سرے تک
ہے اور روپیہ وغیرہ ایک دوسرے کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔ عورت یا مرد ایکدوسرے
کی رضامندی کے بغیر کوئی کام نہ کریں۔ ان میں نہایت فتنہ انگیز کام زناکاری
بیسوا گمن یا رنڈی بازی یا دوسرے مرد سے صحبت وغیرہ ہیں۔ ان کو چھوڑ کر اپنے
خاوند کے ساتھ جورو اور جورو کے ساتھ خاوند سدا خوش رہے۔
جو ورن میں برہمن ہوں۔ تو مرد لڑکوں کو اور تربیت یافتہ عورت لڑکیوں کو پڑھائے

مختلف ہدایتوں اور تقریروں سے۔ ان کو (طلبا کو) عالم بنا دیں۔ عورت کا قابل تعظیم دیوتا (معبود) خاوند اور مرد کی قابل تعظیم یعنی قدر کرنے لائق دیوی عورت ہے۔ جب تک گورو کل میں رہیں۔ تب تک ماں باپ کے مانند استادوں کو تصور کریں اور استاد شاگردوں کو اپنی اولاد کے مانند سمجھیں۔

پڑھانیوالے معلم اور معلمہ کیسے ہونے چاہئیں

आत्मज्ञानं समारम्भस्तितिक्षा धर्मनित्यता ।
यमर्था नापकर्षन्ति स वै पण्डित उच्यते ॥१॥
निषेवते प्रशस्तानि निन्दितानि न सेवते ।
अनास्तिकः श्रद्दधान एतत्पण्डितलक्षणम् ॥२॥
क्षिप्रं विजानाति चिरं शृणोति,
विज्ञाय चार्थं भजते न कामात् ।
नासम्पृष्टो ह्युपयुङ्क्ते परार्थे,
तत्प्रज्ञानं प्रथमं पण्डितस्य ॥ ३ ॥
नाप्राप्यमभिवाञ्छन्ति नष्टं नेच्छन्ति शोचितुम् ।
आपत्सु च न मुह्यन्ति नराः पण्डितबुद्धयः ॥४॥
प्रवृत्तवाक् चित्रकथ ऊहवान् प्रतिभानवान् ।
आशु ग्रन्थस्य वक्ता च यः स पण्डित उच्यते ॥५॥
श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा ।
असंभिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः ॥६॥

یہ سب مہابھارت ادیوگ پرب دور پرجاگر ادھیار ۳۳ کے ہیں۔ جس کو آتما کا گیان (علم) ہے (جو) ہمیشہ مصروف یعنی بیکار (اور) سست کبھی نہیں رہتا۔ آسائش اور تکلیف۔ نفع اور نقصان۔ عزت اور بے عزتی۔ تعریف یا بدگوئی سے خوش یا ناخوش کبھی نہیں ہوتا سو دھرم پر ہی ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ جسکے دل کو اچھی اچھی اشیا یعنی عیش کے سامان کشش نہیں کرسکتے۔ وہی پنڈت کہلاتا ہے۔

ہمیشہ دھرم کے مطابق کام کرنا۔ دھرم کے مخالف کاموں کو چھوڑنا۔ ایشور۔ وید اور اخلاق کی برائی نہ کرنا۔ ایشور پر نہایت ہی پکا یقین رکھنا۔ یہی پنڈت کا نہ کرنے اور کرنے کے قابل کام ہے۔ جو دقیق مسئلے کو بھی جلدی حل کر سکے۔ بہت عرصہ تک شاستروں کو پڑھے سنے۔ اور ان میں خوض کرے۔ جو کچھ جانتا ہو۔ اس کو دوسرے کے فائدہ کے لئے عمل میں لاوے۔ اپنی غرض کے لئے کوئی کام نہ کرے۔ بغیر پوچھے یا بغیر مناسب وقت جانے دوسرے کام میں رائے نہ دے۔ یہی پہلی تمیز پنڈت کی ہونی چاہیئے۔ جو ناقابل حصول چیز کی کبھی خواہش نہ کرے۔ گم شدہ چیز پر افسوس نہ کرے مصیبت کے وقت نہ گھبرائے۔ وہی دانشمند پنڈت ہے۔ جس کی زبان سب علوم سکھانے اور سوال جواب کرنے میں ماہر ہو۔ جو مختلف شاستروں کے مضامین کا بیان کر سکے۔ جو ہر طور پر دلیل اور حافظہ والے کتابوں کے اصلی معانی کو آسانی سے بتا سکے۔ وہی پنڈت ہے جس کی عقل سنے ہوئے صحیح معنوں کے مطابق ہو یعنی (عالم باعمل ہو) جو کبھی آریہ یعنی شریف نیک آدمیوں کی مریادا (طریق) کو نہ توڑے۔ وہی لفظ پنڈت سے موسوم ہو۔ جہاں ایسی ایسی عورتیں اور مرد پڑھانے والے ہوتے ہیں۔ وہاں علم۔ دھرم اور اخلاق کی ترقی ہو کر ہمیشہ راحت ہی بڑھتی رہتی ہے۔

پڑھنے کے نا اہل اور جاہل کی تعریف یہ ہے

महाभारते उद्योगपर्व विदुरप्रजागर [अ० ३२ के श्लो.]

अश्रुतश्च समुन्नद्धो दरिद्रश्च महामनाः ।
अर्थांश्चाऽकर्मणा प्रेप्सुर्मूढ इत्युच्यते बुधैः ॥१॥

अनाहूतः प्रविशति ह्यपृष्टो बहु भाषते ।
अविश्वस्ते विश्वसिति मूढचेता नराधमः ॥२॥

یہ شلوک بھی مہا بھارت کے اسی حصہ کے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں جس نے کوئی شاستر نہ پڑھا نہ سنا ہو۔ اور نہایت مغرور مفلس ہو کر بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہو۔ بنا کام کئے اشیا کے حاصل کرنے کی خواہش کرنے والا ہو۔ اس کو دانا لوگ (مورکھ) بیوقوف

کہتے ہیں جو بن بلائے مجلس یا کسی کے گھر میں داخل ہو کر اونچی جگہ پر بیٹھنا چاہے بن
پوچھے مجلس میں بہت سا بکے ۔ ناقابل اعتبار بات یا آدمی پر اعتبار کرے وہی بیوقوف
اور سب آدمیوں میں کمینہ کہلاتا ہے ۔
جہاں اس قسم کے (مذکورہ بالا) لوگ معلّم ۔ اپدیشک (واعظ) گورو قابل تعظیم بن جاتے
ہیں وہاں جہالت ۔ گناہ ۔ ناشائستگی ۔ فساد ۔ مخالفت اور پھوٹ ترقی پاکر دکھ (رہی)
دکھ بڑھ جاتا ہے ۔

اب طالبعلموں کی تعریف (لکھتے) ہیں

आलस्यं मदमोहौ च चापलं गोष्ठिरेव च ।
स्तब्धता चाभिमानित्वं तथाऽत्यागित्वमेव च ।
एते वै सप्त दोषाः स्युः सदा विद्यार्थिनां मताः ॥१॥
सुखार्थिनः कुतो विद्या कुतो विद्यार्थिनः सुखम् ।
सुखार्थी वा त्यजेद्विद्यां विद्यार्थी वा त्यजेत्सुखम् ॥२॥

یہ بھی ودر پرجاگر ادھیائے ۲۹ کے شلوک ہیں ۔
جسم اور عقل کی سستی ۔ نشہ (کسی چیز میں لگاؤ) نادان مزاجی اور ادھر اُدھر کی فضول
باتیں کرنا اور سننا ۔ پڑھتے پڑھاتے رک جانا ۔ تکبر ۔ تیاگی (بے غرض) نہ ہونا) یہ سات نقص
طالبعلموں کے ہیں ۔ جو ایسے ہیں ۔ ان کو علم کبھی نہیں آتا ۔ آرام طلب کو علم
کہاں ؟ اور علم سیکھنے والے کو آرام کہاں ؟ طالبعلم عیش و آرام (کا پیچھا نہ کرے)
اور علم کا خواہشمند عیش و آرام چھوڑ دے ۔ ایسا کئے بغیر علم کبھی حاصل نہیں ہو سکتا ۔
ایسے شخص علم حاصل کرتے ہیں جن کا ذکر آگے کیا جاتا ہے ۔

सत्ये रतानां सततं दान्तानामूर्ध्वरेतसाम् ।
ब्रह्मचर्यं दहेद्राजन् सर्वपापान्युपासितम् ॥

چاروں ورنوں کے فرائض ۔ جو ہمیشہ نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں جو حواسوں و اندریوں
کو قابو میں رکھتے ہیں ۔ اور جن کا ویریہ کبھی خارج نہیں ہوتا ۔ انہیں کا برہمچریہ سچا اور وہ

ہی عالم ہوتے ہیں۔ اس لئے اوصاف حمیدہ سے آراستہ معلم اور طالب علم ہونے چاہئیں۔ معلم ایسی کوشش کریں۔ جس سے طالب علم راست گو۔ راست فہم۔ راست کردار شائستہ (جتیندری) جو ... کو قابو میں رکھنے والے اور نیک اخلاق والے ہوں۔ جسم اور روح کی طاقت کو پوری ترقی دے کر سارے وید وغیرہ شاستروں سے واقف ہوں۔ (استاد) ہمیشہ اُن کی بد عادات چھڑانے اور علم پڑھانے کا دل سے خواہشمند رہے اور طالب علم ہمیشہ دل کو قابو میں رکھنے والے۔ پامن۔ آپس میں محبت کرنے والے۔ غور کرنے والے محنتی ہو کر ایسی کوشش کریں جس سے پورا علم۔ پوری عمر۔ پورا دھرم۔ پورا استقلال ہو جائے۔ مندرجہ بالا وغیرہ کام برہمن ورنوں کے ہیں۔

چھتریوں کا کام راج دھرم (طرز حکومت) کے باب میں بیان کرینگے۔ ویش کا کام ملکوں کی زبانیں سیکھنا۔ ہر قسم کے بیوپار کا طریق (اور اجناس) کے نرخ جاننا۔ بیچنا۔ خریدنا ممالک غیر میں آنا جانا۔ فائدے کے لئے کام کا شروع کرنا۔ مویشی پالنا۔ کاشتکاری میں ہوشیاری سے ترقی کرنا۔ دولت کا بڑھانا اور اسے خرچ کر کے علم اور دھرم کی اشاعت کرنا۔ راست گو۔ صاف دل ہو کر سچائی سے سب کاروبار کرنا۔ سب چیزوں کی اس طرح حفاظت کرنا کہ کوئی گم نہ ہونے پائے۔

شودر سب خدمت کے کاموں میں ہوشیار۔ کھانے پکانے سے بخوبی واقف ہو۔ نہایت شوق سے دوجوں کی خدمت کرے۔ اور انہیں سے اپنی روزی کمائے۔ اور دوج لوگ اُس کے کھانے۔ پینے۔ پہننے۔ رہائش (کا انتظام کریں) اور بیاہ شادی کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ یا ماہواری تنخواہ دیں۔ چاروں ورن آپس میں محبت بھلائی۔ نیک سلوک۔ شادی و غمی اور نفع و نقصان میں اتفاق اور ہمدردی کرتے ہوئے رعایا اور سلطنت کی بہبودی میں تن من دھن سے لگے رہیں

عورت اور مرد کے متعلق ہدایتیں

عورت اور مرد کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہ رہیں۔ کیونکہ

पानं दुर्जनसंसर्गः पत्या च विरहोऽटनम् ।

तथान्यगेहवासश्च नारीसन्दूषणानि षट्

عورت کے لئے چھ کام یعنی شراب - بھنگ وغیرہ منشی اشیاء کا استعمال - بُرے
آدمیوں کی صحبت - خاوند سے جُدائی - ہر جگہ بے فائدہ بیکار (سادھوؤں وغیرہ)
کے درشن کی خواہش سے اکیلے پھرنا - اور پرائے گھر میں جاکر سونا یا رہنا عورت کو
بگاڑنے والے بُرے کام ہیں - اور (ایسا ہی) یہ مرد کے بھی ہیں - خاوند اور جورو کی
علیحدگی دو طرح کی ہے - (۱) کام کے لئے کہیں دوسری جگہ جانا - (۲) موت سے جدا
ہونا - ان میں سے پہلے کا علاج یہی ہے کہ (اگر) دور ملک میں (مرد) سفر کو جائے - تو
عورت کو بھی ساتھ لے جائے - تاکہ بہت عرصہ تک جدائی نہ رہنے پائے -

پنر بواہ اور نیوگ

سوال عورت اور مرد کے بہت بیاہ ہونے جائز ہیں یا نہیں؟
جواب ایک وقت میں نہیں - سوال کیا مختلف وقتوں میں بہت شادیاں
ہونی چاہئیں؟ جواب - ہاں - مثلاً

सा चेदक्षतयोनिः स्याद्गतप्रत्यागतापि वा ।
पौनर्भवेन भर्त्रा सा पुनः संस्कारमर्हति ॥ म० [९ । १७६]

جس عورت یا مرد کی شادی کی صرف رسومات ہی ادا ہوئی ہوں اور ہم بستری نہ
ہوئی ہو - یعنی اکشت یونی عورت اور اکشت ویریہ مرد ہو (تو) ان کا ازدواج ثانی
ہونا چاہیئے - لیکن برہمن - چھتری - اور ویش ورنوں میں کشت یونی عورت اور
کشت ویریہ مرد کا دوسرا بیاہ نہ ہونا چاہیئے - سوال ازدواج ثانی میں کیا نقص ہے؟
جواب اول عورت اور مرد میں محبت کا کم ہونا - کیونکہ جب چاہے تب مرد کو عورت
اور عورت کو مرد چھوڑ کر دوسرے کیساتھ تعلق پیدا کر لے - (دوم) جب عورت اپنے
خاوند اور مرد اپنی عورت کے مرنے پر دوسری شادی کرنا چاہیں - تب پہلی عورت
کے سابق خاوند کے مال کو اُڑا لے جانا اور ان کے کنبہ کا اُنسے جھگڑا کرنا (قرین قیاس)
ہے (سوم) بہت سے اچھے خاندانوں کا نام و نشان مٹ کر انکی جائداد کا برباد ہو جانا
(چہارم) (پتی برت) اپنے ہی خاوند سے خوش رہنے کی (عورت کے لئے

اور استری برت ہی عورت سے خوش رہنے کی قسم کا مرد کے لئے) برباد ہونا اِس قسم کے نقص ہونے کی وجہ سے دوجوں میں ازدواج ثانی یا کبھی ایک بیاہ کبھی نہ ہونے چاہئیں۔ **سوال** جب نسل بند ہو جائے تب بھی اس کا خاندان برباد ہو جائیگا اور عورت مرد زناکاری وغیرہ میں لگ کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بُرے کام کرینگے اس لئے ازدواج ثانی اچھا ہے۔ **جواب** ۔نہیں نہیں کیونکہ اگر عورت مرد مجرد رہنا چاہیں تو کوئی بھی بُرائی نہ ہوگی۔ اور اگر نسل قائم رکھنے کے لئے کسی اپنی ذات برادری والے کا لڑکا گود لے لیں۔ تو اس سے نسل قائم رہے گی۔ اور زناکاری بھی نہ ہوگی۔ اور اگر برہمچریہ قائم نہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں۔ **سوال** دوبارہ شادی اور نیوگ میں کیا فرق ہے؟ **جواب** اوّل جس طرح بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے گھر جا رہتی ہے اور اُس کا باپ کے ساتھ کچھ خاص تعلق نہیں رہتا (اس کے برعکس)، بیوہ عورت اپنے پہلے خاوند کے ہی گھر میں رہتی ہے (دوم) اس نیوگ کرنے والی عورت کے لڑکے شادی شدہ خاوند کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں۔ اور بیوہ عورت کے لڑکے نیوگ کرنے والے کے نہ لڑکے کہلاتے ہیں۔ اور نہ اس کا گوتر اختیار کرتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کا دعویٰ ان لڑکوں پر ہوتا ہے۔ بلکہ وہ (اس عورت) کے مرحوم خاوند کے لڑکے (شمار کئے جاتے ہیں) اسی کے گوتر اور اُسی کی جائداد کے دعوے دار ہو کر اسی کے گھر میں رہتے ہیں۔ (سوم) ازدواج میں عورت اور مرد کو باہم خدمت اور پرورش کرنی ضرور ہے۔ اور نیوگ کرنے والے مرد و عورت کا ایسا کچھ بھی تعلق نہیں رہتا۔ (چہارم) ازدواج میں مرد و عورت کا تعلق تاحیات رہتا ہے) اور نیوگ کرنے والے مرد و عورت کا بعد ادائے رسم نیوگ قطع تعلق ہو جاتا ہے (پنجم) ازدواج سے مرد و عورت مل کر گھر کے کام پورے کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور نیوگ کرنیوالے عورت اور مرد اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔

سوال بیاہ اور نیوگ کے قاعدے یکساں ہیں یا مختلف؟ **جواب** کچھ تھوڑا سا فرق ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر آئے ہیں

اور یہ کہ بیاہے ہوئے مرد اور عورت دس اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن نیوگ کرنے
والے مرد اور عورت دو یا چار سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ حاصل کلام جس طرح کنوار کنواری کا ہی بیاہ ہوتا
ہے۔ اسی طرح جس کی عورت یا جسکا خاوند مر جائے اُسی کا نیوگ ہوتا ہے۔ کنوارے کنواری
کا نہیں۔ جس طرح شادی کرنے والے مرد اور عورت ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں
اسی طرح نیوگ کرنے والے مرد اور عورت کا دستور نہیں (یہ) رتو دان کے وقت
کے سوا اکٹھے نہ ہوں۔ اگر صرف اپنے لئے نیوگ کرے۔ دوسری دفعہ گربھ وتی ہونے
کے دن سے اس مرد اور عورت کا قطع تعلق ہو جائے۔ لیکن وہی نیوگ کرنے والی عورت
دو تین برس تک اُن لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ کرنے والے مرد کو دیدے۔ اس طرح
ایک بیوہ عورت دو اپنے لئے اور دو دو دیگر چار نیوگ کرنے والے مردوں کے
لئے اولاد پیدا کر سکتی ہے۔ اور ایک رنڈوا بھی دو اپنے لئے اور چار بیوگان
کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ وید میں دس سنتان تک پیدا کرنے کی
اجازت ہے۔

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु ।
दशास्यां पुत्रानाधेहि पतिमेकादशं कृधि ॥

ऋ० ॥ मं० १० । सू० ८५ । मं० ४५ ॥

ہے ویریہ کے سینچنے کے قابل باقبال آدمی۔ تو اس ازدواج شدہ عورت یا بیوہ
عورتوں کو اچھے لڑکوں والی اور خوش نصیب کر۔ اس شادی شدہ
عورت سے دس لڑکے پیدا کر۔ اور گیارہویں عورت کو مان۔
اے عورت تو بھی شادی شدہ مرد یا نیوگ شدہ مردوں
سے دس بچے پیدا کر۔ اور گیارھویں خاوند کو سمجھ۔ اس وید کے حکم
کے مطابق برہمن۔ چھتری اور ویش ورن والی عورت اور مرد
دس بچوں سے زیادہ پیدا نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ کرنے سے اولاد کمزور
کم عقل۔ کم عمر ہوتی ہے اور عورت اور مرد بھی کمزور۔ کم عمر اور مریض ہو کر
بڑھاپے میں بہت تکلیف پاتے ہیں۔ سوال یہ نیوگ کی بات زناکاری کے مانند

دیتی ہے۔ جواب جس طرح بن بیاہوں کا (تعلق) زنا کاری ہے۔ اسی طرح بلانیوگ شدگان کا (تعلق) زنا کاری کہلاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ جسطرح قاعدہ کے مطابق شادی ہونے پر زنا نہیں کہلاتا۔ اسی طرح قاعدہ کے مطابق نیوگ ہونے سے زنا کاری نہیں کہلائے گی جسطرح ایک لڑکی کا دوسرے کے لڑکے کیساتھ شاستر کے بموجب باقاعدہ شادی ہونے پر ہمبستری زنا نہیں۔ لہذا یہ گناہ اور شرم نہیں ویسے ہی وید شاستر کے مطابق نیوگ میں زنا کاری گناہ اور شرم نہیں ماننی چاہیئے۔ سوال ہے تو درست لیکن یہ بیسوا کا سا کام معلوم دیتا ہے جواب نہیں کیونکہ بیسوا کے ساتھ صحبت کرنے کے لیئے کوئی خاص آدمی یا مقررہ قاعدہ نہیں ہے۔ اور نیوگ میں شادی کے مانند خاص طریق ہے جسطرح دوسرے کو لڑکی دینے دوسرے کے ساتھ ہم بستر ہونے میں باقاعدہ شادی کے بعد شرم نہیں ہوتی۔ اسی طرح نیوگ میں بھی نہ ہونی چاہیئے کیا جو زنا کار مرد یا عورت ہوتے ہیں۔ وہ بیاہ ہونے پر بھی بدفعلی سے بچتے ہیں؟ سوال ہم کو نیوگ میں گناہ معلوم ہوتا ہے جواب اگر نیوگ میں گناہ مانتے ہو۔ تو بیاہ میں گناہ کیوں نہیں مانتے؟ گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے نظام قدرت کے مطابق عورت اور مرد کا طبعی خاصہ سوائے تارک الدنیا فاضل کامل (اور) یوگیوں کے کوئی روک نہیں سکتا۔ کیا اسقاط حمل اور بیوہ عورت اور رنڈوں کے عذاب عظیم کو گناہ نہیں گنتے ہو۔

جب تک وہ رنڈی اور رنڈوے جوانی کی حالت میں (رہتے) ہیں۔ (ان کا) دل میں اولاد کی خواہش اور شہوت کی طرف خیال دہوتا ہے مگر وہ) کسی شاہی قانون یا ذات برادری کی رکاوٹ سے پوشیدہ بُرے کام بُرے طریق سے کرتے رہتے ہیں۔ اس زنا کاری اور بدفعلی کے روکنے کا ایک یہی عمدہ علاج ہے (اگر جتیندری رہ سکیں وہ بیاہ یا نیوگ بھی نہ کریں) لیکن اگر نہیں رہ سکتے۔ انکا بیاہ اور ضرورت کے موقعہ پر نیوگ ہونا ضرور ہے۔ جس سے زنا کاری کا کم

ہونا۔ محبت سے اچھی اولاد کا ہوکر آدمیوں کی تعداد کا بڑھنا ممکن ہے اور اسقاط حمل (بھی) بالکل دور ہو جاتا ہے۔ پنچ آدمیوں سے خاندانی عورتوں اور بیسوا وغیرہ پنچ عورتوں سے اچھے آدمیوں سے تعلق ہونا جو بُرا کام ہے (اور جس سے) اعلےٰ خاندانوں میں دھبا۔ نسل کی بربادی۔ مرد عورتوں کو عذاب اور اسقاط حمل وغیرہ خرابیاں (ہوتی ہیں) وہ بیاہ اور نیوگ سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے نیوگ کرنا چاہیئے۔ سوال۔ نیوگ میں کیا بات ہونی چاہیئے؟ جواب جس طرح ظاہر ہے۔ سب کے سامنے بیاہ (ہوتا ہے)۔ اسی طرح نیوگ (ہونا چاہیئے) جسطرح بیاہ میں معزز آدمیوں کی منظوری اور دولہا دلہن کی رضامندی ہوتی ہے اسی طرح نیوگ میں بھی (ہونی چاہیئے) یعنی جب عورت اور مرد کا نیوگ ہونا ہو۔ تب اپنے کنبہ میں مرد اور عورتوں کے سامنے اقرار کریں کہ ہم دونو نیوگ اولاد پیدا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ جب نیوگ کا مدعا پورا ہو جائے گا۔ ہمارا قطع تعلق ہو جائیگا۔ اگر اس کے برعکس کریں۔ تو گنہ گار اور برادری یا حاکم سے سزا کے مستحق ہوں گے۔ مہینہ بھر میں ایک دفعہ گربھا دہان کا کام کرینگے۔ گربھا دہان کے بعد ایک سال تک الگ رہیں گے۔ سوال نیوگ اپنے ورن میں ہونا چاہیئے یا اور ورنوں کے ساتھ بھی۔ جواب اپنے ورن میں یا اپنے سے اعلےٰ ورن کے مرد کے ساتھ مثلاً ویش ورن والی عورت ویش چھتری اور برہمن کے ساتھ اور برہمنی برہمن کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ویریہ اپنے سے نیچ ورن کا نہیں۔ بلکہ برابر یا اعلےٰ ورن کا چاہیئے۔ عورت اور مرد کی پیدائش کا مدعا یہی ہے۔ کہ دھرم یعنی وید کے طریق کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا ہو۔ سوال مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ دوسری شادی کریگا جواب۔ ہم لکھ آئے ہیں۔ کہ دوجوں میں مرد اور عورت کا ایک دفعہ بیاہ ہونا وید وغیرہ شاستروں میں لکھا ہے دوسری دفعہ نہیں۔ کنوارے اور کنواری کا ہی بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتھ کنوارے

آدمی اور کنواری کے ساتھ رنڈوے آدمی کا بیاہ ہونا بے انصافی یعنی دھرم کیخلاف ہے۔ جس طرح بیوہ عورت کے ساتھ مرد بیاہ نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح بیاہے ہوئے اور عورت سے سنگم کئے ہوئے مرد کے ساتھ بیاہ کرنے کی خواہش کنواری بھی نہ کرے گی۔ جب ایک دفعہ بیاہے ہوئے مرد کو کوئی کنواری لڑکی اور بیوہ عورت کو کوئی کنوارہ آدمی قبول نہ کرے گا۔ تب مرد اور عورت کو نیوگ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور یہی دھرم ہے کہ جیسے کے ساتھ ویسے ہی کا تعلق ہو۔

سوال۔ جسطرح بیاہ کے لئے وید وغیرہ شاستروں سے ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح نیوگ کے بارے میں بھی کوئی سند ہے یا نہیں؟ **جواب** اس بارہ میں بہت پرمان (ثبوت) ہیں۔ دیکھو اور سنو۔

कुहस्विद्दोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः कुहो-
षतुः। को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्यं न योषा कृणुते
सधस्थ आ॥ ऋ०॥ मं० १०। सू० ४० मं० २॥

उदीर्ष्व नार्यभिजीवलोकं गतासुमेतमुप शेष एहि। हस्तग्रा-
भस्य दिधिषोस्तवेदं पत्युर्जनित्वमभि सं बभूथ॥
ऋ०॥ मं० १०। सू० १८। मं० ८॥

اے مرد اور عورت! جس طرح بیوہ دیور کے لئے اور بیاہی ہوئی عورت اپنے خاوند کے لئے ہم بستر ہوکر ہر طرح سے اولاد پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح تم دونوں مرد و عورت رات اور دن کو کہاں کہاں رہے تھے۔ کہاں چیزوں کو حاصل کیا اور کس وقت کس جگہ رہتے تھے۔ تمہاری جائے آرام کہاں ہے۔ اور کس ملک کے باشندے ہو۔

اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اپنے وطن یا پردیس میں عورت اور مرد اکٹھے ہی رہیں اور شادی شدہ خاوند کے مانند نیوگ شدہ خاوند کو قبول کر کے بیوہ عورت بھی اولاد پیدا کر سکتی ہے **سوال** اگر کسی کا چھوٹا بھائی نہ ہو۔ تو بیوہ نیوگ

کس سے کرے؟ جواب۔ دیور کے ساتھ۔ لیکن لفظ "دیور" کے جو معنی تم سمجھتے ہو۔ وہ نہیں (ہیں) دیکھو نروکت میں

देवरः कस्माद् द्वितीयो वर उच्यते॥ निरु० अ० ३। खं १५॥

دیور اس کو کہتے ہیں۔ جو بیوہ کا دوسرا خاوند ہے خواہ چھوٹا بھائی ہو خواہ بڑا یا اپنے ورن کا یا اپنے سے اعلےٰ تر ورن کا جس سے نیوگ کرے۔ اس کا نام دیور ہے۔ اے بیوہ عورت! تو اس مرے ہوئے خاوند کا خیال چھوڑ کر باقی آدمیوں میں سے دوسرے زندہ خاوند کو حاصل کر اور اس بات کا خیال اور یقین رکھ کہ جو شخص تجھ بیوہ کے ساتھ دوبارہ پانی گرہن کرکے نیوگ کا تعلق پیدا کریگا۔ اس سے جو لڑکا ہوگا۔ وہ اسی نیوگ شدہ خاوند کا ہوگا۔ اور اگر تو اپنے لئے نیوگ کرے گی۔ تو وہ اولاد تیری ہوگی۔ ایسا یقین رکھنے والی ہو۔ اور نیوگ شدہ مرد بھی اسی اصول پر عمل کرے

अदेवृघ्न्यपतिघ्नी हैधि शिवा पशुभ्यः सुयमाः सुवर्चाः।
प्रजावती वीरसूर्देवृकामा स्योनेममग्निं गार्हपत्यं सपर्य॥
अथर्व० ॥ कां० १४। अनु० २। मं० १८॥

اے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت تو اس گرہست آشرم میں مویشیوں کے لئے فائدہ پہنچانے والی۔ اچھی طرح سے دھرم کے اصولوں کی پیروی کرنے والی اور سب شاستروں کے علوم میں ماہر۔ بہادر اور اچھے لڑکے پیدا کرنے اور دیور کی خواہش کرنے والی اور آرام پہنچانے والی ہو کر خاوند یا دیور کو حاصل کرکے اس گرہستھ کے متعلق اس اگنی ہوتر پر عمل کیا کر۔

ामनेन विधानेन निजो विन्देत देवरः॥ मनु० (९।६९)

اگر اکشت یونی عورت (جس کے ساتھ خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) بیوہ ہو جائے تو اس کے خاوند کا چھوٹا بھائی بھی اس سے شادی کر سکتا ہے۔

سوال ۔ ایک عورت یا مرد کتنے نیوگ کر سکتا ہے؟ اور شادی شدہ اور نیوگ شدہ خاوندوں کا نام کیا ہوتا ہے ۔ جواب

सोम प्रथमो विविदे गन्धर्वो विविद उत्तरः ।
तृतीयो अग्निष्टे पतिस्तुरीयस्ते मनुष्यजाः ॥
ऋ० ॥ मं० १० । सू० ८५ । मं० ४० ॥

اے عورت! تجھے شادی میں جو خاوند پہلے ملتا ہے اُسکا نام سکمارتا وغیرہ صفات کے ہونے کے سبب سے سوم ہے ۔ جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ۔ ایک عورت سے سماگم کرنے (ہم بستر ہونے) سے گندھرب جو دو کے بعد تیسرا خاوند ہوتا ہے ۔ وہ بہت سی حرارت والا ہونے سے اگنی نام سے موسوم ہوتا ہے ۔ اور تیسرے چوتھے سے لے کر گیارہویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں۔ منشش نام سے نامزد ہوتے ہیں ۔

جس طرح اس منتر میں (ایمانتو اندر وغیرہ) گیارہویں خاوند تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ۔ اسی طرح مرد بھی گیارہویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے

سوال ۔ لفظ ایکادش (گیارہ) سے دس لڑکے اور گیارہواں کیوں نہ تصور کریں؟ جواب ۔ جو ایسے معنی کروگے ۔ تو جتنے اور وید کے حوالے (اس) میں دیئے ہیں ۔ ان کے مدعا کے برعکس ۔ اس لفظ کے معنی ہوں گے ۔ کیونکہ تمہارے معنوں سے دوسرا بھی خاوند حاصل نہیں ہو سکتا ۔

देवराद्वा सपिण्डाद्वा स्त्रिया सम्यक् नियुक्तया ।
प्रजेप्सिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये ॥ १ ॥
ज्येष्ठो यवीयसो भार्यां यवीयान्वाग्रजस्त्रियम् ।
पतितौ भवतो गत्वा नियुक्तावप्यनापदि ॥२॥
औरसः क्षेत्रजश्चैव ॥३॥ मनु० (९ । ५९ । ५८ । १५९)

منوجی نے لکھا ہے ۔ کہ بیوہ عورت کا نیوگ ایسے شخص سے ہونا چاہیئے ۔ جو خاوند

کی چھ پشتوں تک خاوند کا بڑا یا چھوٹا بھائی یا اپنی ذات کا یا اپنے سے اعلےٰ ذات کا ہو۔ لیکن اگر وہ رنڈوا مرد اور بیوہ عورت اولاد پیدا کرنے کی خواہش کرتے ہوں۔ تو نیوگ ہونا مناسب ہے۔ اور جب اولاد بار بار ضائع ہو۔ تب نیوگ ہو۔ جو وقت مصیبت میں اور اولاد کی خواہش نہ ہونے پر بڑے بھائی کی عورت سے چھوٹے کا اور چھوٹے کی عورت سے بڑے بھائی کا نیوگ ہو۔ اور اولاد کے پیدا ہونے پر بھی پھر وہ نیوگ شدہ (مرد و عورت) آپس میں سماگم کریں تو اپنے دھرم سے گر جائیں۔ یعنی ایک نیوگ میں دوسرے لڑکے کے حمل رہنے تک نیوگ کی حد ہے اسکے بعد ہم بستر نہ ہوں۔ اور جو دونوں کے لئے نیوگ ہوا ہو۔ تو چوتھے حمل تک یعنی مندرجہ بالا طریق پر دس بچوں تک ہو سکتے ہیں۔ بعد ازاں شہوت پرستی تصور کی جاتی ہے۔ اس سے وہ (دھرم سے) گرے ہوئے تصور کئے جاتے ہیں۔ اور اگر شادی شدہ عورت مرد دسویں حمل سے زیادہ صحبت کریں۔ تو شہوت پرست اور بدنام ہوتے ہیں۔ یعنی بیاہ یا نیوگ اولاد ہی کی خاطر کیا جاتا ہے۔ حیوانوں کی طرح مجامعت کے لئے نہیں۔

سوال۔ نیوگ خاوند کے مرنے کے بعد ہوتا ہے یا زندگی میں بھی۔

جواب زندگی میں بھی ہوتا ہے۔

अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥ ऋ० ॥ मं० १० । सू० १० ॥

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت عورت۔ خوش نصیبی کی خواہش کرنے والی عورت! تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ کیونکہ اب مجھ سے اولاد پیدا کروانے کی خواہش مت رکھ۔ لیکن اس بیاہے ہوئے قابل تعظیم خاوند کی خدمت میں کمر بستہ رہ۔ اسی طرح جب عورت بھی بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ اے سوامی! آپ اولاد

کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے۔ جس طرح پانڈو راجہ کی عورت کنتی اور مادری وغیرہ نے کیا۔ اور جس طرح بیاس جی نے چترانگد اور بچتر ویرج کے مرنے کے بعد ان اپنے بھائیوں کی بیویوں سے نیوگ کر کے امبکا کے بطن سے دھرت راشٹر اور امبالکا کے بطن سے پانڈو اور واسی کے بطن سے ودر کو پیدا کیا وغیرہ وغیرہ ان باتوں کی تاریخ بھی شاہد ہے

प्रोषितो धर्मकार्यार्थं प्रतीक्ष्योऽष्टौ नरः समाः ।
विद्यार्थं षड् यशोऽर्थं वा कामार्थं त्रींस्तु वत्सरान् ॥१॥
वन्ध्याष्टमेऽधिवेद्याब्दे दशमे तु मृतप्रजा ।
एकादशे स्त्रीजननी सद्यस्त्वप्रियवादिनी ॥२॥

मनु० [९ । ७६ । ८१]

بیاہتا عورت کا خاوند دھرم کی خاطر پردیس گیا ہوا ہو۔ تو آٹھ سال تک علم اور شہرت کے لئے گیا ہو۔ تو چھ سال تک۔ دولت وغیرہ کمانے کی خواہش سے گیا ہو تو وہ عورت تین برس تک رستہ دیکھ کر بعد ازاں نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے جب خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند کو ترک کر دے۔ ویسا ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے۔ کہ اگر (عورت) بانجھ ہو۔ یعنی اگر بیاہ سے آٹھ سال تک عورت کو حمل نہ ٹھہرے تو آٹھویں سال۔ اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں سال۔ ہمیشہ لڑکی ہی پیدا ہو۔ لڑکا نہ ہو۔ تو گیارہویں سال۔ اگر عورت سخت کلام ہو۔ تو یک لخت اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے اسی طرح اگر مرد نہایت ستانے والا ہو۔ تو عورت کو مناسب ہے۔ اس کو ترک کر کے دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیاہ شدہ خاوند کے لئے جائداد کی وارث اولاد پیدا کرے۔

اس قسم کے حوالجات اور دلائل سے سوئمبر بیاہ اور نیوگ سے اپنے اپنے خاندان کی ترقی کریں۔ جس طرح سے اورس یعنی بیاہے ہوئے خاوند سے پیدا شدہ

فرزند باپ کی جائداد کا مالک ہوتا ہے۔ اسی طرح سے کشیترج یعنی نیوگ سے پیدا شدہ لڑکے بھی باپ کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں۔
اس بات کا مرد اور عورت کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ منی کو نعمت بے بہا تصور کریں۔ جو کوئی اس بے بہا چیز کو بیگانی عورت بیسوا یا غیر آدمی کی صحبت سے گنواتے ہیں۔ وہ نہایت بیوقوف ہیں۔ کیونکہ کسان یا باغبان جاہل ہونے پر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور جگہ بیج نہیں بوتے جب کہ عام قسم کے بیج اور اسپر اُن بیجوں کے بونے والے جاہلوں کا یہ دستور ہے۔ تو اشرف المخلوقات انسان کے جسم کے سے درخت کے بیج کو جو شخص غیر کے کھیت میں ضائع کرتا ہے۔ نہایت ہی بے وقوف کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کا ثمر اس کو نہیں ملتا اور آتما دیئے جائیے پترہ (یعنی پتر باپ ہی سروپ ہوتا ہے) یہ برہمن گرنتھوں کا قول ہے۔

अङ्गादङ्गात्सम्भवासि हृदयादधिजायसे ।
आत्मा वै पुत्रनामासि स जीव शरदः शतम् ॥ निरु० ३।४॥

یہ سام وید کا قول ہے۔ اے فرزند! تو ہر ایک عضو کے سارے سے بنی ہوئی منی اور دل سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما ہے۔ مجھ سے پیشتر نہ مر بلکہ سو برس تک زندہ رہ۔
جس سے ایسے بڑے لوگوں اور نیک آدمیوں کے اجسام پیدا ہوتے ہیں اس (بیج) کو بیسوا وغیرہ کے بُرے کھیت میں بونا یا خراب بیج اچھے کھیت میں ڈلوانا گناہ عظیم ہے۔
سوال۔ بیاہ کیوں کیا جاتا ہے۔ اس سے تو مرد و عورت قید میں پڑ کر بہت تنگ رہتے ہیں۔ اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس لئے جیسکے ساتھ جس کسی کو محبت ہو۔ تب تک وہ ملے رہیں جب محبت ٹوٹ جاوے۔ تو چھوڑ دیں۔
جواب یہ جانوروں کا طریق ہے۔ انسان کا نہیں۔ اگر انسانوں میں بیاہ کا قاعدہ نہ رہے۔ تو سب گرہست آشرم کے اچھے اچھے کام درھم برھم ہو

جائیں۔ کوئی کسی کی خدمت بھی نہ کرے۔ اور بڑی زناکاری پھیل جائے سب (لوگ) مریض و کمزور اور کم عمر ہو کر جلدی جلدی مر جائیں۔ کوئی کسی سے خوف یا شرم نہ کرے اور بڑی زناکاری کے جاری ہونے سے سب امراض میں مبتلا۔ ناتوان اور چھوٹی عمروں کے ہو کر نسلوں کی نسلیں تباہ ہو جائیں۔ کوئی کسی کی جائداد کا مالک یا وارث بھی نہ ہو سکے۔ اور نہ کسی کا کسی شے پر بہت عرصہ تک دعوے رہے۔ اس قسم کے نقصوں کو رفع کرنے کے لئے بیاہ ہی کا ہونا ہر طرح واجب ہے۔

سوال جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کیلئے ایک عورت اور ایک عورت کیلئے ایک مرد رہے گا۔ اس صورت میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو اور دونوں کی عمر جوانی کی ہو۔ رہا نہ جاوے تو پھر کیا کریں؟ **جواب** اس کا جواب نیوگ کے بیان میں دے چکے ہیں۔ اور حاملہ عورت سے ایکسال جماع نہ کرنے کیوقت میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اسکے لئے لڑکا پیدا کرد ے۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں

گرہستی کے فرائض جہاں تک ہو سکے ناحاصل شدہ چیز کے حصول کی خواہش حاصل شدہ شے کی حفاظت اور محفوظ چیز کی ترقی اور بڑھی ہوئی دولت کو ملک کے فائدہ کیلئے خرچ کیا کریں یعنی مذکورہ بالا طریق پر سب طرح اپنے اپنے ورن آشرم کے فرائض نہایت استقلال۔ کوشش کے ساتھ کار خیر کا خیال رکھ کے تن من دھن لگا کر پورے کیا کریں۔ اپنے ماں باپ۔ ساس سسر کی خدمت اچھی طرح کریں دوست اور ہمسایہ۔ حاکم وقت۔ علماء اور حکماء اور نیک آدمیوں سے انس رکھکر۔ ادھرمیوں (بدچلنوں) سے بلا تعلق اور بلا کینہ ہو کر ان کے سدھار کی کوشش کریں جہانتک ممکن ہو۔ محبت سے اپنی اولاد کے پڑھانے اور تربیت یافتہ بنانے میں دولت وغیرہ خرچ کرکے ان کو فاضل کامل اور تعلیم یافتہ بنا دیں۔ اور دھرم کے کام کرکے نجات کے وسائل بھی عمل میں لادیں۔ جن کے حصول سے انہیں سرور ابدی ملے۔ اور ایسے ایسے شلوکوں کو نہ مانے۔ جیسے نیچے لکھتے ہیں۔

पतितोऽपि द्विजः श्रेष्ठो न च शूद्रो जितेन्द्रियः ।
निर्दुग्धा चापि गौः पूज्या न च दुग्धवती खरी ॥ १ ॥
अश्वालम्भं गवालम्भं संन्यासं पलपैतृकम् ।
देवराच्च सुतोत्पत्तिं कलौ पञ्च विवर्जयेत् ॥ २ ॥
नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीबे च पतिते पतौ ।
पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥ ३ ॥
यथा नदीनदाः सर्वे सागरे यान्ति संस्थितिम् ।
तथैवाश्रमिणः सर्वे गृहस्थे यान्ति संस्थितिम् ॥ १ ॥

[मनु० ६ । ९०]

یہ فرضی شلوک[1] پراشری سمرتی کے ہیں۔ جو بُرے کام کرنے والے دوِج کو اعلےٰ اور نیک کام کرنے والے شوُدر کو ادنیٰ مانیں۔ تو اس سے بڑھکر طرفداری ۔ بے انصافی اور ادھرم کیا ہوگا؟ (جیسے) دودھ دینے والی یا نہ دینے والی گائے گوالوں کی پرورش کی مستحق ہوتی ہے۔ کیا ویسے ہی کمہار وغیرہ سے گدہی پرورش کی مستحق نہیں ہوتی؟ اور یہ مثال بھی صادق نہیں آتی ۔ کیونکہ دوِج اور شوُدر دونوں ہی ایک نوع یعنی انسان ہیں۔ اور گائے اور گدھی مختلف نوع کے ہیں۔ اگر کسی طرح سے ان حیوانوں کی قسم سے ہی ہونے کی وجہ پر ایک پہلو سے اس مثال کی مطابقت ہو بھی تو اس کا منشا ناواجب ہونے سے یہ شلوک سمجھدار آدمیوں کے لئے قابل تسلیم نہیں ہو سکتے ۔ جب گھوڑے یا گائے کو مار کر ہوم کرنا ہی وید کے مطابق نہیں۔ تو کلجگ میں اس کی ممانعت کرنی وید کے خلاف کیوں نہیں؟ اگر کلجگ

[1] ان شلوکوں کا ترجمہ یہ ہے ۔برہمن گرا ہوا بھی بڑا ہے ۔شوُدر جتیندری بھی بڑا نہیں۔گائے بنا دودھ بھی عزت کے لائق ہے ۔گدھی دودھ دینے والی بھی عزت کے لائق نہیں گھوڑے گائے کو مارنا سنیاس اور مانس کا پنڈ دیور سے اولاد پیدا کرنی یہ پانچ کام کلجگ میں چھوڑ دے خاوند مفقود الخبر ہو جانے مرجانے سنیاسی ہو جانے اور نامرد ہونے اور گرجانے پر یعنی ان پانچ مصیبتوں میں عورتوں کیلئے دوسرا خاوند جائز ہے ۔

میں اِس بُرے کام کی ممانعت مانی جائیگی ۔ تو تریتا وغیرہ میں اُس کی اجازت ہو جائیگی ۔ مگر ایسے بُرے کام کا اچھے جگ میں ہونا ہر طرح ناممکن ہے ۔ اور سنیاس کی وید وغیرہ شاستروں میں اجازت ہے ۔ اس کی ممانعت کرنی بے بنیاد ہے ۔ اگر گوشت خوری کی ممانعت ہے ۔ تو ہمیشہ ہی ممانعت ہے ۔ جب دیور سے لڑکا پیدا کرنا ویدوں میں لکھا ہے ۔ تو اس شلوک کا بنانے والا کیوں بکواس کرتا ہے ۔
اگر خاوند کسی دُور دراز ملک کو گیا ہو ۔ اور گھر میں عورت نیوگ کرلے اور پھر اُسی وقت بیاہتا خاوند آجائے ۔ تو وہ کس کی جورو ہو ؟ کوئی کہے کہ بیاہتا خاوند کی ہم نے مانا ۔ پر ایسا قاعدہ پراشری میں تو نہیں لکھا ۔ کیا عورت کے پانچ ہی مصیبت کے وقت ہیں ؟ اگر بیمار پڑا ہو یا لڑائی ہوگئی ہو وغیرہ مصیبت کے موقعہ پانچ سے بھی زیادہ ہیں ۔ اسلئے ایسے ایسے شلوکوں کو کبھی نہ ماننا چاہیئے ۔ سوال ۔ کیوں جی تم پراشری کی بات کو بھی نہیں مانتے ؟ جواب ۔ خواہ کسی کی بات ہو ۔ وید کے خلاف ہونے سے قابل تسلیم نہیں ۔ اور یہ تو پراشری کا قول بھی نہیں ہے ۔ کیونکہ جس طرح "برھما بولا" "وشسٹ بولا" "رام بولا" "وشو بولا" "وشنو بولا" "دیوی بولی" وغیرہ اچھے اچھے لوگوں کا نام لکھکر کتاب اس لئے بناتے ہیں ۔ کہ سب کے قابل تعظیم لوگوں کے نام سے سارا جہان اس کو تسلیم کرلے ۔ اور ہماری پوری پوری روزی بھی بنی رہے ۔ اس لئے بیہودہ باتوں سے بھری ہوئی کتابیں تصنیف کرتے ہیں ۔ کچھ کچھ باہر سے ڈالے ہوئے شلوکوں کو چھوڑکر منوسمرتی ہی وید کے مطابق ہے ۔ اور کوئی سمرتی نہیں ۔ ایسے ہی اور فرضی کتابوں کی حالت سمجھ لو ۔

سوال ۔ گرہست آشرم سب سے چھوٹا ہے ۔ یا بڑا ؟

جواب ۔ اپنے اپنے فرائض پورے کرنے میں سب بڑے ہیں ۔ لیکن

यथा वायुं समाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्वजन्तवः ।
तथा गृहस्थमाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्व आश्रमाः ॥ २ ॥

यस्मात्त्रयोऽप्याश्रमिणो दानेनान्नेन चान्वहम् ।
गृहस्थेनैव धार्य्यन्ते तस्माज्ज्येष्ठाश्रमो गृही ॥ ३ ॥
स संधार्यः प्रयत्नेन स्वर्गमक्षयमिच्छता ।
सुखं चेहेच्छता नित्यं योऽधार्यो दुर्बलेन्द्रियैः ॥ ४ ॥
[मनु० ३ । ७७—७९]

جس طرح چھوٹی چھوٹی ندیاں اور بڑے بڑے دریا وہیں تک چلتے رہتے ہیں کہ سمندر میں جاکر مل جائیں۔ اسی طرح گرہستی ہی کے سہارے سب آشرم قایم رہتے ہیں۔ بغیر اس آشرم کے کسی آشرم کا کوئی کام پورا نہیں ہوتا (۱) کیونکہ برہمچاری بان پرستی اور سنیاسی تینوں آشرموں کو خوراک وغیرہ دے کر ہر روز گرہستی ہی قایم رکھتا ہے۔ اس لیے گرہست آشرم افضل ترین ہے۔ کیوں کہ اس پر تینوں آشرموں کا انحصار ہے (۲) اس لیے جو نجات اور دنیاوی خوشیوں کا طالب ہو وہ کوشش سے گرہست آشرم اختیار کرے (۳) جو گرہست آشرم ناتوان کمزور اعضا یعنی بزدل آدمی کے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔ اس کو اچھی طرح قابلیت کے ساتھ اختیار کرے (۴) اس لیے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اس کی بنا گرہست آشرم میں ہے۔ اگر گرہست آشرم نہ ہوتا۔ تو اولاد کے پیدا نہ ہونے سے برہمچرج۔ بان پرستھ اور سنیاس آشرم کہاں سے ہو سکتے؟ جو شخص گرہست آشرم کی برائی کرتا ہے۔ وہ خود برا ہے۔ اور جو تعریف کرتا ہے۔ وہی تعریف کے قابل ہے۔ لیکن تبھی گرہست آشرم میں سکھ ہوتا ہے۔ جب عورت مرد دونو آپس میں خوش۔ عالم۔ پر استقلال۔ اور سب طرح کے معاملات سے واقف ہوں۔ اس لیے گرہست آشرم کے سکھ کا اصلی باعث برہمچرج اور متذکرہ بالا سویمبر بیاہ ہے۔

یہ مختصر طور پر اختتام تعلیم۔ بیاہ اور گرہست آشرم کے بارے میں لکھا ہے اس کے آگے بان پرستھ اور سنیاس آشرم کا بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں باب

بان پرستھ اور سنیاس آشرم کے بیان میں

ब्रह्मचर्य्याश्रमं समाप्य गृही भवेत् गृही भूत्वा वनी भवेत् वनी भूत्वा प्रव्रजेत् ॥ शत० कां० १४ ॥

بان پرستھ آشرم انسانوں کو واجب ہے کہ برہمچرج آشرم کو پورا کر کے گرہستی ہونے کے بعد بان پرستھی اور بان پرستی ہونے کے بعد سنیاسی ہوں۔ یہ ترتیب وار آشرموں کا قاعدہ ہے۔

एवं गृहाश्रमे स्थित्वा विधिवत्स्नातको द्विजः
वने वसेत्तु नियतो यथावद्विजितेन्द्रियः ॥ १ ॥
गृहस्थस्तु यदा पश्येद्वलीपलितमात्मनः ।
अपत्यस्यैव चापत्यं तदारण्यं समाश्रयेत् ॥ २ ॥
संत्यज्य ग्राम्यमाहारं सर्वं चैव परिच्छदम् ।
पुत्रेषु भार्यां निःक्षिप्य वनं गच्छेत्सहैव वा ॥ ३ ॥
अग्निहोत्रं समादाय गृह्यं चाग्निपरिच्छदम् ।
ग्रामादरण्यं निःसृत्य निवसेन्नियतेन्द्रियः ॥ ४ ॥
मुन्यन्नैर्विविधैर्मेध्यैः शाकमूलफलेन वा ।
एतानेव महायज्ञान्निर्वपेद्विधिपूर्वकम् ॥५॥ मनु० [६।१-५]

سناتک و دیا کے سمودر میں نہا چکا ہوا) برہمچرج کر کے گرہست آشرم کا اختیار

کرنے والا وید یعنی برہمن۔ کھتری اور ویش گرہست میں قائم رہ کر نشچت آتما
(یعنی روح کی) اصلیت کو سمجھنے والا اور مستقل مزاج ہو کر اچھی طرح اندریوں کو بس
میں کر کے جنگل میں رہائش کرے۔ لیکن جب گرہستی کے سر کے بال سفید ہو جاویں
اور جلد ڈھیلی پڑ جاوے۔ اور اسکے ہاں پوتا بھی ہو گیا ہو۔ تب جنگل میں جا بسے
(۲) بستی کے سب کھانے اور کپڑے وغیرہ اچھی اچھی اشیاء، چھوڑے عورت
کو لڑکوں کے سپرد کر کے یا اپنے ساتھ لیکر جنگل میں رہائش کرے۔ (۳)
اگنی ہوتر کے سب سامان لیکر نکل پختہ حواس کو ضبط میں رکھتا ہوا جنگل میں
جا کر رہائش کرے۔ (۴) کئی کئی قسم کے سامان وغیرہ کھانے کی چیزیں۔ اچھے
اچھے ساگ۔ جڑیں۔ پھل۔ پھول قند وغیرہ سے پانچوں مہا یگیہ کرے۔
جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اور اسی سے اتھتی کی خدمت بھی کرے۔ اور آپ بھی
گذارہ کرے۔

स्वाध्याये नित्ययुक्तः स्याद्दान्तो मैत्रः समाहितः ।
दाता नित्यमनादाता सर्वभूतानुकम्पकः ॥ १ ॥
अप्रयत्नः सुखार्थेषु ब्रह्मचारी धराशयः ।
शरणेष्वममश्चैव वृक्षमूलनिकेतनः ॥ २ ॥ मनु० [६।८-२६]

ہمیشہ پڑھنے پڑھانے میں مصروف۔ دلکو قابو رکھنے والا۔ سب کا دوست (خیر خواہ)
اندریوں پر غالب۔ علم وغیرہ کی بخشش کرنے والا۔ اور سب پر مہربان (رہو) کسی سے
کوئی چیز بھی نہ لے۔ (۱) ہمیشہ اسیطرح زندگی بسر کرے۔ جسم کے آرام کے واسطے
زیادہ کوشش نہ کرے۔ بلکہ برہمچاری (بنا رہے) یعنی اپنی عورت اگر ساتھ
ہو تو بھی اسکے ساتھ بھوگ کی خواہش ہرگز نہ کرے۔ زمین پر سووے۔ اپنے
کے پاس جو چیزیں ہوں۔ ان میں دل نہ لگاوے درخت کے نیچے رہائش کرے۔

तपः श्रद्धे ये ह्युपवसन्त्यरण्ये शान्ता विद्वांसो भैक्षचर्यां
चरन्तः, सूर्यद्वारेण ते विरजाः प्रयान्ति यत्राऽमृतः स

पुरुषो ह्यव्ययात्मा ॥११॥ मुण्ड० ॥ खं० २ । मं० ११ ॥

جو حلیم الطبع عالم لوگ جنگل میں تپسیا (دھرم) پر چلکر راستی کے ساتھ بھیک مانگ کر گزارہ کرتے اور جنگل ہی میں رہتے ہیں۔ وہ غیرفانی۔ وجود کامل محبت اور نفع و نقصان سے مبرّا پرمیشور کے ہاں پاک ہو کر پرانوں کی وساطت سے اس پرماتما کو حاصل کر کے مسرور ہو جاتے ہیں۔

अभ्यादधामि समिधमग्ने व्रतपते त्वयि ।
व्रतञ्च श्रद्धां चोपैमीन्धे त्वा दीक्षितो अहम् ॥ १ ॥

بان پرستھی کو واجب ہے کہ وہ آگ میں ہوم کر کے دیکشتھ ہو کر برت۔ راستی اور اعتقاد کو حاصل کرے ایسی خواہش کے ساتھ بان پرستھ ہو کر کئی طرح کی تپسیا نیک لوگوں کی صحبت۔ یوگا۔ بھیاس۔ غور و فکر سے علم (حقیقی) اور پاکیزگی حاصل کرے۔ بعد ازاں جب سنیاس لینے کی خواہش ہو۔ عورت کو لڑکوں کے پاس بھیجدے۔ پھر سنیاس لے۔ مختصر طور پر بان پرستھ کا یہ طریق بیان کر دیا۔
اب سنیاس کا طریق لکھتے ہیں۔

वनेषु च विहृत्यैव तृतीयं भागमायुषः ।
चतुर्थमायुषो भागं त्यक्त्वा सङ्गान् परिव्रजेत् । मनु० ६।३३

سنیاس آشرم بان پرستھی ہو کر اسی طرح جنگل میں عمر کا تیسرا حصہ یعنی پچاسویں برس سے پچھترویں برس تک گذار کر عمر کے چوتھے حصے میں میل ملاپ (یا ساتھیوں) کو چھوڑ کر پری براٹ (چاروں طرف گھومنے والا یعنی سنیاسی) ہو جاوے۔

سوال جو گرہست آشرم اور بان پرستھ کئے بغیر سنیاس آشرم کرے۔ وہ گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ **جواب** ہوتا ہے اور نہیں بھی ہوتا **سوال** یہ مختلف باتیں کیوں کہتے ہو۔ **جواب**۔ دو مختلف باتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اوائل عمر میں تارک الدنیا

ہو کر شہرت میں غلطاں ہو - وہ بڑا گنہگار ہے اور جو غلطاں نہ ہو وہ بڑا دھر
ماتما اور نیک آدمی ہے -

यदहरेव विरजेत्तदहरेव प्रव्रजेद्वनाद्वा गृहाद्वा, ब्रह्मचर्यादेव
प्रव्रजेत् ॥

یہ برہمن گرنتھ کے قول ہیں - جس دن (دنیاوی خواہشات) سے نفرت پیدا ہو
اسی دن گھر یا جنگل سے سنیاس حاصل کرے - سنیاس کا ایک پہلو پہلے آشرم وا
بیان کر دیا ہے - یعنی ہر ایک آشرم سے گذر کر سنیاس لیوے (دوسرا پہلو یہ ہے ک
گرہست آشرم یا بان پرست آشرم سے ہی سنیاس لے لے - اور تیسرا پہلو یہ ہے
کہ جو فاضل - کامل اندریوں پر غالب - شہوت نفسانی سے مبرا - دوسرے کی بھلا
کرنے کا خواہاں ہو - وہ برہمچرج آشرم ہی سے سنیاس لے لے اور ویدوں میں
بھی यतः ब्राह्मणस्य, विजानतः وغیرہ الفاظ سے سنیاس کی اجازت
مگر

नाविरतो दुश्चरितान्नाशान्तो नासमाहितः ।
नाशान्तमानसो वापि प्रज्ञानेनैनमाप्नुयात् ॥

कठ० । वल्ली० ४ । मं० २३ ॥

جو بدکرداری سے الگ نہیں - جسکو شانتی نہیں - جسکی روح یوگ کرنے کے قا
نہیں اور جس کا دل یا من (متانت) نہیں - وہ سنیاس لیکر بھی پرگیان یعنی ع
حقیقی - (ذہنی طور پر سمجھ لینے) سے پرماتما کو حاصل نہیں کرتا - اس لئے

यच्छेद्वाङ्मनसी प्राज्ञस्तद्यच्छेद् ज्ञान आत्मनि
ज्ञानमात्मनि महति नियच्छेत्तद्यच्छेच्छान्त आत्मनि ॥

कठ० । वल्ली ३ । मं० १३ ॥

دانشمند سنیاسی کو چاہئے - زبان اور دلکو گناہ (کرنے) سے روک کر انکو گیان -
(علم حقیقی) اور آتما میں لگا دے - اور اپنے اس وگیان والے آتما کو پرماتما میں
لگا دے - اور اس وگیان کو شانت سروپ آتما میں قائم کرے -

परीक्ष्य लोकान् कर्मचितान् ब्राह्मणो निर्वेदमायान्नास्त्यकृतः कृतेन। तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥ मुण्ड० । खं० २ । मं० १२ ॥

سب دنیاوی خوشیاں (اپنے) افعال کا نتیجہ سمجھ کر برہمن (برہم کے جاننے والا) یعنی سنیاس ویراگ حاصل کرے۔ کیونکہ اکرت (نہ کیا ہوا) پرماتما صرف کرت (کیے ہوئے) افعال سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہاتھ میں کچھ نذرانہ لے کر وید اور پرمیشر کے جاننے والے گورو کے پاس وگیان (علم الٰہی سیکھنے) کے لئے جاوے اور سب شکوک رفع کرے۔ لیکن ہاشیہ مفصلہ ذیل اشخاص کی صحبت سے بچا رہے۔

अविद्यायामन्तरे वर्त्तमानाः स्वयं धीराः पण्डितम्मन्यमानाः। जङ्घन्यमानाः परियन्ति मूढा अन्धेनैव नीयमाना यथान्धाः ॥ १ ॥ अविद्यायां बहुधा वर्त्तमाना वयं कृतार्था इत्यभिमायन्ति बालाः। यत्कर्मिणो न प्रवेदयन्ति रागात् तेनातुराः क्षीणलोकाश्च्यवन्ते ॥ २ ॥

मुण्ड० । खं० २ । मं० ८ । ९

جو اپنے آپ کو عاقل اور عالم ماننے میں دریائے جہالت میں غوطے لگا رہے ہیں وہ نادان تنزل کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ جس طرح اندھے کے پیچھے اندھے دردِ شتا (تباہی) میں جا پھنستے ہیں۔ اسی طرح وہ (لوگ) بھی تکلیف اٹھاتے ہیں جو جہالت کی تاریکی میں رہتے۔ بچوں کی سی سمجھ رکھتے اور اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہیں دنیا کی الفت کے مفتون کرم کانڈی لوگ جو پرمیشر کو نہ تو جان سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اسکی معرفت کرا سکتے ہیں۔ وہ لاچار ہو کر پیدا ہونے اور مرنے کی تکلیف میں گرے رہتے ہیں۔ اس لئے۔

वेदान्तविज्ञानसुनिश्चितार्थाः संन्यासयोगाद्यतयः शुद्धसत्वाः। ते ब्रह्मलोकेषु परान्तकाले परामृताः परिमुच्यन्ति

सर्वे ॥ मुण्ड० । खं० २ । मं० ६ ॥

جو ویدانت (پرمیشور کا بیان کرنے والے وید منتروں کے اصلی معانی اور نیک چال چلن) میں بخوبی مستعد سنیاس یوگ سے صاف دل سنیاسی ہوتے ہیں - وہ پرمیشور میں نجات کی راحت کو حاصل کرنے اور بھوگنے (یعنی مکتی میں سکھ کی انتہا ہو جانے) کے بعد وہاں سے چھوٹ کر دنیا میں آتے ہیں -
مکتی کے بغیر دُکھ دور نہیں ہوتا کیونکہ -

न वै सशरीरस्य सतः प्रियाप्रिययोरपहतिरस्त्यशरीरं वावसन्तं न प्रियाप्रियं स्पृशतः ॥ छान्दो० प्र० ८ । खं० १२

جو جسم رکھتا ہے - وہ رنج و راحت سے کبھی آزاد نہیں رہ سکتا - اور جب بے جسم آتما مکتی کی حالت میں سرود یا پک پرمیشور کے ساتھ پاک ہو کر رہتا ہے تب اسکو دنیاوی آرام یا تکلیف نہیں ہوتی - اس لئے

पुत्रैषणायाश्च वित्तैषणायाश्च लोकैषणायाश्च व्युत्थायाथ भिक्षाचर्यं चरन्ति ॥ शत० कां १४ । (प्र० ५ । ब्रा० २ । कं० १

سنیاسی لوگ جہاں میں رتبہ پانے - دولت سے (سکھ) بھوگنے - دنیاوی عزت اور بچوں وغیرہ کی محبت چھوڑ چھاڑ کر بھیک مانگ کر رات دن حصول نجات کے وسائل میں مصروف رہتے ہیں -

प्राजापत्यां निरुप्येष्टिं तस्यां सर्ववेदसं हुत्वा ब्राह्मणः प्रव्रजेत् ॥ १ ॥ यजुर्वेद ब्राह्मणे ॥

प्राजापत्यां निरुप्येष्टिं सर्ववेदसदक्षिणाम् ।
आत्मन्यग्नीन्समारोप्य ब्राह्मणः प्रव्रजेद् गृहात् ॥ २० ॥
यो दत्वा सर्वभूतेभ्यः प्रव्रजत्यभयं गृहात् ।
तस्य तेजोमया लोका भवन्ति ब्रह्मवादिनः ॥ ३ ॥

मनु० [६ । ३८ । ३९]

پرجاپتی (خلقت کے مالک) یعنی پرمیشور کے حاصل کرنے کے لئے برہم کو جاننے والا برھمن اشٹی (یگ) کرکے اس (یگ) میں یگیوپویت (جنیو) چوٹی وغیرہ نشانوں کو چھوڑ کر آہوتیہ (ہون کرنے کے قابل) وغیرہ پانچ اگنیوں[1] کو پانچوں پرانوں پران - اپان - ویان - اودان اور سمان میں قایم کرکے گھر سے نکلکر سنیاسی ہوجاوے - ساری جاندار مخلوق کو بے خوفی کی بخشش دے کر جو شخص گھر سے نکل کر سنیاسی ہوتا اور اس برہم وادی یعنی پرمیشور کے ظاہر کردہ ویدوں کہے ہوئے دھرم وغیرہ علوم کی ہدایت کرتا ہے - وہ نورانیت پاتا ہے یعنی اُسے مکتی کی پُرراحت حاصل ہوتی ہے

سوال - سنیاسیوں کا کیا دھرم ہے؟ جواب - تعصب سے پاک ہونا - انصاف پر چلنا - راستی کا قبول کرنا - جھوٹ کا ترک کرنا وید وکت ایشور کے احکام کی پیروی - دوسروں کی بھلائی کرنا راست گوئی وغیرہ دھرم سب کے اوصاف تو سب آشرموں والوں یعنی بنی نوع انسان کے لئے ایک ہی ہیں لیکن سنیاسی کے خاص فرائض یہ ہیں -

तदा सुखमवाप्नोति प्रेत्य चेह च शाश्वतम् ॥ १३ ॥
चतुर्भिरपि चैवैतैर्नित्यमाश्रमिभिर्द्विजैः ।
दशलक्षणको धर्मः सेवितव्यः प्रयत्नतः ॥ १४ ॥
धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम् ॥ १५ ॥
अनेन विधिना सर्वांस्त्यक्त्वा संगाञ्शनैः शनैः ।
सर्वद्वन्द्वविनिर्मुक्तो ब्रह्मण्येवावतिष्ठते ॥ १६ ॥
मनु० अ० ६ । [४६ । ४८ । ४६ । ५२ । ६० । ६६ । ६७ । ७० । ७२ । ७५ । ८० । ८१ । ९१ । ९२]

[1] پانچ یگیوں کی پانچ اگنیاں (مترجم)

दृष्टिपूतं न्यसेत्पादं वस्त्रपूतं जलं पिबेत् ।
सत्यपूतां वदेद्वाचं मनः पूतं समाचरेत् ॥ १ ॥
क्रुद्ध्यन्तं न प्रतिक्रुध्येदाक्रुष्टः कुशलं वदेत् ।
सप्तद्वारावकीर्णां च न वाचमनृतां वदेत् ॥ २ ॥
अध्यात्मरतिरासीनो निरपेक्षो निरामिषः ।
आत्मनैव सहायेन सुखार्थी विचरेदिह ॥ ३ ॥
क्लृप्तकेशनखश्मश्रुः पात्री दण्डी कुसुम्भवान् ।
विचरेन्नियतो नित्यं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥ ४ ॥
इन्द्रियाणां निरोधेन रागद्वेषक्षयेण च ।
अहिंसया च भूतानाममृतत्वाय कल्पते ॥ ५ ॥
दूषितोऽपिचरेद्धर्मं यत्र तत्राश्रमे रतः ।
समः सर्वेषु भूतेषु न लिंगं धर्मकारणम् ॥ ६ ॥
फलं कतकवृक्षस्य यद्यप्यम्बुप्रसादकम् ।
न नामग्रहणादेव तस्य वारि प्रसीदति ॥ ७ ॥
प्राणायामा ब्राह्मणस्य त्रयोपि विधिवत्कृताः ।
व्याहृतिप्रणवैर्युक्ता विज्ञेयं परमन्तपः ॥ ८ ॥
दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः ।
तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥ ९ ॥
प्राणायामैर्दहेद्दोषान् धारणाभिश्च किल्विषम् ।
प्रत्याहारेण संसर्गान् ध्यानेनानीश्वरान् गुणान् ॥ १० ॥
उच्चावचेषु भूतेषु दुर्ज्ञेयामकृतात्मभिः ।
ध्यानयोगेन संपश्येद् गतिमस्यान्तरात्मनः ॥ ११ ॥
अहिंसयेन्द्रियासङ्गैर्वैदिकैश्चैव कर्मभिः ।
तपसश्चरणैश्चोग्रैस्साधयन्तीह तत्पदम् ॥ ०२ ॥
यदा भावेन भवति सर्वभावेषु निस्पृहः ।

سنیاسی راستہ پر چلتے اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ نظر نیچے کرکے چلے۔ پانی کو ہمیشہ کپڑے سے چھان کر پیئے۔ سدا سچ ہی بولے۔ ہمیشہ دل سے بچار کر سچ کو قبول کرے جھوٹ چھوڑ دوے۔ (۱) جہاں اور جب کہیں اپدیش یا مباحثہ وغیرہ میں کوئی شخص (سنیاسی پر غصہ یا اسکی مذمت کرے تو سنیاسی کو مناسب ہے کہ اس پر خود غصہ نہ ہو بلکہ ہمیشہ اسکی خیر خواہی مدِ نظر رکھکر) اپدیش ہی کیا کرے۔ اور منہ کے ایک ناک۔ آنکھوں۔ کانوں کے دو دو سوراخوں سے کسی طرح بھی کبھی پریشان کلام (غلط پیرائے میں ظاہر نہ کرے) یعنی جھوٹ نہ بولے۔ (۲) اپنی روح اور پرمیشور میں قایم تو قع سے آزاد۔ شراب۔ گوشت وغیرہ سے متحذر ہوکر روح ہی کی مدد سے راحت کا متلاشی بن کر اس دنیا میں دھرم اور علم کی ترقی کرنے کی خاطر اپدیش کرنے کے لئے پھرتا رہے۔ (۳) بال۔ ناخن۔ ڈاڑھی۔ مونچھ کو کٹوا ڈالے خوبصورت برتن عصا اور کسمبھے وغیرہ کے (رنگ) سے رنگے ہوئے کپڑے لے کر نشچت آتما کسی مخلوق کو ایذا نہ پہنچا کر سب جگہہ جاوے آوے (۴) اندریوں کو گناہ کے کاموں سے روک کر محبت اور نفرت کو چھوڑ کر سب جانداروں سے بغیر کینہ برتاؤ کرکے نجات کے لئے (اپنی) قابلیت بڑھایا کرے (۵) دنیا میں کوئی اسکی مذمت کرے یا تعریف وہ خواہ کسی آشرم میں کیوں نہ ہو۔ سب جانداروں میں بے لگاؤ ہوکر آپ بھی دھرماتما (بنے) اور اوروں کو بھی دھرماتما بنانے کی کوشش کیا کرے اور اپنے دل میں یہ یقین رکھے کہ عصا۔ کمنڈل اور رنگدار کپڑے وغیرہ نشانات رکھنے ہی دھرم نہیں بلکہ انسان وغیرہ سب جانداروں کو سچی ہدایت اور علم کے عطا کرنے سے ترقی کرنا سنیاسی کا اعلیٰ فرض ہے (۶) کیونکہ اگرچہ نرملی کے درخت کے پھل کو پیس کر گدلے جل میں ڈالنے سے پانی صاف ہو جاتا ہے۔ تو بھی بن ڈالے اسکا نام لینے یا صرف سننے سے پانی صاف نہیں ہوسکتا۔

(۷) اس لئے برہمن یعنی برہم کے جاننے والے سنیاسی کو واجب ہے

اونکار (جپ کرنے سے پیشتر) سات ویاہرتیوں (اسمائے اعظم) سے قاعدہ کے مطابق جتنی طاقت ہو اتنی پرانایام کرے۔ لیکن تین سے کم پرانایام تو کبھی نہ کرے یہی سنیاسی کی اعلیٰ تپسیا ہے (۸) کیونکہ جسطرح آگ میں جلانے اور گلانے سے دھاتوں کی میل دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پرانوں کے روکنے سے من وغیرہ اندریوں کے نقص جلکر راکھ (خاک) ہو جاتے ہیں (۹) اسی لئے سنیاسی لوگ ہمیشہ ہی پرانایام سے روح دل اور اندریوں کے نقص۔ دھارناؤں سے گناہ پرتیاہار سے صحبت کے نقص۔ دھیان سے ایشور کے خلاف اوصاف یعنی شادی وغمی اور جہالت وغیرہ جیو کے نقصوں کو جلا کر خاک کر دیں (۱۰) اسی دھیان یوگ سے اپنے آپ اور اپنی روح اور انتریامی پرمیشور کے ظہور کو اپنے اندر دیکھے۔ وہ لوگ جو یوگی نہیں اور جاہل ہیں۔ چھوٹی بڑی چیزوں میں اس پرماتما کا موجود ہونا مشکل سے جان سکتے ہیں (۱۱) ساری مخلوق سے کینہ رکھے بغیر اندریوں کے ذریعے بھوگی جانے والی اشیاء ترک کرنے۔ ویدمیں لکھے ہوئے افعال اور نہایت سخت تپسیا سے اس دنیا میں نجات کے درجہ کو متذکرہ بالا سنیاسی ہی حاصل کر اور کروا سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں (۱۲) جب سنیاسی سب خیالات اور اشیاء سے بے تعلق اور بے رغبت باہر اندر کے سب کاروبار میں (نیک) بھاؤ (مقاصد) سے پاکیزہ ہوتا ہے۔ تب ہی اس جسم میں اور بعد موت لازوال راحت پاتا ہے۔ (۱۳) اس لئے برہمچاری گرہستی ۔ بان پرستی اور سنیاسیوں کو واجب ہے کہ کوشش کرکے دھرم کی مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کریں (۱۴) اول ہمیشہ دھیرج یعنی صبر رکھنا۔ (دوم) کھما یعنی مدح و مذمت ۔ عزت و بے عزتی ۔ نفع و نقصان وغیرہ دکھوں کا متحمل ہونا۔ (سوم) دم یعنی دل کو ہمیشہ دھرم میں لگا کر ادھرم سے روکنا یعنی ادھرم کرنے کی خواہش بھی پیدا نہ ہو (چہارم) استیہ ۔ چوری کا چھوڑنا یعنی (مالک کی) اجازت کے بغیر یا دھوکا و فریب (کرکے اور) اعتبار جما کر دام دام پھنسانا یا کوئی (اور) کاروائی یا وید کے خلاف ہدایت کرکے دوسرے کی چیز لے

لینا چوری (ہے) اور اسکو چھوڑ دینا ساہوکاری کہلاتا ہے (پنجم) شوچ یعنی رغبت
نفرت و طرفداری چھوڑکر باطنی اور پانی مٹی کے ساتھ مانجھنے وغیرہ سے ظاہری پاکیزگی
رکھنا۔ (ششم) اندری نگرہ یعنی اندریوں کو گناہ کے کاموں سے روک کر ہمیشہ دھرم
ہی پر چلانا (ہفتم) دھی یعنی منشی اشیاء، عقل میں خلل لانیوالی اور چیزیں۔ بدوں
کی صحبت۔ کسی غفلت وغیرہ کو چھوڑکر اچھی اشیاء کے استعمال نیک آدمیوں
کی صحبت۔ یوگا بھیاس سے عقل بڑھانا (ہشتم) ودیا یعنی زمین سے لیکر پرمیشور
تک سچے علوم (کا جاننا) اور ان سے مناسب طور پر فائدہ اٹھانا ست جیسا آتما
میں ویسا من میں ویسا کلام میں جیسا کلام میں ویسا فعل میں ہو۔ ودیا (علم) ہے
اور اس کے برعکس اودیا (جہالت) (نہم) ست یعنی جو بات جیسی ہو اسے ویسا
ہی سمجھنا ویسا ہی بولنا اور ویسا ہی کرنا (دہم) اکرودھ یعنی غصہ وغیرہ نقصوں کو
چھوڑکر شانتی (دلی امن) وغیرہ اوصاف کا اختیار کرنا ان دس اوصاف والے تعصب
سے بری انصاف پر مبنی دھرم چاروں آشرموں والے عمل کریں اور اسی وید میں
کہے ہوئے دھرم ہی پر آپ بھی چلنا اور اوروں کو بھی سمجھا کر چلانا سنیاسیوں کا خاص
دھرم (فرض) ہے اسی طرح آہستہ آہستہ صحبت کے سب نقصوں کو چھوڑکر شادی
و غمی وغیرہ سے منہ موڑکر سنیاسی برہم ہی میں قائم ہوتا ہے سنیاسیوں کا اعلیٰ فرض
یہی ہے کہ وہ سب گرہست وغیرہ آشرموں کو ہر طرح کے معاملات کا سچا یقین
دلا۔ (انہیں) جھوٹے کاموں سے ہٹا سب شک کرکے سچے دھرم کے کاموں میں لگاویں

سوال ۔ سنیاس اختیار کرنا برہمن ہی کا دھرم ہے یا کھتری وغیرہ کا بھی؟ **جواب**
برہمن کو ادھکار ہے۔ کیونکہ جو سب ورنوں میں فاضل کامل دھارمک، پراوپکار کو
اچھا سمجھنے والا آدمی ہے۔ اسی کا نام برہمن ہے۔ بغیر مکمل علم و دھرم پرمیشور کے
سہارے اور ویراگ کے سنیاس لینے سے دنیا کو خاص فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس
لئے یہ زبان زد خلایق ہے۔
کہ برہمن کو سنیاس کا ادھکار ہے۔ اور کسی کو نہیں۔

اس بارہ میں منو کی سند بھی ہے۔

एष वोऽभिहितो धर्मो ब्राह्मणस्य चतुर्विधः ।
पुण्योऽक्षयफलः प्रेत्य राजधर्मान् निबोधत ॥ मनु० ६।९७

منوجی مہاراج یہ کہتے ہیں کہ اے رشیو! یہ چار طرح کا آشرم یعنی برہمچرج ۔ گرہستھ بان پرستھ اور سنیاس کرنا برہمن کا دھرم ہے ۔ اس جہان میں ثواب اور جسم چھوڑنے کے بعد نجات کی لازوال راحت دینے والا سنیاس دھرم ہے ۔ اسکے بعد راجاؤں کا دھرم مجھ سے سنو۔

اس لئے ثابت ہوا کہ سنیاس لینے کا ادھکار زیادہ تر برہمن کا ہے ۔ اور کھتری وغیرہ کا برہمچرج آشرم ہے۔

سوال ۔ سنیاس لینے کی ضرورت کیوں ہے؟ **جواب** ۔ جس طرح جسم میں سر کی ضرورت ہے ۔ ویسے ہی آشرموں میں سنیاس آشرم کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بعد ودیا اور دھرم کبھی ترقی نہیں کر سکتے ۔ دوسرے آشرموں کو تحصیل علم ۔ گھر کے انتظام تپسیا وغیرہ میں مصروف ہونے کے سبب فرصت بہت کم ملتی ہے طرفداری چھوڑ کر (ایک دوسرے سے) برتاؤ کرنا آشرموں کے لئے مشکل ہے ۔ جس طرح سنیاسی سب سے آزاد ہو کر دنیا کا اپکار کرتا ہے ۔ اسی طرح اور آشرم والا نہیں کر سکتا کیونکہ سنیاسی کو سچے علوم سے پدارتھوں کی واقفیت اور ان سے (ترقی کرنے) کا جتنا موقعہ ملتا ہے ۔ اتنا دوسرے آشرم والے کو نہیں مل سکتا ۔ لیکن برہمچرج کے بعد سنیاسی ہو کر دنیا کو اچھی ہدایت دیکر جتنی ترقی (کوئی شخص) کر سکتا ہے ۔ اتنا ہی گرہستھ آشرم کر کے سنیاس آشرم میں آکر نہیں کر سکتا

سوال ۔ سنیاس لینا ایشور کے مدعا کے خلاف ہے ۔ کیونکہ ایشور کا مدعا انسانوں کی افزائش ہے ۔ جب گرہست آشرم نہیں کریگا تو اولاد ہی (نہ) ہوگی جب سنیاس آشرم ہی افضل ہے ۔ اور سب آدمی (اسے ہی اختیار) کریں تو انسانوں کی نسل ہی غارت ہو جائے ۔ **جواب** ۔ اچھا شادی کر کے بھی بہت

شخصوں کی اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر برباد ہو جاتی ہے - پھر وہ بھی ایشور کی مرضی کے خلاف ہوا - اگر تم کہو (جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے) "کوشش کرنے پر بھی پورا نہ ہو - تو اسمیں کیا قصور ہے" تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ گرہست آشرم میں اولاد کی کثرت سے ان کی باہمی مخالفانہ کارروائیوں سے لڑ مرنے میں کتنا نقصان ہوتا ہے - سمجھ کے قصور سے بہت سی لڑائیاں ہوتی ہیں - جب ایک سنیاسی وید وکت دھرم کے اپدیش سے آپسمیں محبت پیدا کروائے گا - تو لاکھوں آدمیوں کو بچائے گا - (اور اس طریق سے) ہزاروں گرہستیوں کی طرح النسانوں کی افزائش کرے گا - اور سب انسان سنیاس لے ہی نہیں سکتے کیونکہ سب لوگ نفسانی خواہشات کو کبھی چھوڑ نہیں سکتے سنیاسیوں کے اپدیش سے لوگ دھارمک ہو جائیں گے - جان لو - وہ سب سنیاسی کے بیٹوں کے مانند ہیں

سوال - سنیاسی لوگ کہتے ہیں - کہ ہمیں کچھ بھی کرنا (ضروری) نہیں کھانا کپڑا لیکر موج میں رہنا - اور ایّا (فرضی دنیا) سے کیوں سر ٹکرانا ؟ اپنے آپ کو برہم مان کر خوش رہنا - کوئی آکر پوچھے - تو اسکو بھی ویسا ہی اپدیش کرنا - کہ تو بھی برہم ہے - تجھ کو پاپ پن نہیں لگتا - کیونکہ سردی - گرمی جسم کا بھوک پیاس پران کا - سکھ - دکھ من کا دھرم (خاصہ) ہے - جگت متھیا (جھوٹ) اور جگت کے بیوہار بھی سب فرضی یعنی جھوٹے ہیں - اسلئے اسمیں پھنسنا دانشمندوں کا کام نہیں جو پاپ پن ہوتا ہے - وہ جسم اور اندریوں کی ذاتی خاصیت ہے - روح کی نہیں (وہ تو) اس قسم کے اپدیش کرتے ہیں - اور انہے کچھ اور ہی سنیاس کا دھرم کہا ہے اب ہم کس کی بات سچی اور کس کی جھوٹی مانیں - جواب کیا اونکو اچھے کام بھی نہیں کرنے چاہئیں - دیکھو منوجی نے ویدوکت کام (دھرم والے سچے کام) سنیاسیوں کے لئے بھی ضرور کرنے لکھے ہیں کیا کھانا پہننا وغیرہ کام وہ چھوڑ سکیں گے - اگر وہ یہ کام نہیں چھوڑ سکتے - تو اعلیٰ کام چھوڑنے سے وہ پتت (گرے ہوئے) اور گنہگار ہوں گے - جب گرہستیوں سے کھانا کپڑا وغیرہ لیتے ہیں - اور

اس کے عوض ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ تو وہ مہاپاپی (بڑے گنہگار) نہیں ہونگے
جیسے آنکھ سے دیکھا۔ کان سے سنانہ جائے۔ تو آنکھ اور کان کا ہونا فضول ہے۔
ویسے ہی جو سنیاسی ست اپدیش اور وید وغیرہ سچے شاستروں پر غور اور ان کی اشاعت
نہیں کرتے وہ بھی دنیا میں فضول بوجھ کی طرح ہیں اور جو لوگ ایسی باتیں لکھتے
اور کہتے ہیں کہ فرضی دنیا سے سر کیوں ٹکرانا۔ ایسے اپدیش کرنے والے جھوٹے
اور گناہ کے بڑھانے والے پاپی ہیں۔ جو کچھ جسم وغیرہ سے کام کیا جاتا ہے
وہ سب آتما ہی کا ہے اور اس کے پھل کا بھوگنے والا بھی آتما ہے۔ جو جیو کو برہم
بتلاتے ہیں۔ وہ جہالت کی نیند میں سوتے ہیں۔ کیونکہ جیو (تو) چھوٹا۔ کمتر دان
(ہے) اور برہم سب جگہہ موجود ہے۔ ہمہ دان ہے۔ برہم نت شدھ بدھ مکت
سبھاؤ[1] والا ہے۔ اور جیو کبھی بدھ (قیدمیں) اور کبھی مکت (نجات یافتہ) رہتا ہے
برہم کو (اس کے) سب جگہہ حاضر و ناظر اور ہمہ دان ہونے سے بھی کبھی بھرم
(بھول) یا اودیا (جہالت) نہیں ہو سکتی۔ اور جیو کو کبھی ودیا اور کبھی اودیا ہوتی ہے۔
برہم جنم (پیدا ہونے) اور مرن (مرنے) کی تکلیف کو کبھی نہیں اٹھاتا اور جیو
اٹھاتا ہے اس لئے انکا وہ اپدیش جھوٹا ہے۔ **سوال** سنیاسی ہر قسم کے فعل سے
آزاد ہیں۔ اور وہ آگ اور دھات کو نہیں چھوتے۔ یہ بات سچی ہے یا نہیں؟ **جواب**
نہیں جو برہم میں لین ہو اور جو برے کام نہ کرے۔ وہ اچھے سبھاؤ والا سنیاسی
کہلاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے
مٹانے والا سنیاسی کہلاتا ہے **سوال** ۔ تعلیم دینا اور اپدیش کرنا گرہستی کا کام
ہے۔ پھر سنیاسی کا کیا مطلب؟ **جواب** ۔ ست کا اپدیش سب آشرموں والے
کریں۔ اور سنیں۔ لیکن جتنی فرصت اور بے تعصبی سنیاسی کو ہوتی ہے۔ اتنی
گرہستیوں کو نہیں۔ ہاں جو برہمن ہیں ان کا یہی کام ہے کہ مردوں کو اور
عورتیں عورتوں کو ست اپدیش (کیا کریں) اور پڑھایا کریں۔ جتنا (مختلف جگہوں

[1] ان کی تشریح پہلے باب میں دیکھو (مترجم)

میں) پھرنے کا موقعہ سنیاسی کو ملتا ہے۔ اتنا گرہستی برہمن وغیرہ کو کبھی نہیں مل سکتا۔ جب برہمن وید کے برعکس چلیں۔ تب انکو سنیاسی ہی قاعدہ کا پابند بناتا ہے اس لئے سنیاس کا ہونا ضرور ہے۔ **سوال** "ایک راتریم وسید گرامی" اس قسم کے اقوال سے سنیاسی کو ایک جگہہ صرف ایک (ہی) رات رہنا۔ زیادہ (دیر) نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ **جواب** یہ بات کسی قدر تو اچھی ہے۔ کیونکہ ایک ہی جگہہ رہنے سے جگت کا زیادہ اپکار نہیں ہو سکتا۔ اور جگہہ کا بھی ابھیمان ہو جاتا ہے۔ رغبت اور نفرت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر خاص فائدہ ایک جگہہ رہنے سے ہوتا ہو۔ تو رہے۔ جیسے جنک راجہ کے یہاں چار چار مہینے تک پنچ شکھا وغیرہ اور دیگر سنیاسی کتنے ہی برسوں تک قیام کرتے تھے۔ اور "ایک جگہہ نہ رہنا" یہ بات آجکل کے پاکھنڈی (مکار) فرقوں نے بنائی ہے کیونکہ اگر سنیاسی مدت تک ایک جگہہ رہے گا۔ تو اس کی قلعی کھل جائے گی۔ اور وہ زیادہ ترقی نہ کر سکے گا۔ **سوال** -

यतीनां काञ्चनं दद्यात्ताम्बूलं ब्रह्मचारिणाम् ।
चौराणामभयं दद्यात्स नरो नरकं व्रजेत् ।

اس قسم کے اقوال کا مدعا یہ ہے۔ کہ سنیاسیوں کو جو کوئی سونا خیرات میں دے وہ دوزخ کو جاوے۔ **جواب** - یہ بات بھی ورن اور آشرم کے مخالفوں فرقہ بندی کرنے والوں اور خود غرضی کے سمندر (میں غرقاب) پرانکوں کی فرض کی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر سنیاسیوں کو دولت ملے گی۔ تو وہ ہمارے (ایسے شکوک بتانے والوں کی) بھی اچھی طرح تردید کر سکیں گے۔ جس سے ہمارا نقصان ہوگا اور ہمارے ماتحت بھی نہ رہیں گے۔ اور جب بھیک مانگنا وغیرہ بیوہار ہمارے اختیار میں رہے گا۔ تو ڈرتے رہیں گے۔ جب بیوقوفوں اور خود غرضوں کو دان دینا اچھا سمجھتے ہیں۔ تو فاضل اور پراوپکاری سنیاسیوں کو دینے میں کچھ عیب نہیں ہو سکتا۔ دیکھو۔

विविधानि च रत्नानि विविक्तेषूपपादयेत् ॥

قسم قسم کے جواہرات۔ زر وغیرہ دولت (دویکت) لوگوں یعنی سنیاسیوں کو دیوے اور وہ شلوک بھی (جو سائل نے پیش کیا ہے) بے معنی ہے۔ کیونکہ اگر یجمان سنیاسی کو سونا دینے سے نرک کو جاوے۔ تو کیا چاندی۔ موتی۔ ہیرا وغیرہ دینے سے سورگ (بہشت) کو جائے گا۔

سوال۔ پنڈت جی اسکی عبارت بولتے ہوئے بھول گئے۔ اصل یوں ہے کہ "یتی ہستی دھنم دیات" یعنی جو سنیاسیوں کے ہاتھ میں نقدی دیتا ہے وہ دوزخ کو جاتا ہے۔ **جواب** یہ بات بھی (کسی) جاہل نے فرضی بنائی ہے۔ کیونکہ اگر ہاتھ میں نقدی دینے سے دینے والا دوزخ کو جاوے تو پاؤں پر رکھنے یا گٹھڑی باندھکر دینے سے بہشت کو جاوے گا۔ اس لئے ایسی فرضی بات ماننے کے قابل نہیں۔ ہاں یہ بات تو ہے۔ کہ جو سنیاسی ضرورت سے زیادہ رکھے گا تو چور وغیرہ کا خطرہ رہے گا۔ اور موہت بھی ہو جاوے گا لیکن جو دانشمند ہے۔ وہ نامناسب کارروائی کبھی نہ کرے گا اور نہ موہ میں پھنسے گا۔ کیونکہ وہ پہلے گرہست آشرم یا برہمچریہ میں سب (کچھہ) بھوگ کر (چکا) ہے۔ سب کچھ دیکھہ چکا اور جو برہمچریہ سے (سنیاسی) ہوتا ہے۔ وہ پورے ویراگ والا ہونے کی وجہ سے اور کبھی (اس میں) کہیں نہیں پھنسے گا۔

سوال لوگ کہتے ہیں۔ کہ شرادھہ میں سنیاسی آوے۔ (اسکو شرادھہ کرنیوالا کھانا کھلاوے۔ تو اوسکے پتر بھاگ جاویں۔ اور دوزخ میں گریں۔ **جواب** اول تو مرے ہوئے پتروں کا آنا اور کیا ہوا شرادھہ مرے ہوئے پتروں کو پہنچنا ناممکن۔ وید اور دلیل کے خلاف ہونے سے جھوٹ ہے اور جب آتے ہی نہیں تو بھاگ کون جاوینگے۔ جب اپنے اچھے اور برے اعمال کے مطابق پرمیشور کے قانون سے مرنے کے بعد جیو (دوبارہ) جنم لیتے ہیں۔ انکا آنا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے یہ بات بھی پیٹ کے غلام۔ براہمنوں کے پیر داور ویراگی لوگوں

کی ... گڑی ہوئی ہے۔ ہاں! یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ جہاں سنیاسی جاویں گے وہاں مردوں کے شرادھ کرنے کا پاکھنڈ وید وغیرہ شاستروں کے خلاف ہونے کے ... بھاگ جاویں۔

سوال ... جو شخص برہمچریہ سے سنیاس لیگا۔ اس کا گذارہ مشکل سے ہوگا۔ اور جذبات کا روکنا بھی نہایت محال ہے۔ اس لئے گرہست آشرم اور بان پرستھ ہوکر جب بوڑھا ہو جاوے تب ہی سنیاس لینا اچھا ہے۔ جواب۔ اگر گذارہ نہ کر سکے۔ اندریوں کو نہ روک سکے۔ وہ برہمچریہ سے سنیاس نہ لے۔ لیکن جو روک سکے۔ وہ کیوں نہ لے؟ جس آدمی نے شہوت پرستی کے بد نتائج اور منی کی حفاظت کے فوائد جان لئے ہیں۔ وہ کبھی شہوت میں غلطاں نہیں ہوتا۔ اور اس کی غور و فکر کی آگ اس کے لئے ایندھن کی مانند ہے۔ یعنی اسی میں خرچ ہو جاتی ہے۔ جیسے مریض کے لئے طبیب اور دوائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے تندرست کے لئے نہیں۔ اسی طرح جس مرد یا عورت کا مقصد ودیا اور دھرم ترقی اور ساری دنیا کی بھلائی کرنا ہی ہو۔ وہ شادی نہ کرے۔ جیسے پنچ شکھا وغیرہ مرد اور گارگی وغیرہ عورتوں نے کیا۔ اسی لئے سنیاسی ہونا ادھکاریوں (مستحق) کو واجب ہے۔ اور جو ادھکاری نہ ہوکر سنیاس لے گا وہ آپ (بھی) ڈوبے گا۔ اوروں کو بھی ڈبوئے گا۔ جیسے "سمراٹ" ساری دنیا کا مالک ہوتا ہے ویسے "پری براٹ" سنیاسی ہوتا ہے۔ لیکن بادشاہ اپنے ملک میں یا اپنے رشتہ داروں سے تعلق رکھنے والوں میں عزت پاتا ہے۔ اور سنیاسی کی ہر جگہ تعظیم و توقیر ہوتی ہے۔

विद्वत्वं च नृपत्वं च नैव तुल्यं कदाचन ।
स्वदेशे पूज्यते राजा विद्वान् सर्वत्र पूज्यते ॥ १ ॥

یہ چانکیہ نیتی کا شلوک ہے۔ عالم اور بادشاہ کی کبھی مشابہت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بادشاہ اپنی عملداری میں عزت اور بڑائی حاصل کرتا ہے۔ اور عالم ہر جگہ

عزت و توقیر پانا ہے۔ اس لئے معلم پڑھنے۔ تربیت پانے اور طاقتور لیئے برہمچریہ سب قسم کے اچھے کام پورے کرنے کی خاطر گرہستھ۔ غور و فکر اور علم حقیقی بڑھانے۔ تپسیا کرنے کے لئے بان پرستھ اور وید وغیرہ سچے شاستروں کی اشاعت۔ دھرم کے بیوہار پر چلنے۔ برے بیوہار چھوڑنے۔ ست اپدیش اور سب کے شکوک رفع کرنے وغیرہ کے لیے سنیاس آشرم ہے۔ لیکن جو اس سنیاس کا اعلے ترین دھرم ست اپدیش وغیرہ نہیں کرتے۔ وہ گرے ہوئے اور دوزخ میں جانے والے ہیں۔ اس لئے سنیاسیوں کو واجب ہے۔ کہ جاہیے بند سے ست اپدیش۔ رفع شکوک۔ وید وغیرہ سچے شاستروں کو پڑھانے اور وید وکت دھرم کی اشاعت سے سارے جہان کی ترقی کیا کریں ؎

سوال۔ جو لوگ سنیاسی کے سوا دیگر سادھو۔ ویراگی۔ گوسائیں۔ کھاکھی وغیرہ ہیں وہ بھی سنیاس آشرم میں گنے جائیں گے یا نہیں۔ جواب۔ نہیں۔ کیونکہ ان میں سنیاس کی ایک بھی علامت نہیں۔ یہ وید کے خلاف راستہ چل کر وید کے (وردھ) اپنے فرقوں کے بانیوں کے اقوال مانتے اور اپنے ہی مذہب کی تعریف کرتے۔ جھوٹے دھندوں میں پھنسکر اپنی غرض کے لئے دوسروں کو اپنے اپنے فرقہ کے (دہرم) میں پھنساتے ہیں۔ سدھار کرنا تو رہا دور۔ اسکے برعکس دنیا کو بہکا کر رسوائی کی حالت میں لاتے اور اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ اس لئے انہیں سنیاس آشرم میں شمار نہیں کر سکتے۔ ہاں! اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ خود غرضی کے آشرم میں بڑے پکے ہیں۔ جو خود دھرم پر چل کر ساری دنیا کو دھرم پر چلاتے ہیں۔ جو خود اور ساری خلقت کو اس لوک یعنی موجودہ جنم میں اور پرلوک یعنی دوسرے جنم میں سورگ یعنی سکھ کا بھوگ کرتے اور کرواتے ہیں۔ وہی دھرماتما لوگ سنیاسی اور مہاتما ہیں ؎

یہ مختصر طور پر سنیاس آشرم کی ہدایت لکھی۔ اب اس کے آگے بادشاہ اور رعایا کے فرائض کے بارہ میں لکھا جائیگا۔

چھٹا باب

طرزِ حکومت کے بیان میں

राजधर्मान् प्रवक्ष्यामि यथावृत्तो भवेन्नृपः ।
संभवश्च यथा तस्य सिद्धिश्च परमा यथा ॥ १ ॥
ब्राह्मं प्राप्तेन संस्कारं क्षत्रियेण यथाविधि ।
सर्वस्यास्य यथान्यायं कर्त्तव्यं परिरक्षणम् ॥ २ ॥
मनु० ७।१।२।

راجہ کی تعریف

اب منوجی مہاراج رشیوں سے کہتے ہیں۔ کہ چاروں ورنوں اور آشرموں کے بیوہار کرنے کے بعد راج دھرم کا بیان کرینگے۔ یعنی اس امر کا مفصل بیان کرتے ہیں۔ کس قسم کا بادشاہ ہونا چاہیے۔ کس طرح اس کے (ایسا) ہونے کا امکان (ہے) اور کس طرح اس کو پوری کامیابی حاصل ہو جیسا پورا فاضل برہمن ہوتا ہے۔ ویسا ہی چھتری فاضل تربیت یافتہ ہو۔ اور اُسے واجب ہے کہ اپنی ساری سلطنت کی انصاف سے مناسب طور پر حفاظت کرے۔ اس کا طریق اس طرح ہے۔

त्रीणि राजाना विदथे पुरूणि परि विश्वानि भूषथः सदांसि
॥ ऋ० ॥ मं० ३ । सू० ३८ । मं ६ ॥

تین راجہ سبھائیں

ایشور اپدیش کرتا ہے۔ کہ راجہ اور پرجا کے آدمی حاکم و محکوم کے اس تعلق کو قائم رکھکر جس سے امن اور ترقی علم مقصود ہے تین سبھا (انجمن)

یعنی ودیا آریہ سبھا (انجمن اشاعت علوم) دھرم آریہ سبھا (انجمن برائے اشاعت دھرم) اور راج آریہ سبھا (انجمن برائے انتظام حکومت) بنائے۔ اور ان کو قائم کرکے ہر قسم کے انسان وغیرہ جانداروں کو۔ جو رعایا میں شامل ہیں۔ سب طرح کے علم۔ خود مختاری۔ دھرم۔ اچھی تربیت اور دولت وغیرہ سے آراستہ کریں۔

तं सभा च समितिश्च सेना च ॥ १ ॥
अथर्व० कां १५ । अनु० २ । व० ६ । मं० २ ।
सभ्य सभां मे पाहि ये च सभ्याः सभासदः ॥ २ ॥
अथर्व० कां० १६ । अनु० ७ । व० ५५ । मं० ६ ।

وہ راج دھرم ان تینوں سبھاؤں۔ جنگ وغیرہ کے قوانین اور فوج سے مکمل ہوتا ہے اہل انجمن اور راجہ کو یوں مناسب ہے۔ راجہ تو سب اہالیان انجمن کو حکم دے کہ "اے انجمن کے لائق اور برگزیدہ سبھاسد (ممبرو) تم دھرم کے مطابق میری سبھا کے آئین پر چلو۔ سبھا کے لائق سبھاسد سبھا کی آئین کے مطابق چلیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک شخص کو خود مختار حکومت کا اختیار نہ دینا چاہیئے۔ بلکہ راجہ جو ممبر مجلس ہو اس کے ماتحت سبھا اور سبھا کے ماتحت راجہ ہو۔ راجہ اور سبھا رعایا کے ماتحت اور رعایا راج سبھا کے ماتحت رہے۔ اگر ایسا نہ کریں گے۔ تو (صورت واقع یوں ہوگی)

राष्ट्रमेव विश्याहन्ति तस्माद्राष्ट्री विशं घातुकः । विशमेव राष्ट्रायाद्यां करोति तस्माद्राष्ट्री विशमत्ति न पुष्टं पशुं मन्यत इति ॥ शत० कां० १३ । प्र० २ । ब्रा० ३ । (कं० ७ । ८)

راجہ مطلق العنان ہو اگر حکام رعایا سے آزاد خود مختار ہوں۔ (یعنی حکام کی تقرری اور انتظام سلطنت وغیرہ میں رعایا کا ہاتھ نہ ہو۔ تو سلطنت میں دخل پا کر رعایا کی بربادی کیا کریں گے۔ کیونکہ با اختیار راجہ خود مختار مست ہو کر رعایا کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے یعنی ایسا راجہ رعایا کو کھائے جاتا ہے۔ (بہت تکلیف دیتا ہے)

اس لیے کسی ایک کو سلطنت میں خود مختار نہ بنانا چاہیے۔ جس طرح شیر یا گوشت کھانے والے جانور موٹے تازے حیوان کو مار کر کھا لیتے ہیں، اسی طرح خود مختار راجہ رعایا کو برباد کرتا ہے۔ یعنی کسی کو اپنے سے بڑھنے نہیں دیتا۔ صاحب ثروت کو لوٹ کھسوٹ کر بے انصافی کے ساتھ اس سے تاوان لیتا ہے۔ اور اپنا مطلب حاصل کرتا ہے۔

इन्द्रो जयाति न परा जयाता अधिराजो राजसु राजयातै चर्कृत्य ईड्यो वन्द्यश्चोपसद्यो नमस्या भवेह ॥ अथर्व० कां० ६। अनु० १० । व० ९८ । मं० ९८ । मं० १ ॥

راجہ کے اوصاف از روئے وید

اے انسانو! جو اس گروہ انسان میں صاحب اقبال دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لائق اور دشمنوں سے مغلوب نہ ہونے والا ہو۔ جو راجاؤں میں سرو پری براجمان (سب پر سبقت لے جانے والا) صاحب جلال میر مجلس بننے کے پورا پورا لائق اوصاف و افعال اور خواص میں قابل تعریف و تعظیم اور اس لائق ہو کہ اس کے پاس جا کر پناہ لے سکیں۔ سب سے عزت پانے کا مستحق ہو۔ میر مجلس راجہ کو منتخب کرو۔

इमन्देवा असपत्न ँ सुवध्वं महते ज्यैष्ठाय महते जान राज्यायेन्द्रस्येन्द्रियाय ॥ यजु० अ० ९ । मं० ४० ॥

اے عالم لوگو! راج اور رعایا کے آدمیوں! تم اتفاق کر کے ایسے شخص کو جو ہمیشہ بے لاگ ہو۔ پوری علمیت اور انکساری کے ساتھ سب کا خیر خواہ رہے میر مجلس راجہ بنا کر اسے سب کا سرتاج مان کر ساری دنیا کو دشمنوں سے خالی کرو تا کہ وہ بڑا چکرورتی (کل دنیا پر حکومت کرنے کے قابل، راجہ ہو) سب سے بڑا ہو۔ بڑے بڑے علماء کے ساتھ متفق ہو کر فرائض حکومت ادا کر سکے۔ اور بڑا (اقبال سلطنت و ثروت کے متعلق فرائض) ادا کر سکے۔ اور

मस्तु तविषी पनीयसी मा मर्त्यस्य मायिनः ॥ ऋ० ॥
मं० १ । सू० ३६ । मं० २ ॥

ایشور ہدایت کرتا ہے۔ کہ اے اہلکاران سلطنت! تمہارے آگینۂ[1] وغیرہ استر اور توپ۔ بندوق۔ تیر کمان۔ تلوار وغیرہ ششتر (اسلحہ جنگ) دشمنوں کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور مضبوط ہوں۔ اور تمہاری فوج قابل تعریف ہو۔ جس سے تم ہمیشہ فتحیاب ہوا کرو۔ لیکن جو بُرا اور انصاف سے بعید کام کرتا ہے۔ اس کے لئے مذکورہ بالا چیزیں نہ ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ جب تک انسان دھرم پر قائم رہتے ہیں۔ راج ترقی پر رہتا ہے۔ جب بُرے کام کرنے لگ جاتے ہیں تب غارت ہو جاتا ہے۔

تینوں سبھاؤں کے عہدہ دار اور ان کے فرائض

بڑے بڑے علمار کو ودیا سبھا کا ادھکاری (مختار کار) دھارمک علمار کو دھرم سبھا کے ادھکاری قابل تعریف دہارمک لوگوں کو راج سبھا کے سبھاسد (ممبر) اور جو ان سب میں اعلےٰ اوصاف افعال و خواص رکھنے والا آدمی ہو۔ اس کو راج سبھا کا پتی روپ (پریزیڈنٹ) مان کر (سب لوگ) ہر طرح ترقی کریں۔ تینوں سبھاؤں کے اتفاق رائے سے راج نیتی یا سیاست مدن کے اچھے قوانین (مقرر کریں) اور ان قوانین پر سب لوگ چلیں۔ رفاہ عام کے کاموں میں (وہ) اتفاق کریں۔ سب کی بھلائی کے کام کرنے میں دوسروں کے ماتحت اور دھرم کے کاموں میں یعنی جو کام نج کے ہیں ان میں مختار رہیں۔ اب (بیان کیا جاتا ہے کہ) اس میر مجلس کے اوصاف کیسے ہونے چاہئیں۔

इन्द्राऽनिलयमार्काणामग्नेश्च वरुणस्य च ।
चन्द्रवित्तेशयोश्चैव मात्रा निर्हृत्य शाश्वतीः ॥ १ ॥
तपत्यादित्यवच्चैव चक्षुंषि च मनांसि च ।

---

[1] پرانے زمانے میں جنگ میں ایک ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا۔ جس سے آگ برستی تھی۔ اسکو اگینہ (آتشی) کہتے تھے۔ (مترجم)

न चैनं भुवि शक्नोति कश्चिदप्यभिवीक्षितुम् ॥ २ ॥
सोऽग्निर्भवति वायुश्च सोऽर्कः सोमः स धर्मराट् ।
स कुबेरः स वरुणः स महेन्द्रः प्रभावतः ॥ ३ ॥
मनु० (७।४।६।७

اِس سبھا کے مالک راجہ میں یہ اوصاف ہوں - اول اندر ہو - یعنی بجلی کے مانند جلد اقبال پانے والا ہو - دوم - انل ہو - یعنی ہوا کے مانند سب کے لئے جان کی طرح پیارا اور دل کی بات جاننے والا ہو - سوم یم ہو - یعنی بے تعصب - منصف حاکم کے مانند برتاؤ رکھنے والا چہارم (ارک) یعنی سورج کے مانند انصاف دھرم اور علم کا ظاہر کرنے والا - تاریکی یعنی جہالت اور بے انصافی کا دور کرنے والا ہو - پنجم - اگنی یعنی آگ کے مانند بدکرداروں کو جلا کر خاک کر دینے والا ہو ششم - ورن یعنی باندھنے والوں کے مانند بدوں کو کئی طور پر باندھنے والا ہو ہفتم چند (یعنی چاند کی طرح) نیک لوگوں کو راحت بخشنے والا ہو - ہشتم - ونیش یعنی خزانچی کے مانند خزانوں کے بھرنے والا ہو - (۱) جس میں یہ اوصاف ہوں وہ پریزیڈنٹ ہو - اور وہ سورج کے مانند چمکے - سب کو اندر باہر سے اپنے تیج سے تپائے - جس کو زمین پر تیز نگاہ سے دیکھنے کے قابل کوئی نہ ہو (۲) جو اپنے پربھاؤ (جلال) سے آگ - ہوا - سورج - چاند (دیو) دھرم کا اظہار کر سکے دولت کا بڑھانے والا - بدکرداروں کا باندھنے والا بڑا صاحب اقبال ہو - وہی سبھا کے پریزیڈنٹ اور مالک ہونے کے لائق ہے (۳) سچا راجہ کون ہے ؟

स राजा पुरुषो दण्डः स नेता शासिता च सः ।
चतुर्णामाश्रमाणां च धर्मस्य प्रतिभूः स्मृतः ॥ १ ॥
दण्डः शास्ति प्रजाः सर्वा दण्ड एवाभिरक्षति ।
दण्डः सुप्तेषु जागर्ति दण्डं धर्मं विदुर्बुधाः ॥ २ ॥

समीद्य स घृतः सम्यक् सर्वा रञ्जयति प्रजाः ।
असमीद्य प्रणीतस्तु विनाशयति सर्वतः ॥ ३ ॥
दुष्येयुः सर्ववर्णाश्च भिद्येरन्सर्वसेतवः ।
सर्वलोकप्रकोपश्च भवेद्दण्डस्य विभ्रमात् ॥ ४ ॥
यत्र श्यामो लोहिताक्षो दण्डश्चरति पापहा ।
प्रजास्तत्र न मुह्यन्ति नेता चेत्साधु पश्यति ॥ ५ ॥
तस्याहुः संप्रणेतारं राजानं सत्यवादिनाम् ।
समीक्ष्य कारिणं प्राज्ञं धर्मकामार्थकोविदम् ॥ ६ ॥
तं राजा प्रणयन्सम्यक् त्रिवर्गेणाभिवर्द्धते ।
कामात्मा विषमः क्षुद्रो दण्डेनैव निहन्यते ॥ ७ ॥
दण्डो हि सुमहत्तेजो दुर्धरश्चाकृतात्मभिः ।
धर्माद्विचलितं हन्ति नृपमेव सबान्धवम् ॥ ८ ॥
सोऽसहायेन मूढेन लुब्धेनाकृतबुद्धिना ।
न शक्यो न्यायतो नेतुं सक्तेन विषयेषु च ॥ ९ ॥
शुचिना सत्यसन्धेन यथाशास्त्रानुसारिणा ।
प्रणेतुं शक्यते दण्डः सुसहायेन धीमता ॥ १० ॥

मनु० (७ । १७—१९ । २४—२८ । ३०—३१)

جو ڈنڈ ہے وہی پرش (جوانمرد) وہی راجہ۔ وہی انصاف کا پرچار کرنے والا۔ اور سب پر حکمراں۔ وہی چاروں ورنوں اور چاروں آشرموں کے دھرم کا ضامن ہے (۱) وہی رعایا پر حکمراں۔ وہی رعایا کا محافظ وہی سوئی ہوئی رعایا کے لوگوں میں جاگتا ہے۔ اس لئے دانشمند لوگ ڈنڈ (سزا) ہی کو دھرم کہتے ہیں (۲) اگر اچھی طرح سوچ بچار کر ڈنڈ کا استعمال کیا جاوے۔ تو وہ ساری رعایا کو خوشحال کر دیتا ہے۔ اور اگر بن بچارے برتا جاوے۔ تو ہر طرح سے راجہ کو برباد کر دیتا ہے (۳) بغیر ڈنڈ کے سب ورن عیب والے اور ساری (مریادا) انتظام درہم برہم ہو جاتی

ہے۔ ڈنڈ کے مناسب طور پر نہ برتنے سے سب لوگوں میں بغاوت ہو جاتی ہے
(۴) جہاں سیاہ رنگ والے سرخ آنکھوں والے خوفناک آدمی کے مانند گناہوں کو دُور کرنے
والا ڈنڈ رہتا ہے۔ وہاں رعایا غافل نہ رہ کر خوش رہتی ہے۔ بشرطیکہ ڈنڈ کا چلانے
والا بے تعصب اور عالم ہو (۵) اگر اس ڈنڈ کا چلانے والا راست گو۔ فہیم عقلمند۔
دھرم۔ دولت اور خواہش کو پورا کرنے والا راجہ ہے تو عام لوگ اسی اس ڈنڈ کا چلانے
والا کہتے ہیں (۶) جو راجہ ڈنڈ کو اچھی طرح چلاتا ہے۔ دھرم دولت اور خواہش کے پورا ہونے میں
ممد ہوتا ہے اور جو شہوت میں غلطاں۔ کجرو۔ کینہ ور۔ کمینہ۔ کم فہم بے انصاف ہوتا ہے وہ ڈنڈ سے ہی ہلاک
کیا جاتا ہے۔ چونکہ ڈنڈ بڑا تیجومے (بارعب) ہے اس کو بے علم اور دھرم سے محروم دھارن
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ڈنڈا دھرمی راجہ کو ہی برباد کر دیتا ہے (۸) وجہ یہ کہ جو راست باز آدمیوں
کی مدد اور تعلیم و تربیت سے محروم اور شہوت نفسانی میں پھنسا ہوا بیوقوف ہے۔ وہ انصاف سے ڈنڈ چلانے
کے کبھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔ (۹) اور جو پوتر آتما نیک چلن اور بھلے لوگوں سے میل جول
رکھنے والا پورا پورا سیاست داں (نیتی شاستر) کے مطابق چلنے والا۔ نیک لوگوں سے مدد پاکر
دانشمند ہوتا ہے۔ وہ ہی انصاف کا ڈنڈ چلانے کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے

सेनापत्यं च राज्यं च दण्डनेतृत्वमेव च ।
सर्वलोकाधिपत्यं च वेदशास्त्रविदर्हति ॥ १ ॥
दशावरा वा परिषद्यं धर्मं परिकल्पयेत् ।
त्र्यवरा वापि वृत्तस्था तं धर्मं न विचालयेत् ॥ २ ॥
त्रैविद्यो हैतुकस्तर्की नैरुक्तो धर्मपाठकः ।
त्रयश्चाश्रमिणः पूर्वे परिषत्स्याद्दशावरा ॥ ३ ॥
ऋग्वेदविद्यजुर्विच्च सामवेदविदेव च ।
त्र्यवरा परिषज्ज्ञेया धर्मसंशयनिर्णये ॥ ४ ॥
एकोपि वेदविद्धर्मं यं व्यवस्येद् द्विजोत्तमः ।
स विज्ञेयः परो धर्मो नाज्ञानामुदितोऽयुतैः ॥ ५ ॥

अव्रतानाममन्त्राणां जातिमात्रोपजीविनाम् ।
सहस्रशः समेतानां परिषत्त्वं न विद्यते ॥ ६ ॥
यं वदन्ति तमोभूता मूर्खा धर्ममतद्विदः ।
तत्पापं शतधा भूत्वा तद्वक्तॄननुगच्छति ॥ ७ ॥

मनु० (१२ ॥ १०० । ११०—११५)

اول۔ ساری فوج اور فوجی افسروں پر کلی اختیارات۔ دوم حکومت۔ سوم عدالت کے اختیارات۔ چہارم سب پر حاوی شاہی اختیار ایسے دھرماتما لوگوں کو ملنے چاہئیں جو شاستروں میں ماہر۔ عالم کامل۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھنے والے اور نیک چلن ہوں۔ یعنی اعلےٰ افسر فوجی۔ اعلےٰ حاکم شاہی۔ اعلےٰ منصف عدالت اور راجہ یہ چاروں سب علوم میں پورے ماہر ہونے چاہئیں۔ (۱) کم سے کم دس علماء کی اور اگر بہت ہی کم ہوں تو تین علماء کی (انجمن ہو) جیسے آئین وہ انجمن باندھے اُن سے کوئی تجاوز نہ کرے۔ (۲) اس انجمن میں چاروں وید۔ نیاء شاستر۔ نرکت دھرم شاستر وغیرہ کے جاننے والے عالم سبھاسد (ممبر) ہوں۔ لیکن وہ برہمچاری گرہستی اور بان پرستھی ہوں۔ اس سبھا میں دس علماء سے کم سبھاسد نہ ہوں (۳) اور جس سبھا میں رگوید۔ یجروید۔ سام وید کے جاننے والے تین سبھاسد ہو کر آئین باندھیں اس سبھا کے آئین کو کوئی بھی نہ توڑے۔ (۴) اکیلا سب ویدوں کا جاننے والا۔ دوجوں میں اعلےٰ سنیاسی جس دھرم کی آئین باندھے۔ وہی اچھا دھرم ہے (۵) جہلا اگر لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی اگر کوئی آئین باندھیں۔ اس کو کبھی نہ ماننا چاہیئے۔ جو شخص برہمچریہ۔ راست گوئی وغیرہ برت (عہد) وید ودیا یا غور و فکر سے محروم پیدائش سے شودر کی طرح رہنے والا ہے۔ ایسے ہزاروں شخصوں سے بھی مل کر سبھا نہیں بنتی (۷) جاہل۔ بیوقوف۔ ویدوں سے ناواقف آدمی جس دھرم کو چلائیں۔ اس کو کبھی نہ ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جو بیوقوفوں کے کہے ہوئے دھرم پر چلتے ہیں۔ وہ بعد ازاں سینکڑوں قسم کے گناہوں میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے

تینوں یعنی وِدیا سبھا۔ دھرم سبھا اور راج سبھا میں بیوقوفوں کو کبھی شامل نہ کریں بلکہ ہمیشہ (ان میں) عالم اور دھارمک لوگوں کو شامل کریں۔ اور سب لوگ ایسے ہوں۔

तौर्य्यत्रिकं वृथाट्या च कामजो दशको गणः ॥ ५ ॥
पैशुन्यं साहसं द्रोह ईर्ष्यासूयार्थ दूषणम् ।
वाग्दण्डजं च पारुष्यं क्रोधजोऽपि गणोऽष्टकः ॥ ६ ॥
द्वयोरप्येतयोर्मूलं यं सर्वे कवयो विदुः ।
तं यत्नेन जयेल्लोभं तज्जावेतावुभौ गणौ ॥ ७ ॥
पानमक्षाः स्त्रियश्चैव मृगया च यथाक्रमम् ।
एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे ॥ ८ ॥
दण्डस्य पातनं चैव वाक्पारुष्यार्थदूषणे ।
क्रोधजेऽपि गणे विद्यात्कष्टमेतत्त्रिकं सदा ॥ ९ ॥
सप्तकस्यास्य वर्गस्य सर्वत्रैवानुषङ्गिणः ।
पूर्वं पूर्वं गुरुतरं विद्याद्व्यसनमात्मवान् ॥ १० ॥
व्यसनस्य च मृत्योश्च व्यसनं कष्टमुच्यते ।
व्यसन्यधोऽधो व्रजति स्वर्यात्यव्यसनी मृतः ॥ ११ ॥
मनु० (७ ॥ ४३—५३)

त्रैविधेभ्यस्त्रयीं विद्यां दण्डनीतिं च शाश्वतीम् ।
आन्वीक्षिकीं चात्मविद्यां वार्त्तारम्भाँश्च लोकतः ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां जये योगं समातिष्ठेद्दिवानिशम् ।
जितेन्द्रियो हि शक्नोति वशे स्थापयितुं प्रजाः ॥ २ ॥
दश कामसमुत्थानि तथाष्टौ क्रोधजानि च ।
व्यसनानि दुरन्तानि प्रयत्नेन विवर्जयेत् ॥ ३ ॥
कामजेषु प्रसक्तो हि व्यसनेषु महीपतिः ।

वियुज्यतेऽर्थधर्माभ्यां क्रोधजेष्वात्मनैव तु ॥ ४ ॥
मृगयाक्षो दिवास्वप्नः परीवादः स्त्रियो मदः ।

راجہ اور راج سبھا کے سبھاسد وہ ہوسکتے ہیں (۱) جو چاروں ویدوں کو ان تینوں علوم یعنی (۱) کرم اپاسنا اور گیان (۲) مذہبی سزا کے قوانین (۳) علم منطق (۴) علم روحانی (یعنی پرماتما کے اوصاف۔ افعال اور خواص کا بخوبی جاننا) جس کو برہم ودیا بھی کہتے ہیں۔ اور (۵) دنیا کے (تجربہ سے) گفتگو کا سلیقہ حاصل کر لیویں ایسے ہی، آدمی سبھاسد یا سبھاپتی ہونے کے لائق ہیں۔

سب سبھاسد اور سبھاپتی اندریوں کو جیت یعنی اپنے حواس کو قابو میں رکھ کر ہمیشہ دھرم پر چلیں اور ادھرم سے بچے رہیں۔ اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے (۵) رات دن مقررہ وقت پر یوگ ابھیاس بھی کریں۔ کیونکہ جو شخص جتیندری ہو کر اپنی اندریوں (یعنی آتما کی رعایا۔ من۔ پران اور جسم) پر غالب نہیں آتا۔ وہ باہر کی رعایا کو اپنے قابو میں رکھنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ (۲) پوری کوشش کر کے کام سے (پیدا شدہ) دس اور کرودھ سے (پیدا شدہ) آٹھ عیبوں کو جن میں مبتلا ہو کر آدمی بمشکل رہائی پا سکتا ہے (آپ بھی) چھوڑ دے اور (اوروں سے) بھی چھڑا دے (۳) کیونکہ اگر راجہ کام سے پیدا شدہ دس عیبوں میں پھنستا ہے۔ تو وہ ارتھ یعنی سلطنت۔ دولت وغیرہ اور دھرم سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کرودھ سے پیدا شدہ آٹھ عیبوں میں پھنستا ہے۔ تو وہ زندگی سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

اب کام سے پیدا شدہ عیبوں کا شمار کرتے ہیں۔ دیکھو۔
ا۔ شکار کھیلنا۔ ۲ چوپڑ کھیلنا۔ جوا وغیرہ (۳) دن میں سونا (۴) شہوت انگیز باتیں یا دوسرے کی برائی کرنا۔ ۵۔ عورتوں سے زیادہ صحبت رکھنا (۶) منشی اشیار یعنی شراب۔ افیون۔ بھنگ۔ گانجہ۔ چرس وغیرہ کا استعمال کرنا۔ ۷۔ گانا۔ بجانا ۹ ناچنا۔ ناچ کروانا۔ (راگ کا) سننا یا (ناچ کا) دیکھنا۔ ۱۰۔ اِدھر اُدھر آوارہ

پھرنا۔ یہ دس کام سے پیداشدہ عیب ہیں۔
کرودھ سے پیداشدہ عیبوں کا شمار یوں ہے۔ ۱۔ چغلی کھانا۔ ۲۔ بن بچارے اور جبراً کسی عورت کے ساتھ بدفعلی کرنا۔ ۳۔ کینہ رکھنا (۴) حسد یعنی دوسرے کی بزرگی اور ترقی دیکھکر جلنا۔ ۵۔ نقصوں کو اوصاف اور اوصاف کو نقص سمجھنا۔ ۶۔ فضول خرچی یعنی ادھرم والے بڑے کاموں میں دولت وغیرہ کا خرچ کرنا۔ ۷۔ سخت کلامی کرنا اور ۸۔ بلاقصور سخت سست کہنا یا سخت سزا دینا۔ یہ آٹھ عیب کرودھ سے پیدا ہوتے ہیں
لوبھ (لالچ) کی کوشش کو چھوڑ دیوے۔ (کیونکہ اس لوبھ کو) سب عالم لوگ کام سے پیداشدہ اور کرودھ سے پیداشدہ عیبوں کی بنا سمجھتے ہیں۔ اور اس سے یہ تمام عیب انسان کو لگ جاتے ہیں (۷) کام کے عیبوں سے پہلے شراب وغیرہ منشی اشیاء کا استعمال دوسرے پانسہ وغیرہ پھینک کر قمار بازی کرنا۔ تیسرے خصوصیت سے عورتوں کی صحبت میں رہنا۔ چوتھے شکار کھیلنا۔ یہ بڑے شغل ہیں۔
۸۔ اور کرودھ سے پیداشدہ عیبوں میں بلاقصور سزا دینا۔ سخت کلامی کرنا اور دولت وغیرہ کا نامناسب خرچ یہ تین بڑے تکلیف دہ شغل ہیں۔ ۹۔ یہ سات عیب جو کام اور کرودھ دونوں سے پیداشدہ عیبوں میں شمار کئے ہیں۔ ان میں سے ترتیبا کے لحاظ سے موخر سے مقدم بُرا ہے۔ مثلاً فضول خرچی سے بدتر سخت کلامی۔ سخت کلامی سے بے انصافی۔ بے انصافی سے سزا دینے کی نسبت شکار کھیلنا۔ اس کی نسبت عورتوں سے ازحد میل۔ اس سے بدتر جوا کھیلنا اور اس سے بھی بدتر نشہ وغیرہ پینا۔ یقین جانو۔ کہ بڑے شغل میں پھنسنے کی نسبت مرجانا اچھا ہے۔ کیونکہ بدچلن آدمی اگر زیادہ جیئے گا۔ تو زیادہ تر گناہ کرکے تنزل کی حالت یعنی زیادہ تکلیف میں گرتا جائے گا۔ اور جو شخص کسی بڑے شغل میں نہیں پھنسا۔ اگر وہ مر بھی جاوے تو بھی راحت کو حاصل کرتا رہے گا۔ (۱۱) اس لئے سب انسانوں اور خصوصاً راجہ کو واجب ہے کہ کبھی شکار کھیلنے اور شراب نوشی وغیرہ بڑے کاموں میں نہ پھنسے اور بُرے شغلوں سے بچکر (اور) دھرم والے اوصاف۔ افعال۔ اور خواص

میں ہمیشہ مصروف رہ کر اچھے اچھے کام کرے۔

راجہ کے مشیر اور وزرا کیسے ہونے چاہئیں۔

मौलान् शास्त्रविदः शूरांलब्धलक्षान् कुलोद्गतान् ।
सचिवान्सप्त चाष्टौ वा प्रकुर्वीत परीक्षितान् ॥ १ ॥
अपि यत्सुकरं कर्म तदप्येकेन दुष्करम् ।
विशेषतोऽसहायेन किन्नु राज्यं महोदयम् ॥ २ ॥
तैः सार्द्धं चिन्तयेन्नित्यं सामान्यं सन्धिविग्रहम् ।
स्थानं समुदयं गुप्तिं लब्धप्रशमनानि च ॥ ३ ॥
तेषां स्व स्वमभिप्रायमुपलभ्य पृथक् पृथक् ।
समस्तानाञ्च कार्येषु विदध्याद्धितमात्मनः ॥ ४ ॥
अन्यानपि प्रकुर्वीत शुचीन् प्रज्ञानवस्थितान् ।
सम्यगर्थसमाहर्तॄनमात्यान्सुपरीक्षितान् ॥ ५ ॥
निवर्त्ततास्य यावद्भिरिति कर्तव्यता नृभिः ।
तावतोऽतन्द्रितान् दक्षान् प्रकुर्वीत् विचक्षणान् ॥ ६ ॥
तेषामर्थे नियुञ्जीत शूरान् दक्षान् कुलोद्गतान् ।
शुचीनाकरकर्मान्ते भीरूनन्तर्निवेशने ॥ ७ ॥
दूतं चैव प्रकुर्वीत सर्वशास्त्रविशारदम् ।
इङ्गिताकारचेष्टज्ञं शुचिं दक्षं कुलोद्गतम् ॥ ८ ॥
अनुरक्तः शुचिर्दक्षः स्मृतिमान् देशकालवित् ।
वपुष्मान्वीतभीर्वाग्मी दूतो राज्ञः प्रशस्यते ॥ ९ ॥

मनु० [७ ॥ ५४-५७ । ६०-६४

وزرا اور دیگر مشیران کا تقرر اور امور سلطنت میں ان سے مشورہ

راجہ ایسے سات آٹھ بڑے بڑے دھارمک اور ہوشیار وزرا مقرر کرے۔ جو اس کے اپنے علاقہ اور اس کے اپنے

ملک میں پیدا ہوئے ہوں۔ وید وغیرہ شاستر جانتے ہوں۔ بہادر جوانمرد ہوں جن کا نشانہ یعنی قیاس رائگاں نہ جاوے۔ خاندانی اور اچھی طرح آزمودہ ہوں (۱) کیونکہ دوسرے مدد کے بغیر آسان کام بھی ایک دشخص) کے کرنے سے مشکل ہو جاتا ہے۔ جب یہ بات ہے۔ تو سلطنت کا کار عظیم ایک ہی سے کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے ایک ہی شخص کو راجہ بنا کر اسی ایک کی عقل پر سلطنت کے کام کا بوجھ ڈالنا بہت ہی بڑا ہے۔ (۲) اس واسطے سبھا پتی کو مناسب ہے۔ کہ ہمیشہ سلطنت کے کاموں میں سمجھ دار وزرا کے ساتھ مشورہ کرے اور ان چھ اصولوں کو مدنظر رکھے (۱) کسی سے صلح دوستی رکھنا۔ (۲) کسی سے جنگ یعنی مخالفت کرنی (۳) قیام یعنی وقت کو دیکھکر چپ چاپ رہنا۔ اور اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے بیٹھے رہنا (۴) جب اپنا اقبال ترقی پر ہو۔ تو بڑے دشمن پر چڑھائی کرنا۔ (۵) اپنی اصلی سلطنت فوج۔ خزانہ وغیرہ کی حفاظت کرنا۔ (۶) جو ملک فتح ہوں۔ اُن میں امن پھیلانا۔ اور فساد دور کرنا۔ (۳) ہر معاملہ کے ہر پہلو پر سبھاسدوں سے الگ الگ ان کا خیال اور رائے سن کر وہ کام کرے۔ جس سے خود اُسے اور اوروں کو فائدہ پہنچے۔ (۴) علاوہ ازیں پوتر آتما (پاکیزہ دل) دانشمند مستقل مزاج۔ چیزوں کی جمع آوری میں بڑے ہوشیار اور اچھے آزمودہ کار لوگوں کو مشیر سلطنت بنائے۔ (۵) جس قدر آدمیوں سے کام پورا ہو سکے۔ اسی قدر چست چالاک طاقتور اور بڑے ہوشیار اعلےٰ آدمیوں کو مختار کار بنائے۔ (۶) ان کے ماتحت دلیر۔ طاقتور اور خاندانی پاکیزہ نوکروں کو بڑے بڑے کاموں میں اور بزدل ڈرنے والوں کو محلسرائے میں مقرر کرے۔ (۷) ایسے دکلاً سلطنت بھی (ملازم رکھے) جو مشہور۔ نیک نام خاندان سے ہوں۔ اور ہوشیاری۔ پاکیزگی۔ اشارہ وکنایہ اور حرکات سے دل کی اور آئندہ وقوع میں آنے والی بات کے جاننے کے اوصاف سے موصوف ہوں۔ اور سب شاستروں (علوم) میں ماہر ہوں (۸) وکیل سلطنت ایسا ہونا چاہیئے۔ جو سلطنت کے کاروبار میں نہایت ہی حوصلہ

سے دل ویکر کام کرے - صاف دل - پوتر آتما - چالاک ہو - مدت کی بات کو بھی نہ بھولے موقع اور وقت کے مناسب کام کرے - شکیل - نڈر - اور فصیح مقرر ہو - (۹) ایسی صفات والا آدمی بھی وکیل سلطنت بننے کے قابل ہے -

کس کس کو کیا کیا اختیارات دینے چاہئیں ؟

अमात्ये दण्ड आयत्तो दण्ड वैनयिकी क्रिया ।
नृपतौ कोषराष्ट्रे च दूतं सन्धिविपर्ययौ ॥ १ ॥
दूत एव हि संधत्ते भिनत्येव च संहतान् ।
दूतस्तत्कुरुते कर्म भिद्यन्ते येन वा न वा ॥ २ ॥
बुद्ध्वा च सर्वं तत्वेन परराजचिकीर्षितम् ।
तथा प्रयत्नमातिष्ठेद्यथात्मानं न पीडयेत् ॥ ३ ॥
धनुर्दुर्गं महीदुर्गमब्दुर्गं वार्क्षमेव वा ।
नृदुर्गं गिरिदुर्गं वा समाश्रित्य वसेत्पुरम् ॥ ४ ॥
एकः शतं योधयति प्राकारस्थो धनुर्धरः ।
शतं दश सहस्राणि तस्माद् दुर्गं विधीयते ॥ ५ ॥
तत्स्यादायुधसम्पन्नं धनधान्येन वाहनैः ।
ब्राह्मणैः शिल्पिभिर्यन्त्रैर्यवसेनोदकेन च ॥ ६ ॥
तस्य मध्ये सुपर्याप्तं कारयेद्गृहमात्मनः ।
गुप्तं सर्वर्तुकं शुभ्रं जलवृक्षसमन्वितम् ॥ ७ ॥
तदध्यास्योद्वहेद्भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम् ।
कुले महति सम्भूतां हृद्यां रूपगुणान्विताम् ॥ ८ ॥
पुरोहितं प्रकुर्वीत वृणुयादेव चर्त्विजम् ।
तेऽस्य गृह्याणि कर्माणि कुर्युर्वैतानिकानि च ॥ ९ ॥

मनु० [७ ॥ ६५ । ६६ । ६८ । ७० । ७४-७८]

وزیر اعظم کے اختیار میں سزا دینا۔ سزا دہی میں مناسب کارروائی یعنی جس سے بے انصافی سے
سزا نہ دی جائے۔ راجہ کے اختیار میں خزانہ اور حکومت کا کام اور ایسے ہی سبھا کے ماتحت
کل قسم کے کام اور وکیل سلطنت کے اختیار میں کسی سے صلح یا لڑائی کرنا ہو
(۱) وکیل سلطنت اوسے کہتے ہیں۔ جو نفاق میں میل اور (آپسمیں) ملے ہوئے
بدنیت (دشمنوں) میں نفاق پیدا کر دے۔ اور ایسے کام کرے کہ اُن سے دشمنوں
میں نفاق پڑے۔ (۲) وہ سبھا پتی اور تمام سبھا سد یا وکیل سلطنت وغیرہ مناسب
طور پر مخالف راجہ کے طرز حکومت سے مطلع ہو کر ایسی تدابیر عمل میں لاویں جن سے انکی
سلطنت کو کوئی صدمہ نہ پہونچے۔ اس لئے خوبصورت جنگل سرسبز اور متمول ملک میں
شہر آباد کرے۔ اور اس کے نزدیک (مناسب جگہہ پر) ایسا قلعہ بنائے۔ کہ (جس میں)
کثرت سے تیر انداز لوگ رہ سکیں۔ قلعہ مٹی کا بنادے۔ پانی سے گھرا ہو۔ اس کے چاروں
طرف جنگل ہو۔ چاروں طرف فوج رہے چاروں طرف سے پہاڑوں کے بیچ ہو
(۴) اور شہر کے چاروں طرف فصیل بنوائے کیونکہ اس کے اندر جاگزیں ہو کر
ایک جوانمرد تیر انداز۔ ہتھیار بند سو کے ساتھ اور ایسا ہی اور دس ہزار کے ساتھ
جنگ کر سکتے ہیں۔ اس لئے قلعہ کا بنانا مناسب ہے۔ (۵) وہ قلعہ شستر استر
(ہر قسم کے اسلحہ جنگ) نقدی۔ رسد سواری۔ (کے جانوروں) پڑھانے اور اپدیش
کرنے والے برہمنوں۔ کاریگروں کئی اقسام کی کلوں اور گھاس۔ چارہ۔ پانی
وغیرہ سے آراستہ اور پر ہو۔ (۶) اسی قلعہ کے درمیان اپنے لئے ایک ایسا
عالیشان مکان بنوائے (جسمیں) پانی کا انتظام ہو۔ درختوں اور پھولوں وغیرہ
سے آراستہ اور وہ ہر موسم میں آرام دینے کے قابل ہو۔ اور اسمیں ساری سلطنت
کے کام سرانجام پاسکیں۔ (۷) ازاں بعد یعنی برہمچریہ سے تحصیل علم اس درجہ
تک سلطنت کا کام کر کے چھتری خاندان کی ایسی لڑکی کے ساتھ بیاہ کرے۔
جو حسین۔ حمیدہ خصال من موہنی۔ خاندانی اوضاع واطوار میں افضل ہو۔ علم وغیرہ
اوصاف۔ افعال وطبع میں بھی اس کے اپنے مانند ہو۔ ایسی ہی ایک لڑکی کے

ساتھ بیاہ کرے۔ اور دوسری سب عورتوں کو ناقابل ازدواج سمجھ کر اُن کی طرف
نگاہ بھی نہ کرے۔ (۸) پروہت اور رتوج (یگیہ کرنے والے برہمن) اس لئے مقر
کرے۔ کہ وہ اگنی ہوترا اور پکشیشٹی (ایک قسم کا یگیہ) وغیرہ سب شاہی خاندا
کے مذہبی فرائض ادا کیا کریں۔ اور آپ ہمیشہ سلطنت کے کاروبار میں مصروف
رہے۔ (۹) راجہ کا یہی سندھیا اپاسنا وغیرہ کا کام ہے جو کہ رات دن امور سلطنت
میں مشغول رہے اور سلطنت کے کسی کام میں خلل و فتور نہ پڑنے دے۔

सांवत्सरिकमाप्तैश्च राष्ट्रादाहारयेद्बलिम् ।
स्याच्चाम्नायपरो लोके वर्त्तेत पितृवन्नृषु ॥ १ ॥
अध्यक्षान् विविधान् कुर्यात् तत्र तत्र विपश्चित ।
तेऽस्य सर्वाण्यवेक्षरन्नृणां कार्याणि कुर्वताम् ॥ २ ॥
आवृत्तानां गुरुकुलाद्विप्राणां पूजको भवेत् ।
नृपाणामक्षयो ह्येष निधिर्ब्राह्मो विधीयते ॥ ३ ॥
समोत्तमाधमै राजा त्वाहूतः पालयन् प्रजाः ।
न निवर्त्तेत संग्रामात् क्षात्रं धर्ममनुस्मरन् ॥ ४ ॥
आहवेषु मिथोऽन्योन्यं जिघांसन्तो महीक्षितः ।
युध्यमानाः परं शक्त्या स्वर्गं यान्त्यपराङ्मुखाः ॥ ५ ॥
न च हन्यात्स्थलारूढं न क्लीबं न कृताञ्जलिम् ।
न मुक्तकेशं नासीनं न तवास्मीति वादिनम् ॥ ६ ॥
न सुप्तं न विसन्नाहं न नग्नं न निरायुधम् ।
नायुध्यमानं पश्यन्तं न परेण समागतम् ॥ ७ ॥
नायुधव्यसनं प्राप्तं नार्त्तं नातिपरिक्षतम् ।
न भीतं न परावृत्तं सतां धर्ममनुस्मरन् ॥ ८ ॥
यस्तु भीतः परावृत्तः सङ्ग्रामे हन्यते परैः ।
भर्त्तुर्यद्दुष्कृतं किञ्चित्तत्सर्वं प्रतिपद्यते ॥ ९ ॥

यच्चास्य सुकृतं किंचिदमुत्रार्थमुपार्जितम् ।
भर्त्ता तत्सर्वमादत्ते परावृत्तहतस्य तु ॥ १० ॥

रथाश्वं हस्तिनं छत्रं धनं धान्यं पशून् स्त्रियः ।
सर्वद्रव्याणि कुप्यं च यो यज्जयति तस्य तत् ॥ ११ ॥
राज्ञश्च दद्युरुद्धारमित्येषा वैदिकी श्रुतिः ।
राज्ञा च सर्वयोधेभ्यो दातव्यं पृथग्जितम् ॥ १२ ॥
मनु० [७ ॥ ८०-८२ । ८७ । ८९ । ९१-९७]

سالانہ محاصل دیانتدار لوگوں کے ذریعہ وصول کرے۔ اور جو سبھا پتی یعنی راجہ وغیرہ اعلیٰ حکام ہیں۔ وہ سب وید کے مطابق چلکر رعایا کے ساتھ پدرانہ برتاؤ رکھیں۔ (۱) اس کام کے سرانجام دینے کے لئے سبھا مختلف منتظم یا مہتمم مقرر کرے۔ اور وہ اس امر کی نگرانی کریں کہ سرکاری ملازم ضابطہ کے بموجب فرائض منصبی ادا کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر وہ خاطر خواہ کام کرتے ہوں۔ تو اُن کی قدر کریں۔ ورنہ ان کو مناسب سزا دیں۔ (۲) راجاؤں کے لئے جو وید کا لازوال خزانہ ہے۔ اسکی اشاعت کے لئے ایسے برہمنوں کی راجہ اور سبھا مناسب عزت کرے جو کامل برہمچریہ سے وید وغیرہ شاستر پڑھکر گورو کل سے واپس آویں۔ نیز انکی بھی جن سے اُن لوگوں نے تعلیم پائی ہو (۳) اس طرح علم کی ترقی سے سلطنت میں بھی بڑی ترقی ہوگی۔

جنگ کا دستور العمل | جب کبھی رعایا پرور راجہ پر کوئی اپنے سے کمزور یا مساوی یا قوی تر (راجہ) لڑائی میں چیلنج (طلب) کرے۔ تو چھتریوں کے دھرم کو یاد کرکے میدان جنگ میں جانے سے کبھی گریز نہ کرے یعنی ایسی ہوشیاری سے اس کا مقابلہ کرے کہ اپنی ہی فتح ہو۔ (۴) جو راجہ جنگ میں ایک دوسرے کے مار ڈالنے کے خواہاں اور حتی الوسع بے دھڑک ہو کر بیٹھ دکھائے بغیر جنگ کرتے ہیں وہی کامیابی کے راحت حاصل کرتے ہیں۔ (۵) اس اصول سے کبھی منحرف نہ ہونا چاہیئے

لیکن بسا اوقات دشمنوں پر فتح پانے کی غرض سے اُنکے سامنے سے چھپ جانا
واجب ہے۔ کیونکہ (مصلحت یہی ہے) کہ ایسی تدبیر عمل لائے جن سے دشمن مغلوب ہو
(اور) خود ایسی بیوقوفی سے تباہ نہو۔ کہ جس طرح شیر غصہ میں آکر ہتھیار کی آگ
میں گر کر اور جلدی ہی جلکر خاک ہوجاتا ہے۔
جنگ کے وقت بہادر جنگجو نیک لوگوں کا دھرم یاد رکھکر اُن آدمیوں کو کبھی نہ
ماریں۔ جو ادھر اُدھر ہوں۔ نامرد اطاعت قبول کرنے والے جنکے سر کے بال کھُل
گئے ہوں۔ جو بیٹھے ہوں پناہ گیر۔ سوتے ہوئے! اور بیہوش ننگے سمجھکے بے ہتھیار۔ لڑائی
نہ کرنیوالے (جنگ دیکھنے والے) دشمن کے ہمراہی۔ مجروح۔ مصیبت زدہ اور بہت
سخت گھائل خوفزدہ اور بھاگتے ہوئے ۶ تا ۸ بلکہ اُن کو گرفتار کرکے تندرست
آدمیوں کو قید کریں اور حسب ضرورت اُنکو خوراک و پوشاک دیں اور زخمیوں کا
باقاعدہ علاج کریں۔ ان کو تنگ نہ کرے نہ تکلیف دے۔ اُنکے لائق جو کام ہو اُن
سے کرائے۔ خاص کر اس بات کا دھیان کرے۔ کہ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں اور
عاجز و غمگین آدمیوں پر کبھی ہتھیار نہ چلے۔ ان کے بال بچوں کو اپنی اولاد کیطرح پالے
عورتوں کی بھی خبرگیری کرے اُن کو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے بجائے سمجھے۔ کبھی
بُری نگاہ سے ان کی طرف نہ دیکھے۔ جب اچھی طرح امن قایم ہوجائے اور دوبارہ
فساد کا احتمال نہ رہے۔ تو ان کو عزت کے ساتھ رہا کرکے انہیں اپنے گھر یا
ملک میں پہنچادے۔ اور جن سے آئندہ فساد ہونے کا احتمال ہو۔ ان کو ہمیشہ
قید میں رکھے۔
جو سپاہی (ملازم) ڈر کر (میدان جنگ) سے بھاگتا ہوا دشمن کے ہاتھوں مارا
جاتا ہے۔ وہ اپنے آقا کے گناہوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ (۱۹) اور اُسکی ناموری
کو جس سے اس اور اس جہاں میں آسے آرام ملنے والا تھا اسکا آقا لے لیتا
ہے۔ (۲۰) جو بھاگتا ہوا مارا جاتا ہے۔ اسکو کبھی سُکھ نہیں ہوتا۔ اُس کے
اچھے اعمال کا سارا پھل ضایع جاتا ہے۔ اور ناموری وہ حاصل کرتا ہے۔ جس

نے دھرم سے اچھی طرح جنگ کیا ہو۔
اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس سپاہی یا عہدہ دار نے رتھ گھوڑے ہاتھی۔ چھتر۔ زر۔ رسد۔ گائے وغیرہ چوپائے اور عورتیں یا اور اشیاء گھی۔ تیل وغیرہ کے کپّے لئے ہوں۔ وہی وے لیں۔ (۱۱) بلکہ فوج کے سپاہی بھی ان چیزوں میں سے سولھواں حصہ راجہ کو دیں۔ اور راجہ بھی فوج کے جوانمردوں کو اس مال میں سے جو سب نے ملکر حاصل کیا ہو۔ سولھواں حصہ ان کو دے (۱۲) علاوہ بریں جو لڑائی میں مارا گیا ہو۔ اسکی عورت اور اولاد کو اس کا حصہ دے۔ اور اسکی عورت اور معصوم بچوں کی اچھی طرح پرورش کرے۔ جب اسکے لڑکے اچھی طرح بالغ ہو جاویں۔ تب ان کو انکی لیاقت کے مطابق عہدے دے۔ جو راجہ اپنی سلطنت کی ترقی۔ ناموری۔ فتح اور امن کی ترقی کی خواہش رکھتا ہو وہ اس آئین کو کبھی نہ توڑے۔

अलब्धं चैव लिप्सेत लब्धं रक्षेत्प्रयत्नतः ।
रक्षितं वर्द्धयच्चैव वृद्धं पात्रेषु निःक्षिपेत् ॥ १ ॥
अलब्धमिच्छेद्दण्डेन लब्धं रक्षेदवेक्षया ।
रक्षितं वर्द्धयेद् वृद्ध्या वृद्धं दानेन निःक्षिपेत् ॥ २ ॥
अमाययैव वर्त्तेत न कथंचन मायया ।
बुध्येतारिप्रयुक्तां च मायान्नित्यं स्ववृत्तः ॥ ३ ॥
नास्य छिद्रं परो विद्याच्छिद्रं विद्यात्परस्य तु ।
गूहेत्कूर्म इवाङ्गानि रक्षेद्विवरमात्मनः ॥ ४ ॥
वकवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुम्पेत शशवच्च विनिष्पतेत् ॥ ५ ॥
एवं विजयमानस्य येऽस्य स्युः परिपन्थिनः ।
तानानयेद्वशं सर्वान् सामादिभिरुपक्रमैः ॥ ६ ॥

यथोद्धरति निर्दाता कक्षं धान्यं च रक्षति ।
तथा रक्षेन्नृपो राष्ट्रं हन्याच्च परिपन्थिनः ॥ ७॥
मोहाद्राजा स्वराष्ट्रं यः कर्षयत्यनवेक्षया ।
सोऽचिराद् भ्रश्यते राज्याज्जीविताच्च सबान्धवः ॥ ८ ॥
शरीरकर्षणात्प्राणाः क्षीयन्ते प्राणिनां यथा ।
तथा राज्ञामपि प्राणाः क्षीयन्ते राष्ट्रकर्षणात् ॥ ९ ॥
राष्ट्रस्य संग्रहे नित्यं विधानमिदमाचरेत् ।

सुसंगृहीतराष्ट्रो हि पार्थिवः सुखमेधते ॥ १० ॥
द्वयोस्त्रयाणां पञ्चानां मध्ये गुल्ममधिष्ठितम् ।
तथा ग्रामशतानां च कुर्य्याद्राष्ट्रस्य संग्रहम् ॥ ११ ॥
ग्रामस्याधिपतिं कुर्य्याद्दशग्रामपतिं तथा ।
विंशतीशं शतेशं च सहस्रपतिमेव च ॥ १२ ॥
ग्रामे दोषान्समुत्पन्नान् ग्रामिकः शनकैः स्वयम् ।
शंसेद् ग्रामदशेशाय दशेशो विंशतीशिनम् ॥ १३ ॥
विंशतीशस्तु तत्सर्वं शतेशाय निवेदयेत् ।
शंसेद् ग्रामशतेशस्तु सहस्रपतये स्वयम् ॥ १४ ॥
तेषां ग्राम्याणि कार्य्याणि पृथक्कार्य्याणि चैव हि ।
राज्ञोऽन्यः सचिवः स्निग्धस्तानि पश्येदतन्द्रितः ॥१५॥
नगरे नगरे चैकं कुर्यात्सर्वार्थचिन्तकम् ।
उच्चैः स्थानं घोररूपं नक्षत्राणामिव ग्रहम् ॥ १६ ॥
स ताननुपरिक्रामेत्सर्वानेव सदा स्वयम् ।
तेषां वृत्तं परिणयेत्सम्यग्राष्ट्रेषु तच्चरैः ॥ १७ ॥
राज्ञो हि रक्षाधिकृताः परस्वादायिनः शठाः ।
भृत्या भवन्ति प्रायेण तेभ्यो रक्षेदिमाः प्रजाः ॥१८॥

ये कार्यिकेभ्योऽर्थमेव गृह्णीयुः पापचेतसः ।
तेषां सर्वस्वमादाय राजा कुर्यात्प्रवासनम् ॥ १६ ॥
मनु० [७॥ ६६। १०१। १०४-१०७।११०-११७। १२०-१२४]

راجہ اور راج سبھا ان اشیاء کے حصول کے خواہاں ہوں جو حاصل نہیں ہوئیں اور جو حاصل ہو چکی ہوں۔ اُن کی ہوشیاری سے حفاظت کریں۔ محفوظ دولت کو بڑھائیں (۱) بڑھی ہوئی دولت کو وید ودیا۔ دھرم کی اشاعت۔ طالبان علم اور وید کے طریق کی ہدایت کرنے والے اپدیشکوں اور یتیموں۔ عاجزوں کی پرورش میں لگائیں۔ راجہ ان چاروں اعلیٰ مقاصد کی حقیقت سے آگاہ ہو کر کاہلی کو چھوڑ ان پر ہمیشہ اچھی طرح عمل کرے۔ ڈنڈ سے غیر میسر شدہ چیز کے حصول کی خواہش ہمیشہ نگہبانی کرنے سے حاصل شدہ کی حفاظت اور محفوظ شے کی ترقی کرے۔ یعنی (دولت کو) سود وغیرہ سے بڑھائے اور بڑھی ہوئی دولت کو مذکورہ بالا طریق پر خرچ کرے (۲) کبھی کسی کے ساتھ فریب نہ برتے۔ بلکہ صاف دلی سے سب کیساتھ برتاؤ رکھے اور ہمیشہ اپنے بچاؤ کی خاطر دشمن کے فریب سے آگاہ ہو کر اسکا تدارک کرے۔ (۳) کوئی دشمن اسکے عیب یعنی کمزوری کو نہ جان سکے۔ اور وہ خود اپنے دشمنوں کے نقصان سے آگاہ رہے۔ جیسے کچھوا اپنے اعضا کو پوشیدہ رکھتا ہے ویسے ہی وہ بھی اپنی کمزوری ظاہر نہ ہونے دے تاکہ دشمن کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملے۔ (۴) جسطرح بگلہ دھیان لگا کر مچھلی پکڑنے کی تاک میں رہتا ہے اسی طرح دولت جمع کرنے کے خیال میں رہے۔ دولت وغیرہ اشیاء اور اپنی طاقت بڑھا کر دشمن پر غالب آنے کے لئے شیر کے مانند زور سے حملہ کرے چیتے کیطرح چھپ کر دشمنوں کو پکڑ لے۔ زور آور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کیطرح دور بھاگ جائے۔ اور بعد ازاں دھوکہ دیکر اُسے پکڑ لے۔ (۵) اسی طرح فتح پانے والے سبھاپتی کی سلطنت میں جو رکاوٹیں ڈالنے والے ڈاکو لٹیرے ہوں۔ اُنکو ملا کر

لچھنوں کریا ادن میں نفاق ڈالکر اپنے بس میں کرے اور جو اس طرح بس میں نہ آئیں تو نہایت سخت سزا دے کر قابو میں لائے -(۸) جسطرح سے چاول ڈہان کے چھلکوں سے نکال لیتے ہیں - تو ان کی خوب حفاظت کرتے اور انہیں ٹوٹنے نہیں دیتے اسی طرح راجہ ڈاکو اور چوروں کو مارے اور سلطنت کی حفاظت کرے -

انتظام مملکت جو راجہ غفلت اور کم فہمی سے اپنی سلطنت کو کمزور کرتا ہے - وہ سلطنت اور لواحقین سمیت اپنی عمر پوری ہونے سے جلدی ہی تباہ ہو جاتا ہے جسطرح جانداروں کی جان انکا جسم دُبلا کر دینے سے پہلے نسائع ہو جاتی ہے - ویسے ہی رعایا کو کمزور کر دینے سے راجاؤں کی جان یعنی طاقت (فوج) وغیرہ لواحقین سمیت برباد ہو جاتی ہے -(۹) اسلئے راجہ اور راج سبھا سلطنت کے کام سرانجام دینے کے لئے ایسی کوشش کریں - جس سے سلطنت کے کاروبار اچھی طرح سرانجام پاویں - جو راجہ فرض منصبی ادا کرنے میں ہر طرح کمربستہ رہتا ہے امن و آسائش میں ترقی پاتا ہے (۱۰) اس لئے دو تین - پانچ یا سو گاؤں کے درمیان ایک صدر مقام مقرر کرے اور وہاں مناسب طور پر ملازم یعنی اہلکار وغیرہ سرکاری آدمی تعینات کر کے سلطنت کے سب کام سرانجام کرے (۱۱) ہر ایک گاؤں میں ایک ایک مکھیا مقرر کرے - ایسے دس گاؤں کے اوپر دوسرا - ایسے بیس گاؤں کے اوپر تیسرا - ایسے سو گاؤں کے اوپر چوتھا - اور ایسے ہزار گاؤں کے اوپر پانچواں آدمی مقرر کرے (۱۲) مثلاً آجکل ایک گاؤں میں پٹواری دس گاؤں میں ایک جمعدار اور دو چوکیوں پر ایک تھانہ دار اور ان پانچ تھانوں پر ایک تحصیل اور دس تحصیلوں پر ایک ضلع مقرر کیا جاتا ہے - یہ وہی اپنے منو وغیرہ دھرم شاستر سے راج نیتی (سیاست دان) کا طریق اختیار کیا گیا ہے -

اس طور پر بندوبست کرے اور حکم دے کہ ہر ایک گاؤں کا حاکم ان نقصوں کی اطلاع پوشیدہ طور پر دس گاؤں کے حاکم کو روزمرہ دیا کرے - جو اسکے اپنے گاؤں میں ظہور پذیر ہوں اور پھر وہ دس گاؤں کا حاکم اسی طرح بیس گاؤں کے

حاکم کو اپنے علاقہ کی حالت سے اطلاع دیتا رہا کرے۔ ایسے ہی بیس گاؤں کا حاکم سو گاؤں کے حاکم کو اپنے دس گاؤں کی بابت رپورٹ کر دیا کرے اسی طرح سو سو گاؤں کے حاکم اپنے سے اعلیٰ ہزار گاؤں کے حاکم کو (۱۳) اور بیس بیس گاؤں کے پانچوں حاکم سو سو گاؤں کے حاکم پر اور ہزار ہزار کے دسوں حاکم دس ہزار کے حاکم پر اور لاکھ گاؤں کے راج سبھا پر ہر روز کی کارروائی واضح کر دیا کریں۔ اور وہ سب راج سبھا۔ مہاراج سبھا یعنی ساری دنیا کی چکرورتی مہاراج سبھا میں ساری دُنیا کے حالات کی خبر کر دیا کریں (۱۴) اور ہر ایک دس دس ہزار گاؤں پر دو ایسے سبھاپتی مقرر کئے جائیں۔ جن میں سے ایک راج سبھا میں (رہے) اور دوسرا کاہلی کو چھوڑ دورہ کر کے ساری عدالتوں کے ججوں وغیرہ بادشاہی ملازموں کے کام کی نگرانی کرے۔ (۱۵) بڑے بڑے شہروں میں ایک ایک لیجسلیٹو کونسل (غور کرنیوالی سبھا) کے لئے خوبصورت۔ اونچا۔ فراخ اور عالیشان مکان بنائے جو دوسرے مکانوں کے مقابلہ میں ایسا معلوم ہو جیسا ستاروں میں چاند اسمیں وہ بڑے بڑے علماء و فضلا جنہوں نے علم سے ہر طرح کا تجربہ حاصل کیا ہو بیٹھکر غور و فکر کریں۔ جن قوانین سے بادشاہ اور رعیت کی بہبودی ہو ویسے قوانین اور ہدایات جاری کیا کریں۔ (۱۶) دورہ کرنیوالے سبھاپتی کے ماتحت جاسوس (اخبار نویس رپورٹر) سرکاری طور پر مقرر ہوں۔ اور وہ مختلف ذاتوں کے ہوں۔ اور وہ خفیہ طور پر ان کے ذریعے ساری سلطنت اور تمام رعایا کے عیب و ثواب سے مطلع رہے۔ جنکا قصور ہو۔ انکو سزا دے۔ اور جو امن عام بہبودی رعایا سلطنت وغیرہ اوصاف حمیدہ سے متصف ہوں انکی قدر کرے (۱۷) راجہ رعایا کی محافظت کا اختیار (متدین) آزمودہ کار عالم اور خاندانی لوگوں کو دے۔ انکے ماتحت بدمعاشوں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کو بھی نوکر رکھے تاکہ وہ برے کاموں سے باز رہیں اور اس سے رعایا کی حفاظت میں اچھی طرح مدد ملے۔ (۱۸) جو سرکاری افسر مدعی اور مدعا علیہ سے رشوت لیکر بے انصافی یا کسی کی طرفداری کے خیال

سے ظلم کرے - اُسکی ساری جائداد ضبط کرکے اسکو اچھی طرح سزا دے - جلاوطن کرے (۱۹) کیونکہ ایسے شخص کو سزا نہ دیجائے - تو اسے دیکھکر اور افسر بھی ویسے ہی بُرے کام کرینگے - اور سزا دئے جانے کی صورت میں ایسے کاموں سے بچے رہیں گے لیکن ایسے سرکاری ملازموں کا جتنی تنخواہ میں گذارہ اچھی طرح ہو سکے - اور وہ اس سے امیر بھی بن سکیں - راجہ کیطرف سے انکو اتنی نقدی ماہواری یا سالانہ یا ایک دفعہ یا کوئی زمین بطور جاگیر ملا کرے اور جو بوڑھے ہو جاویں انکو بھی آدھی تنخواہ (بطور پنشن) ملا کرے لیکن اسبات کا لحاظ رہے کہ جبتک وہ زندہ رہیں ہمیشہ انکے روزگار کیصورت بنی رہے - لیکن انکی اولاد کی انکی قابلیت کے موافق قدر کیجائے اور انکو نوکری ضرور دیجائے اگر کوئی ملازم اپنی عورت یا نابالغ لڑکے چھوڑکر مرجاوے تو ان لڑکوں کو جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جاویں راجہ کیطرف سے سب کے گذارہ کے لئے مناسب طور پر مالی امداد ملا کرے لیکن عورت یا لڑکوں کو بدچلن ہو جانے کی صورت میں اُن کو کچھ نہ دیا جاوے - اس قاعدہ پر راجہ ہمیشہ عملدرآمد کرے -

यथा फलेन युज्यते राजा कर्त्ता च कर्मणाम् ।
तथावेक्ष्य नृपो राष्ट्रे कल्पयेत्सततं करान् ॥ १ ॥
यथाल्पाऽल्पमदन्त्याऽऽद्यं वार्य्योकोवत्सषट्पदाः ।
तथाऽल्पो ग्रहीतव्यो राष्ट्राद्राज्ञाब्दिकः करः ॥ २ ॥
नोच्छिन्द्यादात्मनो मूलं परेषां चातितृष्णया ।
उच्छिन्दन्ह्यात्मनो मूलमात्मानं तांश्च पीडयेत् ॥३॥
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्च स्यात्कार्यं वीक्ष्य महीपतिः ।
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्चैव राजा भवति सम्मतः ॥ ४ ॥
एवं सर्वं विधायेदमिति कर्त्तव्यमात्मनः ।
युक्तश्चैवाप्रमत्तश्च परिरक्षेदिमाः प्रजाः ॥ ५ ॥
विक्रोशन्त्यो यस्य राष्ट्राद्ध्रियन्ते दस्युभिः प्रजाः ।
सम्पश्यतः सभृत्यस्य मृतः सनतु जीवति ॥ ६ ॥

क्षत्रियस्य परो धर्मः प्रजानामेव पालनम् ।
निर्दिष्टफलभोक्ता राजा धर्मेण युज्यते । ७ ॥
मनु० [७ ॥ १२८ । १२९ । १३९ । १४० । १४२-१४४]

جس طرح راجہ اور کارکن شاہی افسر یا رعایا کے لوگ راحت کے ثمرہ کو حاصل کر سکیں اسی طرح غور و فکر کے بعد راجہ اور راج سبھا اپنی مملکت پر محصول (ٹکس) لگاوے (۱) جس طرح جونک، بچھڑا اور بھونرا کھانے والی چیزیں تھوڑی تھوڑی کر کے لیتے ہیں۔ اسیطرح راجہ رعایا سے سالانہ تھوڑا تھوڑا ٹیکس لے (۲) زیادہ لالچ میں آکر اپنے اور دوسروں کے آرام کی جڑ کبھی نہ کاٹے کیونکہ جو شخص کاروبار اور آرام کی جڑ کاٹتا ہے وہ اپنے آپ کو اور لوگوں کو ایذا ہی دیتا ہے۔ (۳) جو راجہ حسب موقع سخت اور نرم (مزاج) بھی ہوتا ہے۔ وہ بدمعاشوں پر سخت اور نیکو کاروں پر نرم رہنے پر نہایت عزت پاتا ہے۔ (۴) راجہ اس طریق پر تمام سلطنت کا انتظام کرے۔ ہمیشہ کاروبار سلطنت میں مصروف رہے اور ہمیشہ ہوشیاری سے اپنی رعایا کی خبر گیری کرتا رہے۔ (۵) جس راجہ کے علاقہ میں اسکے اور اسکے اراکین سلطنت کی موجودگی میں اسکی روتی دھوتی مظلوم رعایا پر چور اور ڈاکو ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ تو جان لو کہ وہ راجہ معہ اراکین سلطنت مردہ ہے زندہ نہیں اور بہت سخت مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے (۶) اسلئے راجاؤں کا اعلےٰ فرض رعایا کی پرورش ہی ہے۔ ایسے ٹیکس کے وصول کرنیوالا راجہ جیسا کہ لکھا ہے (منوسمرتی کے ساتویں ادھیائے میں یا جیسا کہ سبھا مقرر کرے) دھرماتما ہونے سے آرام پاتا ہے اور اسکے برعکس ہو وہ تکلیف اٹھاتا ہے۔

उत्थाय प्रश्चिमे यामे कृतशौचः समाहिताः ।
हुताग्निर्ब्राह्मणांश्चार्च्य प्रविशेत्स शुभां सभाम् ॥ १ ॥

तत्र स्थिताः प्रजाः सर्वाः प्रतिनन्द्य विसर्जयेत् ।
विसृज्य च प्रजाः सर्वा मन्त्रयेत्सह मन्त्रिभिः ॥ २ ॥
गिरिपृष्ठं समारुह्य प्रासादं वा रहोगतः ।
अरण्ये निःशलाके वा मन्त्रयेदविभावितः ॥ ३ ॥
यस्य मन्त्रं न जानन्ति समागम्य पृथग्जनाः ।
स कृत्स्नां पृथिवीं भुङ्क्ते कोशहीनोऽपि पार्थिवः ॥ ४ ॥

मनुः [७ । १४५-१४८]

راجہ پہر رات رہے اٹھکر ضروریات سے فارغ ہو۔ پھر ہوشیاری سے پرمیشور کا دھیان۔ اگنی ہوتر۔ دھارمک علماء کی عزت کرے۔ اور کھانا کھا سبھا (دیوان شاہی) میں جاوے۔ (۱) وہاں اجلاس کر کے اہل دربار کی قدر افزائی کرے۔ اور اس کام سے فارغ ہو کر وزیر اعظم کے ساتھ گشت کرنے چلا جاوے اور پہاڑ کی چوٹی پر یا ایسے مکان میں جہاں کوئی نہ ہو یا ویرانہ جنگل جیسے تنہا مقام میں بیٹھ کر اور سارے تفکرات سے فارغ ہو کر وزیر کے ساتھ صلاح و مشورہ کرے۔ (۳) جس راجہ کے راز لوگ باہمی اتفاق کر کے بھی جان نہیں سکتے یعنی جسکی ہمیشہ سوچ گہری اور (خیالات) پاکیزہ اور اوروں کی بھلائی کے ہوتے ہیں اور دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ ایسا راجہ اگرچہ بے دولت ہی کیوں نہ ہو۔ ساری دنیا پر حکومت کرنے کے لائق ہوتا ہے۔ (۴) اس لئے راجہ اپنی مرضی سے کوئی ایسا کام نہ کرے۔ جس میں سبھا سدوں کا اتفاق رائے نہ ہو۔

आसनं चैव यानं च संधिं विग्रहमेव ।
कार्यं वीक्ष्य प्रयुञ्जीत द्वैधं संश्रयमेव च ॥ १ ॥
संधिं तु द्विविधं विद्याद्राजा विग्रहमेव च ।
उभे यानासने चैव द्विविधः संश्रयः स्मृतः ॥ २ ॥

समानयानकर्मा च विपरीतस्तथैव च ।
तथा त्वायातिसंयुक्तः संधिर्ज्ञेया द्विलक्षणाः ॥ ३ ॥
स्वयंकृतश्च कार्यार्थमकाल काले एव वा ।
मित्रस्य चैवापकृते द्विविधो विग्रहः स्मृतः ॥ ४ ॥
एकाकिनश्चात्यायिके कार्ये प्राप्ते यदृच्छया ।
संहतस्य च मित्रेण द्विविधं यानमुच्यते ॥ ५ ॥
क्षीणस्य चैव क्रमशो दैवात्पूर्वकृतेन वा ।
मित्रस्य चानुरोधेन द्विविधं स्मृतमासनम् ॥ ६ ॥
बलस्य स्वामिनश्चैव स्थितिः कार्यार्थसिद्धये ।
द्विविधं कीर्त्यते द्वैधं षाड्गुण्यगुणवेदिभिः ॥ ७ ॥
अर्थसंपादनार्थं च पीड्यमानः स शत्रुभिः ।
साधुषु व्यपदेशार्थं द्विविध संश्रयः स्मृतः ॥ ८ ॥
यदावगच्छेदायत्यामाधिक्यं ध्रुवमात्मनः ।
तदात्वे चाल्पिकां पीडां दत्ता सन्धि समाश्रयेत् ॥ ९ ॥
यदा प्रहृष्टा मन्येत सर्वास्तु प्रकृतीर्भृशम् ।
अत्युच्छ्रितं तथात्मानं तदा कुर्वीत विग्रहम् ॥ १० ॥
यदा मन्यते भावेन हृष्टं पुष्टं बलम् स्वकम् ।
परस्य विपरीतं च तदा यायाद्रिपुं प्रति ॥ ११ ॥
तदा तु स्यात्परिक्षीणो वाहनेन बलेन च ।
तदासीत प्रयत्नेन शनकैः सांत्वयन्नरीन् ॥ १२ ॥
मन्येतारिं यदा राजा सर्वथा बलवत्तरम् ।
तदा द्विधा बलं कृत्वा साधयेत्कार्य्यमात्मनः ॥ १३ ॥
यदा परबलानां तु गमनीयतमो भवेत् ।
तदा तु संश्रयेत् क्षिप्रं धार्मिकं बलिनं नृपम् ॥ १४ ॥

निग्रहं प्रकृतीनां कुर्य्याद्यारिबलस्य च ।
उपसेवेत तं नित्यं सर्वयत्नैर्गुरुं यथा ॥ १५ ॥
यदि तत्रापि संपश्येद्दोषं संश्रयकारितम् ।
सुयुद्धमेव तत्राऽपि निर्विशंकः समाचरेत् ॥ १६ ॥

मनु० [७ ॥ १६१-१७६]

راجہ اور تمام ارکین سلطنت اس بات کو مد نظر رکھیں کہ قیام جنگ کیلئے کوچ صلح
دوید (تقسیم فوج یعنی اسے دو ستوں میں تقسیم کرکے فتح پانا) اور پناہ گیری چھ قسم کی
حکمت عملیاں ہیں۔ یہ مناسب طور پر حسب موقعہ عمل میں آنی چاہئیں۔ (۱) راجہ
اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ صلح جنگ۔ کوچ و مقام۔ دوید اور پناہ گیر
کی دو دو قسمیں ہوتی ہیں۔ صلح دشمن سے میل یا اس سے مخالفت کرنا (یعنی با وجو
جنگ مخالفت نہ کرنا) لیکن موجودہ اور آیندہ کے واسطے کام برابر کرتے جانا یہ دو قسم
صلح کہلاتی ہے جنگ کام نکالنے کے لئے مناسب یا غیر مناسب موقعہ پر
یا اپنے دوستوں کا قصور کرنے والے دشمن کے ساتھ مخالفت کرنا دو طرح کی مخالفت
ہے۔ (۴) کوچ اچانک کوئی کام کرنے پر یا تنہا یا دوسرے کیساتھ ملکر دشمن
کیطرف رخ کرنا دو طرح کا کوچ کہلاتا ہے۔ (۵) قیام۔ خود کسی سبب سے رفتہ
ناکارہ یعنی کمزور ہو جانے کی وجہ سے یا دوست کے روکنے سے اپنی جگہہ پر
رہنا دو قسم کا قیام کہلاتا ہے۔ (۶) دوید مد فتح حاصل کرنے کی غرض سے فوج
دو حصوں میں تقسیم کرنا۔ اور اس کا ایک حصہ راجہ کے ماتحت اور دوسرا
جرنیل کے ماتحت رہنا دو طرح کی دوید مد یعنی تقسیم فوج ہے۔ (۷) پناہ
گیری۔ کسی خاص مقصد کے پورا کرنے کے لئے کسی طاقت اور راجہ
یا کسی مہاتما کی پناہ لینا تا کہ دشمن سے ایذا نہ پہنچے دو قسم کی پناہ گیری
(۸) جب یہ یقین ہو جائے کہ اس وقت جنگ کرنے سے کچھ نہ کچھ
پہنچے گی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد مقابلہ کرنے سے اپنی بہبودی اور فتح ہو

ہو گی۔ تو دشمن سے صلح کر کے موقعہ کا انتظار کرے۔ (۹) جب اپنی ساری رعایا
اور فوج کو نہایت خوشحال روز بہ ترقی اور نیک سمجھے اور اپنے آپ کو بھی ویسا
ہی تصور کرے۔ تب دشمن کے ساتھ جنگ کرے (۱۰) جب اپنی فوج کو خوشحال
طاقتور اور آسودہ سمجھے اور دشمن کی طاقت یا فوج اسکے برعکس کمزور ہو جائے
تب دشمن کیطرف سے جنگ کرنے کی نیت سے رخ کرے (۱۱) جب راجہ کی
فوج (طاقت) اور سواری کے لحاظ سے کمزور ہو جائے تب کوشش کر کے بتدریج
دشمن کو رضامند کرے۔ اور اپنی سلطنت کو سنبھالے رکھے (۱۲) جب راجہ دشمن کو
بہت طاقتور سمجھے تب دوگنی یا دو قسم کی فوج بنا کر اپنا کام نکالے (۱۳) جب یہ
سمجھے کہ دشمن بہت جلد اس پر چڑھائی کرنے کو ہے تو جلدی کر کے کسی دھارمک طاقتور
راجہ کو اپنا حامی بنائے۔ (۱۴) جو رعایا اور فوج دشمن کے زور کو روکے ہمیشہ گرد
کی طرح اسکی ہر ایک قسم کی بہبودی کا خیال رکھے (۱۵) جس راجہ کی پناہ لے
اگر اسکے برتاؤ میں کوئی نقص دیکھے تو نڈر ہو کر اسکے ساتھ بھی مردانہ وار جنگ کرے
(۱۶) جو راجہ دھارمک ہو کر کبھی اسکی مخالفت نہ کرے۔ بلکہ ہمیشہ اس سے رابطہ
اتحاد قائم رکھے۔ مگر جب کوئی شریر طاقت پکڑ جائے اسکو مغلوب کرنے کے لئے
مذکورہ بالا کارروائی کرنی واجب ہے۔

सर्वोपायैस्तथा कुर्यान्नीतिज्ञः पृथिवीपतिः ।
यथास्याभ्यधिका न स्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ॥ १ ॥
आयतिं सर्वकार्याणां तदात्वं च विचारयेत् ।
अतीतानां सर्वेषां गुणदोषौ च तत्वतः ॥ २ ॥
आयत्यां गुणदोषज्ञस्तदात्वे क्षिप्रनिश्चयः ।
अतीते कार्यशेषज्ञः शत्रुभिर्नाभिभूयते ॥ ३ ॥
यथैनं नाभिसंदध्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ।
तथा सर्वं संविदध्यादेष समासिक नयः ॥ ४ ॥

मनु० [७ ॥ १७७-१८०]

نیتی (سیاست مدن) کا جاننے والا۔ دنیا کا مالک راجہ ایسی تدبیر عمل میں لائے جس سے
نہ تو اس کے (حد سے) زیادہ دوست ہوں نہ دشمن اور نہ ایسے جو نہ دوست ہوں
نہ دشمن (۱) یا آیندہ کرنے کے کاموں میں غور و فکر کرے۔ اور جو امور عمل میں
آ چکے ہیں ان کے نفع و نقصان پر بھی اچھی طرح غور کرے۔ (۲) بعد ازاں
نقصوں کو رفع کرنے اور چھ اوصاف قایم رکھنے کی کوشش کرے۔

جو راجہ آیندہ کرنے کے لائق کاموں کی برائی بھلائی سمجھتا ہے۔ موجودہ کاموں
(کے نتیجہ) پر جھٹ پٹ پہنچ جاتا ہے اور جو کام کر چکا ہے۔ انکے عیب و ثواب سے
آگاہ ہوتا ہے۔ وہ کبھی دشمنوں سے مغلوب نہیں ہوتا۔ (۳) ہر طرح سے اراکین
سلطنت خصوصاً سبھاپتی راجہ غافل نہ رہ کر ایسی تدبیر کرے۔ کہ جس سے راجہ
وغیرہ کے دوست اور دشمن اور وہ جو نہ دوست ہیں نہ دشمن اس کے بس میں
رہیں اور مخالف نہ بنیں۔ یہی راج نیتی (علم سیاست مدن) کا خلاصہ ہے۔

कृत्वा विधानं मूले तु यात्रिकं च यथाविधि ।
उपगृह्यास्पदं चैव चरान् सम्यग्विधाय च ॥ १ ॥
संशोध्य त्रिविधं मार्गं षड्विधं च बलं स्वकम् ।
सांपरायिककल्पेन यायादरिपुरं शनैः ॥ २ ॥
शत्रुसेविनि मित्रे च गूढे युक्ततरो भवेत् ।
गतप्रत्यागते चैव स हि कष्टतरो रिपुः ॥ ३ ॥
दण्डव्यूहेन तन्मार्गं यायात्तु शकटेन वा ।
वराहमकराभ्यां वा सूच्या वा गरुडेन वा ॥ ४ ॥
यतश्च भयमाशंकेत्ततो विस्तारयेद् बलम् ।
पद्मेन चैव व्यूहेन निविशेत सदा स्वयम् ॥ ५ ॥

सेनापतिबलाध्यक्षौ सर्वदिक्षु निवेशयेत् ।
यतश्च भयमाशङ्केत् प्राचीं तां कल्पयेद्दिशम् ॥ ६ ॥
गुल्मांश्च स्थापयेदाप्तान् कृतसंज्ञान् समन्ततः ।
स्थाने युद्धे च कुशलानभीरूनविकारिणः ॥ ७ ॥
संहतान् योधयेदल्पान् कामं विस्तारयेद् बहून् ।
सूच्या वज्रेण चैवैतान् व्यूहेन व्यूह्य योधयेत् ॥ ८ ॥
स्यन्दनाश्वैः समे युध्येदनूपे नौद्विपैस्तथा ।
वृक्षगुल्मावृते चापैरसिचर्मायुधैः स्थले ॥ ९ ॥
प्रहर्षयेद् बलं व्यूह्य तांश्च सम्यक् परीक्षयेत् ।
चेष्टाश्चैव विजानीयादरीन् योधयतामपि ॥ १० ॥
उपरुध्यारिमासीत राष्ट्रं चास्योपपीडयेत् ।
दूषयेच्चास्य सततं यवसान्नोदकेन्धनम् ॥ ११ ॥
भिन्द्याच्चैव तडागानि प्राकारपरिखास्तथा ।
समवस्कन्दयेच्चैनं रात्रौ वित्रासयेत्तथा ॥ १२ ॥
प्रमाणानि च कुर्वीत तेषां धर्म्यान्यथोदितान् ।
रत्नैश्च पूजयेदेनं प्रधानपुरुषैः सह ॥ १३ ॥
आदानमप्रियकरं दानञ्च प्रियकारकम् ।
अभीप्सितानामर्थानां काले युक्तं प्रशस्यते ॥ १४ ॥

मनु० [७ ॥ १८४ १९२ । १९४-१९६ । २०३ । २०४

مزید ہدایات متعلقہ جنگ جب راجہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو جائے تو اپنی سلطنت کی محافظت کا انتظام اور مناسب طور پر سفر کے سامان کا اہتمام کرے - فوج سواری استر- گھوڑے وغیرہ اسلحہ جنگ کو ساتھ لے اور ہر جگہ خفیہ طور پر مخبر مقرر کرے (۱)- تینوں قسم کے راستے (خشکی - تری - ہوا) صاف کر کے خشکی پر سے گاڑی - گھوڑے اور ہاتھیوں کے ذریعے پانی پر سے ناؤ کے ذریعہ اور ہوا میں سے غبارہ نیرہ کے ذریعہ سے گذرے اور پیادہ - رتھ (گاڑی) ہاتھی - گھوڑے - ہتھیار اور استر کھانے

پینے وغیرہ کی چیزیں اپنے مقدور کے موافق مناسب طور پر مہیا کر کے (اپنے) ساتھ لے - اور کسی ایسے شخص کو جو مرنے مارنے پر تیار ہو - سپرد کر کے دشمن کے شہر کے نزدیک آہستہ آہستہ جائے (۲) جو شخص اندرونی طور پر دشمن سے ملا ہو - اور اپنے ساتھ بھی بظاہر دوستی رکھے - خفیہ دشمن پر اپنا راز عیاں کر دے - اسکی آمد و رفت اور اس سے بات چیت کرنے میں نہایت احتیاط رکھے - کیونکہ ایسے شخص کو جو دل سے دشمن اور ظاہرا دوست ہو - بھاری دشمن سمجھنا چاہئیے اس سبب آرائین سلطنت کو علم جنگ سکھلائے - آپ بھی سیکھے اور ساری رعایا کو بھی سکھائے جو پہلے ہی سے سکھائے ہوئے جنگجو ہوتے ہیں وہ ہی اچھی طرح سے لڑتے ہیں - تعلیم کے وقت فوج کو طرح طرح کے قواعد سکھائے (مثلاً) ڈنڈواہ یعنی ڈنڈے کی طرح چلنا (۲) شکٹ یعنی چھکڑے یا گاڑی کیطرح (۳) وراہ یعنی سوروں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے جانا اور کبھی سب کا مل کر ایک جھنڈ ہو جانا (۴) مگر جیسے مگرمچھ پانی میں چلتا ہے (۵) سوچی دیوہ یعنی جیسے سوئی کا اگلا حصہ باریک - پیچھے کا موٹا اور اس سے دھاگا موٹا ہے - اور نیل کنٹھ یعنی جسطرح نیل کنٹھ نیچے اوپر ہوتا جھپٹے مارتا ہے - جدھر خطرہ معلوم ہو - اسی طرف فوج کو پھیلا وے سب جرنیلوں اور فوجوں کو چاروں طرف مقرر کر کے کنول کے پھول کیطرح آپ بیچ میں رہے - (۵) راجہ بہادر جرنیل اور فوج کے نگران اور کمانڈر کو آٹھوں اطراف میں مقرر کرے - جسطرف لڑائی ہوتی ہو اسی طرف تمام فوج کا رُخ رکھے - پر دوسری طرف بھی پکا بندوبست کرے ورنہ پیچھے یا پہلو کی طرف سے دشمن کے حملہ کرنے کا احتمال ہے - (۶) جو مضبوط ستونوں کے مانند جنگ میں اپنی جگہہ جمے رہیں - علم جنگ میں ماہر اور دلیر ہوں - جنگ کرنے میں ہوشیار اور بے خوف بھی ہوں اور جن کے دل میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو ان کو فوج کے چاروں طرف تعینات کرے - (۷) اگر تھوڑے سے آدمیوں کا بہت آدمیوں سے مقابلہ آن پڑے - تو سب اکٹھے ہو کر لڑائی کریں - موقعہ پر انہیں کو جھٹ ادھر ادھر پھیلا دے - (جب شہر - قلعہ یا دشمن کی فوج میں

داخل ہو کر جنگ کرنا ہو تب) فوج کو سوئی کی شکل میں ترتیب دیکر یا تلوار کی شکل میں رکھہ کہ جسطرح دو دہاروں والی تلوار دونو طرف کاٹ کرتی ہے - اسی طرح جنگ کرتے اور بڑہتے جائیں اسیطرح فوج کو کئی شکلوں میں ترتیب دے کر لڑوائیں اگر سامنے توپ یا بندوق چل رہی ہو- تو سانپ کیطرح لیٹتے لیٹتے چلے جائیں جب توپوں کے پاس پہنچیں - تب انکو مار یا پکڑ کر توپوں کا منہ دشمن کی طرف پھیر کر انھیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمن کو مارے - یا بوڑھے آدمیوں کو توپوں کے منہ کے سامنے گھوڑوں پر سوار کروا کر دوڑائیں - اور (دشمن کو) ماریں (میدان کے) بیچ اچھے اچھے سوار رہیں- یکبارگی دھاوا کرکے دشمن کی فوج کو تتر بتر کرکے پکڑ لیں یا بھگا دیں اگر ہموار زمین پر جنگ کرنا ہو- تو گاڑی گھوڑوں پر یا پیادہ - اگر سمندر میں جنگ کرنا ہو تو جہازوں پر اور تھوڑے پانی میں ہاتھیوں پر- درختوں اور جھاڑیوں میں تیروں سے اور ریتیلی زمین پر تلوار اور ڈھال سے جنگ کریں اور کروائیں -(۹) جسوقت جنگ ہوتا ہو- اس وقت لڑنے والوں کو حوصلہ دے - اور خوش رکھے - جب لڑائی بند ہو جائے تب ایسی تقریر کرے جس سے (سپاہیوں کا) لڑائی میں حوصلہ بڑھے - اور بہادری) کی سپرٹ (دلیرانہ امنگ) پیدا ہو- کھانے پینے کی چیزیں- استر- اسلحہ جنگ- دوا اور دارو وغیرہ دے کر خوش رکھے - فوج کو ترتیب دیئے بغیر لڑائی نہ کرے - اور نہ لڑنے کی اجازت دے - جب جنگ ہو رہا ہو- تو اپنی فوج کا معائنہ کرکے دیکھے - کہ فوج اچھی طرح لڑ رہی ہے اور فریب تو نہیں کرتی - اگر کسی وقت مناسب سمجھے تو دشمن کو چاروں طرف سے گھیر لے - اور اسکے انتظام میں خلل ڈالکر اسکی رسد خوراک - پانی - ایندھن کو خراب کر دے - (۱۱) دشمن کے تالاب - شہر کی فصیل اور کھائی کو توڑ دے - دشمن کو رات کے وقت خوف زدہ کر دے اور فتح حاصل کرنے کی تدابیر کرے -

مفتوح کے ساتھہ سلوک (۱۲) فتح پانے کے بعد دشمن سے عہدنامہ لکھوائے - اور اگر

مناسب حال ہو۔ اُسی کے خاندان میں سے کسی دھرماتما آدمی کو راجہ مقرر کردے اور اس سے لکھوالے۔ کہ وہ اس کے حکم کے مطابق (یعنی جیسی دھرم کے مطابق راج نیتی ہے) چل کر انصاف سے رعایا کی نگہبانی کرتا رہے گا۔ ایسے لوگ اسکے پاس رکھے۔ کہ جن سے دوبارہ فساد کا احتمال نہ ہو۔
اپنے اعلیٰ افسروں سمیت مغلوب راجہ سے ملاقات کرکے اسکو جواہرات وغیرہ عمدہ اشیا عطا کرکے عزت بخشے (اس قدر کم نہ دے) جس سے اس کا گذارہ بھی نہ ہو۔ اگر اس کو قید کرے۔ تو بھی اسکی مناسب تعظیم کرے۔ تاکہ وہ شکست کے غم سے آزاد ہوکر خوش رہے) (۱۳) کیونکہ دنیا میں دوسرے کی چیز چھین لینا اس کے لئے موجب رنج ہے۔ اور عطا کرنا باعث محبت۔ اور خاصکر حسب موقعہ مناسب کارروائی عمل میں لانا اور مغلوب کو اسکی مرضی کے مطابق چیزوں کا دینا بہت اچھا ہے (۱۴) اس لئے کبھی دشمن کو تنگ نہ کرے۔ اور نہ ہی (اس کے ساتھ) تمسخر کرے اور نہ اسکے سامنے اس کی شکست پانے کا ذکر کرے۔ بلکہ ہمیشہ اس کو اپنا بھائی کہہ کر اس کی تعظیم کرے۔

دوست کی تعریف یہ ہے۔

हिरण्यभूमिसंप्राप्त्या पार्थिवो न तथैधते ।
यथा मित्रं ध्रुवं लब्ध्वा कृशमप्यायतिक्षमम् ॥ १ ॥

धर्मज्ञं च कृतज्ञं च तुष्टप्रकृतिमेव च ।
अनुरक्तं स्थिरारम्भं लघुमित्रं प्रशस्यते ॥ २ ॥
प्राज्ञं कुलीनं शूरं च दक्षं दातारमेव च ।

कृतज्ञं धृतिमन्तञ्च कष्टमाहुररिं बुधाः ॥ ३ ॥
आर्य्यता पुरुषज्ञानं शौर्य्यं करुणवेदिता ।
स्थौललक्ष्यं च सततमुदासीनगुणोदयः ॥ ४ ॥

मनु० [७ । २०८-२११]

راجہ مال و دولت اور محاصل زمین سے اتنی ترقی نہیں کرتا۔ جتنی ثابت قدم ہوا خواہ عاقبت اندیش کارکن۔ بہادر یا کمزور بھی دوست کی دوستی سے (۱) دھرم سے واقف احسان مند۔ خوش طبع۔ ثابت قدم۔ باالفت۔ کم حیثیت دوست کو بھی پاکر (راجہ) تعریف حاصل کرتا ہے (۲) وہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھے کہ کبھی دانشمند۔ خاندانی بہادر۔ جوانمرد۔ ہوشیار۔ فیاض۔ ممنون منت اور دھیرج والے آدمی کو دشمن نہ بنائے کیونکہ اگر ایسے آدمی کو دشمن بنائیگا۔ تو تکلیف پائے گا (۲) اوداسین کی تعریف یہ ہے جس میں اوصاف حسنہ۔ اچھے آدمیوں کی شناخت۔ بہادری اور ساتھ ہی رحم ہے اور جو اوپر اوپر کی باتیں سنایا کرتا ہے۔ وہ دواسین کہلاتا ہے۔

एवं सर्वमिदं राजा सह संमन्त्र्य मन्त्रिभिः ।
व्यायम्याप्लुत्य मध्याह्ने भोक्तुमन्तः पुरं विशेत् ॥

मनु० [७ । २२६]

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ راجہ علی الصباح اٹھکر ضروریات سے فارغ ہوکر سندھیا اپاسنا اگنی ہوتر کرپاکر دا تمام وزراء سے مشورہ کرے۔ بعدش دربار عام میں جاکر سب اہلکاروں اور جرنیلوں سے ملکر ان کو خوش کرے۔ اور مختلف قسم کی فوجی تعلیم دے۔ یعنی قواعد کرواکر گھوڑے۔ ہاتھی۔ گاڑی وغیرہ سب کے مقامات۔ ہتھیار اور استر کے رکھنے کے مکان اور دوائی خانہ اور خزانوں کا معائنہ کرکے ان میں جو نقص پائے۔ رفع کرکے ورزش کرنے کی جگہہ (پر جاکر) ورزش کرے۔ اور نہاکر دوپہر کے وقت کھانا کھانے کے لئے زنانہ مکان میں داخل ہو (کھانا اچھی طرح امتحان شدہ عقل و طاقت۔ زور کو بڑھانے والا۔ دافع امراض ہو۔ اور کئی اقسام کی اشیائے خوردنی و نوشیدنی وغیرہ جو خوشبودار۔ شیریں اور مختلف ذائقوں کی ہوں تناول کرے۔

جس سے ہمیشہ سکھی رہے۔)

ترقی کرنے کے لئے اس طرح سلطنت کا کام کرتا رہے۔

(رعایا سے ٹیکس (محصول) وصول کرنے کا طریق)

पञ्चाशद्भाग आदेयो राज्ञा पशुहिरण्ययोः ।
धान्यानामष्टमो भागः षष्ठो द्वादश एव वा ॥ मनु० [७ । १३०]

راجہ (تاجروں اور کاریگروں) سے ان کے منافع کا پچاسواں حصہ (زمینداروں سے) چاول وغیرہ اناج کی پیداوار کا چھٹا۔ آٹھواں یا بارھواں حصہ لیا کرے۔ (۱) اور اگر نقدی لے تو بھی اس قدر جس سے کسان وغیرہ کھانے پینے کی اشیاء اور زر سے محروم ہو کر تکلیف وغیرہ نہ پائیں۔ کیونکہ اگر رعایا امیر۔ تندرست اور متمول ہو گی تو راجہ کا اقبال بڑھتا رہیگا۔ (راجہ) رعایا کو اولاد کیطرح امن و آرام بخشے اور رعایا بھی راجہ اور افسران شاہی کو اپنے باپ کے مانند تصور کرے۔ سچ تو یہ ہے کہ کسان وغیرہ محنت کرنے والے (لوگ) راجاؤں کے راجا ہیں۔ اور راجہ ان کا محافظ اگر رعایا نہ ہو تو راجہ کس کا اور راجہ نہ ہو تو رعایا کس کی کہلاوے۔ دونوں اپنے اپنے کام میں خود مختار اور رفاہ عام کے مشترکہ کام میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ رعایا کی عام رائے کے خلاف راجہ یا آئین سلطنت نہ ہوں۔ اور راجہ کے حکم کے خلاف اہلکار اور رعایا نہ چلے۔ سلطنت کے پولٹیکل امور کا مختصر بیان کر دیا ہے جو شخص اسکو مفصل دیکھنا چاہے۔ وہ چاروں وید منوسمرتی شکرنیتی۔ مہابھارت وغیرہ میں دیکھ لے۔ رعایا کی عدالت منوسمرتی کے آٹھویں اور نویں ادھیا وغیرہ کے مطابق کرنی چاہئیے۔ تاہم اس جگہہ بھی مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

प्रत्यहं देशदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ।
अष्टादशसु मार्गेषु निबद्धानि पृथक् पृथक् ॥ २ ॥
तेषामाद्यमृणादानं निक्षेपोऽस्वामिविक्रयः ।
संभूय च समुत्थानं दत्तस्यानपकर्म च ॥ २ ॥
वेतनस्यैव चादानं संविदश्च व्यतिक्रमः ।
क्रयविक्रयानुशयो विवादः स्वामिपालयोः ॥ २ ॥

सीमाविवादधर्मश्च पारुष्ये दण्डवाचिके ।
स्तेयं च साहसं चैव स्त्रीसङ्ग्रहणमेव च ॥ ८ ॥
स्त्रीपुंधर्मो विभागश्च द्यूतमाह्वय एव च ।
पदान्यष्टादशैतानि व्यवहारस्थिताविह ॥ ५ ॥
एषु स्थानेषु भूयिष्ठं विवादं चरतां नृणाम् ।
धर्मं शाश्वतमाश्रित्य कुर्यात्कार्यविनिर्णयम् ॥ ६ ॥
धर्मो विद्धस्त्वधर्मेण सभां यत्रोपतिष्ठते ।
शल्यं चास्य न कृन्तन्ति विद्धास्तत्र सभासदः ॥ ७ ॥

सभां वा न प्रवेष्टव्यं वक्तव्यं वा समंजसम् ।
अब्रुवन्विब्रुवन्वापि नरो भवति किल्विषी ॥ ८ ॥
यत्र धर्मो ह्यधर्मेण सत्यं यत्रानृतेन च ।
हन्यते प्रेक्षमाणानां हतास्तत्र सभासदः ॥ ९ ॥
धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः ।
तस्माद्धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतोऽवधीत् ॥ १० ॥
वृषो हि भगवान् धर्मस्तस्य यः कुरुते ह्यलम् ।
वृषलं तं विदुर्देवास्तस्माद्धर्मं न लोपयेत् ॥ ११ ॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेप्यनुयाति यः ।
शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ॥ १२ ॥
पादो धर्मस्य कर्त्तारं पादः साक्षिणमृच्छति ।
पादः सभासदः सर्वान् पादो राजानमृच्छति ॥ १३ ॥
राजा भवत्यनेनास्तु मुच्यन्ते च सभासदः ।
एनो गच्छति कर्त्तारं निन्दार्हो यत्र निन्द्यते ॥ १४ ॥
मनु० [८ । ३-८ । १२-१९]

تصفیہ امور متنازعہ از روے شاستر و رواج ملک

سبھا راجہ اور حکام شاہی ملک کے رواج اور شاستر کے احکام کے بموجب مندرجہ ذیل اٹھارہ امور متنازعہ کا تصفیہ ہر روز کیا کریں۔ جن قوانین کا شاستر میں بیان نہ ہو۔ اور انکا رواج دینا ضروری سمجھا جائے۔ تو اچھے اچھے قوانین جاری کریں۔ جس سے راجہ اور رعایا کی ترقی ہو۔

اٹھارہ امور متنازعہ یہ ہیں (اول) قرضہ کے متعلق جھگڑا (دوم) امانت میں خیانت (سوم) ایک کی چیز کا دوسرے کو فروخت کرنا (چہارم) باالاتفاق کسی کے ساتھ مجرمانہ کارروائی (زیادتی) کرنا (پنجم) چیز دے کر واپس نہ دینا (ششم) کسی نے خدمت کروا کر اسکا صلہ (تنخواہ) کم دینا (ہفتم) ایفاء وعدہ نہ کرنا (ہشتم) لین دین میں جھگڑا ہونا (نہم) مویشی کے مالک اور ان کی پرورش کرنے والوں میں جھگڑا (۳) (دہم) حد بندی کا تنازعہ (یازدہم) کسی کو سخت ایذا دینا (دوازدہم) سخت کلامی کرنا۔ (سیزدہم) چوری کرنا ڈاکہ مارنا۔ (چہاردہم) جبراً کسی کام کا کرنا۔ (پانزدہم) کسی عورت (یا خاوند) کا زنا کاری میں مبتلا ہونا (۴) (شانزدہم) عورت اور مرد کا اپنے دھرم سے تجاوز کر جانا (ہفتدہم) تقسیم جائداد کا جھگڑا (ہژدہم) جان دار یا بے جان اشیاء کے ذریعہ قمار بازی کرنا۔ یہ اٹھارہ قسم کے موقعے آپسمیں جھگڑے کے ہیں۔ (۵) ان امور متنازعہ فیہ میں بہت جھگڑا کرنے والوں کا فیصلہ قدیمی دھرم کے مطابق کرنا چاہئے۔ یعنی کسی کی طرفداری کبھی نہ کی جاوے (۶) جس سبھا میں دھرم ادھرم سے زخمی کیا جاتا ہے اور جو اس دھرم کے زخم کا اسطرح اندمال نہیں کرتے جس طرح زخم سے تیر نکالا جاتا ہے اور ادھرم کا ناش نہیں کرتے یعنی جسجگہہ دھرمی کی عزت توقیر (نہیں ہوتی) اور ادھرمی کو سزا نہیں دیجاتی اس سبھا میں جتنے سبھا سد ہیں۔ وہ سب گویا زخمی ہیں۔ (۷) دھارمک آدمی کو واجب ہے۔ کہ (ایسی) سبھا میں کبھی پاؤں نہ رکھے اور اگر اسمیں شامل ہو چکا ہو۔ تو ہمیشہ ہی سچ بولے۔ جو شخص سبھا میں بے انصافی ہوتی دیکھہ کر خاموش رہتا ہے۔ یا راستی اور انصاف کے خلاف کہتا ہے وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے۔ (۸) جس سبھا میں ادھرم سے دھرم۔ جھوٹ سے سچ سب

سبھاسدوں کے دیکھتے دیکھتے مارا جاتا ہے۔ اس سبھا میں سب سبھاسد مردوں کی طرح ہیں گویا ان میں کوئی زندہ نہیں۔ (۹) مارا ہوا دھرم مارنے والے کی بربادی اور بچایا ہوا بچانے والے کی حفاظت کرتا ہے۔ اسلئے دھرم کو کبھی مارنا نہ چاہئے۔ تاکہ ہم کو مارا ہوا دھرم کہیں مار ہی نہ ڈالے۔ (۱۰) جو شخص اقبالمندی اور راحت بخشنے والے دھرم کو ناش کرتا ہے۔ اسی کو عالم لوگ شودر اور نیچ (کمینہ) جانتے ہیں اس لئے کسی آدمی کے لئے دھرم کا ناش کرنا مناسب نہیں۔ (۱۱) اس جہان میں دھرم ہی ایسا ایک دوست ہے۔ جو موت کے بعد بھی ساتھ جاتا ہے اور سب چیزیں یا ساتھی جسم کے ناش ہونے کے ساتھ ہی ناش ہو جاتے ہیں۔ یعنی سب ساتھ چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن دھرم کا ساتھ کبھی نہیں چھوٹتا۔ (۱۲) جب راج سبھا میں طرفداری سے بے انصافی کیجاتی ہے تب ادھرم کے چار حصے ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ادھرم کرنے والا۔ دوسرا شہادت دینے والوں کا تیسرا سبھاسدوں کا۔ اور چوتھا ادھرمی سبھا کے سبھاپتی راجہ کا ہوتا ہے۔ (۱۳) جس سبھا میں بُرے کی بُرائی اچھے کی بڑائی۔ سزاوار کو سزا اور مستحق عزت کی عزت ہوتی ہے۔ وہاں راجہ اور سب سبھاسد گناہ سے آزاد اور پاک ہو جاتے ہیں۔ اور گناہ کرنے والے ہی کو گناہ کا عوض ملتا ہے (۱۴)

اب گواہوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

आप्ताः सर्वेषु वर्णेषु कार्य्याः कार्येषु साक्षिणः ।
सर्वधर्मविदोऽलुब्धा विपरीतांस्तु वर्जयेत ॥ १ ॥
स्त्रीणां साक्ष्यं स्त्रियः कुर्युर्द्विजानां सदृशा द्विजाः ।
शूद्राश्च सन्तः शूद्राणामन्त्यानामन्त्ययोनयः ॥ २ ॥
साहसेषु च सर्वेषु स्तेयसंग्रहणेषु च ।
वाग्दण्डयोश्च पारुष्ये न परीक्षेत साक्षिणः ॥ ३ ॥
बहुत्वं परिगृह्णीयात्साक्षिद्वैधे नराधिपः ।
समेषु तु गुणोत्कृष्टान् गुणिद्वैधे द्विजोत्तमान् ॥ ४ ॥

सभन्तर्दर्शनात्साक्ष्यं श्रवणाच्चैव सिध्यति ।
तत्र सत्यं ब्रुवन्साक्षी धर्मार्थाभ्यां न हीयते ॥ ५ ॥
साक्षी दृष्टश्रुतादन्यद्विब्रुवन्नार्य्यसंसदि ।
अवाङ्नरकमभ्येति प्रेत्य स्वर्गाच्च हीयते ॥ ६ ॥
स्वभावेनैव यद ब्रूयुस्तद् ग्राह्यं व्यावहारिकम् ।
अतो यदन्यद्विब्रूयुर्धर्मार्थं तदपार्थकम् ॥ ७ ॥
सभान्तः साक्षिणः प्राप्तानर्थिप्रत्यर्थिसन्निधौ ।
प्राड्विवाकोऽनुयुञ्जीत विधिनाऽनेन सान्त्वयन् ॥ ८ ॥
यद् द्वयोरनयोर्वेत्थ कार्येऽस्मिन् चेष्टितं मिथः ।
तद् ब्रूत सर्वं सत्येन युष्माकं ह्यत्र साक्षिता ॥ ९ ॥
सत्यं साक्ष्ये ब्रुवन्साक्षी लोकानाप्नोति पुष्कलान् ।
इह चानुत्तमां कीर्तिं वागेषा ब्रह्मपूजिता ॥ १० ॥
सत्येन पूयते साक्षी धर्मः सत्येन वर्धते ।
तस्मात्सत्यं हि वक्तव्यं सर्ववर्णेषु साक्षिभिः ॥ ११ ॥
आत्मैव ह्यात्मनः साक्षी गतिरात्मा तथात्मनः ।
मावमंस्थाः स्वमात्मानं नृणां साक्षिणमुत्तमम् ॥ १२ ॥
यस्य विद्वान् हि वदतः क्षेत्रज्ञो नाभिशङ्कते ।
तस्मान्न देवाः श्रेयांसं लोकेऽन्यं पुरुषं विदुः ॥ १३ ॥
एकोऽहमस्मीत्यात्मानं यत्त्वं कल्याण मन्यसे ।
नित्यं स्थितस्ते हृद्येष पुण्यपापेक्षिता मुनिः ॥ १४ ॥

मनु० [८ ॥ ६३ । ६८ । ७२-७५ । ७८-८१ । ८३ ।
८४ । ८६ । ९१]

گواہ اور شہادت کی پرداخت سب ورنوں میں اُن شخصوں کو جو دھارمک - عالم - صاف دل سب طرح سے دھرم کے واقف - لالچ سے پاک اور صاف گواہوں - عدالت کے فیصلہ میں گواہ قرار دیوے - اور جن میں یہ اوصاف نہ ہوں - وہ گواہ نہ بنائے جائیں -

(۱) عورتوں کی گواہ عورت ہو - دوجوں کی دوج - شودروں کی شودر اور ادنیٰ ذاتوں کے ادنےٰ ذات والے گواہ بنیں - (۲) جتنے زبردستی کے کام چوری - زنا سخت کلامی قابل سزا جرام ہیں - ان میں گواہ کی امتیاز نہ رکھے (۳) اور نہایت ضروری بھی سمجھے کیونکہ یہ کام سب خفیہ ہوتے ہیں) طرفین کے گواہوں میں سے اول تعداد کا خیال رکھے - اگر تعداد مساوی ہو - تو یکساں گواہوں میں معزز شخصوں کی شہادت کو ترجیح دے - طرفین کے گواہ اگر ایک سے معزز ہوں - تو دوجوں میں افضل تریں - یعنی رشی مہرشی اور رجیتیوں کی شہادت کو ترجیح دے کر فیصلہ کرے (۴) (گواہ دو طرح کے ہوتے ہیں) ایک دیکھنے والا اور دوسرا سننے والا جو گواہ عدالت میں سچ بولتا ہے وہ دھرم سے محروم اور مستحق سزا نہیں ہوتا - جو گواہ جھوٹ بولتا ہے وہ مناسب طریق پر سزا کا مستوجب ہوتا ہے - (۵) جو گواہ عدالت شاہی یا اعلیٰ لوگونکی مجلس میں بخلاف اپنے دیکھنے اور سننے کے کہتا ہے - وہ اس جہاں میں زبان کے کاٹے جانے سے دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور مرنے کے بعد راحت سے محروم رہتا ہے - (۶) گواہ کی اس بات کو ماننا (چاہئیے) جیسے وہ طبعاً معاملہ کے متعلق کہے اور اس کے علاوہ جو سکھائی ہوئی باتیں کہے - انکو منصف فضول سمجھے (۷) عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ کے سامنے گواہوں سے جو حاضر ہوں منصف یا وکیل یا بیرسٹر تحمل کے ساتھ اس طرح پوچھیں (۸) کہ اے گواہوں - ان دونوں کے آپس کے معاملات کے بارے میں تم جو کچھ جانتے ہو - ٹھیک ٹھیک کہہ دو - کیونکہ تمہاری اس معاملہ میں شہادت ہے (۹) جو گواہ سچ بولتا ہے - وہ دوسرے جنم میں اچھے جنم اور دیگر اعلےٰ کرسوں میں پیدا ہو کر آرام پاتا ہے - اس جنم یا دوسرے جنم میں اعلےٰ شہرت حاصل کرتا ہے - ویدوں میں لکھا ہے - کہ یہ زبان ہی عزت اور بے عزتی کا باعث ہے - (۱۰) جو سچ بولتا ہے وہ عزت و توقیر حاصل کرتا ہے - اور جو جھوٹ بولتا ہے - اسکی مذمت ہوتی ہے - سچ بولنے سے گواہ پاک ہوتا ہے - اور سچ بولنے سے ہی دھرم بڑھتا ہے - اس لئے سب ورنوں میں گواہوں کو سچ بولنا ہی واجب

ہے (۱۱) آتما کی شاہد آتما اور آتما کی منزل مقصود آتما ہے۔ پس اے شخص! یہ سمجھ کر کہ سب سے اعلیٰ گواہ تیرا آتما ہے۔ تو اسکی توہین نہ کر۔ جو کچھ تیری آتما میں اور زبان میں ہے۔ اسکا ویسا ہی کہہ دینا سچ ہے۔ اور اسکے خلاف بیان کرنا جھوٹ ہے (۱۲) جس آدمی کے بولتے وقت اسکا آتما شک میں نہیں پڑتا (خوف نہیں کھاتا) عقلمند آدمی کسی کو اس سے اچھا نہیں جانتے (۱۳) اے بہتری کے خواہشمند! تو جو اپنے آپ کو اکیلا سمجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ یہ امر درست نہیں کیونکہ تیرے دل میں انتریامی ہونے کیوجہ سے نیکی بدی کا دیکھنے والا پرمیشور تو موجود ہے۔ اس پرماتما سے خوف کر کے ہمیشہ سچ بولا کر (۱۴)

लोभान्मोहाद्भयान्मैत्रात्कामात्क्रोधात्तथैव च ।
अज्ञानाद्बालभावाच्च साक्ष्यं वितथमुच्यते ॥ १ ॥

एषामन्यतमे स्थाने यः साक्ष्यमनृतं वदेत् ।
तस्य दण्डविशेषांतु प्रवक्ष्याम्यनुपूर्वशः ॥ २ ॥
लोभात्सहस्रं दण्ड्यस्तु मोहात्पूर्वन्तु साहसम् ।
भयाद्द्वौ मध्यमौ दण्डौ मैत्रात्पूर्वं चतुर्गुणम् ॥ ३ ॥
कामाद्दशगुणं पूर्वं क्रोधात्तु त्रिगुणं परम् ।
अज्ञानाद्द्वे शते पूर्णे बालिश्याच्छतमेव तु ॥ ४ ॥
उपस्थमुदरं जिह्वा हस्तौ पादौ च पञ्चमम् ।
चक्षुर्नासा च कर्णौ च धनं देहस्तथैव च ॥ ५ ॥
अनुबन्धं परिज्ञाय देशकालौ च तत्वतः ।
साराऽपराधौ चालोक्य दण्डं दण्ड्येषु पातयेत् ॥६॥
अधर्मदण्डनं लोके यशोघ्नं कीर्त्तिनाशनम् ।
अस्वर्ग्यञ्च परत्रापि तस्मात्तत्परिवर्जयेत् ॥ ७ ॥
अदण्ड्यान्दण्डयन् राजा दण्ड्यांश्चैवाप्यदण्डयन् ।
अयशो महदाप्नोति नरकं चैव गच्छति ॥ ८ ॥

वाग्दण्डं प्रथमं कुर्याद्धिग्दण्डं ततनन्तरम् ।
तृतीयं धनदण्डं तु वधदण्डमतः परम् ॥ ६ ॥
मनु० [८ । ११८-१२१ । १२५-१२६]

جو شخص لالچ - پیار - خوف - دوستی - خواہش - غصہ - جہالت اور لڑکپن کے بس میں آکر شہادت دے - وہ سب جھوٹ سمجھی جائے - (۱) ان میں سے کسی ایک کے بس ہوکر اگر گواہ جھوٹی شہادت دے تو اس کو اس ترتیب سے سزا دیجائے - (۲) گواہ اگر لالچ سے شہادت دے تو پندرہ روپے دس آنے - اگر پیار کے بس میں آکر جھوٹی شہادت دے تو تین روپے دو آنے - اگر خوف سے جھوٹی شہادت دے تو چھ روپے چار آنہ اور اگر دوستی کا پاس کر کے جھوٹی شہادت دے تو بارہ روپے آٹھ آنے (۳) اگر خواہش نفسانی سے جھوٹی شہادت دے - تو پچیس روپے اگر غصہ میں آکر جھوٹی شہادت دے تو چھیالیس روپیہ چودہ آنے اگر ناواقفیت سے جھوٹی شہادت دے تو چھ روپے اور اگر لڑکپن کے سبب سے جھوٹی شہادت دے تو ایک روپیہ نو آنہ اس پر جرمانہ کیا جاوے -

ہدایات متعلق سزا سزا دینے کے متعلق دس مقام ہیں (۱) جائے نہانی (۲) پیٹ (۳) زبان (۴) ہاتھ (۵) پاؤں (۶) آنکھ (۷) ناک (۸) کان (۹) زر اور (۱۰) جسم لیکن جو سزا لکھی ہیں اور لکھیں گے - مثلاً لالچ سے گواہی دینے میں پندرہ روپیہ دس آنے جرمانہ کرنا - اگر مجرم نہایت ہی مفلس ہو - تو اس سے کم اور امیر ہو تو اس سے دوگنے تگنے اور چوگنے تک بھی جرمانہ کر دے یعنی جیسا ملک جیسا وقت اور جیسا شخص ہو اور اس کا جیسا جرم ہو - ویسی ہی سزا دیجائے - (۶) کیونکہ اس دنیا میں جو ادہرم سے سزا دیتا ہے - وہ پہلی حاصل کی ہوئی عزت اور آئیندہ کی (عزت) اور اگلے جنم کی شہرت کو برباد کرتا ہے - اور دوسرے جنم میں بھی تکلیف پاتا ہے - اس لئے ادہرم والی سزا کسی کو نہ دیجا دے -

(۷) جو راجہ سزا کے بموجب آدمیوں کو سزا نہیں دیتا اور بے قصوروں

کو سزا دیتا ہے۔ وہ اِس زندگی میں بدنامی اور موت کے بعد بڑا دکھ پاتا ہے
(۸) اس لئے جو جرم کرے اسکو برابر سزا دی جاوے۔ اور بے گناہ کو کبھی
سزا نہ دیجاوے۔ (سزا چار قسم کی ہے) اول کلام کی (یعنی مذمت کرنا)
دوم لعنت ملامت کی (یعنی لعنت ہے تجھ پر تونے ایسا بڑا کام کیوں کیا)
سوم زرکی اور چہارم مارنے کی (یعنی کوڑے یا بید سے مارنا یا سر کاٹ ڈالنا)۔

येन येन यथाङ्गेन स्तेनो नृषु विचेष्टते ।
तत्तदेव हरेत्तस्य प्रत्यादेशाय पार्थिवः ॥ १ ॥
पिताचार्य्यः सुहृन्माता भार्य्या पुत्रः पुरोहितः ।
नादण्ड्यो नाम राज्ञोऽस्ति यः स्वधर्मे न तिष्ठति ॥ २ ॥
कार्षापणं भवेद्दण्ड्यो यत्रान्यः प्राकृतो जनः ।
तत्र राजा भवेद्दण्ड्यः सहस्रमिति धारणा ॥ ३ ॥
अष्टापाद्यन्तु शूद्रस्य स्तेये भवति किल्बिषम् ।
षोडशैव तु वैश्यस्य द्वात्रिंशत् क्षत्रियस्य च ॥ ४ ॥
ब्राह्मणस्य चतुःषष्टिः पूर्णं वापि शतं भवेत् ।
द्विगुणा वा चतुःषष्टिस्तद्दोषगुणविद्धि सः ॥ ५ ॥
ऐन्द्रं स्थानमभिप्रेप्सुर्यशश्चाक्षयमव्ययम् ।
नोपेक्षेत क्षणमपि राजा साहसिकं नरम् ॥ ६ ॥
वाग्दुष्टात्तस्कराच्चैव दण्डेनैव च हिंसतः ।
साहसस्य नरः कर्त्ता विज्ञेयः पापकृत्तमः ॥ ७ ॥
साहसे वर्त्तमानन्तु यो मर्षयति पार्थिवः ।
स विनाशं व्रजत्याशु विद्वेषं चाधिगच्छति ॥ ८ ॥
न मित्रकारणाद्राजा विपुलाद्वा धनागमात् ।
समुत्सृजेत् साहसिकान्सर्वभूतभयावहान् ॥ ९ ॥

गुरुं वा बालवृद्धौ वा ब्राह्मणं वा बहुश्रुतम् ।
आततायिनमायान्तं हन्यादेवाविचारयन् ॥ १० ॥
नाततायिवधे दोषो हन्तुर्भवति कश्चन ।
प्रकाशं वाऽप्रकाशं वा मन्युस्तन्मन्युमृच्छति ॥ ११ ॥
यस्य स्तेनः पुरे नास्ति नान्यस्त्रीगो न दुष्टवाक् ।
न साहसिकदण्डघ्नौ स राजा शक्रलोकभाक् ॥ १२ ॥
मनु० [८ । ३३४-३४८ । ३४४-३४७ । ३५० । ३५१ । ३८६]

چور جس عضو سے انسانوں میں مجرمانہ کارروائی کرے - اسکے عضو کو سب لوگوں کی عبرت کے لئے راجہ کاٹ ڈالے - (۱) خواہ باپ - استاد - دوست - عورت - لڑکا اور بہت ہی کیوں نہ ہو - جو اپنے دھرم پر قائم نہیں رہتا - وہ راجہ سے سزا دیئے جانے کے قابل ہے - (۲) یعنی جب راجہ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر عدل کرے تب کسی کی رعایت نہ کرے - بلکہ مناسب سزا دے) جس جرم کے بدلے عام آدمی پر ایک پیسہ جرمانہ ہو - اسی جرم پر راجہ کو ہزار پیسہ جرمانہ ہو - (۳) - (یعنی عام آدمی سے راجہ کو ہزار گنی - وزیر (راجہ کے دیوان) کو آٹھ سو گنی - اس سے کم رتبہ کے آدمی کو سات سو گنی اور اس سے بھی کم رتبہ آدمی کو چھ سو گنی سزا ہونی چاہیئے - اسی طرح رتبہ بہ رتبہ یہ قاعدہ سزا دینے کا سمجھ لینا چاہیئے - مثلاً ایک چھوٹے چھوٹے خدمتگار - یعنی چپراسی کو آٹھ گنی سزا سے کم نہ ہونی چاہیئے - کیونکہ اگر رعایا کے لوگوں کی نسبت شاہی ملازموں کو زیادہ سزا نہ ہو تو شاہی ملازم رعایا کے لوگوں کو تباہ کر دیں جسطرح شیر تو زیادہ اور بکری تھوڑی سختی کرنے پر قابو میں آجاتی ہے - اسی طرح راجہ سے لیکر چھوٹے چھوٹے خدمتگار تک جرم ہونے پر شاہی ملازموں کو رعایا کے لوگوں کی نسبت زیادہ سزا دینی چاہیئے - اسی طرح اگر چور سمجھدار ہو - تو اس کو مال مسروقہ کا آٹھ گنا - ویش کو سولہ گنا چھتری

کو بیس گنا (۴) برھمن کو چونسٹھ گناہ یا سو گنا یا ایکسو اٹھائیس گناہ جرمانہ ہونا چاہئے۔ یعنی جسکا جتنا علم و قدر زیادہ ہو۔ اسکو جرم کرنے کی حالت میں اتنی ہی سزا زیادہ دینی چاہئے۔ (۵) حکومت کا مستحق۔ دھرم اور اقبال کا متمنی راجہ نہ بردستی کرنے والے ڈاکوؤں کو سزا دینے میں ایک لمحہ کی دیری بھی نہ کرے۔ (۶) (زبردستیوں کی تعریف) زبردستی کرنے والے آدمی کو سخت کلامی کرنے والے سے چور سے اور بےقصور سزا دینے والے سے بھی زیادہ سمجھنا چاہئے۔ (۷) جو راجہ زبردستی کرنیوالے آدمی کو سزا نہیں دیتا۔ اور تحمل کرتا ہے۔ وہ جلدی ہی برباد ہو جاتا ہے اور سلطنت میں بغاوت پیدا کرتا ہے۔ (۸) دوستی (کے لحاظ) اور بہت سی دولت ملنے کی لالچ سے راجہ سب جانداروں کو ایذا پہنچانے والے زبردست آدمی کو قید یا قتل کئے بغیر نہ چھوڑے۔ (۹) خواہ استاد ہو۔ خواہ (بیٹا وغیرہ) بچے خواہ (باپ وغیرہ) بوڑھے ہوں خواہ برھمن اور خواہ بہت شاستر وغیرہ پڑھا ہوا کیوں نہ ہو جو دھرم کو چھوڑ ادھرم کرنے اور اوروں کو بےقصور مارنے والا ہے۔ اسکو بےسوچے سمجھے مار ڈالنا چاہئے۔ (۱۰) بدوں کو قتل کرنے سے قاتل کو گناہ نہیں ہوتا۔ خواہ علانیہ مارے۔ خواہ خفیہ (کیونکہ کرودھی کو کرودھ سے مارنا گویا کرودھ سے کرودھ کی لڑائی ہے۔ (۱۱) جس راجہ کی سلطنت میں نہ تو چور ہی ہے۔ نہ پرائی عورت کے پاس جانے والا شخص نہ سخت کلام آدمی ہے نہ زبردست ڈاکو اور نہ راجہ کا نافرمانبردار۔ وہ راجہ سب سے افضل ہے (۱۲)

भर्तारं लंघयेद्या स्त्री स्वज्ञातिगुणदर्पिता ।
तां श्वभिः खादयेद्राजा संस्थाने बहुसंस्थिते ॥ १ ॥
पुमांसं दाहयेत्पापं शयने तप्त आयसे ।
अभ्यादध्युश्च काष्ठानि तत्र दह्येत पापकृत् ॥ २ ॥
दीर्घाध्वनि यथादेशं यथाकालङ्करो भवेत् ।

नदीतीरेषु तद्विद्यात्समुद्रे नास्ति लक्षणम् ॥ ३ ॥
अहन्यहन्यवेक्षेत कर्मान्तान्वाहनानि च ।
आयव्ययौ च नियतावाकारान्कोषमेव च ॥ ४ ॥
एवं सर्वानिमान्राजा व्यवहारान्समापयन् ।
व्यपोह्य किल्बिषं सर्वं प्राप्नोति परमां गतिम् ॥ ५ ॥
मनु० [८ ॥ ३७१—३७२ । ४०६ । ४१६ । ४२०]

جو عورت اپنی ذات اور اعلےٰ صفات کے گھمنڈ سے خاوند کو چھوڑ (اوروں سے) بدفعلی کرے اُسے راجہ بہت سی عورتوں اور مردوں کے سامنے زندہ ہی کتوں سے کٹوا کر مروا ڈالے (۱۰) اُسی طرح جو مرد اپنی عورت کو چھوڑ کر بیگانی عورت یا بیسوا کے پاس جائے۔ اس گنہگار کو آگ سے گرم اور سُرخ کئے ہوئے لوہے کے پلنگ پر سلا کر عام لوگوں کے سامنے زندہ ہی جلا کر خاک سیاہ کر دے (۲) **سوال** اگر راجہ یا رانی یا منصف یا اس کی زوجہ زنا وغیرہ بد افعال کے مرتکب ہوں تو اُن کو کون سزا دے **جواب** سبھا۔ اُن کو تو رعایا کے لوگوں سے بھی زیادہ سزا ہونی چاہئے۔ **سوال** راجہ وغیرہ کیونکر سبھا سے سزا پانا قبول کریں گے **جواب** راجہ بھی ایک خوش قسمت طالع مند آدمی ہے۔ جب اسکو سزا نہ دی جاوے اور وہ سزا قبول نہ کرے تو دوسرے آدمی سزا کی کیا پرواہ کریں گے؟ علاوہ ازیں جب سب رعایا اور اعلےٰ حکام شاہی اور سبھا انصاف کی بنا پر سزا دینا چاہیں تو اکیلا راجہ کیا کر سکتا ہے۔ اگر قانون کی ایسی پابندی نہ ہو تو راجہ اہلکار اور سب ذی اختیار آدمی بے انصافی میں غرق ہو کر انصاف کو ڈبو ساری رعایا کو برباد کر کے آپ بھی برباد ہو جاویں گے۔ یاد کرو۔ اس شلوک کو جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ انصافانہ ڈنڈ ہی کا نام راجہ اور دھرم ہے جو ایسے ڈنڈ کی پرواہ نہیں کرتا۔ اُس سے زیادہ نیچ آدمی کون ہوگا؟ **سوال** ایسی سخت سزا ہونی واجب نہیں۔ کیونکہ انسان کسی عضو کا بنانے والا نہیں ہے اس لئے ایسی سزا نہ دینی چاہئے **جواب** جو اسکو سخت سزا تصور کرتے ہیں وہ راج نیتی (سیاست مدن) کو نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ایک شخص کو اس طرح سزا ملنے سے

سب لوگ بُرے کاموں سے باز رہیں گے یا ور بُرے اعمال چھوڑ کر دھرم کے راستہ پر چلیں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سزا ہر ایک حصہ رائی بھر بھی نہیں آئے گی۔ اور اگر ہلکی سزا دی جائے تو جرم بہت زیادہ ہونے لگ جائیں گے جس کو تم ہلکی سزا کہتے ہو۔ وہ کروڑوں گنا زیادہ ہونے سے کروڑوں گنا سخت ہوتی ہے۔ کیونکہ جب بہت لوگ بُرے کام کریں گے پھر بھی تھوڑی تھوڑی سزا دینی پڑے گی مثلاً ایک شخص کو من بھر سزا ہوئی اور دوسرے کو پاؤ بھر تو دونو کو ملکر ایک من پاؤ بھر سزا ہوئی۔ پس ہر ایک شخص کے حصے میں آدھ پاؤ بیس سیر سزا آئی۔ تو ایسی ہلکی سزا کو بدمعاش کیا سمجھتے ہیں؟ جسطرح ایک کو من اور ہزار لوگوں کو پاؤ پاؤ سزا ملے۔ (تو ان ہزار آدمیوں کو) سوا چھ من سزا ہوئی۔ بس بہت سے آدمیوں کو جو سزا دی گئی وہ ایک آدمی کی سزا سے بہت زیادہ ہے۔

محصول سمندر کی خلیجیں اور ندی نالوں کے راستے جسقدر لمبے ہوں۔ اُسی قدر محصول راجہ لگائے اور بحر اعظم میں محصول لگانے کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی (۳) بلکہ ایسا قاعدہ جاری کرے۔ کہ جس سے راجہ اور جہازران دونوں کو فائدہ ہو۔ (اب اس سے ظاہر ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ پہلے زمانہ میں جہاز نہیں چلتے تھے وہ جھوٹے ہیں) راجہ غیر ممالک میں جہازوں کے ذریعہ اور ہر ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے میں جانے والے اپنی رعایا کے لوگوں کی ہر طرح حفاظت کرے کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔

راجہ ہر روز امور سلطنت کے نتائج پر غور کیا کرے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ۔ سواری کے سامان۔ مقررہ آمد و خرچ۔ جواہرات وغیرہ کے کانوں اور خزانہ کا معائنہ کیا کرے (۴) راجہ اس طرح سب کاموں کو مناسب طور پر انجام دیتا ہوا سب گناہوں سے پاک ہوا اعلے معراج یعنی نجات کی راحت پاتا ہے (۵) سوال علم سنسکرت میں سیاست مدن کا پورا پورا بیان ہے یا ادھورا؟ جواب۔ پورا ہے کیونکہ جہاں دُنیا میں سیاست مدن جاری ہوئی اور ہوگی۔ وہ سب علم سنسکرت

سے ہی لی ہے۔ اور جن (باتوں کا کتب سنسکرت میں، ظاہر اطوار پر ذکر نہیں کیا) اُن کے لئے

प्रत्यक्षं लोकदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ॥ मनु० ८।३॥

ایسے قانون جو راجہ اور رعایا کو آرام دینے والے اور دھرم کے مطابق ہوں۔ علماء کی راج سبھا جاری کیا کرے (۱) لیکن راجہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھے کہ جہاں تک ہو سکے بچپن کی شادی نہ ہونے پائے۔ جوانی کی عمر میں بھی بغیر رضامندی نہ تو بیاہ کریں کروائیں اور نہ کرنے دیں۔ جیسا چاہیئے۔ ویسا برہمچرج رکھا جاوے زناکاری اور بہت سی شادیاں نہ کی جاویں۔ تاکہ ہمیشہ جسم اور رُوح میں پوری طاقت رہے۔ کیونکہ اگر صرف رُوح کی طاقت یعنی علم و واقفیت بڑھائی جاوے اور جسم کی طاقت نہ بڑھائی جائے۔ تو ایک ہی طاقتور آدمی اسینکڑوں عالموں پر غالب ہو سکیگا۔ اور اگر صرف جسم کی طاقت ہی بڑھائی جائے۔ رُوح کی نہ بڑھائی جائے تو بھی سلطنت کا انتظام علم بغیر کبھی نہیں ہو سکیگا۔ اور بے انتظامی کی حالت میں یہ لوگ آپس میں ہی لڑائی جھگڑا کر کے تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیشہ جسم اور رُوح کی طاقت کو ترقی دیتے رہنا چاہیئے۔ زناکاری اور شہوت پرستی میں مستغرق ہونے سے زیادہ عقل و طاقت کے زائل کرنے والا کوئی بھی کام نہیں خاصکر چھتریوں کو جسم میں مضبوط اور قوی ہیکل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر وہ ہی شہوت پرست ہونگے تو حکومت کا کام ہی درہم برہم ہو جائیگا۔ اور اس پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ "جیسا بادشاہ ویسی رعایا"! اس لئے راجہ اور اہلکاران شاہی کو نہایت ضروری ہے۔ کہ کبھی بُرا کام نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ دھرم اور انصاف پر چلکر سب کے سُدھار نے لئے نمونہ بنیں۔

"वयं प्रजापतेः प्रजा अभूम"

راج دھرم کا یہ مختصر بیان یہاں کیا ہے۔ خاصکر وید۔ منوسمرتی کے ساتویں آٹھویں اور نویں ادھیاء میں شکر نیتی اور ودر پرجاگر اور مہا بھارت شانتی پرب کے راج دھرم اور آپت دھرم وغیرہ کُتب کو دیکھ کر سیاست مدن کا پورا

پُورا علم حاصل کر کے راجے اپنے صُوبے یا ساری دُنیا پر حکُومت کریں اور یہ سمجھیں کہ

یہ یجروید کا قول ہے ہم رعایا کے مالک پرمیشور کی رعیت اور پرمیشور ہمارا بادشاہ ہم اُس کے غلام خادموں کے مانند ہیں۔ وہ مہربانی کر کے اپنی خلقت میں ہم کو حکومت کا مستحق بنائے اور ہمارے ہاتھ سے اپنے سچے انصاف کا عملدرآمد کروائے۔

اب آگے پرمیشور اور وید کے بارہ میں لکھا جاویگا۔

ساتواں باب

ایشور اور وید کے بیان میں

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन्यस्मिन् देवा अधि विश्वे निषेदुः ।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे समासते ॥
॥ १ ॥ ऋ० ॥ मं० १ । सू० १६४ । मं० ३९ ॥

ईशा वास्यमिदꣳ सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत् ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ॥ २ ॥
यजु० ॥ अ० ४० मं० १ ॥

अहम्भुवं वसुनः पूर्व्यस्पतिरहं धनानि सं जयामि शश्वतः ।
मां हवन्ते पितरं न जन्तवोऽहं दाशुषे विभजामि भोजनम्
॥ ३ ॥ अहमिन्द्रो न परा जिग्य इद्धनं न मृत्यवेऽवतस्थे

कदा चन । सोममिन्मा सुन्वन्तो याचता वसु न मे पूरवः सख्ये रिषाथन ॥४॥ ऋ० ॥ मं० १० । सू० ४८ । मं० ५ ॥

اِس منتر کے معنی برہمچریہ آشرم (کے باب میں) لکھ چکے ہیں۔ یعنی جو تمام زبانی افعال اور خواص والا اور علیم ہے۔ اور جس میں زمین سورج وغیرہ کرّے قائم ہیں۔ اور جو آکاش (خلاء) کے مانند پھیلا ہوا (سب جگہ موجود) سب دیوتاؤں کا دیوتا پرمیشور ہے۔ اس کو جو آدمی نہیں جانتے اور اس کا دھیان نہیں کرتے وُہ ناستک (دہریہ) کم فہم ہمیشہ بحرِ عذاب میں غرق رہتے ہیں۔ اِس لیئے ہمیشہ اُسی کو جان کر سب انسان آسائش پاتے ہیں۔

ایشور ایک ہے

سوال وید میں ایشور بہت ہیں۔ اِس بات کو تم مانتے ہو یا نہیں؟

جواب نہیں مانتے۔ کیونکہ چاروں ویدوں میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔ جس سے بہت سے ایشور ثابت ہوں۔ لیکن یہ تو لکھا ہے کہ ایشور ایک ہے۔

دیوتاؤں کی تعریف

سوال ویدوں میں جو بہت سے دیوتا لکھے ہیں۔ اِسکا کیا مطلب ہے؟

جواب دیوتا اوصافِ الٰہی سے متصف ہونے کی وجہ سے دیوتا کہلاتے ہیں۔ مثلاً زمین۔ لیکن اِسکو کہیں ایشور کے مانند معبود نہیں مانا۔ دیکھو۔ اِسی منتر میں لکھا ہے کہ وہ ایشور ہمارے ماننے اور عبادت کیئے جانے کے لائق ہے کہ جس میں سب دیوتا قائم ہیں جو لوگ لفظ "دیوتا" کے معنی "ایشور" سمجھتے ہیں وُہ غلطی پر ہیں۔ پرمیشور دیوتاؤں کا دیوتا ہونے سے مہا دیو اسی لیئے کہلاتا ہے۔ کہ وُہی سارے جہان کی پیدائش قیام اور فنا کا موجب منصف اور مالک ہے۔ جو ۳۳ دیوتاؤں کا ثبوت ویدوں میں ہے۔ اِس کی تشریح شت پتھ برہمن میں کی ہے کہ ۳۳ (دیوتا) خاک۔ آب۔ باد۔ خلا (آکاش) چاند۔ سورج اور نکشتر (ستارے) ساری خلقت کی جائے رہائش ہونے کے سبب آٹھ وسو ہیں (از مصدر وش بمعنی رہائش کرنا) پران (سانس لینے والی ہوا) اپان (باہر پھینکے جانے والی ہوا) ویان تمام جسم کو حرکت دینے والی ہوا) اُدان (رس کو ناڑیوں میں پہنچانیوالی ہوا) اسمان

دکھانے کو معدہ میں پہنچانیوالی ہوا) ناگ (ڈکار لینے والی ہوا) کورم (ناف کے نیچے جو ہوا ہے اس کے مقام کی شکل کچھوا سی ہے۔ اس لئے وہ کورم کے نام سے موسوم ہے) کرکل (مساموں کے راستے نکلنے والی ہوا) دیودت (جمائی لینے والی ہوا) دھننجے (سر میں جو ہوا ہے) اور جیو آتما (روح) یہ گیارہ رُور ہیں۔ اور رُور اسلئے کہلاتے ہیں کہ جب جسم کو چھوڑتے ہیں۔ تب رُلا دیتے ہیں۔ بارہ ادتیہ یعنی سال کے بارہ مہینے (انکا نام ادتیہ اسلئے ہے کہ یہ سب عمر کو لیتے جاتے ہیں۔ بجلی کا نام اندر اس سبب سے ہے کہ اعلےٰ اقبال کا باعث ہے۔ یگیہ کو پرجاپتی کہنے کا باعث یہ ہے کہ اس سے ہوا۔ بارش۔ پانی نباتات کی صفائی۔ عالموں کی توقیر اور کئی انسام کی صنعت و حرفت سے پرجا (خلق خدا) کا پالن (پرورش) ہوتا ہے۔ یہ تینتیس وجود مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے دیوتا کہلاتے ہیں۔ انکا مالک اور سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے پرماتما چونتیسواں دیوتا پرستش کے قابل شت پتھ کے چودھویں کانڈ (باب) میں صاف لکھا ہے۔ اسی طرح اور جگہ بھی لکھا ہے اگر لوگ ان شاستروں کو دیکھتے۔ تو ویدوں میں بہت سے ایشور ہونے کے مغالطہ میں پڑ کر کیوں غلطی کھاتے۔

ایشور کی تعریف اے انسان! جو کچھ اس دنیا میں جگت ہے۔ اُس سب میں حاظر و ناظر ہو کر (سب کو) جو اپنے قانون میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے۔ اس سے ڈر کر تو بے انصافی سے کسی کے مال کی خواہش نہ کر۔ اس (بے انصافی) کو چھوڑ اور انصاف پرستی والے دھرم پر چل کر اپنے آتما میں راحت محسوس کر (۲) ایشور سب کو ہدایت دیتا ہے کہ اے انسانو! میں ایشور سب سے پہلے موجود۔ سارے جہان کا مالک ہوں۔ میں ابدی دنیا کا سبب اولیٰ اور سب دھنوں پر غالب اور بخشش کرنے والا ہوں۔ مجھ ہی کو سب جیو اس طرح پکارتے ہیں جس طرح باپ کو بچے پکارتے

ف سنسکرت کے ایک شاعر نے ان رُوروں کا مقام ایک شعر میں کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے دل میں پران گدا میں اپان۔ ناف میں سمان۔ حلق میں ادوان اور سارے جسم میں دیان رہتا ہے۔ (مترجم)

ہیں۔ میں آسائش دینے کی غرض سے جہان کی پرورش کے لئے کئی کئی اقسام کی خوراکوں کو تقسیم کرتا ہوں (۳) میں بڑے جلال والا۔ سورج کے مانند سب دنیا کا روشن کرنے والا ہوں۔ کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور نہ کبھی مرتا ہوں میں ہی (اس) دنیا کا (جو ایک قسم کی دولت ہے) بنانے والا ہوں۔ سارے جہان کا خالق مجھے ہی جانو۔ اے جیوؤ! حصول اقبال کی کوشش میں لگ کر تم علم وغیرہ کی دولت مجھ سے مانگو اور میری رفاقت سے تم کبھی علیحدہ نہ ہو جاؤ۔ اے انسانو! میں ایسے آدمی کو جو سچ بولتا ہے۔ اور اس طرح میری حمد کرتا ہے۔ ابدی علم حقیقی کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہوں۔

ویدکلام الہی ہے

میں برہم یعنی وید کا ظاہر کرنے والا ہوں۔ اور وہ وید میرا پورا پورا بیان کرتا ہے اسکے ذریعے میں سب کا علم بڑھاتا ہوں۔ میں نیک آدمی کو نیکی کی طرف راغب کرتا ہوں۔ یگیہ کرنے والے کو (یگیہ کا ثمرہ) دیتا ہوں۔ اور جو کچھ اس کائنات میں ہے۔ اس سب کا بنانے اور سہارا دینے والا ہوں (۴) اس لئے تم لوگ مجھ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو میرے بجائے نہ پوجو نہ مانو اور نہ جانو۔

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥
[अ० १३।४]

پرماتما کی پرستش کرنی لازم ہے

یہ یجروید کا منتر ہے۔ جو پیدائش سے پہلے سب سورج وغیرہ روشن کروں کی جائے پیدائش سہارا اور جو مخلوق اب ہے۔ پہلے تھی اور آئندہ ہوگی۔ اس سب کا مالک ہے اور ہوگا۔ وہ زمین سے لیکر سورج تک تمام مخلوقات کو پیدا کر کے سہارا دے رہا ہے۔ اس چشمہ راحت پرماتما ہی کی پرستش ہم سب کو کرنی چاہیے۔

ایشور کی ہستی کا ثبوت

سوال۔ آپ ایشور ایشور کہتے ہیں لیکن اس کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ جواب۔ سب پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سوال

ایشور پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ **جواب**

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारिव्यव-
सायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥ (अ० १ । सू० ४)

یہ مہرشی گوتم کے نیائے درشن کا سوتر ہے۔ جو علم۔ کان۔ جلد۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک اور من کا آواز۔ چھوت۔ شکل۔ ذائقہ۔ بو۔ رنج وراحت۔ سچ جھوٹ وغیرہ دشیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسکو پرتیکش کہتے ہیں جبکہ وہ غلطی سے مبرا ہو۔ اب بچارنا چاہیئے کہ اندریوں اور من سے صفت کا علم ہوتا ہے۔ موصوف کا نہیں۔ جیسے چاروں جلد وغیرہ حواس سے چھوت۔ شکل۔ ذائقہ اور بو کا علم ہوتا ہے۔ خاک وغیرہ کا نہیں۔ بلکہ اس کا علم آتما کے ساتھ من کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ویسے ہی اس خارجی دنیا کی خاص بناوٹ وغیرہ کے علم سے پرمیشور کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح صفت کے علم سے موصوف کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔ اور جب آتما من کو اور من اندریوں (حواس) کو کسی کام میں لگاتا ہے۔ یا جس وقت چوری وغیرہ برے یا دوسروں کی بھلائی وغیرہ کے اچھے کام شروع کرتا ہے۔ اس وقت جیو (روح) کی خواہش علم وغیرہ اسی مطلوبہ کام کی طرف رجوع ہوتے جاتے ہیں اسی وقت آتما کے اندر برے کام کرنے کا خوف۔ تامل اور شرمساری اور اسی طرح اچھے کاموں کے کرنے سے بے خوفی۔ دلیری۔ راحت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ جیو آتما کی طرف سے نہیں۔ بلکہ پرماتما کی طرف سے ہے۔ اور جب جیو آتما پاک ہو کر پرماتما کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اسکو اسی وقت دونوں (اپنا آتما اور پرماتما) جلوہ دیتے ہیں۔ جب پرمیشور کا علم پرتیکش سے ہوتا ہے۔ تو انومان وغیرہ سے پرمیشور کا علم ہونے میں کیا شبہ ہے؟ کیونکہ معلول کو دیکھ کر علت کا (منطقی طور پر) علم ہوتا ہے۔ **سوال** ایشور سب جگہ حاضر و ناظر ہے۔ یا کسی خاص جگہ رہتا ہے؟ **جواب**۔ سب جگہ موجود ہے۔ کیونکہ اگر ایک (خاص) جگہ ہوتا ہے تو سب کے دل کی جاننے والا، ہمہ دان۔ سب کو اپنے قانون کے اندر رکھنے

والے سب کا خالق۔ قیوم اور فناہ کرنیوالا نہ ہو سکتا (ایک خاص جگہ رہنے والے) فاعل کا دوسری جگہ فعل ہونا ناممکن ہے۔ **سوال** پرمیشور رحیم اور منصف ہے یا نہیں؟ **جواب** ہے۔ **سوال** یہ دونو صفات متضاد ہیں۔ اگر انصاف کرے تو رحم اور رحم کرے تو انصاف نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اعمال کا پورا پورا ثمرہ دینا انصاف ہے اور گنہگار کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دینا رحم ہے **جواب** انصاف اور رحم کا فرق برائے نام ہی ہے۔ کیونکہ انصاف سے جو مطلب حاصل ہوتا ہے وہی (رحم سے) حاصل ہوتا ہے۔ سزا دینے کا مقصد یہ ہے کہ انسان گناہ کرنے سے باز آئے۔ عذاب نہ پائے۔ دوسرے کی تکلیف دور کرنا ہی رحم ہے۔
جو معنی رحم اور انصاف کے تم نے کئے ہیں۔ وہ درست نہیں۔ کیونکہ جس نے جیسا برا کام کیا ہو۔ اسکو ویسی ہی سزا دینی چاہئے۔ اُسی کا نام انصاف ہے۔ اور مجرم کو سزا نہ دیجاوے تو رحم نہیں رہتا۔ کیونکہ ایک مجرم ڈاکو کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو وہ ہزاروں نیک لوگوں کو عذاب پہنچاتا ہے۔ جب ایک کے چھوڑنے سے ہزاروں آدمیوں کو نقصان پہنچے۔ تو وہ کس طرح کا رحم ہو سکتا ہے؟ رحم یہی ہے کہ ڈاکو کو قید خانہ میں ڈالکر گناہ سے بچایا جائے۔ ڈاکو کو مار دینے سے اُس ڈاکو پر اور دیگر ہزاروں آدمیوں پر رحم ہوتا ہے۔ **سوال** پھر رحم اور انصاف دو لفظ کیوں ہوئے کیونکہ اگر اُن دونوں کے معنی ایک ہی ہوتے۔ تو دو الفاظ کا ہونا فضول ہے اس لئے ایک لفظ کا رہنا ہی اچھا تھا دو الفاظ کے ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رحم اور انصاف کا ایک مقصد نہیں ہے۔ **جواب** کیا ایک معنی رکھنے والے بہت سے الفاظ اور ایک لفظ کے بہت سے معنی نہیں ہوتے؟ **سوال** ہوتے ہیں **جواب** تو پھر تم کو شبہ کیوں ہوا؟ **سوال** کیونکہ دنیا میں (ایسا) سنتے ہیں۔ کہ (رحم اور انصاف ایک نہیں) **جواب** دنیا میں تو سچی اور جھوٹی (باتیں) دونوں سننے میں آتی ہیں لیکن انپر سوچ سمجھ کر یقین کرنا اپنا کام ہے۔ دیکھو۔ ایشور کا کامل رحم تو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس نے سب جانداروں کی ضروریات

پُوری کرنے کے لئے دنیا میں سب چیزیں پیدا کر کے بخش دی ہیں۔ اور اِس سے بڑھکر اور رحم کیا ہو سکتا ہے؟ اب انصاف کا نتیجہ عیاں ہی ہے کہ دُنیا میں خوشی اور غمی کہیں زیادہ اور کہیں کم پائی جاتی ہے۔ اِن دونوں کا فرق اِتنا ہی ہے۔ کہ جو دل سے سب کو آرام پہنچانے اور تکلیف سے رہائی دینے کی خواہش اور فعل ہے۔ وہ (تو) رحم ہے اور اُسے بدنی سزا دینا یعنی قید کرنا۔ قتل کرنا وغیرہ مناسب سزا دینا انصاف ہے۔ دونو کا ایک یہی مقصد ہے۔ کہ سب کو گناہ اور تکلیف سے آزاد کیا جاوے۔ **سوال** ایشور ساکار (مجسم) یا نِراکار (غیر مجسم) ہے؟ **جواب**۔ نراکار (غیر مجسم) کیونکہ اگر ساکار ہوتا۔ تو ویاپک (سب جگہ موجود) نہ ہوتا۔ اگر ویاپک نہ ہوتا تو ہمہ دانی وغیرہ صفات بھی ایشور میں نہ ہوتیں۔ کیونکہ محدُود شے کی صفات۔ افعال اور خواص بھی محدود ہوتی ہیں۔ اور نیز (پرمیشور کے ساکار ہونے) سے وہ سردی گرمی بُھوک۔ پیاس اور بیماری۔ گناہ۔ چیرنا۔ پھاڑنا وغیرہ سے مبرا نہ ہو سکتا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایشور غیر مجسم ہے۔ اگر مجسم ہو۔ تو اس کے ناک۔ کان آنکھ وغیرہ اعضا کا بنانے والا دوسرا ماننا پڑیگا۔ کیونکہ جو چیز مرکب ہے۔ اُس کو جوڑنے والا ایسا ہونا چاہیئے۔ جو غیر مجسم اور چیتن (اپنی ہستی کو جاننے والا ہو) اس پر اگر کوئی شخص یہ بات کہے۔ کہ ایشور نے اپنی مرضی سے ہی خود بخود اپنا جسم بنا لیا۔ تو بھی یہ ثابت ہوُا۔ کہ جسم بننے سے پہلے وُہ غیر مجسم تھا۔ پس پرماتما کبھی جسم اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ غیر مجسم ہونے سے ساری کائنات کو لطیف مادہ (علت) سے کثیف شکل والا بنا دیتا ہے **سوال**۔ ایشور قادرِ مُطلق ہے یا نہیں **جواب** ہے لیکن جو معنی لفظ قادرِ مطلق کے تم سمجھتے ہو۔ ویسا نہیں۔ کیونکہ لفظ قادرِ مطلق کے یہی معنی ہیں کہ ایشور اپنے کام یعنی (جہان کا) پیدا کرنا۔ پرورش کرنا قائم رکھنا۔ فنا کرنا وغیرہ اور سب جانداروں کے نیک اور بد اعمال کی سزا وجزاء دینے میں ذرا سی بھی کسی کی مدد نہیں لیتا۔ یعنی اپنی لازوال طاقت سے ہی سب اپنے کام پورُے کر لیتا ہے **سوال**۔ ہم تو ایسا مانتے ہیں۔ کہ ایشور

جو چاہے سو کرے کیونکہ اس کے اُوپر دوسرا کوئی نہیں ہے **جواب**۔ وہ کیا چاہتا ہے؟ اگر تم کہو کہ وہ سب کچھ چاہتا ہے اور کر سکتا ہے۔ تو ہم تم سے پُوچھتے ہیں کہ کیا پرمیشور اپنے آپ کو مار اور بہت سے ایشور بنا سکتا ہے؟ کو نو جاہل۔ بن چوری۔ زنا کاری وغیرہ گناہ کا مرتکب اور دُکھی بھی ہو سکتا ہے، جیسے یہ کام ایشور کے صفات۔ افعال اور خواص کے برعکس ہیں۔ ویسے ہی تمہارا کہنا کہ وُہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ کسی طرح صادق نہیں آسکتا۔ پس قادرِ مُطلق کے معنی جو ہم نے کئے ہیں۔ وُہی ٹھیک ہیں۔ **سوال** پرمیشور کی ابتدا ہے یا کہ وہ ابدی ہے **جواب** ابدی ہے۔ یعنی اس کا کوئی اور سبب نہیں ہے جس سے اسکی ابتدا ہوئی ہے۔ اور نہ کوئی ایسا وقت ہے جس سے اسکی ابتدا ہوتی ہے۔ اسلئے پرمیشور انادی ہے۔ ایسے الفاظ کے معنی پہلے باب میں کر دیئے ہیں۔ وہاں دیکھ لیجئے **سوال** پرمیشور کیا چاہتا ہے؟ **جواب** سب کی بھلائی اور سب کے لئے آرام چاہتا ہے۔ لیکن آزادی کے ساتھ کسی کو بغیر قصُور کے دوسرے کے ماتحت نہیں کرتا۔

اُستتی - پرارتھنا - اپاسنا اور اُس کا پھل

سوال پرمیشور کی حمد و ثناء اور پرستش کرنی چاہیئے یا نہیں **جواب**۔ کرنی چاہیئے۔ **سوال** کیا تعریف وغیرہ کرنے سے ایشور اپنا قانون توڑ کر حمد اور دُعا کرنے والوں کا گناہ معاف کر دیگا۔ **جواب** نہیں **سوال**۔ تو پھر حمد اور دُعا کرنے سے کیا مطلب؟ **جواب** اِن کا ثمرہ اور ہی ہے **سوال**۔ وہ کیا ہے۔ **جواب**۔ تعریف سے ایشور میں محبت۔ اُس کی صفات۔ افعال اور خواص سے اپنی صفات افعال اور خواص کا سدھارنا۔ دُعا سے انکساری۔ حوصلہ اور مدد کا مِلنا۔ پرستش (عبادت) سے برہم (پرمیشور) سے وصل اور اُس کے دیدار کا ہونا۔ **سوال**۔ اِس بات کو صاف کر کے سمجھاؤ **جواب**۔ مثلاً"

स पर्य्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छा-

श्वतीभ्यः समाभ्यः ॥ यजु० । अ० ४० । मं ८ ॥

(ایشور کی حمد) وہ پرماتما سب میں موجود۔ تیز رو اور لا انتہا طاقت والا۔ جو پاک ہمہ دان۔ سب کے دل کا جاننے والا۔ سب کے اوپر قائم۔ ابدی۔ خود بخود ہوید پرمیشور اپنے تمام جیوؤں کو جو اس کی ابدی رعایا ہیں۔ اپنے ابدی علم سے درست معنوں کا علم وید کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔ (یہ سگن صفات والی) حمد ہے۔ یعنی (صفات کا ذکر کر کے پرمیشور کی حمد کرنا سگن ہے) وہ پرمیشور بغیر جسم کے ہے) یعنی جو کبھی جسم اختیار نہیں کرتا۔ اور نہ ہی پیدا ہوتا ہے۔ جس میں کوئی نقص نہیں۔ ناڑیوں وغیرہ کی قید میں نہیں آتا۔ اور کبھی گناہ نہیں کرتا۔ آزار۔ غمی۔ جہالت کبھی نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

رغبت و نفرت وغیر صفات سے پرمیشور کو الگ مان کر اسکی حمد کرنا نرگن (بغیر صفات) حمد ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جیسے پرمیشور کی صفات ہیں۔ ویسے اپنی صفات) عمل اور سوبھاؤ کو بنانا۔ مثلاً جس طرح وہ منصف ہے۔ تو آپ بھی انصاف پرست ہو۔ اور جو صرف بھانڈ کی طرح ایشور کی حمد و ثنا کا نالہ بلند کرتا جاتا ہے اور اپنے اعمال نہیں سدھارتا۔ اسکا (پرمیشور کی) حمد کرنا بے سود ہے۔ پرارتھنا (دعا)

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते ।
तयामामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा ॥ १ ॥
यजु० ॥ अ० ३२ । मं० १४ ॥

तेजोऽसि तेजो मयि धेहि वीर्य्यमसि वीर्य्यं मयि धेहि । बलमसि बलं मयि धेहि । ओजोऽस्योजो मयि धेहि । मन्युरसि मन्युं मयि धेहि । सहोऽसि सहो मयि धेहि ॥ २ ॥
यजु० ॥ अ० १९ । मं० ९ ॥

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवन्तदु सुप्तस्य तथैवैति । दूरंगमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥ ३ ॥ येन कर्मा-

र्यपसो मनीषिणो यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु धीराः । यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥ ४ ॥ यत्प्रज्ञानमुत चेतो धृतिश्च यज्ज्योतिरन्तरमृतं प्रजासु । यस्मान्न ऋते किंचन कर्म क्रियते तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥ ५ ॥ येनेदंभूतंभुवनंभविष्यत्परिगृहीतममृतेनसर्वम् ।
येन यज्ञस्तायते सप्त होता तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥६॥
यस्मिन्नृचः साम यजू ँ षि यस्मिन्प्रतिष्ठिता रथनाभाविवाराः । यस्मिंश्चित्त ँ सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥ ७ ॥ सुषारथिरश्वानिव यन्मनुष्यान्नेनीयतेऽभीशुभिर्वाजिनऽइव । हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥ ८ ॥ यजु० ॥ अ० ३४ । मं० १।२।३।४।५।६ ॥

اے اگنی (نورِ کل پرمیشور) آپ مہربانی کر کے جس عقل کی اُپاسنا (عبادت) عالم گیانی (حقیقی علم کے جاننے والے) اور یوگی کرتے ہیں۔ اب آپ مجھے اُسی عقل سے آراستہ اور عقلمند کیجئے (۱) آپ نورِ کل ہیں۔ مہربانی کر کے مجھے بھی نور بخشئے۔ آپ لا انتہا پراکرم (عملی طاقت) والے ہیں۔ اسی لئے مجھے بھی نظرِ عنایت سے پراکرم عطا کیجئے۔ آپ لا انتہا بل (طاقت) والے ہیں اسی لئے مجھے بھی طاقت بخشئے۔ آپ لا انتہا سامرتھ (قابلیت والے ہیں مجھے بھی قابلیت دیجئے۔ آپ بُرے کاموں اور بُرے کام کرنے والوں پر غضب تک ہیں۔ مجھ کو بھی ویسا ہی بنائیے۔ آپ مذمت۔ حمد اور اپنا قصور کرنے والوں سے تحمل برتتے ہیں۔ مہربانی کر کے مجھے بھی ویسا ہی بنائیے۔

(۲) اے خزانۂ رحمت! آپ کی عنایت سے جو میرا من (حالت بیداری میں) جہاں ہیں دُور دُور تک پرواز کرتا ہے۔ اور اوصافِ الٰہی سے آراستہ رہتا ہے۔ اور خواب کی حالت میں گہری نیند حاصل کرتا ہے۔ یا خواب میں دُور دُور جانے

کی طرح کام کرتا ہے۔ سب نوروں کا نور وہ میرا من (شیو سنکلپ ہو) یعنی اپنے اور دوسرے جانداروں کے لئے بہتری کا متمنی ہو۔ کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کا خواہاں نہ ہو (۳) اے سب کے من کے جاننے والے پرمیشور! جس سے (دھیر) اعمال کرنے والے باصبر۔ عالم لوگ یگیہ اور جنگ وغیرہ میں کام کرتے ہیں۔ جو عجیب قابلیت والا۔ قابل پرستش اور خلقت کے اندر موجود ہے۔ وہ میرا من دھرم کرنے کی خواہش والا ہو کر ادھرم کو ہمیشہ چھوڑ دے۔

(۴) جو اعلےٰ ترین علم (علم الٰہی کو حاصل کرنے والا) اور دوسرے کو باخبر کرنے والا اور یقین دینے والی برتی (دلی طاقت) جو مخلوقات میں منور اور غیر فانی ہے۔ جس کے بغیر کوئی کام بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ میرا من نیک اوصاف کی خواہش کر کے بری باتوں سے الگ رہے۔

(۵) اے مالک کون و مکان! جس سے (سب یوگی) ماضی حال اور مستقبل کے کاموں کو جانتے ہیں۔ جو غیر فانی جیوآتما کو پرماتما کے ساتھ ملا کر ہر طرح تینوں زمانوں سے واقف کر دیتا ہے۔ جس کا کام جاننا ہے۔ جو پانچ گیان اندری۔ بدھی (عقل) اور آتما سے پیوستہ رہتا ہے۔ یوگ کے یگیہ کو جس سے بڑھاتے ہیں وہ میرا من یوگ کے علم سے ماہر ہو کر اودیا (جہالت) وغیرہ کی تکالیف سے الگ رہے۔

(۶) اے علیم پرمیشور آپ کی مہربانی سے میرے من میں رگوید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھرو وید قائم ہیں۔ جس طرح کہ رتھ کی دھری میں آری ہوتی ہے۔ اور جس میں ہمہ دان۔ ہر جا حاضر و ناظر مخلوقات کا ناہد چیتن پرمیشور ظاہر ہوتا ہے وہ میرا من جہالت کو معدوم کر کے ہمیشہ علم کا خواہشمند رہے۔

(۷) اے ساری کائنات کو اپنے قانون میں رکھنے والے ایشور۔ میرا من جو اسی طرح ادھرادھر انسان کو دوڑاتا ہے جس طرح رتھ بان گھوڑوں

کا بہتیم کوچوان گھوڑے کو جو دل میں قائم متحرک اور نہایت تیزی والا ہے۔ وُہ سب حواس کو ہمیشہ ادھرم والے کاموں سے روک کر دھرم کے راستہ پر چلایا کرے۔

(۸) مجھ پر ایسی عنایت کیجئے۔

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्। युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम॥
यजु० ॥ अ० ४० । मं० १६

اے آسائش کے دینے والے نورِ کل علیم پرماتمن! آپ ہم کو نیک راستہ کے ذریعہ کل علوم حقیقی تک پہنچا دیجئے۔ اور جو ہم کو گناہ کی طرف لے جانے والے ٹیڑھے راستے ہیں۔ اُن سے الگ رکھئے۔ ہم لوگ عاجزی سے آپ کی حمد و ثنا کرتے ہیں (آپ ہم کو پاک کریں)

मा नो महान्तमुत मा नोऽअर्भकं मा न उक्षन्तमुत मा न उक्षितम्। मा नो वधीः पितरं मोत मातरं मा नः प्रियास्तन्वो रुद्र रीरिषः॥
यजु० ॥ अ० १६ । मं० १५ ॥

اے رُدر! بدوں کو گناہ کا عوضانہ عذاب کی شکل میں دے کر رُلانے والے پرمیشور! آپ ہمارے چھوٹے بڑے آدمیوں ویریہ سینچنے والوں (جوان آدمیوں) حمل (میں ٹھہرے ہوئے بچوں) ماں باپ اور ایسے ہی عزیزوں کو موت کے راستہ سے بچاتے رہئے۔ ایسے راستے پر ہم کو چلائیے۔ جس سے ہم آپ کے قصوروار نہ ہوں۔

असतो मा सद् गमय तमसो मा ज्योतिर्गमय मृत्योर्माऽमृतं गमयेति ॥ शतपथब्रा० [१४ । ३ । १ । ३०]

اے سب کے گورو پرمیشور! آپ ہم کو جھوٹے راستے سے ہٹا کر سچے راستے پر

چلائیے۔ جہالت کی تاریکی کو دُور کر کے علم کے سورج کے سامنے کیجئے۔ اور موت کے مرض سے الگ کر کے نجات کی راحت والا آب حیات پلائیے۔

جس جس نقص سے پرمیشور اور اپنے کو بھی پاک مان کر پرمیشور سے دُعا کی جاتی ہے وہ اِس وجہ سے ایک چیز کے حصول اور دوسری سے بچنے کے لئے ہوتی ہے۔ سگن (باوصف) اور نرگن (بے صفت) دُعا کہلاتی ہے۔

پرارتھنا کے اعمال لازمی ہیں — جو آدمی جس چیز کی دُعا کرتا ہے اُسکے ویسے ہی اعمال ہونے چاہئیں۔ مثلاً جس طرح اعلیٰ ترین عقل کے حاصل کرنے کے لئے پرمیشور سے دُعا کی جاتی ہے۔ اُسی طرح اِس کے حاصل کرنے کے لئے اپنی بھی کوشش مطلوب ہے یعنی اعمال کے بعد ہی دُعا کرنی واجب ہے۔ اِس قسم کی دُعا کبھی نہ مانگے۔ اور نہ پرمیشور اُس کو منظور کرتا ہے کہ اے پرمیشور! آپ میرے دشمنوں کو برباد کرو مجھ کو سب سے بڑا بناؤ۔ میری ہی عزت ہو۔ اور سب میرے ماتحت ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر دونوں دشمن ایک دوسرے کی بربادی کے لئے دُعا مانگیں تو کیا پرمیشور دونوں کو برباد کریگا؟ اگر کوئی کہے کہ جس کا اُنس زیادہ ہوگا اس کی دُعا قبول ہوگی۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس کا اُنس کم ہو۔ اُس کے دشمن کی بربادی بھی کم ہونی چاہیئے۔ ایسی بیوقوفی دُعا مانگتے مانگتے کوئی ایسی بھی دُعا مانگنے لگیگا۔ کہ اے پرمیشور! آپ ہم کو روٹی بنا کر کھلائیے میرے مکان میں جھاڑو دے دیجئے۔ کپڑے دے دیجئے۔ اور کھیتی باڑی بھی کیجئے۔ اِس طرح جو پرمیشور کے آسرے سُست ہو کر بیٹھے رہتے ہیں، وہ بڑے احمق ہیں، کیونکہ کام کرنا پرمیشور کا حکم ہے۔ جو کوئی اِس کو توڑیگا۔ وہ آرام نہ پائے گا۔ دیکھئے۔

कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतं समाः ॥

यजु॰ । अ॰ ४० । मं॰ २ ॥

محنت کرنا انسان کا فرض ہے — پرمیشور حکم دیتا ہے۔ کہ انسان سو برس تک (یعنی جب

تک جئے۔ تب تک کام کرتا ہوا ہی جینے کی خواہش کرے کبھی سُست نہ رہے۔ دیکھو دُنیا کے اندر جس قدر جاندار یا بے جان اشیاء ہیں۔ وہ سب اپنا کام اور محنت کرتے ہی رہتے ہیں۔ جس طرح چیونٹی وغیرہ سب ہمیشہ محنت کرتی ہیں۔ زمین وغیرہ ہمیشہ گھومتی اور درخت وغیرہ گھٹتے بڑھتے ہیں۔ اُسی طرح اِس مثال کی پیروی انسان کو بھی کرنی چاہیئے۔ جس طرح کام کرنے والے آدمی کی مدد دوسرا کرتا ہے ویسے ہی دھرم والے باہمت آدمی کی مدد ایشور بھی کرتا ہے جسطرح کہ کام کرنے والے آدمی کی مدد خدمت گار کرتے ہیں۔ اور دوسرے سُست آدمی کی نہیں کرتے۔ دیکھنے کی خواہش کرنے والے کو بشرطیکہ آنکھ رکھتا ہو کوئی چیز دکھائی دے سکتی ہے۔ اندھے کو نہیں۔ اسی طرح پرمیشور بھی سب کی بہتری کے لئے دعا مانگنے والے کا مددگار ہوتا ہے۔ ضرر رساں کام میں نہیں جو شخص یہ کہے کہ گڑ میٹھا ہے۔ اُس کو گڑ مل نہیں جاتا۔ اور نہ ہی اُس کو اس کا مزا آتا ہے اور جو اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسکو جلدی یا دیر سے گڑ مل ہی جاتا ہے۔ اب تیسری اُپاسنا (عبادت)

समाधिनिर्धूतमलस्य चेतसो निवेशितस्यात्मनि यत्सुखं भवेत् । न शक्यते वर्णयितुं गिरा तदा स्वयन्तदन्तः करणेन गृह्यते ॥

اُپاسنا کی تعریف اور اسکے انگ

یہ اُپنشد کا قول ہے۔ جس آدمی کی سمادھی یوگ سے جہالت وغیرہ میل دور ہو گئی ہے۔ آتما میں قائم ہو کر جسنے پرماتما میں دل لگایا ہے اسکو پرماتما کے ساتھ ملنے سے جو راحت ہوتی ہے وہ زبان سے بیان نہیں کیجا سکتی کیونکہ اس راحت کو جیو آتما بذریعہ انتہ کرن محسوس کرتا ہے۔ اُپاسنا کے معنی قرابت کا حاصل ہونا ہیں اشٹانگ (آٹھ جزو والے) یوگ سے پرماتما کا قرب حاصل کرنے اور اسکو سب جگہ حاضر سب کے اندر موجود دیکھ لینے کیلئے جو جو کام کرنا ہوتا ہے وہ سب کرنا چاہیئے۔ یعنی

तत्राऽहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः ॥

یہ اور ایسے ہی اور سوتر پاتنجل یوگ شاستر کے ہیں جو اُپاسنا [साधनपादे । सू० ३०]

شروع کرنا چاہیے وہ اسکا آغاز اسطرح کرے (۱) کسی سے کینہ نہ رکھے ہمیشہ سب سے محبت کرے (۲) سچ بولے جھوٹ کبھی نہ بولے (۳) چوری نہ کرے معاملات درست رکھے (۴) اندریوں کو قابو میں رکھ (شہوت میں) غلطان نہ ہو اور (۵) متکبر اور مغرور نہ ہو ؛
یہ پانچ قسم کے یم اُپاسنا یوگ (عبادت) کے ذریعہ ایشور کا وصل ہونے کے پہلے انگ (جزو) ہیں ॥ शौचसन्तोषतपः स्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥
योगसू० [साधनपादे । सू० ३२]
(۱) اُلفت اور نفرت کو چھوڑنے سے باطنی صفائی اور پانی وغیرہ سے ظاہری صفائی رکھے (۲) دھرم کے مطابق سب کام کیا کرے۔ مگر نفع میں خوش اور نقصان میں غمگین نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ خوش رہ کر سستی کو چھوڑ کر کوشش سے اپنا کام کئے جاوے (۳) ہمیشہ رنج و راحت میں یکساں رہے اور دھرم پر ہی چلے ادھرم پر نہ چلے (۴) ہمیشہ سچے شاستروں کو پڑھے اور پڑھاوے۔ نیک لوگوں کی صحبت کرے اور "اوم" اس ایک پرمیشور کے نام کے معنوں پر غور اور ہمیشہ جپ کیا کرے (۵) اپنا آتما پرمیشور کو سونپ دے ٭
یہ پانچ قسم کے نیم اُپاسنا یوگ کے دوسرے انگ (جزو) کہلاتے ہیں ان کے علاوہ چھ انگ ہیں۔ جو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں (اُپاسنا کے باب میں) یا یوگ شاستر میں دیکھ لیویں ؛

طریق اپاسنا و اُسکے نتائج جو اپاسنا کرنا چاہیں تنہا جگہ (مراقبہ) پر جا آسن جماؤ (قاعدہ کے بموجب بیٹھ) پرانا یام کر کے بیرونی وشوں سے اندریوں کو روک من کو مقام ناف یا دل حلق آنکھ۔ چوٹی یا پیٹھ کے درمیانی ہڈی میں کسی جگہ قائم کر کے اپنے آتما اور پرماتما میں تمیز کر کے پرماتما میں مگن ہو جاتے۔ اس طرح سے انسان سنجمی ہوتا ہے۔ جو ان سادھنوں کو عمل میں لاتا ہے۔ اُس کی آتما پاک ہو جاتی ہے۔ اور اسکا انتہ کرن پاک ہو کر راستی سے پُر ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دینی و دنیوی علوم میں ترقی کرتا ہوا مکتی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص آٹھ پہر میں ایک گھڑی بھر بھی اسطرح (پرمیشور کی

یاد کرتا ہے وہ ہمیشہ ترقی ہی کرتا جاتا ہے۔ پرمیشور کی ہمہ دانی وغیرہ صفات کو بچارتے ہوئے اس کی عبادت کرنی سگن اور اس کو کینہ۔ شکل۔ ذائقہ۔ بو۔ لمس وغیرہ صفات سے مبرا جاننا اور نہایت ہی لطیف آتما کے اندر باہر موجود پرمیشور میں بالکل محو ہو جانا نرگن اُپاسنا کہلاتی ہے۔ اس کا ثمرہ یہ ملتا ہے کہ جس طرح سردی سے ٹھٹھرے ہوئے آدمی کی آگ کے پاس جانے سے سردی دور ہو جاتی ہے ویسے ہی پرمیشور کے قرب سے انسان کے نقص اور تکلیفیں دور ہو کر پرمیشور کی صفات افعال اور خواص کے مطابق جیو آتما کی صفات افعال و خواص پاکیزہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے پرمیشور کی حمد و ثنا دعا اور عبادت ضرور کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ یہ فائدہ اور حاصل ہوگا۔ کہ آتما کی طاقت اتنی بڑھ جائیگی کہ وہ پہاڑ کا سا دُکھ ہونے پر بھی نہ گھبرائیگا۔ اور سب تکالیف برداشت کر سکیگا۔ کیا یہ چھوٹی سی بات ہے؟ اور جو پرمیشور کی حمد و ثنا اور عبادت نہیں کرتا۔ وہ محسن کُش اور نیز بڑا بے وقوف ہے۔ کیونکہ اس پرماتما کا کہ جس نے اس جہان کی تمام اشیاء جیووں کے آرام کے لئے دے رکھی ہیں۔ احسان فراموش کر دینا (گویا) ایشور سے منکر ہونا ہے۔ اور محسن کشی اور بیوقوفی ہے +

> پرمیشور بغیر اندریوں کے اپنی طاقت سے تمام کام کرتا ہے

سوال - جب پرمیشور کے کان۔ آنکھ وغیرہ اندریاں نہیں ہیں۔ پھر وہ اندریوں کا کام کیونکر کیسے کر سکتا ہے

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः।
स वेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता। तमाहुरग्र्यं पुरुषं पुराणम् ॥ [श्वेताश्वतर उपनिषद् । अ० ३ । मं० १९]

پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن وہ اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور پکڑتا ہے اُس کے پاؤں نہیں لیکن سب جگہ موجود ہونے سے سب سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ اُس کی آنکھ نہیں لیکن سب کو بخوبی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں۔ تاہم سب کی باتیں سُنتا ہے۔ اُس کا انتہ کرن نہیں۔ لیکن سارے جہان کو جانتا ہے اور اُسکو پورا پورا کوئی نہیں جانتا۔ اسی کو ابدی افضل تریں سب میں پورن ہونے سے

پرش کہتے ہیں۔ وہ اندریوں اور انتہ کرن کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔

پرمیشور خالی از فعل و صفات نہیں

سوال ۔ پرمیشور کو بہت سے آدمی فعل اور صفت سے مبّرا کہتے ہیں؟ **جواب**

न तस्य कार्य्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते। परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च ॥ (श्वेताश्वतर उपनिषद् । अ० ६ । मं० ८)

پرماتما جیسا کوئی دوسرا پیدا شدہ وجود نہیں اور نہ ہی وہ اپنے کام میں دوسرے کا محتاج ہے۔ نہ کوئی اسکے برابر اور نہ بڑھ کر ہے۔ اور یہ بات سُنی جاتی ہے۔ کہ وہ لاانتہا علم۔ لاانتہا طاقت اور لاانتہا فعل والا ہے۔ یعنی سب سے اعلیٰ طاقت اسکا ذاتی جوہر ہے۔ اگر پرمیشور میں فعل نہ ہوتا۔ تو جہان کو پیدا۔ قائم اور فنا نہ کر سکتا۔ چونکہ وہ سب جگہ موجود اور نیز چیتن ہے۔ اس لئے اس میں فعل بھی ہے۔

سوال ۔ جب پرمیشور کام کرتا ہے۔ تو محدود کام کرتا ہے۔ یا غیر محدود؟ **جواب** جتنی جگہ اور جتنے وقت میں کام کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ اتنی ہی جگہ اور وقت میں کام کرتا ہے نہ زیادہ نہ کم کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔

سوال ۔ پرمیشور اپنی حد جانتا ہے یا نہیں؟ **جواب** ۔ پرماتما علیم ہے۔ کیونکہ علم اُسے کہتے ہیں کہ جس سے جو چیز جیسی ہو ویسی ہی جانی جائے۔ اسی کا نام علم ہے۔ پرمیشور غیر محدود ہے۔ تو اسکا اپنے آپکو غیر محدود ہی جاننا علم ہے۔ یعنی محدود کو محدود اور محدود کو غیر محدود جاننا غلط فہمی کہلاتی ہے۔ جیسی جیسی صفت فعل اور خواص ہو وہ اسکو ویسا ہی جانکر ماننا ہی علم اور علم حقیقی کہلاتا ہے۔ برعکس جہالت۔ اس لئے

क्लेशकर्मविपाकाशयैरपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥

योग सू० [समाधिपादे । सू० २४]

جو جہالت وغیرہ کلیش (دُکھ) اچھے بُرے مرغوب نامرغوب اور ملے جلے نتیجہ والے افعال کی خواہش سے بری ہے۔ وہ سب جیووں سے علیحدہ ایشور کہلاتا ہے۔

سوال

ईश्वरासिद्धेः ॥ १ ॥ [सां अ० १ । सू० ९२]
प्रमाणाभावान्न तत्सिद्धिः ॥ २ ॥ [सां अ० ५ । सू० १०]
सम्बन्धाभावान्नानुमानम् ॥ ३ ॥ सांख्यसू० [अ० ५ । सू० ११]

سانکھیہ درشن اور ایشور کی ہستی

پرتیکش کے ذریعہ ایشور کی ہستی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب اُس کے ثبوت میں پرتکشیہ ہی نہیں۔ تو انومان وغیرہ ثبوت نہیں ہو سکتے اور دیاپتی کا تعلق نہ ہونے سے انومان بھی نہیں ہو سکتا پھر پرتکیش اور انومان کے نہ ہونے سے شبد پرمان وغیرہ بھی نہیں ہو سکتے۔ اسطرح سے ایشور کا ثبوت نہیں ہے

جواب۔ یہاں ایشور کی ہستی کا ظاہری ثبوت نہیں ہے۔ اور نہ ایشور دنیا کی علت مادی ہے۔ اور پُرش (جیو آتما) سے نرالا یعنی سب جگہ موجود ہونے سے پرماتما کا نام پرش اور جسم کے اندر رہنیوالا ہونے سے جیو کا نام بھی پُرش ہے کیونکہ اس بارے میں

प्रधानशक्तियोगाच्चेत्सङ्गापत्तिः ॥ १ ॥ सत्तामात्राच्चेत्सर्वैश्वर्यम् ॥ २ ॥ श्रुतिरपि प्रधानकार्य्यत्वस्य ॥ ३ ॥ सांख्य सू० [अ० ५ । सू० ८ । ९ । १२]

اگر پُرش (پرماتما) کو پردھان شکتی (طاقت یا مادہ) سے میل ہو تو پرش میں ملاوٹ کے سبب تغیر ہو جائے یعنی جس طرح مادہ کے لطیف ذرات نے مل کر معلول شکل میں (کثیف) صورت اختیار کر لی ہے۔ ویسے ہی پرمیشور بھی کثیف ہو جاوے۔ اسلئے پرمیشور جہان کی علت مادی نہیں۔ بلکہ علت فاعلی ہے +

اگر چیتن سے دنیا کی پیدائش ہو تو جیسا پرمیشور جلال کل ہے۔ ویسا جہان میں بھی سارے جلال کا میل ہونا چاہیئے۔ چونکہ ایسا نہیں ہے اس لئے پرمیشور جہان کی علت مادی نہیں بلکہ علت فاعلی ہے۔ کیونکہ اپنشد میں بھی پردھان (مادہ) کو ہی دنیا کی علت مادی کہا ہے

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानाः स्वरूपाः ॥ श्वेताश्वतर उपनिषद् [अ० ४ । मं०

جو پیدائش سے مبرا ایستو۔ رج اور تمو گنوں والا مادہ ہے وہی اپنی شکل کی تبدیلی سے

بہت قسم کی مخلوقات کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے +
یعنی پردھان (مادہ) تبدل پذیر ہونے کے سبب دوسری شکل (حالت) اختیار کر لیتا ہے۔ اور پرش (آتما) غیر متغیر ہونے کے باعث دوسری حالت میں ہو کر دوسری شکل میں کبھی (تبدیل) نہیں ہوتا۔ ہمیشہ الگ بے لاگ رہتا ہے +

سانکھ اور دوسرے درشنوں کے کرتا ناستک نہیں ہیں

اس لئے جو کوئی کپل آچاریہ کو پرمیشور سے منکر کہتا ہے وہ خود ایشور کی ہستی سے منکر ہے۔ نہ کہ کپل آچاریہ اسی طرح میمانسا کی مراد دھرم والے سے ایشور ہے۔ اور ویشیشک اور نیایہ میں بھی لفظ "آتما" سے "ایشور ہی مراد ہے۔ اسلئے یہ سب ایشور کی ہستی سے منکر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہمہ دانی وغیرہ صفات رکھنے والا اور جو ہمہ جا موجود اور ہمہ دان وغیرہ اوصاف سے موصوف سب جیووں کا آتما ہے۔ اس کو میمانسا ویشیشک اور نیایہ ایشور مانتے ہیں +

ایشور اوتار نہیں لیتا

سوال - ایشور اوتار لیتا ہے یا نہیں؟ **جواب** نہیں کیونکہ
"अज एकपात" "सपर्य्यगाच्छुक्रमत्र"
یہ یجروید کے اقوال ہیں۔ اس قسم کے اقوال سے ثابت ہے کہ پرمیشور پیدا نہیں ہوتا۔ **سوال**

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ॥

भ० गी० [अ० ४ । श्लो० ७]

شری کرشن جی کہتے ہیں کہ جب کبھی دھرم معدوم ہوتا ہے تبھی میں جسم قبول کرتا ہوں۔

جواب - یہ بات وید کے خلاف ہونے سے قابل تسلیم نہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ شری کرشن دھرماتما تھے اور دھرم کی حفاظت کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ (میں ہر ایک یگ میں جنم لے کر شرشٹوں (نیکوکاروں) کی حفاظت اور دشٹوں (بدوں) کو برباد کرتا ہوں۔ تو کچھ اعتراض نہیں۔ کیونکہ دوسروں کی بھلائی کے لئے

ـــــــــــــــــــ

لہ اس منتر کے ارتھ اسی باب کے شروع میں کہیں درج ہیں +

ناہی بھلے آدمی کا تن من دھن ہوتا ہے۔ پھر بھی ایسا کہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شری کرشن ایشور تھے +

سوال۔ اگر ایسا ہے۔ تو دنیا میں جو چوبیس اوتار ہو چکے ہیں۔ انکو (ایشور کے) اوتار کیوں مانتے ہیں؟ **جواب**۔ وید کا مطلب نہ جاننے سے مختلف مذہبی فرقوں کے لوگوں کے بہکانے اور خود جاہل ہونے کے سبب لوگ غلط فہمی میں پڑ کر ایسی ایسی ناقابل اعتماد باتیں کہتے اور مانتے ہیں۔ **سوال**۔ اگر ایشور اوتار نہ لے۔ تو کنس راون وغیرہ بدآدمی نیست و نابود کیسے ہو سکیں **جواب**۔ اول تو جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا اگر ایشور پیدا ہونے اور جسم قبول کرنے کے بغیر جہان کو پیدا کرنا۔ قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے تو اسکے سامنے کنس اور راون وغیرہ ایک چیونٹی کے برابر بھی نہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہونے سے کنس راون وغیرہ کے اجسام میں بھی حاضر و ناظر ہو رہا ہے۔ جب چاہے اسیوقت انکا کلیجہ پھاڑ کر انہیں نیست و نابود کر سکتا ہے۔ بھلا جو شخص اس لاانتہا صفات افعال اور خواص والے پرماتما کو ایک ناچیز جیو کے مارنے کی خاطر پیدا ہونے اور مرنے والا کہے اُسے بیوقوف کے سوا اور کس چیز سے مشابہت دے سکتے ہیں؟ اور اگر کوئی کہے کہ بھگتوں (خدا پرستوں) کے ادھار کے لئے پرمیشور اوتار لیتا ہے تو بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جو بھگت ایشور کے حکم پر چلتے ہیں۔ اُنکی اُدھار کی طاقت ایشور میں پوری پوری ہے۔ کیا ایشور کے کاموں میں سورج چاند وغیرہ موجودات کے بنانے سہارا دینے اور فنا کرنے سے کنس راون وغیرہ کا مارنا اور گوبردھن وغیرہ پہاڑوں کا اٹھانا بڑے کام ہیں؟ اگر کوئی اس کائنات میں پرمیشور کے کاموں پر غور کرے (تو معلوم کر لیگا کہ) ایشور کی مانند نہ کوئی ہے اور نہ ہوگا +

اور دلیل سے بھی ایشور کی پیدائش ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کوئی غیر محدود آکاش کی بابت یہ کہے کہ حمل میں آیا۔ یا مٹھی کے اندر لیا گیا۔ تو ایسا کہنا کبھی سچ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آکاش غیر محدود اور سب کے اندر پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے نہ آکاش اندر جاتا اور نہ باہر آتا ہے۔ ویسے ہی پرماتما کے غیر محدود

اور ہر جگہ حاضر ہونے کے سبب اسکا آنا جانا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ جانا یا آنا وہاں ہو سکتا ہے۔ جہاں وہ نہ ہو۔ کیا پرمیشور رحم میں موجود نہیں تھا۔ جو کہیں سے آیا۔ اور باہر نہیں تھا کہ اندر سے نکلا۔ ایشور کی بابت ایسا کہنا اور ماننا بے علموں کے سوائے اور کون کہہ اور مان سکیگا؟ اسلئے پرمیشور کا جانا آنا پیدائیش اور موت کبھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس سمجھ لینا چاہیئے عیسلئے وغیرہ بھی ایشور کے اوتار نہیں کیونکہ رغبت۔ نفرت۔ بھوک۔ پیاس۔ خوف۔ شادی وغمی پیدائیش موت وغیرہ صفات والے ہونے سے (یہ سب) انسان تھے۔

ایشور گناہ معاف نہیں کرتا +

سوال۔ ایشور اپنے بھگتوں کے گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں؟ **جواب**۔ نہیں۔ کیونکہ اگر گناہ معاف کرے تو اس کا انصاف قائم نہ رہے۔ اور سب بڑے گنہگار ہو جائیں۔ کیونکہ معافی کی خبر سن کر ہی انکو گناہ کرنے میں بیخوفی اور جرأت ہو جائے۔ مثلاً راجہ اگر کسی کا قصور معاف کر دے تو وہ اس خیال سے بڑے بڑے گناہ کرنیکی جرأت کریگا۔ کہ راجہ میرا قصور معاف کر دیگا۔ اور اگر اسکو یہ یقین بھی ہو جائے کہ راجہ سے میں ہاتھ جوڑکر اپنا قصور بخشوالونگا تو جو قصور نہیں کرتے وہ بھی نڈر ہو کر قصور کرنے لگ جائینگے۔ پس سب کاموں کی مناسب طور پر سزا وجزا دینا ہی ایشور کا کام ہے۔ معاف کرنا نہیں +

جیو کا خود مختار اور غیر مختار رہونا

سوال۔ جیو خود مختار ہے۔ یا نہیں؟ **جواب**۔ اپنا کام کرنے میں خود مختار رہتا ہے۔ اور ایشور کے قانون کے مطابق سزا وجزا پانے میں خود مختار نہیں "فاعل خود مختار ہوتا ہے" یہ پانینی کے ویاکرن (صرف ونحو) کا سوتر ہے یعنی جو خود مختار رہے وہی فاعل ہے۔

سوال۔ خود مختار کس کو کہتے ہیں؟ **جواب**۔ جس کے ماتحت جسم پران خواص اور انتہ کرن وغیرہ ہوں۔ اگر جیو خود مختار نہ ہو تو اس کو نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کبھی نہ مل سکے۔ کیونکہ جس طرح خدمتگار آقا کی اور سپاہی فوجی جرنیل کی اجازت یا ترغیب سے جنگ میں بہت سے لوگوں کو مار کر مجرم نہیں ہوتے

اسی طرح ایشور کی ترغیب اور اسکے ماتحت ہو کر جیو اپنا کام پورا کئے جاوے تو جیو کو عذاب یا ثواب نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسکے کام کے نتیجہ کا ذمہ وار پرمیشور ہی کو ماننا پڑیگا۔ اور سزا و جزا کا پانے والا پرمیشور ہی ہوگا۔ جیسے جب کسی آدمی نے ہتھیار سے کسی کو مار ڈالا۔ تو وہی مارنے والا گرفتار ہوتا ہے۔ اور وہی سزا پاتا ہے۔ ہتھیار نہیں۔ ویسے ہی بے بس جیو اچھے اور برے کاموں کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اپنی طاقت کے مطابق کام کرنے میں جیو آزاد ہے۔ لیکن جب وہ گناہ کر چکتا ہے تو ایشور کے قانون کے مطابق ایشور کا محتاج ہو کر گناہ کا پھل بھوگتا ہے۔ اسلئے کام کرنے میں جیو آزاد اور پاپ وپُن کا پھل بھوگنے میں دوسرے کا محتاج ہے۔

سوال۔ اگر پرمیشور جیو کو نہ بناتا اور اسکو طاقت عطا نہ کرتا تو جیو کچھ بھی کر سکتا اِسلئے پرمیشور کی ترغیب سے ہی جیو کام کرتا ہے۔ **جواب**۔ جیو کبھی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے۔ جیسے ایشور اور جہان کی علتِ مادی اور جیو کا جسم اور حواسوں کے آلے پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ سب جیو کے ماتحت ہیں۔ جو شخص بذریعہ من زبان یا فعل نیکی بدی کرتا ہے۔ وہی اسکا اجر پاتا ہے۔ ایشور نہیں۔ مثلاً کسی نے پہاڑ سے لوہا نکالا اُسی لوہے کو کسی بیوپاری نے خریدا۔ اسکی (دُکان) سے خرید کر کسی لوہار نے تلوار بنائی۔ اس سے کسی سپاہی نے تلوار مول لے لی پھر سپاہی نے تلوار سے کسی کو مار ڈالا اب یہاں جس طرح اس لوہے کو نکالنے والے سے لیکر وار بنانے والے اور تلوار کو پکڑ کر راجہ سزا نہیں دیتا بلکہ جس نے تلوار سے کسی کو مارا اُسی کو سزا ملتی ہے۔ اُسیطرح سے جسم وغیرہ کو پیدا کرنے والا پرمیشور اُسکے کاموں کا پھل بھوگنے والا نہیں ہوتا بلکہ جیو کو (پھل) بھوگا دنے والا ہوتا ہے۔ اگر پرمیشور ہی فعل کرتا ہے۔ تو حقیقت میں کوئی جیو پاپ نہیں کرتا۔ کیونکہ پرمیشور پاک اور دھارمک ہونے سے کسی جیو کو گناہ کرنے کی ترغیب نہیں دیتا۔ اسلئے جیو اپنے فعل کرنے میں آزاد ہے۔ جس طرح جیو اپنے کاموں کے کرنے میں خود مختار ہے۔ ویسے ہی پرمیشور بھی اپنے کاموں کے کرنے میں خود مختار ہے۔

جیواور ایشور میں بھید

سوال جیو اور ایشور کی اصلیت صفات افعال اور خواص کیا ہیں؟ **جواب** - دونوں چیتن سروپ ہیں - خاصہ دونو کا پاک اور غیر فانی اور دھارمک پن وغیرہ ہے - لیکن پرمیشور کے ذاتی کام یہ ہیں - دنیا کی پیدائش - قیام - فنا - سبکو قانون کے اندر رکھنا - جیووں کو نیک و بداعمال کی جزا و سزا دینا وغیرہ اور جیو کے کام اولاد پیدا کرنا - انکی پرورش صنعت و حرفت وغیرہ اچھے برے کام ہیں - ایشور کی صفات یہ ہیں - علم جاودانی - راحت جاودانی اور لا انتہا طاقت وغیرہ اور جیو کی صفات

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ॥

न्यायसू० । अ० आ० १ । सू० १०]

प्राणापाननिमेषोन्मेषमनोगतीन्द्रियान्तर्विकाराः सुखदुः-खेच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्चात्मनो लिङ्गानि ॥ वैशेषिक सू० [अ० ३ । आ० २ । सू० ४]

اچھا - چیزوں کے حاصل کرنیکی خواہش - **دویش** - دکھ وغیرہ کی خواہش نہ کرنا لیکن پرتین - کوشش - طاقت - سکھ - راحت - دکھ - غم - **گیان** - تمیز - شناخت - نیاے اور ویشیشک میں یہ گن یکساں لکھے ہیں - لیکن ویشیشک میں **پران** سانس کی ہوا کو باہر نکالنا - **اپان** سانس کو باہر سے اندر کھینچنا - **نمیش** - آنکھ بند کرنا **انمیش** - آنکھ کھولنا - **من** یقین - حافظہ اور خودی گتی - حرکت اندریوں حواسوں کو کام میں لگانا - **انتروکار** - بھوک - پیاس - شادی - غمی وغیرہ جیوآتما کی صفات پرماتما سے مختلف لکھی ہیں - انہیں سے آتما کی ہستی کا یقین ہوتا ہے - کیونکہ وہ کثیف نہیں ہے جب آتما جسم کے اندر ہوتا ہے - تب ہی تک یہ صفات عیاں ہتی ہیں - اور جب جسم سے الگ ہو جاتا ہے - تب یہ صفات جسم میں نہیں رہتیں - جس چیز کے ہونے سے جو ہو اور نہ ہونے سے نہ ہو وہ اس چیز کی صفات ہوتی ہے - جیسے چراغ - سورج وغیرہ کے نہ ہونے سے روشنی وغیرہ کا نہ ہونا اور ہونے سے ہونا ہے - ویسے ہی جیو اور پرماتما کا علم بذریعہ صفات ہوتا ہے ÷

سوال - پرمیشور تینوں زمانوں کا علم رکھتا ہے۔ اسلئے آئندہ کی باتیں جانتا ہے اُسکے علم میں جو ہوگا جیو وہی کریگا۔ اس لئے جیو خود مختار نہیں اور جیو کو ایشور سزا بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جیسا ایشور کے علم میں ہوتا ہے۔ ویسا ہی جیو کرتا ہے۔

جواب - ایشور کو ترکال درشی کہنا بیوقوفی ہے۔ کیونکہ جو ہو کر نہ رہے وہ ماضی اور نہ ہو کر ہو وہ مستقبل کہلاتا ہے۔ کیا ایشور کو کوئی علم ہو کر نہیں رہتا یا نہ ہو کر ہوتا ہے۔ نہیں نہیں پرمیشور کا علم ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ ماضی اور مستقبل جیوؤں کیلئے ہے ہاں جیوؤں کے افعال کے لحاظ سے تینوں زمانوں کا علم پرمیشور میں ہے۔ لیکن یہ ذاتی نہیں۔ جیسا خود مختاری سے جیو (فعل) کرتا ہے ویسا ہی ہمہ دانی سے ایشور جانتا ہے۔ اور جیسا ایشور جانتا ہے۔ ویسا جیو کرتا ہے۔ یعنی ماضی۔ حال مستقبل کا علم رکھنے اور پھل دینے میں ایشور خود مختار اور جیو قدرے زمانہ حال کا علم رکھنے اور فعل کرنے میں آزاد ہے۔ ایشور کا علم ازلی ہونے سے جیسا (اُسکو) فعل کا علم ہے ویسا سزا دینے کا بھی علم ہے۔ دونوں علم اُسکے سچے ہیں لیکن فعل کا علم سچا اور سزا کا علم جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اس میں نقص واقع نہیں ہوتا +

سوال - جیو جسم سے الگ وجود غیر محدود ہے یا پری چھن (محدود) **جواب** محدود۔ اگر غیر محدود ہوتا۔ تو بیداری۔ خواب۔ گہری نیند۔ موت۔ پیدائش۔ ملنا جدا ہونا۔ جانا۔ آنا کبھی نہ ہو سکتا +

اس لئے جیو کی اصلیت الپگیہ (کم علمی) اچھوٹا پن ہے۔ یعنی وہ لطیف ہے اور پرمیشور نہایت ہی لطیف سے لطیف لا انتہا ہمہ دان اور ہر جگہ موجود ہے۔ اس لئے جیو و پرمیشور کا رشتہ بیاپیہ[1] اور بیاپک کا ہے۔ **سوال** - جس جگہ ایک چیز ہوتی ہے۔ اس جگہ دوسری چیز نہیں رہ سکتی۔ اس لئے جیو اور ایشور کا رشتہ ایک دوسرے سے ملجانے کا ہوتا ہے۔ بیاپیہ بیاپک کا نہیں **جواب** - یہ قاعدہ ہمشکل چیزوں پر عائد

[1] بیاپیہ اسکو کہتے ہیں۔ جس میں کوئی چیز پھیلی ہوئی ہو۔ اور پھیلنے والی چیز کو بیاپک کہتے ہیں مثلاً گرم لوہے کے ٹکڑے میں حرارت بیاپک ہے۔ اور لوہا بیاپیہ۔ مترجم +

ہو سکتا ہے ۔ مختلف اشکال کی چیزوں پر نہیں ۔ جیسے لوہا کثیف ۔ آگ لطیف ہے ۔ اس وجہ سے لوہے میں بجلی کی آگ بیاپک ہو کر ایک ہی جگہ میں دونوں رہتے ہیں ۔ ویسے جیو پرمیشور سے کثیف تر اور پرمیشور جیو کی نسبت لطیف تر ہونے کیوجہ سے پرمیشور بیاپک اور جیو بیاپیہ ہے ۔ جس طرح سے جیو اور ایشور کا رشتہ بیاپیہ بیاپک کا ہے ۔ اسیطرح سے خادم و مخدوم ۔ سہارا رکھنے اور دینے والے ۔ غلام و آقا رعایا اور حاکم بیٹا اور باپ وغیرہ کا بھی رشتہ ہے ۔ **سوال** ۔ اگر پرماتما اور جیو آتما الگ الگ ہیں ۔ تو

نویں ویدانتی اور جیو اور برہم

प्रज्ञानं ब्रह्म ॥ १ ॥ अहं ब्रह्मास्मि ॥ २ ॥ अयमात्मा ब्रह्म ॥ ४ ॥ तत्वमसि ॥ ३ ॥

ویدوں کے ان مہاواکوں (اقوال عظیم) کے معنے کیا کرو گے ؟

جواب ۔ یہ وید کے واک ہی نہیں ۔ بلکہ برہمن گرنتھوں کے بچن ہیں ۔ اور ان کا نام مہاواکیہ کہیں کسی سچے شاستروں میں نہیں لکھا ۔ یعنی (اہم) مَیں (برہم) برہم میں قائم (اسمی) ہوں ۔ یہاں کسی چیز میں ٹھیرنا یا قائم ہونا مراد ہے ۔ مثلاً مچان چلاتے ہیں مچان بیجان ہیں ۔ ان میں چلانے کی طاقت نہیں ۔ اس لئے مچان پر بیٹھے ہوئے آدمی چلاتے ہیں ۔ اس طرح یہاں بھی جاننا چاہیئے ۔ اگر کوئی کہے ۔ برہم (پرمیشور) میں ٹھیری ہوئی سب چیزیں ہیں ۔ پھر جیو کو "برہم میں ٹھیرا ہوا" کہنے کا کیا خاص مطلب ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب چیزیں برہم میں قائم ہیں ۔ لیکن جیسا یکساں خاصیت والا (برہم کا) نزدیکی جیو ہے ۔ ویسی اور کوئی چیز نہیں ۔ اور جیو کو برہم کا علم ہوتا ہے مکتی میں وہ برہم سے حقیقی طور پر ملا ہوا رہتا ہے ۔ اس لئے جیو کا برہم کے ساتھ "اس میں قائم ہونے کا" تعلق ہے ۔ یا یوں کہو کہ برہم کے ساتھ رہنے والا جیو ہے ۔ پس جیو اور برہم ایک نہیں ہیں ۔ جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میں اور یہ ایک ہیں ۔ یعنی یکجان دو قالب ہیں ۔ ویسے ہی جو جیو سمادھی میں ٹھیر کر پرمیشور کا عاشق ہو کر اس کی محبت میں مستغرق ہوتا ہے ۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں اور برہم ایک یعنی ایک دوسرے سے انس رکھتے ہیں اور ایک ہی جگہ میں

موجود ہیں۔ جو جیو پرمیشور کی صورت افعال و خواص کے مطابق اپنی صفات افعال اور خواص کو بناتا ہے۔ وہی یکساں و صاف رکھنے کی وجہ سے برہم کے ساتھ یکتائی جتلا سکتا ہے۔ **سوال**۔ اچھا تو اسکے معنی کسطرح کروگے؟ تت (وہ برہم) توم (تو جیو) اسی (ہے) معنی اے جیو تو وہ برہم ہے۔ **جواب**۔ تم لفظ تت کے کہ کیا معنی لیتے ہو؟ "برہم" لفظ برہم ضمیر تت (وہ) امر جع کیونکر ہوا؟

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयं ब्रह्म ॥

اس کلام سے (جو کلام زیر بحث سے پہلے آیا ہے) **سوال**۔ تم نے چھاندوگیہ اپنشد کا درشن بھی نہیں کیا۔ اگر وہ دیکھا ہوتا۔ تو تم (معلوم کرتے) کہ وہاں لفظ برہم نہیں ہے (اور) ایسا جھوٹ کیوں کہتے۔ بلکہ چھاندوگیہ میں تو

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् ॥

छां० प्र० ६। खं० २। मं०

ایسا لکھا ہے۔ وہاں لفظ برہم نہیں۔ **سوال**۔ تو آپ لفظ تت (وہ) کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ **جواب**

स य एषोऽणिमा ॥ ऐतदात्म्यमिद ँ सर्वं तत्सत्य ँ स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो इति ॥

छां० [प्र० ६। खं० ८। मं० ६। ७]

جو پرماتما جاننے کے قابل ہے۔ وہ نہایت ہی لطیف اور اس ساری کائنات و جیو کا آتما ہے۔ وہی ست سروپ (وجود حقیقی) اور اپنا آتما آپ ہی ہے۔ اے شویت کیتو پیارے بیٹے

اس پرماتما انتریامی سے تو ملا ہوا ہے۔ یہی معنی اپنشدوں کے مطابق ہیں۔ کیونکہ

य आत्मनि तिष्ठन्नात्मनोऽन्तरोयमात्मा न वेद यस्यात्मा शरीरम् । आत्मनोऽन्तरो यमयति स त आत्मान्तर्याम्यमृतः ॥

برہدارنیک کا قول ہے۔ مہرشی یاگ ولکیہ اپنی استری میتری سے کہتے ہیں۔ کہ اے

میتری! جو پرمیشور آتما یعنی جیو میں قائم اور جیو آتما سے الگ ہے۔ جس کو نا واقف جیو آتما نہیں جانتا۔ کہ وہ پرماتما مجھ میں بیاپک ہے۔ جس آتما کا جیو آتما جسم ہے۔ یعنی جیسے جسم میں جیو رہتا ہے ویسے ہی جیو میں پرمیشور بیاپک ہے۔ جیو آتما سے الگ رہ کر جیو کے نیک و بد اعمال کا شاہد ہو کر ان کی سزا و جزا جیوؤں کو دیکر اپنے قانون کے اندر رکھتا ہے۔ وہی غیر فانی تیرا بھی انتریامی آتما ہے۔ جو تیرے اندر موجود ہے (اسکو تو جان)

اس قسم کے اقوال کے معنے کیا کوئی اور طرح بھی کر سکتا ہے۔

یعنی سمادھی کی حالت میں جب یوگی کو پرمیشور کا پرتیکش (دیدار) ہوتا ہے تب وہ کہتا ہے کہ یہ جو مجھ میں بیاپک ہے۔ وہی برہم ہر جگہ موجود ہے اسلئے جو آجکل کے ویدانتی جیو برہم کو ایک مانتے ہیں وہ ویدانت شاستر کو نہیں جانتے۔ **سوال**۔

अनेन आत्मना जीवेनानुप्रविश्य नामरूपे व्याकरवाणि ॥

[छां० प्र० ६ । खं० ३ । मं० २]

तत्सृष्ट्वा तदेवानुप्राविशत् ॥ तैत्तिरीय० [ब्रह्मान० अनु० ६]

پرمیشور کہتا ہے کہ میں عالم اور جسم کو پیدا کر کے عالم میں ہر جگہ حاضر و ناظر اور جیو کی شکل اختیار کر کے جسم میں داخل ہوتا ہوا نام اور روپ (شکل) کا اظہار کروں۔ پرمیشور ہی اس عالم اور جسم کو بنا کر اس میں داخل ہوئے۔ اس قسم کی شرتیوں۔ وید کے (اقوال) کے معنی اور کسطرح کر سکو گے؟ **جواب**۔ اگر تم لفظ لفظ کے معنی اور جملہ کے معنی جانتے۔ تو ایسا غضب کبھی نہ کرتے۔ کیونکہ اس جگہ ایسا سمجھنا چاہیئے کہ ایک پرویش (داخل ہونا) ہے۔ اور دوسرا انوپرویش (بعد ازاں داخل ہونا) ہے۔ پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیوؤں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہو کر وید کے ذریعہ سب نام اور شکل وغیرہ کے علوم کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جسم میں جیو کو داخل کر کے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ اگر تم لفظانو کے معنی جانتے تو ایسے اُلٹے معنی کبھی نہ کرتے۔

سوال۔ جو ہو دت میں نے موسم گرما میں کاشی میں دیکھا تھا۔ اُسی کو پرسان کے

موسم میں متھرا میں دیکھتا ہوں۔ یہاں مقام کاشی اور موسم گرما کو چھوڑ کر صرف جسم کو مدنظر رکھ کر دیودت کی شناخت ہوتی ہے۔ ویسے ہی اس بھاگ تیاگ لکشن دتر ک اجزا کے ذریعہ پہچان (کے طریق سے) ایشور کا غیر مقام اور وقت اور مایا اُپادھی۔ (علامت) اور جیو کا یہ مقام اور وقت اودیا (لاعلمی) اور الپگتا (کم دانی) کی علامت چھوڑ کر صرف چیتن کانشس (ضمیر) کا تصور کرنے سے ایک ہی برہم کا وجود دونوں میں شناخت کیا جاتا ہے۔ اس بھاگ تیاگ لکھشنا کے ذریعہ پہچان (یعنی) کچھ لے لینا اور کچھ چھوڑ دینا۔ جیسے ہمہ دان وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جنکا اطلاق ایشور پر ہوتا ہے۔ ایسا ہی کم دان وغیرہ الفاظ کا اطلاق جیو پر ہوتا ہے۔ ان کو چھوڑ کر صرف چیتن کے مراد (یہی معنے لینے) سے وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں کیا کہہ سکتے ہو؟ **جواب**۔ اوّل بتاؤ۔ تم جیو اور ایشور کو غیر فانی مانتے ہو یا فانی۔ **سوال**۔ ان دونوں کو اُپادھی (علامت) سے فرضی ہونے کی وجہ سے فانی مانتے ہیں۔
جواب (میں یہ سوال کرتا ہوں کہ) اُس اُپادھی کو غیر فانی مانتے ہو یا فانی؟
سوال (میرا جواب ہے کہ) ہمارے اعتقاد میں تو:-

जीवेशौ च विशुद्धाचिद्विभेदस्तु तयोर्द्वयोः ।
अविद्या तच्चितोर्योगः षडस्माकमनादयः ॥ १ ॥
कार्योपाधिरयं जीवः कारणोपाधिरीश्वरः ।
कार्यकारणतां हित्वा पूर्णबोधोऽवशिष्यते ॥ २ ॥

یہ مختصر اُشاریرک اور شاریرک بھاشیہ میں کاریکا (اقوال) ہیں۔ ہم ویدانتی چھ چیزوں یعنی ایک جیو دوسرا ایشور۔ تیسرا برہم۔ چوتھا جیو اور ایشور کا خاص اختلاف پانچواں اودیا (اگیان۔ جہالت) اور چھٹا اودیا (جہالت) اور چیتن کا تعلق ان کو ازلی مانتے ہیں۔ لیکن ایک برہم ازلی اور ابدی ہے۔ اور دیگر پانچ ازلی ہیں مگر ابدی نہیں۔ جیسا کہ پراگھاؤ ہوتا ہے۔ جب تک اگیان رہتا ہے۔ تب تک یہ پانچ رہتے ہیں۔ اور ان پانچوں کی ابتدا معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے ازلی ہیں۔ اور گیان

(علم حقیقی) ہونے کے بعد فنا ہو جاتے ہیں۔ پس یہ انتہا والے ہیں۔ یعنی فانی کہلاتے ہیں۔ **جواب**۔ یہ تمہارے دونوں شلوک غلط ہیں۔ کیونکہ بغیر اودیا کے تعلق کے جیو اور بغیر مایا کے تعلق کے ایشور تمہارے یقین کے مطابق ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسلئے "اودیا چیتن کا تعلق" جو چھٹی چیز تم نے شمار کی ہے۔ وہ نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ اودیا مایا جیو اور ایشور میں ہی آگئی ہے۔ اور برہم بھی مایا اور اودیا کے تعلق کے بغیر ایشور نہیں بنتا۔ پھر ایشور کو اودیا اور برہم سے الگ شمار کرنا بیفائدہ ہے۔ اسلئے دو ہی پدارتھ یعنی برہم اور اودیا تمہارے اعتقاد میں ثابت ہو سکتے ہیں۔ چھ نہیں اور آپکا پہلے معلول کے لحاظ سے جیو اور علت کے لحاظ سے ایشور ثابت کرنا تب ہو سکتا ہے۔ کہ جب لاانتہا۔ غیر فانی۔ شدھ (پاک) بدھ (علم کل) مکت (آزاد) سوبھاؤ (ذات) ہمہ جا حاضر برہم میں اگیان (جہالت) ثابت کریں۔ اگر اس کے ایک حصہ میں ہر وقت اپنے میں قائم اور اپنی ذات سے متعلق ازلی گیان مانوگے تو مجمل طور پر برہم شدھ (پاک) نہیں ہو سکتا۔ اور علاوہ ازیں ایک حصہ میں اگر اگیان مانوگے تو وہ محدود ہونے سے ادھر اُدھر آتا جاتا رہیگا۔ جہاں جہاں جائیگا۔ وہاں وہاں کا برہم اگیانی اور جس جس جگہ کو چھوڑتا جائیگا۔ اُس جگہ کا برہم گیانی ہوتا رہیگا۔ تو کسی جگہ کے برہم کو ازلی۔ پاک یا علیم نہ کہہ سکوگے۔ اور جو اگیان کی حد کے اندر برہم ہے۔ اسکو اگیان رہیگا۔ اور برہم کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ایک اگیان کے اندر رہنے والا اور دوسرا باہر۔ اگر کہو کہ ٹکڑے ہو جانے سے برہم کا کیا نقصان؟ تو وہ اکھنڈ جس کے ٹکڑے نہ ہو سکیں) نہیں رہ سکتا۔ اور اگر اکھنڈ ہے۔ تو اگیانی نہیں۔ اور گیان کی ناموجودگی یا معکوس گیان بھی بوجہ برہم کی صفت ہونے کے موصوف برہم کیساتھ ہمیشہ رہیگا۔ اگر ایسا ہے۔ تو سموائی سمبندھ (تعلق ذاتی) ہونے سے فانی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور جسطرح جسم کے ایک مقام پر پھوڑا ہونے سے سب جگہ درد پھیل جاتا ہے۔ ویسے ہی ایک حصہ میں اگیان۔ شادی و غمی وغیرہ تکالیف کے برپا ہونے سے سارا برہم دکھ وغیرہ محسوس کرنے لگیگا۔

(اگر مان لو کہ) برہم معلول کی علامت سے یعنی انتہ کرن کی اپادھی کے ساتھ مل کر جیو بن جاتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ برہم سب جگہ موجود ہے۔ یا (کسی ایک خاص جگہ میں) محدود اگر کہو (برہم) سب جگہ موجود اور اپادھی محدود ہے یعنی صرف محدود جگہ ہی میں ہے۔ اور ہر ایک جیو میں الگ الگ ہے۔ تو بتاییے کہ) انتہ کرن چلتا پھرتا ہے یا نہیں **جواب** چلتا پھرتا ہے **سوال** انتہ کرن کے ساتھ برہم بھی متحرک یا ساکن **جواب** ساکن **سوال** تو انتہ کرن جس مقام کو چھوڑتا ہے اُس مقام کا برہم اگیان سے مبرا اور جس مقام میں پہنچتا ہے۔ اُس مقام کا شدھ برہم اگیانی ہوتا جاتا ہے۔ اِس طرح تو لمحہ بھر میں برہم گیانی اور اگیانی ہوتا رہے گا۔ یں موکش (نجات) اور بندھ (قید) بھی لمحہ بھر ہی رہنے والے ہوں گے۔ اور جس طرح ایک شخص کی دیکھی ہوئی چیز کو دوسرا یاد نہیں کر سکتا (اور کسی آدمی کو) ہی کل کی دیکھی یا سنی چیز یا بات کا علم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جس وقت دیکھا سنا تھا وہ دوسرا مقام اور دوسرا وقت تھا۔ اور جس وقت یاد کرتا ہے۔ وہ اور مقام اور اور وقت ہے۔ اگر کہو کہ برہم ایک ہے تو ہمہ دان کیوں نہیں۔ اگر کہو کہ انتہ کرن علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اِس سے وہ بھی علیحدہ علیحدہ ہوتا ہوگا۔ تو وہ بیجان ہے۔ اِس میں علم نہیں ہو سکتا۔ اگر کہو کہ نہ صرف برہم کو نہ صرف انتہ کرن کو علم ہوتا ہے۔ بلکہ انتہ کرن میں موجود عالم برہم کے سایہ کو علم ہوتا ہے۔ تو بھی چیتن ہی کو انتہ کرن کے ذریعہ علم ہوا۔ تو آنکھ کے ذریعہ اِس کو پورا علم کیوں نہیں ہوتا۔ اِس لئے علت کے لحاظ سے اور معلول کے لحاظ سے برہم کو ایشور اور جیو نہیں بنا سکو گے۔ بلکہ ایشور نام برہم کا ہے اور برہم سے علیحدہ ازلی ناپیدا شدہ اور غیر فانی وجود کا نام جیو ہے۔ اگر تم کہو کہ جیو برہم کے سایہ کا نام ہے۔ تو وہ لمحہ بھر کی زندگی والا ہونے سے فنا ہو جائے گا۔ تو موکش (نجات) کی خوشی کون محسوس کرے گا۔ اِس لئے برہم جیو اور جیو برہم کبھی نہ ہوا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

سوال "सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम्"

توحید کیسے ثابت ہوگی؟ ہمارے اعتقاد میں تو برہم سے الگ کوئی (اس کا) ہم
ذات یا غیر ذات (نہیں ہے) اور (نہ ہی) اس کے اپنے مختلف اجزا ہیں۔ اسلئے
ایک ہی برہم ثابت ہوتا ہے۔ جب جیو دوسرا ہے تو توحید کیسے ثابت ہو سکتی ہے

جواب اس وہم میں پڑکر کیوں ڈولتے ہو صفت موصوف کا علم حاصل کرو۔ کہ اس کا
کیا نتیجہ ہے۔ اگر کہو کہ صفت تفریق کر دینے والی ہوتی ہے۔ تو اتنا اور بھی مانو کہ
صفت پرورتک (ثابت کرنیوالی) اور اظہار کرنے والی بھی ہوتی ہے۔ تو سمجھو کہ
توحید صفت برہم کی ہے۔ اس میں تفریق کر دینے والا وصف یہ ہے کہ واحد وجود یعنی
جو بہت سے وجود اور عناصر ہیں اُن سے برہم کو الگ کرتا ہے اور صفت کا اظہار
کرنیوالا دھرم (خاصہ) یہ ہے کہ برہم کا ایک ہونا جتلاتا ہے کسی نے کسی سے کہا۔ کہ
اس شہر میں لاثانی دولتمند دیودت اور اس فوج میں لاثانی جوان بکرم سنگھ
ہے اس سے کیا ثابت ہوا اس سے کیا ثابت ہوا کہ دیودت کے برابر اس شہر میں
دوسرا دولتمند اور اس فوج میں بکرم سنگھ کے برابر کوئی دوسرا جوان نہیں کم (درجہ کے)
تو ہیں۔ اور زمین وغیرہ بیجان چیزیں چارپائی وغیرہ حیوانات اور درخت وغیرہ بھی ہیں
(اُن کی ہستی) سے انکار نہیں ہو سکتا ویسے ہی برہم کے برابر جیو یا مادہ نہیں ہیں۔ بلکہ
کم درجہ کے تو ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ برہم ہمیشہ ایک ہی ہے اور جیو اور مادی
اجزا بہت سے ہیں ان سے الگ کر کے برہم کی توحید کو ثابت کرنے والا اسم صفت
ادویت یا ادویتہ ہے اس سے جیو یا مادہ کا اور مخلوق جہان کی نیستی یا ہستی سے انکار
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ سب ہیں۔ لیکن برہم کے برابر نہیں۔ اس لئے ہمہ اوست ثابت
نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ایک سے زیادہ وجودوں کی ہستی (کے قرار) میں فرق پڑتا
ہے گھبراہٹ میں مت پڑو۔ سوچو اور سمجھو۔

سوال۔ برہم کے ست (ہست) چیت (علم کل) آنند (راحت کل) اور جیو کی
اَستی (ہستی) بھاتی (معلوم ہوتی ہے) اور پریہ (عزیز) روپ (شکل) ہو کیسے بتائی
جاتی ہے۔ پھر کیوں تردید کرتے ہو۔ **جواب** تھوڑی سی مشابہت ہونے سے

یکتائی نہیں ہوسکتی ہے۔ جیسے بیجان زمین دکھائی دینے والی چیز ہے ویسے ہی پانی
اور آگ وغیرہ بھی بیجان اور دکھائی دینے والی اشیا ہیں۔ اتنے سے یکتائی
نہیں ہوتی۔ ان میں تفریق کرنے والے اختلاف یعنی مختلف اوصاف ہیں مثلاً بو۔
خشکی سختی وغیرہ صفات زمین ہیں اور ذائقہ۔ بہنا و نرمی وغیرہ صفات پانی ہیں
اور شکل۔ جلانے کی طاقت وغیرہ صفات اگنی کی ہیں۔ مگر ان اوصاف سے ان سب
میں یکتائی نہیں۔ جس طرح انسان اور چیونٹی آنکھ سے دیکھتے۔ منہ سے کھاتے اور
پاؤں سے چلتے ہیں۔ تاہم انسان کے دو پاؤں ہیں اور چیونٹی کے بہت سے اس قسم
کے اختلاف ہونے سے یکتائی نہیں ہوتی۔ ویسے ہی لاانتہا علم۔ راحت۔ طاقت فعل۔
غلطی سے مبرا اور سب جگہ موجود ہونا۔ پرمیشور کی صفات جیو میں نہیں اور
کم علمی تھوڑی طاقت تھوڑا سروپ غلطی سے پر اور محدود ہونا وغیرہ جیو کی
صفات برہم میں نہیں۔ پس جیو اور پرمیشور ایک نہیں۔ کیونکہ انکا سروپ بھی مختلف
ہے یعنی پرمیشور نہایت لطیف اور جیو اسکی نسبت قدرے کثیف ہے ؀

سوال۔ अथादरमन्तरं कुरुते । अथ तस्य भयं भवति
द्वितीयाद्वै भयं भवति ॥

یہ برہدارنیک کا قول ہے جو برہم اور جیو میں تھوڑا بھی تفاوت سمجھتا ہے۔ اسکو خوف
ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسرے سے ہی خوف ہوتا ہے۔ **جواب**۔ اس کے یہ معنی
نہیں ہیں۔ بلکہ جو جیو پرمیشور سے منکر ہو یا پرماتما کو کسی خاص جگہ یا وقت میں
محدود مانے یا اس کے حکم یا صفات افعال اور خواص کے برعکس ہو۔ یا کسی دوسرے
شخص سے کینہ رکھے تو اس پر خوف طاری ہوتا ہے۔ کیونکہ دوتیہ بدھی۔
(تمیز ثانی) خوف پیدا کرتی ہے (اس قسم کے خیالات) کہ ایشور سے مجھے کچھ
تعلق نہیں۔ اور ایسے ہی کسی آدمی سے کہنا۔ کہ تجھکو میں کچھ نہیں سمجھتا۔ تو
میرا کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ یا کسی کا نقصان کرنا اور ستائے جانا دوتیہ بدھی ہے
ہر طرح سے مطابقت یکتائی کہلاتی ہے جس طرح دنیا میں کہتے ہیں کہ دلو دت

تیجیہ دت اور وِشنو متر ایک ہیں۔ یعنی (ایک دوسرے سے) متفق ہیں۔ مخالفت
نہ رہنے سے سُکھ اور مخالفت سے دُکھ حاصل ہوتا ہے +

سوال۔ کیا برہم ہمیشہ ایک (واحد) اور جیو بہت سے رہتے ہیں یا کبھی دونو
ملکر ایک بھی ہوجاتے ہیں۔ **جواب**۔ اسکا جواب کچھ پیچھے لکھ آئے ہیں اور اب
زیادہ واضح کرکے لکھتے ہیں) واضح ہو کہ دو چیزوں میں یکساں اوصاف کی موجودگی اُن
کی یکتائی ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً آکاش میں کسی اور شکل والی بیجان چیزیں اس لحاظ
سے یکتائی ہے۔ کہ وہ دونو بیجان ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے الگ نہیں رہتیں۔
لیکن اس لحاظ سے دونوں چیزوں میں فرق ہے۔ کہ آکاش تو ہر جگہ موجود
لطیف۔ بے شکل اور غیر محدود ہے۔ اور شکل والی چیز محدود اور دکھائی دینے
والی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے زمین وغیرہ موجودات آکاش سے الگ کبھی نہیں رہتے
(کیونکہ جگہ کے بغیر شکل والی شے کبھی نہیں رہ سکتی) اور اصلیت کے لحاظ سے ایک
دوسرے سے الگ ہیں۔ ویسے ہی برہم سب جگہ موجود ہونیسے جیو اور زمین وغیرہ
وجود اس سے الگ نہیں ہیں۔ لیکن اصلیت کے لحاظ سے ایک بھی نہیں +

گھر کے تعمیر کرنے سے پہلے مختلف مقاموں پر مٹی۔ لکڑی اور لوہا وغیرہ اشیا آکاش
میں ہوتی ہیں۔ جب گھر تعمیر ہوجاتا ہے تب بھی وہ اشیا آکاش میں ہی رہتی ہیں یعنی
تینوں حالتوں میں آکاش سے الگ نہیں ہوسکتیں۔ لیکن سروپ (اصلیت کے
لحاظ سے) یہ تمام اشیا مختلف ہونیکی وجہ سے یہ کبھی ایک تھیں نہ ہیں اور نہ ہونگی۔
اسی طرح جیو اور ویسے ہی سارے جہان کی اشیا پرمیشور میں بیاپیہ ہونیسے اُس سے تینوں
زمانوں میں مختلف اور مختلف سروپ (اصلیت) والی ہونیسے ایک کبھی نہیں ہوسکتیں۔
آجکل کے ویدانتیوں کی نگاہ کانے آدمی کی مانند ایک طرف یعنی اشیا کی مطابقت
پر ہی پڑتی ہے۔ اور وہ دوسرا پہلو یعنی ان اشیا کے اختلاف یا فرق کو نظر انداز
کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا وجود نہیں کہ جسمیں باصفت ہونا بے صفت ہونا
مشترکہ صفت کی موجودگی (دونو چیزوں میں) کسی وصف کی مشترکہ عدم موجودگی

مشابہت۔ ناموافقت اور ذاتی صفت نہ ہو۔ سوال۔ ایشور نرگن ہے۔ یا سگن؟
جواب۔ ہر دو صفات سے موصوف۔ سوال۔ بھلا ایک میان میں دو تلواریں
کیسے رہ سکتی ہیں؟ ایک وجود میں باصفت ہونا اور بے صفت ہونا (دو اوصاف کیسے ہوسکتے
ہیں؟ جواب۔ جس طرح بیجان چیزوں کی شکل وغیرہ صفات ہیں اور چیتن کی گیان
(علم) وغیرہ صفات اُن میں نہیں ہیں۔ ویسے چیتن میں خواہش وغیرہ صفات ہیں۔ اور
شکل وغیرہ بیجان اشیا کی صفات نہیں ہیں۔ اسلئے جو صفات رکھتا ہے۔ وہ سگن (باصفت)
اور جو صفات سے خالی ہے وہ نرگن (بے صفت) کہلاتا ہے۔ اپنے آپ ذاتی صفات رکھنے
اور دوسرے مخالف وجود کی صفات نہ رکھنے سے سب چیزوں میں سگنتا (باصفات ہونا)
اور نرگنتا (بے صفات ہونا) یا صرف سگنتا ہوسکتی ہے۔ لیکن کبھی ایک (وجودوں)
میں سگنتا اور نرگنتا ہمیشہ رہتی ہے۔ ویسے ہی پرمیشور اپنے لا انتہا طاقت، علم وغیرہ
صفات کے سبب سگن اور شکل وغیرہ بیجان اشیا، اور اسی طرح کینہ وغیرہ جیو کی
صفات سے مبرا ہونے سے نرگن کہلاتا ہے۔

سوال۔ دنیا میں نراکار (غیر مجسم) کو نرگن اور ساکار کو (مجسم) کو سگن کہتے ہیں یعنی جب
پرمیشور جنم نہیں لیتا۔ تب نرگن اور جب اوتار دھارن کرتا ہے۔ تب سگن کہلاتا ہے
جواب۔ یہ فرضی بات جاہلوں اور بے علموں کی ہے۔ جن کو علم نہیں ہوتا۔ وہ حیوانوں
(جہلا) کی مانند بیہودہ بکواس کیا کرتے ہیں۔ جس طرح وہ آدمی جو تپ لرزہ کے عارضہ
میں مبتلا ہو۔ واہی تباہی بکا کرتا ہے۔ اسی طرح خواندہ لوگوں کی بات کو فضول سمجھنا
چاہیئے۔

سوال۔ پرمیشور راگی (رغبت رکھنے والا) ہے یا ورکت (بے تعلق)؟
جواب۔ دونوں نہیں۔ کیونکہ راگ (رغبت) اپنے سے الگ اچھی اشیا میں
ہوتا ہے۔ اور پرمیشور سے کوئی چیز الگ یا بہتر نہیں ہے۔ اس لئے اس میں راگ
کا ہونا ممکن نہیں اور جو شخص حاصل کردہ شے ترک کردے اسی کو ورکت کہتے
ہیں۔ ایشور بیاپک ہونے سے کسی چیز کو چھوڑ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ورکت

بھی نہیں ٭

سوال - ایشور میں خواہش ہے یا نہیں؟ جواب - ہمارے جیسی خواہش نہیں۔ کیونکہ خواہش بھی ایسی اعلیٰ چیز کی ہوتی ہے جو حاصل نہ ہوئی ہو۔ اور جس کے حصول سے خاص خوشی ہو۔ سو کوئی ایسی شے ہی نہیں۔ جو ایشور کو حاصل نہ ہو۔ اور نہ کوئی اس سے اعلیٰ اور مکمل راحت دینے والی چیز ہے اور نہ ہی ایشور کو سکھ کی احتیاج ہے۔ اس لئے ایشور میں خواہش کا ہونا تو ممکن نہیں۔ لیکن (پرمیشور میں) ایکشن ہے یعنی سب قسم کے علوم کی واقفیت اور ساری مخلوق کی بداعت ہے ٭

ان مختصر مضامین سے ہی بھلے لوگ بہت کچھ سمجھ لیں گے۔ اتنا مختصراً ایشور کے بارہ میں لکھ کر آگے

وید کا بیان کرتے ہیں

यस्मादृचो अपातक्षन् यजुर्यस्मादपाकषन् । सामानि यस्य लोमान्यथर्वाङ्गिरसो मुखम् । स्कम्भं तं ब्रूहि कतमः स्विदेव सः ॥ अथर्व० कां० १० । प्रपा० २३ । अनु० ४ । मं० २० ॥

ویدوں کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت

جس پرماتما سے رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور اتھروید ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ کونسا دیوتا ہے؟

اس کا جواب پرماتما ہے۔ جو سب کو پیدا کر کے سہارا دے رہا ہے ٭

स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ।
यजु० अ० ४० । मं० ८

جو خود بخود ظاہر۔ ہمہ جا حاضر۔ پاک۔ ازلی و ابدی۔ غیر مجسم پرمیشور ہے۔ وہ ازلی و ابدی اپنی رعایا جیووں کی بھلائی کے لئے مناسب طور پر قاعدہ کے مطابق وید کے ذریعہ سب علوم کا اپدیش کرتا ہے ٭

سوال - پرمیشور کو آپ نراکار مانتے ہو یا ساکار (غیر مجسم)؟

جواب - نراکار۔

سوال - اگر نراکار ہے۔ تو وید ودیا کا اپدیش منہ سے تلفظ کئے بغیر کیسے ہو سکی

کیونکہ لفظوں کے تلفّظ میں تالو وغیرہ جائے تلفظ اور زبان کی حرکت ضرور ہونی چاہیئے
جواب - پرمیشور قادر مطلق اور سب جگہ موجود ہے - اس لیئے اسے جیووں کو وید ودّیا کا اُپدیش کرنے میں کچھ بھی منہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ منہ اور زبان سے لفظوں کا تلفظ اپنے سے الگ (اور شخص کو) جتلانے کے لئے کیا جاتا ہے - اپنے لئے نہیں - کیونکہ بغیر حرکت منہ اور زبان کے بھی دل میں کئی امورات کا خیال اور لفظوں کا تلفظ ہوتا رہتا ہے - کانوں کو انگلیوں سے بند کر کے دیکھو - سنو کہ بغیر منہ زبان اور تالو وغیرہ مقامات کے کیسی کیسی آوازیں نکل رہی ہیں - اس طور پر جیووں کو (پرمیشور) نے انتریامی روپ سے اُپدیش کیا ہے - لیکن صرف دوسرے کو سمجھانے کے لیئے تلفظ کرنے کی ضرورت ہے - جب پرمیشور نراکار سرب بیاپک ہے - تو اپنی ساری وید ودّیا کا اُپدیش جیو میں موجود ہو کر جیو آتما میں ظاہر کر دیتا ہے - پھر وہ آدمی اپنے منہ سے آواز کے ذریعہ دوسرے کو سناتا ہے - اس لئے پرمیشور پر یہ اعتراض نہیں آ سکتا ۔

وید چار رشیوں کے ذریعہ نازل ہوئے

سوال - کن کے آتما میں کب ویدوں کا ظہور ہوا ؟
جواب :-

..अग्नेऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः ॥
शत० [११ । ४ । २ । ३]

پیدائش دنیا کے آغاز میں پرماتما نے اگنی - وایو - آدتیہ اور انگرا رشیوں کی آتما میں ایک ایک وید نازل کیا -

यो वै ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो वै वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥ [श्वेताश्व० अ० ६ । मं० १८]

سوال :- یہ اُپنشدوں کا قول ہے - اس قول سے (ثابت ہوتا ہے) برہما جی کے دل میں ویدوں کا ظہور ہوا - پھر اگنی وغیرہ رشیوں کے آتما میں کیوں کہا ؟
جواب - برہما کے آتما میں اگنی وغیرہ کے ذریعہ ویدوں کا ظہار ہوا - دیکھو منو میں کیا لکھا ہے -

अग्निवायुरविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।
दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुः सामलक्षणम् ॥ मनु० [१ । २३]

پرماتما نے پیدائش کے شروع میں آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چار والے مہرشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو عطا کئے - یعنی اس برہما نے اگنی - والو - آدتیہ اور انگرا سے رگ وید یجر وید - سام وید اور اتھر وید کو حاصل کیا +

سوال - ان چاروں (رشیوں) پر ہی نازل کئے - اوروں پر نہیں کئے - اس سے ایشور طرفدار ٹھیرتا ہے +

جواب - وہی چار سب جیووں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور انکے برابر نہیں تھے - اسلئے پاک علم کا نزول ان ہی پر کیا +

وید سنسکرت زبان میں کیوں نازل ہوئے

سوال - کسی ملک کی زبان میں وید نازل کیوں نہیں ہوئے - (ویدک) سنسکرت میں کیوں ہوئے ؟ جواب - اگر کسی (خاص) ملک کی زبان میں نازل ہوتے - تو ایشور طرفدار ٹھیرتا - کیونکہ جس ملک کی زبان میں نازل کرتا - اس ملک کے باشندوں کو ویدوں کے پڑھنے پڑھانے میں آسانی اور دوسرے ممالک والوں کو مشکل ہوتی - اس لئے وید سنسکرت ہی میں نازل کئے جو کسی ملک کی زبان نہیں اور وید کی زبان اور سب زبانوں کی ماں ہے - اسمیں وید نازل کئے - جس طرح زمین وغیرہ ایشور کی بنائی ہوئی چیزیں سب ممالک اور سب اقوام کے یکساں ہیں اور ہر قسم کی صنعت و حرفت کا باعث ہیں - ویسے علم الٰہی کو ظاہر کرنے والی زبان بھی ایک ہی ہونی چاہئے - تاکہ ہر ملک کے باشندوں کو اس کے پڑھنے پڑھانے میں یکساں محنت درکار ہو - پس ایشور طرفدار نہیں ٹھیرتا + سوال - وید کے کلام الٰہی ہونیکا کیا ثبوت ہے ؟ جواب - جیسا ایشور پاک - سب علوم کے جاننے والا - پاکیزہ اوصاف افعال - خواص والا - پر انصاف رحیم وغیرہ صفات سے متصف ہے - ویسے ہی جس کتاب میں ایشور کے صفات افعال اور خواص کے مطابق اقوال ہوں - وہی ایشور کی بنائی ہوئی ہے - اور نہیں - اور جس کتاب میں قانون قدرت کے پرتیکش آدمی پرمان راستباز اور پوتر

آتما لوگوں کے عمل کے برخلاف باتیں نہ ہوں۔ وہی کلام الٰہی ہے۔ جیسا کہ ایشور کا علم غلطی سے مبرا ہے۔ ویسا جس کتاب میں غلطی سے مبرا علم کا بیان ہو۔ وہ کلام الٰہی ہے۔ جیسا پرمیشور ہے اور جیسا قانون قدرت ہے ویسا جس کتاب میں خالق مخلوق۔ علت معلول۔ ایشور اور جیو کا بیان ہو وہی کتاب کلام الٰہی ہے۔ اور جو پرتکش آدی پرمان کے خلاف نہ ہو شدھ آتما کے سبھاؤ کے خلاف نہ ہو۔ (وہ کتاب کلام الٰہی ہے) ان تمام صفات سے موصوف وید ہیں۔ دیگر بائیبل (انجیل) قرآن وغیرہ کتابیں نہیں۔ اس کی مفصل تشریح بائیبل اور قرآن کا بیان کرتے وقت تیرھویں اور چودھویں باب میں کی جائے گی۔

وید وں ہی سے تمام دنیا میں علم پھیلا

سوال۔ وید کے ایشور سے نازل ہونے کی ضرورت کچھ بھی نہیں کیونکہ انسان آہستہ آہستہ علم میں ترقی کرتا ہوا خود بخود کتابیں تصنیف کر لے گا۔ جواب۔ کبھی نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ بغیر علت معلول کا ظاہر ہونا ناممکن ہے۔ جس طرح جنگلی آدمی قدرت کو دیکھکر بھی عالم نہیں بن سکتے۔ بلکہ جب انہیں کوئی تعلیم دینے والا مل جاتا ہے تو عالم بن جاتے ہیں اور موجودہ زمانہ میں بھی کسی سے پڑھے بغیر کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر پرماتما ابتدائے آفرینش سے رشیوں کو آغاز میں وید ودّیا نہ پڑھاتا اور وہ اوروں کو نہ پڑھاتے تو سب لوگ جاہل ہی رہ جاتے۔ جس طرح کسی بچے کو پیدا ہوتے ہی کسی تنہا جگہ میں ناخواندوں یا حیوانات کی صحبت میں رکھا جائے۔ تو وہ جیسی صحبت ہوگی۔ ویسا ہی ہو جائے گا۔ (اور آدمیت نہ سیکھیگا) اس امر کی زندہ مثال جنگلی بھیل وغیرہ ہیں۔ جبتک ملک آریہ ورت سے تعلیم باہر نہیں گئی تھی۔ تب تک مصر۔ یونان اور یوروپ وغیرہ ممالک میں علم کا نام و نشان نہ تھا۔ اور ملک سپین میں رہنے والے کولمبس وغیرہ آدمی امریکہ میں جب تک نہیں گئے تھے۔ تب تک وہاں کے باشندے بھی ہزاروں۔ لاکھوں کروڑوں برسوں سے جاہل یعنی علم سے بے بہرہ ہی تھے۔ بعد ازاں عمدہ تعلیم کے پانے سے عالم ہوئے۔ ویسے

ہی پرماتما سے پیدائش کے آغاز میں تعلیم و تربیت کے حاصل کرنیسے انسان زمانہ کے ساتھ عالم ہوتا آیا - स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात् ॥

جس طرح موجودہ زمانے میں ہم لوگ معلموں سے پڑھ کر ہی عالم ہوتے ہیں ویسے پرمیشور پیدائش کے شروع میں اگنی وغیرہ پیدا شدہ رشیوں کا گورو یعنی پڑھانے والا ہے - کیونکہ جیسے جیو گہری نیند اور پرلے (قیامت) میں علم سے خالی ہو جاتے ہیں - ویسا پرمیشور نہیں ہوتا - اس کا علم جاودانی ہے - اسلئے یہ یقیناً جاننا چاہیئے کہ بغیر علت کے عارضی چیز کا وجود نہیں ہو سکتا +

سنسکرت نہ جانتے ہوئے رشیوں نے ویدوں کے ارتھ کو کیسے جانا ؟

سوال - وید سنسکرت زبان میں ظاہر ہوئے اور وہ اگنی وغیرہ رشی لوگ اس سنسکرت زبان کو نہیں جانتے تھے - پھر ویدوں کا مطلب انہوں نے کیسے سمجھا ؟ جواب - پرمیشور نے سمجھایا اور دھرماتما یوگی مہارشی لوگ جب کبھی جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے دھیان میں قائم ہو پرمیشور کے سروپ میں سمادھی لگا کر ٹھہرے - تب ہی پرماتما نے ان منتروں کے معنی ظاہر کئے - جب آتماؤں میں وید کے معنی ظاہر ہوئے - تب رشی منیوں نے وہ معنی اور رشی منیوں کی زندگی کے حالات والی کتب تیار کیں - جن کا نام برہمن رکھا - یعنی برہم جو وید (کا نام ہے) اس کی شرح ऋषयो (मन्त्रदृष्टयः) ....मन्त्रान्सम्प्रादुः ॥ निरु० (१।२०)

رشی کی تعریف

جس جس منتر کے معنے پہلے پہل جس جس رشی پر کھلے اور جس نے دوسروں پر بھی وہ معنی ظاہر کئے - اس منتر کے ساتھ اس رشی کا نام یادگار کے طور پر آج تک چلا آتا ہے - جو کوئی رشیوں کو منتروں کا بنانے والا بتلاوے اس کو دروغگو سمجھنا چاہیئے - رشی تو صرف منتروں کے معنی ظاہر کرنے والے ہیں +

وید صرف چار سنگھتاؤں کا نام ہے

سوال - وید کن کن کتابوں کا نام ہے ؟ جواب - رگ - یجر - سام اور اتھرو - منتر سنگھتاؤں کا نام (ہے) دیگر کتب کا نہیں +

برہمن گرنتھ ویدوں میں شامل نہیں ہیں

سوال - मन्त्रब्राह्मणयोर्वेदनामधेयम् ॥ اس قسم کے کاتیائن وغیرہ کے بنائے ہوئے پرتگیا سُوتر وغیرہ کے کیا معنی کروگے؟ جواب - دیکھو کتاب سنگھتا کے شروع میں اور ادھیائے کے اختتام پر لفظ "وید" ہمیشہ سے لکھا جاتا رہا ہے - اور کتاب "برہمن" کے آغاز یا ادھیائے کے خاتمہ پر کہیں نہیں لکھا - اور نرکت میں بھی مذکورہ ذیل الفاظ پائے جاتے ہیں :-

इत्यपि निगमो भवति । इति ब्राह्मणम् ॥
(नि० अ० ५ । खं० ३ । ४)

छन्दोब्राह्मणानि च तद्विषयाणि ॥ (अष्टाध्या० ४ । २ । ६६)
اور یہ پانینی کا سوتر ہے +

اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وید منتر بھاگ اور برہمن ویاکھیا بھاگ (شرح) ہے اس بارے میں جو خاص طور پر دیکھنا چاہیے - وہ میری تصنیف کردہ "رگویدآدی بھاش بھومکا" میں دیکھ لیوے - (اس کتاب میں) بہت سے پرمان اُس کے متعلق دیئے ہیں - اور آپ کا یہ قول اُن پرمانوں کے خلاف ہونے کے سبب کاتیائن کا نہیں ہو سکتا - اس واسطے کہ ایسا ماننے سے وید ازلی کبھی نہیں ہو سکتے - (علاوہ ازیں) کتب برہمن میں بہت سے رشی مہرشی اور راجا وغیرہ کے حالات لکھے ہیں - اور کسی کی زندگی کے حالات اس کی پیدائش کے بعد ہی لکھے جایا کرتے ہیں - پس وہ کتاب بھی (جس میں کسی کے حالات درج ہوں) اس کی پیدائش کے بعد کی ہی ہوتی ہے - ویدوں کا کسی کا اتہاس (قصہ کہانی) نہیں - بلکہ اُن میں علم کے ظاہر کرنے والے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں - کسی خاص انسان کا نام یا کسی کی حکائت ویدوں میں نہیں ہے +

ویدوں کی شاکھائیں وید نہیں ہیں

سوال - ویدوں کی کتنی شاکھائیں ہیں؟ جواب - ایک ہزار ایک سو ستائیس - سوال - شاکھا کسے کہتے ہیں؟ جواب - تشریح کو - سوال - دُنیا میں عالم لوگ ویدوں کے مختلف

جھوٹوں کو شاکھا مانتے ہیں - جواب - تھوڑا سا غور کرو - تو درست ہے - کیونکہ جسقدر شاکھائیں ہیں - وہ آشولائن وغیرہ رشیوں کے نام سے مشہور ہیں اور منتر سنگھتا پرمیشور کے نام سے مشہور ہے - جیسے چاروں ویدوں کو پرمیشور کے بنائے ہوئے مانتے ہیں - ویسے اشولائن وغیرہ کی شاکھاؤں کو اس اس رشی کی بنائے ہوئے مانتے ہیں - اور سب شاکھاؤں میں منتر کی علامت مقرر کر کے تشریح کرتے ہیں - جس طرح تیتر یہ شاکھا میں "इषे त्वोर्जे त्वेति" اس قسم کے علامات مقرر کر کے تشریح کی ہے - اور وید سنگھتاؤں میں کسی کی علامت مقرر نہیں کی - اس لئے پرمیشور کے بنائے ہوئے چاروں وید اصلی درخت اور اشولائن وغیرہ سب شاکھا (شاخیں) رشی منیوں کی بنائی ہوئی ہیں - پرمیشور کی نہیں - (جو لوگ) اس بارہ میں زیادہ معلوم کرنا چاہیں - وہ "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" میں دیکھ لیں - جس طرح ماں باپ اپنی اولاد پر نظر عنایت کر کے اُن کی ترقی کے خواہاں ہوتے ہیں - اسی طرح پرماتما نے سب آدمیوں پر مہربانی کر کے ویدوں کو نازل کیا ہے تاکہ انسان جہالت کی تاریکی (سے نکل کر اور) توہمات سے آزاد ہو کر علم دنیوی اور دینی کے آفتاب سے فیض پا کر اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل کریں اور ودیا اور راحت میں برابر ترقی کرتے جاویں ۔

وید ازلی اور ابدی ہیں

سوال - وید ازلی ابدی ہیں یا عارضی؟ جواب - ازلی و ابدی کیونکہ پرمیشور کے ازلی و ابدی ہونے سے اس کے علم وغیرہ صفات بھی ازلی و ابدی ہیں - اور جو ازلی و ابدی وجود (پدارتھ) ہیں - اُن کی صفات افعال اور خواص بھی ازلی و ابدی ہوتی ہیں - اور عارضی وجود (پدارتھ) کی عارضی۔ سوال - کیا یہ کتاب بھی ازلی و ابدی ہے؟ جواب - نہیں - کیونکہ کتاب تو کاغذ اور سیاہی کی بنی ہوئی ہے - وہ ازلی و ابدی کیسے ہو سکتی ہے؟ لیکن جو لفظ - معنی اور (دونوں میں) رشتہ ہے وہ ازلی و ابدی ہے - سوال - ایشور نے اُن رشیوں کو گیان (علم) دیا ہوگا؟ اور اس گیان سے انہوں نے وید

بنائے ہوں گے؟

جواب - گیان بغیر اُس چیز کے نہیں ہو سکتا۔ جس کا گیان ہوتا ہے گائیتری وغیرہ چھند شڈج وغیرہ اور اُداتّ انداتّ وغیرہ سُوَر کا علم جانے بغیر گائیتری وغیرہ چھندوں کے بنانے کی ہمہ دان (پرمیشور) کے سوا کسی کو طاقت نہیں ہے۔ کہ اس قسم کا تمام مخزن علوم شاستر بنا سکے۔ ہاں وید کو پڑھنے کے بعد ویاکرن (صرف و نحو) نرکت اور چھند وغیرہ کی کتب رشی منیوں نے مختلف علوم کے اظہار کے لئے تصنیف کی ہیں اگر پرماتما وید نازل نہ کرے۔ تو کوئی کچھ بھی نہ بنا سکے۔ اس لئے وید پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں۔ انہیں کے مطابق سب لوگوں کو چلنا چاہئیے۔ اور جو کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا مذہب ہے۔ تو یہی جواب دینا کہ ہمارا مذہب وید ہے۔ یعنی جو کچھ ویدوں میں لکھا ہے۔ ہم اُس کو مانتے ہیں +

(اب اس کے آگے پیدائش عالم کے بارہ میں لکھیں گے۔ یہ مختصراً ایشور اور وید کے بارہ میں بیان کیا ہے +



آٹھواں باب

کائنات کی پیدائش - قیام اور فنا کے بیان میں

इयं विसृष्टिर्यत आ बभूव यदि वा दधे यदि वा न ।
यो अस्याध्यक्षः परमे व्योमन्त्सो अङ्ग वेद यदि वा न वेद ॥१॥
तम आसीत्तमसा गूढमग्रे प्रकेतं सलिलं सर्वमा इदम् ।
तुच्छ्येनाभ्वपिहितं यदासीत्तपसस्तन्महिना जायतैकम् ॥ २॥
ऋ० मं० १० । सू० १२९ । मं० ७ । ३ ॥

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥३॥
ऋ० मं० १० । सू० १२१ । मं० १ ॥

पुरुष एवेद ँ सर्वं यद्भूतं यच्च भाव्यम् ।
उतामृतत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति ॥ ४ ॥
यजु० अ० ३१ । मं० २ ॥

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते येन जातानि जीवन्ति ।
यत्प्रयन्त्यभिसंविशन्ति तद्विजिज्ञासस्व तद्ब्रह्म ॥ ५ ॥
तैत्तिरीयोपनि० (भृगुवल्ली । अनु० १

اے انسان! جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی ہے - جو اس کو
سہارہ دیتا اور فناہ کرتا ہے جو اس دُنیا کا مالک ہے اور جس میں یہ سب
جہان پیدا ہو کر قائم ہو کر فنا ہو جاتا ہے -- وہ پرماتما ہے اُس کو تو جان اور دوسرے
کو خالق مت مان -۱- یہ ساری کائنات پیدائش سے پیشتر تاریکی سے گھری

ہوئی تھی۔ رات کی مانند جاننے کے ناقابل۔ اکاش کی شکل والی اور تچھ (یعنی) لاانتہا پرمیشور کے سامنے جزوی طور پر پوشیدہ تھی۔ بعد ازاں پرمیشور نے اس کو اپنی طاقت سے علت کی صورت سے معلول کی صورت میں تبدیل کر دیا۔

(۲) اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں (وجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آیندہ پیدا ہونے والے جہان کا ایک لاثانی مالک پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تھا اور جس نے زمین سے لے کر سورج تک ساری کائنات کو پیدا کیا۔ اس پرماتما دیو کی محبت کے ساتھ پرستش کیا کرو۔

اے انسان جو سب میں کامل وجود غیر فانی سبب اولی اجیو کا مالک زمین وغیرہ بیجان اشیاء اور جیو سے الگ ہے وہی پرش اس سب گذشتہ موجودہ اور آیندہ عالم کو بنانے والا ہے۔ ۴م۔

جس پرماتما کی قدرت سے یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوتی ہیں۔ اور جس میں قائم رہ کر آخر کو جس میں فنا ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے اس کے جاننے کی خواہش کر۔ ۵

जन्माद्यस्य यतः ॥ शारीरिक सू० अ० १ पा० १ सू० २ ॥

جس سے اس عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا ہے۔ وہی برہم جاننے کے قابل ہے

تین پدارتھوں کے ازلی ہونے کا ثبوت

سوال۔ یہ عالم پرمیشور سے پیدا ہوا ہے یا کسی اور سے؟

جواب نمت کارن (علت فاعلی) پرماتما سے پیدا ہوا ہے لیکن اس کی علت مادی مادہ ہے۔ سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب۔ نہیں۔ وہ (انادی) ازلی ہے سوال ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں جواب ایشور اور عالم کی علت (دی) یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں سوال۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ جواب

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्न्यो अभि चाकशीति ॥ १

ऋ० मं० १ । सू० १६४ । मं० २० ॥

[illegible]श्वतीभ्यः समाभ्यः ॥ २ ॥ यजु० अ० ४० । मं० ८ ॥

برہم اور جیو دونوں چیتنیا (علم ذاتی) اور پرورش وغیرہ صفات سے یکساں [illegible]
بیاپک کے رشتہ سے جڑے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھی ہونے سے [illegible]
ازلی ابدی ہیں - اور ویسا ہی ازلی وہ درخت ہے جس کی جڑ علت اور
شاخیں معلول کی صورت میں ہیں - یعنی جس کی کثیف شکل پرلے (قیامت) کے
وقت قدسے ذرے ہو جاتی ہے - وہ تیسری ازلی چیز ہے اِن تینوں کی صفات
افعال اور خواص بھی ازلی ہیں - جیو اور برہم ان دونوں میں سے ایک جیو ہے
جو اِس درخت کی شکل والے جہان میں ثواب عذاب کی شکل والے پھلوں کو اچھی
طرح سے بھوگتا ہوا چاروں طرف یعنی اندر باہر سب جگہ پرکاش مان ہو رہا ہے
جیو سے ایشور - ایشور سے جیو اور دونوں سے الگ مادہ - یہ تینوں ازلی
ہیں - پرماتما نے اپنی ازلی ابدی رعایا یعنی جیوؤں کے لئے وید کے ذریعہ
سب علوم کا اظہار کیا -

[illegible]जामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां सरूपाः ।
[illegible]जो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः ॥
[श्वेताश्वतरोपनिषदि । अ० ४ । मं० ५]

مادہ جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یعنی یہی تینوں ساری کائنات کی علت
ہیں - لیکن اِن کی کوئی علت نہیں اِس ازلی مادہ کو ازلی جیو بھوگتا ہوا اِس
میں غلطاں رہتا ہے - اور پرماتما نہ تو اِس کا بھوگ کرتا ہے - اور نہ ہی اِس
میں غلطاں ہوتا ہے - ایشور اور جیو کی تعریف ایشور کا ذکر کرتے ہوئے
لکھ آئے ہیں - اب مادہ کی تعریف لکھتے ہیں -

[illegible]सत्वरजस्तमसां साम्यावस्था प्रकृतिः प्रकृतेर्महान् महतोऽहं-
कारोऽहङ्कारात् पञ्चतन्मात्राण्युभयमिन्द्रियं पञ्चतन्मात्रेभ्यः

स्थूलभूतानि पुरुष इति पंचविंशतिर्गणः ॥

सांख्यसू० [अ० १ । सू० ६१]

پرکرتی کی تعریف

(ستو) پاکیزگی۔ (رج) میانہ پن (تمس) جبڑتا۔ ان تینوں چیزوں کے ملنے سے جو مجموعہ بنا ہے۔ اُس کا نام پرکرتی (مادہ) ہے۔ اس مادے سے مہت تتو (عناصر عظیم) اور دس حواس اور گیارہواں من۔ پانچ تنماتراؤں سے خاک وغیرہ پانچ عناصر۔ یہ چوبیس اور پچیسواں پُرش (جیو اور پرمیشور) ہے۔ ان میں سے مادہ غیر متبدل ہے۔ اور عناصر عظیم شخصیت اور مادے کے پانچ عناصر لطیف کا معلول اور حواس۔ من اور نیز کثیف مخلوقات (بھونوں) کی علت پُرش نہ کسی کی علت مادی ہے۔ اور نہ کسی کا معلول

سوال

सदेव सोम्येदमग्र आसीत् ॥ १ ॥ [छां० । प्र० ६ । खं० २] असद्वा इदमग्र आसीत् ॥ २ ॥ [तैत्तिरीयोपनि० । ब्रह्मानन्दव० अनु० ७] आत्मैवेदमग्र आसीत् ॥ ३ ॥ (बृह० अ० १ । ब्रा० ४ । मं० १) ब्रह्म वा इदमग्र आसीत् ॥ ४ ॥ (शत० ११ । १ । ११ । १)

یہ اپنشدوں کے قول ہیں۔ اے شویت کیتو۔ یہ عالم پیدائش کے پہلے ست (ہست) اسرت (نیست)۔ آتما (روح) اور برہم کی شکل میں تھا۔ اور بعد میں اسی پرماتمانے

तदैक्षत बहुः स्यां प्रजायेयेति । सोऽकामयत बहुः स्यां प्रजायेयेति ॥ तैत्तिरीयोपनि० ब्रह्मानन्दवल्ली । अनु० ६ ॥

اپنی مرضی سے بہت سی شکلیں اختیار کیں

सर्वं खल्विदं ब्रह्म नेह नानास्ति किञ्चन ॥

نوین ویدانتیوں کا مسئلہ ہمہ اوست

یہ بھی اُپنشد کا قول ہے۔ جو یہ عالم ہے۔ وہ سب یقینی طور پر برہم ہے۔ اس میں اور مختلف اقسام کی چیزیں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ سب برہم کی صورتیں ہیں۔

جواب۔ کیوں ان اقوال کے اُلٹے معنے کرتے ہو؟ کیونکہ انہی اپنشدوں میں اسے

(एवमेव खलु) सोम्यान्नेन शुङ्गेनापो मूलमन्विच्छाद्भिः सोम्य शुङ्गेन तेजोमूलमन्विच्छ तेजसा सोम्य शुङ्गेन सन्मूलमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः सत्प्रतिष्ठाः ॥ छांदोग्य उपनि० प्र० ६ । खं० ८ । मं० ४ ॥

شویت کیتو! اناج کی شکل والی زمین جو معلول ہے سے اس کو دیکھکر) پانی کی شکل والی ابتدائی علت کو تو سمجھ اور حرارت کی شکل والے معلول سے ست روپ علت یعنی ازلی آبادی مادہ کو جان یہی ست روپ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے۔ یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے گویا اسست (نیست) ہی تھا۔ اور جیو آتما برہم اور مادہ میں لین (جذب) ہوکر موجود تھا۔ نیست نہ تھا۔ اور یہ قول ایسا ہے۔ جیسے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا"۔ کیونکہ اور چھاندوگیہ

सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत ॥ छांदोग्य० (प्र० ३ । खं० १४ । मं० १) नेह नानास्ति किंचन ॥ (कठोपनि० अ० २ । वल्ली ४ । मं० ११)

یہ کٹھ ولی کا قول ہے۔ جس طرح جسم کے اعضا جسم کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ تو کام کے اور الگ ہونے سے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح موقعہ و محل پر ہر کلام بامعنی اور بے موقعہ ہونے سے بے معنی ہو جاتا ہے۔ سنو اس کے معنے یہ ہیں۔ اے جیو تو برہم کی اپاسنا (عبادت) کر جس برہم سے عالم کی پیدائش۔ قیام اور زندگی ہوتی ہے۔ جس کے بنانے اور سہارا دینے سے یہ عالم ظاہر ہوا ہے۔ یا برہم کے ساتھ موجود ہے۔ اُس کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت نہ کرنی چاہیے۔

یہ چیتن ماترہ کھنڈ (غیر منقسم) ایک رس (غیر متبدل) برہم کا وجود مختلف اقسام کی اجزا سے مرکب نہیں ہے۔ بلکہ سب مختلف اشکال کی اشیاء پرمیشور کے سہارے قائم رہتی ہیں۔ سوال عالم کی علتیں کتنی قسم کی ہیں؟ جواب تین۔ ایک نمت (علت فاعلی) دوسرے اُپادان (علت مادی) تیسرے سادھارن (علت عام)

علتِ فاعلی اُسے کہتے ہیں۔ جس کے بنانے سے کچھ بنے۔ نہ بنائے نہ بنے۔ آپ خود نہ بنے۔ دوسرے کو کچھ بنا دے۔ دوسری علت مادی اُسے کہتے ہیں جس کے بغیر کچھ نہ بنے۔ وہی دوسری حالت میں تبدیل ہو کر بنے بھی اور بگڑے بھی۔ تیسری علت عامہ اُس کو کہتے ہیں۔ جو بننے کا ذریعہ اور عام باعث ہو۔ علتِ فاعلی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سارے عالم کو علت سے بنانے قائم اور فنا کرنے۔ اور سب کو اپنے آئین کے اندر رکھنے کی خاص علت فاعلی پرماتما ہے۔ دوسرا پرمیشور کی مخلوق میں سے اشیا، لیکر کئی طرح کی اور اقسام کی معلول بنانے کی عام علت فاعلی جیو ہے۔ علت مادی (مادہ ذرات) جس کو سارے عالم کے بنانے کا ذریعہ کہتے ہیں۔ وہ بیجان ہونے کی وجہ سے آپ نہ کچھ بن اور نہ بگڑ سکتا ہے بلکہ دوسرے کے بنانے سے بنتا ہے۔ اور بگاڑنے سے بگڑتا ہے۔ کہیں بیجان چیز کے ذریعہ بیجان چیز بھی بن اور بگڑ جاتی ہے۔ مثلاً پرمیشور کے بنائے ہوئے بیج زمین میں گرنے اور پانی ڈالنے سے درخت کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور آگ وغیرہ بیجان کے ساتھ ملنے سے بگڑ بھی جاتے ہیں۔ لیکن ان کا قاعدہ کے بموجب بننا اور بگڑنا پرمیشور اور جیو کے اختیار میں ہے۔ کسی شے کے بناتے وقت علم۔ معائنہ۔ قوت۔ ہاتھ وغیرہ کئی قسم کے شکل والے وسائل جو عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اور دیش (مکان) آکاش علتِ عامہ ہیں۔ جیسے گھڑے کی علتِ فاعلی اس کا بنانے والا کمہار اور مٹی علتِ مادی ہے۔ اور ڈنڈ چکر وغیرہ معمولی علت آلی۔ مقام وقت۔ آکاش۔ روشنی۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ علم۔ حرکت وغیرہ۔ علتِ عامہ۔ اور علتِ فاعلی بھی ہوتے ہیں۔ ان تینوں علتوں کے بغیر کوئی بھی چیز نہیں بن سکتی۔ اور نہ بگڑ سکتی ہے۔ سوال نومن ویدانتی صرف پرمیشور ہی کو دنیا کی بلا تمیز علتِ فاعلی و علت مادی جانتے ہیں +

यथोर्णनाभिः सृजते गृह्णते च ॥

(मुण्डको० मु० १ । खं० १ । मं० ७)

یہ اُپنشد کا قول ہے۔ جس طرح مکڑی باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی۔ اپنے ہی اندر

سے تاریں نکال کر جالا بناتی اور آپ ہی اُس میں کھیلتی ہے۔ ویسے ہی برہم اپنے میں سے عالم بنا کر آپ عالم کی شکل اختیار کر کے آپ ہی اس میں کھیل رہا ہے پس برہم نے خواہش اور آرزو کی۔ کہ میں بہت سی شکلوں والا ہو جاؤں صرف ارادہ سے ہی دُنیا کی صورت والا بن گیا۔ کیونکہ

आदावन्ते च यन्नास्ति वर्त्तमानेऽपि तत्तथा ॥
(गौड़पादीय का० श्लोक ३१)

یہ مانڈوکیہ اپنشد پر کارکا ہے۔ جو پہلے نہ ہو۔ آخر کو نہ رہے۔ وہ زمانہ حال میں بھی نہیں ہے۔ پیدائش کے شروع میں جہان نہ تھا۔ برہم تھا۔ پرلے کے آخیر میں جہان نہ رہے۔ تو زمانہ حال میں سارا برہم کیوں نہیں؟ جواب اگر تمہارے کلام کے مطابق جہان کی علت، مادی برہم ہو۔ تو وہ تبدیلی پر ایک اسے دوسری حالت اختیار کرنے اور بدل جانے والا ہو جاوے۔ اور (چونکہ) علت مادی کے صفات افعال اور خواص معلول میں آتے ہیں۔ (اس لئے اس میں بھی آجاویں)

कारकगुणपूर्वकः कार्य्यगुणो दृष्टः ॥
वैशेषिक सू० (अ० २। आ० १। सू० २४)

علت مادی کی سی صفات معلول میں ہوتی ہیں۔ برہم ست چت آنند سروپ ہے معلول جہان کی شکل میں است (نیست)، بیجان اور راحت سے محروم ہے۔ برہم غیر مخلوق اور جہان مخلوق۔ برہم غیر محسوس اور جہان محسوس۔ برہم مفرد اور جہان مرکب ہے۔ زمین وغیرہ معلول برہم سے نکلے ہوئے مانے جاویں۔ تو زمین وغیرہ میں معلول کی صفات بیجان وغیرہ ہونا برہم میں بھی ہونے چاہئیں۔ یعنی جس طرح زمین وغیرہ بے جان ہیں۔ ویسے ہی برہم بھی بے جان ہو جائے۔ اور جیسا پرمیشور چیتن ہے۔ ویسے زمین وغیرہ معلول بھی چیتن ہوں۔ اور جو مکڑی کی مثال دی اس سے تمہارا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی تردید ہوتی ہے۔ وہ بے جان جسم تاروں کی علتِ مادی اور جیو آتما علتِ فاعلی ہے۔ اور یہ بھی پرماتما کی عجیب قدرت

کا ظہور ہے۔ کیونکہ دوسرے جاندار کے جسم سے جیوتا میں نہیں نکال سکتا۔ ویسے
ہی بیاپک برہم نے اپنے اندر بیاپیہ پرکرتی اور ذرات (علت) سے کثیف جہان
کو بناکر یا آپ اُسی میں بیاپک ہوکر وہ راحت کُل اس کا شاہد بن رہا ہے۔ اور
جو اسے کہا ہے۔ کہ پرماتمہ نے ایکشن (علم)، غور اور خواہش کی۔ کہ میں سارے
عالم کو بناکر ظاہر ہوں، ۔ اُس کا وہ مطلب نہیں۔ جو آپ سمجھے۔ (بلکہ یہ کہ) جب
جہان پیدا ہوتا ہے۔ تب ہی غور وفکر۔ علم دھیان۔ اُپدیش۔ شرون (سننا)
کے ذریعہ پرمیشور جیووں پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور بہت کثیف اشیاء کے ساتھ موجود
رہتا ہے۔ جب پرلے ہوتی ہے۔ تب پرمیشور کو مکت جیووں کے سوائے کوئی نہیں
جانتا۔ اور کارکا کا جو بیان ہے۔ وہ غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ پرلے میں جہان ہویدا نہیں
تھا۔ اور پیدائش کے انجام یعنی پرلے کے آغاز سے جب تک دوسری دفعہ پیدائش
نہیں ہوگی۔ تب تک جہان (یعنی اس کی علت مادی) لطیف ہوکر پوشیدہ رہے گا۔
کیونکہ رگ وید کا قول ہے۔

तम आसीत्तमसा गूढमग्रे ॥ (ऋ० मं० १०। सू० १२९। मं० ३)
आसीदिदं तमोभूतमप्रज्ञातमलक्षणम् । अप्रतर्क्यमविज्ञेयं प्रसुप्तमिव सर्वतः ॥ मनु० १।५॥

یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے پرلے میں تاریکی سے گھرا ہوا تھا۔ اور پرلے کے آغاز
کے بعد بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔ اُس وقت نہ کسی کے جاننے نہ دلیل سے سمجھ میں آنے
اور نہ ظاہری علامتوں سے تمیز۔ حواس کے ذریعہ جاننے کے قابل تھا۔ اور نہ ہوگا
لیکن زمانۂ حال میں جانا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کارکا کے بنانے والے نے
موجودہ زمانے میں بھی جہان کی عدم موجودگی لکھی ہے۔ وہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں
کیونکہ جس کا علم اثبات سے ہوتا ہے۔ وہ کبھی اور طرح نہیں جانا جاتا۔

دنیا کے بنانے میں پرمیشور کا مقصد

سوال۔ پیدائش عالم میں پرمیشور کا کیا مقصد ہے؟
جواب۔ نہ بنانے میں کیا مقصد ہے؟ **سوال** اگر نہ بناتا تو

آرام میں رہتا۔ اور جیووں کو بھی شادی اور غمی نہ ہوتی۔ جواب۔ یہ سُست الوجود اور مفلس لوگوں کی باتیں ہیں۔ ہمت والوں کی نہیں اور جیووں کو پرلے میں کیا رنج و راحت ہے؟ اگر پیدائش کے رنج و راحت کا مقابلہ کیا جاوے۔ تو راحت کئی گنی زیادہ ہوتی ہے۔ اور بہت سے پوتر آتما جیو نجات کے وسائل عمل میں لا کر نجات کی خوشی بھی حاصل کرتے ہیں۔ پرلے میں جیو نکمے گویا گہری نیند میں پڑے رہتے ہیں۔ اور پرلے سے پہلی پیدائش میں جیووں کے کئے ہوئے نیک اور بداعمال کی سزا و جزا کیسے دے سکتا۔ اور جیو کیونکر بھوگ سکتا؟ اگر تم سے کوئی پوچھے۔ کہ آنکھ کے ہونے سے کیا مقصد ہے؟ تم یہی کہو گے دیکھنا پس ایشور میں جو جہاں کو پیدا کرنے کا علم قدرت اور فعل ہے۔ اس کا سوائے دنیا کے پیدا کرنے کے اور کیا مقصد ہے؟ کچھ نہیں۔ اور پرماتما کی صفات۔ انصاف۔ سہارا۔ رحم وغیرہ تب ہی سود مند ہو سکتے ہیں۔ جب جہان کو بنا دے۔ اُس کی لاانتہا طاقت جہان کو پیدا کرنے قائم رکھنے فناہ کرنے اور اپنے قانون کے اندر رکھنے ہی سے مفید ہے۔ جیسے آنکھ کا طبعی خاصہ دیکھنا ہے۔ ویسا ہی پرمیشور کا طبعی خاصہ جہان کو پیدا کرنے کے سب جیووں کو بیشمار اشیاء دیکر پر اُپکار کرنا ہے +

سوال۔ بیج پہلے ہے یا درخت؟ جواب۔ بیج۔ کیونکہ الفاظ بیج۔ ہیتو۔ ندان نمت اور کارن وغیرہ ہم معنی ہیں۔ علت کا نام بیج ہے۔ اور علت معلول سے پہلے ہی ہوتی ہے۔ سوال۔ جب پرمیشور قادر مطلق ہے۔ تو وہ علت مادی اور جیو کو بھی پیدا کر سکتی ہے۔ اگر نہیں کر سکتا۔ تو قادر مطلق بھی نہیں رہ سکتا؟ جواب قادر مطلق کے معنی پہلے لکھ چکے ہیں۔ لیکن کیا قادر مطلق وہ کہلاتا ہے۔ جو ناممکن بات کو بھی کر سکے؟ اگر کوئی ناممکن بات مثلاً بلا علت (سبب) معلول (نتیجہ) کو ظاہر کر سکتا ہے تو بتائیے کہ (وہ) بغیر سبب دوسرے ایشور کو پیدا کر اور خود مر جانا بیجان۔ مصیبت زدہ۔ بے انصاف۔ ناپاک اور بُرے کام کرنے والا وغیرہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ طبعی صفات مثلاً آگ کی گرمی۔ پانی کی سردی۔ اور

وغیرہ سب بے جان اشیاء کی ذاتی صفات کو ایشور بھی بدل نہیں سکتا۔ اور ایشور
کے قوانین سچے اور کامل ہیں۔ اس لئے تبدیل نہیں ہو سکتے۔ پس قادر مطلق کے
معنی اسقدر ہیں۔ کہ پرماتما بغیر کسی مدد کے اپنے سب کام پورے سے کر
سکتا ہے۔

سوال۔ ایشور ساکار (شکل والا) ہے یا نراکار؟ اگر نراکار ہے۔ تو بغیر ہاتھ وغیرہ
وسائل کے جہان کو نہ بنا سکے گا۔ اور اگر ساکار ہے تو کوئی نقص پیش نہیں آتا۔
جواب ایشور نراکار ہے۔ جو ساکار یعنی جسم والا ہے۔ وہ ایشور نہیں۔ کیونکہ ساکار کی
طاقت محدود ہوتی ہے۔ اور وہ جگہ وقت۔ دُنیوی اشیاء میں مقید۔ بھوک۔ پیاس۔ کاٹنے
توڑنے سردی گرمی۔ بُخار۔ درد وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ صفات جیو کی ہیں۔ ایشور پر
عاید نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح تم اور ہم ساکار یعنی مجسم ہونے کی وجہ سے ترسرینو (تین ذرات
کا مجموعہ) انو (ایک بڑا ذرہ) پرمانو (بہت ہی چھوٹا ذرہ) اور مادہ کو اپنے قابو میں نہیں لاسکتے
ویسے ہی کثیف جسم والا پرمیشور بھی ان لطیف اشیا سے کثیف جہان نہیں بنا سکتا۔
اگر پرمیشور مادی حواس کے آلے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا سے مبرا ہے۔ لیکن اس کی
طاقت زور اور قوت لاانتہا ہے۔ اُن سے وہ سب کام کرتا ہے۔ جو جیو اور پرکرتی (مادہ)
سے کبھی نہ ہو سکتے۔ چونکہ وہ مادہ سے بھی لطیف تر اور اُس میں بیاپک ہے۔ اسی
باعث سے اُن کو پکڑ کر جہان کی صورت میں لاتا ہے۔ سوال جس طرح انسان وغیرہ
کے ماں باپ ساکار ہیں۔ ان کی اولاد بھی ساکار ہوتی ہے۔ اگر یہ نراکار ہوتے۔ تو اُن
کے لڑکے بھی نراکار ہوتے۔ ویسے ہی اگر پرمیشور نراکار ہے۔ تو اس کا بنایا ہوا جہان بھی
نراکار رہنا چاہیے۔ جواب یہ تمہارا سوال بچوں کا سا ہے۔ کیونکہ ہم ابھی کہہ چکے ہیں۔ کہ پرمیشور
جہان کی علت مادی نہیں۔ بلکہ علت فاعلی ہے۔ علت مادی یعنی مادہ اور ذرات
کثیف ہیں۔ اور بالکل نراکار نہیں۔ بلکہ پرمیشور کی نسبت شکل میں کثیف تر اور
دوسرے مخلوق اشیاء کی نسبت لطیف تر ہیں۔ سوال کیا بغیر علت کے
پرمیشور معلول کو نہیں بنا سکتا۔ جواب نہیں۔ کیونکہ جس کی نیستی ہے۔

یعنی جو موجود نہیں۔ اُس کی ہستی ہو جانا بالکل ناممکن ہے۔ مثلاً اگر کوئی گھوڑا ہانک
دے۔ کہ میں نے بانجھ کے لڑکے لڑکی کی شادی دیکھی۔ وہ آدمی کے سینگ کا کا
اور آسمانی پھول کی مالا پہنے ہوئے تھے۔ سراب سے پانی میں نہاتے اور گندھرب
شہر میں رہتے تھے۔ وہاں بادل کے بغیر بارش زمین کے بغیر سب اناجوں
کی پیداوار وغیرہ ہوتی ہے۔ ویسا ہی بغیر علت کے معلول کا ہونا ناممکن ہے۔
مثلاً کوئی کہے۔ کہ میرے ماں باپ نہ تھے۔ یوں ہی پیدا ہو گیا ہوں۔ میرے منہ
میں زبان نہیں۔ لیکن میں بولتا ہوں۔ بل میں سانپ نہ تھا۔ نکل آیا۔ میں کہیں
نہ تھا۔ اور یہ بھی کہیں نہ تھے۔ اور ہم سب لوگ آئے ہیں۔ ایسی ناممکن باتیں دیوانوں کی ہیں

سوال اگر بغیر علت کے معلول نہیں ہوتا۔ تو علت کی علت کونسی ہے؟

جواب جو صرف طبعی طور پر ہی علت ہے۔ وہ کسی کی معلول نہیں ہوتی۔ اور جو
کسی علت اور کسی کا معلول ہوتا ہے۔ وہ کچھ اور ہے۔ مثلاً مٹی گھڑ وغیرہ کی۔ علت اور
پانی وغیرہ کا معلول ہے۔ لیکن جو علت غائی مادہ ہے۔ وہ ازلی ہے۔ ابتدائی بنیاد

मूले मूलाभावादमूलं मूलम् ॥ सां (अ० १ । सू० ६७)

کی بنیاد یعنی علت کی علت نہیں ہوتی۔ اس لئے بے علت علت سب سے معلول
کی علت ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی کام کے آغاز کے وقت سے پہلے تینوں باعث ضرور
ہوتے ہیں۔ مثلاً کپڑا بنانے سے پہلے جولاہا۔ روئی کا سوت اور نالی وغیرہ موجود
ہوں۔ تو کپڑا بنتا ہے۔ اسی طرح جہان کی آفرینش کے پہلے پرمیشور۔ مادہ وقت
اور اکاش اور جیو جو سب ازلی ہیں۔ موجود ہوں۔ تو اس جہان کی پیدائش ہو
سکتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو۔ تو جہاں بھی نہ ہو۔

अत्र नास्तिका आहुः—शून्यं तत्त्वं भावो विनश्यति वस्तु-
धर्मत्वाद्विनाशस्य ॥ १ ॥ सांख्यसू० (अ० १ । सू० ४४)
अभावोत्भावोत्पत्तिर्नानुपमृद्य प्रादुर्भावात् ॥ २ ॥
ईश्वरः कारणं पुरुषकर्माफल्यदर्शनात् ॥ ३ ॥

अनिमित्ततो भावोत्पत्तिः कण्टकतैक्ष्ण्यादिदर्शनात् ॥ ४ ॥
सर्वमनित्यमुत्पत्तिविनाशधर्मकत्वात् ॥ ५ ॥
सर्वं नित्यं पञ्चभूतनित्यत्वात् ॥ ६ ॥
सर्वं पृथग् भावलक्षणपृथक्त्वात् ॥ ७ ॥
सर्वमभावो भावेष्वितरेतराभावसिद्धेः ॥ ८ ॥
न्यायसू० अ० ४। आ० १॥

پیدائش عالم کے متعلق ناستکوں کی دلائل کا کھنڈن

ناستک (دہریہ) لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ (شونیہ) نیستی ہی ایک چیز ہے پیدائش کے پہلے نیستی تھی۔ آخیر کو نیستی آ جائے گی۔ کیونکہ جو ہستی ہے۔ یعنی موجود چیز ہے۔ وہ معدوم ہو کر نیست ہو جائیگی۔

جواب۔ شونیہ آکاش (نہ دکھائی دینے والی جگہ) اور نقطہ (یا صفر) کو بھی کہتے ہیں۔ شونیہ بے جان چیز ہے۔ اس شونیا میں سب اشیا (اسی طرح) پوشیدہ رہتی ہیں۔ جس طرح ایک نقطہ سے خط۔ خطوط سے گول شکل والی زمین پہاڑ وغیرہ (جو) ایشور کی قدرت سے بنتے ہیں۔ پس شونیہ کا جاننے والا شونیہ نہیں ہوتا۔

دوسرا ناستک (دہریہ) (کہتا ہے) نیستی سے ہستی ہوتی ہے۔ جس طرح بیج کو ضائع کرنے کے بغیر کلی نہیں کھلتی اور بیج کو توڑ کر دیکھیں تو کلی کی نیستی ہے۔ جب پہلے کلی نہیں دکھائی دیتی تھی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ (نیستی سے پیدائش ہوئی۔ ۲

جواب۔ جو چیز (اندر سے) بیج کی صورت بدلتی ہے۔ وہ پہلے ہی بیج میں تھی۔ اگر نہ ہوتی تو اس کی صورت کون بدلتا؟ اور کبھی (کچھ) پیدا نہ ہوتا۔

تیسرا ناستک کہتا ہے۔ کہ اعمال کا نتیجہ آدمی کے اعمال کرنے سے نہیں حاصل ہوتا کتنے ہی فعل بیسود دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ اعمال کا ثمرہ دینا ایشور کے بس میں ہے۔ جس کام کا پھل ایشور دینا چاہے دیتا ہے۔ جس کام کا پھل نہیں دینا چاہتا۔ نہیں دیتا۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ کاموں کا پھل دینا ایشور کے ہاتھ میں ہے۔ ۳

جواب - اگر اعمال کا ثمرہ ایشور کے اختیار میں ہی ہو۔ تو بغیر کام کرے (ایشور پھل
کیوں نہیں دیتا؟ اس لیے جیسا کام انسان کرتا ہے۔ ویسا ہی پھل ایشور دیتا
ہے۔ پس ایشور خود مختار ہو کہ انسان کو کرموں کا پھل نہیں دے سکتا۔ بلکہ جیسا
کام جیو کرتا ہے۔ ویسا ہی پھل ایشور دیتا ہے ؛

چوتھا ناستک کہتا ہے۔ کہ بغیر سبب کے اشیا پیدا ہوتی ہیں۔ جس طرح ببول
وغیرہ درختوں کے کانٹے تیز نوک والے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس سے ظاہر
ہوتا ہے۔ کہ جب جب دنیا کا آغاز ہوتا ہے۔ تب تب جسم وغیرہ اشیا بغیر سبب
کے پیدا ہوتی ہیں۔ ۴۸

جواب جس سے جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہی اس کا سبب ہے۔ بغیر کانٹے دار درخت
کے کانٹے پیدا کیوں نہیں ہوتے ؟

پانچواں ناستک کہتا ہے۔ کہ سب چیزیں پیدا ہونے اور فنا ہو جانے والی ہیں۔ اس
لیے سب عارضی ہیں۔

श्लोकार्धेन प्रवक्ष्यामि यदुक्तं ग्रन्थकोटिभिः ।
ब्रह्म सत्यं जगन्मिथ्या जीवो ब्रह्मैव नापरः ॥

یہ کسی کتاب کا شلوک ہے۔ نوین ویدانتی لوگ پانچویں ناستک کے زمرہ میں ہیں
کیونکہ وہ ایسا کہتے ہیں۔ کہ کروڑوں کتابوں کا یہ اصلی مدعا ہے۔ کہ برہم ست (سچا)
عالم متھیا (جھوٹ) ہے اور جیو برہم سے الگ نہیں ؛

جواب - اگر سب کی نتیا (ابدیت) نت (دائمی) ہے۔ تو سب کچھ انت (عارضی
نہیں ہو سکتا۔

سوال - سب کی نتیا بھی انت ہے۔ مثلاً آگ لکڑی کو جلا کر آپ بھی نیست
نابود ہو جاتی ہے۔ جواب - جو چیز دراصل موجود ہوتی ہے۔ اسے زمانہ حال میں
انتہ اور نہایت لطیف علتِ مادی کو انت کہنا کبھی (درست) نہیں ہو سکتا
ویدانتی لوگ برہم سے عالم کی پیدائش مانتے ہیں۔ تو برہم کے ست (سچا) ہو

کی وجہ سے اس کا معلول یا فعل ہرگز است (جھوٹا) نہیں ہو سکتا۔ اگر جہان کو اس
طرح فرضی مانیں جسطرح خواب میں رسی کو سانپ فرض کر لیا جاتا ہے۔ تو بھی درست نہیں
کیونکہ فرض کرنا صفت ہے موصوف سے اور موصوف سے صفت جُدا نہیں رہ سکتی
جب فرض کرنے والا نت ہے۔ تو اُس کا فرضی خیال (یا وہم) بھی نت ہونا چاہئیے نہیں
تو اُس کو بھی انت مانو۔ کسی بات کا خواب بغیر دیکھے سنے کبھی نہیں آتا۔ جو اشیا حالتِ
بیداری (زمانہ حال) میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ نزدیکی تعلق ہونے سے پرتیکش وغیرہ
علم ہونے پر سنسکار (نقش) یعنی ان کا واسنا کی شکل میں گیان (علم) آتما میں موجود
رہتا ہے۔ خواب میں اُنہی کو ظاہراً دیکھتا ہے۔ جس طرح گہری نیند ہونے سے بیرونی
اشیاء کی حس کی عدم موجودگی میں بھی بیرونی اشیاء موجود رہتی ہیں۔ ویسے پہلے
ہی بھی علت مادہ موجود رہتی ہے۔ اگر سنسکار کے بغیر خواب ہو۔ تو پیدائشی
نابینا کو بھی شکل کا خواب آوے۔ اس لئے وہاں اُن کا صرف گیان (علم یا حس) ہے
اور باہر سب اشیاء (سچ مچ) موجود ہیں ؛

سوال۔ جس طرح بیداری کی حالت کی اشیاء خواب کی حالت میں اور دونوں کی گہری
نیند کی حالت میں فنا ہو جاتی ہیں۔ ویسے حالتِ بیداری کی اشیاء کو بھی خواب کی مانند
تصور کرنا چاہیئے۔ جواب۔ ایسا کبھی نہیں مان سکتے۔ کیونکہ خواب اور گہری نیند کی
حالت میں بیرونی اشیاء کا علم نہیں رہتا۔ نا کہ وہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں جیسی
طرح کسی کی پیٹھ کی طرف بہت سی اشیاء پوشیدہ رہتی ہیں۔ وہ نیست و نابود نہیں ہو جاتیں
ویسے ہی خواب اور گہری نیند کی حالت کا معاملہ ہے۔ اس لئے جو پہلے کہہ آئے ہیں۔ کہ
برہم جیو اور دُنیا کی علت مادی ازلی و ابدی ہیں۔ وہ سچ ہے
چھٹا ناستک کہتا ہے۔ کہ پانچ بھوتوں (عناصر) کے نت ہونے کے سبب سارا
جہان نِت (ازلی) ہے جواب۔ یہ بات ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جن اشیاء کی پیدائش
اور فنا کا سبب دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ سب نت نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ سب کثیف
جہان اور جسم وغیرہ اور اشیاء کو پیدا اور برباد ہوتے دیکھتے ہی ہیں۔ اس لئے معلول

کونت نہیں مان سکتے۔

ساتواں ناستک کہتا ہے۔ کہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ کوئی ایک چیز نہیں جس شے کو ہم دیکھتے ہیں۔ اُس میں بالکل کوئی دوسری شے دکھائی نہیں دیتی۔ جواب اجزا میں کل۔ زمانۂ حال۔ آکاش۔ پرماتما اور جنس یا نوع فرداً فرداً مختلف اشیا کے مجموعوں میں ہیں۔ ان سے الگ کوئی شے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سب جُدا جُدا اشیاء نہیں۔ بلکہ اصلیت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اور مختلف اشیا میں ایک بھی ہے۔ آٹھواں ناستک کہتا ہے۔ کہ سب اشیاء میں ایک دوسرے کی عدم موجودگی کی وجہ سے سب ہی گویا نیست ہیں۔ مثلاً گائے گھوڑا نہیں ہے۔ اور گھوڑا گائے نہیں۔ اس لئے سب کی عدم موجودگی ماننی چاہیے۔ جواب سب اشیاء میں ایک دوسرے کی عدم موجودگی تصوّر کی جا سکے۔ تو درست ہے۔ لیکن گائے میں گائے کی گھوڑے میں گھوڑے کی موجودگی ہے۔ عدم موجودگی نہیں۔ اگر اشیا کا (وجود) ہی نہ ہو تو پھر ایک دوسرے کی عدم موجودگی بھی کس میں کہی جائے۔

نواں ناستک کہتا ہے۔ کہ سوبھاؤ (ذاتی خاصہ) سے عالم کی پیدائش ہوتی ہے۔ جس طرح پانی اناج ایک جا ہو کر سڑنے لگیں۔ تو ان میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اور زمین پانی سے گھاس درخت وغیرہ اور پتھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ سمندر میں ہوا کے ملنے سے لہریں اور لہروں سے سمندر کی جھاگ۔ ہلدی۔ چونا اور لیموں کا عرق ملانے سے روڑی بن جاتی ہے۔ ویسے ہی سارا جہان عناصر کی صفات ذاتی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا بنانے والا کوئی بھی نہیں۔

جواب۔ اگر ذاتی خاصہ سے عالم کی پیدائش ہو تو فنا کبھی نہ ہو۔ اگر فنا ہو جانا بھی ذاتی خاصہ مانو۔ تو پیدائش نہ ہو گی۔ اور اگر دونوں اکٹھے خواص ایک ذات میں موجود مانو گے تو پیدائش اور فناہ کی تفریق کبھی نہ ہو سکے گی۔ اور اگر علت کے ہونے سے پیدائش اور فنا مانو گے تو علت کو مخلوقات اور فانی اشیاء سے علیحدہ ماننا پڑے گا۔ اگر ذاتی خاصہ سے ہی پیدائش اور فناہ ہوتی۔ تو خاص وقت پر ہی پیدائش اور فنا کا ہونا ممکن نہ ہو۔ اگر ذاتی خاصہ سے پیدائش ہوتی ہو۔ تو اس زمین کے نزدیک دوسرے سیارے

چاند۔ سورج وغیرہ پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ اور جن چیزوں کے ملنے سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ سب ایشور ہی کی طاقت سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایشور کے پیدا ہوئے بیج۔ اناج۔ پانی وغیرہ کے مرکب ہونے سے گھاس درخت اور کیڑے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بغیر نہیں ہوتے۔ جس طرح ہلدی۔ چونا اور لیموں کا عرق مختلف مقامات سے آکر خود نہیں ملتے۔ کسی کے ملانے سے ملتے ہیں۔ (اور ساتھ ہی مناسب اندازہ ملانے سے روڑی بنتی ہے۔ کم وبیش یا اور طرح ملانے سے روڑی نہیں بنتی۔) ویسے ہی بیجان مادہ کے ذرات خود بخود علم اور ترتیب سے پرمیشور کے ملائے بغیر کام پورا کرنے کے لئے کوئی بھی خاص اشیا نہیں بن سکتے۔ پس ذاتی خاصہ وغیرہ سے پیدائش نہیں ہوتی۔ بلکہ پرمیشور کے بنانے سے بنتی ہے

سوال - اس جہان کا خالق نہ تھا۔ اور نہ ہے۔ اور نہ ہوگا۔ بلکہ ازل سے یہ جیسا ہے۔ ویسا ہی بنا چلا آتا ہے۔ نہ کبھی پیدا ہوا۔ اور نہ کبھی فنا ہوگا۔ **جواب** - بغیر فاعل کے کوئی بھی فعل نہیں ہوتا۔ یا کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ جن زمین اشیاء میں خاص ترکیب کی بناوٹ نظر آتی ہے۔ وہ ازلی کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اور جو مرکب ہو کر بنتی ہے۔ وہ ترکیب سے پہلے نہیں ہوتی۔ اور اجزا کے جدا جدا ہونے کے بعد نہیں رہتی۔ اگر تم اُس کو نہ مانو تو سخت سے سخت پتھر ہیرا وغیرہ توڑ کر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر گلا یا جلا کر دیکھو کہ ان کے ذرات الگ الگ ملے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر ملے ہوئے ہیں۔ تو وقت آنے پر الگ الگ بھی ضرور ہوتے ہیں +

سوال - ازلی ایشور کوئی نہیں۔ بلکہ جو یوگ ابھیاس سے انما (جسم کو اپنی مرضی کے مطابق چھوٹا بنا لینے کی طاقت) وغیرہ طاقت حاصل کر کے ہمہ دانی وغیرہ صفات سے موصوف صرف گیانی ہوتا ہے۔ وہی جیو پرمیشور کہلاتا ہے

جواب - اگر ازلی ایشور جہان کا خالق نہ ہو۔ تو وسائل سے پورا ہونے والے جیووں کا سہارا زندگی کی شکل والا جہان جسم اور حواس کے آلے کیسے بنتے۔ ان کے بغیر جیو سادھن نہیں کر سکتا۔ (نجات کے وسائل عمل میں نہیں لا سکتا۔) جب سادھن نہ ہوتے۔ تو [illegible] کہاں سے ہو

جیو خواہ کیسا ہی سادھن کر کے سدھ ہو وے - تو بھی وہ ایشور کے برابر نہیں ہو سکتا - کیونکہ ایشور کی دائمی ازلی اور لاانتہا طاقت ہے - جیو کا علم درجۂ کمال کو بھی پہنچ جاوے - تو بھی اس کا علم و طاقت محدود ہی ہوگا - لاانتہا کبھی نہیں ہو سکتا دیکھو کوئی آج تک ایشور کے قانونِ قدرت کو بدل نہیں سکا - اور نہ بدل سکے گا - ازلی پرمیشور نے جیسا آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سننے کا قاعدہ مقرر کیا ہے - اس کو کوئی بھی یوگی بدل نہیں سکتا - ویسے ہی جیو ایشور کبھی نہیں بن سکتا +

ہر کلپ میں دنیا ایک سی ہوتی ہے

سوال مختلف کلپوں میں ایشور مختلف قسم کی کائنات پیدا کرتا ہے - یا نہیں؟ جواب جیسی اب ہے - ویسی ہی پہلے تھی اور آگے ہوگی فرق نہیں +

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत् ।
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

ऋ० ॥ मं० १० । सू० १९० । मं० ३ ॥

پرمیشور نے جس طرح پہلے کلپوں میں سورج چاند - بجلی زمین انترکش (زمین اور آسمان کا درمیانی طبقہ) وغیرہ کو بنایا تھا - اُسی طرح اُس نے اب بھی بنایا ہے - اور آگے بھی بنائے گا - اس لئے پرمیشور کے کام سہو اور خطا سے مبرا ہونے (کی وجہ) سے ہمیشہ یکساں ہی ہوا کرتے ہیں - جس کا علم کم ہے - اور گھٹتا بڑھتا ہے - اُسی کے کام میں سہو و خطا ہوتی ہے - ایشور کے کام میں نہیں +

پیدائش عالم کے بارہ میں وید وغیرہ شاستروں کی مطابقت

سوال پیدائش عالم کے بارے میں وید وغیرہ شاستر متفق ہیں - یا نہیں؟ جواب متفق ہیں - سوال اگر متفق ہیں

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः । वायोरग्निः । अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः । ओषधिभ्योऽन्नम् । अन्नाद्रेतः । रेतसः पुरुषः स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः ॥ (तैत्तिरीयोपनि० ब्रह्मानन्दव० अ० १)

اس پرمیشور نے مادہ کو جو علت کی شکل میں چاروں طرف پھیل رہا تھا۔ اُٹھا کر کے آکاش (خلا) سا پیدا کیا۔ درحقیقت آکاش کی پیدائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر آکاش کے مادہ اور ذرات کہاں ٹھیر سکیں؟ آکاش کے بعد باد۔ باد کے بعد آتش۔ آتش کے بعد آب۔ آب کے بعد (خاک) زمین اور زمین سے نباتات اور نباتات سے اناج۔ اناج سے ویرج۔ اور ویرج سے پرش یعنی جسم پیدا ہوتا ہے۔ یہاں آکاش سے سلسلہ وغیرہ شروع ہوتا ہے۔ اور چھاندوگیہ میں آتش سے اور ایتریہ میں آب سے سلسلہ وغیرہ شروع ہو کر عالم کی پیدائش بتائی ہے۔ ویدوں میں کہیں پرش کہیں ہرنیہ گربھ وغیرہ سے میمانسا میں کرم (حرکت یا فعل) ویشیشک میں کال (وقت) نیائے میں ذرات۔ یوگ میں پرشارتھ (کوشش) سانکھیہ میں مادہ (پرکرتی) اور ویدانت میں برہم سے عالم کی پیدائش مانی ہے۔ اب کس کو سچا اور جھوٹا مانیں؟

تیتریہ اپنشد برہمانند ولّی انو واک

جواب اس میں سب سچ ہیں۔ کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہ ہے۔ جو ان کے برعکس سمجھتا ہے۔ کیونکہ پرمیشور علت فاعلی اور مادہ علتِ مادی ہے۔ جب مہاپرلے ہوتی ہے۔ اس کے بعد آکاش وغیرہ کا سلسلہ جب آکاش اور باد فنا نہیں ہوتے۔ اور آتش وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ تو آتش وغیرہ کا سلسلہ اور جب بجلی اور آتش بھی فنا نہیں ہوتے۔ تب آب سے سلسلہ پیدائش شروع ہوتا ہے یعنی جس قسم کی پرلے میں جس درجہ تک چیز فنا ہوتی ہیں۔ اُسی درجہ سے عالم کی پیدائش ہوتی ہے۔ پُرش اور ہرنیہ گربھ وغیرہ کی بابت پہلے باب میں لکھ بھی آئے ہیں کہ وہ سب نام پرمیشور کے ہیں۔ متضاد اُسے کہتے ہیں کہ ایک کام میں ایک ہی مضمون پر مختلف ذکر ہو۔ چھ شاستر متضاد نہیں ہیں۔ میمانسا میں (ہے) ایسا کوئی بھی کام جہان میں نہیں ہوتا۔ جس کے بنانے میں کرم چیشٹا (کام کرنے کا ارادہ) نہ کیا جاوے۔ ویشیشک میں (ہے) بغیر وقت خرچ ہونے کے کچھ بنتا ہی نہیں" نیائے میں (ہے) علت مادی کے نہ ہونے سے کچھ بھی نہیں بن سکتا" یوگ میں (ہے) سوچ۔ بچار۔ غور و فکر نہ کیا جاوے۔ تو کچھ نہیں بنتا"

سانکھیہ میں رہے) عناصر کا ملاپ نہ ہونے سے کچھ بن نہیں سکتا"۔ اَد
ویدانت میں (رہے) بنانے والا نہ بنا دے تو کوئی چیز بھی پیدا نہ ہو سکے۔ اس
لئے پیدائش عالم کے چھ اسباب ہیں۔ ان چھ اسباب کا بیان ایک ایک کر کے
ایک ایک شاستر میں کیا ہے۔ پس اُن میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ جیسے چھ آدم
مل کر ایک چھپر اُٹھا کر دیواروں پر دھر دیں۔ ویسے مخلوقات کی پیدائش کا شاستر
بیان چھ شاستروں کے بنانے والوں نے مل کر کیا ہے + ایک روایت ہے کہ پانچ
اندھوں اور ایک کمزور نظر والے شخص کو کسی نے ہاتھی کا ایک ایک حصہ بتا یا
اور اُن سے پوچھا۔ کہ ہاتھی کیسا ہے؟ اُن میں سے ایک نے کہا۔ ستون سا۔ دوس
نے کہا۔ پنکھے کی مانند۔ تیسرے نے کہا کہ موسلی کی شکل کا۔ چوتھے نے کہا۔ جیسے
جھاڑو ہوتا ہے۔ پانچویں نے کہا کہ "چبوترا" اور چھٹے نے کہا سیاہ سے رنگ کی
چاروں ستونوں کے اوپر کچھ بھینسے کی شکل کا۔ اسی طرح سے آج کل کے نئے آر
کتابوں کے پڑھنے اور پراکرت بھاشا جاننے والوں نے رشیوں کی بنائی کتب
پڑھی نہیں۔ تھوڑے عقل والے نئے لوگوں کی فرضی سنسکرت اور بھاشا کی کتا
پڑھ کر ایک دوسرے کی بُرائی پر کمر بستہ ہو جھوٹا جھگڑا برپا کر رکھا ہے۔ چاہیے
عقلمند اور دوسرے آدمی ان کی بات نہ مانیں اگر اندھوں کی پیروی اندھے کر
تو دُکھ کیوں نہ پاویں؟ ویسے ہی آج کل کے کم علم خود غرض نفسانی خواہشوں
میں مستغرق آدمیوں کی کارروائی دُنیا کو تباہ کرنے والی ہے۔

سوال۔ اگر علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو علت کی علت
کیا ہے؟ جواب۔ ارے بھولے بھائیو! کچھ اپنی عقل کو بھی کام میں لا
دیکھو جہان میں دو ہی وجود ہیں۔ ایک علت دوسرے معلول۔ جو علت
ہے وہ معلول نہیں۔ اور جو چیز جس وقت معلول ہے۔ اُس وقت وہ
علت نہیں۔ انسان جب تک جہان کی اصلیت کو نہیں سمجھا۔ اُس کو
علم حقیقی حاصل نہیں ہوا +

नित्यायाः सत्त्वरजस्तमसां साम्यावस्थायाः प्रकृतेरुत्पन्नानां परमसूक्ष्माणां पृथक् पृथग्वर्त्तमानानां तत्त्वपरमाणूनां प्रथमः संयोगारम्भः संयोगविशेषादवस्थान्तरस्य स्थूलाकारप्राप्तिः सृष्टिरुच्यते ।

ست۔ رج۔ تم۔ ان ازلی ابدی تین گنوں کی یکساں حالت کا نام مادہ ہے۔ اس مادہ کے نہایت لطیف ذروں کی ابتدائی ترکیب کے آغاز سے اُن کا دوسری حالتوں میں تبدیل ہوتے جانا یعنی لطیف سے کثیف ہو کر مختلف شکلیں اختیار کرتے جانا۔ سرشٹی (پیدائش) کہلاتی ہے ॥

مطلب یہ ہے۔ کہ جو چیز آمیزش کے عمل سے پہلے ہوتی ہے یعنی جو آمیزش کے آغاز اور علیحدگی کے کل اختتام پر ہو۔ اور جس کے حصے نہیں ہو سکتے۔ وہ علت ہے۔ اور جو آمیزش کے بعد بنتا اور علیحدگی کے بعد ویسا نہیں رہتا۔ وہ معلول ہے۔ جو اس علت کی علت۔ معلول کا معلول۔ فاعل کا فاعل۔ ذریعہ کا ذریعہ۔ نتیجہ کا نتیجہ پوچھتا ہے۔ وہ بینا ہوتے پر اندھا۔ سامع ہونے پر بہرا۔ اور عالم ہونے پر نادان ہے۔ کیا آنکھ کی آنکھ۔ چراغ کا چراغ۔ سورج کا سورج کبھی ہو سکتا ہے۔ جو جس سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ علت اور جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ معلول اور جو علت کو معلول میں تبدیل کر دینے والا ہے۔ وہ خالق (فاعل) کہلاتا ہے ॥

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ।
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ॥

भगवद्गीता (अ० २ । १६)

تتو درشیوں (فلسفہ دان) لوگوں نے اس امر کا تصفیہ کر لیا ہے۔ کہ ہستی کی ہستی اور ہستی کی نیستی کبھی نہیں ہوتی۔ اور متعصب نکتہ چین ملیں آتما (ناپاک) جاہل لوگ اس بات کو آسانی سے کیسے جان سکتے ہیں؟ کیونکہ جو آدمی علم اور نیکوں کی صحبت سے محروم ہونے کی وجہ سے پورا غور و فکر نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ توہمات

ہمیں پھنسا رہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو سب علوم کے اصولوں کو جانتے ہیں۔ اور جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود اُن کو جان کر صاف دلی سے دوسروں پر انکا اظہار کرتے ہیں۔ پس جو علّت (مادی) کے بدوں عالم کی پیدائش مانتا ہے وہ کچھ بھی نہیں جانتا ہے۔

پیدائش عالم کی ترتیب ہر پیدائش کے وقت پرماتما نہایت لطیف ذرّوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ سرشٹی (آفرینش) کی ابتدائی حالت میں نہایت لطیف مادہ کی شکل علت سے جو کچھ کثیف ہوتا ہے اس کا نام مہاتتو (عناصر عظیم) ہے اور جو اس سے بھی کثیف ہوتا ہے۔ اُس کا نام اہنکار ہے۔ اہنکار سے الگ الگ پانچوں لطیف عناصر۔ الگ الگ۔ کان۔ جلد۔ آنکھ زبان ناک پانچوں گیان اندریاں۔ منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ آلۂ تناسل۔ گودا (جائے پاخانہ) پانچوں کرم اندریاں اور گیارھواں من قدرے کثیف تر پیدا ہوتا ہے۔ اور ان پانچ تنماتراؤں (لطیف عناصر) سے بیشمار کثیف حالتوں میں تبدیلی کے بعد ترتیب وار پانچ کثیف عناصر[۱] (جن کو ہم لوگ ظاہرا دیکھتے ہیں) پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے کئی قسم کے نباتات۔ درخت وغیرہ پھر اُن سے اناج۔ اناج سے ویریہ اور ویریہ سے جسم بنتا ہے۔ لیکن شروع آفرینش میں مخلوقات مواصلت سے پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ پرماتما جب مرد و عورت کے اجسام بنا کر اُن میں جیووں کا ملاپ کر دیتا ہے۔ تب مواصلت سے پیدائش شروع ہوتی ہے۔ دیکھو کس دانائی سے جسم کی ساخت کی گئی ہے۔ کہ عالم لوگ دیکھکر حیران رہ جاتے ہیں۔ جسم کے اندر ہڈیوں کا جوڑ۔ ناڑیوں کی گرہ۔ گوشت کا لیپ چمڑے کا غلاف تلی جگر پنکھ کی کل کے مشابہ پھیپھڑا۔ روح کا جسم سے تعلق سر کی شکل۔ جائے نشست کی ساخت سوم (بال) ناخن وغیرہ کا لگانا۔ آنکھوں کی نہایت باریک رگوں۔ نسوں کا تاروں کیطرح گانٹھنا۔ حواس کے آلوں کا ظاہر کرنا۔ روح کی حالت بیداری۔ خواب اور گہری نیند کے محسوس کرنے کے لئے خاص مقامات کا وضع کرنا سب دھاتوں۔ (جسم کی رطوبتوں) کا تقسیم کرنا وغیرہ جن میں صنعت کاملہ پائی جاتی ہے ایسی عجیب خلقت کو پرمیشور کے بغیر کون بنا سکتا ہے؛ اس کے علاوہ کئی اقسام کے جواہرات دھاتوں سے جڑی ہوئی زمین کئی طرح کے درخت وغیرہ۔ کیڑے مکوڑوں (جیووں) کی نہایت باریک بناوٹ۔ بے شمار

[۱] آتش۔ ہوا۔ آب۔ خاک۔ آکاش (خلا) (مترجم)

سبز سفید وزرد وسیاہ اور مختلف عجیب رنگوں سے رنگین۔ پتے پھول پھل۔ میوے وغیرہ کا بنانا۔ میٹھا۔ کھارا۔ کڑوا۔ کسیلا۔ کھٹا۔ تلخ وغیرہ کئی قسم کے ذائقے والی خوشبودار اشیاء مثلاً پتے پھول۔ پھل۔ اناج۔ جڑ وغیرہ پیدا کرنا۔ بیشمار کرّے مثلاً زمین۔ سورج۔ چاند وغیرہ سیارے بنانا (اُن کو) قائم رکھنا۔ گھمانا۔ قانون کے اندر رکھنا وغیرہ پرمیشور کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا ؛

جب کوئی کسی چیز کو دیکھتا ہے تو اُسے دو طرح کا علم ہوتا ہے۔ ایک تو جیسی چیز ہے ویسا علم اور دوسرا اُس کی ساخت دیکھکر اُس کے فاعل کا علم مثلاً کسی آدمی نے جنگل میں خوبصورت زیور پڑا پایا۔ دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ یہ سونے کا ہے اور کسی کاریگر کا بنایا ہوا ہے اسیطرح یہ مختلف اقسام کی خلقت اپنی اپنی مختلف ساخت سے بنانیوالے پرمیشور کا ثبوت دیتی ہے۔

ابتدائے آفرینش میں بہت سے انسان عالم شباب میں پیدا ہوئے

سوال۔ انسان کی پیدائش پہلے ہوئی یا زمین وغیرہ کی؟ **جواب**۔ زمین وغیرہ کی۔ کیونکہ زمین وغیرہ کے بغیر انسان کا قیام اور پرورش نہیں ہو سکتی۔ **سوال**۔ پیدائش کے شروع میں ایک انسان پیدا کیا گیا تھا یا بہت سے؟ **جواب**۔ بہت سے کیونکہ جن جیووں کے افعال ایشوری (اپنی بنائی ہوئی۔ نہ کہ مواصلت سے پیدا شدہ) خلقت میں پیدا نہ ہونے کے ہوتے ہیں۔ اُن کو آفرینش کے آغاز میں ایشور جنم دیتا ہے۔ کیونکہ मनुष्या ऋषयश्च ये । ततो मनुष्या अजायन्त یہ یجروید کا قول ہے اس پرمان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شروع میں بہت سے یعنی سینکڑوں ہزاروں آدمی پیدا ہوئے اور دنیا میں مشاہدہ کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان بہت سے والدین کی اولاد ہیں۔ **سوال**۔ ابتدائے آفرینش میں انسان وغیرہ کی بچپن۔ جوانی یا بڑھاپے کی عمر والی خلقت پیدا ہوئی تھی یا تینوں صورتوں والی؟ **جواب**۔ جوانی کی عمر والی۔ کیونکہ اگر بچے پیدا ہوتے تو انکے پالنے کے لئے دوسروں کی ضرورت ہوتی۔ اور اگر بوڑھے پیدا ہوتے تو مواصلت کی خلقت نہ ہوتی۔ اس لئے جوانی میں لوگ پیدا کئے گئے تھے ؛

پیدائش کائنات پرواہ سے انادی ہے

سوال۔ کہیں آفرینش کا آغاز بھی ہے یا نہیں ؟

جواب۔ نہیں۔ جس طرح دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن اور دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش کے پہلے قیامت اور قیامت کے پہلے پیدائش اور اسی طرح پیدائش کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد پیدائش ہے ازل سے یہی چکر چل رہا ہے۔ اسکا آغاز یا انجام نہیں لیکن جسطرح دن رات کا آغاز اور انجام دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش اور پرلے کا آغاز و انجام ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ جس طرح تینوں پرماتما۔ جیو اور جہان کی علت مادی اپنی ذات سے ازلی ہیں۔ اسی طرح عالم کی پیدائش قیام اور موجودگی پرواہ (تسلسل) سے انادی ہیں۔ جس طرح دریا کا بہاؤ کبھی دکھائی دیتا ہے کبھی پانی کے خشک ہوجانے سے نہیں دتیا۔ چنانچہ برسات میں وہتا ہے اور موسم گرما میں نظر نہیں آتا۔ لیکن (اصل میں) ہمیشہ ایک سا ہی رہتا ہے۔ ایسے معاملات کو بہاؤ کی شکل والے جاننا چاہیئے۔ جس طرح پرمیشور کے صفات افعال اور خواص ازلی ہیں۔ اسی طرح اس کے کام جہان کی پیدائش۔ قیام اور فنا کیے بھی ازلی ہیں۔ جس طرح ایشور کے صفات افعال اور خواص کا آغاز اور انجام نہیں اسیطرح اسکے کاموں کا بھی آغاز اور انجام نہیں ہے۔

مختلف قالب اپنے اپنے اعمالوں کا نتیجہ ہیں

سوال۔ ایشور نے کسی ایک جیوؤں کو انسان کسی ایک کو شیر وغیرہ خونخوار حیوانات کا کسی ایک کو ہرن گائے وغیرہ چوپاؤں کا کسی ایک کو درخت وغیرہ کا۔ کیڑے مکوڑوں وغیرہ کا جنم دیا ہے اس سے پرماتما میں طرفداری آتی ہے۔ **جواب۔** طرفداری نہیں آتی۔ کیونکہ اُن جیوؤں کے پہلے پیدائش میں کیئے ہوئے اعمال کا اگر لحاظ (کیئے) بغیر جنم دیتا۔ تو طرفداری ہوتی۔

مقام ابتدائے آفرینش وذاتوں کی تقسیم

سوال۔ انسان کی ابتدائی پیدائش کس جگہ ہوئی؟ **جواب** تروشٹپ یعنی تبت میں۔ **سوال۔** پیدائش کے آغاز میں ایک ذات کے آدمی تھے یا بہت سی ذاتوں کے؟ **جواب** ایک کے۔ بعد میں

विजानीह्यार्यान्ये (یہ رگوید کا کلام ہے) اچھے کا نام آریہ عالم دیوتا اور بُرے لوگوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو بیوقوف ہے۔ اس طرح سے آریہ اور دسیو دو نام ہوئے۔

(ازرگوید) آریوں میں مذکورہ بالا طریق سے برہمن چھتری ویش

اور شودر چار فرقے ہوئے۔ دُوج عالموں کا نام آریہ اور جہلا کا نام شودر اور اناریہ یعنی اناڑی ہے۔ **سوال** پھر وہ یہاں کیسے آئے؟ **جواب** جب آریہ اور دسیوں یعنی علما دیوتا اور اسُرد راکھشش یعنی بے علموں میں ہمیشہ لڑائی بکھیڑا ہونے لگا۔ اور فساد بہت بڑھ گیا تو آریہ لوگ ساری زمین میں سے اس قطعۂ زمین کو سب سے افضل سمجھ کر یہیں آکر بسے اسلئے اس ملک کا نام آریہ ورت ہوا۔

آریہ ورت کا حدود اربعہ اور اس کی قدامت

سوال۔ آریہ ورت کی حد کہاں تک ہے؟ **جواب**۔

आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात् ।
तयोरेवान्तरं गिर्योरार्य्यावर्त्तं विदुर्बुधाः ॥ १ ॥
सरस्वतीदृषद्वत्योर्देवनद्योर्यदन्तरम् ।
तं देवनिर्मितं देशमार्य्यावर्त्तं प्रचक्षते ॥ २ ॥

मनु० (२ । २२ । १७)

شمال میں کوہ ہمالیہ۔ جنوب میں بندھیاچل۔ مشرق اور مغرب میں سمندر دیا یوں کہو کہ) مغرب میں دریائے سرسوتی اور دریائے اٹک (جو شمال کے پہاڑوں سے نکلکر جنوب میں سمندر (بحیرۂ عرب) میں جاگرتا ہے) مشرق میں درِسدوتی (جو ملک نیپال کے مشرقی حصّہ کے پہاڑ سے نکلکر بنگالہ کی سرحد کے مشرق میں اور برہما کے مغرب کی طرف ہوکر جنوب کی جانب سمندر میں مل گئی ہے۔ جس کو برہم پُتر کہتے ہیں) ہمالیہ کے وسطی خط سے جنوب اور پہاڑوں کے اندر اور رامیشور تک بندھیاچل کے اندر جس قدر ممالک ہیں اُن سب کو آریہ ورت اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ ملک آریہ ورت دیوتا یعنی علما نے بسایا ہے۔ اور آریہ لوگوں کا مسکن ہے۔ **سوال** پہلے اس ملک کا نام کیا تھا؟ اور اس میں کون رہتے تھے؟ **جواب**۔ پہلے اس ملک کا نام کچھ بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں رہتا تھا۔ کیونکہ آریہ لوگ پیدائش کے آغاز میں کچھ زمانہ (گذر جانے کے) بعد تبت سے سیدھے اسی ملک میں آکر بسے۔ **سوال**۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آریہ لوگ ایران سے آئے۔ اسی لئے ان لوگوں کا نام آریہ ہے۔ ان کے پہلے یہاں جنگلی لوگ رہتے تھے۔ جن کو (آریہ لوگ) اسُر اور راکھشش کہتے تھے۔ آریہ لوگ اپنے آپ کو دیوتا بتاتے تھے۔ اور ان دونوں میں جو جنگ ہوا اس کا نام دیوا سُر سنگرام حکایت میں بیان ہوا ہے **جواب** یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान् ॥
ऋ० मं० १। सू० ५१। मं० ८॥

उत शूद्रे उतार्ये ॥ (अथर्व० कां० १६। व० ६२)

یہ بھی رگوید کا قول ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ آریہ نام ہے دھارمک عالم اور راستبازوں کا اور ان کے برعکس جو لوگ ہیں۔ ان کا نام دسیو یعنی ڈاکو۔ بدافعال ادھارمک اور جاہل ہے۔ اسی طرح برہمن چھتری۔ ویش دوجوں کا نام آریہ اور شودر کا نام انار یہ یعنی اناڑی ہے۔ جب وید اسی طرح کہتا ہے۔ تو دوسری غیر قوموں کے لوگوں کی فرضی باتوں کو دانشمند لوگ کبھی نہیں مان سکتے۔ اور کوہ ہمالیہ میں آریہ اور دسیو۔ ملیچھ۔ اسروں کا جو جنگ ہوا تھا اس میں آریہ ورت کے ارجن اور مہاراجہ دشرتھ وغیرہ دیوتاؤں یعنی آریوں کی حفاظت اور اسروں کو شکست دینے کیلئے مددگار ہوئے تھے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت کے باہر چاروں طرف جو ہمالہ کے مشرق۔ جنوب مشرق۔ جنوب۔ جنوب مغرب۔ مغرب۔ شمال مغرب۔ شمال اور شمال مشرق ممالک میں انسان رہتے ہیں۔ انہی کا نام اسر ہے۔ کیونکہ جب کوہ ہمالہ میں رہنے والے آریوں پر لڑائی کے لئے اسر چڑھائی کرتے تھے۔ تب یہاں کے راجہ مہاراجہ شمالی وغیرہ ممالک میں رہنے والے آریوں کے مددگار ہوتے تھے۔ اور جو شری رامچندر جی کا جنوب (دکھن) میں جنگ ہوا ہے اسکا نام دیوا سرسنگرام نہیں بلکہ اسکو رام راون یا آریہ اور راکششوں کا جنگ کہتے ہیں۔ کسی سنسکرت کتاب یا تواریخ میں نہیں لکھا۔ کہ آریہ لوگ ایران سے آئے اور اس ملک کے جنگلی لوگوں سے جنگ کر کے اور ان پر فتح پا کر انہیں یہاں سے نکال دیا اور اس ملک پر (قابض) ہو گئے۔ پس غیر ممالک کے لوگوں کی تحریر کیونکر قابل اعتماد ہو سکتی ہے اور جو یہ لکھا ہے کہ

म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ॥
मं० १० ।४५ ॥ म्लेच्छदेशस्त्वतः परः ॥ (मनु० २। २३)

آریہ ورت کے علاوہ اور ممالک کا نام دسیو دیس اور ملیچھ دیس ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے علاوہ مشرق سے لیکر شمال مشرق۔ شمال۔ شمال مغرب۔ اور

مغرب تک کے ممالک کے باشندوں کے نام دسیو۔ ملیچھ یا اسُر ہے اور جنوب مغرب۔ جنوب۔
اور جنوب مشرق کی طرف کے ممالک کے باشندوں کا نام راکشش ہے۔ اب بھی دیکھ
لو حبشی لوگوں کی شکل ویسی ہی ڈراؤنی ہے جیسی کہ راکششوں کی بیان کی گئی ہے اور
آریہ ورت کے عین نیچے کی طرف رہنے والوں کا نام ناگ ہے۔ اور اس ملک کو پاتال اس
لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ آریہ ورت کے باشندوں کے پاؤں کے تلے ہے۔ اور اس ملک
میں ناگ بنسی خاندان کے راجہ راج کرتے تھے۔ اس خاندان کی لڑکی اُلوپی سے
ارجن کی شادی ہوئی تھی۔

اکشواکو سے لے کر کورو پانڈو تک ساری زمین پر آریوں کی حکومت رہی۔ اور وید وں
کا تھوڑا بہت پرچار آریہ ورت کے علاوہ اور ممالک میں بھی تھا۔ اس کا (اور) ثبوت
یہ بھی ہے۔ کہ برہما کا بیٹا وراٹ۔ وراٹ کا منو۔ منو کے مریچی وغیرہ دس بیٹے۔ ان کے
سویمبھو وغیرہ۔ سات راجے اور ان کی اولاد اکشواکو وغیرہ جو۔ آریہ ورت کے پہلے
راجے ہوئے انہوں نے آریہ ورت بسایا۔ اس وقت بدقسمتی اور آریوں کی سُستی غفلت
اور آپس کے نفاق سے اور ممالک پر حکومت کرنی تو کجا آریہ ورت میں بھی آریوں کی پوری
پوری خود مختار بے روک اور بے خوف حکومت نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ بھی پردیسیوں کے
پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ بہت تھوڑے راجے خود مختار ہیں۔ جب بُرے دن آتے ہیں۔
اہل وطن کو مختلف اقسام کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ غیر ممالک کا راجہ خواہ کیسا ہی کیوں
نہ ہو۔ اپنے ملک کا راجہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ غیر ملک کے باشندوں کی حکومت
خواہ وہ مذہبی جھگڑوں سے پاک۔ غیر طرفدار۔ رعایا پر ماں باپ کی طرح مہربان منصف
اور رحمدل ہی کیوں نہ ہو۔ پوری سُکھ دینے والی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں مختلف زبانوں۔ تعلیم
اور بیوہار کا اختلاف دُور ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ان اختلافوں کے دور ہوئے بغیر ایک
دوسرے کی بھلائی اور مطلب برآری کا حاصل ہونا محال ہے۔ پس جو کچھ وید وغیرہ شاستروں
کے احکام ہیں۔ اُن ہی کی پیروی کرنا اچھے لوگوں کا کام ہے۔

سوال ۔ دنیا کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گذرا؟ **جواب** ۔ ایک ارب چھیانوے کروڑ

انتیس لاکھ اور کئی ہزار برس دنیا کو پیدا ہوئے اور ویدوں کو نازل ہوئے گذر چکے ہیں۔ اس کا مشرح بیان میری تالیف کردہ بھومکا میں لکھا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ عالم کی پیدائش اس طرح ہوئی ہے۔ کہ سب سے باریک جز (یعنی جس کے ٹکڑے نہ ہو سکیں) اس کا نام پرمانو (سب سے چھوٹا ذرہ) ساٹھ پرمانوؤں کا مل کر ایک انو۔ دو انوؤں کا ایک دونیک (جو کثیف باد ہے) تین دونیک کا اگنی (آتش) چار دونیک کا جل (آب) پانچ دونیک کی پرتھوی (خاک) یعنی دو تین دونیک ترسرینوں اور پھر دگنا ہو۔ تو زمین وغیرہ دکھلائی دینے والی چیزیں بنتی ہیں۔ اس طرح ترتیب وار مرکب کر کے زمین وغیرہ کثیف پرماتما نے بنائے ۔

زمین کس کے سہارے قائم ہے

سوال۔ زمین کو کون سہارا دیتا ہے؟ ایک کہتا ہے شیش ناگ یعنی ہزار پھن والے سانپ کے سر پر زمین ہے دوسرا کہتا ہے کہ بیل کے سینگ پر ہے۔ تیسرا کہتا ہے کسی پر نہیں۔ چوتھا کہتا ہے۔ کہ ہوا کے سہارے پر ہے پانچواں کہتا ہے۔ سورج کی کشش سے کھینچی ہوئی اپنے ٹھکانے پر قائم ہے۔ چھٹا کہتا ہے۔ کہ زمین بھاری ہونے کی وجہ سے نیچے نیچے آکاش میں چلی جاتی ہے اس قسم کی باتوں میں سے کسکو سچ مانیں

جواب۔ جو شخص شیش ناگ (سانپ) اور بیل کے سر پر دھرتی ہوئی زمین سا کن بتلاتا ہے۔ اُسے پوچھنا چاہئے۔ کہ سانپ اور بیل کے ماں باپ کی پیدائش کے وقت زمین کس پر تھی۔ اور سانپ اور بیل وغیرہ کس پر ہیں۔ بیل والے مسلمان تو چپ ہو کر جائینگے لیکن سانپ والے کہینگے۔ کہ سانپ کچھوے پر۔ کچھوا پانی پر۔ پانی آگ پر۔ آگ ہوا پر اور ہوا آکاش میں ہے۔ (اس طرح زمین ٹھہری ہوئی ہے۔ اُن سے پوچھنا چاہئے۔ کہ سب چیزیں کس پر ہیں؟ تو ضرور کہینگے۔ پرمیشور پر۔ جب ان سے کوئی پوچھے۔ کہ شیش اور بیل کس کا بچہ ہے۔ کہیں گے۔ کشیپ کدرو کا۔ اور بیل گائے کا۔ کشیپ مریچی کا۔ مریچی منو کا۔ منو وراٹ کا۔ اور وراٹ برہما کا لڑکا اور برہما پیدائش کے آغاز میں تھا۔ جب شیش کا جنم نہیں ہوا تھا تو اسکے پہلے چھ پانچ پشتیں گذر چکی تھیں۔ اس وقت زمین کو کون سہارا دیتا تھا؟ یعنی کشیپ کی ولادت کے وقت زمین کس پر تھی

ﮯ دیکھو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا [illegible]

یہ بات سُن کر مخالف چپکے ہو جائینگے۔ اور لڑنے لگ جائینگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو باقی رہتا ہے۔ اس کو شیش کہتے ہیں۔ کسی شاعر نے ایسا کہا ہے۔ کہ शेषाधारा पृथिवीत्युच्यते شیش کے سہارے زمین ہے۔ دوسرے نے اس کا مطلب نہ سمجھکر سانپ کی فرضی کہانی گھڑ لی۔ چونکہ پرمیشور پیدائش اور فنا سے باقی یعنی الگ رہتا ہے۔ اسلئے اسکی کو شیش (باقی کہتے ہیں) اور اُسی کے سہارے زمین ہے ؛

सत्येनोत्तभिता भूमिः ॥ १०।८५।१॥

(ستیہ) یعنی تینوں زمانوں کی قید سے الگ جس کا فنا کبھی نہیں۔ اُس پرمیشور نے زمین سورج اور تمام کرّوں کو دھارن کیا ہے ؛

उक्षा दाधार पृथिवीमुत द्याम् ॥

یہ بھی رگوید کا قول ہے اسی (لفظ اکشا) کو دیکھکر کسی نے بیل سمجھ لیا ہوگا۔ کیونکہ اکشا بیل کا نام بھی ہے۔ لیکن اس جہول کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ اتنے بڑے کرۂ زمین کو سہارا دینے کیلئے بیل کو طاقت کہاں سے آئیگی؟ اصل میں بارش کے ذریعہ زمین کو سینچنے والا ہونے کی وجہ سے سورج کا نام اکشا ہے۔ اُس نے اپنی کشش سے زمین کو دھارن کیا ہوا ہے۔ لیکن سورج وغیرہ کو دھارن کرنیوالا بغیر پرمیشور کے کوئی بھی نہیں

سوال۔ اسقدر بڑے بڑے کروں کو پرمیشور کیسے دھارن کر سکتا ہوگا۔ جواب جس طرح لاانتہا اکاش کے سامنے بڑے بڑے کرے ناچیز ہیں۔ وہ ایسے بھی نہیں۔ جیسے سمندر کے سامنے پانی کی چھوٹی سی بوند۔ اسی طرح لاانتہا پرمیشور کے سامنے بیشمار کرے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ پرمیشور اندر باہر ہر جگہ موجود ہے یعنی یجروید کا قول ہے विभुः प्रजासु وہ پرماتما سب مخلوقات میں بیاپک ہو کر سب کا دھارن کر رہا ہے ؛

اگر وہ عیسائی مسلمان اور پرانکوں کے کہنے کے بموجب سب جگہ حاضر و ناظر نہ ہوتا تو اس ساری کائنات کو کبھی دھارن نہ کر سکتا۔ کیونکہ بغیر پاس پہنچنے کے کوئی کسی چیز کو دھارن نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ یہ سب کرے آپس کی کشش سے

ٹھہرے ہوئے ہونگے پھر پرمیشور کو دھارن کرنیوالا ماننے کی کیا ضرورت ہے تو ان کو یہ جواب دینا چاہیئے - کہ یہ موجودات لاانتہا ہے یا انتہا والی - اگر لاانتہا کہے تو شکل والی چیز کبھی لاانتہا نہیں ہو سکتی - اور اگر انتہا والی کہے - تو ان کی سب سے پرلی حد پر (یعنی جس کے پرے کوئی بھی دوسرا کرہ نہیں ہے) کس کی کشش ہوگی؟ سب کروں کی سمشٹی (مجموعہ کا نام کائنات ہے جس کا دھارن اور کشش کرنیوالا سوائے پرمیشور کے دوسرا کوئی نہیں سمشٹی مجموعہ کو کہتے ہیں - اور ویشٹی واحد وجود کو مثلاً بہت سے درختوں کا مجموعہ یعنی جنگل سمشٹی ہے اور ہر ایک درخت فرداً فرداً ویشٹی) پس جو ساری کائنات کو پیدا کرتا ہے - وہی -

स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमाम् ॥ (यजु० १३ । ४)

(یہ یجروید کا قول ہے) پرماتما زمین وغیرہ تاریک کروں اور سورج وغیرہ منوّر کروں اور اور اشیاء کی پیدائش قیام کرتا ہے - جو سب میں بیاپک ہو رہا ہے - وہی ساری کائنات کا پیدا اور دھارن کرنے والا ہے؟

زمین وغیرہ کرے گردش کرتے ہیں

سوال - زمین وغیرہ کرے گردش کرتے ہیں یا ساکن ہیں؟ **جواب** - گردش کرتے ہیں **سوال** - بعض کہتے ہیں - سورج گردش کرتا ہے - اور زمین نہیں کرتی - بعض کہتے ہیں - زمین گردش کرتی ہے اور سورج نہیں کرتا - اس میں سچا کس کو جانیں؟ **جواب** یہ دونو آدھے جھوٹے ہیں - کیونکہ وید میں لکھا ہے :-

आयं गौः पृश्निरक्रमीदसदन्मातरं पुरः । पितरं च प्रयन्त्स्वः ॥
यजु० अ० ३ । मं० ६ ॥

یعنی یہ زمین پانی سمیت سورج کے چاروں طرف گردش کرتی ہے - پس ثابت ہوا کہ زمین گھومتی ہے

आकृष्णेन रजसा वर्तमानो निवेशयन्नमृतं मर्त्यं च ।
हिरण्ययेन सविता रथेन देवो याति भुवनानि पश्यन् ॥
यजु० अ० ३३ । मं० ४३ ॥

جو سوتا (سورج) بارش وغیرہ کا لانے والا منور اور روشن خوبصورت ہے وہ سب بیجان
اور جاندار مخلوق ہیں بارش یا شعاعوں کے ذریعہ آبحیات کو داخل کرتا ہے اور سب
شکل والی اشیاء کو نمودار کرتا ہوا سب کروں کے ساتھ کشش کرنے کی صفت
سے رشتہ رکھنے والا ہے۔ اپنی محور پر گردش کرتا رہتا ہے نہ کہ کسی اور کرّہ کے
اردگرد۔ ویسے ہی ایک ایک برہمانڈ میں ایک سورج روشن کرنے والا اور سب
دوسرے کرّے روشن ہونے والے ہیں۔ مثلاً۔

दिवि सोमो अधि श्रितः ॥ अथ० कां १४ । अनु० १ । मं० १

جیسے یہ چاند کا کرہ سورج سے روشنی پاتا ہے۔ ویسے ہی زمین وغیرہ کرّے بھی سورج
کی روشنی سے منور ہوتے ہیں۔ لیکن رات اور دن ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیونکہ
زمین وغیرہ کرّوں کی گردش میں (ان کا) جتنا حصہ سورج کے سامنے آتا ہے اتنے میں
دن اور جتنا آڑ میں آجاتا ہے اتنے میں رات ہو جاتی ہے یعنی طلوع۔ غروب شام
دوپہر آدھی رات وغیرہ جتنے اوقات ہیں وہ مختلف ممالک میں ہمیشہ موجود رہتے
ہیں۔ مثلاً جب آریہ ورت میں سورج چڑھتا ہے اس وقت پاتال یعنی امریکہ میں
غروب ہوتا ہے اور جب آریہ ورت میں غروب ہوتا ہے تب پاتال کے ملک میں طلوع ہوتا ہے۔
جب آریہ ورت میں دوپہر یا آدھی رات ہوتی ہے۔ اسی وقت پاتال میں آدھی رات اور
دوپہر رہتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ سورج گردش کرتا ہے اور زمین نہیں کرتی وہ جاہل
ہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں دن رات ہزاروں برسوں کے ہوتے ۔

سورج کا نام بردھن ہے۔ یہ زمین سے لاکھوں گنا بڑا اور کروڑوں کوس دور ہے جس
طرح رائی کے سامنے پہاڑ کی گردش کرنے کی صورت میں بہت دیر لگتی ہے اور رائی
کی گردش کرنے میں بہت وقت نہیں لگتا۔ ویسے ہی زمین کی گردش سے مناسب
طور پر دن اور رات ہوتی ہے۔ سورج کی گردش سے نہیں ۔

جو سورج کو ساکن بتلاتے ہیں۔ وہ بھی علم جوتش سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکہ اگر سورج
گردش نہ کرتا۔ تو ایک برج (راشی) سے دوسرے برج میں نہ پہنچتا۔ علاوہ ازیں بڑا بھاری

وجود گردش کئے بغیر آکاش میں خاص جگہ پر کبھی نہیں رہ سکتا۔
جینیوں کا یہ کہنا کہ زمین گردش نہیں کرتی۔ بلکہ نیچے نیچے چلی جاتی ہے۔ اور دو چاند اور دو سورج صرف جمبو دویپ میں ہیں (ظاہر کرتا ہے) وہ تو بھنگ کے نشہ میں محمد ہیں کیونکہ اگر زمین نیچے کی طرف متحرک ہوتی۔ تو چاروں طرف ہوا کا حلقہ نہ بننے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور نیچلی جگہوں پر رہنے والوں کو ہوا چھوتی بھی نہ۔ دوسری طرف والوں کو ہوا زیادہ مس کرتی۔ اور ہوا کی رفتار یکساں ہوتی۔ اگر دو سورج چاند ہوتے تو رات اور کرشن پکش بھی نہ ہوتے۔ اس لئے ایک زمین کے پاس ایک چاند اور بہت سے کروں کے بیچوں بیچ ایک سورج ہوتا ہے۔

سورج۔ چاند۔ وغیرہ میں بھی آبادی ہے

سوال۔ سورج اور چاند اور ستارے کیا ہیں؟ اور ان میں انسان وغیرہ کی مانند خلقت ہے یا نہیں؟ جواب۔ یہ سب کرّے دنیا ہیں اور ان میں انسان وغیرہ خلقت بھی موجود ہے۔ کیونکہ

तेषु हीद ँ सर्वं वसु हितमेते हीद ँ सर्वं वासयन्ते तद्य
द ँ सर्वं वासयन्ते तस्माद्वसव इति ॥ शत० का० १४।
(प्र० ६। ब्रा० ७। कं० ४)

خاک۔ آب۔ آتش۔ ہوا۔ آکاش۔ چاند اور نکشتر (ستارے) اور سورج کا نام وسو اس لئے ہے۔ کہ ان میں ہی سب اشیاء اور مخلوقات بستی ہیں۔ اور یہی سب کو بساتے ہیں۔ چونکہ مقام سکونت ہیں۔ اس لئے ان کا نام وسو ہے۔
جب زمین کی مانند سورج چاند اور نکشتر (ستارے) وسو ہیں پھر ان میں اسی طرح خلقت کے ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اور جیسے پرمیشور کی یہ چھوٹی سی دنیا انسان وغیرہ مخلوقات سے پر ہے۔ تو کیا یہ سب دنیائیں ہی خالی ہونگی؟ پرمیشور کا کوئی بھی کام بغیر مطلب کے نہیں ہوتا۔ تو کیا اس قدر بے شمار کرے انسان وغیرہ مخلوق نہ ہونے سے مفید ہوسکتے ہیں؟ اس لئے سب جگہ انسان وغیرہ مخلوق ہیں۔ سوال۔ جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوق کی شکل اور اعضا ہیں۔ ویسے ہی دیگر کروں میں ہیں یا مختلف؟

جواب - کچھ کچھ شکلوں میں فرق ہونے کا امکان ہے۔ جیسے اس ملک میں چینی حبشی اور
اور آریہ ورت یورپ میں اعضاء رنگ اور صورت و شکل کا تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔
اسی طرح مختلف کروں میں بھی فرق ہوتے ہیں۔ لیکن جس نوع کی جیسی مخلوق اِس
ملک میں ہے۔ اُس نوع ہی کی خلقت اور کروں میں بھی ہے۔ جسم کے جس جس مقام
پہ آنکھ وغیرہ اعضا ہیں۔ اُن ہی مقاموں پر دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضا
بھی ویسے ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत् ।
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः । ऋ० ॥ मं० १० । सू० १९

(سب کے) قائم کرنے والے پرماتما نے جس قسم کے چاند سورج۔ آسمان۔ زمین۔ انترکش اور
اُن کے سکھ (دینے والی) خاص اشیاء پہلے کلپ میں پیدا کی تھیں۔ ویسے ہی اس کلپ
یعنی اس پیدائش میں بنائی ہیں اور سب کروں میں بھی بنائے ہیں۔ فرق ذرا نہیں ٭

| ویدوں کا گیان سب کروں میں یکساں ہے |

سوال - جو وید اس دُنیا میں نازل ہوئے۔ وہی دوسرے کروں میں بھی نازل ہوئے ہیں یا نہیں؟ جواب - وہی نازل ہوئے ہیں جیسے ایک راجہ کے قوانین سلطنت اور حکمت عملی سب ممالک میں یکساں ہوتی ہے۔ اُسی طرح پرماتما راجاؤں کا جو راجہ ہے اسکی وید وکت (وید کے مطابق) حکمت اپنی مخلوق ساری کائنات میں یکساں ہے ٭

| جیو اور پرکرتی پرماتما کے ماتحت ہیں۔ |

سوال - جب یہ جیو اور مادی عناصر ازلی ہیں۔ اور ایشور کے بنائے ہوئے نہیں۔ تو ایشور کا ادھیکار (قبضہ یا اختیار) بھی ان پر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سب قائم بالذات ہیں جواب - جسطرح بادشاہ اور رعایا ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں۔ اور رعایا بادشاہ کے ماتحت ہوتی ہے ویسے ہی پرمیشور کے ماتحت جیو اور بیجان اشیا ہیں جب پرمیشور ساری مخلوق کا خالق جیوؤں کے کرموں (اعمال) کا پھل (سزا و جزا) دینے والا سب کا مناسب طور پر محافظ اور لاانتہا طاقت والا ہے تو تھوڑی طاقت والی اور بیجان اشیاء بھی اسکے ماتحت کیوں نہیں۔ جیو کرم کرنے میں خودمختار لیکن کرموں کے پھل بھوگنے میں ایشور کے قانون کے ماتحت ہے۔ ویسے ہی قادر مطلق دنیا کو فنا کرتا۔ اور سب کی پرورش کرتا ہے۔ اسکے آگے ودیا۔ اودیا۔ بندھ اور موکش کے بارے میں لکھا جائیگا ٭

نواں باب

ودیا (علم حقیقی معرفت) اودیا (علم حقیقی سے ناواقفیت) بندھ (روح کا جسم میں مقید ہونا) اور موکش (نجات) کے بیان میں

ودیا - اودیا

विद्यां चाऽविद्यां च यस्तद्वेदोभय ँ सह।
अविद्यया मृत्युं तीर्त्वा विद्ययाऽमृतमश्नुते ॥

यजु० ॥ अ० ४० । मं० १४ ॥

ودیا اودیا کی تعریف | جو انسان ودیا اور اودیا) ماہیت کو ساتھ ساتھ جانتا ہے وہ اودیا یعنی کرم (فعل) اور اپاسنا (عبادت) سے موت (کے سمندر) کو عبور کرکے ودیا یعنی علم حقیقی سے نجات حاصل کرتا ہے۔ اودیا کی تعریف یہ ہے :-

अनित्याशुचिदुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्मख्यातिरविद्या ॥

(पातं० द० साधनपादे सू० ५)

یہ یوگ سوتر ہے۔ فانی اشیاء کو (یعنی معلول جہان اور اجسام وغیرہ کو جو دیکھے سُنے جاتے ہیں) غیر فانی (یعنی یہ جہان ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اور یہی یوگ کی طاقت سے دیوتاؤں کا جسم ہونے کے سبب ہمیشہ رہتا ہے) تصور کرنا اودیا کی پہلی جز ہے۔ ناپاک باتوں (یعنی پُر غلاظت عورت وغیرہ و دروغگوئی چوری وغیرہ) کو پاک سمجھنا (اودیا کی) دوسری جزو ہے۔ وشیوں میں جو دُکھ کا مول ہیں۔ اِن کو سُکھ جان کر اِن میں

غلطان ہونا وغیرہ (اودیا کی) تیسری جزو ہے۔ اناتما (جو آتما نہیں ہے) میں آتما کا خیال باندھنا۔ (اودیا کی) چوتھی جزو ہے۔ ان چاروں اقسام کی الٹی بدھی (تمییز) کو اودیا کہتے ہیں۔

اس کے برعکس یعنی فانی میں فانی۔ غیر فانی میں غیر فانی۔ ناپاک میں ناپاک۔ پاک میں پاک دکھ میں دکھ۔ سکھ میں سکھ۔ اناتما میں اناتما۔ اور آتما میں آتما کا علم ہونا ودیا ہے یعنی جس سے (سب) چیزوں کی ماہیت بخوبی سمجھی جائے۔ وہ ودیا اور جس سے ہر ایک چیز کا ویسا ہی علم نہ ہو۔ جیسی کہ وہ (درحقیقت) ہے۔ اودیا ہے۔ چنانچہ کرم اور اپاسنا۔ (کا نام) اودیا اس لئے ہے۔ کہ یہ بیرونی اور اندرونی خاص فعلوں کا نام ہے۔ اور کسی قسم کا علم نہیں۔ اسی لئے منتر میں کہا ہے۔ کہ نیک اعمال اور پرمیشور کی عبادت کے بغیر موت کے عذاب سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ یعنی پاک کام پاک عبادت۔ اور پاک علم سے ہی نجات ہوتی ہے۔ اور ناپاک (اعمال) دروغگوئی وغیرہ کاموں سچر کی مورت وغیرہ کی پرستش اور جھوٹے گیان سے بندھ ہوتا ہے۔

لمحہ بھر بھی کوئی انسان کرم اپاسنا اور گیان سے خالی نہیں رہتا۔ پس دھرم کے مطابق راست گوئی وغیرہ کام کرنا اور دروغگوئی وغیرہ ادھرم کو چھوڑنا ہی مکتی کا سادھن (طریق) ہے۔

بندھ اور مکتی عارضی ہیں

سوال۔ مکتی کسے حاصل نہیں ہوتی؟ جواب۔ جو بندھ ہے۔ (بندھا ہوا ہے یعنی آزاد نہیں) سوال۔ بندھ کون ہے؟ جواب جو ادھرم اور اگیان (جہالت) میں پھنسا ہوا جیو ہے۔ سوال۔ بندھ اور موکش طبعی ہے یا عارضی؟ جواب۔ عارضی۔ کیونکہ اگر یہ طبعی ہوتے۔ تو بندھ۔ اور مکتی سے رہائی کبھی نہ ہوتی۔ سوال۔

न निरोधो न चोत्पत्तिर्न बद्धो न च साधकः ।
नमुमुक्षुर्न वै मुक्त इत्येषा परमार्थता ॥
मुञ्चन्ति पृथग्भवन्ति जना यस्यां सा मुक्तिः
गौडपादीयकारिका । प्र० २ । का० ३२

یہ شلوک ماںڈوکیہ اُپنشد پر (بطور تشریح لکھا گیا) ہے (اس کے معنی یہ ہیں) برہم ہونے کی وجہ سے جیو کا نرودھ (کبھی پردہ میں نہ آنا) نہیں ہو سکتا۔ یعنی نہ کبھی اُس پر آورن یعنی جہالت کا پردہ پڑ سکتا ہے۔ نہ وہ کبھی پیدا ہوتا ہے۔ نہ بندھ میں آتا ہے۔ اور نہ سادھک (نجات کے وسائل عمل میں لانے والا) بنتا ہے۔ نہ طالب نجات ہوتا ہے اور نہ کبھی مکتی پاتا ہے۔ کیونکہ جب دراصل وہ بندھن میں آیا ہی نہیں۔ تو مکتی کیسی؟

جواب یہ نوین ویدانتیوں کی بات درست نہیں۔ کیونکہ جیو اپنی ذات میں ادنےٰ ہونے سے (جہالت کے) پردہ میں آتا ہے۔ جسم میں ظاہر ہوتا یعنی جنم لیتا ہے۔ گناہ وغیرہ اعمال کے عذاب کے بندھن میں پھنستا ہے۔ اُس سے رہائی (پانے) کی تدبیر کرتا ہے۔ دُکھ سے آزاد ہونے کا خواہاں ہوتا ہے اور دُکھوں سے آزاد ہو کر راحتِ کُل پرمیشور کو حاصل کر کے مکتی کو بھی بھوگتا ہے۔

جیو آتما اچھے کرموں کا پھل بھوگتا ہے

سوال یہ سب خواص جسم اور انتہ کرن کے ہیں۔ جیو کے نہیں۔ کیونکہ جیو تو نیکی بدی سے مبرا صرف (ان کا) شاہد ہے۔ گرمی سردی وغیرہ جسم وغیرہ کے خواص ہیں۔ آتما نرلیپ[1] ہے۔ **جواب** جسم اور انتہ کرن جڑ (بیجان) ہیں۔ اُن کو سردی گرمی کا علم اور حس نہیں ہے۔ جو چیتن انسان وغیرہ جیو اُن کو مس کرتا ہے۔ اُسی کو سردی گرمی کا علم اور حس ہوتی ہے ویسے پران بھی جڑ ہیں۔ نہ ان کو بھوک ہے نہ پیاس۔ لیکن پران والے جیو کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ ویسے ہی من بھی جڑ ہے۔ نہ اس کو شادی ہو سکتی ہے اور نہ غمی۔ لیکن من کے ذریعہ شادی۔ غمی۔ رنج و راحت کو جیو محسوس کرتا ہے۔ جیسے بیرونی حواس کان وغیرہ سے اچھی بُری۔ آواز وغیرہ وشیوں کو محسوس کر کے جیو سکھی دکھی ہوتا ہے۔ ویسے ہی انتہ کرن۔ یعنی من (انسانی جسم میں سوچنے کا آلہ) بُدھی (فہم) چت (قوتِ حافظہ) آہنکار (انانیت) سے سنکلپ وکلپ (خیالات کا دورہ) سمپتی (یچنہ یقین) سمرن (یاد) اور ابھمان کرنے والا (انانیت

---

[1] جس پر کسی چیز کا اثر نہ پڑ سکے۔ مترجم۔

سے واقف جیو عذاب و ثواب کا حصہ دار ہوتا ہے۔ جیسے تلوار سے مارنے والا سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ تلوار نہیں ہوتی۔ ویسے ہی جسم۔ حواس انتہ کرن۔ اور پران دیہ جو ذریعہ ہیں ان سے، اچھے بُرے کرموں کا کرنے والا جیو سکھہ دکھہ کے بھوگنے والا ہے۔ جیو کرموں کا شاہد نہیں۔ بلکہ کرنے والا اور اُن کا پھل بھوگنے والا ہے کرموں کا شاہد تو ایک لاثانی پرماتما ہے۔ جو کرم کرنے والا جیو ہے۔ وہی کرموں میں غلطاں ہوتا ہے نہ کہ وہ شاہد ایشور۔

جیو اور برہم کے متعلق نوین ویدانتیوں کے اعتراض اور اُنکا جواب

سوال۔ جیو برہم کا عکس ہے۔ جیسے شیشہ کے ٹوٹ جانے سے عکس میں کچھہ کمی واقع نہیں ہوتی۔ اسیطرح انتہ کرن میں برہم کا عکس یعنی جیو تب ہی تک ہے۔ جبتک وہ انتہ کرن آبادھی ہے۔ جب انتہ کرن معدوم ہوگیا۔ تب جیو مکت ہے **جواب** یہ لڑکوں کی سی بات ہے جسطرح مُنہ اور شیشہ (دونو شکل) رکھتے ہیں۔ اور سدا ایک دوسرے سے الگ بھی ہیں۔ کیونکہ اگر یہ الگ نہوں۔ تو سایہ نہیں پڑسکتا۔ برہم نراکار (بے شکل) سب جگہ موجود ہے پس اسکا عکس ہو نہیں سکتا۔ **سوال** دیکھو۔ گہرے شفاف پانی میں بے شکل سب جگہ پھیلے ہوئے آکاش کا سایہ پڑتا ہے۔ اُسیطرح شفاف (پاکیزہ) انتہ کرن میں پرماتما کا سایہ دکھائی پڑ رہا ہے۔ اسلئے اس کو چداجاس (ریت یعنی علم کل پرماتما کا سایہ) کہتے ہیں **جواب** یہ نادان بچوں کی سی عقل رکھنے والے لوگوں کی چھوٹی یاوہ گوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر آکاش دکھائی دینے والی چیز نہیں۔ تو اسکو آنکھہ سے کوئی کیونکر دیکھہ سکتا ہے۔ جب خلا سے کثیف ہوا بھی نظر نہیں آتی۔ تو خلا کو کوئی بھی نہیں دیکھہ سکتا۔ **سوال** یہ جو اوپر کو ملا ہوا اور دھندلاپن دکھائی دیتا ہے وہ آکاش نیلا نظر آتا ہے یا نہیں؟ **جواب**۔ نہیں **سوال**۔ تو وہ کیا ہے؟ **جواب**۔ الگ الگ خاک آب اور آتش کے ترسرینو دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں جو نیلاپن دکھائی دیتا ہے وہ زیادہ تر آب ہے۔ جو برستا ہے۔ دھندلاپن جو دکھلائی دیتا ہے

وہ (خاک ہے یعنی) زمین سے دھول اڑ کر ہوا میں گردش کرتی ہے۔ اور اُسیکا
عکس پانی یا شیشے (آئینہ) میں دکھلائی دیتا ہے۔ آکاش کا کبھی نہیں **سوال** جس
طرح گھٹ (آکاش) آکاش کا اسقدر حصہ جو گھڑے کے اندر ہے) مٹھ اکاش (مٹھ
یا کوٹھی کے اندر والا خلا) میگھ اکاش (بادلوں کے اندر والا آکاش) اور مہد اکاش (مہا
آکاش عظیم) کی تمیز کاروبار میں ہوتی ہے ویسے ہی برہمانڈ (کائنات) اور انتہ کرن کی
بندش کیوجہ سے ایشور اور برہم ہی کے جدا جدا نام ہیں۔ جب گھڑا وغیرہ ٹوٹ جاتے ہیں
تب آکاش عظیم ہی کہلاتا ہے **جواب** یہ بات بھی جہلا کی ہے کیونکہ آکاش کبھی ٹکڑے
ٹکڑے نہیں ہوتا۔ کاروبار میں بھی اسطرح کہا جاتا ہے کہ گھڑا لاؤ۔ کوئی نہیں کہتا
کہ گھڑے کا آکاش لاؤ۔ اسلئے یہ بات ٹھیک نہیں **سوال** جسطرح سمندر میں مچھلی
کیڑے اور آکاش میں پرندے وغیرہ حرکت کرتے ہیں۔ ویسے ہی چد اکاش
(علم کل برہم جو آکاش سے متشابہ ہے) برہم میں سب انتہ کرن حرکت کرتے ہیں
وہ خود تو جڑ ہیں لیکن قادر مطلق پرماتما کی طاقت سے چیتن ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ
آگ سے لوہا۔ جسطرح وہ چلتے پھرتے ہیں اور آکاش اور برہم ساکن ہیں۔ اسطرح
جیو کو برہم ماننے میں کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔ **جواب** تمہاری یہ مثال بھی
صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ اگر ہمہ جا موجود برہم انتہ کرنوں میں پرکاش مان (منور) ہو کر
جیو بنجاتا ہے تو ہمہ دانی وغیرہ صفات اسمیں ہوتی ہیں یا نہیں؟ اگر کہو کہ (جہالت کا
(آوان) پردہ ہونے کیوجہ سے ہمہ دانی نہیں رہتی۔ تو کہو برہم ڈھپا ہوا اور کھنڈت
(ٹکڑے ٹکڑے ہونیوالا) یا اکھنڈت (ٹکڑے ٹکڑے نہ ہونے والا) ہے اگر کہو اکھنڈت
ہے۔ تو درمیان میں کوئی نہیں ڈال سکتا۔ جب پردہ نہیں۔ تو ہمہ دانی کیوں نہیں
اگر کہو کہ اپنی اصلیت بھلا کر انتہ کرن کے ساتھ چلتا معلوم ہوتا ہے (اور ذاتی
طور پر نہیں چلتا)، تو بتلائیے کہ برہم جب خود نہیں چلتا۔ تو کیا انتہ کرن اپنی پہلی
جگہ چھوڑ کر جہاں جہاں سرکتا جائیگا۔ وہاں وہاں کا برہم سہو و خطا والا
اور لاعلم ہو جائیگا۔ اور جس جس جگہ کو چھوڑتا جائیگا۔ وہاں وہاں کا گیانی پاک اور مکت

ہو جائیگا۔ اسیطرح سب جگہ برہم کو اننت کرن لگاڑا کرینگے۔ اور بندھ مکتی بھی پل پل میں پیدا کرینگی۔ اگر تمہاری بات سچی ہوتی تو کسی جیو کو پہلے دیکھنے سننے کی یاد نہ رہتی۔ کیونکہ جس برہم نے دیکھا۔ وہ نہیں رہا۔ پس برہم جیو اور جیو برہم ایک کبھی نہیں ہو سکتے بلکہ ہمیشہ سے الگ الگ ہیں۔ **سوال** یہ صرف ادھیاروپ ہے۔ یعنی ایک چیز میں دوسری چیز کو فرض کر لینا ادھیاروپ کہلاتا ہے۔ ویسے ہی برہم کے وجود میں سارا جہان اور اسکے کاروبار کا ادھیاروپ کرنیسے جگیاسو (علم حقیقی کا طالب) کو بودھ (علم) کروانا مدنظر ہوتا ہے۔ دراصل سب برہم ہی ہے۔ ادھیاروپ کا کرنے والا کون ہے **جواب** جیو۔ **سوال**۔ جیو کسے کہتے ہو؟ **جواب**۔ انتہ کرن سے محدود چیتن (برہم) کو۔ **سوال**۔ انتہ کرن سے محدود چیتن دوسرا ہے یا وہی برہم ہے **جواب** وہی برہم ہے **سوال** تو کیا برہم ہی نے اپنے میں دنیا کا جھوٹا تصور باندھ لیا؟ **جواب**۔ باندھا ہو۔ برہم کا اس میں کیا ہرج ہے؟ **سوال** جو جھوٹا تصور باندھتا ہے۔ کیا وہ جھوٹا نہیں **جواب**۔ نہیں کیونکہ جو من اور زبان سے فرض کیا ہوا یا کہا ہوا ہے۔ وہ سب جھوٹ ہے **سوال**۔ پھر من اور زبان سے جھوٹ تصور کرنے اور جھوٹ بولنے والا برہم فرضی اور دروغ گو ہوا یا نہیں؟ **جواب** آپ کی دلیل ہمارے حق میں ہے؟

واہ رے جھوٹے ویدانتیو! تم نے ست سروپ (عین الحق) ست کام (سچی خواہش والے) ست سنکلپ (سچے خیال والے) پرماتما کو دروغ گو اور بدکردار بنا دیا۔ کیا یہ تمہاری گری ہوئی حالت کا ثبوت نہیں ہے؟ کس اُپنشد سوتر یا وید میں لکھا ہے کہ پرمیشور جھوٹا تصور باندھنے والا اور دروغ گو ہے؟ تمہاری بات پر تو یہ مثل صادق آتی ہے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" یہ بات تو مناسب ہے کہ کوتوال چور کو ڈانٹے۔ لیکن یہ بات الٹی ہے۔ کہ چور کوتوال کو ڈانٹے ویسے ہی تم جھوٹے خیالوں والے اور دروغگو ہو کر اپنا عیب برہم پر بیفائدہ لگاتے ہو۔ اگر برہم جھوٹے

علم والا۔ وردوغگو غلط باز ہو۔ تو سارا لا انتہا برہم ویسا ہی ہو جاوے کیونکہ وہ ہمیشہ
ایک شانت سروپ (عین الحق، ست باتی (راست خیال، ست وادی (راست گو) اور
ست کاری (راست کار) ہے۔ یہ سب عیب تمہارے ہیں۔ برہم کے نہیں۔ جنکو وڈیا کہتے
ہو وہ اودیا ہے اور تمہارا ادھیاروپ بھی فرضی ہے کیونکہ آپ برہم نہ ہو کر آپ
اپنے کو برہم اور برہم کو جیو ماننا متھیا گیان (جھوٹا علم) نہیں تو کیا ہے؟ جو سب
جگہ موجود ہے وہ محدود بے علم نہیں ہو سکتا۔ اور بندھ میں کبھی نہیں گرتا۔ کیونکہ
بے علم۔ محدود۔ ایک جگہ موجود۔ ادسے۔ کم علم جیو ہے۔ نہ کہ ہمہ دان۔ سب جگہ
موجود برہم ٭

مکتی کی تعریف

سوال مکتی کسکو کہتے ہیں؟ **جواب**۔ چھوٹ جانے کا نام مکتی
ہے۔ **سوال**۔ کس سے چھوٹ جانا۔ **جواب**۔ جس سے چھوٹنے کی خواہش
سب لوگ کرتے ہیں۔ **سوال**۔ کس سے چھوٹنے کی خواہش کرتے ہیں؟ **جواب**۔
دکھ سے۔ **سوال**۔ چھوٹ کر کسکو حاصل کرتے ہیں۔ کہاں رہتے ہیں؟
جواب۔ سکھ کو پراپت ہوتے اور برہم میں رہتے ہیں ٭

حصول مکتی کے وسائل

سوال۔ مکتی اور بندھ کن کن باتوں سے ہوتا ہے؟
جواب۔ پرمیشور کے حکم پر چلنا۔ ادھرم (گناہ) اودیا (جہالت) بُری صحبت
بُرے خیالات اور بُرے شغلوں سے بچنا۔ سچ بولنا۔ پراپکار (دوسروں سے بھلائی)
کرنا۔ علم (کا حاصل کرنا) بے تعصب ہو کر انصاف اور دھرم کی ترقی کرنا۔ جس طرح پہلے
لکھ آئے ہیں اسیطرح پرمیشور کی حمد و ثنا۔ دعا اور عبادت یعنی یوگ ابھیاس کا کرنا
علم کے پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے کوشش کر کے گیان (علم الٰہی) کی ترقی کرنا سب
سے اعلےٰ سادھن (وسایل) عمل میں لانا سب کام بلا تعصب۔ انصاف اور دھرم
کے مطابق ہی کرنا وغیرہ وغیرہ وسایل سے مکتی (حاصل ہوتی ہے) اور ان کے
برعکس ایشور کی حکم عدولی وغیرہ کاموں سے بندھ ہوتا ہے ٭

مکتی میں جیو آتما

سوال۔ مکتی میں جیو (برہم میں)، لین (جذب) ہوجاتا ہے یا اپنی
ذات میں قایم رہتا ہے؟ جواب۔ اپنی ذات میں قایم رہتا ہے سوال
کہاں رہتا ہے جواب۔ برہم میں سوال برہم کہاں ہے؟ اور مُکت جیو ایک
خاص مقام میں رہتا ہے یا اپنی مرضی کے مطابق سب جگہ چلتا پھرتا ہے جواب
ہر جگہ موجود برہم میں مُکت جیو بے روک ٹوک حرکت کرتا ہے۔ علم الہٰی میں (مسرور)
اور راحت سے پُر ہو کر آزاد رہتا ہے سوال۔ مُکت جیو کا مادی جسم ہوتا ہے یا
نہیں جواب نہیں سوال پھر وہ آرام اور راحت تو کیسے محسوس کرتا ہے
جواب اسکے سچے خیالات وغیرہ ذاتی صفات اور طاقت وغیرہ سب
(خواص موجود) رہتے ہیں لیکن (اسکا) مادی اشیا سے کچھہ تعلق نہیں رہتا۔

शृण्वन् श्रोत्रं भवति, स्पर्शयन् त्वग्भवति पश्यन् चक्षुर्भवति रसयन् रसना भवति, जिघ्रन् घ्राणं भवति, मन्वानो मनो भवति, बोधयन् बुद्धिर्भवति, चेतयँश्चित्तम्भवत्यहङ्कुर्वाणोऽहङ्कारो भवति ॥ शतपथ कां १४ ॥

موکش میں مادی جسم یا حواس کی قوائے جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتی۔ بلکہ اسکی اپنی
ذاتی پاک صفات رہتی ہیں۔ جب سننا چاہتا ہے۔ تب کان۔ جب چھونا چاہتا
ہے۔ تب جلد دیکھنے کے ارادہ سے آنکھہ۔ ذائقہ کی خاطر زبان۔ سونگھنے کے
لئے ناک۔ سوچنے اور غور کرنے کے وقت من یقین کرنے کے لئے بدھی (عقل)، کے
واسطے چت اور انانیت کے واسطے اہنکار کی شکل جیو آتما اپنی طاقت سے
مکتی کی حالت میں اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسکا صرف خیالی جسم ہوتا ہے جیسے
جسم کے سہارے رہ کر حواسوں کے آلوں کے ذریعہ جیو اپنا کام کرتا ہے ویسے
اپنی طاقت سے مکتی میں کامل راحت محسوس کرتا ہے سوال اسکی
طاقت کے قسم کی ہے اور کسقدر جواب سب سے بڑھکر تو ایک قسم
کی طاقت ہے۔ لیکن قوت۔ طاقت کشش۔ ترغیب۔ حرکت۔ خوف۔ غور

فعل - حوصلہ - حافظہ یقین خواہش - رغبت - نفرت - ملاوٹ - تقسیم - ملانے والی
طاقت تقسیم کرنے والی طاقت - قوتِ سامعہ - قوت لامسہ - قوت
باصرہ - قوت ناطقہ - قوت شامہ - اور علم - یہ چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہے
اسلئے مکتی میں بھی راحت کو محسوس کرتا ہے اگر مکتی میں جیو لین ہو جاتا - تو
مکتی کی راحت کون محسوس کرتا؟ اور جو لوگ جیو کے نیست و نابود ہونے
کو ہی مکتی سمجھتے ہیں - وہ تو بڑے بیوقوف ہیں - کیونکہ دکھوں سے آزاد ہو کر
راحت کل سب جگہ حاضر و ناظر لایزال پرمیشور میں جیو کا خوشی کیحالت میں رہنا
ہی ہے اسکی مکتی ہے دیکھو ویدانت شاریرک سوتروں میں لکھا ہے)

भावं जैमिनिर्विकल्पामननात् ॥ (वेदांतद० ४।४।११)

ازروئے ویدانت درشن | بیاس جی کے پتا داوری مکتی میں جیو کی اور اسکے ساتھ من
کی ہستی مانتے ہیں اور جیو اور من کا لین ہونا پراشر جی بھی نہیں مانتے - ویسے ہی

अभावं बादरिराह ह्येवम् ॥ (वेदांतद० ४।४।१०)

جیمنی آچاریہ بھی مانتے ہیں - کہ مکت آدمی کے من کی مانند لطیف جسم حواس اور
پران وغیرہ موجود رہتے ہیں یعنی نیست نہیں ہوتے +

द्वादशाहवदुभयविधं बादरायणोऽतः ॥ (वेदांतद० ४।४।१२)

بیاس منی مکتی میں ہستی اور نیستی دونوں مانتے یعنی جیو کی مکتی میں پاک طاقت موجود رہتی ہے
اور اسکی ناپاکی - گنہگاری دکھ، عذاب، جہالت وغیرہ نیست و نابود ہو جاتی ہے

यदा पञ्चावतिष्ठन्ते ज्ञानानि मनसा सह । (कठो० अ० २ । व० ६ ।
बुद्धिश्च न विचेष्टते तामाहुः परमां गतिम् ॥ मं० १०)

ازروئے اپنشد | یہ اپنشد کا قول ہے - پرم گتی یعنی موکش اسحالت کو کہتے
ہیں - جب کہ پاک من معہ پانچوں گیان اندریوں کے
جیو کے ساتھ رہتا ہے اور بدھی بھی پختہ یقین والی ہو جاتی ہے

आत्मा अपहतपाप्मा विजरो विमृत्युर्विशोको विजि

घत्सोऽपिपासः सत्यकामः सत्यसङ्कल्पः सोऽन्वेष्टव्यः स विजिज्ञासितव्यः
सर्वांश्च लोकानाप्नोति सर्वांश्च कामान् यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ॥ [छान्दो० प्र० ८ । खं० ७ । मं० १]

स वा एष एतेन दैवेन चक्षुषा मनसैतान् कामान् पश्यन् रमते ॥ य एते ब्रह्मलोके तं वा एतं देवा आत्मानमुपासते तस्मात्तेषाँ सर्वे च लोका आत्ताः सर्वे च कामाः स सर्वाँश्च लोकानाप्नोति सर्वाँश्च कामान्यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ॥

[छान्दो० प्र० ८ । खं० १२ । मं० ५ । ६]

मघवन्मर्त्यं वा इदँ शरीरमात्तं मृत्युना तदस्याऽमृतस्याऽशरीरस्यात्मनोऽधिष्ठानमात्तो वै सशरीरः प्रियाप्रियाभ्यां न वै सशरीरस्य सतः प्रियाप्रिययोरपहतिरस्त्यशरीरं वाव सन्तं न प्रियाप्रिये स्पृशतः ॥

[छान्दो० प्र० ८ । खं० १२ । मं० १]

جو پرماتما ہر قسم کے گناہ سے پاک - پیری - مرگ - رنج - بھوک - پیاس سے مبرا - سچی خواہش اور سچے ارادے والا ہے اسکی تلاش اور اسکے جاننے کی خواہش کرنی چاہئے - وہ مکت جیو پرماتما کی مواصلت سے سب لوگوں اور سب آرزوؤں کو حاصل کرتا ہے - جو پرماتما کو جان کر نجات کے وسائل (عمل میں لاتا) اور اپنے آپ کو پاک کرنا جانتا ہے - پس جیو مکتی حاصل کرکے پاک ربانی - آنکھ اور پاک من سے خواہشوں کو دیکھتا اور حاصل کرتا ہوا خوشی سے رہتا ہے یہ نجات کے طالب علم لوگ جو برہم لوک یعنی قابل دید پرماتما میں قائم کرکے نجات کی راحت کو محسوس کرتے ہیں اور اسی پرماتما کی (جو سب کے اندر موجود آتما ہے) عبادت کرتے ہیں - وہ سب لوک اور سب آرزوئیں حاصل کرتے ہیں یعنی جیسا ارادہ کرتے ہیں - ویسا ہی لوک اور ویسی ہی آرزو حاصل [illegible]

کے اندر پرمیشور میں رہتے ہیں (کیونکہ) جو جسم رکھتے ہیں۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ جیسے اندر سے پرجاپتی نے کہا ہے کہ اے قابل تعظیم دولتمند شخص! یہ مادی جسم مرنے والا ہے اور جیسے بکری شیر کے منہ میں ہو۔ ویسے ہی یہ جسم موت کے منہ میں ہے وہ مادی جسم غیر فانی اور غیر مجسم جیو آتما کی جائے رہائش ہے۔ اسلئے یہ جیو ہمیشہ سکھ اور دکھ میں مبتلا رہتا ہے کیونکہ مجسم جیو کی دنیوی خوشی کا خاتمہ ہوتا ہی ہے اور جو بے جسم مکت جیوآتما برہم میں رہتا ہے۔ اسکو دنیوی سکھ دکھ چھوتے تک نہیں بلکہ وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔

سوال۔ جیو مکت ہوکر پھر پیدا ہونے اور مرنیکے دکھ میں پڑتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ

न च पुनरावर्त्तते न च पुनरावर्त्तते इति ॥
उपनिषद्वचनम् [छां० प्र० ८। खं० १५]
अनावृत्तिः शब्दादनावृत्तिः शब्दात् ॥ शारीरिक सूत्र ।४। २२
यद् गत्वा न निवर्त्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥ भगवद्गीता

اس قسم کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکتی وہی ہے جس سے لوٹ کر جیو پھر دنیا میں کبھی نہ آوے جواب یہ بات ٹھیک نہیں۔ کیونکہ وید نے اسبات کی تردید کی ہے

कस्य नूनं कतमस्याऽमृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम।
को नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥ १॥ अग्नेर्वयं प्रथमस्यामृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम। स नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥ २॥

ऋ० ॥ मं० १। सू० २४। मं० १। २॥

इदानीमिव सर्वत्र नात्यन्तोच्छेदः ॥३॥
सांख्यसूत्र १। १५९॥

سوال۔ ہم لوگ کسکا نام پاک جانیں؟ غیر فانی اشیا میں کون دیوتا موجود اور ہمیشہ پرکاش مان (منور) ہے ہمکو مکتی کی خوشی محسوس کرواکر پھر اس جہان میں کون

پیدا کرتا اور ماں باپ کا درشن کرواتا ہے؟ جواب ہم اس نورِ کل ازلی ہمیشہ مکت
پرماتما کا نام پاک جانیں۔ جو ہم کو مکتی (کی حالت) میں آنند محسوس کروا کر دنیا
میں پھر ماں باپ کے تعلق سے جنم دے کر ماتا پتا کا درشن کراتا ہے۔
وہی پرماتما مکتی کے آئین باندھنے والا سب کا مالک ہے۔ جیسے اسوقت بدھ اور مکت
جیو ہیں۔ ویسے ہی ہمیشہ رہتے ہیں۔ بدھ اور مکتی کا کبھی بالکل خاتمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ
دونو حالتیں ہمیشہ رہتی ہیں۔ سوال

तदत्यन्तविमोक्षोऽपवर्गः ।

दुःखजन्मप्रवृत्तिदोषमिथ्याज्ञानानामुत्तरोत्तरापाये तद-
नन्तरापायादपवर्गः ॥ न्यायसूत्र [१ । २२ । २]

دکھ کے بالکل دور ہو جانے کا مطلب

دکھ کا بالکل دور ہو جانا ہی مکتی ہے کیونکہ الٹا (غلط علم یعنی جہالت) لالچ وغیرہ عیب۔ شہوت وغیرہ ہُبت تسلسل میں پھنس جانا جنم
پانا اور دکھ بھوگنا۔ ان میں سے ترتیب وار ہر ایک پہلو کے دور ہو جانے سے دوسرا دور
ہو جاتا ہے اور آخر پر موکش ہوتی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے جواب۔ یہ ضرور نہیں۔ کہ
لفظ اتینت کے معنے آتینتا بھاؤ (قطعی طور پر نیست و نابود ہو جانا) ہی لئے جائیں مثلاً
کوئی کہے کہ اسکو اتینت (یعنی بہت) دکھ یا اتینت سکھ ہے۔ تو اس سے یہی ظاہر
ہوتا ہے۔ کہ اسکو بہت سکھ یا دکھ ہے۔ اسیطرح یہاں بھی لفظ اتینت کے
معنے جاننے چاہئیں۔

مکتی دوامی نہیں ہو سکتی اسمیں آٹھ دلائل ہیں

سوال۔ اگر مکتی سے جیو واپس آتا ہے۔ تو وہ کتنے عرصہ تک مکتی میں رہتا ہے جواب

ते ब्रह्मलोके ह परान्तकाले परामृतात् परिमुच्यन्ति सर्वे ॥

وہ مکت جیو برہم میں مہاکلپ تک مکتی کے سکھ کو بھوگتے ہیں۔ اور بعد ازاں مکتی
کے سکھ کو چھوڑ کر دنیا میں آتے ہیں۔
مہاکلپ کا شمار اسطرح ہے کہ تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی ایک چترُیگی دو ہزار
چترُیگیوں کا ایک دن برہما کا (رات دن)۔ ایسے تیس رات دن کا ایک مہینہ

ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال۔ ایسے سو سال کا ایک پرانت کال (مہا کلپ) ہوتا
ہے اس سے حساب کر کے بخوبی سمجھ لیجیئے۔ اتنا عرصہ مکتی میں سکھ بھوگنے کا ہے۔
سوال۔ سارے جہان اور کتابوں کے بنانیوالوں کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ جس سے
جیو پھر جنم مرن میں کبھی نہ آویں (وہ مکتی یا نجات ہے) جواب۔ یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی
کیونکہ اول تو جیو کی طاقت جسم وغیرہ اشیا اور وسائل محدود ہیں۔ پھر ان کا پھل
(نتیجہ) کسطرح لامحدود ہو سکتا ہے۔ لازوال راحت کو محسوس کرنے کی لاانتہا
طاقت فعل اور وسائل جیو میں نہیں۔ اسلیئے وہ لامحدود سکھ نہیں بھوگ سکتا جب
اسکے وسائل عارضی ہیں۔ تو انکا پھل دائمی کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی جیو بھی
مکتی سے لوٹ کر اس جہان میں نہ آوے۔ تو جہان کا خاتمہ ہو جاوے۔ یعنی جیو
بالکل ختم ہو جائیں۔ سوال۔ جتنے جیو مکت ہوتے ہیں۔ اتنے ایشور نئے پیدا
کر کے دنیا میں رکھ دیتا ہے۔ اس لئے ختم نہیں ہوتے۔ جواب۔ اگر ایسا ہو
تو جیو فانی ہو جائیں۔ کیونکہ جنکی پیدائش ہے۔ اسکا فنا ضرور ہے۔ پھر تمہارے
اعتقاد کے بموجب جیو مکتی پاکر بھی نیست و نابود ہو جائینگے۔ اور مکتی بھی عارضی
ہو جائیگی۔ اور مکتی کی جگہ بہت سی بھیڑ بھاڑ ہو جائیگی۔ کیونکہ وہاں آمد زیادہ اور
خرچ کچھ بھی نہ ہونیکی وجہ سے زیادتی کا حد و حساب نہ رہیگا۔ اور بجائے سکھ کے دکھ
محسوس کرنا پڑیگا۔ مثلاً کڑوے کی عدم موجودگی میں میٹھا اور میٹھے کی عدم موجودگی میں کڑوا
بےمعنی ہے کیونکہ ایک ذائقہ کا علم تب ہی ہوتا ہے جب کہ اسکا متضاد ذائقہ موجود ہو۔ چنانچہ
اگر کوئی شخص میٹھا ہی کھاتا پیتا جائے۔ تو وہ اس ذائقہ سے ایسا حظ نہیں اٹھا سکتا۔
جیسا کہ سب قسم کے مزے چکھنے والا۔ اور اگر ایشور محدود کاموں کا غیر محدود پھل دے
تو اسکا انصاف قایم نہ رہے جسقدر بوجھ جو اٹھا سکتا ہے اسپر اتنا ہی بوجھ ڈالنا عقلمندوں کا
کام ہے کیونکہ ایک من بوجھ اٹھانیوالے کے سر پر دس من کا بوجھ دھر دینے سے
بوجھ ڈالنے والے کی حماقت سمجھی جاتی ہے اسیطرح الپگیہ (کم دان) کی طاقت
جیو پر غیر محدود سکھ کا بوجھ ڈالنا ایشور کے لئے ٹھیک نہیں۔

اور اگر ایشور نے جیو پیدا کرنا ہے تو جس مادہ سے پیدا کرتا ہے وہ صرف ہو جائیگا۔ کیونکہ خواہ
کتنا ہی بھاری خزانہ کیوں نہ ہو۔ اگر اسمیں خرچ ہی خرچ ہے اور آمدنی نہیں۔ تو کبھی
نہ کبھی خالی ہو ہی جائیگا۔ اسلیئے یہی اصول درست ہے۔ کہ جیو مکتی حاصل کرتا ہے اور
پھر مکتی سے واپس آتا ہے۔ کیا تھوڑی سی قید کی نسبت عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی اچھا
سمجھتا ہے؟ مکتی سے واپس نہ ہونے اور عمر بھر کی قید میں صرف اسیقدر اختلاف ہے
کہ وہاں (اس زندگی کیطرح) مشقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ باقی رہا برہم میں لین ہونا سو وہ
تو گویا سمندر میں ڈوب مرنا ہے

سوال۔ جسطرح پرمیشور ہمیشہ مکت اور پُر از راحت ہے ویسے ہی جیو بھی ہمیشہ مکت
اور سکھی رہیگا۔ تو کوئی بھی اعتراض نہ آئیگا جواب پرمیشور اپنی ذات میں لاانتہا طاقت
صفات افعال اور خواص رکھنے والا ہے اسلیئے وہ کبھی اودیا اور دُکھہ اور بندھن میں
نہیں گر سکتا۔ جیو مکت ہو کر بھی شُدھ سروپ (پاک ذات) الپگیہ اور محدود صفات افعال
اور خواص والا رہتا ہے۔ پرمیشور کی مانند کبھی نہیں ہوتا سوال اگر ایسی ہی بات ہے
تو مکتی بھی پیدائش اور موت کی مانند ہے اسلیئے اسکے حصول کی کوشش کرنا بیفایدہ
ہے۔ جواب۔ مکتی جنم مرن کے مانند نہیں کیونکہ جتنے وقت میں ۳۶ ہزار دفعہ دُنیا
پیدا اور فنا ہوتی ہے اتنے عرصہ تک جیوؤں کا مکتی کے آنند میں رہنا اور دُکھہ
محسوس نہ کرنا کیا چھوٹی سی بات ہے؟ آج کھا پی کر کل کی بھوک دور کرنے کا سامان
کیوں کرتے ہو؟ جب بھوک۔ پیاس۔ ناچیز دولت۔ حکومت۔ عزت۔ بیوی۔ اولاد وغیرہ
کیلیئے کوشش کرنا ضروری ہے تو مکتی کیلیئے کیوں نہیں؟ مرنا ضرور ہے "تاہم جینے کی
کوشش کیجاتی ہے۔ ویسے ہی مکتی سے لوٹ کر جنم پانا ضرور ہے تاہم اسکے
(حاصل کرنے کی) تدبیر کرنی نہایت ضروری ہے۔

حصول مکتی کے مزید خاص وسایل

سوال۔ مکتی کے وسایل کیا ہیں۔ جواب کچھ تو پہلے لکھ چکے ہیں لیکن خاص
وسایل یہ ہیں (پہلا سادھن) جو مکتی چاہے وہ جیون مکت ہے یعنی..
درد و غم (دُکھ) وغیرہ گناہ کے [illegible]

وغیرہ کاموں سے دھرم کی پیروی ضرور کرے جو شخص دکھ کو دور کرنا اور سکھ کو حاصل کرنا چاہے ۔ وہ ادھرم کو چھوڑ کر دھرم پر چلے ۔ کیونکہ دکھ کا اصلی باعث گناہ کے کام ہیں اور سکھ کا دھرم پر چلنا ۔ نیک لوگوں کی صحبت سے تمیز حاصل کرے یعنی سچ جھوٹ دھرم ادھرم کرنے اور نہ کرنے کے لائق کاموں کو یقینی طور پر جان جیو کے ان پانچ کوشوں (احاطوں) پر غور کرے (پہلا) ان مے کوش جو جلد سے لیکر ہڈیوں تک کا خاکی مجموعہ ہے (دوسرا) پران مے کوش جس میں یہ سب شامل ہیں ۔ پران (اندر سے باہر آنیوالی ہوا) اپان (باہر سے اندر جانیوالی ہوا) سمان (ناف میں ٹھیر کر سارے جسم میں رس پہنچانیوالی ہوا) اوان (جس سے حلق میں ٹھیری ہوئی کھانے پینے کی چیزیں کھینچی جاتی ہیں اور طاقت و توانائی آتی ہے) ویان (جس سے جیو سارے جسم میں ارادہ وغیرہ کا کام کرتا ہے تیسرا منو مے کوش جس میں من اور اہنکار کے ساتھ پانچ کرم اندریاں یعنی زبان ۔ ہاتھ ۔ پاؤں اعضائے پاخانہ اور پیشاب ہیں ۔ چوتھا ۔ وگیان مے کوش جس میں بدھی (عقل) چت ۔ قوت سامعہ لامسہ باصرہ ناطقہ اور شامہ پانچ گیان اندریاں ہیں ۔ ان سے جیو جاننا وغیرہ کام کرتا ہے پانچواں آنند مے کوش جس میں محبت ۔ خوشی ۔ کم یا زیادہ راحت ۔ راحت اور خاصیت تحمل دینے پرکرتی ہے ۔ یہ پانچ کوش کہلاتے ہیں ۔ انہی سے جیو سب قسم کے اعمال ۔ عبادت اور جاننا وغیرہ کاموں کو کرتا ہے ۔ جیو کی تین حالتیں (اوستھائیں) ایک جاگرت (حالت بیداری) دوسرے سوپن (حالت غنودگی) تیسرے سشپتی (گہری نیند) ۔

تین جسم ہیں ایک سٹھول (کثیف) جو یہ دکھائی دیتا ہے دوسرا سوکشم شریر لطیف جسم جو پانچ پران ۔ پانچ گیان اندریوں ۔ پانچ لطیف عناصر اور من اور بدھی ان سترہ تتوں (عناصر) کا مجموعہ ہے ۔ یہ سوکشم شریر جنم مرن وغیرہ میں بھی جیو کے ساتھ رہتا ہے ۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) بھوتک یعنی جو لطیف عناصر کے اجزا سے بنا ہے (۲) ذاتی یعنی جیو کی ذاتی صفات یہ دوسرا ابھوتک (غیر عناصر والا) جسم مکتی میں بھی رہتا ہے اس سے جیو مکتی میں بھی سکھ بھوگتا ہے تیسرا کارن شریر جس میں سشپتی یعنی گہری نیند آتی ہے وہ پرکرتی روپ (مادی طاقت) ہونیسے سب جگہ موجود اور سب جیووں کے لئے

ایک ہے ان تینوں جسموں کے علاوہ یوگیوں کا ایک اور چوتھا تریا شریر ہے - یہ وہ ہے جس میں سمادھی سے پرمیشور کے آنند سروپ میں جیو مگن ہوتے ہیں - اسی سمادھی کے اثر سے اس پیدا شدہ پاک جسم کا زور مکتی میں بھی پورا پورا مددگار رہتا ہے

ان سب کوش اور اوستھاؤں سے جیو الگ ہے - اوستھاؤں سے جیو کا الگ ہونا تو سب پر عیاں ہے (باقی رہے کوش) ان کی بابت اسطرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جب موت ہوتی ہے - تب سب لوگ کہتے ہیں کہ جیو نکل گیا - یہی جیو سب کا ترغیب دینے والا - سب کا سہارا دینے والا - شاہد فعل کرنے (اس کا پھل) بھوگنے والا ہے اگر کوئی کہے - کہ جیو فعل کرنے والا اور اسکا پھل بھوگنے والا نہیں - تو جانو - کہ وہ جاہل بے سمجھ ہے - کیونکہ بغیر جیو کے یہ سب جڑ پدارتھ (بیجان اشیا) ہیں - ان کو سکھ دکھ کا بھوگ یا بُرے بھلے کام کرنے کی قابلیت کبھی نہیں ہو سکتی - ہاں ان کے تعلق سے جیو نیکی بدی کرتا اور سکھ دکھ بھوگتا ہے - جب اندریاں اشیا کے ساتھ - من اندریوں کے ساتھ اور آتما من کے ساتھ مل کر پرانوں کو حرکت دیتا اور انہیں اچھے یا بُرے کاموں میں لگاتا ہے - تب ہی وہ بہر مکھ (یعنی دنیوی خواہشوں میں جھکا ہوا) ہو جاتا ہے - اسیوقت اندر سے (نیک کام کرتے وقت) خوف - شرم وحیا پیدا ہوتے ہیں یہ پرماتما کیطرف سے ہے جو دل کے اندر موجود ہے - جو کوئی اس ہدایت پر عمل کرتا ہے - وہی مکتی کے سکھ کو پاتا ہے - اور جو اسکے برعکس کرتا ہے - وہ بندھ کے دکھوں کو بھوگتا ہے (دوسرا سادھن) ویراگ ہے یعنی تمیز سے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرکے سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ کو ترک کر دینا زمین سے لیکر پرمیشور تک کی کل اشیا کو بلحاظ ان کی صفات افعال اور خواص کے جان کر پرمیشور کی فرمانبرداری اور عبادت میں لگ جانا اسکے برعکس نہ چلنا - کائنات سے فایدہ اٹھانا اس کو تمیز کہتے ہیں -

(تیسرا سادھن) چھ قسم کے کام کرنا ہے (۱) شم یعنی اپنے آتما اور انتہ کرن کو برے کاموں سے ہٹا کر دھرم کے کاموں میں ہمیشہ مصروف رکھنا (۲) دم یعنی کان وغیرہ حواس اور جسم کو شہوت پرستی وغیرہ برے افعال

سے ہٹاکر نفس کشی وغیرہ اچھے کاموں میں لگادینا (۳) اپ رتی یعنی بُرے کام کرنیوالوں سے ہمیشہ بچے رہنا (۴) تنیکشا یعنی مذمت۔ تعریف۔ نفع ونقصان خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ شادی وغمی کا خیال چھوڑکر مکتی کے وسائل میں ہمیشہ لگے رہنا (۵) شردھا یعنی وید وغیرہ ست شاستروں ان سے واقف کامل۔ راستباز عالموں۔ سچا اپدیش دینے والے بزرگوں کے کلام پر یقین کرنا (۶) سمادھان یعنی چت کی ایکاگرتا (دل کی برقراری)

چوتھا سادھن، ممکشتو ہے یعنی جسطرح بھوک پیاس سے گھبرائے ہوئے آدمی کو سوائے کھانے پینے کی چیزوں کے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ اسیطرح مکتی کے وسائل کو دعمل میں لانا) اور مکتی کے سوا اور کسی چیز سے رغبت نہ رکھنا

ان چار سادھنوں کے علاوہ چار انوبندھ ہیں۔ یعنی وہ کام جو سادھنوں کے بعد عمل میں لانے ضرور ہیں۔

چار انوبندھ یہ ہیں۔ پہلا۔ ادھیکاری، مذکورہ بالا چار سادھنوں والا آدمی ہی مکتی کا ادھیکاری یعنی مستحق ہوتا ہے دوسرا سمبندھ یعنی برہم کا پانا (نجات)، جو وید وغیرہ شاستروں کا مدعا یا نفس مضمون ہے اور اس مضمون کا بیان کرنے والے وید وغیرہ شاستروں کے تعلق کو بخوبی سمجھ لینا تیسرا "وشئی" سب شاستروں کا اصلی مدعا برہم کا پانا ہے۔ اور اس مدعا کو مدنظر رکھنے والے آدمی کا نام وشئی ہے چوتھا پریوجن، آخری مقصد، سب دکھوں کا دور ہونا اور راحت کامل حاصل کرکے مکتی کی خوشی پانا

اسکے بعد شرون چتشٹے (چار قسم کا سننا ہے)، ایک شرون جب کوئی عالم اپدیش کرے۔ تب شانتی سے دھیان دے کر سننا خاصکر برہم ودیا (علم الٰہی) کو کیونکہ یہ سب علموں میں سے دقیق ہے۔ دوسرا منن۔ تنہا جگہ میں بیٹھکر سنے ہوئے کا وچار کرنا جس بات میں کوئی شک ہو پھر پوچھنا۔ اور سنتے وقت بھی اگر مناسب ہو۔ پوچھ کر شک رفع کرنا، تیسرا ندھی دھیاسن۔ جب سنتے اور غور کرلینے سب

شکوک رفع ہو جاویں۔ تب سمادھی لگا کر یہ دیکھنا اور سمجھنا کہ (جس بات کو) جیسا سُنا اور بچارا تھا۔ وہ ویسا ہی ہے یا نہیں۔ ایسے دھیان یوگ سے دیکھنا کہتے ہیں چوتھا۔ ساکشات کار یعنی جس چیز کی جیسی اصلیت ہو۔ اسکو ویسا ہی جان لینا تموگن یعنی غصہ۔ سیاہ دلی۔ سستی۔ غفلت وغیرہ رجوگن یعنی کینہ۔ نفرت۔ بُری خواہش غرور۔ عیب جوئی وغیرہ عیبوں سے پاک ہو کر ہمیشہ ستیہ (راستی) شانت سبھاؤ (قائم) دُھیرج، پاکیزگی۔ علم۔ غور و فکر وغیرہ اوصاف اختیار کرے:

دُنیا میں چار قسم کے برت رکھے (۱) میتری۔ سکھی آدمیوں سے دوستی (۲) کرنا دُکھی آدمیوں پر رحم (۳) مُدتا۔ نیکو کاروں کو دیکھ کر خوش ہونا (۴) اُپیکشا۔ بدعمل سے نہ تو محبت نہ دُشمنی رکھنا۔

ہمکنو (نجات کا طالب) ہر روز کم سے کم دو گھنٹہ ضرور دھیان کرے۔ جس سے اندر کے من وغیرہ پدارتھ صاف نظر آنے لگیں دیکھو جیو چیتن سروپ ہیں۔ اسلئے گیان سروپ اور من کے شاہد ہیں۔ کیونکہ جب من قائم۔ چنچل۔ خوش۔ غمناک ہوتا ہے وہ اسکو اوسی طرح سے دیکھتے ہیں۔ ویسے ہی جیو اندریوں پران وغیرہ سے واقف پہلی دیکھی ہوئی چیزوں کے یاد کرنیوالے اور ایک ہی وقت میں بہت سی باتوں کے جاننے والے دھارن اور کشش کرنے والے ہیں۔ اور وہ ان سب سے الگ ہیں اگر الگ نہ ہوتے۔ تو وہ مختار ہو کر فعل کرنے والے ان (من پران) وغیرہ کے پریرک (ترغیب دینے والے) ادھشٹاتا (منتظم یا مہتمم) کبھی نہ ہو سکتے:

अविद्याऽस्मितारागद्वेषाभिनिवेशाः पञ्च क्लेशः
योगशास्त्रे पादे २। सू० ३॥

اس بیان میں پانچ کلیشوں کا بیان ہے، جن میں سے اودیا کی اصلیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔ (باقیماندہ چار کلیش یہ ہیں (۱) اسمتا یعنی آتما سے الگ بدھی (تمیز کو الگ نہ سمجھنا (۲) راگ۔ سکھ سے رغبت کرنا (۳) دُویش۔ دُکھ سے متنفر ہونا (۴) ابھی نویش۔ موت کے دُکھ کا خوف ابھی نویش کہلاتا ہے کیونکہ

جانداروں کی یہی خواہش ہے کہ میں ہمیشہ جیتا رہوں - مروں نہیں - ان پانچ کلیش
یوگ - ابھیاس اور بگیان (علم حقیقی) سے رفع کر کے اور برہم کو حاصل
کر کے مکتی کی راحت کامل کو بھوگنا چاہیئے ؛

سوال - جیسی مکتی آپ مانتے ہیں - ویسی اور کوئی نہیں مانتا - دیکھو جینیوں کا
اعتقاد ہے - کہ مکتی جیو موکش شلا پرشو پور میں چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے - عیسائیوں
کے نزدیک نجات چوتھے آسمان پر ہے - جہاں بیاہ - لڑائی - باجے - گاجے - کپڑے
وغیرہ سے خوشی محسوس کیجاتی ہے - ویسے ہی مسلمان ساتویں آسمان پر نجات مانتے
ہیں - بام مارگی شری پور - شیو کلاش - وشنو بیکنٹھ اور گوکلیے گوسائیں گولوک
وغیرہ میں جاکر اچھی عورتیں - کھانے - پینے پہننے - اچھی جگہ وغیرہ کے حاصل کر
آرام سے رہنے کو مکتی مانتے ہیں - پورانک لوگ پانچ قسم کی مکتی مانتے ہیں (۱)
سالوکیہ یعنی ایشور کے لوک میں رہنا (۲) سامیپہ یعنی چھوٹے بھائی کی مانند ایشور
کے ساتھ رہنا (۳) سارُوپیہ یعنی جیسی معبود کی شکل ہے ویسے بن جانا (۴) سایوجیہ
یعنی خدمتگار کی مانند ایشور کے ساتھ رہنا (۵) سایجیہ یعنی ایشور سے ملجانا ویدانتی
لوگ برہم میں لین ہو جانیکو موکش کہتے ہیں ؟

جواب - جینیوں کی مکتی وغیرہ کا بیان
بارہویں باب میں - عیسائیوں کا تیرھویں باب میں - مسلمانوں کا چودھویں باب میں
خصوصیت سے لکھیں گے - بام مارگیوں کا یہ یقین کہ شری پور میں جاکر لکشمی کی
مانند عورتیں - شراب گوشت وغیرہ کھانا پینا - راگ رنگ - مجامعت کرنا ہوتا ہے
اس دنیا سے کچھ نرالا نہیں - ویسے ہی مہادیو اور وشنو کی شکل پاکر پاربتی اور لکشمی
کی عورتوں کو حاصل کر کے چین (عیش) اڑانا - یہاں کے دولتمند راجاؤں سے حالت
صرف اسی میں بڑھکر ہے - کہ وہاں بیماریاں نہ ہونگی اور ہمیشہ جوان بنی رہینگی یہ بات
جھوٹ ہے کیونکہ جہاں بھوگ (عیش) وہاں روگ (بیماریاں) اور جہاں بیماریاں
وہاں پیری ضرور آتی ہے

پورانیوں سے پوچھنا چاہیئے کہ جیسی تمہاری پانچ قسم کی مکتی ہے ویسی تو کیڑے

بکوڑے۔ پتنگ۔ حیوانات وغیرہ کو خود بخود ہی حاصل ہے۔ کیونکہ جتنے کُرّے ہیں وہ سب ایشور میں ہیں۔ انہیں میں سب جیو رہتے ہیں۔ اِس لئے سالوکیہ (ایک لوک میں رہنا) کی مکتی بدوں محنت حاصل ہے۔ چونکہ ایشور سب جگہ موجود ہے۔ اِس لئے سب اُس کے نزدیک ہیں۔ پس سامیپیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے جیو ایشور سے ہر طرح چھوٹا اور چیتن ہونے سے اپنی ذات میں اُسی کے بھائی کی مانند ہے۔ اِسلئے سانوجیہ مکتی بھی بغیر کوشش کے دستیاب ہے۔ سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونیسے (اُس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اِس لئے سایوجیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے۔

اور ناستک (دہریہ) مرنے پر عناصر کا مِل جانا ہی اعلےٰ نجات مانتے ہیں (وہ بھی نجات نہیں کیونکہ) یہ تو کُتے گدہے وغیرہ کو بھی حاصل ہو جاتی ہے یہ تمام مکتیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک قسم کا بندھن ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ شیوپور۔ موکش شلا۔ چوتھے ساتویں آسمان۔ شری پور۔ کیلاش۔ بیکنٹھ۔ گولوک کو کسی خاص جگہ پر خاص مقام مانتے ہیں۔ اگر وہ ان مقامات سے الگ ہوں۔ تو مکتی چھوٹ جائے۔ اسی لئے ان کے نزدیک مکت لوگ ایسے ہونگے۔ جیسے بارہ پتھر کے اندر نظر بند آدمی۔ مکتی تو یہی ہے۔ کہ جہاں خواہش ہو۔ وہاں چلے پھرے۔ کہیں روک ٹوک خوف و خطر اور دُکھ نہ ہو۔ جنم کا نام پیدائش اور مرن کا نام مرنے ہے۔ جیو وقت پر جنم لیتے ہیں۔

سوال۔ جنم ایک ہے یا بہت	سابقہ جنموں کا یاد نہ ہونا باعث آرام
جواب بہت۔ سوال۔ اگر بہت ہیں تو پہلے جنم کی باتیں کیوں یاد نہیں	ہے۔ گو انسان ان سے بالکل بیخبر نہیں

جواب۔ جیو الپگیہ ہے۔ تینوں زمانوں کی باتیں جاننے والا نہیں۔ اِسلئے وہ باتیں یاد نہیں رہتیں۔ اور جس من کے ذریعہ علم ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو باتوں کا علم نہیں رکھ سکتا۔ بھلا پہلے جنم کی بات تو دور کنار اسی جنم میں جب جیو حمل میں تھا۔ تو

جسم پایا۔ بعدہٗ اِس نے جنم لیا۔ پانچویں برس سے پہلے تک جو جو باتیں ہوئیں وہ کیوں یاد نہیں رہتیں۔ اور حالتِ بیداری یا خواب میں ظاہراً بہت سے کام کاج کر کے جب گہری نیند میں پڑ جاتا ہے۔ تب حالتِ بیداری وغیرہ کی باتوں کو کیوں نہیں کر سکتا۔ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس پیشتر تیرھویں برس کے پانچویں مہینے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ میں تم نے کیا کیا تھا؟ تمہارا منہ۔ ہاتھ۔ کان۔ آنکھ۔ جسم کی طرف بھتے اور کس طرح کے تھے۔ اور تمہارے دل میں کیا خیال تھا؟ تو کچھ جواب نہ دے سکو گے۔ جب اسی جسم میں ایسی بات ہے۔ تو پہلے جنم کی باتوں کے یاد کرنے میں اعتراض کرنا صرف لڑکوں کی سی بات ہے۔ اور چونکہ یاد نہیں رہتی۔ اس لیئے جیو آرام سے ہے۔ نہیں تو سب جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ کر دکھی ہو کر مر جاتا۔ جو شخص پہلے اور پچھلے جنم کے حالات جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ جیو کا علم اور ذات ادنیٰ ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے۔ جیو کی نہیں۔

سوال۔ جب جیو کو پہلے جنم کا علم نہیں اور ایشور اس کو سزا دیتا ہے تو جیو کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہو کہ میں نے فلاں کام کیا تھا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ تب ہی وہ برے کاموں سے بچ سکیگا۔ **جواب**۔ تم علم کس طرح کا مانتے ہو؟ **سوال**۔ پرتکش وغیرہ پرمانوں سے آٹھ قسم کا۔ **جواب**۔ تو پھر جب جنم سے لیکر وقتاً فوقتاً حکومت۔ دولت۔ عقل۔ علم۔ افلاس۔ بیوقوفی وغیرہ سکھ و دکھ دنیا میں دیکھتے ہو۔ تو تمکو پہلے جنم کا علم کیوں نہیں ہوتا؟ جیسے اگر ایک طبیب اور ایک عام آدمی کو کوئی بیماری ہو۔ تو اس کی تشخیص طبیب کر لیتا ہے۔ اور علم طب سے بے بہرہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایک نے طبابت سیکھی ہے۔ اور دوسرے نے نہیں لیکن تجار بیماروں سے ہو نیسے جو طبیب نہیں وہ بھی اتنا تو جان سکتا ہے۔ کہ مجھ سے کوئی بدپرہیزی ہو گئی ہے۔ جس سے مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی۔ ویسے ہی دنیا میں مختلف سکھ۔ دکھ وغیرہ کی کمی بیشی دیکھ کر پہلے جنم کا قیاس کیوں نہیں کر لیتے؟ اور اگر جنم کو نہ مانو۔ تو پرمیشور طرفدار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

(ایک کو) بلاقصور افلاس وغیرہ دُکھ اور (دوسرے کو) پہلے نیکی کئے بغیر حکومت دولت اور عقل کیوں دی؟ پس ظاہر ہوا پہلے جنم کے نیک و بد اعمال کے مطابق جزا و سزا کے دینے سے پرمیشور پورا پورا منصف رہتا ہے۔ **سوال** ایک جنم ہونے سے بھی پرمیشور منصف ہو سکتا ہے جیسے سب کا مالک راجہ جو کرے وہ انصاف ہے۔ باغبان اپنے باغ میں چھوٹے بڑے پیڑ لگاتا ہے۔ کسی کو کاٹتا کسی کو اکھیڑتا اور کسی کی حفاظت کرتا اور بڑھاتا ہے۔ جس کی جو چیز ہے۔ وہ اس کو جیسا چاہے رکھے کیونکہ اسکے اوپر کوئی بھی دوسرا انصاف کرنیوالا نہیں۔ جو اس کو سزا دے سکے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ہے کہ جس سے ایشور ڈرے **جواب** پرماتما چونکہ انصاف پسند اور انصاف کرنیوالا ہے۔ بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اس لئے وہ قابل پرستش اور بڑا ہے۔ جو انصاف کے خلاف کرے وہ پرمیشور ہی نہیں۔ جیسے باغبان بلا وجہ رستے پر یا بے موقع درخت لگانے نہ کاٹنے کے لائق درختوں کو کاٹنے نہ بڑھانے کے لائق درختوں کو نہ بڑھانے سے بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بلا سبب (کوئی کام) کرنے سے ایشور پر اعتراض آویگا۔ پرمیشور کے لئے انصافانہ کارروائی کرنی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ذات سے پاک اور منصف ہے۔ اگر سودائی آدمی کی طرح کام کرے تو دُنیا کے اچھے منصف سے بھی ادنےٰ اور ناقابل تعظیم ہو۔ کیا اس جہان میں قابلیت سے اچھا کام کئے بغیر عزت اور بُرا کام کئے بغیر سزا دینے والا بدنام بے عزت نہیں ہوتا؟ پس ایشور نہ بے انصافی کرتا ہے۔ نہ کسی سے ڈرتا ہے۔ **سوال**۔ پرماتما نے پہلے ہی سے جس کیلئے جتنا دینا سوچ رکھا ہے۔ اتنا دیتا اور جتنا کام کرنا ہے۔ اتنا کرتا ہے۔ **جواب** اسکا بچار جیووں کے اعمال کے مطابق ہوتا ہے۔ اور طرح نہیں۔ اگر اور طرح ہو۔ تو ایشور قصوروار اور بے انصاف ٹھہرے

سُکھ دکھ اور مختلف اجسام کی پیدائش اپنے ہی اعمالوں کا نتیجہ ہے

سوال بڑوں چھوٹوں کو سکھ دکھ یکساں ہوتا ہے بڑوں کو بڑی فکر ہے اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ کچہری ہو گئی

ساہوکار کا مقدمہ لاکھ روپئے کا ہے۔ تو وہ گرمی کے دنوں میں اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر کچہری جاتا ہے۔ جاہل لوگ بازار سے گذرتا دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ دیکھو نیک و بد اعمال کا نتیجہ۔ ایک پالکی میں آرام سے بیٹھا ہے۔ اور دوسرے ننگے پاؤں اوپر نیچے سے دھوپ میں جلتے ہوئے پالکی کو اٹھائے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن دانا لوگ اس میں یہ (راز) جانتے ہیں کہ جوں جوں کچہری نزدیک آتی جاتی ہے۔ توں توں ساہوکار کا غم و فکر بڑھتا جاتا ہے۔ اور کہاروں کو خوشی ہوتی جاتی ہے۔ جب کچہری میں پہنچتے ہیں۔ تب سیٹھ جی ادہر اُدہر جانے کی تجویز کرتے ہیں۔ کہ وکیل کے پاس جاؤں۔ یا سررشتہ دار کے پاس۔ آج مقدمہ ہارونگا۔ یا جیتونگا۔ نہ جانے کیا ہوگا۔ اور کہار تمباکو پیتے آپس میں باتیں چیتیں کرتے ہوئے خوشی خوشی چین سے سو جاتے ہیں۔ اگر سیٹھ جی جیت جائیں۔ تو کچھ سکھ پائیں۔ ہار جائیں تو بحر عذاب میں گرفتار ہو جائیں۔ لیکن وہ کہار جیسے تھے۔ ویسے ہی رہتے ہیں۔ اسی طرح جب راجہ خوبصورت ملائم بستر پر سوتا ہے۔ تو بھی جلدی نیند نہیں آتی۔ اور مزدور پتھر کنکر مٹی اور ناہموار زمین پر سوتا ہے۔ تو اس کو جھٹ نیند آجاتی ہے۔ ایسے ہی سب جگہ سمجھ لو۔ **جواب** یہ سمجھ تو نادانوں کی ہے اگر کسی ساہوکار سے کہیں۔ کہ تو کہار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار بننا نہیں چاہیگا اسکے برعکس کہار ساہوکار بننا چاہتے ہیں۔ اگر سکھ دکھ برابر ہوتا۔ تو اپنی اپنی حالت چھوڑ کر نیچ و اعلےٰ بننا دونوں نہ چاہتے۔ دیکھو۔ ایک جیو عالم۔ نکوکار۔ طالع مند راجہ کی رانی کے پیٹ میں آتا۔ اور دوسرا نہایت مفلس گھسیارے کے پیٹ میں آتا ہے۔ ایک کو حمل کے وقت سے ہی ہمیشہ سکھ اور دوسرے کو ہر طرح دکھ ملتا ہے۔ ایک تو پیدا ہوتے ہی عمدہ خوشبودار پانی سے نہلایا جاتا ہے۔ احتیاط سے اسکی ناڑ کاٹتے ہیں۔ دودھ وغیرہ کا مناسب بندوبست کرتے ہیں جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے۔ تو اُسے حسب خواہش مصری وغیرہ ملا دودھ مل جاتا ہے۔ اسکو خوش رکھنے کیلئے نوکر چاکر۔ کھلونے سواری موجود رہتے ہیں۔ اچھی جگہ لاڈ سے

شاد ہوتا ہے۔ دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ نہانے کے لئے پانی بھی نہیں ملتا جب دودھ پینا چاہتا ہے۔ تب دودھ کے عوض گھونسے تھپڑ وغیرہ سے پیٹا جاتا ہے نہایت رقت انگیز آواز سے رٹتا ہے کوئی نہیں پوچھتا وغیرہ میں ظاہر ہے کہ جیووں کو بغیر نیک و بداعمال کے سکھ آواز دکھ ہونیسے پرمیشور پر اعتراض آتا ہے۔ دوم۔ اگر بغیر اعمال کے سکھ دکھ ملتے ہیں۔ تو آگے بہشت دوزخ بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور نے اس وقت بغیر اعمال کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی موت کے بعد بھی جسکو چاہیگا۔ بہشت میں اور جسکو چاہیگا دوزخ میں بھیج دیگا۔ ایسی صورت میں سب جیو بدکار ہو جائیں گے۔ نیک کام کیوں کرینگے۔ کیونکہ نیک اعمال کا ثمرہ ملنے میں شک ہے۔ سب کچھ پرمیشور کے ہاتھ ہے۔ جیسا چاہیگا۔ کرے گا۔ اسی طرح دنیا سے برے کاموں کا خوف اٹھ جاویگا۔ ادھرم کی ترقی ہوگی۔ اور دھرم کا زوال پس سمجھنا چاہیئے کہ پہلے جسم کے نیک و بداعمال کے مطابق موجودہ جنم اور ایسی ہی اس جنم کے اعمال کے مطابق آئیندہ کے جنم ہوتے ہیں۔ **سوال**۔ انسان اور دیگر حیوانات کے اجسام میں جیو یکساں ہیں یا مختلف نوع کے۔ **جواب**۔ جیو یکساں ہیں۔ لیکن پاپ پن کے مل جانے سے ناپاک اور پاک ہو جاتے ہیں۔ **سوال**۔ انسان کا جیو حیوانات وغیرہ میں۔ حیوانات وغیرہ کا انسان کے جسم میں۔ عورت کا مرد کے اور مرد کا عورت کے جسم میں جاتا آتا ہے یا نہیں۔ **جواب**۔ ہاں جاتا آتا ہے کیونکہ جب بدی بڑھ جاتی ہے اور نیکی کم ہو جاتی ہے۔ تب انسان کا جیو حیوانات وغیرہ ادنے اجسام میں (جاتا ہے) اور جب نیکی زیادہ اور بدی کم۔ تب دیوتا یعنی علماء کا جسم ملتا ہے۔ اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے۔ تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے۔ اسمیں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنے ہونیسے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنے جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور جب زیادہ گناہ کا پھل حیوانات وغیرہ کے جسم میں بھوگ لیا جاتا ہے۔ پھر نیکی بدی کے برابر رہنے سے جیو انسانی جسم میں آتا ہے۔ اور نیکی کا ثمرہ اٹھا کر پھر متوسط انسان کے

جسم میں آتا ہے۔ جب جیو جسم سے نکلتا ہے۔ اسکا نام موت اور جسم کے ساتھ تعلق ہونیکا نام جنم (ولادت) ہے۔ جب جسم چھوڑتا ہے۔ تب یم آلہ (یعنی خانہ یم) یعنی آکاش میں ٹھہری ہوئی ہوا میں رہتا ہے۔ کیونکہ وید میں لکھا ہے یم نام ہوا کا ہے۔ گرڑ پرانکا فرضی جم (جمراج) نہیں۔ اسکا خاص کھنڈن منڈن (تردید وتائید) گیارہویں باب میں لکھینگے۔ بعد ازاں دھرم راج یعنی پرمیشور اس جیو کی نیکی بدی کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ ہوا خوراک۔ پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم) سے داخل ہوتا ہے۔ جو داخل ہو کر آہستہ آہستہ ویرج میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم قبول کر کے باہر آتا ہے۔ اگر عورت کے جسم میں داخل کرنے کے لائق اعمال ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اور حمل کے ٹھہرنے کے وقت عورت مرد کے جسم میں تعلق پاکر رج اور ویرج کے برابر ہونے سے مخنث ہوتا ہے۔ اسی طرح جیو کئی قسم کے جیون مرن میں اس وقت تک پڑا رہتا ہے جب تک اعلےٰ اعمال۔ عبادت اور علم حقیقی حاصل کر کے نجات نہیں پاتا۔ کیونکہ اعلےٰ کرم وغیرہ کرنے سے انسانوں میں اعلےٰ جنم اور مکتی میں مہا کاسپ تک جنم مرن کے دکھ سے آزاد ہو کر راحت کامل میں رہتا ہے۔

سوال مکتی کئی جیون میں ہوتی ہے۔ لیکن مکت جیو پرمیشور میں نہیں ملجاتا۔ یا مکتی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ یا بہت جنموں میں؟ **جواب** بہت جنموں میں کیونکہ

भिद्यते हृदयग्रन्थिश्छिद्यन्ते सर्वसंशयाः ।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन् दृष्टे परोऽवर ॥
मुण्डक [२ । खं० २ । मं० ८]

جب اس جیو نے دل کی جہالت کی گانٹھ کٹ جاتی۔ سب شکوک رفع ہو جاتے اور برے اعمال نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ تب ہی وہ اس پرماتما میں جو اپنے آتما کے اندر اور باہر موجود ہے۔ رہائش کرتا ہے۔

سوال مکتی میں پرمیشور میں جیو ملجاتا ہے۔ یا اس سے الگ رہتا ہے؟

جواب۔ الگ رہتا ہے۔ کیونکہ اگر مل جاوے تو مکتی کی خوشی کون محسوس کرے اور مکتی کے جتنے سادھن ہیں۔ سب رائیگاں ہو جاویں۔ وہ مکتی تو نہ ہو۔ بلکہ جیو کی قیامت ہو) جب جیو پرمیشور کے حکم پر چلتا ہے۔ نیک کام۔ اچھی صحبت یوگا بھیاس (مذکورہ بالا سب سادھن کرتا ہے۔ تو مکتی پاتا ہے۔

सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायां परमे व्योमन्।
सोऽश्नुते सर्वान् कामान् सह ब्रह्मणा विपश्चितेति ॥
तैत्तिरी० । [आनन्दवल्ली अनु० १]

جو جیو آتما اپنی بدھی اور آتما میں قائم۔ ست (راست وجود) گیان (علم کل) اور اننت (لاانتہا) آنند سروپ (راحت کل) پرماتما کو جانتا ہے۔ وہ اس بیاپک روپ (سب جگہ موجود) برہم میں ٹھہر کر اس لاانتہا علم رکھنے والے برہم کے ساتھ واصل ہو کر سب خواہشوں کو حاصل کرتا ہے۔ یعنی وہ جس خوشی (کے حصول) کی خواہش کرتا ہے۔ اسی خوشی کو حاصل کرتا ہے۔ یہی مکتی ہے **سوال** جسطرح جیو بغیر جسم کے دنیاوی سکھ نہیں بھوگ سکتا ویسے ہی مکتی میں جسم بغیر آنند کیسے بھوگ سکیگا۔ **جواب** اس سوال کو پہلے حل کر چکے ہیں۔ مزید برآں سنو۔ جیسے جیو دنیوی سکھ جسم کے سہارے بھوگتا ہے۔ ویسے ہی وہ پرمیشور کے سہارے مکتی کے آنند کو بھوگتا ہے۔ مکت جیو لاانتہا بیاپک برہم میں آزاد ہو کر چلتا پھرتا۔ پاک علم سے ساری مخلوقات کو دیکھتا۔ دیگر مکت جیوؤں کے ساتھ ملتا۔ علم پیدائش کو سلسلہ وار دیکھتا ہوا سب لوگوں میں (یعنی جتنے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ یا دکھائی نہیں دیتے ان سب میں) پھرتا ہے۔ وہ سب اشیاء کو جو کہ اس کے گیان میں آتی ہیں۔ دیکھتا ہے۔ جتنا گیان زیادہ ہوتا ہے۔ اُس کو اتنا ہی آنند (راحت) زیادہ ہوتا ہے۔ پاک ہونے کی وجہ سے مکتی میں جیو آتما پورا گیانی ہوتا ہے۔ اس پر نزدیک کی اشیاء کا پورا پورا جلوہ (علم) ہوتا ہے۔ یہی خواص سکھ سورگ (بہشت) ہے۔ اور نفسانی خواہشوں اور شہوات میں پھنسکر خاص دکھ محسوس

کرنا۔ نرک (دوزخ) کہلاتا ہے۔

سورگ اور نرک کی تعریف سوہ سکھ کا نام ہے۔ جس میں سوہ یعنی سکھ حاصل ہوتا ہے۔ اسکا نام سورگ اور اسکے برعکس دکھ بھوگنا نرک ہے۔ جو دنیوی سکھ ہے وہ معمولی سورگ اور جو پرمیشور کے حصول سے آنند ہے وہی غیر معمولی سورگ کہلاتا ہے۔ سب جیو قدرتاً سکھ کے حصول اور دکھ سے رہائی پانے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن جب تک نیکی نہیں کرتے اور بدی نہیں چھوڑتے۔ تب تک اُن کو نہ تو سکھ ملے گا۔ اور نہ دکھ سے رہائی ہوگی۔ کیونکہ جب تک کسی چیز کی جڑ نہیں کاٹی جاتی۔ وہ برباد نہیں ہوتی۔

छिन्ने मूले वृक्षो नश्यति तथा पापे क्षीणे दुःखं नश्यति ।

جس طرح جڑ کٹ جانیسے درخت برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدی کو چھوڑ دینے سے دکھ دور ہو جاتا ہے۔ دیکھو منوسمرتی میں اس طور پر نیکی اور بدی کا مختلف قسم کا اثر لکھا ہے۔

मानसं मनसैवायमुपभुङ्क्ते शुभाऽशुभम् ।
वाचा वाचा कृतं कर्म कायेनैव च कायिकम् ॥ १ ॥
शरीरजैः कर्मदोषैर्याति स्थावरतां नरः ।
वाचिकैः पक्षिमृगतां मानसैरन्त्यजातिताम् ॥ २ ॥
यो यदैषां गुणो देहे साकल्येनातिरिच्यते ।
स तदा तद्गुणप्रायं तं करोति शरीरिणम् ॥ ३ ॥
सत्वं ज्ञानं तमोऽज्ञानं रागद्वेषौ रजः स्मृतम् ।
एतद् व्याप्तिमदेतेषां सर्वभूताश्रितं वपुः ॥ ४ ॥
तत्र यत्प्रीतिसंयुक्तं किञ्चिदात्मनि लक्षयेत् ।
प्रशान्तमिव शुद्धाभं सत्वं तदुपधारयेत् ॥
यत्तु दुःखसमायुक्तमप्रीतिकरमात्मनः ।

तद्रजोऽप्रतिपं विद्यात्सततं हारि देहिनाम् ॥ ६ ॥
यत्तु स्यान्मोहसंयुक्तमव्यक्तं विषयात्मकम् ।
अप्रतर्क्यमविज्ञेयं तमस्तदुपधारयेत् ॥ ७ ॥
त्रयाणामपि चैतेषां गुणानां यःफलोदयः ।
अग्र्यो मध्यो जघन्यश्च तं प्रवक्ष्याम्यशेषतः ॥ ८ ॥
वेदाभ्यासस्तपो ज्ञानं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धर्मक्रियात्मचिन्ता च सात्त्विकं गुणलक्षणम् ॥ ९ ॥
आरम्भरुचिताऽधैर्यमसत्कार्यपरिग्रहः ।
विषयोपसेवा चाजस्रं राजसं गुणलक्षणम् ॥ १० ॥
लोभः स्वप्नो धृतिः क्रौर्यं नास्तिक्यं भिन्नवृत्तिता ।
याचिष्णुता प्रमादश्च तामसं गुणलक्षणम् ॥ ११ ॥
यत्कर्म कृत्वा कुर्वंश्च करिष्यंश्चैव लज्जति ।
तज्ज्ञेयं विदुषा सर्वं तामसं गुणलक्षणम् ॥ १२ ॥
येनास्मिन्कर्मणा लोके ख्यातिमिच्छति पुष्कलाम् ।
न च शोचत्यसम्पत्तौ तद्विज्ञेयं तु राजसम् ॥ १३ ॥
यत्सर्वेणेच्छति ज्ञातुं यन्न लज्जति चाचरन् ।
येन तुष्यति चात्मास्य तत्सत्त्वगुणलक्षणम् ॥ १४ ॥
तमसो लक्षणं कामो रजसस्त्वर्थ उच्यते ।
सत्त्वस्य लक्षणं धर्मः श्रैष्ठ्यमेषां यथोत्तरम् ॥ १५ ॥

मनु० अ० १२ ॥ (श्लो० ८ । ६ । २५-३३ । ३५-३८)

یعنی انسان اس طرح اپنے اعلے۔ متوسط اور ادنےٰ سبھاؤ کو جان کر اعلے سبھاؤ اختیار کرے۔ متوسط اور ادنےٰ کو چھوڑ دے اور یہ بھی یقین رکھے۔ کہ یہ جیو من سے جو نیک یا بد کام کرتا ہے۔ اس کا

پھل سُکھ دُکھ سے جو زبان کے ذریعہ کرتا ہے۔ اس کا پھل ۔بان سے اور جسم کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔ اس کا پھل جسم سے بھوگتا ہے۔ جو شخص جسم سے چوری۔ غیر عورت کے نزدیک جانا بھلے لوگوں کو مارنا وغیرہ بڑے کام کرتا ہے۔ اسکو درخت وغیرہ غیر متحرک (ساکن) چیز کا جسم ملتا ہے۔ زبان سے کئے ہوئے بُرے کاموں سے پرند چرند وغیرہ اور من سے کئے ہوئے بُرے کاموں سے چنڈال وغیرہ کا جسم ملتا ہے۔ جو وصف ان جیووں کے جسم میں زیادہ تر ہوتا ہے۔ وہ اُن کو اپنے مانند بنا لیتا ہے۔

ست رج۔ تم گنوں کی تعریف علامات اور پھل

جب آتما میں گیان ہو۔ تب اُسے ستوگن جب اگیان ہو تب تموگن اور جب آتما راگ دویش میں لگے۔ تب رجوگن جاننا چاہیئے۔ یہ پرکرتی (مادہ) کی تین صفات سب دنیا کی اشیاء میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی شناخت اسطرح کرنی چاہیئے۔ کہ جب آتما میں خوشی۔ ستانتی اس طور سے فہمی یا باریک بینی ہو۔ تب سمجھنا (چاہیئے) کہ اس میں ستوگن زیادہ اور رجوگن تموگن کم ہیں۔ جب آتما اور من دُکھی (اور) خوشی سے خالی شہوت میں اور بے کار پھرے تب سمجھنا کہ رجوگن زیادہ ستوگن اور تموگن کم ہیں۔ جب آتما اور من پھنسے ہوئی ہوں۔ اور کچھ بچار رہے۔ شہوت نفسانی میں غلطاں رہے۔ تب یقیناً جاننیے۔ کہ اُسوقت اُس میں تموگن زیادہ اور ستوگن رجوگن کم ہیں

اب ان تینوں گنوں کا اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ نتیجہ جو ہوتا ہے۔ اُس کو اچھی طرح بیان کرتے ہیں ویدوں کا پڑھنا۔ دھرم پر چلنا۔ علم کی ترقی۔ پاکیزگی کی خواہش اندریوں پر قابو۔ دھرم کے مطابق کام اور آتما کا چنتن (دھیان) ستوگن کی علامت ہے جب رجوگن کا ظہور ہوتا ہے ستو اور تموگن دب جاتے ہیں۔ تب شروع میں اُلٹی بے صبری۔ بُرے کام کرنا۔ متواتر شہوت پرستی کی خواہش ہوا کرتی ہے۔ تب رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ جب تموگن کا ظہور ہوتا ہے۔ اور باقی دونوں دب جاتے ہیں۔ تو مفصلہ ذیل علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ زیادہ لالچ جو سب گناہوں کی جڑ ہے فروغ پاتا ہے۔ بہت سستی ہوتی ہے

اور نیند آتی ہے۔ کم حوصلگی۔ فتنہ پردازی گھیر لیتی ہے۔ دہریہ پن آجاتا ہے یعنی
وید اور ایشور میں شردھا نہیں رہتی۔ انتہ کرن کی برتی مختلف ہوجاتی ہے۔ اور دل
نہیں جمتا۔ اور جیو کسی ایک (بڑے) شغلوں میں پھنس جاتا ہے۔ دانشمندوں
کو تموگن کی (یہ) علامت سمجھنی چاہیئے۔ اس طرح جب اپنا آتما کسی کام کو کرتا
ہوا اور کرنے کی خواہش سے شرم۔ شک اور خوف میں پڑ جائے۔ تب جانو۔ کہ
مجھ میں تموگن نے غلبہ پایا ہے۔ جب کام کرنے سے اس جہان میں جیو
آتما بہت شہرت چاہتا ہے۔ افلاس کے ہونے پر بھی بھاٹ وغیرہ کو خیرات
دینی نہیں چھوڑتا۔ تب سمجھنا کہ اس میں رجوگن غالب ہے۔ جب انسان
کا آتما سب سے علم حاصل کرنے کی خواہش رکھے۔ اور سب سے
اوصاف حمیدہ اختیار کرے۔ اچھا کام کرنے میں شرم نہ کرے۔ اور جس
کام سے آتما خوش ہو۔ اسی کے کرنے کی طرف راجع ہو۔ یعنے دھرم پر چلے۔
تب سمجھنا کہ اس میں ستوگن غالب ہے۔ تموگن کی علامت خواہشوں کا ہونا
رجوگن کی علامت۔ دولت جمع کرنے کی آرزو۔ اور ستوگن کی علامت دھرم
کی پیروی کرنا ہے۔ لیکن تموگن سے رجوگن اور رجوگن سے ستوگن افضل
تر ہے۔ اب جس گن سے جس حالت کو جیو حاصل کرتا ہے۔ اس کا بیان
کرتے ہیں

देवत्वं सात्विका यान्ति मनुष्यत्वञ्च राजसाः ।
तिर्यक्त्वं तामसा नित्यमित्येषा त्रिविधा गतिः ॥ १ ॥
स्थावराः कृमिकीटाश्च मत्स्याः सर्पाश्च कच्छपाः ।
पशवश्च मृगाश्चैव जघन्या तामसी गतिः ॥ २ ॥
हस्तिनश्च तुरङ्गाश्च शूद्रा म्लेच्छाश्च गर्हिताः ।
सिंहा व्याघ्रा वराहाश्च मध्यमा तामसी गतिः ॥ ३ ॥
चारणाश्च सुपर्णाश्च पुरुषाश्चैव दाम्भिकाः ।

रक्षांसि च पिशाचाश्च तामसीषूत्तमा गतिः ॥ ४ ॥
झल्ला मल्ला नटाश्चैव पुरुषाः शस्त्रवृत्तयः ।
द्यूतपानप्रसक्ताश्च जघन्या राजसी गतिः ॥ ५ ॥
राजानः क्षत्रियाश्चैव राज्ञां चैव पुरोहिताः ।
वादयुद्धप्रधानाश्च मध्यमा राजसी गतिः ॥ ६ ॥
गन्धर्वा गुह्यका यक्षा विबुधानुचराश्च ये ।
तथैवाप्सरसः सर्वा राजसीषूत्तमा गतिः ॥ ७ ॥
तापसा यतयो विप्रा ये च वैमानिका गणाः ।
नक्षत्राणि च दैत्याश्च प्रथमा सात्विकी गतिः ॥ ८ ॥
यज्वान ऋषयो देवा वेदा ज्योतींषि वत्सराः ।
पितरश्चैव साध्याश्च द्वितीया सात्विकी गतिः ॥ ९ ॥
ब्रह्मा विश्वसृजो धर्मो महानव्यक्तमेव च ।
उत्तमां सात्विकीमेतां गतिमाहुर्मनीषिणः ॥ १० ॥
इन्द्रियाणां प्रसंगेन धर्मस्यासेवनेन च ।
पापान्संयान्ति संसारानविद्वांसो नराधमाः ॥ ११ ॥
(मनु० अ० १२ । श्लो० ४० । ४२—५० । ५२)

ساتوک یعنی ستوگنی دیوتاؤں یعنی علمار کا۔ رجوگنی معمولی آدمی کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ اور تموگنی اونے حالت کو پاتے ہیں۔ بڑے تموگنی غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑے۔ مچھلی۔ سانپ کچھوا حیوانات اور چرندوں کے جنم کو حاصل کرتے ہیں۔ متوسط تموگنی۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ شودر۔ ملیچھ۔ بڑے کام کرنے والے شیر۔ بھیڑیا۔ شور کے جنم میں جاتے ہیں۔ اعلےٰ تموگنی اپنے اعمال کے باعث چارن (جو کبت دوہا وغیرہ بنا کر لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔) خوبصورت پرندے۔ مکار آدمی۔ یعنی اپنے سُکھ کے لئے اپنی تعریف کرنے والے راکشش

یعنی ایذارساں۔ پشاچ بدچلن یعنی شراب وغیرہ کے استعمال کرنے والے
ور غلیظ رہنے والوں کے قالب میں آتے ہیں۔
ادنیٰ ارجوگنی تلوار وغیرہ سے مارنے یا کلہاڑے وغیرہ سے چیرنے والے ملاحوں
نٹ یعنی بازیگروں (جو بانس وغیرہ پر حکمت سے چڑھنا۔ کودنا۔ اترنا۔ وغیرہ تماشے
کرتے ہیں) ہتھیار باندھنے والوں اور شراب نوشی کے شائقوں کا جنم پاتے ہیں
جو متوسط رجوگنی ہوتے ہیں۔ وہ راجہ کشتری ورن کے راجاؤں کے
پروہت۔ بحث مباحثہ کرنے والے۔ قاصد۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ جنگی افسروں
کا جنم پاتے ہیں۔ جو اعلےٰ رجوگنی ہیں۔ وہ گندھرب (گانے والے) رگھیک
(باجہ بجانے والے) یکش (دولت مند) علماء کے خدمتگار اور اپسرا یعنی شکیل
عورتوں کا جنم پاتے ہیں۔ تپسوی۔ جتی۔ سنیاسی۔ وید پاٹھی۔ غبارہ چلانے والے
جوتشی اور ویتیہ یعنی جسم کے پرورش کرنے والوں کو ادنےٰ ستوگن کے اعمال کا
نتیجہ جانو۔ جو متوسط ستوگن والا کام کرتے ہیں۔ وہ جیو یگیہ کرنے والے ویدوں
کا مطلب جاننے والے علماء۔ وید۔ بجلی وغیرہ اور کال ودیا کے جاننے والے۔ محافظ
انی اور حصول مقصد کیلئے خدمت کرنے کے قابل معلم کا جنم پاتے ہیں۔ جو اعلیٰ ستوگن
اور اعلےٰ کام کرتے ہیں۔ وہ برہما۔ سب ویدوں کے جاننے والے۔ سب سلسلہ
لوقات کے علم کو جان کر مختلف قسم کے غبارہ وغیرہ سواری کے سامانوں کے بنانے
والے دھارمک سب سے افضل عقل رکھنے والے اور اویکت (یعنی مادہ پرکرتی) مادہ
قبضہ پانے والے طاقت کو حاصل کرنے والے کا جنم پاتے ہیں۔ جو اندریوں
کے بس میں آکر شہوت پرست ہوتے ہیں۔ دھرم کو چھوڑ کر ادھرم کرتے ہیں اور
ل ہیں۔ وہ آدمیوں میں اوتلے یعنی پرُ از عذاب جنم کو پاتے ہیں۔
اسی طرح ستو۔ رج اور تموگن کے ویگ (میلان) سے جو جس قسم کا کام کرتا ہے
و اسی قسم کا پھل حاصل ہوتا ہے۔
مکت ہوتے ہیں وہ ان تینوں گنوں سے پرے ہو جاتے ہیں۔ پس مہایوگی ہو کر مکتی

کا سادھن کرنے کے لئے ان گنوں میں نہ پھنسنا چاہیئے۔

योगश्चित्तवृत्तिनिरोधः ॥ १ ॥ (पा० १ । २)

तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम् ॥ २ ॥ (पा० १ । ३)

یہ یوگ شاستر پتنجل کے سوتر ہیں۔ ان رجوگن۔ تموگن والے اعمال سے من کو ہٹا کر اور ویسے ہی پاک ستوگن والے اعمال سے من کو ہٹا کر اور ویسے ہی پاک ستوگن والے ہو جانے بعد ازاں اُس (من کو قابو میں) رکھ کر ایک پرماتما اور دھرم والے کاموں میں ٹھہرائے۔ اس طرح من کا روکنا یعنی ہر طرح سے من کی رفتار کو روکنا یوگ کہلاتا ہے۔

جب دل قائم اور قابو میں ہوتا ہے۔ تب سب کے شاہد۔ ایشور کے سروپ میں جیو آتما کا قیام ہوتا ہے۔

مکتی حاصل کرنے کے لئے اسی قسم کے سادھن کرنے ضرور ہیں۔ اور

अथ त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्तिरत्यन्तपुरुषार्थः ॥

یہ سانکھیہ کا سوتر ہے۔ ادھیاتمک (یعنی جسمانی تکلیف) آدھی بھوتک (یعنی جو تکلیف دوسرے جانداروں سے اپنے کو پہنچے) آدھی دیوک (یعنی از حد بارش) از حد تپش از حد سردی من اور اندریوں کی چنچلتا وغیرہ سے ہونے والی تکلیف) ان تین قسم کے دکھوں سے رہائی پا کر مکتی پانا۔ (زندگی کا) اعلیٰ مقصد ہے۔

اس سے آگے آچار اناچار۔ ور بھکشیہ ابھکشیہ کے بارہ میں بیان کریں گے



دسواں باب

آچار (اوامر) اناچار (نواہی) بھکشیہ (حلال)، ابھکشیہ (حرام) کا بیان

آچار۔اناچار کی تعریف: اب آچار یعنی دھرم کے حکموں پر چلنے۔ نیک سلوک بھلے لوگوں کی صحبت اور اعلےٰ علم حاصل کرنے کے شوق وغیرہ اور اس کے برعکس اناچار کا بیان کرتے ہیں۔

विद्वद्भिः सेवितः सद्भिर्नित्यमद्वेषरागिभिः ।
हृदयेनाभ्यनुज्ञातो यो धर्मस्तन्निबोधत ॥ १ ॥
कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ॥ २ ॥
सङ्कल्पमूलः कामो वै यज्ञाः सङ्कल्पसंभवाः ।
व्रतानि यमधर्माश्च सर्वे सङ्कल्पजाः स्मृताः ॥ ३ ॥
अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ॥ ४ ॥
वेदोऽखिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम् ।

आचारश्चैव साधूनामात्मनस्तुष्टिरेव च ॥ ५ ॥
सर्वन्तु समवेक्ष्येदं निखिलं ज्ञानचक्षुषा ।
श्रुतिप्रामाण्यतो विद्वान् स्वधर्मे निविशेत वै ॥ ६ ॥
श्रुतिस्मृत्युदितं धर्ममनुतिष्ठन् हि मानवः ।
इह कीर्त्तिमवाप्नोति प्रेत्य चानुत्तमं सुखम् ॥ ७ ॥
योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ॥ ८ ॥
वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥ ९ ॥
अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।
धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥ १० ॥
वैदिकैः कर्मभिः पुण्यैर्निषेकादिर्द्विजन्मनाम् ।
कार्य्यः शरीरसंस्कारः पावनः प्रेत्य चेह च ॥ ११ ॥
केशान्तः षोडशे वर्षे ब्राह्मणस्य विधीयते ।
राजन्यबन्धोर्द्वाविंशे वैश्यस्य द्व्यधिके ततः ॥ १२ ॥
मनु० अ० २ । (श्लो० १-४ । ६ । ८ । ९ । ११ । १२ । २६ । ६५)

انسان ہمیشہ اس بات کا خیال رکھے۔ کہ وہی دھرم تعظیم و تعمیل کرنے کے قابل ہے۔ جس پر ایسے عالم عمل کرتے ہیں۔ جو رغبت و نفرت سے مستغنی ہیں۔ اور جسے دل یعنی آتما فرض سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس جہان میں نہ تو زور اور خواہشوں کا ہونا ہی اچھا ہے۔ اور نہ بالکل ان کا معدوم ہوتا۔ (کیونکہ) ویدوں کا مطلب سمجھنا۔ اور ویدوکت کام کرنا کامنا ہی سے پورے ہوتے ہیں۔ (۲) اگر کوئی کہے کہ میں بے خواہش یا بے آرزو ہوں یا ہو جاؤں۔ تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سب کام یعنی یگیہ۔ راست گوئی وغیرہ برت۔ یم اور نیم وغیرہ دھرم ارادہ سے ہی ہوتے ہیں۔ (۳) جو کچھ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ من وغیرہ کو حرکت دی جاتی ہے۔ وہ سب ارادہ سے ہی ہو۔ اگر ارادہ نہ ہو تو آنکھ کا کھولنا اور بند کرنا کبھی ممکن نہیں۔ (۴) اسلئے ویدمنوسمرتی اور ایسے ہی رشیوں کی تصانیف کیمطابق چلنا ایک گونگی چیں

کی پیروی اور جن کاموں سے اپنا آتما (ضمیر) خوش رہے (یعنی جس میں خوف۔ رشک شرم نہ ہو) ان کا کرنا مناسب ہے (۵) دیکھو جسوقت کوئی شخص جھوٹ بولنے لگتا ہے چوری وغیرہ کی خواہش کرتا ہے۔ اس وقت اسکے دل میں خوف رشک اور حیا ضرور پیدا ہوتے ہیں۔ پس ایسے کاموں کا کرنا مناسب نہیں۔

انسان کو چاہئے سارے وید شاستر۔ نیک لوگوں کے آچار اپنے آتما کی ہدایت پر اچھی طرح غور کرکے گیان کی آنکھ کے ذریعہ (شرتی) وید کے پرمان سے دھرم قبول کرے (۶) کیونکہ جو آدمی وید وکت دھرم اور وید کے مطابق سمرتی وغیرہ کے دھرم پر چلتا ہے وہ اس جہان میں عزت و توقیر اور موت کے بعد اعلےٰ درجہ کا سکھ حاصل کرتا ہے (۷) شرتی وید کو اور سمرتی دھرم شاستر کو کہتے ہیں اُن ہی کے ذریعہ کل ایسے کاموں کی تشخیص کرنی چاہیئے۔ جو کرنے اور نہ کرنے کے قابل ہیں۔ جو شخص وید اور ان کتابوں کی بے قدری کرتا ہے۔ جو وید انوسار (مطابق) ہیں اسے نیک لوگ ذات سے خارج کر دیں کیونکہ جو وید کی مذمت کرتا ہے۔ وہی (ناستک) دہریہ ہے (۸) اس لئے دھرم کے یہ چار معیار ہیں۔ وید سمرتی نیک لوگوں کے چلن اور اپنے آتما کی ہدایت (گیان) کے مطابق اعمال حسنہ یعنی انہیں سے دھرم جانچا جاتا ہے (۹) لیکن جو شخص لالچ میں نہیں پھنستا اور کام یعنی نفسانی شہوتوں میں غلطان نہیں ہوتا۔ اسی کو دھرم کا گیان ہوتا ہے۔ جو لوگ دھرم کے جاننے کی خواہش رکھتے ہیں ان کے لئے وید ہی اعلیٰ سند ہے (۱۰) اس لئے برہمن کھشتری اور ویشوں کو واجب ہے۔ کہ وید وکت اچھے کاموں سے اپنے بچوں کے نشیک (گربھادان) وغیرہ سنسکار کریں۔ جو اس جنم اور دوسرے جنم میں پاک کرنیوالے ہیں۔ برہمن کے سولھویں۔ کھشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال میں بالوں کا اتارنا یعنی (ڈاڑھی وغیرہ منڈوانا) ہو جانا چاہیئے بعد ازاں صرف چوٹی رکھ کر اور (بال یعنی) ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتا رہے اور اگر ملک بہت سرد ہو تو حسب مرضی بال رکھے اور اگر بہت گرم ہو تو چوٹی سمیت بال کٹوائے کیونکہ سر پر بالوں کے رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے

داڑھی مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہو سکتا - اور ان میں جوٹھ بھی لگی رہتی ہے -

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान् यन्तेव वाजिनाम् ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
सन्नियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥ २ ॥

न जातु कामः कामानामुपभोगेन शाम्यति ।
हविषा कृष्णवर्त्मेव भूय एवाभिवर्द्धते ॥ ३ ॥
वेदास्त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।
न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥ ४ ॥
वशे कृत्वेन्द्रियग्रामं संयम्य च मनस्तथा ।
सर्वान् संसाधयेदर्थानक्षिण्वन् योगतस्तनुम् ॥ ५ ॥
श्रुत्वा स्पृष्ट्वा च दृष्ट्वा च भुक्त्वा घ्रात्वा च यो नरः ।
न हृष्यति ग्लायति वा स विज्ञेयो जितेन्द्रियः ॥ ६ ॥
नापृष्टः कस्यचिद् ब्रूयान्न चान्यायेन पृच्छतः ।
जानन्नपि हि मेधावी जडवल्लोक आचरेत ॥ ७ ॥
वित्तं बन्धुर्वयः कर्म विद्या भवति पञ्चमी ।
एतानि मान्यस्थानि गरीयो यद्यदुत्तरम् ॥ ८ ॥
अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ।
अज्ञं हि बालमित्याहुः पितेत्येव तु मन्त्रदम् ॥ ९ ॥
न हायनैर्न पलितैर्न वित्तेन न बन्धुभिः ।
ऋषयश्चक्रिरे धर्मं योऽनूचानः स नो महान् ॥ १० ॥
विप्राणां ज्ञानतो ज्यैष्ठ्यं क्षत्रियाणां तु वीर्यतः ।
वैश्यानां धान्यधनतः शूद्राणामेव जन्मतः ॥ ११ ॥

न तेन वृद्धो भवति येनास्य पलितं शिरः ।
योः वै युवाप्यधीयानस्तं देवा. स्थविरं विदुः ॥१२॥
यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः ।
यश्च विप्रोऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति ॥ १३ ॥
अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयाऽनुशासनय् ।
वाक् चैव मधुराः श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥१४॥
मनु० अ० २। (श्लो० ८८। ९३। ९४। ९७। १००।
९८। ११०। १३६। १५३-१५७। १५९)

انسان کا یہی اعلیٰ فرض ہے کہ جو اندریاں اسکو دلفریب محسوسات میں لگاتی ہیں اُن
کو روکنے کی کوشش کرے۔ جسطرح گھوڑے کو کوچبان روک کر راہ راست پر چلاتا ہے
اسی طرح اندریوں کو اپنے بس میں کر کے ادھرم کے راستہ سے ہٹا کر ہمیشہ دھرم کے
راستہ پر چلایا کرے (۱) کیونکہ اندریوں کے محسوسات میں پھنسنے اور ادھرم پر چلنے سے
یقیناً انسان برائی میں پھنس جاتا ہے اور جب ان پر غالب ہو کر دھرم پر چلتا ہے تو کبھی
اپنا مقصد حاصل کرتا ہے (۲) یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ جسطرح آگ میں ایندھن اور گھی ڈالنے سے
آگ بھڑکتی ہے۔ ویسی ہی دنیوی خواہشیں کبھی بھوگوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ بلکہ بڑھتی ہی
جاتی ہیں۔ اس لیئے انسان کو کبھی نفسانی شہوتوں میں غلطان نہ ہونا چاہیئے (۳) جو
آدمی اندریوں پر غالب نہیں اس کو دیر دُشٹ کہتے ہیں اُسے نہ تو وید کا گیان کچھ فائدہ
پہنچاتا ہے اور نہ دنیوی تعلقات سے کنارہ کشی نہ یگیہ نہ نیم اور تپسیا یعنی دھرم پر چلنا
بلکہ یہ تمام باتیں اُسی آدمی کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ جو اندریوں پر غالب اور دہارمک ہے (۴) اسلیئے
انسان پانچوں حواس ظاہری۔ پانچوں حواس باطنی اور گیارھویں من کو اپنے بس میں

کرکے مناسب کھانا وغیرہ یومیہ برتاؤ کے رکھنے سے جسم کی حفاظت کرتا ہوا سب کاموں کو
پورا کرے (۵) جیتندری اس کو کہتے ہیں - کہ جو تعریف سن کر شاد اور مذمت
سنکر غمگین نہ ہو - اچھی چیز کے چھونے سکھی اور بری چیز کے چھونے سے دکھی
نہ ہو - اچھی شکل دیکھ کر خوش اور بری شکل دیکھکر ناخوش نہ ہو اچھا کھانا کھاکر فرحاں اور
برا کھانا کھاکر رنجان نہ ہو خوشبو کا راغب اور متنفر نہ ہو (۶) کبھی بن پوچھے نہ بولے
یا اگر کوئی جبراً یا فریب سے کچھ پوچھے تو جواب کچھ نہ دے - ایسے موقعہ پر عقلمند آدمی
بیجان بت کیطرح بیٹھا رہے ہاں جو صاف دل اور شائق علم ہوں - اُن کو پوچھے
بغیر بھی اپدیش کرے (۷) ایک دولت دوسرے رشتہ داری تیسرے عمر چوتھے
اعلیٰ کام اور پانچویں تعلیم یہ پانچوں عزت کی جگہ ہیں - لیکن دولت سے بڑھ
کر رشتہ داری سے بڑھ کر عمر - عمر سے بڑھکر اعلیٰ کام اور اعلیٰ کاموں سے بڑھکر اعلیٰ
تعلیم زیادہ قابل تعظیم ہے (۸) کیونکہ جو سو برس کی عمر کا ہو کر بھی تعلیم و تربیت سے محروم ہے
وہ بچہ ہے - اور جس کا فیض علم جاری ہے اگر وہ بچہ بھی ہو تو اسکو بوڑھا سمجھنا چاہیئے
کیونکہ سب شاستر اور راست باز عالم جاہل کو بچہ اور عالم کو باپ کہتے ہیں (۹) عمر کی
طوالت بالوں کی سفیدی دولت کی کثرت اور کنبے کی بہتات موجب بزرگی نہیں بلکہ رشی
مہاتماؤں کا یہی یقین ہے کہ جو تعلیم اور تربیت میں افضل ہے وہی محترم ہے (۱۰) برہمن علم سے
چھتری طاقت سے ویش دھن دولت سے اور شودر جنم یعنی عمر سے بزرگ قرار پاتا ہے
(۱۱) وہی شخص بڑا بوڑھا نہیں جس کے سر کے بال سفید ہوگئے ہوں بلکہ جو جوانی میں بھی
عالم ہے - علما اسی کو معظم و محترم جانتے ہیں (۱۲) اور بے علم آدمی لکڑی کے ہاتھی یا چمڑے
کے ہرن کی مانند ہے جاہل آدمی دنیا میں برائے نام ہی انسان کہلاتا ہے (۱۳) اس لئے آدمی
کو چاہیئے کہ وہ علم پڑھ کر عالم دھرماتما ہو کر اور کینہ چھوڑ کر لوگوں کو سب جانداروں
کی بھلائی کی ہدایت کرے اور شیریں زبان ہو کر ملائم الفاظ بولے - مبارک ہیں وہ
لوگ جو ست اپدیش سے دھرم کی ترقی کرتے اور ادھرم کا ناش کرتے ہیں (۱۴) ہمیشہ
(باقاعدہ) نہائے - پوشاک کھانے پینے کی چیزیں - رہنے کی جگہ صاف رکھے -

کیونکہ ان کی صفائی سے دل کی صفائی ہوتی ہے جسم کی صحت قائم رہتی ہے۔ اور حوصلہ بڑھتا ہے لیکن صفائی اتنی ہی کرنی مناسب ہے۔ جس سے میل اور بدبو دور ہو جاتے۔

आचारः प्रथमो धर्म्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त्त एव च ॥ मनु० [१ । १०८]

راست گوئی وغیرہ کاموں کا کرنا ہی وید اور سمرتی میں درست آچار ہے

मानो षधीः पितरं मोत मातरम् ॥ [यजु० १६ । १५]

आचार्य्ये उपनयमानो ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥

अथर्व० कां० ११ । व० १२]

मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्य्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव ॥

तैत्तिरीयारण्यके ॥ प्र० ७ । अनु० ११]

ماں باپ آچارج اور اتتھی کی خدمت کرنی پوجا کہلاتی ہے اور جس کام سے دنیا کو فائدہ پہنچے وہی کام کرنا اور نقصان رساں کاموں کا نہ کرنا ہی انسان کا اعلیٰ فرض ہے کبھی ناشک شہوت پرست اعتبار جما کر دھوکا دینے والے جھوٹے خود غرض ریی۔ مکار وغیرہ برے لوگوں کی صحبت نہ کرنی چاہیئے۔ جو آدمی راستباز۔ دھرماتما پراوپکار کو پسند کریں۔ اُن کی صحبت میں ہمیشہ رہنا چاہیئے۔ اور یہی نیک چلنی ہے

سوال۔ آریہ ورت کے باشندوں کا دیگر ممالک میں جانے سے آچار بگڑ جاتا ہے یا نہیں؟ جواب یہ بات غلط ہے کیونکہ جو اندرونی اور بیرونی پاکیزگی۔ راستبازی وغیرہ نیک کام ہیں وہ جہاں کہیں گئے جائیں وہاں ہی

غیر ملکوں میں جانا ہر پہلو سے مفید ہے۔ اس سے آچار نہیں بگڑتا۔

آچار قائم رہیگا اور (ایسے کاموں کے کرنے والا آدمی) دھرم سے کبھی نہ گریگا۔ اور جو آریہ ورت میں رہ کر بھی برے کام کریگا۔ وہی دھرم اور آچار سے گرا ہوا کہلائیگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو۔

मेरोर्हरेश्च द्वे वर्षे वर्षं हैमवतं ततः ।

क्रमेणैव व्यतिक्रम्य भारतं वर्षमासदत् ॥
स देशान् विविधान् पश्यंश्चीनहूणनिषेवितान् ॥ ॥ अ० ३२७ ॥

یہ شلوک مہابھارت شانتی پرب (میں اُس موقع پر ہیں جہاں) موکش دھرم پر ویاس
اور شک کے مابین گفتگو ہوتی ہے - ایک موقعہ پر جب کہ ویاس جی اپنے بیٹے شک
اور چیلے کے ساتھ پاتال یعنی امریکہ میں تھے - تو شک اچاریہ نے ان سے سوال
کیا کہ آتم ودیا (علمِ الہٰی) اتنی ہی ہے - جتنی میں نے آپ سے سیکھی یا زیادہ
ویاس جی نے اراقاً اس بات کا جواب نہ دیا کیونکہ وہ اِس بات کا پہلے اپدیش کر چکے تھے
دوسرے کی گواہی کیلئے اپنے لڑکے شک سے کہا کہ اے بیٹا! تو متھلا پوری میں جا کر یہی
سوال راجہ جنک سے کر - وہ اس کا مناسب جواب دیگا باپ کی بات سن کر شک آچاریہ
پاتال سے متھلا پوری کیطرف چلے -

پہلے میرو یعنی ہمالہ سے شمال مغرب اور شمال اور شمال مشرق کی جانب جو ممالک
ہیں ان کا نام ہری درش ہے یعنی ہری بمعنے بندر - بندروں کا ملک اب بھی
بندروں کیطرح اس ملک کے باشندوں کے چہرے سُرخ اور آنکھیں بھوری ہوتی
ہیں - جن ممالک کا نام اِسوقت یورپ ہے - اُنہیں کو سنسکرت میں ہری ورش
کہتے تھے - ان ممالک کو دیکھتے ہوئے (ہون) یعنی یہودیوں کے ملک میں آئے
اور وہاں سے چین میں - چین سے ہمالیہ اور ہمالیہ سے متھلا پوری میں -
اور سنئے ایک دفعہ سری کرشن اور ارجن "اشوتری" یعنی دخانی جہاز (اگن
بوٹ) میں بیٹھ کر پاتال گئے اور وہاں سے اُدالک رشی کو لے آئے - تاکہ وہ راجہ
یدھشٹر کے یگیہ میں شامل ہوں -

دھرت راشٹر کی شادی گاندھار یعنی قندھار کے راجہ کی لڑکی سے ہوئی - مادری پانڈو
کی عورت ایران کے راجہ کی لڑکی تھی - اور ارجن کی شادی پاتال یعنی امریکہ میں وہاں کے
راجہ کی لڑکی اُلوپی کیساتھ ہوئی تھی - پس ان واقعات سے ظاہر ہے - کہ آریہ ورت کے
باشندے غیر ممالک میں آیا جایا کرتے تھے - اگر نہ آیا جایا کرتے - تو یہ سب

باتیں کیونکر ہو سکتیں ؟

منو سمرتی میں جو سمندر میں چلنے والی کشتی پر محصول لینا لکھا ہے۔ وہ بھی آریہ ورت سے دیگر ممالک میں جانے کی وجہ سے ہے۔ اور جب مہاراجہ یدھشٹر نے راجسو یہ یگیہ کیا تھا۔ اس میں ساری دنیا کے راجاؤں کو مدعو کرنے کیلئے بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو چاروں اطراف میں گئے تھے۔ اگر وہ غیر ممالک میں جانا عیب سمجھتے۔ تو کبھی نہ جاتے۔ پس پرانے آریہ ورت کے باشندے۔ بیوپار۔ حکومت اور سیر و سیاحت کیلئے ساری دنیا میں پھر آیا کرتے تھے۔ اور آج کل چھوت چھات اور دھرم بگڑ جانے کا جو خوف ہے۔ وہ صرف جہلا کے بہکانے اور جہالت کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہے۔ جو لوگ مختلف ممالک اور مختلف قطعات زمین میں جانے آنے سے نہیں ڈرتے۔ وہ مختلف ممالک کے کئی قسم کے لوگوں سے میل جول رکھنے انکے اوضاع و اطوار دیکھنے۔ اپنا راج اور بیوپار بڑھانے سے بے خوف اور دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ اور اچھی باتوں کے حاصل کرنے۔ اور بری باتوں کے چھوڑنے پر مستعد ہو کر طالعمند ہو جاتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ یہاں کے باشندے نیچ ملیچھ گھر کی جنی ہوئی بیسوا وغیرہ کی صحبت کر کے آچار سے محروم اور دھرم سے بھرشٹ نہیں ہوتے لیکن مختلف ممالک کے اچھے اچھے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے میں چھوت اور عیب تصور کرتے ہیں! بھلا بتاؤ تو سہی اگر یہ نادانی کی بات نہیں تو کیا ہے؟ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ گوشت خور اور شراب نوش آدمیوں کے جسم اور ویرج وغیرہ بدبو وغیرہ سے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اسلئے انکے ساتھ ملنے جلنے سے آریوں کا ان بدعتوں میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن ان سے بیوہار رکھنے اور انکے اوصاف حمیدہ اختیار کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ بیوقوف لوگ جس حالت میں ایسے آدمیوں کے ساتھ چھونے اور انکے دیکھنے میں پاپ گنتے ہیں۔ تو ان سے جنگ کیونکر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جنگ کے وقت ان کو ضرور دیکھنا۔ اور چھونا

پڑتا ہے. بھلے آدمیوں کے لئے یہی اچھا آچار ہے. کہ وہ رغبت. نفرت. بے انصافی دروغ گوئی وغیرہ عیبوں کو چھوڑ دیں. کینہ نہ رکھیں. اور محبت پر اپکار. نکوکاری وغیرہ کو اختیار کریں. اور یہ بھی سمجھ لیں. کہ دھرم ہمارے آتما سے تعلق رکھتا ہے اور اپنا فرض ادا کرنا ہی دھرم ہے. جب ہم اچھا کام کرتے ہیں تو غیر ممالک میں جانے سے ہم پر کوئی بھی عیب نہیں لگ سکتا. عیب تو گناہ آلودہ کام کرنے سے لگتے ہیں ہاں اتنا ضرور چاہیئے. کہ وید وکت دھرم پر پورہ اعتقاد ہو. اور پاکھنڈ مت کا کھنڈن کرنے کے قابل ہوں. تاکہ ہم کو کوئی جھوٹی بات پر یقین نہ کرواسکے غیر ممالک پر حکومت یا اُن کے ساتھ تجارت کرنے کے بدل اپنے ملک کی ترقی کب ہو سکتی ہے؟ جب اپنے ملک میں ہی لوگ تجارت کرنے پر قائم ہوں اور اجنبی اِس ملک میں آکر تجارت اور راج کریں. تو سوائے افلاس اور دکھ کے اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے.

کھان پان کے متعلق بد انتیں | پاکھنڈی لوگوں کا خیال ہے. کہ اگر وہ لوگوں کو ودیا پڑھائینگے اور دوسرے ممالک میں جانے کی اجازت دینگے. تو وہ سمجھدار ہو جائیں گے. اور ان کے پاکھنڈ جال میں نہ پھنسیں گے. اور ان کی عزت و توقیر اور روزی تباہ ہو جائیگی. اِس لئے کھانے پینے کی قید لگاتے ہیں. کہ وہ دوسرے ممالک میں نہ جاسکیں. ہاں اتنا ضرور چاہیئے. کہ شراب اور گوشت کا استعمال کبھی بھول کر بھی نہ کرنا چاہیئے. کہ سارے دانشمندوں کا اِس پر اتفاق نہیں. کہ جنگ کے موقعہ پر چوکا لگا کر رسوئی بنا کر کھانا ضرور ہی شکست کا باعث ہے. لیکن چھتریوں کا تو یہی آچار ہے. کہ وہ جنگ میں ایک ہاتھ سے روٹی کھاتے. پانی پیتے جاویں اور دشمنوں کو گھوڑے. ہاتھی. رتھ پر چڑھ کر یا پیدل ہی دوسرے ہاتھ سے مارتے جاویں. اور اِس طرح اپنی فتح حاصل کریں. اُن کے لئے شکست کھانا اناچار ہے. اسی اچھوت چھات وغیرہ انکے زعم میں چوکا لگاتے لگانے نے مخالفت کرتے کراتے سب آزادی. خوشی. دولت. راج. علم اور ہمت پر چوکا لگا دیا.

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔" تاہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ کوئی شے ملے۔ تو پکاکر کھائیں۔ لیکن یہ خیال خام ہے اور ان کی اس ہمت ہارنے نے گویا سارے آریہ ورت بھر میں چوکا لگاکر سب جگہ (سب کچھ تباہ کر دیا ہے ہاں کھانا پکانے کی جگہ کو دھونے۔ لیپنے جھاڑو دینے۔ کوڑا کرکٹ دور کر کے صاف رکھنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ مسلمان یا عیسائیوں کی طرح غلیظ باورچی خانہ رکھنا چاہیئے۔

سوال۔ سکھری۔ نکھری (کچی پکی رسوئی) کیا ہے؟ **جواب**۔ پانی وغیرہ میں پکائے ہوئے کھانے کا نام سکھری اور گھی دودھ میں پکائے ہوئے کا نام نکھری ہے۔ یہ بھی شریروں کا چلایا ہوا پاکھنڈ ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ دھوکہ کی ٹٹی اس لئے کھڑی کی گئی ہے۔ کہ زیادہ گھی دودھ میں پکا ہوا خوش ذائقہ کھانا ہاتھ آئے اور پیٹ میں چکنی چپڑی چیز زیادہ جائے۔ ورنہ جو آگ سے یا وقت پر پکی ہوئی شے ہوئی ہے وہی پکی اور جو پکی ہوئی نہیں ہوتی۔ وہی کچی ہے اور پکا کھانا جائز اور کچا ناجائز قرار دیا ہے۔ وہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ چنے وغیرہ کچے بھی کھائے جاتے ہیں۔

سوال دوج اپنے ہاتھ سے رسوئی بناکر کھائیں یا شودر کے ہاتھ کی بنی ہوئی کھائیں

جواب شودر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی کھائیں۔ کیونکہ برہمن چھتری اور ویش درن کے عورت مرد علم پڑھانے امور سلطنت انجام دینے۔ مویشی پالنے۔ کھیتی کرنے اور تجارت کے کاروبار میں مصروف رہیں۔ لیکن شودر کے برتن اور اس کے گھر کا پکا ہوا کھانا۔ مصیبت کے وقت کے سوا کبھی نہ کھائیں۔ سنئے حوالہ

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्त्तारः स्युः ४ [आपस्तम्ब धर्मसूत्र । प्रपाठक २ । खण्ड २ । सूत्र ४]

یہ آپستمبہ کا سوتر ہے۔ آریوں کے گھر میں شودر یعنی بے علم عورت مرد وغیرہ کھانا پکانے کا کام کریں۔ لیکن وہ جسم اور کپڑے وغیرہ صاف رکھیں۔ آریوں کے گھر میں جب رسوئی بنائیں۔ تب منہ باندھ کر بنائیں۔ تاکہ ان کے منہ سے جھوٹ اور باہر نکلا ہوا سانس بھی کھانے پر نہ پڑے۔ آٹھویں دن حجامت کرائیں ناخن کٹوائیں

نہا دھوکر کھانا پکایا کریں۔ آریوں کو کھلاکر آپ کھائیں۔
سوال۔ شودر کے چھوئے اور پکے ہوئے کھانا کھانے میں جب عیب لگاتے ہیں۔ تو اُسکے ہاتھ کا بنایا ہوا کیسے جائز ہے؟ جواب۔ یہ بات فرضی اور جھوٹی ہے کیونکہ جسنے گڑ۔ چینی۔ گھی۔ دُودھ۔ آٹا۔ ساگ۔ پھل۔ مول (جڑیں کھائیں۔ اُسنے گویا ساری دُنیا کے ہاتھ کا بنا ہوا اور جھوٹا کھانا کھالیا۔ کیونکہ جب شودر چمار۔ بھنگی۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ لوگ کھیتوں میں سے گنے کاٹتے چھلکا اتارکر پیلتے اور رس نکالتے ہیں۔ تب بول و براز کرنے کے بعد ہاتھ پاؤں دھوئے بغیر گنّوں کو چھوتے۔ اُٹھاتے اور لاتے ہیں۔ آدھا گنّا کھاکر آدھا اسی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور رس پکاتے وقت اُس میں روٹی بھی پکاکر کھالیتے ہیں۔ جب چینی بناتے ہیں۔ تب پُرانے جُوتوں سے اُس کو ملتے ہیں۔ اور ایسے جوتے کہ جن کے تلووں پر بول و براز۔ گوبر۔ دھول لگی ہوئی ہوتی ہے۔ دودھ میں اپنے گھر کے جھوٹے برتنوں کا پانی ڈالتے ہیں اُن ہی میں گھی وغیرہ رکھتے ہیں اور اسیطرح آٹا پیستے وقت بھی اُسکو جھوٹے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں۔ ان کا پسینہ بھی آٹے میں ٹپکتا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھل مُول وغیرہ کا بھی یہی حال ہے۔ (پس ظاہر ہے کہ) جب ان اشیا کو کھایا۔ تو گویا سب کے ہاتھ کا کھالیا۔
سوال۔ پھل۔ سبزی اور رس وغیرہ (اور شٹ) نہ دکھائی دینے والی جھونٹ میں عیب نہیں۔ جواب۔ اچھا تو بھنگی یا مسلمان اپنے ہاتھوں سے دوسری جگہ کھانا بناکر تم کو آکر دیں۔ تو کھاؤ گے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں۔ تو ثابت ہوا اور شٹ میں بھی عیب ہے۔ ہاں چونکہ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ شراب اور گوشت کا استعمال کرتے ہیں اسلئے انکے ہاتھ سے کھانے میں آریوں کو بھی شراب اور گوشت وغیرہ کے کھانے پینے کے عیب لگ جائینگے۔ لیکن آپس میں آریوں کا ایک کھانا ہونے میں کوئی بھی نقص دکھائی نہیں دیتا۔ جب تک ایک مت۔ ایک مدعا کا خیال اور ایک دوسرے سے ہمدردی نہ ہوگی۔ تب تک ترقی کا ہونا بہت مشکل ہے۔ صرف ایک کھانا پینا ہونے سے سُدھار نہیں ہوسکتا۔ اور جبتک ہم بُری باتیں نہیں چھوڑتے اور اچھی باتیں

اختیار نہیں کرتے۔ تب تک ترقی کے بدلے تنزل ہوتا جائیگا۔

آریہ ورت میں پھوٹ کے بواعث

پردیسیوں کا آریہ ورت میں راج ہونے کا باعث آپس کی پھوٹ۔ مختلف فرقوں کا ہونا۔ برہم چریہ نہ رکھنا۔ علم نہ پڑھنا پڑھانا یا بچپن کی عمر میں رضامندی کے شادی ہونا شہوت پرستی۔ دروغگوئی وغیرہ بری عادتیں وید ودیا کا پرچار نہ کرنا وغیرہ برے کام ہیں۔ جب آپس میں دو بھائی لڑتے ہیں تب ہی تیسرا غیر شخص آکر پنچ (ثالث) بن بیٹھتا ہے۔ کیا تم پانچہزار برس کی مہابھارت کی باتوں کو بھول گئے ہو۔ دیکھو مہابھارت کی جنگ میں سب لوگ لڑائی کے موقعہ پر سواریوں پر کھاتے پیتے تھے آپس کی پھوٹ سے کورو پانڈو اور یادو کا ستیاناس ہوگیا۔ وہ تو ہوا لیکن ابتک بھی اُس مرض نے پیچھا نہیں چھوڑا نہ جانے یہ خوفناک راکشش کبھی پیچھا چھوڑیگا یا آریوں کو سب سکھوں سے محروم کرکے دکھ کے سمندر میں غرق کردیگا! افسوس کہ بدذات گوتر ہتھیارے۔ اپنے ملک کو تباہ کرنے والے نیچ دریودھن کی بری مثال کی پیروی کرکے آریہ لوگ ابتک بھی اپنا دکھ بڑھا رہے ہیں پرمیشور رحم کرے کہ یہ رواج روگ ہم آریوں میں سے دور ہیں۔

ابھکش اور بھکشیہ از روئے دھرم شاستر و ویدک شاستر

ابھکش اور بھکشیہ دو قسم کا ہے ایک دھرم شاستر کے مطابق اور دوسرا ویدک شاستر یعنی علم طب کے مطابق یہ دھرم شاستر کے مطابق اس طرح ہے:-

अभक्ष्याणि द्विजातीनाममेध्यप्रभवाणि च ॥ मनु० [५ । ५]

دوج یعنی برہمن چھتری اور ویش ایسا ساگ پھل سبزی وغیرہ نہ کھاویں جو بول براز وغیرہ کی کھاد سے پیدا ہوئے ہوں

वर्जयेन्मधुमांसं च ॥ मनु० [२ । ११७]

ہر قسم کی شراب گانجا۔ بھنگ۔ افیون وغیرہ کا استعمال کبھی نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ

बुद्धिं लुम्पति यद् द्रव्यं मदकारी तदुच्यते । शार्ङ्गधर अ० ४ ।

منشی اشیاء عقل کو بگاڑنے والی ہیں۔ اور ایسی طرح سڑے۔ گلے بدبودار اور اچھی طرح تیار نہ کئے ہوئے اناج کو نہ کھائے۔ اور شراب گوشت کے پینے والوں لیچھوں کے ہاتھ

کا نہ کھائے کیونکہ اُن کے جسم شراب اور گوشت کے ذروں سے پر ہوتے ہیں

گائے وغیرہ مفید جانوروں کے فوائد

مفید جانوروں کو بھی نہ ماریں نہ مارنے دیں کیونکہ اِن سے دنیا کو بہت فائدہ پہنچتا ہے مثلاً ایک گائے کے جسم سے دودھ گھی بیل گائے پیدا ہوتے ہیں اس کی ایک ہی پشت میں چار لاکھ پچھتر ہزار چھ سو آدمیوں کو سکھ پہنچتا ہے۔ اس کا شمار اسطرح ہے کہ کوئی گائے بیس سیر اور کوئی دو سیر دودھ دن بھر میں دیتی ہے بلحاظ اوسط ہر ایک گائے کا دودھ گیارہ سیر روز کا ہوا کوئی گائے ۱۸ ماہ تک اور کوئی ۶ ماہ تک دودھ دیتی ہے۔ اس کی اوسط بھی ۱۲ ماہ ہوئے۔ اب ہر ایک گائے کے جنم بھر کے دودھ سے ۲۴۹۶۰ آدمی ایک دفعہ سیر ہو سکتے ہیں عمر بھر میں گائے کی چھ بچھڑیاں چھ بچھڑے ہوتے ہیں۔ اُن میں سے اگر دو مر جائیں تو بھی باقی دس رہے اِن میں سے پانچ بچھڑیوں کے جنم بھر کے دودھ کو ملا کر ۱۲۴۸۰۰ آدمی سیر ہو سکتے ہیں۔ اب رہے پانچ بیل وہ جنم بھر میں کم سے کم ۵۰۰۰ من اناج پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہر ایک آدمی تین پاؤ اناج کھائے۔ تو اڑھائی لاکھ آدمی سیر ہو سکتے ہیں۔ دودھ اور اناج ملا کر ۳۷۴۸۰۰ آدمی سیر ہوتے ہیں۔ اگر دونوں عددوں کو جمع کیا جائے تو ایک گائے کی ایک پشت میں ۴۷۵۶۰۰ آدمی ایکدفعہ پرورش پا سکتے ہیں۔ اور اگر پشت در پشت کا حساب لگائیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بے شمار آدمیوں کی پرورش ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بیل بہلیوں اور چھکڑوں میں سواری اور باربرداری کیواسطے جوتے جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی اور بہت سے کاموں میں آتے ہیں غرض اِن سے انسان کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ گائے دودھ کے لحاظ سے زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ جسقدر بیل فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اسی قدر بھینسے بھی پہنچاتے ہیں لیکن گائے کا دودھ اور گھی جسقدر عقل کو تیز کرتا ہے۔ ویسا بھینس کا دودھ نہیں کرتا۔ اِس لئے آریوں نے سب جانوروں سے گائے کو زیادہ مفید جانا ہے اور سمجھدار آدمی بھی ایسا ہی تسلیم کریگا۔

بکری کے دودھ سے ۲۵۹۲۰ آدمیوں کی پرورش ہوتی ہے اور ہاتھی گھوڑے اونٹ

بھیڑ- گدھے وغیرہ سے بھی (انسان کے) بہت کام نکلتے ہیں ان حیوانوں کے مارنے والوں کو سب انسانوں کے مارنے والے سمجھنا چاہیئے دیکھو- جب آریوں کا راج تھا تب یہ نہایت ہی مفید گائے وغیرہ جانور نہیں مارے جاتے تھے- اسی وجہ سے آریہ ورت اور دیگر ممالک میں انسان اور حیوان دونو بڑی آسائش سے رہتے تھے کیونکہ دودھ گھی- بیل وغیرہ چوپایوں کی بہتات ہونیکی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں حسب دلخواہ میسر ہوتی ہیں- جب گوشت خور اور شراب نوش پردیسیوں نے اس ملک پر اپنا تسلط جمایا اور گائے وغیرہ جانوروں کو مارنے لگے- تب ہی سے آہستہ آہستہ آریوں کا دکھ بڑھتا گیا-

नष्टे मूले नैव फलं न पुष्पम् ॥ [वृद्धचाणाक्य अ० १०।१३]

جب درخت کی جڑ ہی کاٹ دی جائے- تو پھل پھول کہاں سے ہوں؟

ضرر رساں جانوروں کو مارنا آہنسا نہیں ہے

سوال اگر سب میں آہنسک (نہ مارنیوالے) ہو جائیں- تو بھیڑیا وغیرہ جانور اس قدر بڑھ جائیں- کہ تمام گائے جانوروں کو مار کر کھا جائیں بس تمہاراان جانوروں کی حفاظت کی کوشش کرنا رائیگاں جائے

جواب حیوانوں اور آدمیوں کو جان سے مار ڈالنا یا سزا دینا شاہی افسروں کا کام ہے

سوال کیا ایسے حیوانوں کو مار کر ان کا گوشت پھینک دیا جائے؟ **جواب** خواہ پھینک دیا جائے- خواہ کتے وغیرہ گوشت خور جانوروں کو کھلا دیا جائے- خواہ جلا دیا جائے خواہ کوئی گوشت خور کھالے اس میں دنیا کا کچھ نقصان نہیں- لیکن جو آدمی گوشت کھائیگا- اس کے مزاج کے ہنسک (تند) ہو جانے کا اندیشہ ہے-

ابھکش اور بھکشیہ کی مزید تشریح

جو چیز ایذا پہنچا کر- چرا کر- اعتبار جما کر- دھوکا دے کر مکر و فریب وغیرہ سے حاصل کی اور استعمال میں لائی جاوے وہ ابھکش یعنی حرام ہے اور جو چیز ایذا وغیرہ پہنچانے کے بغیر بہم پہونچے وہ بھکش (حلال) ہے جن اشیا سے صحت قائم رہے. بیماری دور ہو طاقت و توانائی بڑھے اور عمر دراز ہو- ان اشیا مثلاً چاول گیہوں وغیرہ اناج پھل- مول- سبزی- دودھ گھی- مٹھائی وغیرہ کا مناسب استعمال

کرنا چاہیئے اور کھانے پینے میں وقت اور اندازہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے جو چیزیں طبیعت کے خلاف نقصان پہنچانے والی ہوں اُن سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے - اور جو موافق ہوں اُن کا استعمال کرنا چاہیئے - اس طریق پر جو کچھ کھایا جائے وہ بھکش ہے سوال - اکٹھے ملکر کھانے میں کچھ عیب ہے یا نہیں؟ جواب عیب ہے کیونکہ ایک کے ساتھ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی جسطرح جذامی وغیرہ کے ساتھ کھانیسے تندرست آدمی کا بھی خون بگڑ جاتا ہے - اِسی طرح دوسرے کے ساتھ کھانیسے بھی کچھ نقصان ہی ہوتا ہے - فائدہ نہیں ہوتا - اِس لئے

नोच्छिष्टं कस्यचिद्दद्यान्नाद्याच्चैव तथान्तरा ।
न चैवात्यशनं कुर्यान्न चोच्छिष्टः क्वचिद् व्रजेत् ॥ मनु० [२ । ५६]

نہ کسی کو اپنی جھوٹی چیز دے اور نہ کسی کے کھانے میں سے آپ (کچھ لیکر) کھائے نہ زیادہ کھائے اور نہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھوئے بغیر اِدھر اُدھر جائے -

سوال گुरोरुच्छिष्टभोजनम् اس کے کیا معنے ہیں؟ جواب اس کے یہ معنے ہیں - کہ گورو کے کھانا کھانیکے بعد وہ کھائے جو پہلے سے ہی الگ رکھا ہوا ہے یعنی پہلے گورو کو کھلاکر بعد ازاں شِشیہ کھانا کھائے -

سوال - اگر صرف جھوٹا کھانے کی ہی ممانعت ہے تو مکھیوں کی جھوٹ شہد ہے بچھڑے کا جھوٹا دودھ اور ایک لقمہ کھانیکے بعد اپنا کھانا بھی جھوٹا ہو جاتا ہے - پھر انہیں بھی نہ کھانا چاہیئے - جواب شہد صرف کہنے کو ہی جھوٹ ہے - اصل میں وہ بہت سی ادویہ کا عطر ہے - بچھڑا اپنی ماں کا دودھ باہر سے پیتا ہے اندر سے نہیں پی سکتا - اس لئے وہ جھوٹا نہیں - لیکن بچھڑے کے دودھ پینے کے بعد پانی سے اُس کی ماں کے تھنوں کو دھوکر صاف برتن میں دودھ دوہنا چاہیئے اور اپنی جھوٹ اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتی - دیکھو طبعی طور پر یہ ظاہر ہے کہ ایک کی جھوٹ دوسرا نہ کھائے مثلاً اپنے منہ ناک کان آنکھ اور پاخانہ کی جگہ کی غلاظت بول و براز وغیرہ سے نفرت نہیں ہوتی دوسرے کے بول و براز سے ہوتی ہے

اِس سے یہ ثابت ہُوا کہ یہ طریق قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے۔ اِس لیئے سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا جھوٹا نہ کھائیں۔ **سوال** بھلا مرد اور عورت بھی ایک دوسرے کی جھوٹ کھائیں یا نہ؟ **جواب** نہیں کیونکہ اُن کے جسموں کی خاصیت بھی الگ الگ ہے۔ **سوال** بتایئے تو سہی سب انسانوں کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانا کھانے میں کیا ہرج ہے؟ کیونکہ برہمن سے لیکر چنڈال تک کے جسم ہڈی۔ گوشت چمڑے کے ہیں۔ اور جیسا خون برہمن کے جسم میں ہے ویسا ہی چنڈال وغیرہ کے جسم میں بھی ہے پھر کل نوع انسان کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کے کھانے میں کیا ہرج ہے؟ **جواب** ہرج ہے کیونکہ جیسی اچھی اشیا کے کھانے پینے سے برہمن اور برہمنی کے جسموں میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک خون اور ویرج پیدا ہوتا ہے۔ ویسا چنڈال مرد اور چنڈال عورت کے جسم میں نہیں۔ کیونکہ چنڈال کا جسم بدبو دار ذرّات سے پُر ہوتا ہے ویسا برہمن وغیرہ درنوں کا نہیں۔ اس لیئے برہمن وغیرہ اعلےٰ درن کے آدمیوں کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے۔ اور چنڈال وغیرہ نیچ بھنگی چمار کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہیئے۔ اگر تم پر یہ سوال کیا جائے کہ چونکہ تمہارے اعتقاد میں جیسا چمڑے کا جسم ساس۔ بہن۔ بیٹی بہو کا ہے ویسا ہی اپنی بیوی کا بھی ہے تو اِس لیئے کیا ماں وغیرہ عورتوں کیساتھ بھی اپنی ہی جورو کا سا برتاؤ رکھنا واجب ہے تب تم لاجواب ہو کر چپ رہ جاؤ گے۔ جس طرح اچھا کھانا ہاتھ اور منہ سے کھایا جاتا ہے۔ ویسے بدبودار اشیا بھی کھائی جا سکتی ہیں۔ تو کیا کوئی ایسا بھی شخص ہے۔ جو اس دلیل کی بنا پر گندگی کا کھا جانا جائز قرار دیگا؟ **سوال** جب گائے کے گوبر کا چوکا لگاتے ہو۔ تو اپنے گوبر سے چوکا کیوں نہیں لگاتے اور چوکے میں گوبر کے جا بیٹھنے سے چوکا ناپاک کیوں نہیں ہو جاتا؟ **جواب** گائے کے گوبر میں ویسی بدبو نہیں ہوتی۔ جیسی کہ آدمی کے براز میں ہوتی ہے۔ گوبر چکنا ہونیکی وجہ سے جلدی نہیں اکھڑتا۔ نہ کپڑا بگڑتا ہے اور نہ ہی میلا ہوتا ہے۔ جسطرح مٹی سے میل پیدا ہوتی ہے۔ ویسے سوکھے گوبر سے نہیں ہوتی۔ مٹی اور گوبر سے جو جگہ لیپی جاتی ہے۔ وہ

دیکھنے میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور جہاں کھانا پکتا ہے وہاں کھانا وغیرہ پکانے سے گھی میٹھا اور جھوٹ بھی گرتی ہے اور مکھی چیونٹی وغیرہ بہت سے جانور جگہ کے صاف نہ رہنے سے آتے ہیں اگر وہ جگہ جھاڑ دینے یا لیپنے وغیرہ سے ہر روز صاف نہ کی جائے تو پاخانہ کی مانند معلوم ہونے لگے۔ اس لئے ہر روز جگہ کو گوبر مٹی جھاڑو سے صاف رکھنا چاہیئے اور اگر پکا مکان ہو۔ تو پانی سے دھو کر صاف کر دینا ہی کافی ہے اس سے مذکورہ بالا نقص رفع ہو جاتے (چوکا ایسا غلیظ نہیں رکھنا چاہیئے جیسا کہ) میاں جی کا باورچی خانہ جہاں کہیں کوئلہ کہیں راکھ کہیں لکڑی۔ کہیں پھوٹی ہوئی ہنڈیا۔ کہیں جھوٹی رکابی کہیں ہڈی وغیرہ پڑے رہتے ہیں۔ اور مکھیوں کا تو ذکر ہی کیا؟ وہ جگہ ایسی بری لگتی ہے۔ کہ کوئی اشراف آدمی جاکر بیٹھے تو قے ہونے کا بھی احتمال ہے اور بدبودار جگہ کی مانند ہی وہ جگہ دکھائی دیتی ہے بھلا کوئی اِن سے تو یہ پوچھے۔ کہ اگر گوبر سے چوکا لگانے میں نقص ہو۔ تو چولہے میں اپلے جلانے اس کی آگ سے تمباکو پینے گھر کی دیوار پر لیپن کرنے وغیرہ سے میاں جی کا بھی چوکا پلید کیوں نہیں ہوتا۔ اِس میں کیا شبہ ہے؟ **سوال** چوکے میں بیٹھ کر کھانا کھانا اچھا ہے۔ یا باہر بیٹھ کر؟ **جواب** جہاں اچھی۔ خوشنما وپسند جگہ ہو۔ وہاں کھانا کھانا چاہیئے۔ لیکن ضرورت کیوقت لڑائی وغیرہ میں تو گھوڑے وغیرہ سواریوں پر بیٹھ کر۔ یا کھڑے ہوئے بھی کھانا پینا نہایت مناسب ہے۔

سوال۔ کیا اپنے ہی ہاتھ کا کھانا چاہیئے دوسرے کے ہاتھ کا نہیں؟ **جواب** جو شخص آریوں میں صفائی سے بنائے تو اُس کے ہاتھ سے کھانے میں کسی آریہ کو بھی کچھ ہرج نہیں کیونکہ اگر برہمن وغیرہ ورنوں کے مرد و عورت روٹی پکانے چوکا دینے برتن وغیرہ صاف کرنیکے بکھیڑوں میں لگے رہیں۔ تو علم وغیرہ اچھے اچھے اوصاف کی ترقی کیونکر ہو سکے۔ دیکھو۔ مہاراجہ یدھشٹر کے راجسویہ یگیہ میں دنیا بھر کے راجہ رشی مہرشی آئے تھے۔ ایک ہی رسوئی خانہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ جب سے عیسائی مسلمان وغیرہ کے مذاہب جاری ہوئے۔ تب سے آپس میں کینہ و دشمنی بڑھنی شروع ہوئی۔ انہوں نے شراب کا پینا۔ گائے کا گوشت وغیرہ کھانا اختیار کیا

اور آپس میں کھانے پینے (کے معاملہ) میں بکھیڑا پڑ گیا ÷

زمانہ قدیم میں دنیا بھر میں ویدک دھرم اور رشتہ ناطہ

دیکھو قابل قندھار ایران امریکہ۔ یورپ وغیرہ ممالک کے راجاؤں کی لڑکیاں گاندھاری مادری الوپی وغیرہ کے ساتھ آریہ ورت کے راجوں کی شادی ہوئی تھی۔ شکنی وغیرہ کورو۔ پانڈوؤں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ ایکدوسرے کی کچھ مخالفت نہیں۔ کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت ساری دنیا میں ایک وید کا دہرم تھا۔ اور اسی پر سب کا اعتقاد تھا۔ تمام ایک دوسرے کے سکھ دکھ نفع نقصان کو اپنا سکھ دکھ وغیرہ سمجھتے تھے۔ اور دنیا آسودہ تھی۔ اب بہت سے مذاہب کے ہونے سے بہت دکھ اور مخالفت بڑھ گئی ہے۔ اس کو دور کرنا دانشمندوں کا کام ہے پرماتما سب کے دل میں ست مت (مذہب حقیقی) کا ایسا بیج ڈالے کہ جس سے جھوٹے مذاہب جلدی ہی معدوم ہو جائیں۔ سب دانشمند لوگ غور کر کے کینہ و بغض چھوڑ کر راحت کو بڑھائیں ÷

خاتمہ حصہ اول

یہ تھوڑا سا آچار اناچار بھکش ابھکش کے بارہ میں لکھا۔ اس کتاب کا پہلا حصہ اسی دسویں باب کے ساتھ ختم ہوا ہے۔ ان بابوں میں خصوصیت سے کھنڈن منڈن اسلئے نہیں لکھا جبتک انسان سچ جھوٹ کے تصفیہ میں کچھ بھی طاقت نہ بڑھائے۔ تب تک عام اور دقیق مسائل کی تردید کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتا۔ اسلئے پہلے سچی تعلیم دی ہے اب دوسرے حصہ میں کہ جس میں چار باب ہیں خاصکر کھنڈن منڈن لکھینگے۔ ان چاروں بابوں میں سے پہلے باب میں آریہ ورت کے مذہبی فرقوں دوسرے میں جینیوں تیسرے میں عیسائیوں اور چوتھے میں مسلمانوں کے مذہب کا کھنڈن منڈن لکھینگے اور بعد ازاں چودھویں باب کے آخیر میں اپنے عقائد بھی لکھے جائینگے جو شخص خاص کھنڈن منڈن دیکھنا چاہے وہ ان چاروں بابوں میں دیکھے لیکن عام طور پر کہیں کہیں پہلے دس بابوں میں بھی کچھ تھوڑا سا کھنڈن منڈن لکھا ہے ان چودہ بابوں کو جو تعصب چھوڑ کر انصاف سے دیکھیگا۔ اسکے آتما میں ستیارتھ[1] کا پرکاش ہو کر آسائش بڑھیگی اور جو شخص انہیں ضد ہٹ دھرمی اور حسد سے دیکھے سنیگا۔ اُس پر اس کتاب کا مقصد ٹھیک ٹھیک واضح ہونا بہت مشکل ہے اسلئے جو آدمی اس پر مناسب طور سے غور نہ کریگا۔ وہ اسکا مطلب نہ سمجھکر گمراہ ہوگا۔ علماء کا یہی کام ہے کہ سچ جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار اور جھوٹ کو چھوڑ کر آسائش حاصل کریں۔ کیونکہ عالم لوگ ہی اوصاف حمیدہ کے اختیار کرنے سے زندگی کے چار مقاصد یعنی دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کو حاصل کر کے خوش رہتے ہیں ÷

۱؎ حقیقی معنی کا اظہار۔ مترجم

ستیارتھ پرکاش

دوسرا حصہ دنیا بھر کے مروجہ مذاہب کی کھنڈن منڈن میں

گیارھواں باب

مقدمہ

پورانک مت متانتروں کے بیان میں

یہ ظاہر ہے کہ پانچ ہزار برس سے پہلے سوائے ویدک دھرم کے کوئی اور دوسرا مذہب نہ تھا۔ وید کی سب باتیں علم (طبعی) کے مطابق ہیں۔ مہابھارت کا جنگِ عظیم ویدوں کے رواج کی عدم موجودگی کا باعث ہوا۔ ان کی اشاعت بند ہو جانے کے باعث جہالت کی تاریکی زمین پر چھا گئی۔ لوگ توہمات میں پڑ گئے۔ جس کے دل میں جیسا آیا۔ اس نے ویسا ہی من مانا مذہب چلایا۔ ویدوں کے خلاف ان تمام مذاہب میں چار مذہبوں کے پیروؤں (یعنی پرانی۔ جینی۔ کرانی۔ قرانی) کے مذہب سب مذاہب کی بنا ہیں۔ جو ترتیب وار یکے بعد دیگرے چلے ہیں۔ اب ان چاروں مذاہب کی شاخیں ایک ہزار سے کم نہیں۔ اس کتاب کی تصنیف کا یہ منشا ہے کہ ان تمام مذاہب کے پیروؤں اور دیگر سب لوگوں کو آپس میں سچ جھوٹ کے بچار کرنے میں زیادہ محنت نہ اٹھانی پڑے اس کتاب میں ست (راستی) کا منڈن (تائید) اور اَست (جھوٹ) کا کھنڈن (تردید) کرنے کا صرف یہی مقصد ہے کہ لوگوں پر حقیقت حال کھل جائے

اور اُن میں عقل اور علم کے مطابق جس قدر ان چاروں مذاہب کی کتب مقدسہ دیکھنے
سے مجھے واقفیت حاصل ہوئی ہے۔ اس کا سب کے سامنے اظہار مناسب سمجھا
ہے۔ کیونکہ اگر علم حقیقی۔ (دگیان) غائب ہو جائے۔ تو پھر اس کا حاصل
ہونا کچھ آسان نہیں ہے۔

جو لوگ تعصب چھوڑ کر اس کتاب کا مطالعہ کرینگے۔ ان پر سچے جھوٹے
مذہب (کی اصلیت) ظاہر ہو جائے گی اور پھر ہر ایک کو اپنی اپنی عقل کے مطابق
سچے مذہب کا قبول کرنا اور جھوٹے مذہب کا چھوڑنا آسان ہوسکیگا۔

ان چاروں مذاہب میں سے پہلے پُران وغیرہ کتابوں سے مختلف شاخیں یعنی مذہبی
فرقے جو ملک آریہ ورت میں جاری ہوئے ہیں۔ ان کی مختصر خوبیاں اور نقص
اس گیارہویں باب میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔ (امید ہے کہ لوگ) میرے اس کام
کا اگر احسان نہ مانیں گے۔ تو مخالفت بھی نہ کرینگے۔ کیونکہ میرا مطلب کسی کا نقصان
یا کسی کی مخالفت کرنا نہیں۔ بلکہ سچ جھوٹ کا تصفیہ ہے۔

سب لوگوں کو اسی طرح آپس میں انصافانہ برتاؤ رکھنا نہایت مناسب ہے
انسان سچ جھوٹ کے تصفیہ کرنے کرانے کیلئے (پیدا ہوا ہے) نہ کہ بحث مباحثہ
سے مخالفت کرنے کرانے کیلئے۔

مختلف فرقوں کے آپس کے ایسے جھگڑوں سے دنیا میں جو جو نتائج (پیدا) ہو چکے ہیں اب
ہوتے ہیں اور آئندہ ہونگے انکو وہ عالم جان سکتے ہیں جنکو کسی قسم کا تعصب نہیں
نوع انسان میں جبتک آپس کا جھوٹا مذہبی فرقوں کا مخالفانہ لڑائی جھگڑا دور نہ ہوگا تب
تک ایک دوسرے کو خوشی نہ ہوگی۔ اگر ہم سب اور خاصکر علماء حسد اور بغض چھوڑ کر سچ
جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار اور جھوٹ کو ترک کرنا اور کرانا چاہیں تو مشکل
نہیں۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ علماء کی آپس کی مخالفت ہی نے سب کو مخالفت کے
جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اگر یہ خود غرضی میں نہ پھنسکر سبکے اغراض پورا کرنا چاہیں۔ تو ابھی مذہبی
اعتقاد کے لحاظ سے متفق ہو جائیں۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے اس کا ذکر اس کتاب کے اختتام پر کرینگے (دعا ہے کہ

قادر مطلق پرماتما سب کے آتماؤں میں ایک مذہب کا پیرو ہونے کی طاقت بخشے ۔

اعلےٰ دانشمند برگزیدہ لوگوں کیلئے طوالت کلام کی ضرورت نہیں ۔

آریہ ورت کے اصلی باشندوں کی مذہب کا کھنڈن منڈن

آریوں کی عظمت اور روئے زمین پر ان کی حکومت

آریہ ورت ایک ایسا ملک ہے کہ اس کی مانند دنیا بھر میں دوسرا اور کوئی ملک نہیں ۔ اس خوبی کے لحاظ سے اس قطعہ زمین کا نام سورن بھومی (سونے کی زمین) ہے اور سورن بھومی اس وجہ سے کہ) سونا وغیرہ جواہرات (اس میں بہتات سے) پیدا ہوتے ہیں ۔ ابتدائے آفرینش میں آریہ لوگ اسی ملک میں آکر بسے ۔ اس لئے (اس لئے جیسا کہ ہم پیدائش کے باب میں ذکر کر آئے ہیں) آریہ نام اچھے لوگوں کا ہے اور آریہ سے غیر لوگوں کا نام دسیو ہے ۔ جس قدر دنیا میں ملک ہیں ۔ وہ سب اسی ملک کی تعریف کرتے ہیں ۔ اور اس میں ایک قسم کے پارس منی پتھر کا ہونا بتلاتے ہیں ۔ یہ تو غلط ہے ۔ لیکن آریہ ورت ہی (بذات خود ایک) سچا پارس منی ہے ۔ جس کے ساتھ چھوتے ہی لوہے کی مانند مفلس اجنبی لوگ سونے کی مانند دولت مند بن جاتے ہیں ۔

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः ।
स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥

मनु० [२ । २०]

پیدائش عالم سے لیکر (اب سے) پانچ ہزار برس پہلے تک آریوں ہی کا ساری دنیا پر چکرورتی (یعنی جہان میں سب کے اوپر فائق) راج (حکومت) تھا دوسرے ملکوں میں چھوٹے

چھوٹے راجہ رہتے تھے۔ کیونکہ کورو۔ پانڈو تک یہاں کی حکومت اور اقتدار کے ماتحت ساری دُنیا کی سلطنتیں اور رعایا تھیں۔ اور اس میں منوسمرتی کی جو پیدائش عالم کے آغاز میں (یعنی تھوڑے عرصہ کے بعد۔ مترجم) (تصنیف) ہوئی ہے سند ہے۔ اسی ملک آریہ ورت کے برہمنوں یعنی علماء سے ساری دنیا کے باشندے۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر۔ وشیو۔ ملیچھ وغیرہ اپنے اپنے لائق علوم و اخلاق کی تعلیم پاتے اور تحصیل علم کرتے تھے۔ مہاراجہ یدھشٹر جی کے راج سویہ یگیہ اور جنگ مہابھارت تک یہاں کی حکومت کے ماتحت سب سلطنتیں تھیں۔ سنگوچین کا (راجہ) بھگدت۔ امریکہ کا ببرواہن۔ یورپ کا وڈالاکش (یعنی بلی کی سی آنکھ والا) یون یعنی یونان اور ایران کا شلیہ وغیرہ راجے راجسو یہ یگیہ اور جنگ مہابھارت میں حکماً آئے تھے۔ جب رگھوگن راجہ تھے۔ تب راون بھی یہاں کے ماتحت تھا۔ جب رامچندر جی کے وقت میں مخالف ہوا۔ تو اس کو رامچندر جی نے سزا دے کر سلطنت سے الگ کر دیا اور اس کے بھائی وبھیشن کو اُس کا راج دے دیا ۔

آریہ ورت کی تباہی کے بواعث

سوائمبھو راجہ سے لے کر پانڈو تک آریوں کا چکرورتی راج رہا۔ بعد ازاں خانہ جنگی کے سبب تباہ ہو گئے۔ قاعدہ کی بات ہے پرماتما کی خلقت میں مغرور غیر منصف۔ جاہل۔ (بے علم) لوگوں کی حکومت بہت دنوں تک نہیں رہتی اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جب ضرورت سے زیادہ بیحد دولت و حشمت ہو جاتی ہے۔ تب سُستی۔ بے ہمتی۔ حسد۔ کینہ۔ شہوت پرستی۔ اور غفلت بڑھتی ہے۔ نتیجہ ملک میں تعلیم و تربیت نہیں رہتی۔ بُری باتیں اور بُرے شغل بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً شراب گوشت کا استعمال بچپن کی شادی اور خودروی وغیرہ عیب بڑھ جاتے ہیں ۔

اور جب جنگی محکمہ میں فن جنگ کے اُستاد اور فوج اس قدر بڑھے۔ کہ اُن کا سامنا کرنیوالا دنیا بھر میں دوسرا نہ ہو۔ تب ان میں تعصب اور غرور فروغ پاتا ہے۔ اور بے انصافی بڑھ جاتی ہے۔ جب یہ نقص آ موجود ہوتے ہیں۔ تب آپس میں مخالفت پیدا ہو جاتی ہے۔ یا چھوٹے خاندانوں میں کوئی ایسا زور آور آدمی پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ان کو مغلوب کر سکے۔ (ٹھیک اسیطرح) جسطرح مسلمانوں کی سلطنت میں سیواجی۔ گوبند سنگھ جی کھڑے ہوئے اور

انہوں نے مسلمانوں کی سلطنت کو درہم برہم کر دیا۔

अथ किमेतैर्वा परेऽन्ये महाधनुर्धराश्चक्रवर्तिनः केचित् सुद्युम्नभूरिद्युम्नेन्द्रद्युम्नकुवलयाश्वयौवनाश्ववद्ध्र्यश्वाश्वपतिशशबिन्दुहरिश्चन्द्राऽम्बरीषननक्तुसर्यातिययात्यनरण्योक्षसेनादयः । अथ मरुत्तभरतप्रभृतयो राजानः ॥ मैत्र्युपनि० प्र० १ । खं०

اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہے کہ دنیا کے شروع سے لیکر مہابھارت تک چکرورتی سب دنیا کے راجہ آریہ خاندان میں ہی ہوئے تھے۔ اب ان کی اولاد کی بدنصیبی کے آنے سے انکی سلطنت تباہ ہوگئی ہے اور وہ خود اجنبیوں کے پاؤں تلے روندے جاتے ہیں مثلاً یہاں سدیمن بھوری دیمن۔ اندر دیمن۔ کولیاشو۔ یوناشو۔ ودھیشو۔ اشوپتی۔ ششبندو۔ ہرشچندر۔ امبریش۔ ننکتو۔ سریاتی۔ بیاتی۔ انرنیہ۔ اکش سین۔ مرت اور بھرت وغیرہ دنیا میں مشہور چکرورتی راجاؤں کے نام لکھے ہیں۔ اسی طرح سے سیوا ایمبھو وغیرہ چکرورتی راجاؤں کے نام منوسمرتی۔ مہابھارت وغیرہ کتب میں صاف لکھے ہیں۔ اس کو غلط بتانا جاہل اور متعصب لوگوں کا کام ہے ٭

توپ بندوق وغیرہ کا علم زمانہ قدیم میں بھی تھا

سوال۔ جو آگنے استر وغیرہ ودّیا لکھی ہے۔ وہ درست ہے یا نہیں؟ اور توپ اور بندوقیں اُس وقت موجود تھیں یا نہیں؟

جواب۔ یہ سچ ہے ایسے شستر (ہتھیار) بھی تھے۔ کیونکہ سائنس کی رو سے ان کا ہونا ممکن ہے۔ **سوال۔** کیا یہ دیوتاؤں کے منتروں سے کارآمد ہوتے تھے؟

جواب۔ نہیں۔ استروں شستروں سے جو کام لیتے تھے۔ وہ منتر یعنی بچار سے کام لیتے تھے۔ اور اسی سے ان کا استعمال کرتے تھے صرف منتر کے کہنے یعنی آواز سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ منتر سے آگ پیدا ہوتی ہے تو وہ منتر جپ کرنے والے کے دل اور زبان کو جلا کر خاک کیوں نہیں کر دیتی؟ (اگر ایسا ہو تو منتر کے جپ کرنے والا) دشمن کو مارنے جائے۔ اور آپ مر جائے۔ منتر نام صرف بچار کا ہے۔ جیسے راج منتری (وزیر شاہی) کاروبار سلطنت کا بچار کرنے

الاہے ویسے ہی منتر یعنی بچار سے ساری دنیا کی چیزوں کا پہلے علم ہوتا ہے اور بعد میں
ن پر عمل کرنے سے بہت قسم کی اشیا اور صنعت وحرفت پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً
وئی شخص لوہے کا تیر یا گولا بنا کر اس میں ایسی چیزیں بھر دے۔ جو آگ لگانے
ے ہوا میں دھواں (بن کر) پھیل جائیں۔ اور سورج کی شعاعوں اور ہوا کے ساتھ
چھونے سے آگ (کی طرح) جل اٹھیں۔ تو ایسے ہتھیاروں کو آگنے استر (آتشی
ہتھیار) کہیں گے ۔

مخالف آگنے استر کا مقابلہ وارن استر سے کرے یعنی جس طرح غنیم نے دشمن کی
ج کو آگنے استر سے برباد کرنا چاہا۔ اسی طرح مقابل دشمن کی فوج کا جرنیل اپنی فوج
بچاؤ وارن استر سے کر کے آگنے استر کو روک دے ۔

وارن استر ایسی اشیا کی آمیزش سے بنتا ہے جن کا دھواں ہوا کے ساتھ لگتے ہی بادل
ن کر جھٹ برسنے لگ جاتے ہیں۔ اور آگ بجھا دے۔ ایسے ہی ناگ پھانس ایک ہتھیار
ہا جو دشمن پر چلانے سے اسکے اعضا کو جکڑ دیتا ہے۔ ویسے ہی ایک موہن استر ہے جس
یں منشی اشیا ڈالی جاتی ہیں۔ تاکہ اس کے دھوئیں کے اثر سے دشمن کی ساری فوج
بیہوش ہو جائے (پرانے زمانہ میں) اسی طرح کے تمام شستر استر ہوتے تھے۔ ان
یں ایک اس قسم کا ہتھیار ہوتا ہے) جس میں سے ایک تار یا شیشے یا کسی اور شے سے
بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو غارت کرتے تھے۔ اسکو بھی آگنے استر اور پاشوپت
استر کہتے ہیں۔ "توپ" اور "بندوق" غیر زبانوں کے الفاظ ہیں سنسکرت اور آریہ ورت کی
زبان کے نہیں جسکو اجنبی توپ کہتے ہیں سنسکرت اور بھاشا میں اس کا نام شتگھنی اور جس کو
معروف کہتے ہیں اسکو سنسکرت اور آریہ بھاشا میں بھشنڈی کہتے ہیں۔ جو سنسکرت علم ادب نہیں
پڑھے وہ غلطی سے کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ بکتے ہیں جسکو عقلمند لوگ تسلیم نہیں کر سکتے ۔

ساری دنیا میں روشنی آریہ ورت نے پھیلائی

دنیا میں جس قدر علم پھیلا ہے۔ آریہ ورت سے ہی پھیلا ہے آریہ ورت
والوں سے مصر والوں نے۔ ان سے یونانیوں نے۔ ان سے روم
[illegible]

علم سیکھا ہے۔ اب تک جتنا رواج سنسکرت کا آریہ ورت میں ہے اتنا کسی اور ملک میں نہیں۔
بعض لوگ کہتے ہیں۔ جرمنی میں علم سنسکرت بہت پھیلا ہوا ہے اور جس قدر سنسکرت
میکس مولر پڑھے ہیں۔ اتنی کوئی اور نہیں پڑھا یہ بات صرف کہنے کی ہے کیونکہ

नास्मिन्देशे द्रुमो नास्ति तत्रैरण्डोऽपिद्रुमायते ॥

جہاں کوئی درخت نہیں وہاں ارنڈ کا درخت ہی پردھان ہے۔ چونکہ یورپ میں علم سنسکرت
کا رواج نہیں جرمن والوں اور میکس مولر صاحب نے تھوڑی سی سنسکرت پڑھی۔ وہی
ان کے لئے بہت زیادہ ہو گئی۔ ملک آریہ ورت کے مقابل وہاں کے سنسکرت والوں
کی بہت تھوڑی تعداد ہے۔ میں نے ملک جرمنی کے رہنے والے ایک پرنسپل کے خط
سے معلوم کیا۔ کہ ملک جرمنی میں سنسکرت چٹھی کے معنی سمجھنے والے بھی بہت کم ہیں۔ میکس
مولر صاحب کے سنسکرت علم ادب (کی تاریخ) اور تھوڑی سی وید کی تشریح دیکھ کر
مجھے جان پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے ادھر ادھر سے آریہ ورت کے باشندوں کی شرح کو دیکھ کر
کچھ کچھ من مانا لکھا ہے۔ مثلاً میکس مولر صاحب نے اس منتر

युञ्जन्ति ब्रध्नमरुषं चरन्तं परितस्थुषः

کے معنی گھوڑا کئے ہیں۔ سائن آچاریہ
نے سورج کے معنے جو کئے ہیں۔ وہ اس سے اچھے ہیں اصل میں اس کے صحیح معنے "پرماتما" کے
ہیں۔ زیادہ میری تصنیف کردہ کتاب رگویدبھاشیہ بھومکا میں دیکھ لیجئے۔ اس میں اس منتر کے
صحیح معنے کئے گئے ہیں اتنے سے ہی جان لیجئے۔ کہ ملک جرمنی والے اور میکس مولر صاحب علم سنسکرت
میں کس قدر لیاقت رکھتے ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ دنیا میں جس قدر علم پھیلا ہے اور مذاہب
جاری ہوئے ہیں۔ وہ سب ملک آریہ ورت سے ہی ہوئے ہیں۔ دیکھو پیرس یعنے ملک فرانس
کے رہنے والے ایک شخص گولڈسٹکر صاحب اپنی کتاب بائیبل ان انڈیا میں لکھتے ہیں۔ کہ سب
علوم اور خوبیوں کا خزانہ ملک آریہ ورت ہے۔ اور سب علوم اور مذاہب اسی ملک سے
پھیلے ہیں۔ اور پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ اے پرمیشور! جیسی ترقی زمانہ سلف
میں ملک آریہ ورت کی تھی ویسی ہی ہمارے ملک کی کیجئے۔ [illegible]

بادشاہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا تھا۔ کہ جیسا مکمل علم سنسکرت میں ہے ویسا کسی زبان میں نہیں۔ وہ اُپنشدوں کے ترجمہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ میں نے عربی وغیرہ بہت سی زبانیں سیکھیں لیکن میرے دل کے شکوک رفع ہو کر خوشی حاصل نہ ہوئی۔ جب سنسکرت دیکھی اور سُنی تب تمام شکوک سے دل پاک ہو گیا اور اعلٰے درجہ کی روحانی خوشی حاصل ہوئی ÷

علم ہیئت اور کاشی کا مان مندر دیکھو کاشی کے مان مندر میں شِشومار چکر رکھا ہے۔ اس کی پوری نگہبانی بھی نہیں کیجاتی۔ تو بھی ایسا عمدہ ہے۔ کہ اب تک اس سے نظامِ شمسی کا بہت سا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر مہاراجہ جے پور اُس کی حفاظت اور مرمت وغیرہ کرایا کریں۔ تو یہ بہت اچھا ہو۔

جنگ مہابھارت سے آریہ ورت کا تنزل افسوس سب ملکوں کے سرتاج ملک کو مہابھارت کے جنگ نے ایسا دھکا دیا ہے کہ اب تک بھی یہ اپنی حالت پر نہیں آ سکا (صحیح ہے) جب بھائی کو بھائی مارنے لگے۔ تو تباہی میں کیا شبہ؟

विनाशकाले विपरीतबुद्धिः [वृद्धचाणक्य। अ० १६। १७]

یہ کسی شاعر کا قول ہے۔ کہ جب تباہی کا وقت نزدیک آتا ہے۔ تب الٹی سمجھ ہو جاتی ہے۔ لوگ الٹے کام کرتے ہیں۔ اگر کوئی اُن کو سیدھی بات سمجھاوے تو الٹی مانتے ہیں۔ اور الٹی سمجھاوے تو اُسے سیدھی مانتے ہیں ÷

جب بہت سے بڑے بڑے عالم۔ راجہ۔ مہاراجہ۔ رشی۔ مہارشی جنگ مہابھارت میں مارے گئے۔ اور بہت سے مر گئے۔ تب علم اور وید وکت دھرم کا پرچار دور ہونے لگا۔ لوگ آپس میں حسد۔ کینہ۔ غرور کرنے لگے۔ جو طاقتور ہوتے۔ وہ ملک کو دبا راجہ بن بیٹھا۔ اس طرح سارے ملک میں سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ایسی صورت میں غیر ممالک پر حکومت کرنے کی کیسے سُوجھے؟ جب برہمن علم سے بے بہرہ ہو گئے۔ تب چھتری ویش اور شودروں کے بے علم ہونے میں باقی کیا رہا؟ قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کا با معنی پڑھنے کا جو رواج تھا۔ وہ بھی چھوٹ گیا۔ صرف روزگار کی خاطر پاٹھ

ماتر (صرف طوطے کی طرح پڑھنا) برہمن لوگ پڑھتے رہے اور وہ پاٹھ ماتر بھی چھتری وغیرہ کو
نہ پڑھایا۔ جب چھتری وغیرہ علم سے بے بہرہ ہوئے۔ برہمن گورو بن گئے۔ تب ان میں مکر
فریب اور ہرم بڑھنے لگا۔ برہمنوں نے سوچا۔ کہ اپنے روزگار کی صورت نکالنی چاہئے۔
اتفاق کرکے انہوں نے یہی یقین کیا۔ کہ چھتری وغیرہ کو اپدیش کریں۔ کہ ہم ہی
تمہارے معبود (دیوتا) ہیں۔ ہماری خدمت کئے بغیر تم کو سورگ (بہشت) یا مکتی
(نجات) نہ ملے گی۔ اور اگر تم ہماری خدمت نہ کروگے۔ تو تاریک دوزخ میں پڑوگے
قابل تعظیم وید اور رشیوں منیوں کے شاستروں میں جو عالم اور دھارمک لوگوں کا نام برہمن
لکھا تھا۔ اسکا اپنے بیوقوف (احمق) شہوت پرست۔ فریبی۔ مکار ادھرمیوں پر لگا
بیٹھے۔ بھلا راستباز عالموں کے اوصاف ان احمقوں میں کس طرح آسکتے ہیں۔ جب
چھتری وغیرہ یجمان علم سنسکرت سے بالکل محروم ہوگئے۔ تب ان کے سامنے جو گپ
ماری ان بچاروں نے سب مان لی۔ تب ان نام کے برہمنوں کی بن پڑی سبکو اپنے
کلام کے جال میں پھنسا کر قابو کر لیا اور کہنے لگے کہ

ब्रह्मवाक्यं जनार्दन: ॥

یعنی جو کلام برہمنوں کے منہ سے نکلتا ہے وہ گویا بیچ مچ بھگوان کے منہ سے نکلا ہے جب
چھتری وغیرہ ورن والے دولتمند آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے (یعنی اندھے
علم کی آنکھ پھوٹی ہوئی) چیلے (مرید) ملے۔ پھر ان فضول برہمن کا نام رکھنے والوں کو
عیش کرنیکا باغ مل گیا۔ یہ بھی ان لوگوں نے مشہور کیا۔ کہ دنیا میں سب اچھی اچھی چیزیں برہمنوں
کیلئے ہیں اسطرح صفات افعال اور خواص (کے لحاظ) سے برہمن وغیرہ ورنوں کی جو تفریق
تھی۔ اسکو ہٹا کر پیدائش پر اس تفریق کو رکھ دیا۔ اور مردوں تک کا بھی دان یجمانوں سے
لینے لگے۔ من مانی باتیں کرنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے اپنے آپ کو
بھودیو (زمین کے دیوتا) بتایا۔ اور کہا ہماری خدمت کے بغیر دیو لوک (دیوتاؤں
کا جہان) کسی کو نہیں ملسکتا۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ تم کس لوک میں پدھارو گے
تمہارے کام تو گھور نرک بھوگنے کے ہیں۔ کیا کیڑے۔ مکوڑے۔ پروانہ وغیرہ
بنو گے؟ تب بڑے خفا ہو کر کہتے ہیں ہم (سراپ) دینگے۔ تو تمہارا ناش (بربادی)

ہو جائے گا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ ब्रह्मद्रोही विनश्यति جو برہمنوں سے دشمنی کرتا ہے۔ وہ برباد ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بات تو سچ ہے کہ جو مکمل وید اور پرماتما کو جاننے والے دھرماتما۔ سب دنیا کو فائدہ پہنچانے والے آدمیوں سے کسی قسم کی دشمنی کریگا۔ وہ ضرور برباد ہوگا۔ لیکن جو برہمن نہ ہوں اُن کا نہ نام برہمن ہے اور نہ ان کی خدمت کرنی واجب ہے۔

پوپ کی تشریح

سوال۔ تو ہم کون ہیں؟ جواب۔ تم پوپ ہو۔ سوال۔ پوپ کسے کہتے ہیں؟ جواب۔ اس کے معنے رومن زبان میں تو بزرگ اور باپ کے ہیں لیکن اب مکروفریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب پورا کرنے والے کو پوپ کہتے ہیں۔ سوال۔ ہم تو برہمن اور سادھو ہیں۔ کیونکہ ہمارا باپ برہمن اور ماں برہمنی ہے اور ہم فلاں سادھو کے چیلے ہیں۔ جواب۔ یہ سچ ہے لیکن سنو بھائی۔ ماں باپ سے برہمنی برہمن ہونے سے یا کسی سادھو کے چیلے ہونے سے تم برہمن یا سادھو نہیں بن سکتے بلکہ برہمن اور سادھو اپنے اعلیٰ اوصاف افعال اور خواص سے ہوتے ہیں جو پراپکاری ہو۔ وہ برہمن ہے۔ سنا ہے کہ روم کے "پوپ" اپنے چیلوں کو کہتے تھے۔ کہ اگر تم اپنے گناہوں کا اقبال ہمارے روبرو کروگے۔ تو ہم معاف کر دینگے۔ ہماری خدمت اور حکم بدوں کوئی بھی بہشت میں نہیں جا سکتا۔ اگر تم بہشت میں جانا چاہو۔ تو ہمارے پاس جس قدر روپیہ جمع کرو گے اسی قدر کا ہی مال تم کو بہشت میں ملیگا۔ یہ سنکر جب کوئی آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا بہشت کا خواہاں ہو کر "پوپ جی" کو ان کی حسب مرضی روپیہ دیتا تو پوپ جیسے اور مریم کے بتوں کے سامنے کھڑا ہو کر اس قسم کی ہنڈی لکھ دیتا۔ کہ اے خداوند عیسےٰ مسیح فلانی آدمی نے تیرے نام پر لاکھ روپے بہشت میں داخل ہونے کی خاطر ہمارے پاس جمع کرا دیئے ہیں جب وہ بہشت میں آوے تب تو اپنے باپ کی آسمانی بادشاہت میں پچیس ہزار روپوں میں باغ باغیچہ اور مکانات پچیس ہزار روپوں میں سواری شکاری اور نوکر چاکر پچیس ہزار روپوں میں کھانا پینا کپڑا لتا اور پچیس ہزار روپیہ اس کے عزیز دوست بھائی بندو غیرہ کی [illegible]

اس کے ہاتھ میں دے کر کہہ دیتے تھے۔ کہ "اپنے کُنبہ کے آدمیوں کو کہدینا کہ تیرے مرنے کے بعد تجھے قبر میں دفن کرتے وقت اس ہنڈی کو تیرے سرہانے رکھدیں۔ پھر تجھے لیجانے کے لئے فرشتے آوینگے۔ تجھے اور تیری ہُنڈی کو بہشت میں لے جا کر اس تحریر کے بموجب سب چیزیں تجھکو دلا دینگے۔"

دیکھئے گویا بہشت کا ٹھیکہ پوپ جی نے لے لیا ہے۔ جب تک یورپ میں جہالت تھی۔ تب ہی تک وہاں پوپ جی کی یہ کارروائی چلتی تھی۔ لیکن اب علم کے ہونے سے پوپ جی کی یہ جھوٹی کارروائی بہت نہیں چلتی۔ گو بالکل نیست نابود بھی نہیں ہوئی۔ اسیطرح ملک آریہ ورت میں بھی گویا پوپ جی نے لاکھوں اوتار لے کر پاکھنڈ پھیلایا ہوا ہے یعنی راجا اور رعایا کو علم پڑھنے نہیں دیتے۔ اچھے لوگوں کی صحبت سے باز رکھتے ہیں رات دن سوائے بہکانے کے اور کوئی کام نہیں کرتے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا۔ کہ جو لوگ مکر و فریب وغیرہ بُرے کام کرتے ہیں۔ وہی پوپ کہلاتے ہیں۔ جو شخص اُن میں بھی دھارمک عالم پراُپکاری ہیں وہ سچے براہمن اور سادھو ہیں۔ اب لفظ پوپ سے مراد فریبی۔ مکار۔ خود غرض لوگ ہی ہیں۔ اور لفظ برہمن اور سادھو سے اچھے لوگ سمجھنے چاہئیں۔ دیکھو اگر کوئی بھی اچھا برہمن یا سادھو نہ ہوتا۔ تو وید وغیرہ سچے شاستروں کو سُور کے ساتھ کون پڑھتا۔ جین مسلمان۔ عیسائی وغیرہ کے جال سے بچکر آریوں کے وید وغیرہ سچے شاستروں میں کون محبت پیدا کرتا انہیں ورن آشرموں میں کون رکھتا۔ विषादप्यमृतं ग्राह्यम् زہر سے بھی امرت حاصل کرنیکی مانند پوپ لیلا سے بہکانے میں بھی آریوں کا جین وغیرہ مذاہب سے بچے رہنا۔ گویا زہر میں امرت (آبحیات) کے برابر وصف سمجھنا چاہئے +

جب یجمان علم سے بے بہرہ ہوئے اور آپ برہمن کچھ پاٹھ پوجا پڑھ کر غرور میں آئے تب انہوں نے اتفاق کر کے راجوں وغیرہ سے کہا۔ کہ برہمن اور سادھو کو سزا نہیں دینی چاہئے۔ دیکھو۔ ब्राह्मणो न हन्तव्यः साधुर्न हन्तव्यः ایسے ایسے اقوال جو کہ سچے برہمن اور سادھوؤں کے بارہ میں تھے۔ وہ پوپوں نے اپنے اوپر

جمائے اور جھوٹے اقوال والی کتابیں رشی منیوں کے نام سے تصنیف کیں اور انہیں کے نام سے سناتے رہے اُن مشہور و معروف رشیوں مہرشیوں کے نام کی آڑ میں اپنے پر سے سزا کی قید اُٹھوا دی۔ پھر جیسا چاہا۔ ویسا کرنے لگے۔ اور ایسے سخت قواعد چلائے۔ کہ لوگ اُن پوپوں کی اجازت کے بغیر سونا ۔ اٹھنا بیٹھنا۔ جانا۔ آنا۔ کھانا۔ پینا وغیرہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ راجاؤں کو ایسا یقین کروایا کہ اسم بامسمّٰی پوپ نام کے برہمن سادھو جو چاہیں کریں۔ اُن کو کبھی سزا نہ دینی چاہیئے۔ یعنی دل میں بھی ان کو سزا دینے کی خواہش نہ کرنی چاہیئے۔ جب ایسی جہالت پھیلی۔ تب جیسی پوپوں کی مرضی ہوئی ویسا کرنے کرانے لگے۔ اس بگاڑ کی بنا جنگ مہابھارت سے ایک ہزار سال پہلے قائم ہوئی تھی۔ گو اُس وقت رشی منی بھی تھے۔ تاہم کچھ کچھ سستی۔ غفلت۔ حسد۔ کینہ کی بنا پڑ گئی تھی۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے بڑھ گئے۔ جب سچا اپدیش نہ رہا تب آریہ ورت میں جہالت پھیل گئی اور خانہ جنگی ہونے لگی۔ کیونکہ

उपदेश्योपदेष्टृत्वात् तत्सिद्धिः । इतरथान्धपरम्परा ॥
सांख्यसू० [अ० ३ । सू० ७९ । ८१]

جب اچھے اچھے اُپدیشک ہوتے ہیں۔ تب اچھی طرح دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں اور جب اچھے اپدیشک اور اپدیش سننے والے نہیں رہتے۔ تب اندھ پرمپرا چلتی ہے (زنار بچی کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔) پھر بھی جب بھلے لوگ پیدا ہو کر ست اُپدیش کرتے ہیں۔ تب اندھ پرمپرا دُور ہو کر پرکاش (روشنی) کی پرمپرا چلتی ہے۔

دام مارگ مت کا ظہور

پھر وہ پوپ لوگوں سے اپنے پاؤں پجوانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ایسا کرنے میں اُن کا کلیان (بھلائی) ہے۔ جب لوگ اُن کے دام میں پھنس گئے۔ تب غفلت اور شہوت میں منہمک ہو گئے۔ جس طرح گڈریا بھیڑوں کو جمع کر لیتا ہے ویسے ہی جھوٹے گوروؤں (پوپ) نے جھنتری وغیرہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ علم طاقت عقل قوت۔ بہادری۔ دلیری وغیرہ نیک اوصاف تمام گم ہونے لگے۔ جب شہوت میں غلطاں ہوئے تو گوشت شراب کا استعمال پوشیدہ پوشیدہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ انہیں میں سے ایک نے دام مارگ کھڑا کیا جس نے "شو اواچ" "پاربتی اُواچ" "بھیرو اُواچ"

وغیرہ نام کی کتابیں بنائیں اور ان کا نام "تنتر" رکھا۔ اُن میں ایسی ایسی عجیب باتیں لکھیں۔ کہ

मद्यं मांसं च मीनं च मुद्रा मैथुनमेव च ।
एते पञ्च मकाराः स्युर्मोक्षदा हि युगे युगे ॥१॥ कालीतन्त्रादि
प्रवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णा द्विजातयः ।
निवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णाः पृथक् पृथक् ॥२॥ कुलार्णवतन्त्र
पीत्वा पीत्वा पुनः पीत्वा यावत्पतति भूतले ।
पुनरुत्थाय वै पीत्वा पुनर्जन्म न विद्यते ॥३॥ महानिर्वाणतन्त्र
मातृयोनिं परित्यज्य विहरेत् सर्वयोनिषु ॥ ४ ॥
वेदशास्त्रपुराणानि सामान्यगणिका इव ।
एकैव शाम्भवी मुद्रा गुप्ता कुलवधूरिव ॥ ५ ॥
ज्ञानसंकलनी तन्त्र

دیکھو کیسر گنڈ بو پوں کی لیلا۔ وام مارگیوں نے وید کے خلاف بڑے ادھرم کے کاموں کو اچھا مانا ہے۔ یعنی اول شراب۔ دوسرا گوشت۔ تیسرا مچھلی۔ چوتھا مُدرا یعنی پوری۔ کچوری۔ بڑے روٹی وغیرہ کو اس برتن میں رکھ کر جو فرج کی شکل کا بنایا جاتا ہے کھاتے ہیں اور پانچواں میتھن (زنا) یعنی مردوں کو شِو اور عورتوں کو پاربتی کی مانند تصور کر کے۔

अहं भैरवस्त्वं भैरवी ह्यावयोरस्तु सङ्गमः । [۱]

اِس بیہودہ کلام کو پڑھ کر صحبت کرنا۔ وام مارگی عیب نہیں گنتے۔ انھوں نے ایسی عورتوں کو بھی پاک مانا ہے جنہیں چھونا بھی نہیں چاہیے۔ مثلاً شاستروں میں حیض والی

[۱] میں بھیرو ہوں۔ تو بھیروی ہے۔ ہم دونوں کی صحبت ہو۔ مترجم

عورت کو چھونے کی ممانعت ہے لیکن وام مارگیوں نے ایسی عورت کو نہایت پاک مانا ہے۔ دیکھو ان کا لغو شلوک ؛

रजस्वला पुष्करं तीर्थं चाण्डाली तु स्वयं काशी चर्मकारी प्रयागः स्याद्रजकी मथुरा मता। अयोध्या पुक्कसी प्रोक्ता

(रुद्रयामल ग्रं

وغیرہ حیض والی عورت کیساتھ مجامعت کرنا پشکر (تیرتھ) کے اشنان (کے برابر ہے) چانڈالی سے صحبت کرنا کاشی کی یاترا (زیارت) (کے برابر ہے) چمار کی عورت سے ہمبستری پریاگ کے اشنان (کے برابر ہے) دھوبی کی عورت سے مجامعت متھرا کی زیارت کے برابر ہے۔ اور بیسوا کے ساتھ کلول کرنا گویا ایودھیا تیرتھ کی زیارت کرنا ہے) (وام مارگیوں نے) شراب کا نام تیرتھ۔ گوشت کا نام شدھی (پاکیزگی) اور سیپ مچھلی کا نام تربتیریا جل تمبیکا۔ مدرا کا نام چیتورتھی۔ اور زنا کا نام پنچمی رکھا ہے۔ ایسے ناموں کے رکھنے سے اُن کا یہ مطلب ہے۔ کہ دوسرا کوئی اُن کی بات نہ سمجھ سکے۔ (انہوں نے اپنے فرقہ والوں کے نام کول۔ آردر ویرشامبھو اور گن وغیرہ رکھے ہیں۔ اور جو ان میں (شامل) نہیں ہیں ان کے نام کنٹک۔ ویمکھ شُشک۔ پشو وغیرہ رکھے ہیں۔ ان کا قول ہے۔ کہ بھیروی چکر میں برہمن سے لے کر چنڈال تک سب دوج ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ چکر نہیں رہتا تب سب اپنے اپنے ورن میں آجاتے ہیں ؛

زمین یا تختی پر ایک نقطہ۔ مثلث۔ مربع یا دائرہ کی شکل کا کھینچکر اس پر وام مارگی شراب کا گھڑا رکھتے ہیں۔ اور اُس کی پرستش کرتے ہیں۔ اسکا نام بھیروی چکر ہے ؛

بھیروی چکر بنا کر وام مارگی یہ منتر پڑھتے ہیں۔ ॐ महापाशं विमोचय۔ اے شراب تو برہما وغیرہ کے سراپ سے مبرّا ہو۔ ایک تنہا جگہ میں کہ جہاں سوائے وام مارگیوں کے کوئی دوسرا شخص نہیں جا سکتا۔ عورتیں اور مرد اکٹھے ہوتے ہیں وہاں مرد ایک عورت کو اور عورتیں کسی ایک مرد کو ننگا کر کے پوجتی ہیں وہاں کسی دوسرے کی یا ان کی اپنی عورتیں لڑکیاں۔ ماں بہن بہو وغیرہ آتی ہیں۔ بعد ازاں شراب کا ایک

برتن بھرتے ہیں اور گوشت اور بڑے وغیرہ ایک تھالی میں رکھتے ہیں۔ وام مارگیوں کا ایک آچاریہ اُس شراب کے برتن کو ہاتھ میں لے کر کہتا ہے۔ "میں بھیرو ہوں"۔ "یا میں شو ہوں"۔ یہ کہکر (وہ شراب) پی جاتا ہے۔ اس کے اُسی جھوٹے برتن میں سے باقی کے سارے (شراب) پیتے ہیں۔ جب کسی عورت یا بیسوا کو یا کسی مرد کو ننگا کر کے۔ اور اُن کے ہاتھ میں تلوار دے کر ان کی جائے نہانی کی پرستش کرتے ہیں۔ تو عورت کا نام دیوی اور مرد کا نام مہادیو رکھتے ہیں۔ ایسی دیوی یا شو کو شراب کا پیالہ پلا کر اُسی جھوٹے برتن میں سے سب لوگ ایک ایک شراب کا پیالہ پیتے ہیں۔ اور بدمست ہو کر بلا تمیز ماں۔ بہن اور لڑکی کے جس کا جس کے ساتھ جی ہو بدفعلی کرتے ہیں۔ اور بہت ہی بدمست ہو جانے کی صورت میں آپس میں جوتوں۔ مکّوں سے لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کے بال نوچتے ہیں۔ بہت سے آدمی وہیں قے کر دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو بڑا سِدھ اگھوری گنا جاتا ہے۔ وہ قے شدہ چیز کو بھی کھا لیتا ہے۔ دام مارگیوں کے سب سے بڑے کامل اگھوری کی یہ باتیں ہیں ٭

हालां पिबति दीक्षितस्य मन्दिरे सुप्तो निशायां गणिका गृहेषु । विराजते कौलवचक्रवर्ती ॥

جو دیکشت کلال کے گھر میں جا کر بوتل پر بوتل چڑھا دے۔ رنڈیوں کے گھر میں جا کر ان کے ساتھ ہمبستری کرے اور بدفعلی وغیرہ کام بے خوف اور بیحیا ہو کر کرے۔ وہی دام مارگیوں میں سب سے افضل چکرورتی راجہ کی مانند تصوّر کیا جاتا ہے یعنی دام مارگیوں میں بڑا بدچلن آدمی اچھا اور نیک چلن آدمی بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ۔

पाशबद्धो भवेजीवः पाशमुक्तः सदा शिवः ॥

[ज्ञानसंकलनी तन्त्र । श्लोक ४३]

تنتر میں یوں لکھا ہے۔ کہ جو شخص دنیا کی شرم۔ شاستر کا لحاظ۔ خاندانی عزت ملکی حمیّت وغیرہ بندھنوں سے بندھا ہے۔ اور جیوا اور جو بیحیا ہو کر برے کام کرتا ہے وہ سدا شو ہے۔ اُڈیش تنتر وغیرہ میں ایک پر لوگ آیا ہے کہ ایک گھر میں چاروں طرف

جتنے طاقچے ہوں ان میں شراب کی بوتلیں بھر کر رکھ دیوے۔ ان طاقچوں پر سے ایک شراب کی ایک بوتل پی کر دوسرے طاقچے پر جاوے۔ دوسرے سے تیسرے پر اور تیسرے سے چوتھے پر۔ اور کھڑا کھڑا اُس وقت تک شراب پیتا رہے۔ جب تک کہ لکڑی کی طرح زمین پر نہ گر جائے۔ جب نشہ اُترے۔ پھر اُسی طرح (شراب) پی کر گر پڑے۔ اور تیسری دفعہ بھی ایسا کرے۔ اس طرح اگر تیسری دفعہ اُٹھے۔ تو اس کا دُوسرا جنم سمجھو سچی بات تو یہ ہے کہ ایسے آدمیوں کا دوسری دفعہ انسان کے قالب میں آنا ہی مشکل ہے بلکہ وہ ادنےٰ اجسام میں داخل ہو کر بہت عرصہ تک وہیں رہینگے۔ وام مارگیوں کی کتب تنتر میں یہ قاعدہ رکھا ہے (کہ وام مارگی کو) ایک ماں کو چھوڑ کر کسی عورت سے خواہ اُس کی اپنی لڑکی ہو یا بہن صحبت کرنی جائز ہے۔

وام مارگیوں کے دس مہا ودیا مشہور ہیں۔ اُن میں سے ایک ماتنگی ودّیا (کا جاننے والا) کہتا ہے کہ मातरमपि न त्यजेत् یعنی ماں کو بھی صحبت کے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ یہ لوگ مجامعت کے وقت منتر جپتے ہیں تاکہ اُن کو سِدّھی (اعلےٰ طاقتیں) حاصل ہو جائیں (سچ ہے) وام مارگیوں جیسے سودائی پرلے درجہ کے بیوقوف آدمی بھی دُنیا میں بہت ہی کم ہوں گے۔

جو آدمی جھوٹی باتوں کو رواج دینا چاہتا ہے وہ ضرور سچ کی مذمت کرتا ہے۔ دیکھو وام مارگی کیا کہتے ہیں۔ وید شاستر اور پُران عام بازاری عورتوں کی مانند ہیں۔ اور وام مارگی کی شانبھوی مُدرا پردہ نشین خاندانی عورت کی طرح ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے صرف وید کی مخالفت میں اپنا مذہب گھڑا ہے۔ کچھ عرصہ ہؤا کہ جب ان کے مذہب نے بہت فروغ پایا۔ تب اُنہوں نے شرارت سے ویدوں کے نام پر وام مارگ کو تھوڑا بہت چلایا۔ یعنی

सौत्रामण्यां सुरां पिबेत् । प्रोक्षितं भक्षयेन्मांसम् ।
वैदिकी हिंसा हिंसा न भवति ॥
न मांसभक्षणे दोषो न मद्ये न च मैथुने ।
प्रवृत्तिरेषां भूतानां निवृत्तिस्तु महाफला ॥

मनु० [अ० ५ । ५ । ५६]

سوترامنی یگیہ میں شراب پینی چاہیئے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ سوترامنی یگیہ میں سوم کا عرق پیوے (نہ کہ شراب) (پھر کہتے ہیں) یگیہ میں گوشت کھانا منع نہیں ایسی ایسی پاجی پنے کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیئے کہ اگر وید کے مطابق ہنسا ہنسا نہ ہو تو تمہیں اور تمہارے کنبہ کو مار کر ہوم کریں۔ تو اس میں کیا ہرج ہے۔ یہ کہنا بچوں کی سی بات ہے کہ گوشت کے کھانے۔ شراب کے پینے۔ غیر عورت سے مجامعت کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ جانوروں کو ایذا پہنچائے بغیر گوشت نہیں مل سکتا۔ اور بلا قصور کسی کو ایذا دینا دھرم نہیں۔

شراب پینے کی تو قطعی ممانعت ہی ہے۔ وام مارگیوں (کی کتب) کے سوائے کسی کتاب میں (شراب پینے کی) اجازت آج تک نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اس کا استعمال ہر جگہ ممنوع ہی لکھا ہے۔ اور شادی ہوئے بغیر ہمبستری ناجائز ہے۔ اس کو جائز بتلانے والا خود بُرا ہے۔ وام مارگیوں نے رشیوں کے گرنتھوں میں ایسی ایسی باتیں ڈال دیں۔ اور ان کے نام سے کتب بنا کر گومیدھ۔ اشومیدھ یگیہ بھی کرانے لگے (اور مان بیٹھے کہ) ان جانوروں کو مار کر ہوم کرنے سے یجمان اور جانوروں کو سورگ حاصل ہوتا ہے اصل یوں ہے کہ اُنہوں نے برہمن گرنتھوں کے اشومیدھ۔ گومیدھ۔ نرمیدھ وغیرہ الفاظ کے معنوں کو نہیں سمجھا۔ اگر سمجھتے تو ان الفاظ کے ایسے معنی کیوں کرتے

اشومیدھ وغیرہ یگیوں کے معنی

سوال۔ اشومیدھ۔ گومیدھ۔ نرمیدھ وغیرہ لفظوں کے کیا معنی ہیں؟ جواب۔ ان کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ

राष्ट्रं वा अश्वमेधः [शत० १३ । १ । ६ । ३]
अन्नं हि गौः ॥ [शत० ४ । ३ । १ । २५] अग्निर्वा अश्वः ।
आज्यं मेधः ॥ शतपथब्राह्मणे ॥

راجا کا دھرم اور انصاف سے رعایا کی پرورش کرنا۔ یجمان کا علم وغیرہ کا دینا اور آگ میں گھی وغیرہ سے ہوم کرنا اشومیدھ ... زمین

وغیرہ کو پاک رکھنا۔ گومیدھ۔ اور انسان کے مرنے پر اُس کے جسم کو باقاعدہ جلانا نرمیدھ یگیہ کہلاتا ہے ؏

گائے۔ گھوڑے وغیرہ حیوانات اور اسی طرح آدمی کو مار کر ہوم کرنا کہیں نہیں لکھا۔ صرف وام مارگیوں کی کتابوں میں ایسی غضبناک باتیں لکھی ہیں۔ اصل یُوں ہے کہ ان باتوں کا رواج بھی وام مارگیوں سے ہُوا ہے۔ اور جہاں کہیں ہماری کتب مقدسہ میں ایسی تحریر آئی ہے وہ وام مارگیوں کی ہی ڈالی ہوئی ہے ؏

سوال۔ یگیہ کرنیوالوں کا قول ہے کہ یگیہ کے کرنے سے یجمان اور حیوان دونوں، بہشت میں جاتے ہیں۔ اور ہوم کر کے حیوان پھر زندہ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ بات سچ ہے ؟

جواب۔ نہیں۔ جو اس طرح بہشت میں جانا مانتے ہیں۔ اُن کو مار کر ہوم میں ڈال بہشت میں پہنچانا چاہیئے۔ یا ان کے عزیز ماں۔ باپ۔ عورت اور بیٹے وغیرہ کو مار کر اور اُن کا ہوم کر کر اُنہیں بہشت میں کیوں نہیں پہنچاتے ؟ اور ویدی میں سے پھر کیوں نہیں زندہ کر لیتے ؟

سوال۔ یگیہ کرتے وقت وید منتر پڑھتے ہیں۔ اگر ویدوں میں (جانور مار کر یگیہ کرنے کا حکم) نہ ہوتا تو منتر کیوں پڑھتے ؟ **جواب**۔ منتر کسی کو پڑھنے سے کبھی نہیں روکتا وہ ایک کلام ہے لیکن منتروں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جانوروں کو مار کر ہوم کیا جائے مثلاً अग्नये स्वाहा وغیرہ منتروں کے معنی یہ ہیں کہ آگ میں طاقت بخش اشیاء گھی وغیرہ سے ہوم کرنے سے ہوا۔ بارش۔ پانی صاف ہوتے ہیں اور دُنیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ان صحیح معنوں کو وہ بیوقوف نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ خود غرض صرف اپنی غرض پوری کرنے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے ؏

بُدھ و جین مت کا ظہور اور بُت پرستی کا آغاز ؏

ان پوپوں کے ایسے ایسے بُرے کام اور مردہ کا شرادھ ترپن وغیرہ دیکھ کر وید وغیرہ شاستروں کی مذمت کرنیوالا ایک خوفناک بُدھ یا جَین مذہب جاری ہُوا ہے۔ سنتے ہیں کہ اسی ملک میں گورکھپور کا ایک راجہ تھا پوپوں نے اُس سے یگیہ کروایا۔ اور اُس کی عزیز رانی کا اُنہیں گھوڑے [illegible]

وہ مر گئی۔اس پر وہ راجہ تارک الدنیا ہو کر اور اپنے بیٹے کو راج سونپ کر سادھو بن پوپوں کا پول ظاہر کرنے لگا۔اسی کی شاخ گویا چارواک اور آبھانک مذہب بھی ہوا ہے۔انہوں نے اس قسم کے شلوک بنائے ہیں :-

पशुश्चेन्निहितः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ॥
मृतानामिह जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेयकल्पनम् ॥

اگر جانور مار کر آگ میں ہوم کرنے سے جانور سورگ کو جاتا ہے تو یجمان اپنے باپ وغیرہ کو مار کر سورگ میں کیوں نہیں بھیجتے؟ اگر مردہ آدمیوں کی سیری کیلئے شرادھ ترپن ہوتا ہے تو پردیس میں جانے والے آدمی کو راستہ کا خرچ کھانے پینے کے لئے (توشہ) باندھنا بیفائدہ ہے۔کیونکہ جب مُردہ کو شرادھ ترپن سے کھانا پینا پہنچتا ہے تو زندہ پردیس میں رہنے والے یا راستہ چلنے والے شخصوں کو گھر میں پکایا ہوا کھانا یا پتّل پر پروسا ہوا کھانا یا پانی کا لوٹا جو اُس کے نام پر دیا جائے کیوں نہیں پہنچتا؟ جب زندہ دور دراز ملک میں رہنے والے یا دس ہاتھ کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دی ہوئی شئے نہیں پہنچتی تو مردہ کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتی۔اُس کی ایسی مدلّل تعلیم کو لوگ ماننے لگے۔اور اُس کا مذہب فروغ پانے لگا۔جب بہت سے راجے مہاراجے اُس مذہب میں شامل ہو گئے تب پوپ جی بھی اُن کی طرف جھکے۔کیونکہ ان کو تو جدھر اچھا گپھا ملے اُدھر ہی چلے جاتے ہیں۔جھٹ جینی بننے لگے۔

جینیوں میں بھی دوسرے قسم کی پوپ لیلا بہت ہے۔اُس کا بیان بارھویں باب میں کرینگے۔بہت لوگوں نے اس مذہب کو قبول کیا۔لیکن پہاڑیہ کاشی۔قنوج۔مغربی۔جنوبی مقامات پر رہنے والوں میں سے کئی ایک نے اس مذہب کو قبول نہیں کیا۔

جینی وید کے معنی نہ سمجھ کر اور بیرونی پوپ لیلا کو اپنی جہالت سے وید کی طرف منسوب کر ویدوں ہی کی مذمّت کرنے لگے۔انہوں نے ویدوں کو پڑھنے پڑھانے۔یگیوپویت اور برہمچریہ

وغیرہ کے (پاک) اصولوں کے رواج کو بھی اُڑا دیا۔ جہاں جتنی وید وغیرہ کُتب مقدّسہ پائیں۔ تلف کردیں۔ آریوں پر بھی بہت سا ظلم کیا۔ اور اُن کو ایذا پہنچائی۔ جب وہ خوف اور شرم اُتار بیٹھے تو اپنے مذہب کے پیروِ گرہستھیوں اور سادھوؤں کی عزت اور وید کے راستے چلنے والوں کی بے عزّتی کرنے لگے۔ تعصّب سے سزائیں دینے لگے۔ آسودہ ہو کر گھمنڈ میں آکر کمانا چھوڑ بیٹھے۔ رشبھ دیو سے لیکر مہاویر تک اپنے تیرتھنکروں کے بڑے بڑے بُت بنا کر اُن کی پرستش کرنے لگے۔ اصل میں پتھر وغیرہ بُتوں کی پرستش کی بناء جینیوں نے قائم کی ہے۔ جب وہ پتھر وغیرہ بتوں کی پُوجا میں لگ گئے۔ تو پرمیشور کی پرستش اور اُس کا ماننا کم ہوتا گیا ۔

سوامی شنکر آچاریہ کا ظہور

آریہ ورت میں اس طرح تین سو برس تک جینیوں کا راج رہا لوگ ویدوں کے اصل مطلب وغیرہ کے سمجھنے سے محروم ہو گئے۔ یہ قریباً اڑھائی ہزار برس کی بات ہے۔ بائیس سو برس کا عرصہ ہؤا کہ ملک دراوڑ کے رہنے والے شنکر آچاریہ نامی ایک برہمن نے برہمچریہ رکھ کر ویاکرن وغیرہ سب شاستر پڑھے۔ اور انہیں یہ افسوسناک خیال پیدا ہوئے کہ سچے آستک (علم معرفت) وید دھرم کے دور ہونے اور جینیوں کے ناستک (دہریہ) مذہب کے جاری ہونے سے بڑا نقصان ہؤا ہے۔ اس کا کچھ انسداد کرنا چاہیئے۔ شنکر آچاریہ جی چونکہ نہ صرف شاستر ہی پڑھے تھے بلکہ اُنہوں نے جین مذہب کی کُتب کا بھی مطالعہ کیا تھا۔ اور (علاوہ براں) دلیل کے بھی قاطع تھے۔ اس لئے بعد غور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اُپدیش (وعظ) اور مباحثہ کرنے سے جینی لوگ اپنے مذہب کو ترک کریں گے۔ یہ سوچ کر وہ شہر اُجین میں گئے۔ اُس زمانہ میں وہاں سُدھنوا راجہ کا راج تھا۔ یہ راجہ جینیوں کی کُتب اور سنسکرت بھی پڑھا ہؤا تھا (سوامی شنکر آچاریہ) وہاں جاکر وید کا اُپدیش کرنے لگے۔ اور راجہ سے مل کر اُس کو کہا۔ کہ آپ نے سنسکرت پڑھی ہے۔ جینیوں کی کُتب کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اور جین مِلّت کے آپ پیرو ہیں۔ اس لئے میری درخواست ہے۔ آپ جینیوں کے پنڈتوں کے ساتھ میرا شاستر ارتھ (مباحثہ) کرائیں۔ اور یہ

شرط قرار پائے کہ جو مغلوب ہو وہ فاتح کا مذہب قبول کرے۔ اور ساتھ ہی آپ بھی فاتح کا مذہب قبول کریں۔ گو راجہ سُدھنوا جین مذہب کا پیرو تھا تاہم سنسکرت کے علم ادب کے جاننے کی وجہ سے اُس کا دماغ مُنوّر تھا۔ اور حیوانیت نے اُس پر زیادہ غلبہ نہیں پایا تھا۔ کیونکہ عالم سچ جھوٹ کا امتحان کر کے سچ کو اختیار کرتا ہے اور جھوٹ کو چھوڑ دیتا ہے۔ جب تک راجہ سُدھنوا کو عالم اُپدیشک نہیں ملا۔ تب تک شک میں رہا کہ ان مذہبوں میں سے کونسا مذہب سچّا اور کونسا جھوٹا ہے (ایسی حالت میں جب راجہ نے سوامی) شنکر آچاریہ کی یہ بات سُنی تو خوش ہو کر بولا کہ ہم ضرور مباحثہ کروا کے سچ جھوٹ کا فیصلہ کرینگے۔

(شاستر ارتھ کا دن مقرر کیا گیا) جینیوں کے پنڈتوں کو دُور دُور سے بُلایا گیا (مباحثہ شروع ہُوا) اُس میں (سوامی) شنکر آچاریہ کا پہلو ویدک دھرم کا ثابت کرنا اور جینیوں کے مذہب کی تردید تھی اور جینیوں کا پہلو اپنے مذہب کا ثابت کرنا اور وید کی تردید تھی۔

مباحثہ کئی روز تک جاری رہا۔ اس میں جینیوں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ دنیا کا پیدا کرنیوالا ابدی ایشور کوئی نہیں۔ یہ دُنیا اور جیو دونو ابدی ہیں۔ ان کی پیدائش نہیں اور نہ کبھی فنا ہوگی۔ اسکے برعکس سوامی شنکر آچاریہ یہ ثابت کرتے تھے کہ ابدی پرماتما ہی دُنیا کا سبب اولے ہے۔ دُنیا اور جیو دونوں کوئی اصلی ہستی نہیں۔ پرمیشور نے اپنی مایا سے دُنیا پیدا کی ہے۔ وہی اسکو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ اور یہ جیو اور ساری کائنات خواب کی مانند ہے۔ پرمیشور خود بخُود سارے عالم کی شکل اختیار کر کے (اُس میں) کھیل رہا ہے۔

کئی دنوں کے مباحثہ کے بعد جینیوں کے مذہب کا دلائل اور پرمانوں سے کھنڈن ہُوا اور شنکر آچاریہ کے مذہب کا منڈن۔ اُسوقت جینیوں کے پنڈت اور سُدھنوا راجہ نے جین مذہب کو چھوڑ ویدمت کو قبول کر لیا۔ اس پر بہت شور مچا اور سُدھنوا راجہ نے اپنے اور عزیز و دوست راجاؤں کو لکھ کر شنکر آچاریہ سے مباحثہ کرایا۔ جس میں جینی برابر مغلوب ہوتے گئے۔ لبعدازاں سُدھنوا وغیرہ راجاؤں نے سوامی شنکر آچاریہ کا تمام مُلک میں دورہ کرنے کا انتظام کر دیا۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے نوکر چاکر بھی مقرر کر دئے۔ اُسی وقت سے (از سرِ نو)

پھر یگیوپویت پہننے لگے اور ویدوں کا پڑھنا پڑھانا بھی جاری ہو گیا (سوامی شنکر آچاریہ نے) دس برسوں تک تمام آریہ ورت میں دورہ کر کے جینیوں کے مت کا کھنڈن اور ویدک دھرم کا منڈن کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شنکر آچاریہ کے زمانہ میں جینیوں کے بت بھی توڑے گئے۔ چنانچہ آجتک جینیوں کے جسقدر لوٹے پھوٹے یا سالم بت نکلتے ہیں۔ وہ سب شنکر آچاریہ کے زمانہ کے ہی ہیں۔ سالم بت جینیوں نے زمین میں گاڑ دئے تھے کہ توڑے نہ جائیں یہی اب تک بعض مقاموں میں سے نکلتے ہیں ٭

شنکر آچاریہ کے پہلے شیومت بھی کچھ رائج تھا (انہوں نے) اُس کا بھی اور وام مارگ مت کا بھی کھنڈن کیا۔ اُس زمانہ میں یہاں بہت دولت تھی۔ اور ملک میں حب الوطنی تھی۔ شنکر آچاریہ اور راجہ سدھنوا نے جینیوں کے مندر نہیں تڑوائے۔ کیونکہ اُن میں وید وغیرہ کی درسگاہیں قائم کرنے کی خواہش تھی۔ جب ویدمت قائم ہو گیا تھا اور تعلیم کو فروغ دینے کا ارادہ ہو رہا تھا تو دو جینیوں نے موقعہ پا کر شنکر آچاریہ کو زہر دی۔ یہ ظاہرا اپنے آپ کو ویدمت کا پیرو بتاتے تھے۔ پر اصل میں وہ مکار اپنے مذہب کے پکے معتقد تھے اور شنکر آچاریہ اُن پر بہت خوش تھے۔ زہر ایسی دی گئی تھی کہ جس سے اُن کی بھوک کم ہو گئی اور بدن پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں[۱] چھ ماہ کے اندر ہی اُنہوں نے اس جہانِ فانی سے رحلت کی ٭

اُسوقت سب لوگ شکستہ خاطر ہو گئے اور تعلیم کے فروغ دینے کا کام بھی رک گیا۔ سوامی شنکر آچاریہ کی تصانیف شاریرک بھاشیہ وغیرہ کی اشاعت ان کے پیرو کرنے لگے۔ ان میں جینیوں کے مت کی تردید کی خاطر برہم کی ہستی۔ دُنیا کے جھوٹے ہونے اور جیو اور برہم کے ایک ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ شنکر آچاریہ کے بعد اُن کے مریدوں کی بڑی عزّت ہونے لگی۔ اور وہ دکن میں شرنگیری۔ مشرق میں بھوگوردھن۔ شمال میں جوسی اور دوارکا میں سارو امٹھ قائم کر کے مہنت بن اور شریمان (دولتمند) بن کر چین اُڑانے لگے۔ اگر شنکر اچاریہ کا اپنا یہ اعتقاد تھا کہ جیو اور برہم ایک ہیں۔ دُنیا جھوٹ ہے۔ تو درست نہیں۔ اور اگر صرف

---

[۱] سوامی شنکر آچاریہ کی سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں ناسور ہو گیا تھا جو باوجود متواتر علاج کے چھ ماہ تک رہا۔ اسی کی زہر سارے جسم میں سرایت کر گئی جس سے کہ اُنکی موت واقع ہوئی (مترجم)

جینیوں کی تردید کی خاطر انہوں نے ایسا کہا۔ تو چنداں قابل اعتراض نہیں۔ بہر حال نویں ویدانتیوں کا ایسا ہی مذہب ہے ÷

نویں ویدانت

نویں ویدانتی۔ دُنیا خواب و خیال ہے۔ جیسے رسّی میں سانپ کا صدف یا سیپ میں چاندی کا۔ سراب میں پانی (کا خیال باندھنا) غلط ہے۔ ویسے ہی گندھرب نگر اور اندرجال کی طرح یہ دُنیا جھوٹ ہے۔ ایک برہم ہی سچّا ہے ÷

سدھانتی۔ جھوٹا تم کسے کہتے ہو؟

نویں ویدانتی۔ جو اصل میں کچھ نہ ہو لیکن اُس کی ہستی معلوم ہو ÷

سدھانتی۔ جو چیز اصل میں کچھ بھی نہیں اُس کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟

نویں ویدانتی۔ ادھیاروپ سے ÷

سدھانتی۔ ادھیاروپ کسے کہتے ہو؟

نویں ویدانتی۔ چیز کچھ اور ہو۔ اُس میں کسی اور چیز کا تصوّر باندھنا ادھیاس یا ادھیاروپ ہے۔ اور اُس غلط فہمی کو دُور کرنا **اپ واد** کہلاتا ہے۔ ہم غیر متبدل برہم کو ان دونوں سے الگ اور ساری کائنات کا اسی میں ظہور مانتے ہیں ÷

سدھانتی۔ تم رسّی کو اصل اور سانپ کو فرضی تصوّر کر کے اس غلطی میں پڑے ہو۔ کیا سانپ حقیقت میں کوئی چیز نہیں؟ اگر کہو کہ رسّی میں نہیں تو کسی اور جگہ تو ہے اسی وجہ سے اُس کا خیال دل میں ہے۔ پس وہ سانپ بھی فرضی نہ رہا۔ ویسے ہی استھانو (کھیتوں میں لکڑی پر کپڑا ڈال کر جانوروں کے ڈرانے کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے) میں آدمی۔ سیپ میں چاندی وغیرہ کی مثالوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ اور خواب میں بھی جو چیز دکھائی دیتی ہیں۔ وہ کسی اور جگہ موجود ہوتی ہیں۔ اُن کا نقش آتما پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ خواب بھی ایک موجود شے میں فرضی شے کے تصوّر باندھنے کی مثال نہیں ÷

نویں ویدانتی۔ جو کبھی نہ دیکھا نہ سُنا (وہ خواب میں انسان دیکھتا ہے) مثلاً اپنا سر کٹا دیکھنا۔ اور آپ رونا۔ پانی کی دھار کو اوپر کی طرف جاتے دیکھنا۔ وغیرہ خواب میں ایسے [illegible] ہوتے ہیں پس وہ درست کیونکر [illegible]

سدھانتی - اس مثال سے بھی تمہاری بات ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر دیکھے یا سُنے
دل پر کسی چیز کا نقش نہیں ہوتا۔ نقش کے بغیر یادداشت اور یادداشت کے بغیر
ظاہری حس نہیں ہوتی۔ جب کسی نے سُنا یا دیکھا کہ فلاں آدمی کا سر کٹا ہے اور اُس کے
بھائی یا باپ وغیرہ کو لڑائی میں سچ مچ روتے دیکھا۔ اور فوارہ کا پانی اُوپر کو چڑھتا ہُوا
دیکھا یا سُنا تو اُسی کا نقش اُس کے آتما پر ہُوا۔ جب یہ بیداری کی حالت سے الگ
ہوکر اُن اشیاء کو دیکھتا یا سُنتا ہے جو پہلے اُس حالت میں دیکھے یا سُن چکا۔ تو وہ اپنے
آتما میں ہی اُن اشیاء کو کہ جنہیں پہلے سچ مچ دیکھ یا سُنا تھا۔ دیکھتا اور سُنتا ہے اسی
طرح وہ دیکھتا ہے کہ اُس کا اپنا سر کٹ گیا ہے۔ اور وہ خود رو رہا ہے۔ اور پانی کی
دھار اُوپر کی طرف جا رہی ہے۔ ان مثالوں سے بھی کسی نیستی میں ہستی کا فرض کرنا
ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح مُصوّر اپنے آتما سے دیکھی یا سُنی ہوئی چیزوں کی ہو بہو
تصویر کاغذ پر کھینچ دیتے ہیں یا شکل دیکھ کر اور اپنے آتما میں اُس شکل کا خیال کر کے
اُس شکل کو ہو بہو اُتار لیتے ہیں (ویسے ہی خواب میں دکھائی دینے والی شکلوں کی
اصلیت ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ بسا اوقات خواب میں اشیاء کا یادداشت
پر مبنی علم ہوتا ہے۔ مثلاً اپنے معلّم کو دیکھتا ہے اور بار بار دیکھنے یا سُننے سے گذشتہ
علم کو (اُسی وقت) ظاہر کرتا ہے۔ تب یہ بات یاد نہیں رہتی کہ جو میں نے فلاں وقت
دیکھا یا سُنا تھا یا کیا تھا وہی دیکھتا سُنتا یا کرتا ہوں۔ جیسا حالتِ بیداری میں یاد کرتا ہے
ویسے حالتِ خواب میں نہیں کرتا۔ پس تمہارے ادھیاس اور ادھیا روپ کی تعریف
غلط ہے۔ اور یہ آپ جو وورت واد کو مانتے ہیں۔ یعنی جس طرح رسّی میں سانپ وغیرہ کا
علم ہوتا ہے۔ اُسی طرح برہم میں اس کائنات کا علم ہوتا ہے وہ بھی درست نہیں ہے
نوین ویدانتی - ادھشٹان - (وہ چیز جو اصل میں ہو اور جس میں کسی نیستی کی ہستی فرض
کی جاوے) کے بغیر ادھیستھ (جس کا جھوٹا تصوّر باندھا جاوے) کا علم نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر
رسّی نہ ہو تو سانپ کا بھی علم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح رسّی میں سانپ تینوں زمانوں
میں نہیں ہے لیکن تاریکی اور قدرے روشنی میں اچانک رسّی کو دیکھ کر سانپ کا خیال

پیدا ہوتا ہے۔ اور دیکھنے والا کانپتا ہے۔ جب رسّی کو (چراغ) وغیرہ سے اچھی طرح سے دیکھ لیا جاتا ہے۔ تو غلط فہمی اور خوف دُور ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی برہم میں دُنیا کا جھوٹا علم ہے جو برہم کو اچھی طرح جان لینے سے دُور ہو جاتا ہے۔ اور برہم ہی برہم کا علم باقی رہتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسا کہ سانپ کا خیال دُور ہو کر صرف رسّی ہی رسّی کا علم باقی رہتا ہے ؞

سدھانتی۔ برہم میں دُنیا کا غلط علم کس کو ہوا؟ نوین ویدانتی۔ جیو کو ؞

سدھانتی۔ جیو کہاں سے آیا؟ ۔ نوین ویدانتی۔ اگیان (لاعلمی) سے ؞

سدھانتی۔ اگیان کہاں سے آیا اور کہاں رہتا ہے؟ نوین ویدانتی۔ اگیان ابدی اور برہم میں رہتا ہے۔ سدھانتی۔ برہم میں برہم کا اگیان ہوا یا کسی اور کا اور وُہ اگیان کس کو ہوا؟ نوین ویدانتی۔ چدابھاس کو۔ سدھانتی۔ چدابھاس کا سرُوپ (ماہیّت) کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ چدابھاس کا سروپ ہے برہم اور برہم کو برہم کا اگیان ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنے سروپ کو آپ ہی بھول جاتا ہے۔

سدھانتی۔ اُسکے بھُولنے کا سبب کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ اودّیا (لاعلمی)۔

سدھانتی۔ اودّیا سب جگہ موجود ہمہ دان (پرمیشور) کی صفت ہے۔ یا کم علم (جیو) کی؟ نوین ویدانتی۔ کم علم (جیو) کی۔ سدھانتی۔ تو تمہارے اعتقاد میں سوائے ایک لا انتہا ہمہ دان چیتن کے کوئی دُوسرا چیتن بھی ہے۔ ورنہ تھوڑے علم والا (چیتن) کہاں سے آیا؟ ہاں اگر کم علم چیتن کو برہم سے الگ مانو تو ٹھیک ہے۔ کیونکہ اگر برہم کو ایک جگہ اپنے سروپ کا علم نہیں تو سب جگہ لاعلمی ماننی پڑیگی۔ جس طرح جسم میں (کسی ایک جگہ) پھوڑے کی درد سب جسم کے اعضاء کو نکما کر دیتی ہے۔ اُسی طرح برہم بھی اگر ایک حصہ میں اگیانی (بے علم) اور دُکھی ہو۔ تو سارا برہم اگیانی اور دُکھی ہو جاویگا۔ نوین ویدانتی۔ یہ سب اُپادھی کی خاصیت ہے۔ برہم کی نہیں۔

سدھانتی۔ اُپادھی جڑ ہے یا چیتن۔ اور سچ ہے یا جھوٹ؟ نوین ویدانتی۔ انرودچنیہ (ناممکن البیان) ہے۔ اس کی بابت کچھ کہہ نہیں سکتے کہ آیا جڑ ہے یا چیتن۔ سچ ہے

یا جھُوٹ - سِدھانتی - یہ تمہارا کہنا "वदतो व्याघात" (اپنی بات کی آپ تردید کرنے) کے برابر ہے - کیونکہ خود ہی کہتے ہو کہ یہ اوِدّیا ہے (اور ساتھ ہی کہتے ہو) کہ اس کو جڑ - چیتن - ست - اَست نہیں کہہ سکتے - یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص پیتل اور سونے کی مرکّب دھات کو صراف کے پاس لے جا کر امتحان کرائے - اور پُوچھے کہ یہ سونا ہے یا پیتل؟ تو جواب ملیگا کہ نہ سونا ہے اور نہ پیتل - بلکہ یہ دو دھاتوں سے مرکّب ہے ؛

نوین ویدانتی - دیکھو جسطرح گھٹ اکاش (گھڑے کے اندر موجود اکاش) مٹھ آکاش (مٹھ کے اندر موجود آکاش) میگھ آکاش (بادلوں میں اکاش) اور مہت آکاش (عظیم آکاش) اُپادھی ہے یعنی گھڑا (مڑھی) اور بادل کے ہونے سے (آکاش) الگ الگ معلوم ہوتا ہے - حقیقت میں صرف ایک ہی آکاش ہے - اسی طرح مایا - اوِدّیا - سمشٹی - ویشٹی اور انتہ کرن - اُپادھیوں کی وجہ سے جیو اور برہم اگیانیوں کو الگ الگ معلوم ہوتے ہیں - اصل میں وہ ایک ہی ہیں - اس میں مندرجہ ذیل پرمان ہے :-

अग्निर्यथैको भुवनं प्रविष्टो रूपं रूपं प्रतिरूपो बभूव।
एकस्तथा सर्वभूतान्तरात्मा रूपं रूपं प्रतिरूपो बहिश्च॥

[कठ उ० वल्ली ५ : मं० ६]

جس طرح آگ لمبی چوڑی - گول - چھوٹی - بڑی سب شکل والی چیزوں میں موجود ہو کر ویسی ہی شکل میں دکھائی دیتی ہے - پر اُن سے الگ ہے - ویسے ہی ہمہ جا موجود پرماتما انتہ کرنوں میں ویاپک ہو کر انتہ کرن کی شکل والا بن رہا ہے - لیکن حقیقت میں اُن سے الگ ہے - سِدھانتی - یہ بھی تمہارا کہنا فضول ہے - کیونکہ جس طرح گھڑے مڑھی - بادلوں اور آکاش کو الگ الگ مانتے ہو - اُسی طرح علّت معلول والی دُنیا اور جیو کو برہم سے اور برہم کو اُن سے الگ مانو ؛

نوین ویدانتی - جس طرح آگ سب چیزوں میں داخل ہو کر دیکھنے میں انہی کی شکل والی دکھائی دیتی ہے - اُسی طرح پرماتما جڑ اور جیو میں داخل ہو کر (اُنہیں کی) شکل

والا اگیانیوں کو دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں برہم نہ جڑ ہے اور نہ جیو ہے۔ جس طرح پانی کے بھرے ہوئے ہزار برتن رکھے ہوں تو اُن میں سورج کے ہزار عکس دکھائی دیتے ہیں۔ اصل میں سُورج ایک ہی ہے۔ برتنوں کے ٹوٹ جانے سے پانی کے چلنے یا پھیل جانے سے سُورج نہ تو ٹوٹتا ہے نہ ہلتا جُلتا ہے اور نہ ہی پھیل جاتا ہے۔ اسی طرح سے انتہ کرنوں میں برہم کا سایہ پڑتا ہے۔ اسی کو چدا بھاس کہتے ہیں۔ جب تک انتہ کرن ہیں۔ تب ہی تک جیو ہے۔ جب انتہ کرن کا گیان سے ناش ہوگیا۔ تو جیو برہم سرُوپ ہی ہے ٭

یہ چدا بھاس اپنے برہم سرُوپ کی لاعلمی یعنی اگیان سے اپنے آپ کو کاموں کے کرنے والا (اُن کا پھل) بھوگنے والا۔ سُکھی دُکھی۔ نیکی وبدی کرنیوالا۔ پیدا ہونے اور مرنے والا غلطی سے تصور کرتا ہے۔ جب تک یہ لاعلمی رہتی ہے تب تک وہ دُنیا کے بندھنوں سے رہائی نہیں پاتا۔ سِدّھانتی۔ تمہاری یہ مثال لغو ہے۔ کیونکہ سُورج اور پانی کے برتن دونو شکل والی چیزیں ہیں۔ سورج پانی کے برتن سے الگ اور سُورج سے پانی کے برتن الگ ہیں۔ اسی لئے سایہ پڑتا ہے۔ اگر یہ بے شکل ہوتے تو اُن کا سایہ کبھی نہ ہوتا۔ چونکہ پرمیشور نراکار (بے شکل) اور ہر جگہ آکاش کی طرح دیاپک ہے اسی لئے پرمیشور سے کوئی شے یا کسی شے سے پرمیشور الگ نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ ان دونو میں بیاپیہ بیاپک کا رشتہ ہے۔ اس لئے دونو ایک نہیں۔ منطق کے رُو سے بیاپیہ بیاپک ہمیشہ ملے ہوئے اور ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ اگر دونو ایک ہی ہوں تو ان میں بیاپیہ بیاپک کے رشتہ کا ہونا ممکن نہ ہو۔ چنانچہ برہدرا نیک کے انتریامی برہمن میں یہی بات صاف لکھی ہے ٭

اور برہم کا سایہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بے شکل کے سایہ کا ہونا ناممکن بات ہے۔ پس انتہ کرن کی اُپادھی کی وجہ سے برہم کو جیو ماننا تمہاری بات بچوں کی سی ہے۔ انتہ کرن تبدیلی پذیر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانیوالا ہے۔ برہم غیر متبدل ہے اور کبھی حصوں میں منقسم نہیں ہو سکتا۔ اگر تم برہم کو ... الگ الگ نہ مانو تو کیا جہاں ... لگا

ں کا برہم اگیانی اور جس جگہ کو انتہ کرن چھوڑیگا۔ اُس جگہ کا برہم گیانی ہو جاوے گا؟
س طرح دُھوپ کے وقت جہاں چھاتا ہوتا ہے۔ وہاں روشنی کو ڈھانپ دیتا ہے
جہاں سے ہٹتا ہے وہاں کی روشنی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح انتہ کرن برہم کو لمحہ
یں گیانی اور اگیانی دُنیا میں پھنسا ہوُا اور مُکت کرتا جائیگا۔ چونکہ برہم کے حصے نہیں
سکتے اسلیئے اُسکے ایک حصہ میں جہالت کا پردہ چھا جانے میں وہ سارے کا سارا برہم
انی ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ چیتن ہے۔ مثلاً متھرا میں جس انتہ کرن والے برہم نے جو چیز
ھی اُس کی یاد کاشی کے انتہ کرن میں موجود اُسی برہم کو ہونی چاہیئے؟ کیونکہ ایک
خص کے علم میں آئی ہوئی بات کی یاد دوسرے کو نہیں ہوتی ❊

ں چدابھاس نے متھرا میں کوئی چیز دیکھی وہ چدابھاس کاشی میں نہیں رہتا۔ کیونکہ جو
ھرا کے انتہ کرن کا مظہر ہے۔ وہ کاشی والا برہم نہیں۔ اگر برہم ہی جیو ہے۔ الگ
یا تو جیو کو ہمہ دان ہونا چاہیئے۔ اگر برہم کا سایہ الگ ہے۔ تو پہلے دیکھے سُنے کا
کسی کو نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کہو کہ برہم ایک ہے۔ اس لیئے یاد ہوتی ہے تو (برہم)
ایک حصہ میں اگیان یا دُکھ ہونے سے سارے برہم کو اگیان یا دُکھ ہونا چاہیئے۔
جو مثالیں تم نے دی ہیں اُن سے نِت۔ شُدھ بُدھ۔ مُکت سوبھاؤ والے برہم کو تم
اشُدھ۔ اگیانی اور بدھ وغیرہ نقصوں والا بنا دیا ہے۔ اور جس کے حصے نہیں ہو سکتے
س کو حصوں والا بنا دیا ہے ❊

ین ویدانتی۔ بے شکل کا بھی سایہ پڑتا ہے۔ مثلاً آئینہ یا پانی وغیرہ میں آکاش
سایہ پڑتا ہے۔ وہ نیلے رنگ کا یا کسی اور طرح کا (گہرا) دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح
ہم کا بھی سب انتہ کرن میں سایہ پڑتا ہے۔ سدّھانتی۔ جب آکاش کی کوئی شکل
نہیں ہے تو اُسکو آنکھ سے کوئی کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ جو چیز دکھائی ہی نہیں دیتی
آئینہ اور پانی وغیرہ میں کس طرح دکھائی دیگی؟ گہری یا دھندلی شکل والی چیز
کھائی دیتی ہے۔ بے شکل نہیں۔ نوین ویدانتی۔ تو یہ جو اُوپر کی طرف نیلا سا دکھائی
ہے اور آئینہ میں نظر آتا ہے کیا ہے؟ سدّھانتی۔ وہ زمین سے اُوپر گئے ہوئے

جل، خاک اور آتش کے ذرّے ہیں۔ جن سے بارش ہوتی ہے۔ اگر وہاں پانی نہ ہو تو بارش کیسے ہو؟ اسلئے جو بہت دُور اُوپر کی طرف خیمہ سا دکھلائی دیتا ہے۔ وہ پانی چکر ہے۔ جیسے کُہر دُور سے بادل کی شکل والا دکھلائی دیتا ہے۔ اور نزدیک جانے دُھندلا اور خیمہ کی مانند دکھلائی دیتا ہے۔ ویسے ہی آکاش میں پانی دکھلائی دیتا ہے۔

نویں ویدانتی۔ کیا ہماری رسّی۔ سانپ اور خواب وغیرہ کی مثالیں غلط ہیں؟

سِدّھانتی۔ نہیں جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ تمہاری سمجھ اُلٹی ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ پہلے اگیان کس کو ہوتا ہے؟ نویں ویدانتی۔ برہم کو۔ سِدّھانتی۔ برہم کم دان یا ہمہ دان؟ نویں ویدانتی۔ دونو نہیں۔ کیونکہ ہمہ دانی یا کمتر دانی اُپادھی کے ساتھ ملنے سے ہوتی ہے۔ سِدّھانتی۔ اُپادھی کے ساتھ کون ملا ہوا ہے؟

نویں ویدانتی۔ برہم۔ سِدّھانتی۔ تو برہم ہی ہمہ دان اور کمتر دان ہوا۔ تو پھر تم اس کی تردید کیسے کی؟ اگر کہو اُپادھی فرضی ہے۔ تو فرضی تصوّر باندھنے والا کون ہے؟ نویں ویدانتی۔ جیو برہم ہے یا کچھ اور ہے؟ سِدّھانتی۔ کچھ اور ہے۔ کیونکہ اگر جیو کو ہی برہم سروپ مان لیں تو جس نے جھوٹا تصوّر باندھا وہ برہم کیسے ہو سکتا ہے؟ جس کا تصوّر جھوٹا ہے وہ (خود) سچا کیونکر ہو سکتا ہے؟ نویں ویدانتی۔ ہم سچ اور جھوٹ کو فرضی مانتے ہیں اور زبان سے جو کچھ بولا جاتا ہے وہ بھی فرضی ہے۔ سِدّھانتی۔ تم جھوٹ کہنے اور ماننے والے ہو تو جھوٹے کیوں نہیں؟ نویں ویدانتی۔ جھوٹ اور سچ ہم میں فرضی ہی ہیں۔ ہم دونو کے شاہد ادھشٹان (رہنے کی جگہ) ہیں۔ سِدّھانتی۔ جب تم سچ اور جھوٹ کے مسکن ہو تو تم ساہوکار اور چور کی مانند ہو۔ اس لئے تمہاری بات قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ بات اُس کی قابل تسلیم ہوتی ہے جو سچ مانے۔ سچ بولے اور سچ کرے۔ نہ جھوٹ کو مانے نہ جھوٹ بولے اور نہ جھوٹ کرے۔ جب تم خود ہی اپنی بات کو جھوٹی قرار دیتے ہو تو تم اپنے مُنہ سے جھوٹے بنتے ہو۔ نویں ویدانتی۔ ابدی مایا کو جو برہم کے ماتحت رہ کر برہم ہی پر پردہ ڈالتی ہے ماننے ہو یا نہیں؟ سِدّھانتی۔ نہیں۔ کیونکہ تم مایا کے معنی کرتے ہو۔ جو چیز

یں نہ ہو۔ اور جس کی ہستی محسوس ہو۔ اس کو وہ مانیگا جس کی باطنی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں کیونکہ جو شے اصل میں نہیں اُس کا علم ہونا ناممکن ہے۔ مثلاً بانجھ کے لڑکے کی تصویر۔ اور تم [1]

मन्त्रूला: सोऽस्येमा:

وغیرہ ان چھاندوگیہ اُپنشد کے اقوال کے خلاف کہتے ہو۔

نوین ویدانتی۔ وششٹ۔ شنکر آچاریہ وغیرہ سے لیکر نشچلداس تک سب نے ایسا ہی کہا ہے۔ یہ تم سے زیادہ عالم تھے۔ کیا تم اُن کے اقوال کی بھی تردید کرتے ہو؟ ہمارے نزدیک تو وششٹ۔ شنکر آچاریہ اور نشچلداس وغیرہ (تم سے) بڑھ کر عالم معلوم ہوتے ہیں۔

سدّھانتی۔ تم عالم ہو یا بے علم؟ نوین ویدانتی۔ ہم بھی قدرے عالم ہیں۔

سدّھانتی۔ اچھا تو وششٹ۔ شنکر آچاریہ اور نشچلداس کے اعتقاد کو ہمارے سامنے ثابت کرو۔ ہم اُن کی تردید کرتے ہیں۔ جس کی بات ثابت ہو جاوے وہی بڑا ہے۔ اگر اُن کی اور تمہاری بات ناقابل تردید ہوتی۔ تو تم اُن کے دلائل سے ہماری بات کی تردید کیوں نہ کر سکتے؟ اگر یہ کر سکو تو تمہاری اور اُن کی بات قابل تسلیم ہو جاوے غالب ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے جینیوں کے مذہب کی تردید کرنے کے لئے یہ مذہب قبول کیا ہو۔ کیونکہ مقام اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے پہلو کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے خود غرض عالم اپنے ضمیر کے خلاف بھی (کہہ اور) کر لیا کرتے ہیں اور اگر وہ ان باتوں کو (یعنی جیو اور ایشور کا ایک ہونا۔ دُنیا کا جھوٹ ہونا وغیرہ) سچ نہیں مانتے تھے تو اُن کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔

نشچلداس کی لیاقت دیکھیے۔ اُنھوں نے کتاب "ورتی پربھاکر" میں جیو اور برہم کے ایک ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ جیو اور برہم الگ الگ نہیں۔ کیونکہ دونوں چیتن ہیں یہ بات کم فہموں کی سی ہے۔ کیونکہ دو چیزوں کی مشابہت سے ایک چیز دوسری نہیں بن سکتی بلکہ اختلاف سے اُن دونوں میں تفریق ہوتی ہے۔

[1] [illegible] ذات [illegible] ست سے ہوئی ہے۔ مترجم

مثلاً اگر کوئی کہے چونکہ زمین اور پانی جڑ ہیں۔ اس لئے ایک ہیں۔ تو یہ بات قابل تسلیم نہیں۔ ایسے ہی نشچلداس جی کی جیو برہم کی تعریف فضول ہے۔ کیونکہ جو کم علمی اور غلط فہمی وغیرہ صفات جیو کی ہیں۔ وہ برہم کی نہیں۔ اور جو ہمہ دانی اور غلطی سے مبرا ہونا وغیرہ صفات برہم کی ہیں وہ جیو کی نہیں۔ بلکہ اس کی صفات جیو کے برعکس ہیں۔ پس برہم اور جیو الگ الگ ہیں جسطرح مٹی میں بُو کی خاصیت اور سختی وغیرہ کی صفات ہیں۔ اسکے برعکس پانی میں ذائقہ کی خاصیت اور مائع پن کی صفت ہونے سے وہ اور مٹی ایک چیز نہیں ہو سکتے اسیطرح جیو اور برہم میں مخالف صفات ہونے کی وجہ سے جیو اور برہم نہ کبھی ایک نہ ہیں۔ اور نہ ہونگے۔ اتنی بات سے ہی سمجھ لیجئے کہ نشچلداس وغیرہ میں کس قدر لیاقت تھی۔ یوگ وششٹ کا مصنف کوئی آجکل کا ویدانتی تھا۔ یہ کتاب والمیک۔ وششٹ اور رامچندر کی تصنیف کی ہوئی یا اُن کی بیان کی ہوئی نہیں۔ کیونکہ یہ سب وید کے پیرو تھے۔ یہ نہ وید کے خلاف کچھ بنا سکتے اور نہ کچھ کہہ سن سکتے تھے۔

ویاس جی جیو کو برہم نہیں مانتے

سوال۔ دیکھئے ویاس جی کے شاریرک سوتروں میں بھی جیو اور برہم کا ایک ہونا لکھا ہے۔

सम्पद्याऽऽविर्भावः स्वेन शब्दात् ॥ १ ॥
ब्राह्मेण जैमिनिरुपन्यासादिभ्यः ॥ २ ॥
चिति तन्मात्रेण तदात्मकत्वादित्यौडुलोमिः ॥ ३ ॥
एवमप्युपन्यासात् पूर्वभावादविरोधं बादरायणः ॥ ४ ॥
अत एव चानन्याधिपतिः ॥ ५ ॥
वेदान्त० अ० ४ । पा० ४ । सू० १ । ५ । ६ ॥

جیو جو کہ پہلے برہم سروپ تھا اپنی اصلیت کو حاصل کرکے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ سو (جو اصل سوتر میں ہے) سے "اپنا برہم سروپ" سمجھا جاتا ہے۔

अयात्मा अपहतपाप्मा

لہ یہ آتما پاپ سے آزاد ہو کر وغیرہ مترجم

وغیرہ بیان روحانی جلال حاصل کرنے تک (جیو کے اعلیٰ درجہ پر پہنچنے تک) وجوہات
سے برہم سروپ سے جیو قائم رہتا ہے۔ ایسا جیمنی اچاریہ مانتا ہے۔ ۲۔ اوڈولومی
اچاریہ برہدارنیک کے اس بیان کی بناء پر کہ جیو کا آتما برہم ہی ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ
مکتی کی حالت میں جیو صرف چیتن سروپ ہوتا ہے۔ ۳۔ انہیں اپنشدوں کے
اقوال کی بناء پر بیاس جی جیو کے برہم سروپ ہونے میں مطابقت مانتے ہیں۔
(یعنی جیو اور برہم کا سروپ ایک ہونا ہی اپنشدوں کا سچا اصلی اصول ہے) ۴۔ یوگی
اعلیٰ (روحانی) جلال حاصل کرکے اور اپنے برہم سروپ کو پاکر اور دیگر ممالک سے آزاد
ہو جاتے ہیں۔ یعنی خود سب کا مالک بن کر برہم سروپ سے مکتی کی حالت میں رہتے
ہیں۔ ۵۔ جواب۔ ان سوتروں کے وہ معنی نہیں (جو آپ نے کئے ہیں) ان کے اصل
معنی سنیئے :۔ جب تک جیو اپنے اصلی شدھ سروپ (پاک روحانی وجود) کو حاصل کرکے
سب ناپاکیوں سے پاک نہیں ہوتا۔ تب تک یوگ کے ذریعہ اعلیٰ (روحانی) جلال
حاصل کرکے اپنے انتریامی برہم کو پاکر روحانی راحت محسوس نہیں کر سکتا۔ ۱۔
اسیطرح جب یوگی گناہ وغیرہ سے آزاد ہوکر (روحانی) جلال حاصل کرتا ہے۔ تب
برہم کے ساتھ مکتی کی راحت کو محسوس کر سکتا ہے۔ جیمنی اچاریہ ایسا مانتے ہیں ۲
جب جہالت وغیرہ نقصوں سے پاک ہوکر شدھ چیتن سروپ ہی میں جیو قائم رہتا
ہے۔ تب وہ "تداتمکتا" (یکجہتی) حاصل کرتا ہے۔ برہم سروپ کے ساتھ (روحانی)
رشتہ گانٹھتا ہے۔ اوڈولومی اچاریہ نے ایسا مانا ہے) ۳۔
جیو جب برہم کے ساتھ (جڑ کر) روحانی جلال اور علم حقیقی (حاصل کرکے) ایسی زندگی
میں نجات پاتا ہے۔ یعنی جب جیون مکت ہو جاتا ہے۔ تب اپنے پہلے پاک سروپ
کو پاکر (روحانی) راحت حاصل کرتا ہے۔ یہ اعتقاد ویاس منی کا ہے ۴۔
جب یوگی کا سچا سنکلپ (ارادہ) ہوتا ہے۔ تب وہ خود پرمیشور کو پاکر مکتی کی راحت
کو محسوس کرتا ہے۔ اس حالت میں وہ خود مختار آزاد رہتا ہے۔ دنیا کی طرح مکتی کی حالت
میں چھوٹا بڑا کوئی نہیں بلکہ سب .... ایک ... ہی ... رہتے ہیں ۵۔ کیونکہ

नेतरोऽनुपपत्तेः
भेदव्यपदेशाच्च ॥ [१ । १ । १७] २ ॥
विशेषणभेदव्यपदेशाभ्यां च नेतरौ ॥ [१ । १ । २२] ३ ॥
अस्मिन्नस्य च तद्योगं शास्ति ॥ [१ । १ । १६] ४ ॥
अन्तस्तद्धर्मोपदेशात् ॥ [१ । १ । २०] ५ ॥
भेदव्यपदेशाच्चान्यः ॥ [। १ । १ । २१] ६ ॥
गुहां प्रविष्टावात्मानौ हि तद्दर्शनात् ॥ [१ । २ । ११] ७ ॥
अनुपपत्तेस्तु न शारीरः ॥ [१ । २ । ३] ८
अन्तर्याम्यधिदैवादिषु तद्धर्मव्यपदेशात् ॥ १ । २ । १८] ९ ॥
शारीरश्चोभयेऽपि हि भेदेनैनमधीयते ॥[१ । २ । २०] १० ॥
व्यासमुनिकृतवेदान्तसूत्राणि ॥

برھم سے الگ جیو دُنیا کا خالق نہیں۔ کیونکہ اِس کم دان کم طاقت جیو میں دنیا کا خالق ہونا صادق نہیں آسکتا۔ پس جیو برھم نہیں

रसं ह्येवायं लब्ध्वानन्दी भवति

یہ اُپنشد کا قول ہے جیو اور برھم الگ الگ ہیں (اس قول میں) ان دونوں کا الگ الگ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو "رس یعنی راحتِ کل برہم کو حاصل کرکے جیو راحت سے پُر (آنند سروپ) ہو جاتا ہے" (اس کتاب کے کیا معنی کروگے) اس کلام میں حاصل ہونے والا برھم اور حاصل کرنیوالا جیو بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے جیو اور برھم ایک نہیں ٭

दिव्यो ह्यमूर्त्तः पुरुषः स बाह्याभ्यन्तरो ह्यजः ।
अप्राणो ह्यमनाः शुभ्रो ह्यक्षरात्परतः परः ॥
मुण्डकोपनिषदि [मुं० २ । खं० १ । मं० २]

دویّہ (منوّر)۔ پاک بے شکل وصورت سب (جیووں) میں موجود۔ اندر باہر سب

جگہ برابر حاضر و ناظر۔ پیدا ہونے۔ مرنے اور جسم اختیار کرنے وغیرہ (عذابوں) سے مبّرا سانس لینے اور جسم اور من کے تعلق سے آزاد اور نور کل وغیرہ صفات سے موصوف پرماتما اکشر یعنی غیر فانی پرکرتی (مادہ) سے پرے یعنی لطیف جیووں سے بھی پرے ہے وہ پرمیشور لطیف ترین برھم ہے۔ (اس قول میں) مادّہ اور جیو سے برھم علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ ان دونو سے علیحدہ ہے۔ اور اسی سب جگہ موجود برھم میں جیو کا یوگ (میل) یا جیو میں برھم کا یوگ دکھلایا ہے) (یا بتلایا ہے) پس جیو اور برھم الگ الگ ہیں۔ کیونکہ میل اُن چیزوں کا ہوتا ہے۔ جو الگ الگ ہوتی ہیں ؛۔

برھم کی انتریامی صفات بیان کی ہیں اور برھم چونکہ جیو کے اندر ویاپک ہے۔ اسلئے ویاپیہ جیو ویاپک برھم سے الگ ہے۔ کیونکہ ویاپیہ اور ویاپک کا رشتہ بھی مختلف چیزوں میں ہوا کرتا ہے جسطرح پرماتما جیو سے الگ ہے۔ اسی طرح اندریوں انتہ کرن۔ خاک وغیرہ عناصر۔ اطراف۔ ہوا۔ سورج وغیرہ اور ربّانی صفات رکھنے والے دیوتا لفظ سے موسوم کئے گئے عالموں سے بھی پرماتما الگ ہے ؛

गुहां प्रविष्टौ सुकृतस्य लोके शरीरे भवः शारीरः ॥ [1]

وغیرہ اپنشدوں کے اقوال سے (ظاہر ہے کہ) جیو اور پرماتما الگ الگ ہیں۔ اپنشدوں میں اسبات کا بہت جگہ ذکر ہے ؛۔

مجسّم ہونے والا جیو برھم نہیں۔ کیونکہ برھم کے صفات۔ افعال اور خواص جیو میں نہیں ہو سکتے ؛۔

(ادھی دیو) سب دیویوں (منوّر کرنے) من۔ اندریاں وغیرہ اشیاء (ادھی بھوت) خاک وغیرہ عناصر (ادھیاتم)

سب جیووں میں پرماتما انتریامی روپ کسے (دل کے جاننے والا ہونے سے) موجود ہے۔ اپنشدوں میں ویاپک وغیرہ ہونے کے اوصاف سب جگہ پرماتما کی

[1] یہاں آتما اور پرماتما دونوں کا انتہ کرن میں الگ الگ ہونا بتایا ہے۔ (مترجم)

طرف ہی منسوب کئے گئے ہیں. جسم اختیار کرنے والا جیو برہم نہیں ہے. کیونکہ جیو اور
برہم میں بلحاظ دونو کی اصلیت کے اختلاف ہے ؛؛

اسی طرح ویدانتیوں کا اُپ کرم اور اُپ سنہار (برہم سے ہی سارے جہان کا نکلنا اور
اسی میں جذب ہونا) بھی صحیح ثابت نہیں ہو سکتا. کیونکہ اگر کوئی دوسرا وجود نہ مانا جاوے
تو پیدائش اور فنا بھی برہم ہی کی صفات ماننی پڑینگی. لیکن وید وغیرہ شاستروں
میں برہم کو پیدا ہونے اور مرنے سے پاک بتلایا ہے.

وہ پرماتما نوین ویدانتیوں پر قہر نازل کریگا. کیونکہ (انہوں نے) غیر متبدل. پاک. ابدی.
غلطی سے مبرا وغیرہ صفات سے موصوف برہم میں تبدیلی. پیدائش اور جہالت وغیرہ
کا امکان (بتلایا ہے جو) کسی طرح نہیں ہو سکتا. چونکہ پرلے کے بھی برہم سب کی علت
نمائی بے جان مادہ اور جیو برابر موجود رہتے ہیں. اسلئے ان ویدانتیوں کا اُپ کرم اور
اُپ سنہار بھی فرضی ہے. علاوہ بریں ویدانتی اور بھی بہت سی ایسی غلط باتیں مانتے ہیں
جو شاستروں اور پرتیکش پرمان وغیرہ کے خلاف ہیں ؛؛

بکرماجیت. بھرتری ہری اور کالی داس

بعد میں جینیوں اور شنکر آچاریہ کے پیروؤں کی تعلیم کا کچھ اثر
آریہ ورت پر رہا. اور انکا آپس میں کھنڈن منڈن بھی ہوتا
رہا. شنکر آچاریہ کے تین سو برس کے بعد اُجین میں راجہ بکرماجیت کچھ رعب داب والا
ہوا. اُسنے سب راجاؤں کی آپس کی لڑائیاں ہٹا کر ملک میں امن قائم کیا.
اسکے بعد راجہ بھرتری ہری نے کاویہ (نظم) وغیرہ شاستر اور اور بھی قدرے
علوم سیکھے. پر وہ تارک الدنیا بن راج چھوڑ بیٹھا. بکرماجیت کے پانچسو برس بعد
راجہ بھوج ہوا. اُسنے ویاکرن (صرف و نحو) اور کاویہ (نظم) النکار (علم فصاحت)
وغیرہ کو اسقدر رواج دیا. کہ اُسکے عہد سلطنت میں بکری چرانے والا (گڈریہ) کالیداس
رگھو ونش کا مصنف ہو گذرا ہے. راجہ بھوج کے پاس جو شخص اچھا شلوک بنا کر
لیجاتا بہت سا انعام پاتا اور عزت حاصل کرتا. اس کے بعد راجاؤں اور بڑے
بڑے آدمیوں نے پڑھنا ہی چھوڑ دیا.

شیومت کا آغاز

اگرچہ شنکر آچاریہ کے پہلے اور وام مارگیوں کے بعد شیو وغیرہ فرقے بھی جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اُنہوں نے کچھ فروغ نہیں پایا تھا۔ مہاراجہ بکرماجیت کے عہد سے شیوؤں نے زور پکڑنا شروع کیا۔ شیوؤں میں پاشوپت وغیرہ (ایسی ہی) بہت سی شاخیں ہوئی ہیں۔ جیسے کہ وام مارگیوں میں دس مہاودیا وغیرہ۔ لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھہرایا۔ اُن کے پیرو سنیاسی بھی شیومت کے معتقد ہو گئے۔ اور وام مارگیوں سے بھی اُن کی راہ و رسم جاری رہی۔ وام مارگی شیوجی کی عورت دیوی جی کی پرستش اور شیو مہادیو کی پرستش کرنے لگے ۔

رُودراکھش اور بھسم دھارن

یہ دونو آج تک چہن (نشان) کے طور پر رُودراکش کی مالا پہنتے ہیں اور راکھ (خاکستر) کا ٹیکا لگاتے ہیں لیکن وام مارگی جس قدر وید کے مخالف ہیں۔ اُسقدر شیو کے نہیں ۔

धिक् धिक् कपालं भस्मरुद्राक्षविहीनम् ॥ १ ॥
रुद्राक्षान् कण्ठदेशे दशनपरिमितान्मस्तके त्रिंशती द्वौ
षट् षट् कर्णप्रदेशे करयुगलगतान् द्वादशान्द्वादशैव ।
बाह्वोरिन्दोःकलाभिः पृथगिति गदितमेकमेवं शिखायाम्,
वक्षस्यष्टाऽधिकं यः कलति शतकं स स्वयं नीलकण्ठः ॥ २ ॥

اس قسم کے بہت سے شلوک ان لوگوں نے بنائے اور کہنے لگے کہ جسکے ماتھے پر راکھ کا ٹیکا اور گلے میں رُودراکش (کی مالا) نہیں اُس پر لعنت ہے۔ اُسکو چنڈال کی طرح ترک دینا چاہیئے (۱) جو گلے میں بتیس ۳۲۔ سر میں چالیس ۴۰۔ ہر ایک کان میں چھ چھ ہاتھوں میں بارہ بارہ۔ بازوؤں پر سولہ سولہ۔ چوٹی میں ۱ اور دل میں ۱۰۸ رودراکش پہنتا ہے۔ وہ ٹھیک مہادیو کے مشابہ ہے ۔
سنیاسی لوگوں کا بھی ایسا ہی یقین ہے ۔

بعدازاں وام مارگی اور شیوؤں نے اتفاق کرکے اندام نہانی اور آلہ تناسل (کی) پرستش کو قائم کیا۔ اور ان کا نام جلادھاری (پانی کے دھارے رہنے والی) اور لنگ (آلہ تناسل) رکھا۔ ان بیحیاؤں کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ ایسا پاجی پنے کا کام ہم کیوں کریں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ

خود غرض اپنی غرض کو پورا کرنے کی خاطر بُرے کاموں کو بھی اچھے سمجھ کر انہیں نقص نہیں دیکھتے پس (وہ شیو) پتھر وغیرہ کے بتوں اور اندام نہانی و آلہ تناسل کی پرستش میں ہی تمام دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش (زندگی کے چار مقاصد) کا پورا ہونا ماننے لگے۔

راجہ بھوج کے بعد جس وقت جینی اپنے مندروں میں بت رکھکر انکے درشن پرشن کو آنے جانے لگے۔ تو ان پوپوں کے چیلوں نے بھی جین مندروں میں آنا جانا شروع کیا۔ اُدھر مغرب کی طرف اور مذہب۔ نکل پڑے اور یون لوگوں (یونانی۔ مسلمان وغیرہ) کی بھی آریہ ورت میں آمدورفت ہو گئی۔ اسوقت پوپوں نے یہ شلوک بنایا:-

न वदेद्यावनीं भाषां प्राणैः कण्ठगतैरपि ।
हस्तिना ताड्यमानोऽपि न गच्छेज्जैनमन्दिरम् ॥

خواہ کتنی ہی مصیبت آپڑے اور سانس گلے تک کیوں نہ پہنچ جائیں (یعنی موت کا وقت بھی آگیا ہو) تو بھی یون لوگوں کی زبان یعنی ملیچھ بھاشا نہ بولنی چاہیئے۔ اور اگر مست ہاتھی مارنے کیلئے بھی دوڑتا آرہا ہو اسوقت جینیوں کے مندر میں جانے سے جان بچتی ہو۔ تو بھی انکے مندر میں قدم نہ دھرنا چاہیئے۔ بلکہ جینیوں کے مندر میں جاکر جان بچانے کی نسبت ہاتھی کے سامنے جاکر مرجانا بہتر ہے۔

> مارکنڈے۔ اور شیو پران راجہ بھوج کے عہد میں بنائے گئے

پوپ اپنے چیلوں کو اس قسم کی تعلیم دینے لگے اور جب کوئی انکے پرمان (سند) طلب کرتا اور پوچھتا تھا کہ تمہارے مذہب میں کسی قابل تسلیم کتاب کا بھی حوالہ ہے۔ تو کہتے تھے ہاں۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ دکھلاؤ۔ تب مارکنڈے پران وغیرہ کے اقوال پڑھکر سنا دیتے تھے۔ درگا پاٹھ میں جیسا ... کا بیان ... کی تاریخ راجہ بھوج نے عہد میں بنایا

کے نام پر مارکنڈے اور شو پران کسی نے لکھ کر جاری کئے۔ جب راجہ بھوج کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے اُن پنڈتوں کے ہاتھ کٹوا دیئے۔ (کہ جنہوں نے یہ پران لکھے تھے۔ اور حکم دیا کہ اگر کوئی شخص کوئی کتاب نظم وغیرہ میں تصنیف کرے تو اپنے نام پر کرے نہ کہ رشیوں منیوں کے نام پر ٭

یہ واقعہ راجہ بھوج کی تصنیف سنجیونی نامی کتاب میں ہے۔ یہ کتاب گوالیار کے بھنڈر نامی شہر کے تِواڑی برہمنوں کے گھر میں ہے۔ (جس نے دریافت کرنا ہو) "لکھونا" کے راؤ صاحب اور اُن کے گماشتہ رام دیال چوبے جی سے لکھ کر دریافت کرلے انہوں نے یہ کتاب اپنی آنکھ سے دیکھی ہے ٭

اُس کتاب میں صاف درج ہے۔ کہ مہابھارت کے ویاس جی نے چار ہزار چار سو اور اُنکے شاگردوں نے پانچہزار چھ سو کل دسہزار شلوک بنائے تھے۔ مہاراجہ بکرماجیت کے عہد تک مہابھارت میں بیس ہزار شلوک ہوگئے۔ مہاراجہ بھوج کہتے ہیں۔ کہ انکے والد کے عہد میں اس کتاب میں پچیس ہزار شلوک تھے۔ اور اب ان کی نصف عمر گذر جانے پر تیس ہزار شلوکوں والا مہابھارت ملتا ہے۔ اگر اسی رفتار سے اس کتاب کی ضخامت بڑھتی گئی۔ تو کسی دن ایک اونٹ کا بوجھ ہو جائے گا اور اگر رشیوں منیوں کے نام سے پران وغیرہ کتابیں تصنیف کی گئیں۔ تو آریہ ورت کے باشندے توہمات میں پھنسکر اور ویدک دھرم سے محروم ہو کر برباد ہو جائیں گے ٭

اس سے ظاہر ہے۔ کہ راجہ بھوج پر ویدوں (کی تعلیم) کا کچھ نہ کچھ اثر تھا۔ ان کے بھوج پربندھ میں لکھا ہے۔ کہ:-

घट्यैकया क्रोशदशैकमश्वः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलंविना मनुष्येण चलत्यजस्रम्॥

راجہ بھوج کے عہد میں اور اس کے قریب زمانہ میں ایسے کاریگر موجود تھے جنہوں نے سواری کیلئے گھوڑے

زمین پر اور ہوا میں چلنے والی کلیں اور پنکھا

کی شکل والی ایک کل ایجاد کی تھی۔ جو ایک گھڑی (۲۴ منٹ) میں گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ (۶۰ منٹ) میں ساڑھے ستائیس کوس تک چلی جاتی تھی۔ اس کل سے زمین اور ہوا دونو پر چل پھر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں ایک ایسا پنکھا بنایا گیا تھا۔ جو انسان کے ہلانے کے بغیر ہمیشہ کل کے زور سے ہلتا رہتا تھا۔ اور اس کی ہوا بھی تیز تھی۔ (افسوس یہ ایجادیں اسوقت موجود نہیں) اگر یہ دونو چیزیں اس وقت تک موجود ہوتیں۔ تو اہل یورپ اسقدر غرور نہ کرتے اور آریہ لوگوں کو نیم وحشی کے خطاب کی عزت نہ دیتے" ॥

موجودہ بت پرستی جینیوں کی نقل ہے

پوپ جی اپنے چیلوں کو تو جینیوں سے بچانے لگے مگر خود مندروں میں جانے سے نہ رک سکے۔ لوگ جینیوں کی کتھا میں بھی شامل ہونے لگے۔ جسوقت جینیوں کے پوپ پورانک پوپوں کے چیلوں کو بہکانے لگے۔ اسوقت پرانکوں نے خیال کیا۔ کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیئے۔ کہ جس سے انکے چیلے جینی نہ ہو جائیں۔ اس پران میں یہ تجویز قرار پائی۔ کہ جینیوں کے مانند اپنے بھی اوتار بنائے جائیں۔ مندروں میں بت رکھے جائیں۔ کیتھا کی کتابیں تصنیف کی جائیں۔ (اسی خیال سے) ان لوگوں نے بھی جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی طرح اپنے چوبیس اوتار۔ مندر اور بت بنائے اور جس طرح جینیوں کے آدی اور اُتر پران وغیرہ ہیں۔ ویسے ہی اپنے اٹھارہ پران بنانے شروع کئے ॥

وشنو مت کا آغاز

راجہ بھوج سے کوئی ڈیڑھ سو برس وشنو مت جاری ہوا۔ شٹھ کوپ نامی ایک شخص نے جو کنجروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کو کچھ فروغ دیا اُسکے بعد مُنی واہن اور باون اچاریہ اس مذہب کے ہادی بنے۔ ان میں سے اول الذکر قوم کا بھنگی اور مؤخر الذکر قوم کا یَوَن (یونانی یا مسلمان) تھا۔ ان کے بعد ایک برہمن رامانج نے اس مذہب کو فروغ دیا ॥

شیووں نے شو پران وغیرہ شاکتوں نے دیوی بھاگوت وغیرہ وشنووں نے وشنو پران وغیرہ کتابیں تصنیف کیں اور انہیں دیاس وغیرہ رشی منیوں کے

نام پر موسوم کیا۔ ان کتابوں پر انہوں نے اپنا نام نہیں دیا۔ بدیں وجہ کہ ان کے نام سے وہ قابل تسلیم نہ سمجھی جائینگی۔ سچ تو یہ ہے۔ انہیں ان کتابوں کا نام پُران (پُرانی) کے بجائے نوین (نئی) رکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن اگر کوئی مفلس آدمی اپنے بیٹے کا نام مہاراجہ ادھیراج (شاہنشاہ) اور کوئی شخص ایک جدید چیز کا نام سناتن (قدیمی) رکھ دے تو کیا تعجب ہے؟ آجکل جیسے ان لوگوں کے آپس میں جھگڑے ہیں۔ ایسے ہی ان کے پُرانوں میں بھی درج ہیں *:

دیوی بھگوت پُران دیکھو دیوی بھگوت پُران میں لکھا ہے۔ کہ "شری" نام والی ایک دیوی شری پور کی رانی ہے۔ اُسی نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اور برہما۔ وشنو مہادیو کو بھی اُسی نے بنایا ہے۔ جب اُس دیوی کی خواہش یہ ہوئی (کہ میں دنیا کو پیدا کروں) تو اُسنے اپنا ہاتھ گھسا اُسکے ہاتھ میں ایک چھالا نمودار ہوا اُس میں سے برہما پیدا ہوا۔ برہما سے دیوی نے کہا۔ کہ تو مجھ سے بیاہ کر۔ برہما نے کہا۔ تو میری ماں ہے میں تجھ سے بیاہ نہیں کرسکتا۔ یہ سنکر ماں کو غصہ آیا۔ اور لڑکے کو (اپنی قدرت سے جلاکر خاک کر ڈالا) اور پھر اُسی طرح سے اپنے ہاتھ کو گھسا کر دوسرا لڑکا پیدا کیا۔ اُس کا نام وشنو رکھا۔ (دیوی نے) اُس سے بھی اُسی طرح کہا۔ وشنو نے نہ مانا۔ تو اُس کو بھی خاک کر ڈالا۔ پھر اُسی طرح تیسرا لڑکا پیدا کیا۔ اُس کا نام مہادیو رکھا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ تو مجھ سے بیاہ کر۔ مہادیو بولا۔ کہ میں تجھ سے بیاہ نہیں کرسکتا۔ (اگر تو مجھ سے بیاہ کرنا چاہتی ہے) تو کسی اور عورت کی شکل اختیار کر۔ دیوی نے ایسا ہی کیا۔ تب مہادیو نے پوچھا۔ کہ یہ دو جگہوں پر خاک سی کیسی پڑی ہے؟ دیوی نے کہا یہ دونو تیرے بھائی ہیں۔ انہوں نے میرا حکم نہ مانا تھا۔ اسلئے خاک کر دیئے گئے۔ مہادیو نے کہا۔ کہ میں اکیلا کیا کروں گا؟ ان کو بھی زندہ کر اور اور دو عورتیں پیدا کر۔ کیونکہ تینوں (مردوں) کا بیاہ تینوں (عورتوں) سے ہونا چاہیئے۔ دیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر تینوں (مردوں) کا بیاہ تینوں (عورتوں) کے ساتھ ہوگیا *:

واہ! ماں کو [illegible] کے ساتھ کر لیا۔ کیا اسے جائز سمجھنا چاہیئے؟

بعدازاں اندر وغیرہ کو پیدا کیا۔ برھما وشنو رودر اور اندر ان کو (اپنی) پالکی کے اُٹھا
والے کہار بنایا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے ایسے لمبے چوڑے من گھڑت گپوڑے لکھے مار
کوئی اُنسے پُوچھے کہ اُس دیوی کا جسم اور شری پُور کا بنانے والا اور دیوی
ماں باپ کون تھے؟ اگر کہیں کہ دیوی انادی ہے۔ تو بھائی بہن کا بیاہ کونسی
بات ہے؟ جسطرح اس دیوی بھاگوت میں مہادیو۔ وشنو اور برھما وغیرہ کا چھوٹا پن
دیوی کی عظمت لکھی ہے۔ اُسی طرح شو پُران میں دیوی وغیرہ کو بہت ہی ناچیز
گیا ہے یعنی یہ سب مہادیو کے خادم اور مہادیو سب کا مالک ہے۔ اگر رُدراک
یعنی ایک درخت کے پھل کی گٹھلی پہننے اور راکھ لگانے سے نجات تسلیم کی جاو
کیا وجہ ہے کہ مٹی میں لیٹنے والے سوّر۔ کتّے۔ گدھے وغیرہ حیوان اور گھونگچی
وغیرہ پہننے والے بھیل کنجر وغیرہ نجات نہ پائیں *

رُودراکش اور بھسم پر مزید روشنی

سوال۔ کالاگنی رُودر اُپنشد میں جو راکھ کا ٹیکہ وغیرہ لگانے کا حکم
کیا وہ جھُوٹ ہے؟ اور [illegible]
یجر وید وغیرہ کے منتروں سے بھی راکھ لگانا ثابت ہوتا ہے۔ پُران کے بموجب ر
کے آنسو گرنے سے جو درخت پیدا ہوا ہے۔ اُسی کا نام رُودراکش ہے۔ اُس کا پہ
ثواب ہے۔ ایک بھی رُودراکش پہننے والا سب گناہوں سے آزاد ہو کر بہشت کو
جاتا ہے۔ اُسکو یمراج اور دوزخ کا کچھ خوف نہیں رہتا **جواب۔** کالاگنی رُودر
اُپنشد کسی ا۔ کھوڑیا" یعنی راکھ لگانے والے آدمی کی تصنیف ہے کیونکہ اُس

यस्य प्रथमा रेखा सा भूलोंकः ॥ یہ اور ایسی
ہی اور باتیں بیہودہ ہیں۔ بھلا ایسا خط جو ہر روز ہاتھ سے کھینچا جاتا ہے وہ دنیا یا اُس
کا سہارا دینے والا کیسے ہو سکتا ہے　त्र्यायुषं जमदग्नेः　یہ اور ایسے
دوسرے منتر ہیں۔ اُن میں راکھ یا تری پنڈ (تین خطوں والا ٹیکا) لگانے کا ذکر نہیں
(شتپتھ برہمن میں لکھا ہے)　चक्षुर्वै जमदग्निः　اے پرمیشور! میری آنکھ
بینائی کی یعنی میں سو برس تک دیکھوں ... اور میں بھی ایسے کام کروں کہ

جس سے بینائی دور نہ ہو۔

بھلا یہ کیسا جہالت کا اعتقاد ہے۔ کہ آنسوؤں سے درخت پیدا ہو سکتا ہے کیا پرمیشور کے قانون قدرت کے خلاف کوئی کچھ کرم کر سکتا ہے؟ پرمیشور نے جس درخت کا جیسا بیج پیدا کیا ہے۔ اسی سے ویسا ہی درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ اور قسم کا نہیں ہو سکتا۔ رودراکش۔ راکھ۔ تلسی۔ کملاش۔ گھاس۔ چندن وغیرہ گلے میں پہننا وحشیوں کا کام ہے۔ وام مارگی اور شیو بڑے بد کام کرنیوالے (دھرم کے) مخالف اور زندگی کے اصل مقصد سے انحراف کرنیوالے ہیں۔ ان میں بھی جو اچھے آدمی ہیں ایسی باتوں پر یقین نہیں کرتے۔ اور اچھے کام کرتے ہیں۔

اگر رودراکش کے پہنے اور راکھ کے لگانے سے یمراج کے دوت (ایلچی) ڈرتے ہیں۔ تو پولیس کے سپاہی بھی ڈرتے ہونگے؟ جس حالت میں رودراکش پہنے اور راکھ لگانے والوں سے کتے۔ شیر۔ سانپ۔ بچھو۔ مکھی۔ اور مچھر وغیرہ نہیں ڈرتے تو جج کے اردلی کیسے ڈریں گے؟

وشنو اور شیو وغیرہ مت ویدانکول نہیں

سوال۔ وام مارگی اور شیو تو اچھے نہیں مگر وشنو تو اچھے ہیں؟
جواب۔ یہ بھی وید کے مخالف ہیں۔ اس لئے ان سے بھی بدتر ہیں۔ سوال۔

वैष्णवमांस वामनाय च, गणानां त्वा गणपति ँ हवामहे।
भगवती भूयाः सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च ॥

اس اور ایسے اور وید کے پرمانوں سے شیو وغیرہ مت ثابت ہوتے ہیں۔ پھر آپ ان کی تردید کیسے کرتے ہیں؟ جواب۔ ان اقوال سے شیو وغیرہ مذہبی فرقوں کے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ "رودر" پرمیشور۔ پران وغیرہ ہوا۔ جیو۔ آگ وغیرہ کا نام ہے۔ (اگر رودر سے یہ مراد لی جاوے کہ) پرمیشور قہار ہے یعنی بدوں کو رلانے والا۔ (ہے) تو ("رودر کو نمسکار ہے" کے یہ معنی ہوئے کہ) پرماتما کو نمسکار ہے (اگر رودر کے معنی)

پران اور کھانا ہضم کرنے والی آگ (حرارت عزیزی) لی جاوے تو (رُودر کو نمسکار ہے
کے یہ معنی ہونگے کہ) ان کو خوراک دینی چاہیئے۔ کیونکہ نگھنٹو کے ادھیائے دوم کے
ساتویں بچن میں نمہ (نمسکار) کے معنی انّ یعنی خوراک لکھے ہیں ٭
جو پرماتما سارے جہان کا فیض رساں ہے۔ اسکو نمسکار کرنا چاہیئے۔ شِو یعنی پرمیشور
کی پرستش کرنیوالے کا نام شیو ہے۔ وشنو یعنی پرماتما کے بھگت کا نام ویشنو
ہے۔ گن پتی یعنی سارے جہان کے مالک کا جو خادم ہے۔ اس کا نام گان پت
ہے۔ بھگوتی یعنی بانی (کلام) کے خادم کا نام بھاگوت ہے۔ سوریہ یعنی ساکن و
متحرک مخلوقات میں موجود (پرمیشور) کا خدمتگار سَوریہ ہے۔ یہ سب رُودر۔ شِو۔
وِشنو۔ گن پتی سورج وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں۔ اور بھگوتی سچے آدمی کے کلام کا نام
ہے۔ اسکو نہ سمجھنے سے جو جھگڑا (مذہبی فرقوں میں) مچ رہا ہے اُس کی حقیقت
مندرجہ ذیل حکایت سے بخوبی عیاں ہوجائیگی ٭

کسی بیراگی کے دو چیلے ہر روز اپنے گورو کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ ایک دائیں پاؤں
کو دوسرا بائیں پاؤں کو دبایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک چیلا بازار کہیں کام گیا ہوا تھا۔
اور دوسرا اپنا پاؤں دبا رہا تھا۔ کہ اتنے میں گروجی نے کروٹ بدلی۔ اور اُن کا دوسرا
پاؤں دوسرے گور بھائی کے پاؤں پر آ لگا۔ چیلے نے ایک ڈنڈا اُٹھا گورو
کے پاؤں پر دے مارا۔ گورو بولا۔ بدذات! تو نے یہ کیا کیا؟ چیلے نے جواب دیا۔
میرے پاؤں پر یہ پاؤں کیوں آ لگا؟ اتنے میں دوسرا چیلا بازار سے واپس آگیا۔
وہ بھی اپنا پاؤں دبانے لگا۔ اور دیکھا۔ کہ پاؤں سُوجا ہوا ہے۔ اُس نے گوروجی سے
پوچھا میرے پاؤں میں کیا ہوا ہے؟ گورو نے سارا حال کہہ سنایا۔ وہ احمق بھی نہ بولا
نہ چالا۔ چپکے سے ڈنڈا اُٹھا بڑے زور سے گورو کے دوسرے پاؤں پر دے مارا۔ گوروجی زور سے
چلانے لگے۔ تب دونو چیلے ڈنڈا لیکر گورو کے پاؤں کو پیٹنے لگے۔ اتنے میں بڑا شور و غوغا
مچ گیا۔ اور لوگ شورش سنکر آگئے۔ پوچھنے لگے۔ کہ سادھوجی کیا ماجرا ہے؟ (جب سادھو
نے تمام حال بیان کیا۔ تو ان میں سے سمجھدار آدمی نے سادھو کو چھڑا کر بعد میں ان

احمق چیلوں کو سمجھایا۔ کہ دونو پاؤں ہمارے گورو کے ہیں۔ اِن دونو کی خدمت کرنے سے اُسی کو آرام پہنچتا ہے۔ اور ایذا پہنچانے سے بھی اُسی کو ہی تکلیف ہوتی ہے"۔ جس طرح ایک گورو کی خدمت میں چیلوں نے تماشہ کیا۔ اسی طرح (وشنو اور شیو وغیرہ فرقوں کا حال ہے)۔

ایک اکھنڈ (جس کے حصّے نہ ہو سکیں) سچدانند سروپ پرماتما کے ہی وشنو۔ رُودر وغیرہ بہت سے نام ہیں۔ ان ناموں کے سچے یا صحیح معنی (جیسے کہ پہلے باب میں بیان کر چکے ہیں) نہ سمجھ کر شیو۔ شاکت۔ ویشنو وغیرہ فرقوں کے معتقد آپس میں ایک دوسرے کے نام کو بُرا کہتے ہیں۔ یہ بے سمجھ اپنی عقل کو ذرا کام میں نہیں لاتے۔ اور سوچتے کہ یہ سب وشنو۔ رُودر۔ شیو وغیرہ نام ایک لاثانی۔ سب کو قانون کے اندر رکھنے والے۔ سب کے دل میں موجود جگدیشور کے ہی (اور بلحاظ اوصاف فعال اور خواص مختلف پہلوؤں کے) ظاہر کرنے والے ہیں۔ بھلا ایسے لوگوں پر پرمیشور کا قہر کیوں نازل ہو گا؟

چکر انکت ویشنوؤں کی لیلا

اب چکر انکت (اپنے بدن پر چکر کا نشان رکھنے والے) ویشنوؤں کی عجیب کارروائیاں دیکھئے۔

तापः पुण्ड्रं तथा नाम माला मन्त्रस्तथैव च ।
अमी हि पञ्च संस्काराः परमैकान्तहेतवः ॥
अतप्ततनूर्न तदामो अश्नुते इति श्रुतेः ॥

[रामानुजपटलपद्धतौ]

(یہ لوگ) سنکھ۔ چکر۔ گدا اور پدم (کنول پھول) کے (شکل والے) نشانوں کو آگ میں تپا کر اُن سے بازوؤں پر نشان لگا کر پھر انہیں دُودھ میں ٹھنڈا کرتے ہیں اور بعض اس دُودھ کو بھی پی لیتے ہیں۔ اس دُودھ سے انسان کے گوشت کا ذائقہ بھی آتا ہو گا۔ پر وہ ایسے کاموں سے پرمیشور کے پاس پہنچنے کی توقع رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سنکھ چکر وغیرہ سے بدن کو تپائے بغیر کوئی جیو پرمیشور کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کچا (نا

رہتا ہے۔ اور جسطرح کسی شخص کے چپڑاس وغیرہ سرکاری (علامتوں) کے ہونے سے لوگ اُسکو شاہی ملازم سمجھ کر اُس سے خوف کھاتے ہیں۔ ویسے ہی وشنو کے سنکھ چکر وغیرہ ہتھیاروں کے نشانوں کو دیکھ کر (اُن سے) یمراج اور اُن کے آدمی ڈرتے ہیں ؛

پھر کہتے ہیں ۵ بانا بڑا دیال کا تلک چھاپ اور مال :: یم ڈرپے کالو کہے بھے مانے بھوپال ؛ یعنی بھگوان کا بڑا بانا لباس، تلک (ٹیکا) چھاپ (انگشتری) اور مالا ہے جس سے یمراج اور راجہ بھی ڈرتے ہیں پُنڈر۔ یعنی ترسول کی شکل کا ماتھے پر نشان لگانا ایسا نام رکھنا جس کے اخیر داس ہو۔ جیسے نارائن داس۔ وشنو داس۔ کنول کے ڈوڈوں کی مالا پہننا اُنہوں نے مقرر کیا ہوا ہے اوم نمو نارائنا اُنہوں نے عام لوگوں کے لئے منتر بنا رکھا ہے۔ اور سے

شرمین نارائن چرنم شرنم پرپدلئے۔ شریمتی نارائنا نمہ۔ شریمتی راما نوجائے نمہ :: وغیرہ منتر امیروں اور معزز لوگوں کیلئے بنا رکھے ہیں۔ دیکھئے یہ بھی دُکانداری ٹھیری۔ جیسا منہ دیکھا ویسا ٹیکا لگایا ؛

ان پانچ سنسکاروں چکر انت نجات کا ذریعہ مانتے ہیں ؛

مذکورہ بالا منتروں کے معنی یہ ہیں :۔ جن نارائن کو نمسکار کرتا ہوں اور میں لکشمی کے ساتھ ملے ہوئے نارائن کے کنول کی مانند قدموں کی پناہ لیتا ہوں اور جلال والے نارائن کو نمسکار کرتا ہوں۔ جس طرح وام مارگی پانچ مکار (وہ حرف جو میم سے شروع ہوں) مانتے ہیں۔ ویسے چکر انت پانچ سنسکار مانتے ہیں۔ اور جس منتر سے سنکھ چکر سے داغ لگاتے ہیں۔ وہ وید منتر اسطرح پڑھا جاتا ہے۔ اور اسکے یہ معنی ہیں :۔

पवित्रं ते विततं ब्रह्मणस्पते प्रभुर्गात्राणि पर्येषि विश्वतः ।
अतप्ततनूर्न तदामो अश्नुते शृतास इद्वहन्तस्तत्समाशत ॥१॥
तपोष्पवित्रं विततं दिवस्पदे ॥ ऋ० मं० ९ । सू० ८३ । मं० १ । २

اے کائنات اور ویدوں کے پالن کرنے والے (محافظ) پربھو سب طاقتوں والے قادر مطلق۔ آپ نے اپنی موجودگی سے دنیا کے سب اجزا کو روشن کر رکھا

ہے۔ آپ کے پاک وجود (سروپ) کو وہ آتما کبھی نہیں پا سکتا جو تپسیا یعنی برھم چرج راستبازی۔ شم (دل کا امن) دم (اندریوں کو قابو رکھنے کی طاقت) وغیرہ کا ابھیاس جیتندرتا۔ نیک لوگوں کی صحبت وغیرہ سے محروم ہے۔ اور خام انتہ کرن والا ہے۔ اور جو متذکرہ بالا قسم کی تپسیا کے ذریعہ پاک ہو چکا ہے۔ وہی تپسیا کرتا ہے۔ (آتما) تیرے پاک وجود کو بآسانی پا سکتا ہے ؛

جو لوگ نور کل پرمیشور کی دنیا میں بتدریج نیک اعمال کی تپسیا کرتے ہیں۔ وہی پرماتما کو حاصل کرنے کے لائق ہوتے ہیں ؛

اب غور کیجئے کہ راما نج وغیرہ کے پیرو اس منتر سے "چکرانکت" ہونا کیونکر ثابت کر سکتے ہیں؟ بھلا کہیئے کہ وہ (ودیشنو لوگ) عالم تھے یا جاہل؟ اگر کہو کہ عالم تھے تو اس منتر کے ایسے ناممکن معنی کیونکر کر سکتے ؟ کیونکہ اس منتر میں لفظ "اتپت تنو" ہے۔ نہ کہ "اتپت بھجیک ولش" "اتپت تنو" یہ ناخن سے لیکر چوٹی تک سارے جسم پر حاوی ہے۔ اگر اس حوالہ سے چکرانکت آگ سے ہی گرم کرنا مانتے ہیں۔ تو اگر وہ اپنے جسم کو بھٹے میں جھونک کر جلا دیں۔ تو بھی اس سے منتر کے مطلب کے خلاف ہوا۔ کیونکہ اس منتر میں تپ کے معنی سچ بولنا وغیرہ پاک کام ہیں ؛

ऋतं तपः सत्यं (तपः श्रुतं तपः शांतं) तपो दमस्तपः स्वाध्यायस्तपः ॥ तैत्तिरीय० प्र० १० । अ० ८ ॥

پاک نیت کا ہونا سچ ماننا۔ سچ بولنا۔ سچ (کی پیروی) کرنا۔ دل کو ادھرم کی طرف نہ رجوع ہونے دینا ظاہری حواسوں کو ناجائز کارروائیوں سے روکنا یعنی جسم۔ اندریوں اور من سے نیک کام کرنا۔ تپ (تپسیا) ہے۔ کسی گرم دھات سے چمڑے کا جلانا تپ نہیں۔ یہ چکرانکت لوگ اپنے آپ کو بڑے ویشنو مانتے ہیں۔ پر وہ اپنی بنیاد اور بد اعمال کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اس مذہب کا بانی شٹھ کوپ ہوا ہے۔ اس کا باب ... لوگوں کی ہی کتب اور ... کی تصنیف کردہ ... کتاب میں لکھا ہے۔

شٹھ کوپ یوگی چھاج بناکر بیچا کرتا تھا۔ اور اُسی پر اُسکی روزی کا انحصار تھا۔ یہ شخص
قوم کا کنجر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب اُس نے برہمنوں سے (شاستر) پڑھنا
سُننا چاہا۔ تو برہمنوں نے اُسے نادم کیا۔ اسلیئے اُس نے برہمنوں اور شاستروں کے
خلاف (ایک قسم کا) فرقہ کھڑا کیا۔ اور ٹیکا چکرانت وغیرہ من گھڑت باتیں جاری کیں۔ اُ
چیلا منی واہن ہوا۔ جو چانڈال کے گھر پیدا ہوا تھا اور اُسکا چیلا یاوناچاریہ ہوا جو یوَن خان
کا تھا اور جسکو بعض لوگ "یمناچاریہ" بھی کہتے ہیں۔ یاوناچاریہ کے بعد رامانج نامی برہمن
چکرانت تھا۔ اُسکے پہلے جتنے اچاریہ ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے بھاشا میں کتابیں تصنیف کی ہیں
رامانج نے کچھ تھوڑی بہت سنسکرت پڑھ کر اُس میں ایک منظوم کتاب شاریرک سُو
اور شنکراچاریہ کی اپنشدوں کی شرح کے مقابل ایک اپنی اپنشدوں کی شرح تصنیف
کی جس میں اُس نے شنکراچاریہ کی بہت سی مذمت کی ہے۔ شنکراچاریہ کا عقیدہ ہے
کہ ادویت یعنی جیو اور برہم ایک ہی ہیں۔ اصل میں دوسری کوئی چیز موجود نہیں۔ دُنیا کا پھیلا
سب جھوٹا مایا کی مانند ناپائدار ہے۔ اسکے برعکس رامانج کا عقیدہ ہے۔ کہ جیو۔ برہم
اور مایا تینوں نت (ازلی) ہیں ؛

شنکراچاریہ کا عقیدہ اس پہلو سے درست نہیں۔ کہ برہم کے سوا جیو اور دُنیا کی علت
مادی کوئی نہیں۔ اور رامانج کا اس پہلو سے کہ وہ وششٹ ادویت کو مانتا ہے۔ اُس کا یہ
بھی عقیدہ کہ جیو اور مایا پرمیشور کے ساتھ مل کر ایک ہی اصلی وجود ہے۔ اور ان تینوں کا نا
ادویت ہے۔ فضول ہے۔ جیو کو بالکل ایشور کے پرتنتر (ماتحت) ماننا۔ کنٹھی۔ ٹیکے
کا لگانا۔ مالا کا پہننا۔ بت پرستی وغیرہ کرنا (یہ تمام) ریاکاری کی باتیں چکرانکتوں کی چلائی
ہوئی اب تک اُن میں پائی جاتی ہیں۔ چکرانکت وغیرہ جتنے وید کے مخالف ہیں
اُتنے شنکراچاریہ کے پیرو نہیں ؛

بُت پرستی کا آغاز اور اس کا کھنڈن

سوال۔ بُت پرستی کس سے چلی؟ جواب۔ جینیوں سے
سوال۔ جینیوں نے کہاں سے سیکھی؟ جواب اپنی جہالت

کو دیکھکر اپنے جیو (آتما) پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ **جواب**۔ جیو چیتن ہے اور بُت جڑ۔ کیا بُت کی طرح
جیو بھی جڑ ہو جائے گا۔ بت پرستی تو صرف ریاکاری ہے۔ چونکہ یہ جینیوں سے چلی ہے۔
اس لئے اس کا کھنڈن بھی بارھویں باب میں کرینگے۔ **سوال**۔ شاکت وغیرہ
(فرقوں) نے بت پرستی میں جینیوں کی نقل نہیں کی۔ کیونکہ جینیوں کے بتوں
کی طرح وشنو وغیرہ کے بُت نہیں ہیں۔ **جواب**۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اگر وہ
جینیوں کے سے بت بناتے تو جین مذہب کے (گویا پیرو) ہو جاتے اسی وجہ
سے انہوں نے جینیوں کے بتوں کے مقابل اپنے نئے قسم کے بُت بنائے۔ کیونکہ
انہوں نے جینیوں کے خلاف چلنا اور ان کی مخالفت کرنا اپنا اعلیٰ فرض سمجھا ہوا
تھا۔ جینیوں کے بت ننگے دھیان لگائے ہوئے تارک الدنیا کی طرح بنائے
گئے ہیں۔ ان کے مقابل وشنو وغیرہ کے بُت زر و جواہر سے آراستہ عورتوں کے ساتھ
راگ و رنگ اور عیش و عشرت کرنے والوں کی شکل کے ایستادہ اور بیٹھے ہوؤں کی طرح
بنائے گئے ہیں جینی سنکھ۔ گھنٹے۔ گھڑیال وغیرہ بہت کم بجاتے ہیں۔ مگر یہ بہت شور
مچاتے ہیں۔ ایسی لیلا کے سوچنے سے وشنو وغیرہ متوں کے لوگ پوپوں کے چیلوں اور
جینیوں کے جال سے بچکر ان کے پھندے میں آ پھنسے۔ بہت سی من گھڑت کتابیں۔ بیاس
وغیرہ مہرشیوں کے نام سے بنائی گئیں۔ ان میں ناممکن باتیں درج کی گئیں اور ان کا نام
پران رکھکر ان کی کتھا بھی ہونے لگی۔ یہ لوگ پھر عجیب عجیب قسم کے کرشمے دکھلانے لگے
پتھر کے بت بنا کر چپکے سے کسی پہاڑ یا جنگل وغیرہ میں رکھ آتے یا زمین میں گاڑ آتے۔ اور
اپنے چیلوں میں مشہور کر دیتے کہ مجھے خواب میں رات کو مہادیو۔ پاربتی۔ رادھا۔ کرشن۔
سیتا۔ رام۔ لکشمی۔ نارائن۔ بھیرو یا ہنومان وغیرہ نے دکھائی دیکر کہا کہ ہم فلاں مقام
پر ہیں۔ ہمیں وہاں سے لا کر مندر میں ستھاپن کرو۔ اور تم ہمارے پجاری بن جاؤ۔ ہم
تمہاری حسب خواہش پھل دینگے۔ جب آنکھ کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں نے
یہ۔ سب جگہ کی یہ بات سنی تو سچ مان بیٹھے۔ اور پوچھنے لگے۔ کہ وہ بت کہاں ہے۔
[illegible] پہاڑ یا جنگل میں ہے [illegible] دکھا دیتا ہوں۔

اندھے اُس مکّار کے ساتھ چلدیئے۔ اور منزل مقصود پر پہنچکر بت کو دیکھ حیران ہوتے۔ اُس
پوپ کے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ اس دیوتا کی آپ پر بڑی ہی کرپا ہے۔ آپ ایسے
چلیں۔ اور ہم مندر بنوا دینگے۔ اُس میں اِس دیوتا کو ستھاپن کیجیگا۔ آپ نے بھی اِس
پوجا کرنی۔ اور ہم بھی اس پرتاپی دیوتا کے درشن پرشن کر کے دل کی مرادیں حاصل کر
جب ایک نے یہ فریب کر لیا۔ تو اُس کو دیکھکر دوسرے پوپوں نے روزی کمانے کی خا
فریب اور دھوکے سے بت ستھاپن کئے۔ **سوال**۔ پرمیشور نراکار ہے اُسکی شکل ہے اور دھ
میں نہیں آسکتا۔ اس لئے اس کی مورتی ضرور بنانی چاہیئے۔ اگر کچھ اور نہیں تو آد
بت کے سامنے جا ہاتھ جوڑ پرمیشور کی یاد کرے گا۔ اور اس کا نام لے گا۔ اس میں
نقصان ہے؟ **جواب**۔ جب پرمیشور نراکار سب جگہ موجود ہے تو اُس کی مو
ہی نہیں بن سکتی۔ اور اگر صرف مورتی کے درشن سے ہی پرمیشور کا سمرن ہو سک
تو پرمیشور کی بنائی ہوئی زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا اور بیل بوٹے وغیرہ بیشمار چیزیں
جن میں اُس کی عجیب و غریب قدرت پائی جاتی ہے۔ کیا ایسی عجیب زمین
وغیرہ کائنات پرمیشور کی اپنی بنائی ہوئی عظیم قدرتی مورتیں پرمیشور
سمرن و یاد کرانے کے لئے کافی نہیں۔ اور انہیں پہاڑ وغیرہ کے اجزاء کی مصنو
مورتیں اِس کام کے لئے کافی ہیں؟
تمہارا یہ کہنا بھی بالکل غلط ہے۔ کہ مورتوں کے دیکھنے سے پرمیشور کا سمرن ہوتا ہے
مورتی کے سامنے نہ ہونے میں آدمی کسی تنہا جگہ میں پرمیشور کو بھول کر چوری زنا کار
وغیرہ برے کام کرنے لگ جائیگا۔ کیونکہ اس کے دل میں یہ خیال ہوگا۔ کہ اس وق
یہاں مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اسی یقین پر وہ برے کام کئے بدوں نہ رہ سکیگا۔ ا
قسم کی اور بہت سی برائیاں پتھر وغیرہ کے بتوں کی پرستش سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اب
دیکھئے کہ جو شخص پتھر وغیرہ کے بتوں کی پرستش نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ جانتا ہے۔ ک
حاضر و ناظر سب کے دل میں موجود۔ نیائے کاری (منصف) پرماتما ہر جگہ موجود
ایسا آدمی ہر حالت در ہر جگہ پرمیشور کو سب کے برے بھلے کاموں کو دیکھنے والا سمجھ کر ایک

پھر بھی اس سے اپنے تئیں الگ نہ جان برے کام کرنا تو درکنار دل میں بھی برے خیال تک نہ آنے دیگا۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ اگر وہ دل سے زبان سے اور فعل سے برا کام کریگا۔ تو اس انتریامی کے انصاف سے سزا پائے بغیر کبھی نہ رہ سکے گا۔ صرف نام سمرن کرنے سے کچھ بھی فائدہ نہیں۔ جس طرح مصری کا نام لینے سے منہ میٹھا اور نیم کا نام لینے سے کڑوا نہیں ہوتا۔ بلکہ زبان سے چکھنے سے ہی میٹھا پن یا کڑوا پن معلوم ہوتا ہے۔ (اسی طرح پرمیشور کے سمرن کے بارے میں سمجھ لو)

پورانک اور ویدک نام سمرن میں تمیز

سوال۔ کیا ایشور کا نام لینا بالکل بے فائدہ ہے؟ پرانوں میں ہر جگہ نام کے سمرن کا بڑا مہاتم۔ (ثواب) لکھا ہے۔ جواب۔ تمہارے سمرن کا طریق اچھا نہیں۔ غلط ہے۔ سوال۔ کیونکر؟ جواب۔ ویدوں کے خلاف ہے۔ سوال۔ بھلا آپ ہی وید کے مطابق سمرن کا طریق بتائیں؟ جواب۔ سمرن اس طرح کرنا چاہیئے۔ مثلاً نیائکاری (عادل) ایشور کی ایک صفت ہے۔ اس صفت سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ وہ طرفداری سے پاک سب کا پورا پورا انصاف کرنے والا ہے۔ ان معنوں کو خوب سمجھکر آدمی خود بھی ہمیشہ انصاف سے کام کرے۔ بے انصافی کبھی نہ کرے۔ اس طرح پرمیشور کا ایک نام (کا سمرن کرنے) سے بھی انسان کا کلیان ہو سکتا ہے۔

ایشور جنم مرن سے رہت ہے

سوال۔ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ پرمیشور نراکار ہے۔ لیکن اس نے شو۔ وشنو۔ گنیش۔ سورج۔ دیوی وغیرہ کے قالب اختیار کر کے رام اور کرشن وغیرہ اوتار لئے ہیں۔ اسی لئے اس کی مورتی بنتی ہے۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے۔ جواب۔ ہاں ہاں جھوٹ ہے۔ کیونکہ "اج" "ایک پات" "اکائم" وغیرہ صفات کے لحاظ سے ویدوں میں پرمیشور کو پیدا ہونے۔ مرنے اور جسم اختیار کرنے سے پاک بتایا گیا ہے۔ اور دلائل سے بھی پرمیشور کا اوتار لینا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو آکاش کی طرح سب جگہ موجود لا انتہا اور مناوی غمی سے پاک۔ نہ دکھلائی دینے والا وغیرہ صفات سے موصوف ہے وہ ایک چھوٹے سے رحم اور جسم میں کیونکر سما سکتا ہے؟ آنا جانا اس چیز کا ہو سکتا ہے۔ [illegible]

کہ جس سے ایک ذرّہ بھی خالی نہیں اوتار دھارنا کہنا گویا ایسا ہے جیسا کہ بانجھ کے بیٹے کا بیا
کرکے اُس کے پوتے کو دیکھنے کا ذکر کرنا۔

بتوں میں ایشور کا تصور نہیں ہو سکتا

سوال۔ اگر پرمیشور سب جگہ موجود ہے۔ تو بُت میں بھی ہے۔ پھر
خواہ کسی چیز میں بھاونا (یقین) کرکے پرستش کریں۔ کیا حرج ہے
(دیکھو صاف لکھا ہے)

न काष्ठे विद्यते देवो न पाषाणे न मृण्मये ॥
भावे हि विद्यते देवस्तस्माद्भावो हि कारणम् ॥

پرمیشور نہ لکڑی نہ پتھر اور نہ مٹی سے بنائی ہوئی اشیا میں ہے۔ بلکہ وہ تو بھاؤنا (
میں موجود ہے۔ جہاں بھاؤنا کریں وہیں پرمیشور مل جاتا ہے۔ **جواب**۔ جب پرمیش
سب جگہ موجود ہے۔ تو کسی ایک شے میں اس کی بھاؤنا کرنا دوسری جگہ نہ کرنا ایسا
کہ جیسا چکرورتی راجہ کو ساری شاہنشاہی سے برطرف کرکے ایک چھوٹی سی جھونپڑی
مالک ماننا۔ دیکھو یہ کتنی بڑی توہین ہے۔ اسی طرح تم پرمیشور کی بھی بے قدری کرتے ہو۔
جب پرمیشور کو سب جگہ موجود مانتے ہو۔ تو باغیچہ میں سے پھول پات توڑ کر اُس پر کیو
چڑھاتے ہو۔ چندن گھس کر اُسے کیوں لگاتے ہو؟ دھوپ جلا کر (اُس کا دھواں ا
اُسے کیوں دیتے ہو؟ گھنٹا۔ گھڑیال کیوں بجاتے ہو؟ اور جھانجھ۔ پکھاجوں کو لکڑ
سے کیوں پیٹتے ہو؟ (وہ) تمہارے ہاتھوں (میں) ہے۔ ہاتھ کیوں جوڑتے ہو؟ (وہ تمہا
سر میں ہے۔ سر کیوں نواتے ہو؟ وہ اناج پانی وغیرہ میں ہے۔ نیوید کیوں (آگے) دھ
ہو۔ پانی میں ہے۔ نہلاتے کیوں ہو؟ چونکہ ان سب چیزوں میں پرماتما موجود ہے
اور تم بیاپک کی پوجا کرتے ہو۔ نہ کہ بیاپیہ کی۔ تو پتھر لکڑی وغیرہ پر چندن پھول وغیر
کیوں چڑھاتے ہو؟ اور اگر تم بیاپیہ کی (پوجا) کرتے ہو تو پھر یہ جھوٹ کیوں کہتے ہو کہ ہم
کی پرستش کرتے ہیں صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم پتھر وغیرہ (کے بتوں) کے پجاری ہیں۔
اب کہیئے بھاؤنا صحیح ہے یا غلط؟ اگر کہو صحیح ہے تو تمہارے بھاؤنا کے ماتحت ہو کر پرمیشور
محدود بن جائیگا۔ اور مٹی میں سونا چاندی وغیرہ کی پتھر میں ہیرا۔ زمرد وغیرہ کی سمندر

بھاگ میں مورتیوں کی پرانی میں گھی، دودھ، دہی وغیرہ کی۔ اور ڈھول میں میدا، شکر وغیرہ کی قسم بھاؤنا (یقین کر کے) اُن کو ویسے ہی کیوں نہیں بنا لیتے؟ تم لوگ دکھ کی بھاؤنا کبھی نہیں کرتے۔ پھر دکھی کیوں ہوتے ہو؟ پس ثابت ہوا۔ کہ تمہاری بھاؤنا اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو جیسی ہے ویسی سمجھنا بھاؤنا کہلاتی ہے مثلاً آگ کو آگ اور پانی کو پانی سمجھنا بھاؤنا ہے۔ اور آگ کو پانی اور پانی کو آگ سمجھنا ابھاؤنا۔ کیونکہ کسی چیز کو جیسی وہ ہو ویسی ہی سمجھنا علم اور اس کو الٹا جاننا جہالت (بے علمی) ہے۔ تم ابھاؤنا کو بھاؤنا اور بھاؤنا کو ابھاؤنا کہتے ہو۔

ویدوں میں بت پرستی کی اجازت نہیں

سوال۔ اجی جب تک وید منتروں سے آواہن (دیوتاؤں کا بلانا) نہیں کرتے تب تک دیوتا نہیں آتا۔ اور آواہن کرنے سے جھٹ آ جاتا اور وِسرجن (رخصت) کرنے سے چلا جاتا ہے۔ جواب۔ اگر منتر پڑھ کر آواہن کرنے سے دیوتا آ جاتا ہے۔ تو مورتی چیتن کیوں نہیں بن جاتی؟ اور وسرجن کرنے سے چلی کیوں نہیں جاتی؟ اور دیوتا کہاں سے آتا اور کہاں جاتا ہے؟ سو بھائی پورن (کامل) پرماتما نہ آتا ہے نہ جاتا ہے۔ اگر تم منتروں کے زور سے پرمیشور کو بلا لیتے ہو۔ تو اُن ہی منتروں سے اپنے مُردہ لڑکے کے قالب میں جیو کو بلا کر داخل کیوں نہیں کر لیتے؟ اور دشمن کے جسم میں سے جیو آتما کو وسرجن کر کے اُسے مار کیوں نہیں دیتے؟ سنو بھائی بھولے بھالے لوگو! پوپ جی تم کو ٹھگ کر اپنا کام نکالتے ہیں۔ ویدوں میں پتھر وغیرہ کے بتوں کی پوجا اور پرمیشور کے آواہن اور وسرجن کرنے کے بارہ میں ایک حرف تک نہیں۔ سوال ؎

प्राणा इहागच्छन्तु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ।
आत्मेहागच्छतु सुखं चिरं तिष्ठतु स्वाहा ।
इन्द्रियाणीहागच्छन्तु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ॥

؎ پران یہاں آئیں اور آرام سے بہت دیر تک ٹھیرے رہیں۔ اندریہاں آئیں اور یہاں دیر تک [illegible]

یہ اور ایسے ہی اور وید منتر موجود ہیں۔ تم کیونکر کہتے ہو کہ (وید میں مورتی پوجا کے بارہ میں کچھ نہیں لکھا)؟ **جواب**۔ ارے بھائی! ذرا سی عقل کو بھی کام میں لاؤ۔ یہ وید کے قول نہیں۔ بلکہ وام مارگیوں کے فرضی وید کے خلاف کتب تنتروں میں سے پوپوں کی بنائی ہوئی چند سطور ہیں۔ **سوال**۔ کیا تنتر جھوٹا ہے؟ **جواب**۔ ہاں بالکل جھوٹا ہے۔ جس طرح آواہن، پران پرتشٹھا وغیرہ پتھر کے بتوں کے بارہ میں ویدوں میں ایک منتر بھی نہیں۔ ویسے یہ

स्नानं समर्पयामि

اور ایسے اقوال بھی نہیں یعنی اس قدر بھی نہیں لکھا کہ پتھر کی مورتی بنا کر مندروں میں ستھاپن کر۔ اس پر چندن، اکشت (لگانا چاہیئے۔ اور دیوتاؤں کی نذر کیلئے کوٹے ہوئے اور پانی میں دھو کر دھوپ میں سکھائے ہوئے چاول) وغیرہ بنا کر (اُن کو) پوجنا چاہیئے اس بات کا (ویدوں) اشارہ تک نہیں **سوال**۔ اگر ویدوں میں مورتی پوجن کا حکم نہیں تو ممانعت بھی نہیں۔ اور اگر اُن میں تردید ہے۔ تو پہلے مورتی پوجن مروج ہو گی تب ہی تو اُن میں اُس کی تردید کا امکان ہو سکتا ہے؟ **جواب**۔ حکم تو نہیں۔ لیکن پرمیشور کی بجائے کسی اور چیز کو معبود ماننا منع ہے اور اس کی بالکل تردید ہے۔ کیا اپورب ودھی (کسی نئی بات کے لئے شاستر کا حکم) نہیں ہوتی؟ سنو یہ (حوالے)

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ।
ततो भूय इव ते तमो य उ संभूत्या रताः ॥१॥

यजु: ॥ अ० ४० । मं० ६ ॥ न तस्य प्रतिमा अस्ति ॥ (२)
यजु: ॥ अ० ३२ । मं० ३ ॥

यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥१॥
यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो मतम् ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥२॥

یعنی اشنان (غسل) کا سامان نذر کرتا ہوں۔ مترجم

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यन्ति ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥६॥
यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन श्रोत्रमिदं श्रुतम् ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥७॥
यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥८॥ केनोपनि

جو لوگ برہم کی بجائے ناپیدا شدہ یعنی ازلی مادہ کی اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں وہ تاریکی یعنی جہالت اور عذاب کے سمندر میں غرق ہوتے ہیں۔ اور جو برہم کی بجائے پیدا شدہ اشیا مثلاً خاک وغیرہ عناصر پتھر اور درخت وغیرہ اجزا اور انسان وغیرہ کے جسم کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ اُس تاریکی سے بھی بڑھکر تاریکی میں گرتے ہیں یعنی بڑے درجہ کی جہالت میں اور بہت عرصہ تک خوفناک عذاب کے دوزخ میں رہ کر بہت تکلیف پاتے ہیں۔ (۱)

جو سارے جہان میں بیاپک ہے۔ اُس نراکار پرماتما کی اپرتما (مقدار یا اندازہ) مشابہت یا صورت نہیں ہے ۲

ان اشیا کے برعکس جن کا علم زبان سے ہوتا ہے۔ پرمیشور کے کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں ہو سکتا (مثلاً پانی کا پانی کہنے سے ہوتا ہے) جس کے سہارا دینے اور جس کی طاقت سے زبان اپنے کام میں لگی ہے۔ اسی کو برہم جان اور اسی کی اُپاسنا کر۔ اسکے علاوہ اور کوئی چیز قابل پرستش نہیں۔ ۳

جو من سے من میں نہیں آتا۔ جو من کے ماننے والا ہے اس برہم کو تو جان اور اسی کی پرستش تو کر۔ برہم سے الگ جو جیو اور انتہ کرن ہے۔ برہم کی بجائے انکی پرستش مت کر۔ ۴ جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا اور جن کی طاقت سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اسی کو تو برہم جان اور اسی کی عبادت کر۔ اور اسکے سوائے سورج بجلی اور آگ وغیرہ بے جان اشیا کی جو اس سے الگ ہیں۔ عبادت مت کر۔ ۵ جو کانوں سے سنائی نہیں دیتا اور جسکی طاقت سے کان سنتے ہیں۔ اسی کو تو برہم جان اور اسی کی عبادت کر۔ اس سے

الگ (شبد) آواز وغیرہ کی برہم کی بجائے عبادت مت کر ۔ ۶ ۔
جو پرانوں کے ذریعہ حرکت نہیں کرتا ۔ بلکہ جس کی (طاقت) سے پران حرکت کرتے ہیں ۔ اسی برہم کو تو جان ۔ اور اسکی عبادت کر ۔ یہ جو ہوا ان سے الگ ہے اسکی عبادت مت کر ۔ ۷ ۔
اس طرح وید شاستر میں بہت جگہ (مورتی پوجا) کی تردید پائی جاتی ہے ۔
تردید ہر دو موجود اور غیر موجود باتوں کی ہوا کرتی ہے موجودہ بات کی اسطرح کہ اگر کوئی کہیں بیٹھا ہو ۔ تو اسکو وہاں سے اٹھا دینا ۔ اور غیر موجود کی اسطرح کہ اے بیٹا! چوری کبھی نہ کیجیو ۔ کنوئیں میں نہ گریو ۔ بدوں کی صحبت سے بچیو ۔ علم سے محروم مت رہیو وغیرہ وغیرہ اسطرح (وید میں) آدمیوں کے علم کی مطابق غیر موجود لیکن پرمیشور کے علم میں موجود بات کی بھی تردید کی ہے بس پتھر وغیرہ کے بتوں کی پوجا ممنوع ہے

بت پرستی گناہ ہے اور نہ یہ ایشور پراپتی کی سیڑھی ہے

سوال ۔ بت پرستی میں اگر ثواب نہیں تو گناہ بھی نہیں ۔
جواب ۔ گناہ دو قسم کے ہیں ۔ ایک (ودھت) یعنی ان کاموں کا نہ کرنا جو وید شاستر کے حکم کے بموجب بطور فرض ہمیں کرنے لازم ہیں مثلاً (راستبازی) وغیرہ (دوسرا نشیدھ) یعنی ان کاموں کا کرنا جو ناجائز ہونے کی وجہ سے وید میں ممنوع ہیں مثلاً دروغگوئی وغیرہ ۔ جسطرح فرمودہ کاموں (اوامر) کا کرنا دھرم اور نہ کرنا ادھرم ہے ۔ اسطرح ممنوع کاموں کا کرنا ادھرم اور نہ کرنا دھرم ہے ۔ جب تم وید کے ممنوع مورتی پوجا وغیرہ کام کرتے ہو ۔ تو گناہ کیوں نہیں کرتے ۔ سوال ۔ دیکھو دید ازلی ہے ویدوں کے زمانہ میں مورتی کا کیا کام تھا ؟ پہلے تو دیوتا ظاہر تھے ۔ مورتی پوجا کا طریق تو پیچھے تنتر اور پرانوں (کے زمانہ) سے چلا ہے ۔ جب انسان کا علم اور طاقت کم ہو گئی تو پرمیشور کو دھیان میں لانے کے ناقابل ہو (مورتی پوجن شروع کر دیا) کیونکہ مورت کا دھیان تو آسانی سے ہو سکتا ہے ۔ اسلئے اگیانیوں (جاہلوں) کیلئے مورتی پوجا ہے ۔ کیونکہ سیڑھی سیڑھی چڑھتے چڑھتے انسان مکان کی چھت پر پہنچ سکتا ہے ۔ اگر پہلی سیڑھی چھوڑ کر اوپر جانا چاہے تو نہیں جا سکتا ۔ اسلئے مورتی پوجا کی سیڑھی ہے ۔ اسی کو ...

کرتے (انسان کو) جب گیان ہوگا اور (اس کا) انتہ کرن پاک ہو جاویگا - تو وہ پرماتما کے دھیان کرنے کے قابل ہوگا - جس طرح نشانہ باز کوئی پہلے موٹی چیز کیطرف نشانہ باندھکر تیر یا گولی چلاتا ہے اور بعد میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی نشانہ کرسکتا ہے - اسیطرح کثیف مورتوں کی پوجا کرتے کرتے آدمی رفتہ رفتہ برہم کو بھی حاصل کرلیتا ہے مثلاً لڑکیاں گڑیوں سے اسوقت تک کھیلا کرتی ہیں کہ جب تک وہ سچے خاوند کو حاصل نہیں کرلیتیں - انہی وجوہات کی بنا پر مورتی پوجا برا کام نہیں - جواب - وید کے اوامر پر چلنے کا نام دھرم اور وید کی نواہی کا نام ادھرم ہے پس تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی مورتی پوجا ادھرم ٹھیری اور وید کے متضاد کتابوں کو مستند ماننا گویا ناستک (دہریہ) بننا ہے سنو منوجی کیا کہتے ہیں ؟:-

नास्तिको वेदनिन्दकः ॥१॥ (मनु० २ । ११)
या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः ।
सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥२॥
उत्पद्यन्ते च्यवन्ते च यान्यतोऽन्यानि कानिचित् ।
तान्यर्वाक्कालिकतया निष्फलान्यनृतानि च ॥३॥
मनु० अ० १२ ॥ (९५ । ९६)

جو شخص ویدوں کی مذمت کرتا ہے انسے منحرف ہوکر انکے خلاف کام کرتا ہے وہ ناستک دہریہ ہے - جو وید کے خلاف ادنےٰ درجہ کے لوگوں کی تصانیف دنیا کو بحر عذاب میں غرق کرنے والی ہیں - وہ سب بیہودہ جھوٹی جہالت پر مبنی اور اس دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والی ہیں - جو کتابیں ویدوں کے خلاف بنائی جاتی ہیں - وہ جدید ہونے کیوجہ سے بہت جلدی ناش ہوجاتی ہیں - انپر اعتقاد کرنا غلط اور بیہودہ ہے - برہما سے لیکر جیمنی رشی تک سبکا ایسا ہی اعتقاد ہے جو وید کے خلاف کتاب ہو اسے نہ ماننا چاہیئے - اور وید کے مطابق چلنا ہی دھرم ہے کیونکہ وید صحیح صحیح معنوں کا مظہر ہے جسقدر تنتر اور پران ہیں وید کے خلاف ہونیکی وجہ سے جھوٹے ہیں اور وید کے خلاف

کتابوں میں مورتی پوجا کا بیان بھی ادھرم میں شامل ہے ؎
انسان کا علم مادی اشیا کی پرستش سے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ ایسی پرستش سے اسکا پہلا علم
بھی زائل ہو جاتا ہے گیانیوں کی خدمت اور ان کے سنگ سے گیان بڑھتا ہے۔ پتھر
وغیرہ سے نہیں۔ کیا پتھر وغیرہ کے بتوں کے پوجنے سے کبھی پرمیشور دھیان میں آسکتا
ہے؟ نہیں نہیں۔ بت پرستی سیڑھی نہیں۔ بلکہ ایک بڑی بھاری کھائی ہے جس میں گرکر
انسان چکنا چور ہو جاتا ہے اور اس کھائی سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ مر جاتا ہے ہاں
ادنےٰ دھارمک عالموں سے لیکر اعلیٰ عالم یوگیوں تک سے ست سنگ کرنا علم
حقیقی اور ودیا وغیرہ کا اختیار کرنا پرمیشور کے حصول کی ویسی ہی سیڑھیاں
ہیں۔ جیسا کہ مکان کے اوپر جانیکا زینہ بت پرستی کرتے کرتے کوئی گیانی تو نہیں ہوا۔
بلکہ تمام بت پرست اگیانی رہ کر آدمی کا جنم رائیگاں کھو بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بہت
سے مر گئے۔ اور جو زندہ ہیں یا آئندہ پیدا ہونگے۔ وہ بھی انسان کی زندگی کے چار مقاصد
(۱) دھرم (۲) ارتھ (۳) کام اور (۴) موکش سے بے بہرہ رہکر اپنی بے بہا زندگیوں کو ضائع
کر جائینگے۔ مورتی پوجا برہم کو حاصل کرنیکے لئے تیر بہدف کی مثال نہیں ہے بلکہ دھارمک
اور عالموں سے سنگ کرنیوالا اور علم کیمیا میں ترقی کرنیوالا ہی برہم کو حاصل کرتا ہے
بت پرستی گڑیوں کی کھیل کیطرح بھی نہیں۔ بلکہ حرف شناسی وغیرہ ابتدائی
تعلیم کا اچھی طرح ہونا گڑیوں کے کھیل کیطرح برہم کے پانے کا وسیلہ ہے۔ رشیے
(انسانکو جب اچھی تعلیم و تربیت ہوگی اور وہ علم حاصل کریگا تب ہی سچے مالک پرماتما کو بھی حاصل کریگا

بت پرستی کے سوالجواب

سوال۔ شکل والی چیزیں دل قائم ہو جاتا ہے اور بے شکل
چیزیں دل کا ٹھہرنا مشکل ہے۔ اس لئے بت پرستی کرنی چاہئے۔ جواب۔ شکل
والی چیزیں دل کبھی نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ اُس شکل کا خیال جھٹ دل پر آجاتا ہے
اور کبھی اُس کے ایک حصہ میں بھٹکتا ہے۔ اور کبھی دوسرے میں۔ اور بے شکل
پرماتما میں دھیان کرنے سے حتی الوسع من کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ تو بھی انتہا
نہیں پاتا [illegible]

میں چنچل بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسی کے صفات افعال اور خواص کا وچار کرتا کرتا رُوحانی راحت میں محو ہو کر قائم ہو جاتا ہے اور اگر من شکل والی شے میں قائم ہوتا تو سارے جہان کا من قائم ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ دُنیا میں آدمی، عورت، بیٹے، دوست، دولت وغیرہ شکل والی چیزوں میں غلطاں رہتا ہے۔ تاہم کسی کا من قائم نہیں ہوتا جب تک کہ بے شکل (کے دھیان) میں نہ لگا دے۔ چونکہ پرمیشور کے حصے نہیں۔ اس لئے اس میں قائم ہو جاتا ہے۔ پس اوّل یہ ثابت ہوا کہ بت پرستی ادھرم ہے دوم مندروں پر کروڑوں روپے خرچ کرنے سے لوگ مفلس ہو جاتے ہیں۔ اور تکلیف پاتے ہیں۔ سوم مندروں میں عورتوں اور مردوں کا میل ہوتا ہے جس سے زناکاری۔ لڑائی جھگڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ چہارم۔ بت پرستی کو ہی دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کا ذریعہ مان کر لوگ محنت چھوڑ کر انسان کا جنم رائیگاں کھو دیتے ہیں۔ پنجم بتوں کی مختلف شکلیں۔ نام اور کام ہونے کی وجہ سے اُن کے پوجنے والوں کا ایک عقیدہ نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے آپس میں نفاق بڑھ جاتا ہے اور ملک تباہ ہو جاتا ہے۔ ششم بتوں کے آسرے اُن کی پجاری دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھتے ہیں۔ اس طرح شکست کھا کر وہ اپنی سلطنت۔ آزادی۔ دولت۔ ثروت اور آسودگی کھو بیٹھتے ہیں اور پھر آپ بھٹیاری کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی طرح دشمنوں کے بس میں ہو کر ہر طرح سے تکلیف پاتے ہیں۔ ہفتم۔ جس طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں تیری بجائے تیری نشستگاہ پر پتھر رکھ دیتا ہوں۔ تو جیسے وہ شخص اُس پر خفا ہو کر اُسے مارتا یا گالی دیتا ہے ویسے ہی جو لوگ پرمیشور کی عبادت کی جگہ یعنی دل پر (پرمیشور کے) بجائے پتھر وغیرہ کے بُت رکھتے ہیں۔ تو اُن بے تمیز اور بیوقوفوں کا پرمیشور ستیاناس کیوں نہیں کریگا؟ ہشتم بُت پرست لوگ آوارہ گرد خانہ بدوش ہو کر مندر بمندر اور ملک بملک پھرنے سے تکلیف پاتے ہیں۔ دھرم۔ دُنیا اور عاقبت خراب کرتے ہیں۔ چوروں وغیرہ سے عذاب پاتے اور ٹھگوں سے لٹتے رہتے ہیں۔ نہم بدچلن پجاریوں کو روپیہ ملتا ہے وہ پجاری اُس روپیہ کو بسواؤں غیر عورتوں۔ گوشت۔ شراب وغیرہ لڑائی جھگڑوں میں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ جس سے دینے

والے کا ثواب دُور ہو جاتا ہے۔ اور اُلٹا اُسے آزاد ملتا ہے دہم ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم
شخصوں کی بے عزتی کر کے پتھر وغیرہ کے بتوں کی عزت کرنے سے لوگ محسن کش بن
جاتے ہیں۔ یازدہم جب بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرا لاتا ہے تو ڈھاڑیں مار روتے
ہیں۔ دوازدہم پجاری لوگ مرد ہوں تو بیگانی عورتوں کی اور عورتیں ہوں تو بیگانے
مردوں کی صحبت کے لیے عورت اور مرد کی آپس کی محبت سے حاصل ہونیوالی راحت کو
جواب دے بیٹھتے ہیں۔ سیزدہم۔ خدمتگار سے آقا کی پوری پوری اطاعت نہ ہونے
کی وجہ سے آپس میں مخالف ہو کر انتظام خانہ داری درہم برہم ہو جاتا ہے۔ چہاردہم۔
جڑ کا (لگاتار) دھیان کرنے والے کا آتما بھی جڑ بدھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس چیز کا دھیان کیا
جاوے۔ اُس کے جڑپن کا خاصہ ضرورتاً کرن کے ذریعہ آتما میں آ جاتا ہے۔ پانزدہم۔ پرمیشور نے
خوشبودار پھول وغیرہ اشیاء ہوا اور پانی کی بدبو کو دُور کرنے اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے
بنائے ہیں۔ اگر پجاری ان کو توڑ کر نہ لے جاتے تو نہ معلوم اُن پھولوں کی خوشبو کتنے دنوں تک
ہوا میں منتشر ہو کر ہوا اور پانی کی صفائی کرتی رہے جب تک خوشبو اپنے پورے جوبن میں
نہیں آتی۔ تب تک پھولوں کی خوشبو قائم رہتی ہے۔ (پجاری وغیرہ لوگ) اسکو درمیان
ہی میں برباد کر دیتے ہیں۔ بعد میں وہ پھول کیچڑ وغیرہ میں ملکر سڑ جاتے ہیں اور اُلٹی بدبو
پھیلاتے ہیں۔ کیا پرماتما نے پھول وغیرہ خوشبودار اشیا پتھروں پر چڑھانے کیلئے پیدا
کی ہیں۔ شانزدہم۔ پتھر پر چڑھائے ہوئے پھول چندن اکشت (چاول وغیرہ) سب کچھ
پانی اور مٹی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ موری یا حوض میں پڑ کر سڑ جاتے ہیں اور اُن
سے اس قدر بدبو اٹھتی ہے کہ جس قدر انسان کے براز کی اور اُس میں ہزاروں جاندار پڑا
سڑا کرتے ہیں۔

ایسے ہی بت پرستی میں اور بہت سے نقص ہیں۔ پس بھلے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ہر طرح پتھر
وغیرہ کے بتوں کی پرستش نہ کریں۔ اور جنہوں نے پتھر وغیرہ کے بتوں (کی پوجا) کی ہے
یا کرتے ہیں یا کرینگے وہ مذکورہ بالا نقصوں سے نہ بچے ہیں نہ بچتے ہیں اور نہ بچ سکیں گے۔

پنچاتین پوجا چلی آتی ہے ۔وہ بھی جائز ہے یا نہیں؟ (پر تم جانتے ہی ہو کہ) پانچ دیوتاؤں یعنی شِو۔ وشنو۔ امبکا۔ گنیش اور سورج کی مورتیں بنا کر انکو پوجنا پنچاتین پوجا ہے؟

جواب۔ کسی قسم کی بھی مورتی پوجا نہ کرنا چاہئے۔ لیکن اُن "مورتی مانوں" کی پوجا یعنی تعظیم کرنی چاہئے جن کا کہ آگے ذکر کرینگے۔ وہی پنچ دیو پوجا یا پنچاتین پوجا کہلاتی ہے اس لفظ کے معنی بہت اچھے ہیں لیکن بے علم جاہل اُس کے اچھے معنوں کو چھوڑ کر برے معنی مان بیٹھے ہیں۔ ہم آج کل کے شوجی وغیرہ پانچ دیوتاؤں کی مورتوں کو پوجنے کی تردید تو ابھی کر چکے ہیں۔ اب بتاتے ہیں۔ کہ وید کے مطابق سچی پنچاتین یا دیوتاؤں کی پوجا اور مورتی پوجا کیا ہے۔

मा नो वधीः पितरं मोत मातरम् ॥१॥

यजु० ॥ (अ० १६ । मं० १५)

आचार्य्यो ब्रह्मचर्य्येण ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥२॥

अथर्व० ॥ (कां ११ । व० ५ । मं १७)

अतिथिर्गृहानागच्छेत् ॥३॥

अथर्व० (कां० १५ । व० १३ । मं० ३)

अर्चत प्रार्चत प्रियमेधासो अर्चत ॥४॥ ऋग्वेदे ॥

त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ॥५॥

(वल्ली० १ । अनु० १)

कतम एको देव इति स ब्रह्म त्यदित्याचक्षते ॥६॥

शतपथ० ॥ कां० १४ । प्रपाठ० ६ । ब्राह्म० ७ । कंडिका १०॥

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्य्यदेवो भव अतिथिदेवो भव ॥७॥ तैत्तिरीयो० ॥ (व० १ । अनु० ११)

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा ।

पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥८॥

मनु० अ० ३ । ५५ ॥

पूज्यो देववत्पतिः ॥६॥ मनुस्मृतौ ॥

اولاد کا سب سے پہلا (فرض) ماں کی تن من اور دھن سے خدمت کر کے اُس کو خوش رکھنا ہے یعنی اُس کی بے ادبی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ دوسرا باپ ست کرتو دیو (یعنی راست اعمال والا دیوتا ہے) اُس کی بھی ماں ہی کی طرح خدمت کرنی چاہیئے۔ تیسرا آچاریہ جو علم کی بخشش کرتا ہے۔ اُس کی تن من دھن سے خدمت کرنی چاہیئے۔ چوتھا ایسے اتتھی کی خدمت کرنی چاہیئے۔ جو عالم اور دہارمک ہو۔ فریب کا نام تک نہ جانے۔ سب کی ترقی کا خواہاں ہو۔ دنیا میں پھرتا ہوا اپنے ست اُپدیش سے سب کو آرام پہنچاوے۔ پانچویں عورت کے واسطے اُس کا اپنا مرد اور مرد کے واسطے اُس کی اپنی عورت قابلِ تعظیم ہو۔ یہ پانچ مورتی مان دیوتا ہیں۔ کہ جن سے انسانی جسم کی پیدائش پرورش سچی تعلیم علم اور ست اپدیش حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہی پرمیشور تک پہنچنے کی سیڑھیاں ہیں ان کی خدمت نہ کرتے ہوئے جو پتھر وغیرہ کے بتوں کو پوجتے ہیں۔ وہ بالکل وید کے مخالف ہیں۔ سوال۔ اگر ماں باپ وغیرہ کی خدمت کرتے ہوئے مورتی پوجا کریں۔ تو کیا عیب ہے؟ جواب۔ بہتری تو اسی میں ہے کہ پتھر وغیرہ کی مورتوں کی پوجا ہر طرح سے چھوڑ دی جاوے اور ماں وغیرہ "مورتی مانوں" کی خدمت کی جاوے۔ بڑے غضب کی بات ہے کہ دلوگ سامنے موجود ظاہرا آرام پہنچانے والے ماں وغیرہ دیوتاؤں کو چھوڑ کر پتھر وغیرہ سے سر ٹکراتے پھرتے ہیں۔ جو دراصل دیوتا نہیں۔ یہ بات انہوں نے (شاید) یہ سمجھ کر اختیار کی ہے۔ کہ اگر ماں باپ کے سامنے نیویدیہ (نذرانہ) یا بھینٹ پوجا دینگے۔ تو وہ اُسے خود کھا لینگے۔ اور اس طرح اگر وہ بھینٹ پوجا قبول کر لینگے۔ تو نہ ہمارے منہ میں کچھ پڑیگا۔ اور نہ ہمارے ہاتھ کچھ آئیگا۔ اس لئے وہ پتھر وغیرہ کے بُت بنا کر اور اُن کے آگے نیویدیہ دھر کر گھنٹا گھڑیال (بجا) ٹن ٹن۔ پوں پوں کرتے ہیں۔ اور سنکھ

کا گویا یہ مقصد ہے کہ کسی کی چیز اڑا کر لے جانا۔ اور اس کو چھڑانے کیلئے انگوٹھا دکھانا
ان پوجاریوں یعنی نیک آتماؤں کے دشمنوں کی بھی ایسی ہی کارستانی ہے۔ یہ لوگ
بتوں کو زریں کپڑوں وغیرہ سے خوب سجا دھجا کر آپ ٹھگوں کی طرح بیٹھ رہتے ہیں
اور بیچارے بیوقوف جاہل اور بے بس لوگوں کا مال لوٹ کر موجیں اڑاتے ہیں۔ اگر
کوئی دھارمک راجہ ہوتا۔ تو ان پتھر کے پیالے آدمیوں کو پتھروں کو توڑنے بنانے
اور گھروں کے بنانے وغیرہ کے کاموں میں لگا کر ان کیلئے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کر
ان کے گذارہ کا بندوبست کرتا۔ **سوال**۔ جس طرح عورتوں وغیرہ کی پتھر وغیرہ کی
مورتیں دیکھنے سے شہوت کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے۔ ویسے ہی دنیوی الفت
سے کنارہ کش شانتی والی مورت کے دیکھنے سے بیراگ اور شانتی حاصل کیوں نہ ہوگی۔
جواب۔ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مورتوں کا خاصہ جڑپن ہے۔ جو آتما میں آجانے سے بچار
کی طاقت کو کم کر دیتا ہے۔ ببیک (ضمیر) کے بغیر ویراگ۔ ویراگ کے بغیر وگیان (علم
حقیقی) اور وگیان کے بنا شانتی نہیں ہوسکتی۔ اور جو فائدہ ہوسکتا ہے۔ وہ (نیک آدمیوں
کی صحبت اپدیش اور ان کے زندگی کے حالات کے دیکھنے سے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ایسے
آدمیوں کے صفات اور عیبوں کو جانے بغیر صرف ان کی مورتوں کے دیکھنے سے ان
کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ محبت نہیں ہوسکتی۔ لگاؤ یا محبت کا باعث اوصاف کا ہے
مورتی پوجا کے ایسے ہی برے کارنوں سے آریہ ورت میں نکمے پجاری۔ بھکاری سست
الوجود اور کم ہمت کروڑوں آدمی ہو گئے ہیں۔ انہوں ہی نے سارے جہان میں
جہالت پھیلائی ہے۔ مکر و فریب بھی ان ہی سے پھیلا ہے +

بتوں کے معجزے

سوال۔ دیکھو کاشی میں اورنگزیب بادشاہ کو لاٹ بھیرو وغیرہ
نے بڑے بڑے کرشمے دکھائے۔ جب مسلمان ان کو توڑنے گئے اور جب ان پر توپ
وغیرہ چلائی گئی۔ تو ان میں سے بڑے بڑے بھنورے نکل آئے جن سے سب فوج
[illegible]
بھنوروں کے چھتے لگ رہے ہونگے۔ ان کا طبعی خاصہ ہی موذی پن ہے جب

کوئی اُن کو چھیڑے تو وہ کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اور جو دودھ کی دھارہ دکھائی دیتی تھی۔ وہ
پجاری جی کی حکمت تھی۔ **سوال**۔ دیکھو مہادیو ملیچھ کو درشن نہ دینے کے لئے کوئیں
میں کود پڑے اور بینی مادھو ایک برہمن کے گھر میں جا چھپے۔ کیا یہ بھی معجزہ نہیں ہے
جواب۔ بھلا (اگر یہی بات ہے تو) کوتوال۔ کال بھیرو۔ لاٹ بھیرو وغیرہ
بھوت پریت اور گرڑ وغیرہ گنوں (فوجوں) نے مسلمانوں سے لڑ کر اُن کو
کیوں نہ مار کر بھگایا؟ جس طرح مہادیو اور وشنو کے پرانوں میں قصے ہیں۔ کہ (انہوں
نے) کئی ایک تری پراسر وغیرہ بڑے بڑے خوفناک دشٹوں (بدوں) کو جلا کر خاک کر
دیا (تو اگر یہ سچے ہیں تو انہوں نے) ویسے ہی مسلمانوں کو جلا کر کیوں نہ خاک کر ڈالا؟
پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیچارے پتھر کیا لڑ اور لڑا سکتے ہیں (بات تو
یہ ہے کہ) جب مسلمان مندروں اور مورتوں کو توڑتے ہوئے کاشی کے نزدیک
پہنچے۔ تو پجاریوں نے اس پتھر کے لنگ کو کوئیں میں پھینک دیا۔ اور بینی مادھو
کو برہمن کے گھر چھپا دیا۔ اگر کال بھیرو کے خوف سے کاشی میں یمدوت نہیں جاتے
اور اگر پرلے (قیامت) کے وقت بھی کاشی کا ناش نہیں ہوتا۔ تو (اس سے
ملیچھوں کے دوت کیوں نہ ڈر گئے؟ اور اپنے راجہ مندر کا ناش کیوں ہونے دیا؟
(اصل یوں ہے کہ) یہ سب پوپوں کی کارستانی ہے ؛

~~کیا میں شرادھ~~ **سوال**۔ گیا میں شرادھ کرنے سے پتروں کے پاپ (گناہ) دور ہو جاتے
ہیں۔ اور وہاں شرادھ کرنے کے پُن (ثواب) کی طاقت سے پتر سورگ میں چلے
جاتے ہیں۔ (اور گیا میں) اپنا ہاتھ نکال کر پتر پنڈ لیتے ہیں۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے
جواب۔ بالکل جھوٹ۔ اگر وہاں پنڈ دینے کا یہی ثواب ہے تو پنڈوں کو پتروں
تک پہنچانے کے لئے جو لاکھوں روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور اُن کو گیا والے
رنڈی بازی وغیرہ برے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کیوں دور نہیں
ہوتے؟ اور آج کل پنڈوں کے ہاتھوں کے سوا کہیں ہاتھ نکلتا نظر نہیں دیتا
[illegible]

اور اسکے کشا بچھا کر بٹھا دیا۔ اور اس مکار نے سب لے لیا۔ اور اس طرح کسی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے کو ٹھگ لیا ہو۔ تو تعجب نہیں ویسی ہی یہ بات بھی جھوٹی ہے کہ بیجناتھ کو راون لایا تھا۔

کالی کلکتے والی **سوال**۔ دیکھو کلکتہ کی کالی اور کاماکشا وغیرہ دیویوں کو لاکھوں آدمی مانتے ہیں۔ کیا یہ حیرت انگیز اور تجربہ نہیں؟ **جواب**۔ بالکل نہیں۔ اندھی بھیڑ چال کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں۔ اسی لئے کوئیں یا گڑھے میں گرنے سے بچ نہیں سکتے۔ ویسے ہی ایک جاہل کے پیچھے دوسرا چل کر مورتی پوجا کے گڑھے میں گر کر دکھ پاتا ہے۔

جگن ناتھ کا معجزہ اور پرستش **سوال**۔ بھلا یہ تو جانے دو۔ لیکن جگن ناتھ جی میں صاف معجزہ ہے۔ ایک قالب بدلنے وقت سمندر میں سے صندل کی لکڑی خود بخود نکلتی ہے جو سے پر سات ہنڈیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیتے ہیں۔ پہلے وہ ہنڈیا پکتی ہے جو سب کے اوپر ہے۔ پھر اس سے نیچے کی اور اسی طرح سب پک جاتی ہیں۔ اور جو شخص اس جگہ جگن ناتھ کا پرشاد نہ کھاوے۔ تو کوڑھی ہو جاتا ہے۔ اور جگن ناتھ کا رتھ خود بخود چلتا ہے۔ گنہگار کو جگن ناتھ کا درشن نہیں ہوتا۔ اندرومن کے راج میں دیوتاؤں نے مندر بنایا ہوا ہے۔ قالب بدلتے وقت ایک راجہ ایک پانڈہ اور ایک بڑھئی مر جاتا ہے۔ بھلا ایسے معجزوں کو تم جھوٹ کیونکر ثابت کر سکو گے؟

جواب۔ ایک شخص نے برابر بارہ برس تک جگن ناتھ کی پوجا کی اور مایوس ہو کر متھرا میں آ گیا۔ وہ مجھے ملا۔ میں نے ان باتوں کی بابت اس سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ لیکن سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قالب بدلنے کا وقت آتا ہے۔ تو کشتی پر سے صندل کی لکڑی سمندر میں ڈال دیتے ہیں وہ سمندر کی لہروں سے کنارے لگ جاتی ہے۔ اسکو لے کر کاریگر مورتیں بناتے ہیں جب کھانا پکتا ہے۔ تو کواڑ بند کئے جاتے ہیں۔ رسوئی بنانے والوں کے سوا اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ زمین پر چاروں طرف جھاڑو دے ... ان میں

ایک گول شکل کا چولھا بناتے ہیں۔ ان ہنڈیوں کے نیچے گھی مٹی اور راکھ لگا دیتے
ہیں۔ اُسی وقت چاول ڈال چولھوں کے مُنہ لوہے کی چادروں سے بند کر دیتے ہیں
اور امیر درشن کرنے والوں کو بُلا کر دکھلاتے ہیں۔ اوپر کی ہنڈیوں میں سے پکے ہوئے
چاول اور نیچے کی ہنڈیوں میں سے کچے چاول نکال کر دکھا دیتے ہیں۔ اور اُن سے کہتے ہیں کہ
کچھ ہنڈیوں کے لئے نذر کرو۔ آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے روپے اشرفیاں
نذر کرتے ہیں۔ اور کئی ایک ماہواری وظیفہ بھی مقرر کر دیتے ہیں۔

شودر نیچ آدمی مندر میں نیوید لاتے ہیں۔ دیوتا کے نیوید کے بعد اس نیوید کو دو
شودر اور نیچ آدمی جھوٹا کر دیتے ہیں۔ اور جو شخص روپیہ دیتا ہے۔ اُس کے گھر ہنڈیا بھیج
دیتے ہیں۔ اور غریب گرہستی اور سادھو سنتوں سے لیکر شودر اور چنڈالوں تک سب کو
ایک قطار میں بٹھا کر ایکدوسرے کا جُوٹھا کھانا کھلاتے ہیں۔ جب اس قطار کے آدمی
اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ تب ان ہی پتلوں پر دوسرے آدمی بٹھلاتے ہیں۔ یہ نہایت پلید رواج
ہے۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو وہاں جاتے ہیں۔ مگر جُوٹھا نہیں کھاتے اور اپنے
ہاتھ سے کھانا پکا کر کھاتے ہیں۔ اور واپس آتے ہیں۔ (ایسے آدمیوں کو) جذام وغیرہ کوئی
بیماری نہیں ہوتی۔ اور اس جگناتھ پوری (خاص شہر) میں بھی بہت سے لوگ پرشاد نہیں کھاتے
وہ بھی جذام وغیرہ بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ علاوہ بریں خاص جگن ناتھ پوری میں
بھی بہت سے کوڑھی ہیں۔ جو ہمیشہ جُوٹھا کھاتے ہیں۔ مگر انکا کوڑھ دُور نہیں ہوتا۔ اسی
جگن ناتھ میں وام مارگیوں نے بھیروی چکر بنایا ہے۔ سبھدرا سری کرشن اور بلدیو کی
بہن تھی۔ اس کو دونو بھائیوں کے بیچ عورت اور ماں کی جگہ بٹھایا ہے۔ اگر بھیروی چکر نہ
ہوتا تو ایسی بات کبھی نہ ہوتی۔ اور سنئے رتھ کے پہیوں کے ساتھ کل لگی ہوئی ہے جب
اس کو سیدھا گھماتے ہیں۔ تو اس گھومنے سے رتھ چلتا ہے۔ میلے میں اُس کل
کو اُلٹا گھما دیتے ہیں۔ تو رتھ ٹھہر جاتا ہے۔ تب پجاری چلاتے ہیں۔ دان دو خیرات
کرو۔ پُن کرو۔ جس سے جگن ناتھ خوش ہو کر اپنا رتھ چلائیں۔ ہمارا دھرم (قائم) رہے
جتنی بھینٹ نذر آ جاتی ہے تب تک اسی طرح پکارتے جاتے ہیں جب

…ایک برج باسی اچھے کپڑے دوشالہ اوڑھ کر آگے آکھڑا ہوتا ہے۔ اور ہاتھ جوڑ کر
…کارتا ہے کہ "اے جگن ناتھ سوامی! آپ اپنے فضل سے رتھ کو چلائیے۔ ہمارا دھرم
…رکھئے" وغیرہ وغیرہ (الفاظ) بول کر ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام کرکے رتھ پر چڑھتا ہے
…ی وقت کیل کو سیدھا گھما دیتے ہیں۔ اور جے جے کے نعرے بلند کرکے ہزاروں
…رسی کھینچتے ہیں۔ اور رتھ چل پڑتا ہے۔

جگن ناتھ کا مندر اتنا بڑا ہے۔ کہ اس میں دن کے وقت بھی اندھیرا رہتا ہے
…ر چراغ جلانا پڑتا ہے۔ مورتوں کو کھینچ کر آگے کرنے کے لئے دونوں طرف پردے ہوتے
…ں۔ اور پنڈے پجاری (انکی آڑ میں) اندر کی طرف کھڑے رہتے ہیں۔ جب بہت سے
…ی اندر درشن کرنے جاتے ہیں۔ تو پجاری ایک طرف کے پردے کو کھینچ لیتے ہیں۔
…مورت جھٹ آڑ میں آجاتی ہے۔ تب سب پانڈے اور پجاری چلا اٹھتے ہیں کہ
…بھینٹ دھرو تمہارے پاپ دور ہو جائیں گے۔ اور درشن ہوگا۔ جلدی کرو۔ جب
…بھینٹ نذر کی جاتی ہے۔ تو جھٹ دوسرا پردہ کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور درشن ہو جاتا
…تب خوشی کے مارے جے کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ اس طرح بیچارے بھولے
…بھالے آدمی شریروں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں۔ اور دھکے کھا نادم ہو واپس چلے
…تے ہیں۔ اندرومن کے خاندان کے آدمی ابتک کلکتہ میں رہتے ہیں۔ وہ راجہ دولتمند
…اور دیوی کا اُپاسک تھا۔ اُس نے لاکھوں روپے لاکر مندر بنوایا تھا۔ تاکہ اس ترکیب
…آریہ ورت میں سے کھانے پینے کی تمیز کا بکھیڑا [illegible] کیا جاوے۔ لیکن وہ جاہل لوگ
…ب چھوڑتے ہیں۔ جو دیوتا مانتا ہے تو انہی کاریگروں کو مانو کہ جنہوں نے مندر بنایا تھا
…راجہ پانڈا اور بڑھئی اسوقت تک نہیں مرتے بلکہ وہ تینوں وہاں سزا دیتے رہتے
…گا۔ وہ اپنے ماتحتوں کو ایذا پہنچاتے رہوں گے۔ قالب بدلنے کے وقت وہ تینوں
…وہاں موجود رہتے ہیں۔ مورت اندر سے پولی ہوتی ہے۔ اس میں سونے کا ایک خانہ ہوتا
…ر اسکے اندر ایک شالگرام رکھا جاتا ہے۔ کہ جسکو ہر روز دھو کر چرنامرت بنا لیتے ہیں
…کو … وقت کی آرتی کرتے ہوئے لوگوں نے زہر یا تیزاب لگا

دیا ہوگا جبکہ وہ کران تینوں کو بلایا ہوگا۔ اور وہ کبھی مر گئے ہونگے۔ وہ تو اس طرح
مرے۔ لیکن سیٹھ کے غلاموں نے یہ بات مشہور کردی ہوگی۔ کہ جگن ناتھ جی اپنا
جسم تبدیل کرتے وقت تینوں بھگتوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ (سچ ہے) بیگانہ مال ٹھگنے
کی خاطر بہت سی ایسی جھوٹی باتیں بنائی جایا کرتی ہیں۔

رامیشور کا مندر سوال۔ رامیشور میں گنگوتری کا جل (پانی) چڑھاتے وقت لنگ
بڑھ جاتا ہے۔ کیا یہ بھی بات جھوٹی ہے؟ جواب۔ جھوٹ۔ کیونکہ اُس مندر میں بھی
دن کے وقت اندھیرا رہتا ہے۔ اور اس میں رات دن چراغ جلا کرتے ہیں۔ جب پانی
کی دھار چھوڑتے ہیں۔ تب اس پانی میں بجلی کی مانند چراغ کا عکس پڑتا ہے۔ اور کچھ بھی
نہیں۔ نہ پتھر گھٹ سکتا ہے۔ اور نہ بڑھ سکتا ہے۔ جتنا ہوتا ہے۔ اتنا ہی رہتا ہے
(مکار) ایسی کارروائیوں سے بیچارے بیوقوفوں کو ٹھگتے ہیں۔ سوال۔ رامیشور کو رام جی
نے ستھاپن کیا ہے۔ اگر مورتی پوجا وید کے خلاف ہوتی۔ تو رام چندر مورت کو
ستھاپن کیوں کرتے اور بالمیک جی راماین میں کیوں لکھتے؟ جواب۔ رام چندر کے
زمانہ میں اس لنگ یا مندر کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ بلکہ اصلی بات تو یوں ہے کہ
دکن دیس کے رام نامی ایک راجہ نے مندر بنوایا اور لنگ کا نام رامیشور دھر دیا ہے۔ جب
رام چندر سیتا جی کو لے کر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے آکاش مارگ سے (ہوائی
راستہ) غبارہ پر بیٹھ کر اجودھیا کو آرہے تھے تو سیتا جی سے کہا کہ۔

अत्र पूर्वं महादेवः प्रसादमकरोद्विभुः । सेतुबन्ध इति
विख्यातम् ॥ (वाल्मीकि रा० लंकाकांड सर्ग १२५ श्लो० २०)

"اے سیتا! تیری جدائی سے بے قرار ہوئے ہوئے ہم گھوم رہے تھے۔ اور اسی مقام
پر ہم نے چار مہینوں تک قیام کیا تھا۔ اور (یہاں ہی) پرمیشور کی اپاسنا اور دھیان کیا
کرتے تھے۔ وہی جو سب جگہ موجود دیوتاؤں کا دیوتا مہادیو پرماتما ہے۔ اسکے فضل سے
[illegible]
[illegible] کا نام ہی باندھ کر لنکا کو لئے [illegible]

کو لے آسکے ہیں"

اس عبارت کے سوا بالمیک نے اور کچھ بھی نہیں لکھا۔

کالیا کنت کا حقہ سوال۔ رنگ ہے۔ کالیا کنت کو جیسے حقہ پلایا سنت کو۔ دکن میں ایک کالیا کنت کی مورت ہے۔ وہ اب تک حقہ پیا کرتی ہے۔ اگر مورتی پوجا جھوٹی ہو۔ تو یہ معجزہ بھی جھوٹا ہو جائے۔ جواب۔ جھوٹ ہے بالکل جھوٹ ہے۔ اور یہ سب پوپ لیلا ہے۔ کیونکہ اس مورت کا منہ پولا ہوگا۔ اسکے منہ میں سوراخ نکالکر دیوار کی دوسری طرف نالی لگی ہوگی جب پجاری حقہ بھر کر اور نیچہ لگا اور منہ میں نالی جماکر پردہ ڈال نکل آتا ہوگا اس وقت وہ آدمی جو پیچھے بیٹھا ہوگا۔ دم کھینچتا ہوگا ادھر حقہ گڑ گڑ بولتا ہوگا ادھر دوسرا سوراخ ناک اور منہ کے ساتھ لگا ہوگا۔ جب چھپا ہوا آدمی پھونک مار دیتا ہوگا۔ تب ناک اور منہ کے سوراخوں سے دھواں نکلتا ہوگا (مکار) اسوقت بہت سے بھولوں کا مال لوٹ کر انہیں مفلس کر دیتے ہونگے۔

ڈاکور جی کا معجزہ سوال۔ دیکھو ڈاکور جی کی مورت دوارکا سے بھگت کیساتھ چلی آئی ایک سوا رتی سونے میں کئی من کی مورت تل گئی۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟ جواب۔ نہیں وہ بھگت مورت کو چرا لایا ہوگا۔ اور سوا رتی مورت کے ہموزن ہونا کسی بھنگڑ کی گپ ہوگی۔

سومناتھ جی کا معجزہ سوال۔ دیکھو سومناتھ جی زمین کے اوپر رہتے تھے اس طرح رہنا عجیب بات ہے۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے؟ جواب۔ ہاں جھوٹ ہے۔ سنو چھت کے اوپر اور زمین پر بھی اوپر کے پتھر کے مقناطیس لگا رکھے تھے (یا) نیچے سنگ مقناطیس لگا رکھے تھے اسکی کشش سے وہ مورت بے سہارے چھت اور فرش کے درمیان کھڑی رہتی ہوگی جب محمود غزنوی آکر لڑا۔ تب یہ سومناتھ کا مندر توڑ گیا۔ اور پجاری بھگتوں کی درگت ہوگئی۔ اور لاکھوں آدمیوں کی فوج دس ہزار آدمیوں (کی فوج) سے شکست کھا کر بھاگ گئی۔ پجاری پوپ پوجا عبادت حمد و ثنا اور دعا کرتے ہیں۔ کہ "اے مہادیو! اس ملیچھ کو تو مار ڈال۔ ہم کو بچا"۔ اور اپنے چیلوں یعنی راجاؤں کو سمجھاتے تھے کہ آپ بے فکر رہیے ... مہادیو جی بھیرو یا ویر بھدر کو بھیجدینگے۔ وہ سب ملیچھوں کو مار ڈالیں گے

یا اندھا کر دیں گے۔ ابھی ہمارا دیوتا ظاہر ہوتا ہے۔ ہنومان درگا اور بھیرو خواب میں آئے ہیں کہ ہم سب کام کر دیں گے۔ بیچارے بھولے راجہ لوگ اور چھتری پوپوں کے بہکانے سے اس پر اعتبار کر بیٹھے۔ کئی ایک جوتشی پوپوں نے کہا۔ کہ ابھی چڑھائی کا مہورت نہیں۔ ایک نے آٹھواں چندرما بتلایا۔ دوسرے نے یوگنی سامنے دکھلائی وغیرہ (آریہ راجہ) اس قسم کی باتوں میں رہے۔ جب ملیچھوں کی فوج نے گھیر لیا۔ تب ان کی بڑی گت ہوئی۔ اور بھاگ گئے۔ بہت سے پوپ پجاری اور ان کے پیرو پکڑے گئے۔ پجاریوں نے یہ بھی کہا تین کروڑ روپیہ لے لو۔ مورت اور مندر مت توڑو۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بت پرست نہیں۔ بلکہ بت شکن ہیں۔ پس انہوں نے جھٹ مندر توڑ ڈالا۔ جب چھت توڑی تو سنگ مقناطیس کے الگ ہو جانے سے مورتی گر پڑی جب مورتی توڑی گئی۔ تو سنتے ہیں کہ اس میں سے اٹھارہ کروڑ کے جواہرات نکلے۔ جب پجاریوں اور پوپوں پر کوڑے پڑے۔ تو رونے لگے۔ (محمود نے) کہا کہ بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے مار کے ڈر سے جھٹ بتلا دیا۔ (اور محمود نے) سارا خزانہ لوٹ کھسوٹ لیا۔ پوپوں اور اُنکے چیلوں کو غلام اور بیگاری بنا (ان سے) اناج پسوایا۔ اور گھاس کھدوایا۔ بول و براز وغیرہ اٹھوایا۔ کھانے کو چنے دیئے۔ ہائے افسوس پتھر کی پوجا کر (یہ لوگ) اپنا ستیاناس کیوں کر بیٹھے؟ انہوں نے پرمیشور کی بھگتی کیوں نہ کی؟ کہ ملیچھوں کے دانت توڑ کر فتح حاصل کرتے۔ دیکھو جس طرح مورتوں کی پوجا ہوتی ہے۔ اگر ان کی جگہ سورمے (بہادر جوانمردوں) کی پوجا ہوتی۔ تو بھی ملک کی کسی قدر حفاظت ہو سکتی تھی پجاریوں نے ان پتھروں کی اتنی بھگتی و پرستش کی لیکن (ان میں) سے ایک مورت بھی اُن کے دشمنوں کے سر پر نہ آلگی۔ اگر کسی ایک سوربیر آدمی کی مورتی کی طرح خدمت کرتے تو وہ اپنے خادموں کو حتی الوسع بچاتا اور اُن دشمنوں کو مارتا۔

رن چھوڑ کی ہنڈی نرسی بھگت پر

سوال۔ دوارکاجی کے رن چھوڑ جی نے نرسی مہتہ کی ہنڈی سکار دی۔ اور اسنے ہنڈی کا روپیہ دیا وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ باتیں بھی جھوٹی ہیں۔

جواب۔ ... کسی نے جھوٹا نام اڑا دیا ہو گا ...

نے دہنڈی کا) روپیہ بھر دیا۔ انگریزوں نے جب سمت ۱۹۱۴ میں مندروں اور مورتوں
کو توپوں سے اڑایا تھا۔ اُسوقت مورتوں کو کیا ہوگیا تھا؟ بہادر لوگوں نے بھی
بہت دلیری ظاہر کی۔ اور لڑکر دشمنوں کو مارا۔ لیکن مورت ایک مکھی کی ٹانگ تک
بھی نہ توڑ سکی۔ اگر شری کرشن کیطرح جنگجو ہوتا۔ تو ان کے دھرّے اڑاتا اور یہ بھاگتے
پھرتے۔ بھلا یہ تو بتایئے کہ جسکا محافظ مار کھا جائے۔ اُسکے پناہ گزین کیوں نہ پٹ جائیں۔

جوالا مکھی اور ہنگ لاج

سوال۔ جوالا مکھی تو ظاہرا دیوی ہے۔ سبکو کھا جاتی ہے
اور اگر پرساد دیا جائے تو آدھا کھا جاتی ہے۔ اور آدھا چھوڑ جاتی ہے۔ مسلمان
بادشاہوں نے اس پر نہر بھنکوائی اور لوہے کی چادریں جڑادیں تو بھی جوالا (آگ کا
شعلہ) نہ بجھی اور نہ رکی۔ ویسے ہی جب آدھی رات کو ہنگ لاج بھی سواری کئے ہوئے
پہاڑ پر دکھائی دیتی ہے۔ تو پہاڑ پر گرج پیدا کرتی ہے چندر کوپ بولتا ہے۔ اور یونی
منتر سے نکلنے سے دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔ ٹھومرا (عمامہ) باندھنے سے پورا مہاپرش
(بڑا آدمی) کہلاتا ہے وغیرہ وغیرہ دیہ) سب باتیں کیا ماننے کے قابل نہیں ہیں؟ **جواب**
نہیں۔ کیونکہ جوالا مکھی پہاڑ سے آگ نکلتی ہے۔ اس جگہ کے پجاریوں کی عجیب کارروائی
ہے۔ جیسے گرم گھی سے چمچہ میں آگ آجاتی ہے۔ پھونک مارنے سے بجھ جاتی ہے۔ تھوڑا
سا گھی کھا جاتی اور باقی چھوڑ جاتی ہے۔ اُسی طرح جوالا مکھی کا بھی حال ہے۔ چولھے
کی آگ میں جو کچھ ڈالا جائے سب جلکر خاک ہو جاتا ہے۔ جنگل یا گھر میں آگ لگجائے
تو سب کو خاکستر کر دیتی ہے۔ بھلا اس سے بڑھکر سوائے ایک مندر کنڈ اور ادھر ادھر
کے نالوں کے اور وہاں کیا ہے۔ ہنگ لاج میں اور کوئی سواری نہیں نکلتی۔ جو کچھ
وہاں ہوتا ہے۔ وہ سب پجاریوں کی چالاکی ہے۔ (وہاں) ایک پانی اور دلدل کا
حوض بنایا ہوا ہے۔ جسکے نیچے سے بلبلے اُٹھتے ہیں۔ بیوقوف اسکو یاترا (زیارت)
سپھل (ثمرہ ور ہونے کی علامت) سمجھتے ہیں۔ اُن لوگوں نے مال اُڑانے کے لئے یونی
کی کل (دفتر) بنوا رکھی ہے۔ اور اسی طرح ٹھمرے بھی پوپ لیلا ہی ہیں۔ اگر ان سے
[illegible] تو ایک چوپائے پر ٹھمرے کا بوجھ لادنے سے وہ مہاپرش

بن جائیگا۔ مہاپرش تو (انسان) اعلےٰ دھرم کے کاموں سے ہوتا ہے۔ دشمن وغیرہ سے نہیں)

امرتسر امرناتھ وغیرہ

سوال - امرتسر کا تالاب امرت روپ (آب حیات) ہے۔ کہ ریٹھے کا پھل آدھا میٹھا۔ اور ایک دیوار جھکی ہوئی ہے۔ تاہم گرتی نہیں۔ ریوال سرمیں بٹیرے تیرتے ہیں۔ امرناتھ میں خود بخود لنگ بن جاتے ہیں۔ ہمالہ سے کبوتروں کے جوڑے اڑ کر آ کر سب کو درشن دیتے ہیں۔ اور چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ باتیں بھی قابل تسلیم نہیں ہیں؟

جواب - نہیں۔ اُس تالاب کا صرف نام ہی امرتسر ہے۔ جب وہاں جنگل ہوگا۔ تب اسکا پانی اچھا ہوگا۔ اس لئے اسکا نام امرتسر رکھ دیا ہوگا۔ اگر (سچ مچ) امرت (آب حیات) ہوتا۔ تو پرانکوں کے اعتقاد کے مطابق کوئی کیوں مرتا؟ دیوار کی بناوٹ ایسی ہوگی اور گرتی نہ ہوگی۔ ریٹھے کنول سے پیوند شدہ ہوں گے۔ یا یہ بالکل گپ ہوگی۔ ریوال سر میں بیڑا تیرنے میں کچھ حکمت ہوگی۔ امرناتھ میں تو برف کے پہاڑ جلتے ہیں۔ پھر پانی کا جم کر چھوٹے لنگ (کی شکل) کا بن جانا کونسی عجیب کی بات ہے۔ اور کبوتروں کے جوڑے پالے ہوئے ہونگے۔ پہاڑ کی آڑ میں انہیں آدمی چھوڑتے ہونگے (اور اس طرح لوگوں کو) دکھلا کر اپنے ٹکے سید ھے کرتے ہونگے۔

ہردوار بدری نارائین وغیرہ کی پرستش

سوال - ہردوار سورگ کا دوار (بہشت کا دروازہ) ہے ہرکی پوڑی پر اشنان کرنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ اور انسان پتوبن میں رہنے سے تپسوی بن جاتا ہے۔ دیوپریاگ، اور گنگوتری میں گومکھ۔ اترکاشی میں گپت کاشی تریگی نارائین کے درشن ہوتے ہیں۔ کیدار اور بدری نارائین کی پوجا چھ ماہ تک آدمی اور چھ ماہ تک دیوتا کرتے ہیں۔ مہادیو کا منہ نیپال (پشوپتی) میں چوتڑ کیدار میں اور زانو تنگ ناتھ میں اور پاؤں امرناتھ میں ہیں۔ ان کے درشن پرشن اشنان کرنے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی کیدار اور بدری سے سورگ جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ اس قسم کی باتیں کیسی ہیں؟

جواب - ہردوار شمال کی طرف سے پہاڑوں میں جانے کا دروازہ ...

ہرکی پوڑی اس کنڈ کی سیڑھیوں کا نام ہے۔ جو اشنان کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ سچ پوچھو تو وہ "ہاڑ پوڑی" ہے۔ کیونکہ دور دور کے مقامات کے مُردوں کی ہڈیاں اس میں پڑا کرتی ہیں۔ سورگ کا دروازہ کہلاتے بغیر گناہ کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ تپو بن جب ہوگا تب ہوگا۔ اب تو تکلیف بن ہے۔ تپو بن میں جانے اور وہاں رہنے سے تپ نہیں ہوتا۔ بلکہ کرنے سے ہوتا ہے۔ وہاں بہت سے دکاندار رہتے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر وہاں رہنے سے آدمی تپسوی بنجاتا تو یہ دکاندار بھی تپسوی ہو گئے ہوتے

[illegible]

پہاڑ کے اوپر سے گنگا کا پانی گرتا ہے۔ گائے کے منہ کی سی شکل ٹھگ لوگ سیدھے کرنے والوں نے بنائی ہوگی۔ اور وہی پہاڑ پوپ کا بہشت ہے۔ اسی جگہ اُتر کاشی وغیرہ مقام تپسویوں کے لئے اچھے ہیں۔ لیکن دکانداروں کیلئے وہاں بھی دکانداری ہے۔

دیو پریاگ پُران کے گپوڑے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جہاں الکھ نندا اور گنگا ملتی ہیں۔ وہاں دیوتا بستے ہیں۔ (کیا سچ ہے) اگر ایسے گپوڑے نہ مارے جاویں۔ تو وہاں کون جاوے اور کون ٹکا دیوے؟ گپت کاشی تو کوئی نہیں۔ مشہور کاشی ہے۔ وہاں اگنی کُنڈوں کی دھونی تو دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن پوپوں کی دس بیس پتلوں کی دو بیسی ہی دھونی ہوگی جیسی کہ کھتریوں کی دھونی اور پارسیوں کی آگ۔ گرم چشمہ کی حقیقت یوں ہے کہ (پہاڑوں کے اندر جب سخت حرارت ہوتی ہے۔ تو اس چشمہ میں پانی گرم ہو کر آتا ہے اُس کے ساتھ کے دوسرے چشمے میں (ایسے پہاڑ کے) اوپر پانی آتا ہے جہاں حرارت نہیں ہوتی۔ اسلئے وہ سرد ہوتا ہے۔

کیدار بہت اچھی جگہ ہے۔ لیکن وہاں بھی پجاریوں یا اُن کے چیلوں نے ایک جمے ہوئے پتھر پر مندر بنا رکھا ہے۔ وہاں مہنت پجاری۔ پنڈے آنکھ کے اندھوں گانٹھ کے پوروں سے مال اُڑا کر لذات نفسانی میں مبتلا ہیں۔

ویسے ہی بدری نارائن میں ٹھگ و دیا والے بہت سے بیٹھے ہیں۔ "راول" جی وہاں کے سردار ہیں۔ ایک عورت چھوڑ بہت سی کر بیٹھے ہیں۔

پشوپتی ایک مندر کا اور "پنچ مکھی" ایک مورت کا نام دھر چھوڑا ہے۔ ایسی کاروائی تب ہی بڑھ چڑھ کر جاری رہ سکتی ہے جب کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ لیکن جیسے تیرتھوں کے لوگ شر پر اور مال اڑانے والے ہوتے ہیں۔ ویسے پہاڑی لوگ نہیں ہوتے وہاں کی زمین بڑی دلکشا اور پاک ہے۔

بندھیشوری۔ کالی۔ اشٹ بھجی
پریاگ۔ ایودھیا۔ متھرا
بندرابن۔ کوروکھشیتر کی یاترا

سوال۔ بندھیاچل میں بندھیشوری۔ کالی۔ اشٹ بھجی ظاہر ہے۔ بندھیشوری تین وقتوں میں تین شکلیں بدلتی ہے۔ اور اس کے بارے میں ایک مکھی بھی نہیں ہوتی۔ پریاگ تیرتھ راج تیرتھوں کا بادشاہ ہے۔ وہاں سر منڈانے سے اور اشنان کرنے سے جہاں گنگا اور جمنا ملتی ہیں۔ مرادیں بر آتی ہیں۔ ویسے ہی ایودھیا کئی دفعہ اڑ کر ساری آبادی سمیت سورگ کو چلی گئی۔ متھرا سب تیرتھوں سے بڑھ کر ہے۔ بندرابن لیلا کی جگہ ہے) اور گوبردھن برج کی یاترا (زیارت) بڑے نصیبوں سے ہوتی ہے۔ سورج گرہن کے وقت کوروکشیتر میں لاکھوں آدمیوں کا میلا ہوتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں جھوٹی ہیں؟ **جواب**۔ ظاہر اُن آنکھوں سے تینوں پتھر کے بت دکھائی دیتے ہیں۔ اور تین وقتوں میں تین قسم کی شکلیں ہونے کے سبب پجاری لوگوں کے کپڑے زیور وغیرہ پہنانے کی چالاکی ہے۔ اور وہاں (مکھیاں) ہزاروں لاکھوں ہوتی ہیں۔ (یہ) میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

پریاگ میں سر منڈانے کا مہاتم کسی فرضی شلوک بنانے والے نے لکھا ہے۔ یا پوپ جی نے کچھ روپیہ لے کر بنایا یا بنوایا ہوگا۔ پریاگ میں اشنان کرنے سے اگر کوئی بہشت میں جاتا تو پھر واپس ہو کر گھر کیوں آتا؟ بہشت کو جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا لیکن گھر کو آتے ہوئے سب دیکھتے ہیں۔ اور جو کوئی وہاں ڈوب مرتا ہے اس کا جیو بھی آکاش میں ہوا کے ساتھ حرکت کر کے دوسرا جنم لیتا ہو۔ تیرتھ راج نام بھی پیٹ بھرنے والوں نے دھرا ہے۔ بے جان شے پر بادشاہ اور ...

کا لفظ حاوی نہیں ہو سکتا۔

یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ ایودھیا شہر اپنی آبادی گنتی۔ گدھے۔ بھنگی۔ چمار اور جلاہے ضرور سمیت تین دفعہ بہشت کو گیا ہو۔ بہشت کو تو نہیں گیا۔ لیکن اپنی جگہ پر موجود ہے۔ ہاں (لیکن پوپ جی کے گپوڑوں کے مطابق ایودھیا شہر ضرور بہشت کو اڑ گیا۔ (اور) یہ گپوڑہ لفظوں کی صورت میں (آجتک) اڑتا پھرتا ہے۔ ایسے ہی نیمشارنیہ وغیرہ کی بھی ان ہی لوگوں نے لیلا جانی ہے۔

"متھرا تین لوک سے نرالی" تو نہیں۔ لیکن اسمیں تین قسم کے جاندار ضرور ہیں۔ کہ جن کے مارے خشکی۔ تری اور ہوا میں کسی کو آرام ملنا مشکل ہے۔ ایک تو چوبے جو کوئی اشنان کرنے جائے۔ اس سے اپنا محصول لینے کے لئے کھڑے ہو کر بکتے رہتے ہیں کہ لاؤ بھنگ بھانگ۔ مرچی اور لڈو کھائیں پئیں اور یجمان کی جے جے منائیں۔ دوسرے پانی میں کچھوے جو کاٹ ہی کھاتے ہیں۔ جن کے مارے اشنان کرنا بھی گھاٹ پر مشکل ہو جاتا ہے اور تیسرے لال منہ والے بندر جو پگڑی ٹوپی۔ زیور اور جوتے تک بھی نہ چھوڑیں۔ کاٹ کھاویں۔ دھکے دے گرا کر مار ڈالیں (تو تعجب نہیں) یہ تینوں پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کے معبود ہیں۔ ان کے مرید منوں بھر چنے وغیرہ اناج سے کچھوؤں کی اور چنا گڑ وغیرہ سے بندروں کی دکشنا اور لڈوؤں سے چوبوں کی خدمت کیا کرتے ہیں۔

برندابن جب تھا تب تھا اب تو بیسوا بن کے مانند للا للی اور گرو چیلے وغیرہ کی لیلا پھیل رہی ہے۔ ویسے ہی دیوالی کے میلہ پر گوبردھن اور برج یاترا میں بھی پوپوں کی بن پڑتی ہے۔ کوروکشیتر میں بھی وہی دکاندار سمجھ لو۔ ان میں جو کوئی دہارمک پرا پکاری آدمی ہے۔ اس پوپ لیلا سے الگ ہو جاتا ہے۔

مورتی پوجا قدیم سے نہیں ہے

سوال۔ یہ مورتی پوجا اور تیرتھ قدیم سے چلے آتے ہیں جھوٹے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ **جواب**۔ تم قدیم کس کو کہتے ہو؟ جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ اگر یہ ہمیشہ سے ہوتے تو وید اور برہمن وغیرہ رشیوں منیوں کی تصانیف میں ان کا نام کیوں نہ ہوتا۔ یہ مورتی پوجا قریباً اڑھائی تین ہزار برس سے وام مارگیوں اور جینیوں سے

چلی ہے۔ پہلے نہ تھی۔ اور نہ یہ تیرتھ تھے جب جینیوں نے گرنار پالیٹانا شکھ شیطر نجے
اور آبو وغیرہ تیرتھ بنائے تو اُن کے مطابق اُن لوگوں نے بھی بنا لئے۔ اگر کوئی انکے آغاز کا
امتحان کرنا چاہے۔ تو وہ پنڈوں کی پُرانی سے پُرانی بہیوں اور تانبے کے پتروں وغیرہ کی
تحریروں کو دیکھے۔ تو اُسے یقین ہو جائیگا کہ یہ سب تیرتھ قریباً ہزار یا پانسو برس
سے پیچھے ہی بنے ہیں۔ ہزار برس سے پہلے کی تحریر کسی کے پاس سے نہیں نکلتی اس سے ثابت
ہوا کہ یہ سب جدید ہیں [illegible]

انکے نام سمرن سے اور تیرتھ سے پاپ دُور نہیں ہوتے

سوال۔ جو تیرتھ یا نام کا مہاتم مثلاً

وغیرہ باتیں ہیں کیا سچی ہیں یا نہیں؟ جواب نہیں کیونکہ اگر گناہ دور ہو جاتے ہوں تو
مفلسوں کو دولت وثروت وغیرہ اور اندھوں کو آنکھیں مل جائیں۔ کوڑھیوں کا جذام
وغیرہ امراض دُور ہو جائیں مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اسلئے کسی کا گناہ یا ثواب دُور نہیں ہوتا۔
سوال

गङ्गागङ्गेति यो ब्रूयाद्योजनानां शतैरपि ।
मुच्यते सर्वपापेभ्यो विष्णुलोकं स गच्छति ॥१॥
हरिर्हरति पापानि हरिरित्यक्षरद्वयम् ॥२॥
प्रातःकाले शिवं दृष्ट्वा निशिपापं विनश्यति ।
आजन्मकृतं मध्याह्ने सायाह्ने सप्तजन्मनाम् ॥३॥

وغیرہ شلوک ہیں۔ اُنکا یہ مطلب ہے کہ سینکڑوں ہزاروں کوس سے بھی جو گنگا گنگا کہے
تو اُسکے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ وشنو لوک یعنی بیکنٹھ (بہشت) کو جاتا ہے۔ ہری
اِن دو حروف کا جاپ کرنے سے سب پاپ دُور ہو جاتے ہیں۔ ویسے رام۔ کرشن۔ شو
بھگوتی وغیرہ ناموں کا مہاتم ہے۔ اور اگر آدمی صبح کے وقت شو یعنی لنگ یا اسکی مورت
کا درشن کرے۔ تو رات کے دوپہر کے وقت کرے۔ تو ساری عمر کے اور شام کے وقت
کرے تو سات جنموں کے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ درشن کا مہاتم ہے کیا یہ جھوٹ

... کیا ہوا گناہ کاشی میں آنے جانے سے دُور ہو جاتا ہے۔

यस्य नाम महद्यशः ॥ यजुः ॥ (अ० ३२ । मं० ३)

(پرمیشور کے نام سے بڑے یش (شہرت) اور دھرم کے کاموں کا کرنا جیسے برہم (خالق) پرمیشور (رب الارباب) ایشور (ذوالجلال) نیاکاری (عادل) دیالو (رحیم) سرب شکتیمان) (قادر مطلق) وغیرہ پرمیشور کے ناموں کو جو بلحاظ اوصاف۔ افعال اور خواص کے ہیں۔ (اس طرح سمجھنا کہ) برہم سب سے بڑا۔ پرمیشور ایشوروں کا ایشور۔ (مالکوں کا مالک) ایشور طاقت والا۔ نیاکاری کبھی بے انصافی نہ کرنے والا۔ دیالو۔ سب پر مہربانی کی نظر رکھنے والا۔ سرب شکتیمان۔ اپنی قدرت سے ہی سارے عالم کی پیدائش قیام اور فنا کرنے والا۔ کسی کی مدد نہ لینے والا۔ برہما کئی اقسام کی دنیوی اشیاء کا بنانے والا۔ وشنو۔ سب میں حاضر و ناظر ہو کر سب کی حفاظت کرنے والا مہادیو سب دیوتاؤں کا دیوتا۔ رُدر فنا کرنے والا وغیرہ (جیسے) ان اوصاف کا اپنے دل میں غور و فکر کر کے (یہ یقین کر لینا) کہ بڑے کام (کرنے) سے بڑا ہوتا ہے (اس طرح) آدمی اپنی طاقتوں کو بڑھاتا جائے۔ ادھرم کبھی نہ کرے۔ سب پر رحم کرے۔ سب طرح کے سادھنوں (دھرم کے اصولوں کو) عمل میں لاوے۔ صنعت و حرفت سے قسم قسم کی اشیاء کو بناوے۔ سارے جہان میں اپنے آتما کے مانند سکھ دکھ (رنج و راحت) تصور کرے۔ سب کی محافظت کرے۔ علماء میں عالم ہو۔ بڑے کام کرنے والوں کو کوشش سے سزا دیوے۔ اور نیک آدمیوں کی حفاظت کرے۔ اس طرح پرمیشور کے ناموں کے معنی جان کر پرمیشور کے اوصاف افعال اور خواص کی پیروی کرنا پرمیشور کا نام سمرن ہے۔

गुरुर्ब्रह्मा गुरुर्विष्णुर्गुरुर्देवो महेश्वरः ।
गुरुरेव परं ब्रह्म तस्मै श्रीगुरवे नमः ॥

سوال

گورو ڈم کی تردید

وغیرہ گورو کا کہنا تم سچا ہے؟ گورو کے پاؤں دھو کر پینا۔ گورو کے حکم پر چلنا۔ وہ لالچی ہو تو اُسے وامن کی مانند۔ کرودھی ہو تو نرسنگھ کے مانند۔ محبت کرنے والا ہو تو رام کے مانند اور شہوتی ہو تو کرشن کے مانند سمجھنا چاہیئے۔ خواہ گورو کیسا ہی پاپ

کیوں نہ کرے تو بھی اشردھا (بے اعتقادی) نہ کرنی چاہیئے۔ سنت یا گورو کے درشن کو جانے میں قدم قدم پر اشومیدھ دگیہ کا پھل ملتا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ یا نہیں؟
جواب۔ نہیں۔ برہما۔ وِشنو۔ مہیش اور پر برھم پرمیشور کے نام ہیں۔ اُسکے برابر گورو بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ گورو مہاتم اور گورو گیتا بھی ایک بڑی پوپ لیلا ہے۔ گورو تو ماں باپ آچاریہ اور اتتھی کو کہتے ہیں۔ انکی خدمت کرنا۔ اُن سے تعلیم و تربیت پانا چیلوں کا فرض ہے۔ لیکن اگر گورو لالچی۔ غضبناک دُنیاوی محبت میں غلطان اور شہوتی ہو تو نہ صرف اُس سے بالکل کنارہ کش ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُسے تنبیہ کرنی چاہیئے۔ تنبیہ سے نہ مانے تو اُسے مارنا دچاہیئے۔ اور سزا کے طور پر جان سے مار ڈالنے میں بھی کچھ نجیب نہیں جو علم وغیرہ اچھے اوصاف سے محروم ہیں۔ جھوٹی کنٹھی دگلے میں ڈالتے ہیں) تلک (ٹیکا) لگاتے ہیں۔ وید کے برخلاف (اپنے من گھڑت) منتر کا اپدیش کرتے ہیں۔ وہ گورو ہی نہیں بلکہ گڈریئے ہیں جسطرح گڈریئے اپنی بھیڑ بکریوں کا دودھ دوھ کر اپنا مطلب نکال لیتے ہیں۔ ویسے ہی یہ گورو چیلے چیلوں کا مال لیکر اپنا مطلب پورا کرتے ہیں۔

سے لو بھی گورو لالچی چیلا دونو کھیلیں داؤ۔ بھوساگر میں ڈوبتے بیٹھ پتھر کی ناؤ
گورو سمجھے کہ چیلے چیلی کچھ دیویں گے ہی اور چیلے سمجھے کہ چلو گورو جھوٹی قسم کھانے پاپ دور کرنے کے لیتے ہی ہیں۔ اس لیئے دونو کپٹ منی بھوساگر دسمندر کے عذاب میں ڈوب مرتے ہیں۔ ایسے گورو اور چیلے کے مُنہ پر خاک پڑے۔ اُسکے پاس کسی کو کھڑا نہ چاہیئے۔ جو کھڑا ہوگا۔ وہ بحر عذاب میں ڈوبے گا جیسی لیلا ان پجاریوں پرانکوں نے چلائی ہے۔ ویسے ہی ان گڈریئے گوروؤں نے بھی چلائی ہے۔ یہ سب خودغرض لوگونکا کام ہے۔ جو دوسروں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ وہ آپ تکلیف اٹھا کر بھی دنیا کی بھلائی کرنا نہیں چھوڑتے۔ گورو مہاتم اور ایسے ہی گورو گیتا وغیرہ بھی انہیں بدکردار لوگوں کی تصانیف ہیں۔

سوال

دیں اور ملکہ پران

अष्टादशपुराणानां कर्त्ता सत्यवतीसुतः ॥१॥
इतिहासपुराणाभ्यां वेदार्थमुपबृंहयेत् ॥२॥ महाभारत

पुराणान्यखिलानि च ॥३॥ मनु० ॥
इतिहासपुराणः पंचमो वेदानां वेदः ॥४॥
छान्दोग्य० प्र० ७ । खं० १ ॥
दशमेऽहनि किंचित्पुराणमाचक्षीत ॥५॥
पुराणविद्या वेदः ॥६॥ सूत्र ॥

اٹھارہ پرانوں کے مصنف بیاس جی ہیں۔ بیاس کے اقوال کو مستند ضرور سمجھنا چاہیئے تو اپدیش۔ مہا بھارت اٹھارہ پرانوں سے ویدوں کے معنی پڑھے پڑھائیں کیونکہ اتہاس اور پران ویدوں کے معنوں کے ہی مطابق ہیں۔ پتری کرم میں پران اور ہری ونش کی کتھا سنیں۔ اشومیدھ کے اختتام پر دسویں دن تھوڑی سی پران کی کتھا سنیں۔ پران کا علم ویدوں کے معنی ظاہر کرنے والا ہونے سے وید ہی ہے۔ اتہاس اور پران پانچوں وید کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حوالوں سے پرانوں کا مستند ہونا ثابت ہے۔ اور پرانوں کے مستند ہونے سے مورتی پوجا اور تیرتھ بھی قابل تسلیم ہیں۔ کیونکہ پرانوں میں مورتی پوجا اور تیرتھ کی اجازت ہے۔ **جواب**۔ اگر اٹھارہ پرانوں کے مصنف بیاس جی ہوتے تو اُن میں اسقدر گپوڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ شاریرک سُوتر یوگ شاستر کے بھاشیہ وغیرہ بیاس کی تصانیف کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیاس جی بڑے عالم راست باز اور دیانتدار یوگی تھے (وہ) ایسی جھوٹی باتیں کبھی نہ لکھ سکتے تھے۔ اور پرانوں سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جن مخالف فرقوں نے بھاگوت وغیرہ جدید فرضی کتابیں بنائی ہیں۔ اُن میں بیاس جی کے اوصاف کا شمہ بھی نہ تھا۔ وید اور شاستروں کے خلاف ایسی ایسی جھوٹی باتوں کا لکھنا بیاس جیسے عالموں کا کام نہیں۔ بلکہ یہ مخالف خود غرض اور جاہل لوگوں کا کام ہے۔ اتہاس اور پران شیو پران وغیرہ کا نام نہیں ہے۔

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथा नाराशंसीरिति ॥

یہ برہمن اور سُوتروں کے اقوال ہیں۔ ایتریہ۔ شتپتھ۔ سام اور گوپتھ برہمن گرنتھوں ہی کے یہ پانچ نام ہیں (۱) اتہاس (۲) پران (۳) کلپ (۴) گاتھا اور (۵) ناراشنسی

(اتہاس وغیرہ کی یہ تمثیلیں ہیں) (اتہاس) مثلاً جنک اور یاگیہ ولک کا مباحثہ (گفتگو) پران پیدائش عالم وغیرہ کا بیان۔ کلپ۔ ویدک لفظوں کا زور اور ان کے معنی ظاہر کرنا۔ گاتھا کسی کی مثال دے کر کوئی قصہ بیان کرنا۔ نار اشنسی۔ انسانوں کے قابل تعریف یا قابل مذمت افعال کا تذکرہ۔ ان ہی سے ویدوں کے معنی جانے جاتے ہیں۔ پتری کرم یعنی گیانیوں کی تعریف میں کچھ سننا۔ منوسیدھ کے اختتام پر بھی اُن ہی کا سننا لکھا ہے۔ کیونکہ جو بیاس کی تصانیف ہیں۔ ان کا سننا سنانا بیاس جی کی پیدائش کے بعد ہی ہو سکتا ہے پہلے نہیں جب بیاس جی کا جنم بھی نہیں ہوا تھا۔ تب ویدوں کو پڑھتے پڑھاتے اُنکے معنی سنتے سناتے تھے۔ اسی لیئے سب سے پرانی کتب برہمن ہی ہیں۔ یہ سب باتیں عائد ہو سکتی ہیں ان جدید فرضی شریمد بھاگوت۔ شو پران وغیرہ جھوٹی یا پراز عیب کتابوں میں نہیں چونکہ بیاس جی نے وید پڑھے۔ اور پڑھا کر ویدوں کے معنوں کی اشاعت کی۔ اسی لئے اُن کا نام وید ویاس ہوا (بیاس نام دائرہ کے قطر کا ہے) (اُنہوں نے) رگوید کے شروع سے لیکر اتھروید کے اخیر تک چاروں وید پڑھے تھے۔ اور شک دیو اور جیمنی وغیرہ شاگردوں کو پڑھائے بھی تھے۔ ورنہ اُن کا جنم نام تو کرشن دویپاین تھا۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ویدوں کو بیاس جی نے اکٹھا کیا۔ وہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ بیاس جی کے باپ دادا۔ پردادا پراشر۔ شکتی۔ وششٹھ اور برہما وغیرہ نے بھی چاروں وید پڑھے تھے۔ یہ بات (کہ ویدوں کو بیاس نے اکٹھا کیا) کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ **سوال**۔ پرانوں میں (لکھی) سب باتیں جھوٹی ہیں یا کوئی سچی بھی ہے؟ **جواب**۔ بہت سی باتیں جھوٹی ہیں اور کوئی کوئی بات اتفاقیہ سچی لکھی گئی ہے۔ جو سچی ہے وہ وید وغیرہ ست شاستروں کی ہے اور جھوٹی ہے وہ ان پوپوں کے اپنے گھر کے پرانوں کی ہے۔ مثلاً شو پران میں شیووں نے شو کو پرمیشور مان کر وشنو۔ برہما۔ اندر۔ گنیش اور سورج وغیرہ کو اُن کا غلام ٹھہرایا ہے۔ وشنو وشنو پران وغیرہ میں وشنو کو پرماتما مانا ہے۔ اور شو وغیرہ کو وشنو کا غلام۔ دیوی بھاگوت میں دیوی کو پرمیشور اور شو وشنو وغیرہ کو اُس کا غلام لکھا ہے۔ گنیش کھنڈ میں گنیش کو ایشور اور باقی سب کو اُس کا غلام بتایا ہے۔ بھلا اگر یہ باتیں ان مختلف فرقوں کے

پیرووں کی نہیں تو اور کن کی ہے؟ (جب) ایک آدمی کی تصنیف میں متضاد باتیں نہیں ہوتیں۔ تو پھر عالموں کی تصنیفات میں متضاد باتوں کا ہونا کیسے ممکن ہے؟ ان میں اگر ایک بات سچی مانیں تو دوسری جھوٹی۔ اور اگر دوسری سچی مانیں تو تیسری جھوٹی۔ اور اگر تیسری سچی تو اور سب جھوٹی (ثابت) ہوتی ہیں *

شو پران والوں نے شو سے۔ وشنو پران والوں نے وشنو سے۔ دیوی پران والوں نے دیوی سے۔ گنیش کھنڈ والوں نے گنیش سے۔ سورج پران والوں نے سورج سے اور وایو پران والوں نے وایو سے دنیا کی پیدائش و فنا کا حال لکھ کر پھر ایک ایک سے دوسرے سب (مخالف) خالقوں کی پیدائش لکھی ہے۔ اگر کوئی یہ پوچھے کہ دنیا کا پیدا قائم اور فنا کرنے والا پیدا ہو سکتا ہے۔ یا جو پیدا ہوا ہے۔ وہ کبھی دنیا (کی پیدائش) کا سبب اول ہو سکتا ہے؟ تو سوائے چپ رہنے کے کچھ بھی جواب نہ دیں گے۔ اور اگر ان سب کے وجود کی پیدائش بھی اسی سے ہوئی ہو۔ تو پھر وہ خود مخلوق اور محدود ہونے سے دنیا کے خالق کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اور علاوہ بریں انہوں نے دنیا کی پیدائش بھی مختلف طور پر مانی ہے۔ جو کہ بالکل ناممکن ہے۔ مثلاً شو پران میں لکھا ہے کہ جب شو نے خواہش کی کہ میں دنیا کو پیدا کروں تو ایک نارائن (نامی) تالاب کو پیدا کیا۔ اس کی ناف سے کنول اور کنول سے برہما پیدا ہوا۔ (جب) اس نے دیکھا کہ سب طرف تری ہی تری ہے (تو) اس نے پانی کو مٹھی میں بھر کر پانی میں پھینکا۔ اس ہی سے ایک بلبلا اٹھا۔ اور بلبلے سے ایک پرش پیدا ہوا۔ اس نے برہما سے کہا۔ کہ اے بیٹا (دنیا) پیدا کر۔ برہما نے اس سے کہا۔ کہ میں تیرا بیٹا نہیں۔ بلکہ تو میرا بیٹا ہے۔ (اس پر) ان میں جھگڑا ہوا۔ اور دونو پانی پر (دیوتاؤں کے) ہزار برس تک لڑتے رہے۔ اب مہادیو نے سوچا کہ جن کو میں نے خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ تو دونو آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ پھر ان دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی لنگ پیدا ہوا۔ جو جلد ہی آسمان تک چلا گیا۔ اس کو دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے۔ سوچنے لگے کہ اس کی ابتدا و انتہا معلوم کرنی چاہئے۔ جو ہم میں سے اس کی (ابتدا و انتہا کا پتہ لیکر) پہلے آوے۔ وہ باپ

اور جو پیچھے آوے یا پتہ نہ لگا کر آوے۔ وہ بیٹا کہلاوے۔ وشنو کچھوے کی شکل اختیار کرکے نیچے کی طرف چلا اور برہما ہنس بنکر اوپر کو اڑا۔ دونو اس تیزی سے گئے کہ جس طرح من جاتا ہے۔ (دیوتاؤں کے) ہزار برس تک دونوں چلتے رہے تو بھی اس کا پتہ نہ لگا۔ پھر وشنو اوپر کی طرف اور برہما نیچے کی طرف اس خیال سے روانہ ہوا کہ اگر ایک دوسرا مخالف پہلے آیا۔ تو ایک کو دوسرے کا بیٹا بننا پڑے گا۔ اسی سوچ میں تھے کہ اس وقت ایک گئو اور ایک کیتکی کا درخت اوپر سے اتر آیا۔ اُن سے برہما نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم ہزاروں سال سے اس لنگ کے سرے چلے آئے ہیں۔ برہما نے پوچھا کہ اس لنگ کی انتہا ہے یا نہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ برہما نے اُن سے کہا۔ کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ اور ایسی شہادت دو کہ گائے یہ کہے کہ میں اس لنگ کے سر پر دودھ کی دھار ڈالتی تھی۔ اور درخت یہ کہے۔ کہ میں پھول برساتا تھا۔ اگر تم ایسا کہو۔ تو میں تمہیں منزل مقصود پر لے چلوں۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ تب برہما غصہ میں آکر بولا۔ کہ اگر تم ایسا کہنے کے لئے تیار نہیں۔ تو میں تمہیں ابھی جلا کر خاک کر ڈالتا ہوں۔ تب دونو نے ڈر کر کہا۔ کہ جیسا تم کہتے ہو۔ ہم ویسا ہی کہہ دینگے۔ اب تینوں نیچے کی طرف چلے۔ وشنو پہلے ہی سے آگیا تھا۔ برہما بھی آگیا۔ اور وشنو سے پوچھا کہ تو نے تھاہ معلوم کر لی ہے یا نہیں؟ وشنو بولا۔ کہ مجھے اسکی تھاہ نہیں ملی۔ برہما نے کہا کہ میں معلوم کر آیا ہوں۔ وشنو نے کہا۔ کوئی ثبوت؟ تب گائے اور درخت نے شہادت دی کہ ہم دونوں لنگ کے سر پر تھے۔ یہ سن کر لنگ میں سے آواز نکلی اور (اس نے) پہلے درخت کو سراپ دے کر کہا۔ کہ چونکہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے تیرا پھول دنیا بھر میں مجھ یا کسی اور دیوتا پر کہیں نہیں چڑھیگا اور اگر کوئی چڑھا دے گا۔ تو اس کا ستیاناس ہوگا۔ گائے کو سراپ دیا کہ جس منہ سے تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اسی سے تو وشٹا کھایا کریگی۔ تیرے منہ کی پوجا کوئی نہیں کریگا۔ بلکہ پونچھ کی سب کرینگے۔ اور برہما کو سراپ دیا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے دنیا میں تیری پوجا کہیں نہیں ہوگی۔ اور وشنو کو بر دیا کہ چونکہ تو نے سچ بولا ہے اس

لیئے تیری پوجا ہر جگہ ہوگی۔ بعدازاں دونوں نے لنگ کی حمد و ثنا ستتی کی۔ اس سے خوش ہو کر لنگ میں سے ایک جٹا جوٹ مورت نکل آئی (اور کہنے لگی) کہ تم کو تو میں نے جہان پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تم جھگڑے میں کیوں پڑ گئے؟ اور وشنو نے کہا کہ ہم سامان کے بغیر خلقت کیسے پیدا کریں۔ تب مہادیو نے اپنی جٹا میں سے ایک راکھ کا گولہ نکال کر دیا کہ جاؤ اس میں سے خلقت پیدا کرو وغیرہ وغیرہ ٭

بھلا کوئی ان پرانوں کے مصنفوں سے پوچھے۔ کہ جب ذرات اور پانچ عناصر موجود ہی نہیں تھے۔ تو برھما۔ وشنو۔ مہادیو کے اجسام۔ پانی۔ کنول۔ لنگ۔ گائے اور کیتکی کا درخت اور راکھ کا گولا کیا تمہارے باپا کے گھر میں سے آ کر گرا تھا؟ ویسے بھاگوت میں (لکھا ہے) وشنو کے ناف سے کنول۔ کنول سے برہما۔ برھما کے دہنے پاؤں کے انگوٹھے سے سوایمبھو اور بائیں انگوٹھے سے ست (روپا رانی۔ ماتھے سے رُدر اور مریچی وغیرہ دس بیٹے (پیدا ہوئے) اُن میں سے دس پرجاپتی ہوئے انکی تیرہ لڑکیوں کی شادی کشیپ سے ہوئی۔ اُن میں سے دتی۔ وینتیہ دنو سے دانو ادتی سے اونیہ۔ ونتا سے پرندے۔ کسدو سے سانپ۔ سرما سے کتے سیال وغیرہ اور باقی عورتوں سے ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ گدھے۔ بھینسے۔ گھاس پھونس اور ببول وغیرہ درخت کانٹوں سمیت پیدا ہو گئے ٭

واہ رے واہ۔ بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ کیا کہنا ہے تجھے ایسی جھوٹی باتیں لکھتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی؟ (کیا) بالکل اندھا ہی ہو گیا (تھا)؟ عورت اور مرد کے حیض اور منی کے ملنے سے انسان تو بنتے ہی ہیں۔ لیکن خلاف قانون قدرت چارپائے۔ پرندے۔ سانپ وغیرہ کبھی پیدا نہیں ہو سکتے (علاوہ بریں) ہاتھی۔ اونٹ۔ شیر۔ کتے۔ گدھے اور درخت وغیرہ کو عورت کے رحم میں ٹھہرنے کے لئے جگہ کہاں مل سکتی ہے۔ پھر شیر وغیرہ پیدا ہو کر اپنے ماں باپ کو کیوں نہ کھا گئے۔ بھلا انسان کے جسم سے حیوانوں۔ پرندوں۔ درختوں وغیرہ کا پیدا ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے حیف ہے ایسے لوگوں اور انکی تصانیف پر۔ جنہوں نے آج تک دنیا کو مغالطہ میں ڈال رکھا

ہے (زیادہ تر) تعجب کی یہ بات ہے کہ ایسی جھوٹی باتوں کو اندھے پوپ اور اندرونی اور بیرونی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں (بھلا) یہ آدمی ہیں یا کیا؟ کاش! بھاگوت وغیرہ پرانوں کے مصنف پیدا ہونے سے پہلے ہی رحم ہی میں ضائع ہو جاتے یا پیدا ہوتے ہی مر جاتے تا کہ ملک آریہ ورت دکھوں سے بچا رہتا +

سوال - ان باتوں میں اختلاف نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جس کا بیاہ اسی کے گیت۔ جب وشنو کی تعریف کرنے لگے۔ تب وشنو کو پرمیشور اور سب کو اس کا غلام (ٹھہرایا) جب شو کے گن گائے جانے لگے۔ تب شیو کو پرماتما اور سب کو اس کا خادم بنا دیا۔ پرمیشور کی قدرت سے سب کچھ بن سکتا ہے۔ انسان سے پرمیشور (ہر قسم کی) پیدائش کر سکتا ہے۔ دیکھو بغیر علت کے اس نے اپنی مایا سے سب خلقت کو پیدا کیا ہے۔ اس کے لئے کونسی بات ناممکن ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ جواب - ارے بھولے لوگو! بیاہ میں جس کے گیت گائے جاتے ہیں۔ اس کو سب کا بڑا اور دوسروں کو چھوٹا یا قابلِ مذمت یا اس کو سب کا باپ تو نہیں بنایا جاتا؟ کہئے پوپ جی۔ آپ تو بھاٹ اور خوشامدی گویّوں سے بھی بڑھ کر گپی ہو یا نہیں؟ کہ جس کے پیچھے لگے۔ اسی کو سب سے بڑا بنا دیا۔ اور جس کی مخالفت کرنے لگے۔ اس کو سب سے ادنیٰ ٹھہرا دیا۔ تم کو سچائی اور دھرم سے کیا مطلب۔ تم کو تو اپنی غرض سے واسطہ ہے۔ مایا (کا طلاق) انسان پر ہی ہو سکتا ہے۔ جو دھوکا باز۔ فریبی ہیں۔ انہیں کو مایا والے کہتے ہیں۔ پرمیشور میں چونکہ دھوکا فریب وغیرہ عیب نہیں ہیں۔ اس لئے اس کو مایا والا نہیں کہہ سکتے۔ اگر آغاز آفرینش میں کشیپ اور کشیپ کی عورتوں سے چار پائے۔ پرندے۔ سانپ۔ درخت وغیرہ پیدا ہوئے۔ تو آجکل بھی ویسا ہی کیوں نہیں ہوتا؟ پیدائشِ عالم کے بارہ میں جو کچھ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ وہی درست ہے +

معلوم ہوتا ہے کہ پوپ جی مندرجہ ذیل کلام سے مغالطہ میں پڑ کر بکواس کرنے لگے ہونگے +

तस्मात् काश्यप्य इमा प्रजाः ॥ शत० ७ । ५ । ५ ॥

شت پتھ میں یہ لکھا ہے۔ ساری مخلوقات کشیپ کی بنائی ہوئی ہے ۔

कश्यपः कस्मात् पश्यको भवतीति ॥ निरु० १ अ० २ । खं० २ ॥

پیدا کنندہ پرمیشور کا نام کشیپ اس لیئے ہے کہ وہ پشیک ہے۔ یعنی جو غلطی سے مبرّا ہو کر ساکن اور متحرک اشیاء سب جیووں اور اُن کے افعال کو اور سب علوم کو بخوبی دیکھتا ہے۔ اور "आद्यन्तविपर्ययश्च"

اس مہا بھاشیہ کے قول سے شروع کا حرف آخیر اور آخیر کا حرف شروع میں آنے سے پشیک سے کشیپ بن گیا ہے۔ اِن کے صحیح معنے نہ سمجھ کر بھانگ کے لوٹے چڑھا نظام قدرت کے خلاف (باتیں) بیان کرنے میں (پوپوں نے) اپنی عمر رائگاں کھو دی ۔

مارکنڈے پُرانکے دُرگا پاٹھ میں (لکھا ہے) کہ دیوتاؤں کے وجود سے نُور نکلا۔ اور اُس نور سے ایک دیوی بنی اُس نے مہشاسر کو مارا۔ رکت بیج (دیت) کے جسم سے ایک قطرہ زمین پر پڑنے سے اُس کے مانند رکت بیج کے پیدا ہونے سے سارا جہان رکتہ (دنتوں) سے بھر گیا۔ اور خون کی ندی بہنکلی وغیرہ۔ ایسے گپوڑے بہت لکھے ہیں۔ جب رکت بیجوں سے سارا جہان بھر گیا تھا۔ تو دیوی اور دیوی کا شیر اور اُس کی فوج کہاں رہی تھی؟ اگر کہو کہ دیوی سے دور رکت بیج تھے تو سارا جہان رکت بیجوں سے نہیں بھرا ہوگا؟ اگر بھر جاتا۔ تو حیوان۔ پرندے۔ انسان وغیرہ جانور خشکی اور تری۔ مگرمچھ۔ کچھوے اور مچھلی اور ساگ پات درخت وغیرہ کہاں رہتے ہونگے۔ یہی سچ سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ درگا پاٹھ کے مصنف کے گھر ہی بھاگ کر چلے گئے ہونگے۔ دیکھئے بھانگ کی لہر میں کیسی ناممکن باتیں اور گپوڑے ہانکے ہوئے ہیں۔ کا کوئی ٹھکانا نہیں ۔

اب شری مد بھاگوت کی حقیقت سنئے۔ برھما جی کو نارائن جی نے چتو شلوکی (چار شلوکوں والی) بھاگوت کا اپدیش کیا ۔

ज्ञानं परमगुह्यं मे यद्विज्ञानसमन्वितम् ।
सरहस्यं तदङ्गञ्च गृहाण गदितं मया ॥

भा० स्कं० २ । अ० ६ । श्लोक ३०।

اے برھما تو میرا نہایت ہی مخفی علم جو علمِ حقیقی اور اسرار سے پُر اور دھرم - ارتھ کام اور موکش کا جو انگ (جزو) ہے اس کو مجھ سے حاصل کر ؎

جب علمِ حقیقی کہا تو پُرم" یعنے لفظ "نہایت" علم کی صفت رکھنی فضول ہے اور "مخفی صفت ہونے سے "اسرار سے پُر" بھی فضول ہے - جب بنیادی اصلی شلوک ہی بے معنی ہے - تو (سارا) گرنتھ بے معنی کیوں نہیں ؟

(بلکہ) برھما جی کو بر دیا کہ

भवान् कल्पविकल्पेषु न विमुह्यति कर्हिचित् ॥

भाग० स्कं० २ । अ० ६ । श्लो० ३६ ॥

آپ وقت پیدائش اور فنا میں بھی موہ میں کبھی نہ پڑھے - ایسا لکھ کر پھر دسویں سکندھ میں موہ میں پڑ کر بچھڑا چرایا (لکھا ہے) ان دونوں میں سے ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی (ماننی) پڑیگی - پس دونوں باتیں جھوٹی ٹھہریں ؎

جب بیکنٹھ میں رغبت - نفرت (کینہ) غصہ - بغض - دُکھ نہیں ہے - تو سنک وغیرہ کو بیکنٹھ کے دروازہ میں غصہ کیوں آیا؟ اگر غصہ آگیا - تو وہ سورگ ہی نہ رہا - اس وقت جے اور وجے دربان تھے - آقا کی فرمانبرداری کرنی ضرور تھی - اگر انہوں نے سنک وغیرہ کو روکا - تو کیا قصور کیا؟ اور اُس نے سراپ کیوں دیا؟ کیونکہ بغیر قصور سراپ لگ ہی نہیں سکتا - (بھلا) جب سراپ دیکر کہا گیا کہ تم زمین پر گر پڑو - تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں زمین نہ تھی - آکاش - آگ - ہوا اور پانی ہوگا - تو دروازہ مندر اور پانی کس کے سہارے ہونگے؟ پھر جے وجے نے سنک وغیرہ کی تعریف کی اور ان سے التجا کر کے پوچھا کہ مہاراج پھر ہم بیکنٹھ میں کب آویں گے - انہوں نے کہا کہ اگر تم پریم (اعتقاد) سے نارائن کی بھگتی کروگے تو ساتویں جنم کے بعد اور اگر رودھ

(مخالفت) سے بھگتی کروگے تو تیسرے جنم (کے بعد) ویکنٹھ حاصل کروگے - اب جائے غور ہے کہ جے اور وجے نارائن کے خدمتگار تھے - اُن کی محافظت اور مدد کرنا اُس کا فرض تھا - اگر کسی کے نوکروں کو کوئی بلا قصور تکلیف دیوے - اور اُن کو اُنکا آقا سزا دے - تو اُن نوکروں کی سب کوئی بڑی گت کریگا - نارائن کو مناسب تھا کہ جے وجے کی قدر کرنے اور سنک وغیرہ کو خوب سزا دیتے - کیونکہ اُنہوں نے اندر آنے کے لئے اصرار کیوں کیا - اور نوکروں سے کیوں لڑے - سراپ کیوں دیا - اس کے عوض میں سنک وغیرہ کو زمین پر گرا دینا نارائن کا انصاف تھا؟ جب نارائن کے گھر میں ایسا اندھیر ہے - تو اُس کے وشنو پیرووُں کی جتنی درونشا ہو - اتنی ہی تھوڑی ہے - پھر ہرنیاکش اور ہرنیہ کشیپ پیدا ہوئے - اُن میں سے ہرنیاکش سور سے مارا گیا - اُس کی داستان یوں لکھی ہے کہ وہ زمین کو چٹائی کی طرح لپیٹ سرہانے دھر سو گیا - وشنو نے سور کی شکل میں اُس کے سر کے نیچے سے زمین نکال مُنہ میں پکڑی اس پر وہ اُٹھا - اور دونوں کی لڑائی ہوئی - جس میں سور نے ہرنیاکش کو مار ڈالا ۔

اِن سے کوئی پوچھے کہ زمین گول ہے یا چٹائی کے مانند تو کچھ جواب نہ دیسکیں گے کیونکہ پرانک لوگ علم جغرافیہ کے دشمن ہیں - بھلا جب زمین لپیٹ کر سرہانے دھر لی تو آپ کہیں پر سو یا -؟ اور سور صاحب کس پر قدم دھر کر دوڑے آئے؟ زمین کو تو سور نے مُنہ میں رکھا - پھر دونوں کس پر کھڑے ہو کر لڑے - وہاں تو اور کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہی نہ تھی؟ شاید بھاگوت وغیرہ پران کے مصنف پوپ جی کی چھاتی پر کھڑے ہو کر لڑے ہونگے؟ لیکن پوپ جی کہاں سوئے ہونگے؟ یہ بات تو وہ ہوئی کہ گپی کے گھر گپی آئے بولے گپی جی، جب جھوٹوں کے گھر دوسرے گپی جی آتے ہیں پھر اس قسم کی گپوں کا کیا ٹھکانہ ہے؟

اب رہا ہرنیہ کشیپ - اُس کا لڑکا جو پرہلاد تھا - اور جو بھگت ہو گذرا ہے - اُس کو اُس کے باپ نے جب پڑھنے کے لئے مدرسہ بھیجا - تو وہ اُستادوں سے کہنے لگا - کہ میری تختی پر رام رام لکھ دو - جب اس کے باپ نے سُنا - تو اُس سے پوچھا کہ تو ہمارے دشمن

کا بھجن کیوں کرتا ہے ؟ لڑکے نے نہ مانا۔ تب اُس کے باپ نے اُسے باندھ کر پہاڑ سے گرایا۔ کنوئیں میں ڈالا۔ لیکن اُس کو کچھ نہ ہوا۔ تب اُس نے ایک لوہے کا ستون آگ میں گرم کر کے اُس سے کہا۔ کہ تیرا معبود رام سچا ہے۔ تو تو اس کے پکڑنے سے نہ جلیگا۔ پرہلاد پکڑنے لگا۔ دل میں شک پیدا ہوا کہ آیا جل جاؤنگا یا بچ رہونگا ؟ نارائن نے اُس ستون پر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی قطار چلا دی۔ جن کو دیکھ کر یقین ہو گیا۔ جھٹ ستون کو جا پکڑا۔ اور وہ پھٹ گیا۔ اُس میں سے نرسنگھ نکلا۔ اور اُس نے اُس کے باپ کو پکڑ کر اُس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ بعد ازاں پرہلاد کو لاڈ سے چاٹنے لگا اور پرہلاد سے کہا کہ بر مانگ اُس نے یہ التماس کی کہ میرے باپ کی سدگتی (نجات) ہو۔ نرسنگھ نے بر دیا کہ تیرے بزرگ اکیس پشتوں تک نجات پائیں گے ؛؛

اب دیکھئے یہ بھی دوسری گپوڑی کا بھائی گپوڑی ہے۔ کہیں بھاگوت سننے یا پڑھنے والے کو پکڑ پہاڑ کر اوپر سے گرایا جائے۔ تو وہ کسی طرح بچ نہ سکے۔ چکنا چور ہو کر مر ہی جاوے پرہلاد کو اس کے باپ نے اگر پڑھنے کے لئے بھیجا تو کیا بُرا کیا ؟ اور وہ پرہلاد ایسا بیوقوف کہ پڑھنا چھوڑ کر بیراگی ہونا چاہتا تھا۔ جو یہ سچ سمجھے کہ جلتے ہوئے ستون پر چیونٹیاں چڑھیں۔ اور پرہلاد اُس کو چھونے سے نہ جلا۔ اُس کو بھی ستون کے ساتھ لگا دینا چاہیے۔ اگر یہ نہ جلے تو سمجھو کہ وہ بھی نہ جلا ہوگا ؛؛

اور نرسنگھ کیوں نہ جلا ؟ اوّل تیسرے جنم میں سکنبھ آدی کا پرسنگ وغیرہ کیا تھا۔ کیا اُس کو تمہارا نارائن بھول گیا ؟ بھاگوت کے طریق سے برہما سے مریچی اُس سے کشیپ اور کشیپ سے ہرنیاکش اور ہرنیہ کشیپ چوتھی پشت میں ہوئے ہیں۔ اکیس پشتیں تو پرہلاد کی ہوئی ہی نہیں پھر اکیس پشت کے بزرگوں کو کس طرح جنت نصیب ہو گیا ؟ یہ بات کیسی ساداپن کی ہے۔ اور پھر وہی ہرنیاکش اور ہرنیہ کشیپ راون اور کمبھ کرن پھر ششپال اور دنت وکر (بن کر) پیدا ہوئے۔ تو نرسنگھ کا بر کہاں اُڑ گیا ؟ ایسی پاگل پن کی باتیں دیوانے ہی کرتے سنتے اور مانتے ہیں، دانشمند نہیں ؛؛

اب پوتنا اور اکرور جی کی بابت دیکھئے۔

रथेन वायुवेगेन ॥ भा० स्कं० १०। अ० ३९। श्लोक ३८ ॥
अगाम गोकुलं प्रति ॥ भा० स्कं० १०। पू० अ० ३८। श्लो० २४॥

اکرور جی کنس کے بھیجے ہوئے ہوا کی رفتار کی تیزی سے دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر چڑھ کر طلوع آفتاب کے وقت چلے اور چار میل کے فاصلے پر گوکل میں سورج ڈوبنے کے وقت تک پہنچ گئے گھوڑے بھاگوت کے مصنف کی پرکرما کرتے رہے ہوں گے؟ یا راستہ بھول گیا ہوگا۔ اور وہ بھاگوت کے مصنف کے گھر میں گھوڑے ہانکنے والے اور اکرور جی آ کر سو رہے ہوں گے ٭

پوتنا کا جسم چھ کوس چوڑا اور بہت سا لمبا لکھا ہے۔ متھرا اور گوکل کے درمیان شری کرشن جی نے اُس کو مار کر ڈال دیا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی۔ تو متھرا اور گوکل دونوں دب جاتے اور نند جی کا گھر بھی دب گیا ہوتا ٭

اجامل کی حکایت بھی اُوٹ پٹانگ لکھی ہے۔ اُس نے نارد کے کہنے سے اپنے لڑکے کا نام نارائن رکھا تھا۔ مرتے وقت اپنے بیٹے کو پکارا۔ بیچ میں نارائن کود پڑے۔ کیا نارائن اُس کے دلی ارادہ کو نہیں جانتے تھے؟ کہ وہ اپنے بیٹے کو پکارتا ہے۔ مجھے نہیں۔ اگر ایسا ہی نام کا مہاتم ہے۔ تو آجکل بھی نارائن نام سمرن کرنے والوں کے دکھ دور کرنے کو کیوں نہیں آتے؟ اگر یہ بات سچی ہو تو قیدی نارائن نارائن کہہ کر کیوں رہائی نہ پاویں ٭

ایسا ہی جوتش شاستر کے خلاف سمیرو پہاڑ کا پیمانہ لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ پریہ برت راجہ کے رتھ کے پہیہ کے خط سے سمندر بن گئے۔ انچاس کروڑ یوجن زمین ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی جھوٹی باتیں اور گپوڑے بھاگوت میں لکھے ہیں کہ جنکا کچھ انت نہیں ٭

بھاگوت بوپدیو کی تصنیف ہے۔ اُس کے بھائی جے دیو نے گیت گوبند بنایا ہے دیکھو اُس نے یہ شلوک اپنی کتاب ہماوری میں لکھے ہیں کہ شریمد بھاگوت پُران میں نے بنایا ہے۔ اُس تحریر کے تین ورق ہمارے پاس تھے۔ اُن میں سے ایک ورق گم ہو گیا ہے اُس ورق کے شلوکوں کا منشا ہم نے مندرجہ ذیل دو شلوکوں میں ادا کر دیا ہے۔ جسے مفصل دیکھنا ہو۔ وہ کتاب ہماوری میں دیکھ لے ٭

छिद्रः सच्चिवस्यार्थे सूक्ष्मा क्रियतेऽधुना ।

स्कन्धाऽध्यायकथानां च यत्प्रमाणं समासतः ॥१॥
श्रीमद्भागवतं नाम पुराणं च मयेरितम् ।
विदुषा बोपदेवेन श्रीकृष्णस्य यशोऽन्वितम् ॥२॥

اسی قسم کے شلوک اُس صفحہ پر تھے جو کھو گیا ہے۔ یعنی راجہ کے وزیر ہیمادری نے بوپ دیو پنڈت سے کہا کہ مجھ کو تمہارے بنائے ہوئے شریمد بھاگوت کے مکمل سننے کی فرصت نہیں ہے۔ اس لئے تم مختصر طور پر شلوکوں میں "فہرست مضامین" تیار کرو۔ جسے دیکھ کر میں شریمد بھاگوت کی کتھا (حکایت) مجمل طور پر جان لوں۔ پس مندرجہ ذیل فہرست مضامین اُس بوپ دیو نے بنائی۔ اُس میں سے گم شدہ ورق میں دس شلوک تھے۔ گیارھویں شلوک سے آگے لکھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل شلوک سب بوپ دیو کے بنائے ہوئے ہیں *

बोधन्तीति हि प्राहुः श्रीमद्भागवतं पुनः ।
पञ्च प्रश्नाः शौनकस्य सूतस्यात्रोत्तरं त्रिषु ॥११॥
प्रश्नावतारयोश्चैव व्यासस्य निर्वृतिः कृतात् ।
नारदस्यात्र हेतूक्तिः प्रतीत्यर्थं स्वजन्म च ॥१२॥
सुप्तघ्नं द्रौण्यभिभवस्तदस्त्रात्पाण्डवावनम् ।
भीष्मस्य स्वपदप्राप्तिः कृष्णस्य द्वारिकागमः ॥१३॥
श्रोतुः परीक्षितो जन्म धृतराष्ट्रस्य निर्गमः ।
कृष्णमर्त्यत्यागसूचा ततः पार्थमहापथः ॥१४॥
इत्यष्टादशभिः पादैरध्यायार्थः क्रमात् स्मृतः ।
स्वपरप्रतिबन्धोनं स्फीतं राज्यं जहौ नृपः ॥१५॥
इति वैराग्ये दार्ढ्योक्तौ प्रोक्ता द्रौणिजयादयः ।
इति प्रथमः स्कन्धः ॥१॥

اس طرح بارہ سکندھوں کی فہرست مضامین اسی طور پر بوپ دیو پنڈت نے بنا کر ہیمادری وزیر کو دی۔ جو مفصل دیکھنا چاہے۔ وہ بوپ دیو کی تصنیف ہیمادری میں دیکھ لے *
اسی طرح اور پرانوں کی بھی حقیقت سمجھ لو۔ لیکن اُنیس بیس، اکیس ایک دوسرے

سے بڑھ کر ہیں۔ دیکھو شری کرشن جی کا قصہ (داستان) مہابھارت میں سب سے عمدہ ہے۔ اُن کے اوصاف۔ افعال اور خواص اور کام راستباز آدمیوں کے سے ہیں۔ اس میں کہیں نہیں لکھا کہ کوئی بھی بُرا کام شری کرشن جی نے ساری زندگی میں کیا۔ لیکن اس بھاگوت والے نے ناواجب فرضی عیب (شری کرشن) پر لگائے ہیں۔ دودھ۔ دہی۔ مکھن وغیرہ کی چوری۔ کبجا لونڈی سے صحبت کرنا۔ غیر عورتوں سے راس بلاس منڈل میں کھیل وغیرہ جھوٹے عیب شری کرشن پر لگائے ہیں۔ اس کو پڑھ پڑھا سُن سُنا کر غیر مذاہب والے شری کرشن جی کی بہت سی مذمت کرتے ہیں۔ اگر یہ بھاگوت نہ ہوتا۔ تو شری کرشن جی جیسے مہاتماؤں کی جھوٹی مذمت کیونکر ہو سکتی تھی۔ پُران میں بارہ جوتی لنگوں کا (ذکر ہے) کہ جن میں روشنی کا شمہ بھی نہیں۔ رات کے وقت اندھیرے میں چراغ کے بغیر لنگ بھی دکھائی نہیں دیتے۔ یہ سب لیلا رکارستانی) پوپ جی کی ہے۔

ویدوں کے پڑھنے کا سب کو ادھیکار ہے

سوال جب وید پڑھنے کی طاقت نہ رہی۔ تو سمرتی جب سمرتی کو پڑھنے کا وقت نہ رہا تو شاستر جب شاستر پڑھنے کی طاقت نہ رہی تو پُران بنائے۔ پُران صرف عورت اور شودروں کے لیئے بنائے گئے ہیں۔ کیونکہ انکو ویدوں کے پڑھنے سُننے کا استحقاق نہیں ہے۔

جواب۔ یہ بات جھوٹ ہے۔ کیونکہ طاقت پڑھنے پڑھانے سے ہی ہوتی ہے اور ویدوں کے پڑھنے سُننے کا استحقاق سب کو ہے۔ دیکھو گارگی وغیرہ عورتوں نے اُ چھاندوگیہ میں شرتی شودر نے وید رئیکیہ منی کے پاس پڑھا تھا اور یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کے منتروں میں صاف لکھا ہے کہ ویدوں کے پڑھنے اور سُننے کا استحقاق کل نوع انسان کو ہے۔ اب بتایئے) کہ جو ایسے ایسے جھوٹی کتب بنا کر لوگوں کو سچی کتب سے منحرف کر (اپنے) جال میں پھنسا اپنی مطلب برآری کرتے ہیں وہ بڑے گنہگار کیوں نہیں؟

گرہوں کا چکر اور ان کا پھل

دیکھو گرہوں کا چکر کیسا چلایا ہے کہ جس سے بے علم آدمی قابو

آگئے ہیں (۱) سورج (۲) چاند (۳) منگل (۴) بدھ (۵) برہسپتی (۶) شکر (۷)
شنی (سنیچر) (۸) راہو کے منتر اور کیتو کی کنڈ کا بناتے ہیں (اصل میں ان منتروں
کے یہ مطلب ہیں) پہلا منتر سورج اور زمین کی کشش کے بارے میں ہے۔ دوسرا راج
گن (صفات شاہی) کا بیان کرتا ہے۔ تیسرا اگنی (آگ) کا (منتر ہے) چوتھا یجمان
کا۔ پانچواں عالموں کا۔ چھٹا ویدیہ اور خوراک کا۔ ساتواں پانی۔ پران اور پرمیشور
کا۔ آٹھواں مترکا۔ نواں گیان گرہن (حصول علم حقیقی) کا منتر ہے۔ یہ منتر گرہوں کے
ظاہر کرنے والے نہیں۔ لوگ معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے مغالطہ میں پڑے ہیں۔

سوال۔ گرہوں کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ جب پوپ لیلا کا ہوتا ہے۔ ویسا نہیں۔ ہاں اس طرح کا ہوتا ہے۔ کہ
سورج اور چاند اپنی اپنی کرنوں کے ذریعہ گرمی اور سردی پہنچاتے ہیں اور موسموں کی
تبدیلی کے وقت ان کے دوروں کے تعلق سے انسان پر اُس کے اپنے مزاج کے مطابق
اس کے سکھ یا دکھ کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن جو (مندرجہ ذیل طریق پر) پوپ جی اشنان
کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے یعنے سُنئے مہاراج سیٹھ جی (یا) یجمان صاحبان تمہارے آج
آٹھویں گھر میں چندر۔ سورج وغیرہ منحوس گرہ آئے ہیں۔ اڑھائی برس کا سنیچر پاؤں
میں آیا ہے۔ جو تمہیں بڑی رکاوٹوں میں ڈالیگا۔ گھر بار چھڑا پردیس میں گھمائے گا۔
لیکن اگر آپ گرہوں کا دان۔ جپ۔ پاٹھ۔ پوجا کروائیں گے۔ تو دکھ سے بچیں گے۔
ان سے کہنا چاہیئے کہ پوپ جی۔ تمہارا اور گرہوں کا کیا تعلق ہے؟ اور گرہ
کیا چیز ہے۔

دैवाधीनं जगत्सर्वं मन्त्राधीनाश्च देवताः ।
ते ब्राह्मणाधीनास्तस्माद् ब्राह्मणदैवतम् ॥

پوپ جی

دیکھو کیسا حوالہ ہے۔ دیوتاؤں کے ماتحت سارا جہان۔ منتروں کے ماتحت سارے
دیوتا ہیں۔ اور وہ منتر برہمنوں کے ماتحت ہیں۔ اس لئے برہمن دیوتا کہلاتے ہیں
کیونکہ جیسی دیوتا کو چاہیں۔ منتر کے زور سے طلب کرکے اور خوش کرکے مطلب نکال سکتے

ہیں اگر ہم میں منتر کی طاقت نہ ہوتی تو تمہارے جیسے دہریہ ہم کو دنیا میں کا ہے کو رہنے دیتے"۔

راسخ گو۔ جو چور۔ ڈاکو اور بدمعاش لوگ ہیں۔ وہ بھی تمہارے دیوتاؤں کے ماتحت ہونگے؟ دیوتا ہی اُن سے بُرے کام کرواتے ہونگے؟ اگر یہی بات ہے۔ تو تمہارے دیوتاؤں اور راکششوں میں کیا فرق رہا؟ اگر منتر تمہارے ماتحت ہیں۔ اور اُن سے جو چاہو کرا سکتے ہو۔ تو پھر اُن منتروں سے دیوتاؤں کو بس میں لاکر راجاؤں کے خزانے اٹھوا کر اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے چین کیوں نہیں اُڑاتے؟ سینیچر وغیرہ کا تیل وغیرہ کا چھاپا یا تر پینے کے لئے کیوں دربدر مارے پھرتے ہو؟ اور تم کوبیر (دولت کا دیوتا) کو بس میں لاکر جتنی دولت چاہو اس سے لے لیا کرو۔ بچارے غریبوں کو کیوں لوٹتے ہو؟ تم کو دان دینے سے اگر گرہ خوش اور نہ دینے سے ناخوش ہوتے ہیں۔ تو ہم کو ظاہرا طور پر سورج وغیرہ گرہوں کی خوشنودی اور ناراضگی دکھلاؤ۔ ایک کو آٹھواں سورج چاند ہو۔ اور دوسرے کو تیسرا۔ ان دونو کو جیٹھ مہینے میں جوتا پہنے بغیر گرم زمین پر چلاؤ۔ جس پر سورج خوش ہوگا۔ اس کا جسم اس کے پاؤں نہ جلیں گے۔ اور جس پر ناراض ہوگا۔ اُس کے پاؤں جل جائینگے۔ اسی طرح پوش کے مہینے میں دونوں کو ننگے کرکے پورن ماشی کے دن رات بھر میدان میں رکھئے۔ اگر ایک کو سردی لگے۔ اور دوسرے کو نہ لگے تو جانو گرہ منحوس اور مبارک ہیں۔

پھر کیا گرہ تمہارے رشتہ دار ہیں اور تمہاری ڈاک یا تار ان کے پاس آتی جاتی ہے۔ یا تم اُن کے اور وہ تمہارے پاس آتے جاتے ہیں؟ اگر تم میں منتر کی طاقت ہے تو تم راجہ یا امیر کیوں نہیں بن جاتے؟ یا دشمنوں کو اپنے بس میں کیوں نہیں کر لیتے؟ ناستک (دہریہ) اُسے کہتے ہیں کہ جو وید یا ایشور کا حکم توڑ کر وید کے خلاف پوپ لیلا جاری کرے۔ اگر وہ شخص جس پر گرہ آیا ہے۔ تم کو گرہ دان نہ دے تو اس کا بُرا نتیجہ اٹھانا پڑیگا۔ تمہیں کیا فکر ہے۔ اگر تم کہو کہ نہیں ہم کو ہی دینے سے وہ خوش ہوتے ہیں اور دوسرے کو دینے سے نہیں تو بتاؤ کہ تم نے گرہوں کا

ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ اگر لے رکھا ہے تو سورج وغیرہ کو اپنے گھر بلا کر جلا مرو۔ سچ تو یہ ہے کہ سورج وغیرہ کرتّے بے جان ہیں۔ وہ کسی کو دکھ اور سکھ دینے کا ارادہ نہیں کر سکتے۔ اصل میں جتنے تم گرہ دان پر گزارہ کرنے والے ہو سب گرہ کی مورت (شکل) ہو۔ کیونکہ لفظ "گرہ" کے معنی تم پر ہی عائد ہو سکتے ہیں۔ جو گرہن کرتے ہیں (کچھ لے لیتے) اُن کا نام گرہ ہے۔ جب تک تمہارے مبارک قدم راجوں، رئیسوں، سیٹھوں، ساہوکاروں اور مفلسوں کے پاس نہیں پہنچتے۔ تب تک کسی کو نو گرہوں کا خیال تک نہیں ہوتا۔ جب تم مجسّم سورج، سنیچر وغیرہ گرہوں کی شکل والے اُن پر جا چڑھتے ہو۔ تو گرہن کئے بغیر اُن کو کبھی نہیں چھوڑتے۔ اور جو تمہارے پاس نہ آوے اُس کو ناستک (دہریہ) وغیرہ کہہ کر اُس کی مذمت کرتے پھرتے ہو۔"

پوپ جی۔ دیکھو جوتش کا ظاہری نتیجہ ہے کہ آکاش میں رہنے والے سورج چاند راہو کیتو کے میل سے جو گرہن لگتا ہے۔ اُس کی نسبت ہم پیشتر ہی سے اطلاع دیتے ہیں۔ جس طرح ہمارا یہ کہنا درست (ہوتا) ہے۔ اُسی طرح گرہوں کا اثر بھی ہو جاتا ہے۔ دیکھئے آدمی امیر، غریب، راجہ، کنگال، سکھی، دکھی گرہوں کے اثر سے ہی ہوتے ہیں۔"

راست گو۔ گرہوں کا معلوم کر لینا علم حساب کے عمل پر مبنی ہے پھلت (نجوم) پر نہیں۔ علم حساب درست ہے۔ مگر پھلت وِدّیا (علم نجوم) سوائے طبعی تعلقات کے نتائج کے بتانے کے سب غلط ہیں۔ مثلاً انولوم (سیدھی رفتار والے) پرتی لوم (الٹی رفتار والے) گھومنے والے زمین اور چاند کے حساب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فلاں وقت۔ فلاں مقام۔ فلاں قطعہ (حصّہ) میں سورج یا چاند گرہن واقعہ ہوگا۔ چنانچہ

یہ گرہ لاگ سے جو کتے اودھیار کا چوتھا شلوک ہے۔ اور اسی طرح سے سدھانت شرومنی اور سورج سدھانت وغیرہ میں بھی لکھا ہے۔ کہ جب سورج اور زمین کے درمیان چاند آ جاتا ہے۔ تب سورج گرہن اور جب سورج اور چاند کے

درمیان زمین آجاتی ہے۔ تب چاند گرہن واقع ہوتا ہے۔ یعنی چاند کا سایہ زمین پر اور زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے۔ چونکہ سورج منور ہے۔ اس لئے اس کے سامنے کی طرف کسی کا سایہ نہیں پڑتا۔ بلکہ سورج یا چراغ کی روشنی میں اشیاء کا سایہ پیچھے کی طرف پڑتا ہے ٭

جو امیر و غریب ہوتے ہیں۔ اور شاہ اور رعیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اپنے کرموں (کے نتیجہ) سے ہوتے ہیں۔ گرہوں (کے اثر) سے نہیں۔ بہت سے جوتشی اپنے لڑکے لڑکیوں کا بیاہ گرہوں کا حساب لگا کر کرتے ہیں۔ پھر بھی جور و فاوند میں ناتفاقی (ہوتی ہی ہے) عورت رانڈ یا مرد رانڈ ہو ہی جاتا ہے۔ اگر (گرہوں کا) اثر ٹھیک ہوتا۔ تو ایسی باتیں کیوں وقوع میں آتیں؟ (بس ثابت ہوا) کہ کرموں کا نتیجہ درست ہے۔ اور گرہوں کا اثر سکھ اور دکھ کا باعث نہیں ہو سکتا ٭

بھلا گرہ آکاش میں ہیں۔ اور زمین (جو آکاش میں ہے) اُن سے بہت فاصلہ پر ہے۔ اُن کے (آپس کے) تعلق سے فاعل اور فعل کا رشتہ ظاہر نہیں ہوتا۔ فعل اور اُس کا ثمرہ اٹھانے والا جیو اور دینے والا پرماتما ہے۔ اگر تم گرہوں کا اثر مانتے ہو۔ تو اس بات کا جواب دو۔ کہ جس لمحہ کسی آدمی کا جنم ہوتا ہے۔ (اور جس کے سہارے تم جنم پتر بنا کر آیندہ کی باتیں بتاتے ہو) اُسی لمحہ دنیا میں کسی اور کا بھی جنم ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں تو جھوٹ ہے۔ اور اگر کہو ہوتا ہے تو بتاؤ ایک کیوں شہنشاہ ہوتا ہے اور دوسرا نہیں؟ ہاں اگر اتنا کہہ دو کہ یہ سب کارستانی پیٹ کی خاطر ہے۔ تو کوئی مان بھی لے ٭

گرڑ پران کے گپوڑے

سوال۔ کیا گرڑ پران بھی جھوٹا ہے؟

جواب۔ ہاں ٭

سوال۔ پھر مرے ہوئے جیو کی کیا حالت ہوتی ہے؟

جواب۔ جیسے اس کے کرم ہوتے ہیں۔ ویسی ہی اُس کی حالت ہوتی ہے ٭

سوال۔ گرڑ پران میں لکھا ہے کہ یم راج راجہ ہے۔ چتر گپت راس کا وزیر ہے اور اس کے

خوفناک اردلی کہ جن کے جسم بڑے بڑے کاجل کے پہاڑوں کے برابر ہیں جیو کو پکڑ لے جاتے ہیں (انکے پاپ و پن کرموں کے مطابق (انہیں) بہشت یا دوزخ میں ڈالتے ہیں اور اس کے لیئے (جو) دان - پُن - شرادھ - ترپن - گودان وغیرہ بیترنی ندی عبور کرنیکے لیئے کرتے ہیں - (ان سب کا اس کو پھل پہنچتا ہے) (بھلا یہ سب باتیں جھوٹ کیونکر ہو سکتی ہیں ؟

جواب۔ یہ سب باتیں (پوپ لیلا کے گھوڑے ہیں) بھلا اور جگہ سے جو جیو وہاں جاتے ہیں۔ ان کا تو دھرم راج - چتر گپت وغیرہ انصاف کرتے ہیں لیکن یم لوک کے جیو اگر گناہ کریں - تو (ان کے لیئے) دوسرا (ایسا) یم لوک ماننا پڑیگا - جہاں ان کا انصاف ہو +

اگر پہاڑ کے برابر یم کے اردلیوں کے جسم ہیں - تو دکھائی کیوں نہیں دیتے اور مرتے ہوئے جیو کو جب لینے آتے ہونگے - تو چھوٹے سے دروازہ میں تو اُن کی ایک انگلی بھی نہیں جا سکتی ہو گی - پھر سڑک پر یا گلی کوچہ میں پھنس کیوں نہیں جاتے؟ اگر کہو کہ وہ لطیف جسم بھی اختیار کر لیا کرتے ہیں - تو پہلے پہاڑ کے برابر (انکے) جسم کی بڑی بڑی ہڈیاں پوپ جی اپنے گھر کے سوا کہاں دھرینگے ؟

جب جنگل میں آگ لگتی ہے تو دم بھر میں (بے شمار) کیڑے وغیرہ جاندار وں کی جانیں تلف ہو جاتی ہیں - اُنکے پکڑنے کے لیئے یم کے بے شمار اردلی آنے چاہئیں اور وہاں تاریکی چھا جانی چاہیئے - نیز جب جیوؤں کو پکڑنے کے لیئے ایک دوسرے کی طرف دوڑیں تو کبھی نہ کبھی ان کے جسم آپس میں ٹکرانے چاہئیں پھر تو پہاڑ کے بڑے بڑے ٹکڑوں کے ٹوٹ کر زمین پر گرنے کی طرح اُنکے جسموں کے بڑے بڑے حصے گر پڑنے (ان کے لیے) کو بلانے اور سننے والوں کے صحن میں گر پڑتے ہونگے (ایسی صورت میں) تو انہیں دب کر مر جانا چاہیئے یا گھر یا دروازہ یا سڑک کے رک جانے سے نکلنا باہر نکلنا اور چلنا پھرنا بند ہو جانا چاہیئے +

شرادھ - ترپن - پنڈدان اُن مرے ہوئے جیوؤں کو تو نہیں پہنچتا بلکہ مردوں کے

قائم مقام پوپ جی کے گھر سپٹ اور ہاتھوں میں جاتا ہے۔ جو بیترنی کے لئے گئودان لیتے ہیں۔ وہ تو پوپ جی کے گھر میں یا قصائی وغیرہ کے گھر میں پہنچتا ہے بیترنی پر گائے نہیں جاتی۔ پھر کس کی دُم پکڑ کر (مُردہ جیو) ندی عبور کریگا؟ اور ہاتھ تو اس جگہ جلایا یا گاڑھا گیا ہے۔ دُم کس سے پکڑیگا؟ یہاں تک ایک حکایت لکھتے ہیں۔ جو اس بات پر صادق آتی ہے +

کسی جاٹ کے گھر میں ایک عمدہ گائے بیس سیر دودھ دینے والی تھی۔ اُس کا دودھ بڑا مزیدار تھا۔ کبھی کبھی پوپ جی کو بھی نصیب ہوا کرتا تھا۔ اُس جاٹ کا پروہت ہمیشہ یہ خیال کیا کرتا تھا کہ جب اس جاٹ کا بوڑھا باپ مرنے لگیگا۔ تب اُس سے گائے کا سنکلپ کرا دونگا۔ کچھ دنوں کے بعد قضا کار اُس کے باپ کی اجل آئی۔ زبان بند ہوگئی۔ اور چارپائی سے اُتار اُسے زمین پر لٹا دیا گیا۔ اُس وقت جاٹ کے عزیز۔ دوست اور رشتہ دار بھی موجود تھے۔ تب پوپ جی نے پکارا۔ کہ یجمان! اب تو اُس کے ہاتھ سے گئودان کروا۔ جاٹ نے دس روپے نکال کر باپ کے ہاتھ پر دھر دیئے۔ اور کہنے لگا کہ پڑھو سنکلپ۔ پوپ جی بولے۔ واہ واہ۔ کیا باپ بار بار مریگا؟ اس وقت تو اصلی دودھ دینے والی (ایسی) گائے کو لا کر دان کراؤ جو بوڑھی نہ ہو۔ اور سب طرح سے اچھی ہو +

جاٹ۔ ہمارے پاس تو ایک ہی گائے ہے۔ اس کے بغیر ہمارے بال بچوں کا گزارہ نہ ہو سکیگا۔ اس لئے اسے نہ دونگا۔ بیس روپے کا سنکلپ پڑھ دو۔ اور ان روپوؤں سے دوسری دودھ دینے والی گائے خرید لینا +

پوپ جی۔ واہ جی واہ! تم اپنے باپ سے بھی گائے کو زیادہ عزیز سمجھتے ہو؟ کیا اپنے باپ کو بیترنی ندی میں ڈبا کر دُکھ دینا چاہتے ہو؟ تم اچھے سعادت مند لڑکے ہوئے۔ پوپ جی نے جاٹ کے سب رشتہ داروں کو پہلے ہی سے بہکا چھوڑا تھا۔ وہ سب اُس وقت اُس کے طرفدار بن گئے۔ سب نے مل کر اصرار کر کے اس گائے کا دان اُس پوپ جی کو دلا دیا۔ اُس وقت تو جاٹ کچھ نہ بولا (اور گائے دیدی)

اُس کا باپ مرگیا۔ اور پوپ جی نے بچھڑے سمیت گائے اور دودھ دوھنے کی بلٹوہی لے کر اپنے گھر گائے باندھ بلٹوہی دھر۔ پھر جاٹ کے گھر آیا اور نعش کے ساتھ مسان میں جاکر مردہ کو جلا دیا۔ وہاں بھی کچھ کچھ پوپ لیلا کی۔ بعد ازاں وِش گاتر سپنڈی کرانے وغیرہ میں بھی اس کا سر مونڈا۔ مہا برہمنوں (آچارجوں) نے بھی لوٹا اور بھوکوں نے بھی بہت سا مال اُڑایا۔ غرضیکہ کریا ہونے تک جاٹ نے کسی کے گھر سے دودھ مانگ کر گزارہ کیا۔ اور چودھویں روز علی الصباح پوپ جی کے گھر پہنچا۔ دیکھا کر گائے کا دودھ دوھ رہا ہے۔ بلٹوہی بھر کر پوپ جی اُٹھنے ہی کو تھے۔ کہ اتنے میں جاٹ بھی پہنچ گیا۔ اُسے دیکھ کر پوپ جی بولے۔ آیئے یجمان جی بیٹھیے۔

جاٹ۔ پروہت جی اِدھر آؤ۔ **پوپ جی**۔ اپنے گھر پر دودھ دھر آؤں۔

جاٹ۔ نہیں۔ نہیں۔ دودھ کی بلٹوہی اِدھر لاؤ۔

پوپ جی بیچارے جا بیٹھے اور بلٹوہی سامنے دھر دی +

جاٹ۔ تم بڑے جھوٹے ہو۔ **پوپ**۔ کیوں۔ کیا جھوٹا کام کیا۔ **جاٹ**۔ کہو تم نے گائے کس لئے لی تھی۔ **پوپ**۔ تمہارے باپ کو بیترنی ندی عبور کرانے کے لئے۔ **جاٹ**۔ اچھا۔ تو تم نے وہاں بیترنی ندی کے کنارے پر گائے کیوں نہ پہنچائی؟ ہم تو تمہارے بھروسہ پر رہے۔ اور تم نے گائے اپنے گھر باندھ لی۔ نہ جانے میرے باپ نے بیترنی میں کتنے غوطے کھائے ہونگے۔ **پوپ جی**۔ نہیں۔ نہیں۔ وہاں اس دان کے پن کی طاقت سے دوسری گائے بن گئی ہوگی اور اُس کو دیا ہوگا۔ **جاٹ**۔ بیترنی ندی یہاں سے کتنی دور اور کس طرف ہے؟ **پوپ جی**۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ کوئی ۳۰ کروڑ کوس دور ہے۔ کیونکہ انچاس کروڑ یوجن[1] زمین ہے اور جنوب مغرب کی جانب بیترنی ندی ہے۔ **جاٹ**۔ اتنی دور سے تمہاری تار یا چٹھی یا پیغام کا اگر جواب آیا ہو کہ وہاں پُن کی گائے بن گئی اور

---

[1] یوجن چار کوس کا ہوتا ہے (مترجم)

فلاں شخص کا باپ پار اُتار دیا۔ تو دکھلاؤ۔ **پوپ جی**۔ ہمارے پاس گرُڑ پران
کی تحریر کے سوائے کوئی اور ڈاک یا تار برقی تو نہیں۔ **جاٹ**۔ اِس گرُڑ پران کو
ہم سچا کیسے مانیں۔ **پوپ جی**۔ جس طرح سب مانتے ہیں۔ **جاٹ**۔ یہ کتاب
تمہارے بزرگوں نے تمہاری روزی کے واسطے تصنیف کی ہوگی۔ چونکہ باپ کو سوائے
اپنے بیٹوں کے اور کوئی عزیز نہیں ہوتا۔ اِس لئے میرا باپ جب میرے پاس چھٹی یا
تار بھیجے گا۔ تب ہی میں بیترنی ندی کے کنارے پہنچا دونگا۔ اور اُن کو پار اُتار پھر
گائے کو گھر لے آؤنگا۔ میں اور میرے لڑکے بالے دودھ پیا کرینگے۔ لاؤ دودھ کی
بھری ہوئی بلٹوہی۔ گائے اور بچھڑا۔ یہ کہہ کر جاٹ نے سب چیزیں لے اور اپنے
گھر کا رُخ کیا۔ **پوپ جی**۔ تم دان دے کر واپس لیتے ہو۔ تمہارا ستیاناس ہو
جائیگا۔ **جاٹ**۔ چپ رہو۔ ورنہ تیرہ دن تک دودھ کے بغیر جتنی تکلیف ہم نے
پائی ہے۔ سب کی کسر نکال لونگا۔ تب پوپ جی خاموش رہے۔ اور جاٹ گائے
بچھڑا لے کر اپنے گھر پہنچا ؏

جب جاٹ جیسے جوانمرد دنیا میں ہونگے تو پوپ لیلا کبھی جاری نہ ہونے پائیگی یہ لوگ
کہتے ہیں۔ کہ دش گاتر کے پنڈوں سے دس انگ (اعضاء) بنتے ہیں اور سپنڈی
کرنے سے جسم کے ساتھ جیو کا میل ہوجاتا ہے۔ اور جسم کا پیمانہ انگوٹھا بھر ہوتا
ہے۔ اِس جسم کے ساتھ جیو یم لوک جاتا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو مرتے وقت یم
دوتوں کا آنا فضول ہے۔ تیرہ دن کے بعد آنا چاہیئے۔ اگر جسم (دوبارہ) بن جاتا
ہے۔ تو اپنی عورت۔ اولاد۔ عزیز اور اقربا کی محبت کے مارے کیوں نہیں لوٹ آتا۔

نہ یانتک سورگ اور دان پن

سوال۔ سورگ میں کچھ نہیں ملتا۔ جو دان کیا جاتا ہے۔
وہاں ملتا ہے۔ اِس لئے سب قسم کا دان کرنا چاہیئے۔ **جواب**۔ اِس تمہارے
سورگ سے یہ جہان ہی اچھا ہے کہ جس میں دھرم سالہ (متبرک مقامات) ہیں۔ لوگ دان
دیتے ہیں۔ عزیز دوستوں اور برادری میں خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ اچھے اچھے کپڑے
ملتے ہیں۔ تمہارے کہنے کے مطابق سورگ میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ ایسے سورگ کو نجس

کنگال سورگ میں پوپ جی جاکر خراب ہونگے۔ وہاں بھلے آدمیوں کا کیا کام سوال جب تمہارے کہنے کے مطابق یم لوک اور یم نہیں ہیں۔ تو مرکر جیو کہاں جاتا ہے؟ اور اُن کا انصاف کون کرتا ہے؟ جواب۔ تمہارے گرڑ پران کی بات تو نا قابل تسلیم ہے۔ لیکن وید کی بات سچی ہے
यमेव वायुना । सत्यराजन् ॥ ॥
اس قسم کے وید کے اقوال سے ظاہر ہے۔ کہ یم نام ہوا کا ہے۔ جیو جسم سے الگ ہونے کے بعد ہوا کے ساتھ انترکش (درمیانی طبقہ) میں رہتے ہیں۔ اور راستی پسند۔ بغیر منتخب پرماتما دھرم راج ہے۔ وہی سب کا انصاف کرتا ہے؛

سوال۔ تمہارے کہنے کے موافق ثابت ہوتا ہے کہ گئو دان وغیرہ دان کسی کو نہ دینا چاہئے۔ اور نہ کچھ دان پن کرنا چاہئے۔ جواب۔ یہ تمہارا کہنا بالکل فضول ہے۔ کیونکہ مستحق لوگوں کو۔ پراوپکار کرنے والوں کو دان دینا یا پراوپکار کی خاطر سونا چاندی۔ ہیرے۔ موتی۔ جواہرات۔ پانی۔ جگہ۔ کپڑے وغیرہ کا دان ضرور کرنا چاہیئے۔ لیکن غیر مستحق لوگوں کو کبھی دان نہ دینا چاہیئے۔ سوال مستحق اور غیر مستحق کی کیا تعریف ہے؟ جواب۔ فریبی۔ دھوکہ باز۔ خود غرض۔ نفسانی خواہشوں۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ وغیرہ میں غلطان۔ دوسروں کو نقصان پہنچانے والے۔ لمپٹی۔ دروغگو۔ جاہل۔ بُری صحبت والے اور سست ہو کر اور ایک ہی سخی سے بار بار مانگنے والے۔ دھرنا مارنے والے جواب پاکر بھی مانگتے ہیں اصرار کرنے والے اور صبر نہ کرنے والے۔ خیرات نہ دینے والے کی مذمت کرنے والے اور اُن کو گالیاں نکالنے یا کوسنے والے۔ بہت دفعہ جو خدمت کرچکا ہو اور ایک دفعہ خدمت سے قاصر رہے۔ اُس کے دشمن بن جانے والے۔ ظاہرا سادھو کا بھیس رکھ کر لوگوں کو بہکا اُنہیں ٹھگنے والے اور اپنے پاس مال ہونے پر کہنے والے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ سب کو پھسلا کر مطلب برآری کرنے والے۔ رات دن بھیک مانگنے میں ہی لگے رہنے والے۔ نیوتا پاکر خوب بھنگ وغیرہ منشی اشیاء کھا پی کر بہت سا پرائے گھر کا کھانا کھانے والے۔ پھر نشہ پی کر مست ہونے والے

اپنی غرض پوری کرنیکے لئے راہِ راست سے منحرف ہو کر الٹے راستے پر چلنے والے اپنے چیلوں کو صرف اپنی خدمت کرنے کی ہدایت دینے والے اور خدمت کے مستحق لوگوں کی خدمت نہ کرنے والے - علومِ حقیقی وغیرہ کی اشاعت کے مخالف - دُنیا کے معاملات (کو درہم برہم کرنے والے) یعنے عورت - مرد - ماں - باپ - اولاد بادشاہ - رعایا - عزیز دوستوں میں یہ کہہ کر کہ یہ سب (راستہ) جھوٹ ہے - نفاق ڈالنے والے - دُنیا جھوٹ - (خیالی) ہے - اس قسم کی خراب تعلیم دینے والے کیا نر غیر مستحق کہلاتے ہیں - اور برہمچاری - جتیندری - وید وغیرہ علوم کو پڑھنے پڑھانے والے نیک اطوار - راستگو - دوسرے کی بھلائی کے طالب - باہمت - نیاض - علم اور دھرم کی برابر ترقی کرنے والے - دھر ماتما - شانت (دلی امن رکھنے والے) مذمت یا تعریف سے ناخوش یا خوش نہ ہونے والے - بے خوف - با حوصلہ - یوگی گیانی - قانونِ قدرت - وید کے احکام اور ایشور کے صفات - افعال اور خواص پر چلنے والوں (کی پیروی کرنے والے) انصاف پسند - غیر متعصب - سچ اُپدیش - اور سچ شاستروں کے پڑھنے پڑھانے والوں کا امتحان لینے والے کسی کی خوشامد نہ کرنے والے - شکوک کے بالکل رفع کرنے والے - اپنے آتما کے مانند دوسروں کے بھی رنج و راحت - نفع و نقصان سمجھنے والے اودیا (جہالت) وغیرہ کلیش (آزار) ضد - ہٹ دھرمی اور تکبر سے پاک - بے عزتی کو آبِ حیات اور عزت کو زہر سمجھنے والے باصبر جس قدر کوئی محبت سے دیوے - اسی پر قانع - دقت مصیبت ایکدفعہ بھی (کسی سے کچھ) نہ مانگنے والے - مل جانے یا نہ ملنے پر بھی دُکھی یا دلِ شکستہ نہ ہونے والے - بلکہ ایسی جگہ سے نہ دبنے والے کی مذمت کرنیکے بغیر جھٹ پٹ واپس چلے جانے والے - سُکھی آدمیوں کے ساتھ دوستی - دکھیوں پر رحم - نیکوں (کی صحبت) میں خوشی - گنہگاری کی صحبت سے مستثنیٰ - راست خیال راست گو اور راست باز - دہوکہ - فریب - حسد - کینہ نہ کرنے والے - اعلیٰ مدعا رکھنے والے - نکوکار - دھارمک اور بُرے کاموں سے بالکل آزاد - اپنے تن من دھن

کو پراوپکار میں لگانے والے۔ دوسرے کے آرام کی خاطر اپنی جان تک بھی دیدینے والے اور ایسے ہی اور اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ والے لوگ (سپاتر) مستحق کہلاتے ہیں لیکن قحط سالی وغیرہ وقتِ مصیبت میں اناج کپڑا اور دوا ہر جگہ کے (سپاتر) مستحق سب جاندار ہوسکتے ہیں۔

سوال - سخی کے قسم کے ہوتے ہیں - **جواب** اعلیٰ، میانہ اور ادنیٰ تین قسم کے۔ اعلیٰ سخی وہ ہوتا ہے کہ جو جگہ۔ وقت اور سپاتر کا لحاظ رکھ کر علوم حقیقی اور دھرم کی ترقی کی غرض سے پراپکار کی خاطر (دان) خیرات کرے۔ میانہ سخی وہ ہے۔ جو شہرت یا خود غرضی کی بنا پر خیرات کرے۔ ادنیٰ سخی وہ ہے جو اپنا یا دوسرے کا کچھ اپکار نہ کرسکے۔ بلکہ جیبیوں۔ بھانڈ وغیرہ کو دان دے۔ دان دیتے وقت انکی بے عزتی۔ بے حرمتی وغیرہ ناشائستہ حرکتیں بھی کرے مستحق یا غیر مستحق میں تمیز نہ کرے بلکہ سب "اَن بارہ پنسیری" بیچنے والوں کے مصداق بنکر جھگڑا لڑائی کرتا ہوا دوسرے دھرماتماؤں کو تنگ کرکے اپنی آسائش کی خاطر خیرات کیا کرے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ جو امتحان لیکر عالم دھرماتماؤں کی عزت و توقیر کرے وہ اعلیٰ سخی۔ جو بلا تمیز اپنی شہرت کی خاطر خیرات کرے۔ وہ میانہ قسم کا اور جو اندھا دھند تمیز رائگاں خیرات کرے وہ ادنیٰ درجہ کا سخی ہوتا ہے۔ **سوال** - خیرات کا ثمرہ اس دنیا میں ملتا ہے یا عالم غیب میں **جواب** - سب جگہ ملتا ہے - **سوال** - خود بخود ملتا ہے یا کوئی دینے والا ہے - **جواب** - ثمرہ دینے والا ایشور ہے جیسے کوئی چور۔ رہزن خود بخود قید خانہ میں جانا نہیں چاہتا۔ راجہ اس کو ضرور بھیجتا ہے۔ اور راجہ ہی دھرماتماؤں کو آرام پہنچاتا اور انکی حفاظت کرتا ہے۔ اور رہزنوں وغیرہ سے بچاتا ہے۔ ویسے ہی پرماتما سب کو نیک و بد افعال کی جزا و سزا مناسب طور پر دیتا ہے۔

گرڑپران وغیرہ وید درودھ ہیں

سوال گرڑپران وغیرہ کتابیں ویدوں کے مقاصد ظاہر کرنیوالی یا وید کے مسائل کی تائید کرنیوالی ہیں یا نہیں۔ **جواب** نہیں بلکہ ویدوں کے مخالف اور گمراہ کرنے والی ہیں اور تنتر بھی ویسے ہی ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی ایک کا دوست ہو اور ساری دنیا کا دشمن ہو ویسے ہی پران اور تنتر ماننے والوں کا حال

ہے۔ کیونکہ یہ کتابیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں ان پر اعتقاد رکھنا عالموں کا کام نہیں بلکہ جاہلوں کا ہے۔ وبھوشو پران کی رو سے ترودسی سوم وار۔ آدتیہ پران کی رو سے ایتوار۔ چند رکھنڈ کی رو سے سوم گرہ والے منگل۔ بدھ جمعرات جمعہ ہفتہ۔ راہو کیتو وشنو کی ایکادشی۔ وامن کی دوادشی۔ نرسنگھ یا اننت کی چودس۔ چاند کی پورنماشی۔ دک پالوں کی دسمی۔ درگا کی نومی۔ دسوؤں کی اشٹمی بینیوں کی سپتمی۔ کارتک سوامی کی ششٹی۔ ناگ کی پنچمی۔ گنیش کی چوتھ۔ گوری کی ترتیا۔ اشونی کمار کی دتیہ۔ آدیا دیوی کی پرتی۔ پر ادا (یم) اور پتروں کے اماوس کے دنوں میں پران کی تعلیم کے مطابق فاقہ رکھنا چاہئے۔ سب جگہ یہی لکھا ہے کہ جو آدمی ان دنوں اور تاریخوں میں کچھ کھائے پئے گا۔ وہ دوزخ کو جاویگا۔ اب پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کو چاہیئے۔ کہ کسی دن اور کسی بھی تاریخ کو کھانا نہ کھائیں کیونکہ اگر وہ کھائینگے۔ تو دوزخ نصیب ہوگا ॥

اب "نربے سندھو"۔ "دھرم سندھو" "برتارک" وغیرہ کتب کی جو کہ دیوانوں کی تصنیف ہیں حقیقت سُنئے ॥

اِن میں ایک برت کی ایسی مٹی پلید کی ہے کہ جیسے ایکادشی کو شیو وشمی ودھا کو ہی دوادشی کو کوئی ایکادشی کا برت رکھتے ہیں۔ دیکھئے کیسی عجیب پوپ لیلا ہے کہ بھوکے مرنے میں بھی جھگڑا فساد ہی کرتے ہیں ॥

ایکادشی کے برت میں تو بالکل خود غرضی بھری ہوئی ہے۔ ذرا رحم نہیں وہ کہتے ہیں

एकादश्यामन्ने पापानि वसन्ति ।

جس قدر گناہ ہیں وہ سب ایکادشی کے دن اناج میں رہتے ہیں اب پوپ جی سے پوچھنا چاہیئے کہ کس کے گناہ اناج میں رہتے ہیں؟ تیرے یا تیرے باپ وغیرہ کے۔ اگر سب کے سب گناہ ایکادشی میں جا بستے ہیں۔ تو ایکادشی کے دن کسی کو دُکھ نہ ہونا چاہیئے۔ مگر ایسا تو نہیں ہوتا۔ بلکہ اُلٹا بھوک وغیرہ سے دُکھ ہوتا ہے۔ دُکھ گناہ کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اِس لئے بھوکا مرنا گناہ ہے ॥

(پوپوں نے) اس ایکادشی کا بڑا مہاتم بنایا ہے۔ جس کی کتھا سُنا کر لوگوں کو بہت ٹھگتے ہیں۔ اُس کے متعلق ایک حکایت ہے:-

برہم لوک میں ایک بیسوا تھی۔ اُس نے کچھ گناہ کیا تو سراپ ہوا کہ تو زمین پر گر جا۔ اُس نے التماس کی کہ میں پھر بہشت میں کیونکر آسکونگی؟ جواب ملا کہ جب تجھے کوئی ایکادشی کے برت کا پھل دیگا۔ تب تو سورگ میں آسکیگی۔ وہ غبارہ میں بیٹھی ہوئی (غبارہ سمیت) کسی شہر میں جا گری۔ وہاں کے راجہ نے اُسسے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے سارا احوال کہہ سُنایا۔ اور کہا کہ اگر کوئی مجھے ایکادشی کے برت کا پھل دے۔ تو پھر بھی سورگ کو جاسکتی ہوں۔ راجہ نے تمام شہر میں تلاش کرائی۔ مگر ایکادشی کا برت رکھنے والا کوئی بھی نہ ملا۔ لیکن ایک روز کسی شُودر میاں بیوی میں لڑائی ہوئی تھی۔ اور غصہ کے مارے عورت دن رات بھوکی رہی۔ اتفاق سے اُس دن ایکادشی تھی۔ اُس عورت نے راجہ کے نوکروں سے جا کر کہا۔ کہ میں نے ایکادشی جان کر تو نہیں بلکہ (اُس دن) یونہی فاقہ کیا تھا۔ یہ سُن کر نوکر اُسے راجہ کے روبرو لے آئے۔ اُس سے راجہ نے کہا کہ تو اس بمان (غبارہ) کو چھوؤ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُسی وقت غبارہ اوپر کی طرف اُڑ گیا۔ یہ تو لاعلمی سے برت کا پھل ہے اگر جان بوجھ کر برت رکھے۔ تو پھل کی کیا انتہا ہے؟ واہ رے آنکھ کے اندھے لوگو! اگر یہ بات سچ ہے تو ہم ایک پان کا بیڑا جو سورگ میں نہیں ہوتا۔ وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ سب ایکادشی والوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا پھل دے دیں۔ اگر ایک پان کا بیڑا اوپر کو چلا جاویگا۔ تو پھر لاکھوں کروڑ پان وہاں بھیجیں گے۔ اور ہم بھی ایکادشی کا برت رکھا کرینگے۔ اگر ایسا نہ ہُوا تو تم لوگوں کو فاقہ کشی کی آفت سے رہا کر دینگے:-

سال بھر کی چوبیس ایکادشیوں کے نام الگ الگ مقرر کئے گئے ہیں۔ کسی کا دھندا (دولت دینے والی) کسی کا کامدا (خواہشیں پورا کرنے والی) کسی کا پُترا (بیٹا دینے والی) اور کسی کا نرجلا (جس میں پانی پینا منع ہے) بہت سے مفلس

بہت سے مُرادیں حاصل کرنے والے اور لا ولد (ایکادشی) رکھتے رکھتے بوڑھے ہوگئے اور مر بھی گئے۔ لیکن انہیں دولت دلی خواہشیں اور بیٹے حاصل نہ ہوئے ۔

ماہ جیٹھ کی شکل پکش میں جس وقت کہ ایک گھڑی بھر پانی نہ ملنے سے انسان بے قرار ہو جاتا ہے۔ اکادشی کے برت رکھنے والوں کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ خاصکر بنگالہ میں سب بیوہ عورتوں کی اکادشی کے روز بُری گت ہوتی ہے۔ اِس (کتاب کے) بے رحم قصائی کے دل والے (مصنّف) کو لکھتے وقت ذرا بھی رحم نہ آیا۔ ورنہ نرجلا کا نام سجلا (پانی والی) اور ماہ پوش کی شکل پکش کی اکادشی کا نام نرجلا رکھتا۔ تو قدرے موزوں ہوتا۔ لیکن اُس پوپ کو رحم سے کیا کام؟ کوئی جیو وہ مرو۔ پوپ جی کا پیٹ پورا بھرو ۔

حاملہ یا منکوحہ عورت۔ لڑکوں یا جوان آدمیوں کو تو کبھی فاقہ نہ رکھنا چاہیئے اگر فاقہ کرنا بھی ہو۔ تو جس دن بدہضمی ہو۔ بھوک نہ لگے۔ اُس دن شربت یا دودھ پی کر بھوکے رہیں۔ جو بھوک کے وقت نہیں کھاتے اور بغیر بھوک کے کھاتے ہیں۔ وہ دونو ہی بحرِ امراض میں غوطہ کھا کر دُکھ پاتے ہیں۔ اِن سودائیوں کی تحریر و تقریر کو ہرگز تسلیم نہ کرنا چاہیئے ۔

اب گورو چیلا منتر کا اُپدیش اور مذہبی فرقوں کا احوال بیان کرتے ہیں ۔

وید کی گم شدہ شاخیں اور مورتی پوجا

بت پرست سوال کرتے ہیں۔ کہ وید لا انتہا ہیں۔ رگوید کی ۲۱ یجروید کی ۱۰۱۔ شام وید کی ایک ہزار اور اتھروید کی نو شاکھائیں (شاخیں) ہیں۔ اِن میں سے چند شاکھائیں ملتی ہیں۔ باقی لوپ (گم) ہو گئی ہیں۔ اُن میں مورتی پوجا اور تیرتھوں کے پرمان ہونگے۔ اگر نہ ہوتے تو پرانوں میں کہاں سے آتے؟ معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس ہوتا ہے۔ پُرانوں کو دیکھ کر مورتی پوجا کے مستند ہونے میں کیا شبہ ہے؟

جواب۔ جس درخت کی جو شاخ ہوتی ہے۔ اس میں اُس درخت کی خاصیت ہوتی ہے۔ مختلف نہیں۔ خواہ شاخ بڑی ہو۔ خواہ چھوٹی۔ ان میں اختلاف (فرق) نہیں

ہو سکتا۔ ویسے ہی جتنی شاخیں ملتی ہیں جب اُن میں پتھر وغیرہ بُت پرستی اور تری خشکی کی (خصوصیت سے) تیرتھوں کا حوالہ نہیں ملتا۔ تو اُن گم شدہ شاخوں میں بھی نہیں تھا۔ اور چار وید مکمل ملتے ہیں۔ شاکھائیں اُن سے متضاد کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر متضاد ہیں۔ اُن کو شاکھا کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ جب یہ حالت ہے۔ تو پُران کو ویدوں کی شاکھا نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کے مخالف فرقہ والوں کی تصانیف ہیں۔ اگر تم ویدوں کو کلام الٰہی مانتے ہو۔ تو اِشولائن وغیرہ رشی منیوں کے نام سے جو مشہور کتابیں ہیں۔ اُن کو وید کا جزو کیوں مانتے ہو؟ جس طرح ڈالی اور پتوں کے دیکھنے سے پیپل۔ بڑ اور آم وغیرہ درختوں کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے ہی رشی منیوں کی تصانیف ویدانگ۔ چاروں برہمن۔ انگ۔ اپانگ اور اپ وید وغیرہ سے وید کے صحیح صحیح معنی جانے جاتے ہیں۔ اسی لیئے اِن گرنتھوں کو شاکھا مانا ہے جو کتب وید کے خلاف ہیں انکو مستند اور جو وید کے مطابق ہیں اُنکو غیر مستند نہیں کہہ سکتے۔ اگر تم نادیدہ شاکھاؤں میں بت پرستی وغیرہ کے پرمان فرض کر دگے۔ تو جب کوئی یہ دعوےٰ کریگا۔ کہ گم شدہ شاکھاؤں میں ورن آشرم کا طریق اُلٹا ہے یعنی انتیج (دوغلہ) اور شودر کا نام برہمن وغیرہ اور برہمن وغیرہ کا نام شودر انتیج وغیرہ۔ مجامعت نہ کرنیکے قابل عورتوں سے مجامعت کا کرنا اور نہ کرنیکے لائق کام کا کرنا۔ جھوٹ بولنے وغیرہ کو دھرم۔ سچ بولنے وغیرہ کو ادھرم وغیرہ لکھا ہے۔ تو تم اُس کو وہی جواب دوگے۔ کہ جو ہم نے تم کو دیا ہے۔ یعنے وید اور مشہور شاکھاؤں میں جس طرح برہمن وغیرہ کا نام برہمن وغیرہ اور شودر وغیرہ کا نام شودر وغیرہ لکھا ہے۔ ویسا ہی نادیدہ شاکھاؤں میں ماننا چاہیئے۔ ورنہ ورن آشرم وغیرہ کا طریق سب بگڑ جائیگا۔

اور بتاؤ بھلا جیمنی۔ بیاس اور پتنجلی کے زمانے تک سب شاکھائیں موجود تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو تم کبھی تردید نہ کر سکوگے۔ اور اگر نہیں تھیں۔ تو پھر اِس بات کا کیا ثبوت کہ اور شاکھائیں بھی تھیں؟ دیکھو جیمنی نے میمانسا میں

سب کرم کانڈ۔ یگیہ ولکیہ منی نے یوگ شاستر میں سب اپاسنا کانڈ اور ویاس مُنی نے شارک سُوتروں میں سب گیان کانڈ وید کے مطابق لکھا ہے۔ اُن میں پتھر وغیرہ کے بتوں کی پُوجا پرباگ وغیرہ تیرتھوں کا نام تک نہیں لکھا۔ کہیں کہاں سے؟ اگر ویدوں میں ہوتا۔ تو لکھے بنا کبھی نہ چھوڑتے۔ اس لئے گم شدہ شاکھاؤں میں بھی مورتی پُوجا وغیرہ کا ذکر نہ تھا۔

یہ سب شاکھائیں وید نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں کلام آلہی ویدوں کے عنوان سے کچھ تو تشریح اور کچھ دُنیا کے لوگوں کے حالات وغیرہ لکھے ہیں۔ وید میں ایسی باتیں بالکل نہیں ہیں۔ وہاں تو صرف انسان کو گیان کا اُپدیش کیا ہے۔ کسی انسان کا نام تک نہیں۔ اس لئے مورتی پوجا بالکل ممنوع ہے۔

مورتی پوجا سے بزرگوں کی مذمت

دیکھو مورتی پوجا سے شری رام چندر۔ شری کرشن۔ نارائن اور شو وغیرہ کی بڑی مذمت اور ہنسی ہوتی ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ بڑے مہاراجہ ادھیراج تھے۔ اور اُن کی عورتیں سیتا۔ رکمنی لکشمی اور پاربتی وغیرہ مہارانیاں تھیں۔ لیکن اب اُن کی مورتیں مندروں وغیرہ میں رکھی جاتی ہیں۔ اور پُجاری لوگ اُن کے نام سے بھیک مانگتے ہیں۔ یعنی اُنکو بھکاری ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ آؤ مہاراج۔ سیٹھ جی ساہوکار و۔ درشن کیجئے بیٹھئے۔ چرنامرت لیجئے۔ کچھ بھینٹ چڑھائیے۔ مہاراج سیتا۔ رام۔ کرشن۔ رکمنی یا رادھا کرشن لکشمی نارائن اور مہا دیو پاربتی جی کو تین روز سے بال بھوگ یا راج بھوگ یعنی کھانا پینا میسر نہیں ہُوا۔ آج اِن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سیٹھ جی یا بھائی جی سیتا وغیرہ کو تھفنی بنوا دیجئے۔ اناج وغیرہ بھیجو۔ تو رام کرشن وغیرہ کو بھوک لگائیں کپڑے سب پھٹ گئے ہیں۔ مندر کے کونے سب گر پڑے ہیں۔ مندر اوپر سے چوتا ہے۔ اور بد معاش۔ چور جو کچھ تھا۔ اُٹھا لے گئے۔ کچھ اوندروں (چوہوں) نے کاٹ ڈالے ہیں۔ دیکھئے۔ ایک دن میں اوندروں نے ایسا غضب کیا۔ کہ دیوتا کی آنکھ بھی نکال بھاگ گئے۔ اب ہم چاندی کی آنکھ نہ بنوا سکتے تھے۔ اس لئے

کوڑی کی لگادی ہے +

یہ لوگ رام لیلا اور راس منڈل بھی کرواتے ہیں۔ سیتا۔ رام۔ رادھا۔ کرشن۔ ناچ رہے ہیں۔ راجہ اور مہنت وغیرہ ان کے سیوک (پیرو) آنند میں بیٹھے ہیں مندر میں سیتا۔ رام وغیرہ کھڑے اور پجاری یا مہنت جی آسن یا گدی پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ دیوتاؤں کو گرمی کے وقت بھی اندر تالا لگا کر بند کر دیتے ہیں۔ اور آپ کھلی ہوا میں پلنگ بچھا کر سوتے ہیں۔ بہت سے پجاری اپنے نارائن کو ڈبی میں بند کرکے اوپر سے کپڑا وغیرہ باندھ گلے میں لٹکا لیتے ہیں جس طرح کہ بندریا اپنے بچے کو گلے میں لٹکا لیتی ہے۔ ویسے دیوتا پجاریوں کے گلے میں لٹکا کرتے ہیں۔ جب کوئی مورت کو توڑتا ہے۔ تب واویلا مچاتے ہیں۔ چھاتی پیٹتے ہیں اور ایسی بکواس کرتے ہیں کہ سیتا رام جی۔ رادھا کشن جی اور شو پاربتی جی کو بدمعاشوں نے توڑ ڈالا۔ اب کسی اچھے کاریگر کی بنائی ہوئی سنگ مرمر کی دوسری مورت منگوا کر استھاپن کرکے پوجنی چاہیئے۔ نارائن کو گھی کے بغیر بھوگ نہیں لگتا۔ بہت نہیں تو تھوڑا سا ضرور بھیج دینا +

اس قسم کی باتیں ان (دیوتاؤں) کے سر منڈتے ہیں۔ اور راس منڈل یا رام لیلا کے اختتام پر سیتا رام یا رادھا کرشن سے بھیک منگواتے ہیں جہاں میلہ وغیرہ ہوتا ہے۔ وہاں کسی چھوٹے لڑکے (کے سر) پر مکٹ دھر اسے کنھیا بنا کر اور راستہ میں بٹھا کر بھیک منگواتے ہیں۔ آپ غور سے سوچیں کہ اس قسم کی باتیں کیس قدر افسوسناک ہیں۔ بھلا بتائیے تو سہی کیا سیتا وغیرہ ایسے مفلس اور گداگر تھے؟ یہ اُن کا مضحکہ اُڑانا یا اُن کی مذمت کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

اس طرح ہمارے قابلِ تعظیم لوگوں کی بڑی مذمت ہوتی ہے۔ بھلا اگر اُن کے اپنے زمانے میں پجاری سیتا۔ رکمنی۔ لکشمی اور پاربتی کو سڑک پر یا کسی مکان میں کھڑی کرکے یہ کہنا چاہتے۔ کہ آؤ۔ ان کا درشن کرو۔ اور کچھ بھینٹ پوجا دھرو۔ کیا سیتا رام وغیرہ ان بیوقوفوں کے کہنے سے ایسا کام کبھی کرتے یا کرنے

دیتے؟ جو اُن کا اس طرح مضحکہ اُڑاتا۔ اُس کو بغیر سزا کبھی چھوڑتے؟
ہاں! جب اُنہوں نے سزا نہ پائی۔ تو پوجاریوں کے اپنے افعال نے اُنہیں
بُت پرستی کے مخالفوں کے ہاتھوں سے بہت سا انعام دِلایا۔ اور اب
بھی ملتا ہے۔ اور جب تک اُس کارِ بد کو نہ چھوڑیں گے۔ تب تک ملتا رہیگا۔
اس میں کیا شک ہے۔ کہ آریہ ورت کا دن بدن تنزّل پتھر وغیرہ کے بتوں کے
پوجنے والوں کی تباہی کا اور انہیں کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ گناہ کا
نتیجہ عذاب ہے۔ انہیں پتھر وغیرہ کے بتوں کی بدولت بہت نقصان ہو
چکا ہے۔ اور اگر ان کی پرستش نہ چھوڑیں گے۔ تو دن بدن اور ہوتا جاویگا

وام مارگیوں کا چیلوں کو اپدیش

ان بت پرستوں میں وام مارگی بہت قصور وار ہیں
جب عام لوگوں میں سے کسی کو چیلہ بناتے ہیں تو[1]

दुं दुर्गायै नमः । भैं भैरवाय नमः ।
ऐं ह्रीं क्लीं चामुण्डायै विच्चे ॥

اس منتر کا اُپدیش کروایا کرتے ہیں۔ اور بنگالہ میں عموماً اس قسم کے
ایکاکشری (ایک سلیبل Syllable والے) منتروں کا اپدیش[2] دیا کرتے ہیں

ह्रीं, श्रीं, क्लीं ॥ शाक्तानं० तं० प्रकी० प्र० ४५ ॥

وغیرہ وغیرہ اور ابیرون کا پورن ابھی شیک (کامل طور پر چیلہ بنانے کا طریق)
کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح دس مہا ودیاؤں کے منتر ہیں[3] +

---

[1] دنگ۔ درگا کو نمسکار ہو۔ بھم بھیرو کو نمسکار ہو۔ آئنگ ہرنیگ کلینگ چامنڈا دیوی کو نمسکار ہو +
[2] ہرینگ۔ شرینگ۔ کلینگ وغیرہ۔
[3] پرانگ پرینگ۔ ہردنگ۔ بگلا۔ مکھیئے بھٹ سواہا۔ (مترجم)

ह्रां ह्रीं हुं बगलामुख्यै फट् स्वाहा ॥ शा० प्रकी० प्र० ४१ ॥

क्रू फट् स्वाहा ॥ कामरत्न तंत्र बीजमंत्र ॥४॥

کہیں کہیں[1] اور مارن (مارنا) موہن (بیہوش کرنا) اچاٹن (دل برداشتہ کرنا) ودیشن (دشمنی پیدا کرنا) وشی کرن (بس میں لانا) وغیرہ پریوگ (عمل) کرتے ہیں۔ لیکن (درحقیقت) منتر سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ فعل سے سب کچھ کرتے ہیں۔ جب کسی کے مارنے کا پریوگ کرتے ہیں۔ تب ادھر کرانے والے سے روپیہ لے کر اُس شخص کے آٹے یا مٹی سے پتلا بنا لیتے ہیں۔ کہ مارنا چاہتے ہیں۔ اُس کی چھاتی۔ ناف اور حلق میں چھُری گھُسیڑ دیتے ہیں آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں میں کیلیں ٹھونکتے ہیں۔ اُس کے اوپر بھیرو یا درگا کی مورت بنا کر ہاتھ میں ترسول دے کر اُس کے دل پر لگاتے ہیں۔ ایک ویدی بنا کر گوشت وغیرہ کا ہوم کرنے لگتے ہیں۔ اور ادھر جاسوس وغیرہ کی معرفت اس کو زہر وغیرہ سے مارنے کی ترکیب کرتے ہیں۔ اگر اپنے عمل کے (وقت) کے اندر ہی اندر اُس کو مار ڈالا۔ تو اپنے تئیں بھیرو اور دیوی کا سِدھ بتلاتے ہیں[2]

भैरवा भूतनाथश्च

وغیرہ کا پاٹھ کرتے ہیں[3]

मारय २, उच्चाटय २, विद्वेषय २, छिन्धि २, भिन्धि २ वशीकुरु २, खादय २, भक्षय २, त्रोटय, नाशय, मम शत्रून् वशीकुरु २, हुं फट् स्वाहा ॥ (कामरत्न तंत्र उच्चाटन प्रकरण मं० ५—७)

---

[1] سیونگ کھوٹ۔ سوا یا۔

[2] بھیرو اور بھوت ناتھ

[3] مار ڈال۔ تباہ کر۔ دشمنی پیدا کر۔ تراش دے۔ توڑ ڈال۔ بس میں لا۔ چبا جا۔ کھا جا۔ پھوڑ ڈال۔ برباد کر۔ میرے دشمنوں کو بس میں لا۔ ہونگ پھٹ (مترجم)

وغیرہ کا منتر جپتے۔ گوشت۔ شراب وغیرہ حسب دلخواہ کھاتے پیتے۔ بھوؤں کے بیچ میں (ما تھے پر) سندور سے خط کھینچتے۔ کبھی کبھی کالی وغیرہ کے لئے کسی آدمی کو پکڑ اسے مار اور اس کا ہوم کر کچھ کچھ اس کا گوشت کھاتے بھی ہیں۔ جو شخص بھیروی چکر میں جاکر گوشت شراب وغیرہ نہ کھاوے پیوے۔ اسے مار کر ہوم کر دیتے ہیں۔ ان میں سے جو اگھوری ہوتا ہے وہ مردہ آدمی کا بھی گوشت کھا جاتا ہے۔ اجری وجری کرنے والے بول و براز بھی کھاتے پیتے ہیں ؞

چولی مارگی اور بیج مارگی

(ان میں) بعض چولی مارگیا اور بعض بیج مارگی بھی ہوتے ہیں۔ چولی مارگ والے کسی خفیہ جگہ یا زمین کے نیچے کوئی پوشیدہ جگہ بناتے ہیں جہاں انکی سب عورتیں۔ مرد۔ لڑکے۔ لڑکیاں۔ بہن۔ ماں۔ بہو وغیرہ مل کر گوشت کھاتے۔ شراب پیتے ہیں۔ کسی عورت کو برہنہ کر اس کی اندام نہانی کی سب آدمی پوجا کرتے ہیں۔ اس کا نام درگا دیوی دھرتے ہیں۔ ایک آدمی کو برہنہ کر اس کے عضو تناسل کی سب عورتیں پوجا کرتی ہیں۔ جب شراب پیتے پیتے مست ہو جاتے ہیں۔ تب سب عورتوں کی انگر کھیاں کسی ایک بڑے مٹی کے برتن میں ملا جُلا کر رکھ دیتے ہیں۔ سارے مرد باری باری اُس میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ جس کے ہاتھ میں جس کا کپڑا آوے۔ خواہ وہ اُس کی ماں ہو۔ بہن۔ لڑکی یا بہو۔ اُس وقت کے لئے اُس کی جورو بن جاتی ہے (پھر وہ آپس ہی میں بد فعلی کرتے ہیں۔ اور نشہ میں مخمور ہو جانے کی صورت میں جوتا وغیرہ سے بھی لڑتے بھڑتے ہیں۔ علی الصباح جب کچھ اندھیرا ہی ہوتا ہے



ہوتا ہے۔ سب اپنے اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ تب ماں ماں۔ لڑکی لڑکی بہن بہن اور بہو بہو ہو جاتی ہے۔ نیچ مارگی عورتیں اور مرد مجامعت کے بعد منی کو پانی میں گھول کر پیتے ہیں۔ اور یہ پاجی ویسے ہی افعال کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تحصیل علم اور نکوکاری سے محروم ہوتے ہیں +

شیو مت کا طریق پوجا

سوال شیومت والے تو اچھے ہیں؟

جواب - اچھے کہاں سے ہیں؟ جیسا پریت ناتھ ویسا بھوت ناتھ جس طرح وام مارگی منتر کے اپدیش وغیرہ سے لوگوں کا مال اڑاتے ہیں۔ ویسے ہی شیو بھی "اوم نمہ شوائے" وغیرہ پنچاکشر وغیرہ منتروں کا اپدیش کرنے رودراکش پہننے اور راکھ لگاتے مٹی اور پتھر وغیرہ کے لنگ بنا کر پوجتے ہیں۔ اور ہر ہر بم بم اور بکرے کے مانند بڑ بڑ بڑ کی آواز منہ سے نکالتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ تال بجانے اور بم بم کا نعرہ مارنے سے پاربتی خوش اور مہادیو ناخوش ہوتا ہے۔ کیونکہ جب بھسماسر کے آگے سے مہادیو بھاگے تھے۔ تب بم بم (بولا گیا تھا)۔ اور ٹھٹھے کے طور پر تالیاں بجائی گئی تھیں۔ اور گال بجانے سے پاربتی ناخوش اور مہادیو خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ پاربتی کے باپ دکش پرجاپتی کا سر کاٹ آگ میں ڈالدیا گیا تھا۔ اور اسکے دھڑ پر بکرے کا سر لگا دیا گیا تھا۔ اسی کی نقل کرکے بکرے کی آواز کے مانند گال بجانے کا رواج ہو گیا ہے۔

(شیو) شیوراتری کی شام کو برت رکھتے ہیں۔ اور ایسی ایسی باتوں سے نجات کا ہونا مانتے ہیں۔ پس جیسے وام مارگی غلطی میں پڑے ہیں ویسے شیو بھی ان میں خاص کر کن پھٹے ناتھ۔ گیری۔ پوری۔ بن۔ ہر کرنیہ۔ پربت اور ساگر اور ایسے ہی گرہستی بھی شیو ہوتے ہیں۔ بعض "دونو کشتیوں پر پاؤں رکھتے ہیں"۔ یعنی رام اور شیو دونو متوں کو مانتے ہیں۔ اور پھر ان میں سے بہت وشنو بھی بنے رہتے ہیں۔ ان کا یہ

अन्तः शाक्ता बहिश्शैवाः सभामध्ये च वैष्णवाः ।
नानारूपधराः कौला विचरन्ति महीतले ॥

تنتر کا شلوک ہے - اندر سے شاکت یعنی وام مارگی - باہر سے شیو یعنی رودراکش پہنتے اور راکھ لگاتے ہیں - اور سبھا میں وشنو کہلاتے ہیں - کہ ہم وشنو کے اپاسک ہیں - ایسے کئی طرح کی شکل اختیار کر کے وام مارگی دنیا میں پھرتے ہیں -

وشنوؤں کی لیلا -

سوال - وشنو تو اچھے ہیں ؟

جواب کیا خاک اچھے ہیں - جیسے وہ (شیو) ویسے یہ (وشنو) ہیں - دیکھیے وشنوؤں کی کارستانی کہ اپنے تئیں وشنو کا داس (خادم) مانتے ہیں - انھیں سے سری وشنو جو چکرانکت ہوتے ہیں - وہ اپنے تئیں سب سے بڑھ کر سمجھتے ہیں - اصل میں کچھ بھی نہیں ہیں -

سوال - کیوں کچھ بھی نہیں ہیں - وہ تو سب کچھ ہیں - دیکھو ماتھے پر نارائن کے کنول چرن کے مانند تلک اور بیچ میں پیلے رنگ کا خط شری (لکشمی) کا نشان ہوتا ہے - اس لئے ہم شری وشنو کہلاتے ہیں سوائے ایک نارائن کے ہم دوسرے (دیوتا) کو نہیں مانتے - مہادیو کے لنگ کا درشن بھی نہیں کرتے - کہتے ہیں - کہ ہماری پیشانی پر شری (دیوی) براجمان (موجود) ہے سامنے لنگ (دیکھ کر) شرم آتی ہے - وہ لوگ آل مندار وغیرہ ستوتروں کا پاٹھ کرتے ہیں - نارائن کی منتروں کے ذریعہ پوجا کرتے ہیں گوشت نہیں کھاتے شراب نہیں پیتے پھر وہ اچھے کیوں نہیں ؟

جواب - اس تمہارے تلک کو ہری کے پاؤں کی شکل والا اور پیلے خط کو لکشمی کا نشان ماننا فضول ہے - کیونکہ یہ تو ہاتھ کی کاریگری اور ماتھے کا نقش ہے جس طرح کہ ہاتھی کے ماتھے پر مختلف قسم کے نقش کھینچے جاتے ہیں ویسے ہی تمہارے ماتھے [illegible] وشنو کے پاؤں کا نشان کہاں سے

آہا! کیا کوئی ہیکنٹھ میں جا کر وشنو کے پانوں کا نشان ماتھے پر لگوا آیا ہے؟
محقق - شری جڑ ہے - یا چیتن؟
ویشنو - چیتن ہے -
محقق - تو یہ خط جڑ ہونے کی وجہ سے چیتن نہیں ہے ہم پوچھتے ہیں کہ شری مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ اگر غیر مخلوق ہے تو یہ (خط) شری نہیں کیونکہ اس کو تو تم ہمیشہ اپنے ہاتھ سے بناتے ہو - پھر یہ شری کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر تمہارے ماتھے پر شری (لکشمی) ہے - تو بہت سے ویشنوؤں کا چہرہ پژمردہ اور بشاشت سے خالی کیوں دکھائی دیتا ہے؟ باوجود پیشانی پر شری ہونے کے گھر گھر بھیک کیوں مانگتے اور سدا برت سے (روٹی) لے کر پیٹ کیوں بھرتے ہو - یہ بات سڑی اور بے حیاؤں کی ہے کہ (ان کی) پیشانی پر شری ہو - اور پھر ان کی بڑے مفلسوں کی سی حالت ہو -
روایت ہے - کہ ایک وشنو بھگت مسمّے پری کال تھا - وہ چوری کر - ڈاکہ مار - دہوکا فریب کر بیگانہ مال اڑا ویشنوؤں کو دے کر خوش ہوا کرتا تھا - ایک دفعہ اسے چوری سے کچھ ہاتھ نہ آیا - اس لئے گھبرا کر (ادھر ادھر) پھر رہا تھا - کہ نارائن نے سمجھا - کہ ہمارا بھگت دکھ پاتا ہے سیٹھ جی کی شکل اختیار کر کے انگوٹھی وغیرہ زیور پہن رتھ میں بیٹھ کر سامنے آئے تب پری کال رتھ کے پاس گیا - اور سیٹھ سے کہا - کہ سب چیزیں جلدی اتار دو ورنہ مار ڈالوں گا - زیور اتارتے ہوئے انگوٹھی اتارنے میں دیر لگی پری کال نے نارائن کی انگلی کاٹ کر انگوٹھی - اتار لی - نارائن بڑے خوش ہوئے اور چتربھج (چار بازوں والا) جسم بنا کر درشن دیا - اور کہنے لگے - کہ تو میرا بڑا عزیز بھگت ہے - کیونکہ لوٹ مار چوری کر - مال لا ویشنوؤں کی خدمت کرتا ہے - اس لئے تو مبارک ہے ازاں بعد اسنے جا کر سب زیورات ویشنوؤں کے نذر کر دیئے -

ایک دفعہ پری کال کو ایک ساہوکار نوکر رکھ کر جہاز میں بٹھلا کر غیر ملک میں لے گیا۔ وہاں سے جہاز میں سپاری بھری۔ پری کال نے ایک سپاری توڑی اور آدھا ٹکڑا بنئے کو دے کر کہا کہ یہ میری آدھی سپاری جہاز میں رکھ دو۔ اور لکھ دو۔ کہ جہاز میں آدھی سپاری پری کال کی ہے بنئے نے کہا۔ خواہ ہزار سپاری لے لیجئو۔ پری کال بولا نہیں۔ ہم ادھرمی (بد دیانت) نہیں ہیں کہ یونہی لے لیں۔ ہم کو تو آدھی چاہئے۔ بنیا بیچارہ سیدھا سادھا تھا۔ اس نے ایسا ہی لکھ دیا۔ جب اپنے ملک میں جہاز آکر بندرگاہ پر ٹھہرا۔ اور سپاریاں اتارنے کی تیاری ہوئی۔ تو پری کال نے کہا۔ کہ ہماری آدھی سپاری دیدو بنیا وہی آدھی سپاری دینے لگا۔ تب پری کال نے جھگڑا شروع کیا۔ کہ میری تو جہاز میں آدھی سپاری ہے۔ آدھی بانٹ لونگا۔ حکام تک تنازعہ پہنچا۔ پری کال نے بنئے کی تحریر دکھائی۔ کہ اس نے آدھی سپاری دینے کے لئے لکھا ہے بنئے نے بہتیرا کہا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ آدھی سپاری لے کر ویشنوؤں کے حوالے کردی۔ تب تو ویشنو بڑے خوش ہوئے۔ اب تک اس ڈاکو چور پری کال کی مورت مندروں میں رکھتے ہیں۔

یہ کتھا بھگت مال میں لکھی ہے۔ سمجھ داروں کے لئے جائے غور ہے کہ ویشنو ان کے سیوک (مرید) اور نارائن تینوں چور منڈل ہیں یا نہیں اگرچہ مذہبی فرقوں میں رہ کر کوئی تھوڑا بہت نیک بھی ہوتا ہے۔ تاہم اس (ویشنو) مت میں رہ کر کوئی بھی پورا نیک نہیں ہوسکتا۔

اب ویشنوؤں کے باہمی اختلاف دیکھئے۔ مختلف تلک لگاتے اور کنٹھی پہنتے ہیں۔ رامانندی بغل میں گوپی چندن۔ بیچ میں دو تو سرخ اور نیم اوت۔ باریک خط ان کے درمیان ایک سیاہ بندی (نقطہ) مادھو لوگ سیاہ خط اور گوڑ بنگالی کٹاری کی شکل کا اور رام پرساد والے دو ہلال

کی شکل والے خطوط کے درمیان ایک سفید گول تلک وغیرہ وغیرہ لگاتے ہیں) ان کے بیان الگ الگ ہیں۔ رامانندی نارائن کے دل میں سرخ خط کو لکشمی کا نشان اور گوسائیں سری کرشن چندر جی کے دل میں رادھا کی موجودگی مانتے ہیں۔

ایک (اور) کتھا بھگت مال میں لکھی ہے۔ کہ ایک آدمی درخت کے نیچے سو رہا تھا۔ اسی جگہ مر گیا۔ اوپر سے کوئے نے بیٹھ کر دی۔ وہ اس آدمی کی پیشانی پر پڑ کر تلک کی شکل سی ہو گئی۔ یم کے دوت (قاصد) اسے لینے آئے۔ اتنے میں وشنو کے دوت بھی پہنچ گئے۔ دونوں میں تنازعہ ہونے لگا یم کے دوت کہتے تھے۔ ہمارے آقا کا حکم ہے۔ ہم اسے یم لوک میں لے جائیں۔ وشنو کے دوتوں نے کہا۔ ہمارے آقا کا حکم ہے ہم ویکنٹھ میں لے جائیں۔ دیکھو اس کی پیشانی میں وشنوی تلک ہے۔ تم کیسے لے جاؤ گے؟ یہ دیکھ یم کے دوت خاموش ہو کر چلے گئے اور وشنو کے دوت آرام سے اسے بیکنٹھ میں لے گئے۔ نارائن نے اسے بیکنٹھ میں رکھا۔

دیکھو جب اتفاق سے تلک بن جانے کا ایسا مہاتم ہے۔ تو جو شوق سے اپنے ہاتھ سے تلک لگاتے ہیں۔ وہ اگر نرک میں سے چھوٹ بیکنٹھ میں جاویں۔ تو کیا تعجب ہے؟

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب چھوٹے سے تلک کے لگانے سے آدمی بیکنٹھ کو جاتا ہے۔ تو سارے منہ پر لیپ کرنے یا کالا منہ کرنے یا (سارے) جسم پر لیپ کر لے سے بیکنٹھ سے بھی آگے سدھار جاتے ہیں یا نہیں؟ اسلئے یہ سب باتیں بیہودہ ہیں۔

کھاکھی اور دیگر سادھوؤں کی کرتوت

ان میں سے بہت کھاکھی لنگوٹی پہن لکڑی جلا دھونی تپاتے جٹا بڑھاتے اور سدھ کا بھیس بناتے ہیں بگلے کے مانند دھیان لگا کر بیٹھتے ہیں۔ گانجا۔ بھانگ چرس کے دم لگاتے

اور آنکھیں سرخ کئے رکھتے ہیں۔ سب سے چٹکی بھر اناج۔ آٹا۔ کوڑی پیسے مانگتے ہیں۔ گرہستیوں کے لڑکوں کو بہکا کر چیلے بنا لیتے ہیں۔ عموماً مزدور لوگ ان میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی علم پڑھے تو پڑھنے نہیں دیتے۔ بلکہ کہتے ہیں۔

पठितव्यं तदपि मर्तव्यं दन्तकटाकटेति किं कर्तव्यम्॥

سنتوں کو دویا پڑھنے سے کیا کام۔ کیونکہ پڑھنے والے بھی مرجاتے ہیں (اور نہ پڑھنے والے بھی) پھر دانت کٹ کٹی کیوں کرنا۔ سادھوؤں کا یہی کام ہے کہ چاروں طرف پھر آئیں سنتوں کی سیوا (خدمت) کریں اور رام جی کا بھجن کریں۔ اگر کسی کو جہالت کا مجسم پتلا دیکھنا ہو تو کھاکھی جی کا درشن کر آئے۔ جو ان کے پاس جاتا ہے۔ اس کو بچہ بچی کہہ کر پکارتے ہیں۔ خواہ وہ کھاکھی جی کی ماں یا باپ کی عمر کا ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے کھاکھی جی ہیں۔ ویسے ہی روکھڑ سوکھڑ۔ گوڈ پئے اور جماعت ولے ستھرے اور اکالی کان پھٹے جوگی اوگھڑ وغیرہ ہیں۔

ایک کھاکھی کا چیلہ "شری گنیشایہ نمہ" کے بجائے "شری گنشیا جنے" رٹتے رٹتے کنوئیں پر پانی بھرنے گیا۔ وہاں کوئی پنڈت بیٹھا تھا۔ وہ اسے شری گنشیا جنے رٹتے ہوئے سن کر بولا۔ اے سادھو۔ غلط کیوں رٹتا ہے۔ "شری گنشیا ینمہ" بول۔ سادھو نے جھٹ لوٹا بھر لیا۔ اور گورو جی کے پاس جا کر کہا۔ کہ ایک بمن (برہمن) مرا رٹنا غلط بتلاتا ہے۔ یہ سن کر کھاکھی جی جھٹ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور کوئیں پر جا کر پنڈت سے یوں مخاطب ہوئے تو میرے چیلے کو کیوں بہکاتا ہے۔ تو گورو کے لنڈی کیا پڑھا ہے! دیکھ تو ایک قسم کا پاٹھ جانتا ہے۔ ہم تین قسم کا جانتے ہیں۔ (۱) شری گنشیا جنے (۲) شری گنشیا نیمہ (۳) شری گنشیانمے۔

پنڈت۔ سنو سادھو جی۔ علم کی باتیں مشکل ہیں سیکھے بدوں نہیں آتیں۔

کھاکھی ۔ چل بے ۔ سب بدھوان (عالم) کو ہم نے رگڑ مارے ۔ جو بھانگ میں گھوٹ ایکدم سب اڑا دیئے ۔ سنتوں کا گھر بڑا ہے ۔ تو باوڑا کیا جانے؟
پنڈت : ۔ دیکھو ۔ اگر تم نے ودیا پڑھی ہوتی ۔ تو ایسے الفاظ منہ سے کیوں نکالتے سب قسم کی تمہیں واقفیت ہوتی ۔
کھاکھی : ۔ اب تو ہمارا گورو بنتا ہے ۔ تیرا اپدیش ہم نہیں سنتے ۔
پنڈت : سنو کیسے عقل ہی نہیں ۔ اپدیش سننے اور سمجھنے کے لئے ودیا چاہیئے
کھاکھی : ۔ جو سب وید شاستر پڑھے (مگر) سنتوں کو نہ مانے ۔ تو جانو کہ وہ کچھ بھی نہیں پڑھا ۔ ہاں ہم سنتوں کی سیوا کرتے ہیں مگر تم جیسے ہڑدنگوں (اشورا پشتوں) کی نہیں کرتے ۔ کیونکہ سنت نیک ۔ عالم ۔ دھارمک ۔ پراپکاری آدمیوں کو کہتے ہیں ۔
کھاکھی ۔ دیکھ ہم رات دن ننگے رہتے ۔ دھونی تپتے گانجا اور چرس کے سینکڑوں دم لگاتے تین تین لوٹے بھانگ کے پی جاتے ۔ گانجا بھانگ دھتورہ کے پتوں کی بھاجی ۔ (ترکاری) بنا کر کھاتے ۔ سنکھیا اور افیون بھی جھٹ نگل جاتے ۔ نشہ میں غرق (محمور) ہو کر رات دن بے فکر رہتے ۔ دنیا کو حقیر (ناچیز) تصور کرتے ۔ بھیک مانگ ٹکڑ بنا کر کھاتے ہیں ۔ کھانسی ہمیں رات بھر ایسی اٹھتی رہتی ہے ۔ کہ پاس سونے والے کو کبھی نیند نہ آوے ۔ یہ کرامتیں (سدھیاں) اور ایسا سادھوپن ہم میں ہے ۔ پھر تو ہماری نیندا (برائی) کیوں کرتا ہے؟ اگر باوڑے تو ہمیں دق کریگا ۔ تو ہم تم کو بھسم (جلا کر راکھ) کر ڈالینگے ۔
پنڈت : ۔ یہ سب کام بچھن اسادھو (جاہل) اور پاجیوں کے ہیں سادھوؤں کے نہیں ۔ سنو جو دھرم کے مطابق نیک کام کرے ہمیشہ پراپکار میں لگا رہے جس میں کوئی عیب نہ ہو عالم ہو اور ست اپدیش سے سب کا بھلا کرے ۔ اسے سادھو کہتے ہیں ۔
کھاکھی ۔ چل بے ۔ تو سادھو کے کرم کیا جانے؟ سنتوں کا گھر بڑا ہے ۔"

کسی سنت سے اڑ سکتا نہیں۔ نہیں تو دیکھ ایک چمٹا اٹھا کر مارے گا کپال (سر) پھوڑ دالے گا۔

پنڈت :- اچھا کھا کھی جی۔ جائیے اپنے آسن پر بیٹھئے ہم پر اسقدر خفا نہ ہوئیے۔ جانتے ہو۔ راج کیسا ہے! کسی کو ماروگے۔ تو پکڑے جاؤگے جیلخانہ کی سیر کرنی پڑیگی۔ بید کھاؤگے۔ یا کوئی تم کو بھی مار بیٹھے گا۔ پھر کیا کروگے۔ یہ سادہووں کے لچھن نہیں۔

کھا کھی۔ چل بے چیلے۔ کس راکشش کا منہ دکھلایا۔

پنڈت۔ تم نے کبھی کسی مہاتما کا سنگ نہیں کیا۔ ورنہ ایسے جاہل مطلق نہ رہتے۔

کھا کھی۔ ہم آپ ہی مہاتما ہیں۔ ہم کو کسی دوسرے سے کیا غرض!

پنڈت۔ جن کی بد قسمتی آتی ہے۔ ان کی تمہاری سی عقل اور انہیں تمہارے ہی سا گھمنڈ ہوتا ہے۔ (اس کے لبعد) کھا کھی اپنے آسن پر جا بیٹھا اور پنڈت جی گھر کو گئے۔ جب سندھیا (شام) کی آرتی ہو چکی تب اُس کھا کھی کو بڈھا سمجھ کر بہت سے کھا کھی "ڈنڈوت ڈنڈوت" کہتے ہوئے ساشٹانگ (پرنام) کر بیٹھ گئے۔ اس (بوڑھے) کھا کھی نے پوچھا۔ ابے رام داسیا تو کیا پڑھا ہے؟

رام داس۔ مہاراج میں نے وشنو سہسر نام پڑھا ہے۔ ابے گوبندائیے تو کیا پڑھا ہے۔

گوبند داس۔ میں رام ستو راج پڑھا ہوں۔ فلاں کھا کھی جی کے پاس سے اسکے بعد رام داس بولا۔ کہ مہاراج۔ آپ کیا پڑھے ہیں۔ کھا کھی جی ہم گیتا پڑھے ہیں۔ رامداس۔ کس سے

کھا کھی جی۔ چل بے چھوکرے ہم کسی کو گورو نہیں بناتے۔ دیکھ ہم پراگ راج میں رہتے تھے۔ ہم کو اکھر نہیں آتا تھا۔ جب کسی لمبے دھوتی والے کو دیکھتا تھا۔ تب گیتا کے گوٹکے میں پوچھتا تھا۔ کہ اس کلنگی والے اکھر کا کیا نام ہے۔

اس طرح پوچھ پوچھ کرا ٹھارہ ادھیاء گیتا رگڑ مارہی - گورو ایک بھی نہیں بنایا
بھلا ایسے علم کے دشمنوں کے دل میں اگر جہالت گھر کرکے نہ بیٹھے - تو
کہاں جائے - یہ لوگ سوائے نشہ پینے دنگہ فساد کرنے کھانے پینے سورہنے
جھانجھ پیٹنے - گھنٹہ - گھڑیال سنکھ بجانے - دہوی تپانے - نہانے
دھونے سب طرح فضول آوارہ گردی کے اور کوئی مفید کام نہیں کرتے -
پتھر کا پگھلانا آسان ہے - لیکن کسی بات کا ان کھا کھیوں کا ذہن نشین
کرنا مشکل کیونکہ اکثر وہ شودروں - مزدور - کسان کہار وغیرہ ہوتے ہیں - اور
اپنا کام کاج چھوڑ صرف کھاکھ رما کر بیراگی - کھاکھی وغیرہ بن جاتے ہیں - انہیں
علم یا ست سنگ کی عظمت معلوم نہیں ہوتی -

(کھا کھیوں کے کئی فرقے ہیں - ان میں سے ناتھوں کا منتر نمہ شوائے
ہے کھاکھیوں کا - نرسنگھائمہ راماوتوں کا - شری رام چندر ائے نمہ - یا
سیتارام بھیام نمہ کرشن کے اپاسکوں کا - شری رادھا کرشنا بھیام نمہ - نمو
بھگوتے واسو دیوائے - اور بنگالیوں کا - گوبنڈا نمہ "ان منتروں کو صرف
کان میں پڑھ دینے سے (لوگوں کو) چیلا بنا لیتے ہیں - اور اس قسم کی تعلیم
دیتے ہیں - کہ بچہ تو بنے کا منتر پڑھ لے (جل پوتر سنتھل پوتر اور پوتر کو ا
شو کہہ - پاربتی تو بنا پوتر ہوا - بھلا اس قسم کے لوگوں کی یہ قابلیت کہاں
کہ (اصلی) سادہو یا عالم بن سکیں - یا دنیا کی بھلائی کر سکیں -

کھاکھی رات دن لکڑی اور جنگلی کانٹے جلایا کرتے ہیں - ایک مہینہ کے اندر بہت
روپؤں کی لکڑی پھوک ڈالتے ہیں - اگر ایک ماہ کی لکڑی کی قیمت سے کمبل
وغیرہ کپڑا خرید لیں (تو ایندھن کی قیمت کا) سواں حصہ (خرچ کرنے سے
چین میں رہیں - (لیکن) انکو اسقدر تمیز ہی کہاں؟

پھر انہوں نے دہونی تپانے کی وجہ سے اپنا نام تپسوی رکھ چھوڑا ہے
اگر آدمی کا تپسوی ہونا اسی بات پر منحصر ہو - تو جنگلی آدمی ان سے بھی بڑھکر

تپسوی سمجھنے چاہئیں۔ اگر جٹا کے بڑھانے راکھ لگانے یا تلک لگانے سے آدمی تپسوی ہو سکتا ہے۔ تو ہر ایک آدمی ہو سکتا ہے۔ یہ ظاہرا تو تارک الدنیا ہیں۔ پر باطن میں پکے حریص ہوتے ہیں۔

کبیر پنتھ ‏سوال۔ کبیر پنتھی تو اچھے ہیں؟ جواب نہیں۔ سوال۔ کیوں اچھے نہیں! کبیر پنتھی پتھر وغیرہ کی مورتوں کی پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں۔ کبیر صاحب پھولوں سے پیدا ہوئے۔ اور آخر ش پھول بن گئے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو کے جنم سے پہلے بھی کبیر صاحب موجود تھے۔ سدھ ایسے کہ جو بات وید پران بھی نہیں جان سکتا۔ اسکو کبیر جانتے ہیں۔ راہ راست تو کبیر جی نے ہی دکھلایا ہے۔ چنانچہ کبیر پنتھوں کا منتر ست نام کبیر وغیرہ ہے۔ جواب۔ پتھر وغیرہ کو چھوڑ پلنگ۔ گدی۔ تکیہ۔ کھڑاواں چراغ وغیرہ کو پوجتے ہیں۔ انکی پوجا پتھر وغیرہ کی مورتوں کی پوجا سے کم نہیں۔

کیا کبیر بھنگا تھا۔ یا پھولوں کی کلیاں کو پھولوں سے پیدا ہوا اور آخر میں پھول بن گیا۔ اصل میں انکے متعلق یہ مروجہ روایت سچی ہوگی۔

ایک جولاہا کاشی میں رہتا تھا۔ اس کے گھر اولاد نہ تھی۔ ایکدفعہ جبکہ تھوڑی سی رات باقی تھی۔ اس کا گزر ایک کوچہ میں سے ہوا۔ اس نے سڑک کے کنارے ایک ٹوکرے میں پھولوں کے بیچ اسی رات کا پیدا ہوا ہوا لڑکا پڑا پایا۔ وہ اسے اٹھا لے گیا۔ اور اسے اپنی عورت کو دیدیا۔ اسنے اسکی پرورش کی وہ لڑکا بڑا ہو کر جولاہے کا کام کیا کرتا تھا۔ کسی پنڈت کے پاس سنسکرت پڑھنے گیا۔ پنڈت نے اسکی بےعزتی کی اور کہا کہ ہم جولاہے کو نہیں پڑھاتے اسی طرح کئی ایک پنڈتوں کے پاس گیا۔ لیکن کسی نے اسے نہ پڑھایا۔ تب اوٹ پٹانگ بھاشا بنا کر جولاہوں وغیرہ نیچ قوموں کو سمجھانے لگا۔ تنبورے لیکر گاتا تھا۔ بھجن بناتا تھا۔ خاصکر پنڈتوں۔ ویدوں۔ شاستروں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ بعض جاہل لوگ اس کے دام میں آ گئے۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اسے سدھ بنا لیا۔

جو کچھ اسنے اپنی حیات میں بنایا تھا اسکو اسکے چیلے پڑھتے رہے کان بند کرکے جو لفظ سنائی دیتا تھا اسکو انحد شبد کہکر اپنا سدہانت (اعتقاد کی بنا) مقرر کیا یہ لوگ من کی برتی (میلان طبع) کو سرتی کہتے ہیں۔ سرتی کو اس (انحد) شبد سننے کی طرف راغب کرنے کا نام پرمیشور کا دھیان بتلاتے ہیں۔ اور ایسا دھیان کرنے والے کا نام سنت رکھتے ہیں۔ وہاں (دھیان میں) کال (موت) نہیں پہنچتا برچھی کی شکل کا تلک اور چندن وغیرہ کی لکڑی کی کنٹھی باندھتے ہیں اب جاننے غور ہے کہ ان باتوں سے روحانی ترقی کیا ہو سکتی ہے اور گیان کیا فروغ پا سکتا ہے؟ یہ تو صرف بازیچہ طفلانہ ہے۔

نانک پنتھ | سوال :- ملک پنجاب میں نانک جی نے ایک مذہبی طریق جاری کیا ہے۔ وہ بھی مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو مسلمان ہونے سے بچایا۔ وہ تو سادھو بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ گرہستھی ہی رہے۔ دیکھو انہوں نے اس منتر کا اپدیش کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مدعا اچھا تھا۔ سہ اوم ست نام کرتا پرکھ نربھو نرویر۔ اکال مورت اجونی سبھم گورو پرساد جپ آدی سچ جگادی سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ جپ جی پوڑھی (اول)۔ (مطلب) اوم جسکا نام ستیہ (حق) ہے۔ وہ وجود خالق خوف اور کینہ سے مبرا ہے۔ وہ اکال مورت ہے۔ یعنی زمانہ سے محدود نہیں ہے وہ کبھی پیدا نہیں ہوتا منور ہے۔ اسی کا جپ گورو کی کرپا (فضل) سے کر۔ وہ پرماتما آغاز میں (سچ) ہست تھا۔ جگوں کے آغاز میں سچ موجودہ زمانہ میں سچ ہے۔ اور آئندہ رہے گا بھی سچ جواب۔ نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا۔ لیکن ودیا کچھ بھی نہ تھی۔ ہاں اپنے ملک کی زبان یعنی گنواری بولی جانتے تھے۔ وید وغیرہ شاستر اور سنسکرت سے بالکل بے بہرہ تھے۔ اگر بے بہرہ نہ ہوتے تو بجائے لفظ نربھے کے نربھو کیوں لکھتے؟ علاوہ اسکے اسبات کا ثبوت انکے بنائے ہوئے سنسکرت کے ستوتر سے ملتا ہے۔ (باوجود اس بات کے) چاہتے تھے۔ کہ میں

سنسکرت میں بھی قدم رکھوں" لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے؟
ہاں ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کا نام تک نہ سنا تھا سنسکرت بنا
کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے۔ یہ بات اپنی عزت و توقیر اور شہرت کی آرزو
سے بغیر کبھی نہ کرتے انکو شہرت کی خواہش ضرور تھی۔ ورنہ جیسی زبان جانتے
تھے کہتے رہتے اور یہ بھی ظاہر کر دیتے کہ میں نے سنسکرت نہیں پڑھی۔ جب کچھ
خود پسندی تھی۔ تو عزت حاصل کرنے کے لئے کچھ دمبھ بھی کیا ہوگا۔ اسی لئے انکی
گرنتھ میں جا بجا ویدوں کی مذمت اور تعریف بھی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کرتے
تو ان سے کوئی وید کے بھی معنی پوچھتا۔ جب بتلا نہ سکتے۔ تو عزت میں فرق آتا
اس لئے پہلے ہی اپنے چیلوں کے سامنے کہیں کہیں ویدوں کے خلاف کہتے۔
تھے۔ اور کہیں کہیں ویدوں کے تعریفی کلمے بھی کہے ہیں۔ کیونکہ اگر کہیں بھی
وید کو اچھا نہ کہتے تو لوگ انکو ناستک پکارتے۔ مثلاً وید پڑھت برھما مرے چاروں
وید کہانی[1] سادھ کی مہماں وید نہ جانے۔ (سکھمنی پوڑی ۷ - چوک ۸)
نانک برہم گیانی آپ پرمیشور (سکھمنی پوڑی ۸ - چوک ۱۶)
کیا وید پڑھنے والے مرگئے۔ اور نانک جی وغیرہ اپنے آپکو امر یعنی غیر فانی سمجھتے
ہیں کیا وہ نہیں مرے؟ وید تو سارے علوم کا مخزن ہے جو چاروں ویدوں کو
کہانی بتلاتا ہے۔ اس کی سب باتیں کہانی ہیں۔ چونکہ جاہلوں کا نام سنت
ہوتا ہے۔ وہ بیچارے ویدوں کی مہماں (عظمت) کیا جانیں؟ اگر نانک جی ویدوں کی
ہی تعظیم کرتے تو ان کا فرقہ نہ چلتا۔ اور نہ وہ گورو ہی بن سکتے۔ کیونکہ سنسکرت
تو انہوں نے پڑھا ہی نہ تھا۔ پھر دوسروں کو پڑھا کر چیلے کیسے بنا سکتے؟ یہ سچ
ہے کہ جس زمانہ میں نانک جی پنجاب میں ہوئے تھے۔ اسوقت پنجاب میں سنسکرت کا رواج

[1] ان تینوں شبدوں میں سے پہلا شبد گرنتھ صاحب کا نہیں اور دوسرے دو تو شبد دل کے حصے گورو
ارجن صاحب کے ہیں۔ گورو نانک دیو کے نہیں امرت سر میں ایک گلاب داسی سکھ نے سوامی جی کو یہ شبد
بتا کر کہا۔ کہ گورو نانک دیو کی ویدوں سے متعلق ایسی رائے ہے (مترجم)

نہ تھا۔ اور وہاں مسلمان حکمران تھے۔ اسوقت انہوں نے چند لوگوں کو بچایا
نانک جی کی زندگی میں انکے مذہب نے بہت فروغ نہیں پایا اور نہ ہی کچھ بہت
ان کے پیرو ہوئے کیونکہ جہلا کا قاعدہ ہے۔ کہ (گورو کے) مرنے کے بعد اسے
سدھ بنا لیا کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں بہت سا مہاتم بنا کر اپنے گورو کو ایشور
کے ہم پایہ مان لیا کرتے ہیں۔ ہاں نانک جی بڑے امیر اور رئیس بھی نہ تھے۔ لیکن
انکے چیلوں نے "نانک چندر ودے" اور جنم ساکھی وغیرہ میں لکھا ہے کہ وہ بڑے
سدھ اور اقبال مند تھے۔ وہ برہما وغیرہ سے ملے۔ بہت سی گفتگو ہوئی سب
نے انکی عزت کی نانک جی کے بیاہ میں بہت سے گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونے
چاندی۔ موتی۔ پنا (زمرد) وغیرہ جواہرات سے آراستہ تھے۔ اور بے بہا جواہرات
کا حدو حساب نہ تھا۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہیں۔ اس میں انکے چیلوں کا
قصور ہے نہ کہ نانک جی کا

دوم ان کے بعد اُن کے بیٹے سے اداسیوں کا فرقہ چلا اور رام داس وغیرہ سے
نرملوں کا کئی ایک گدی والوں نے بھاشا بنا کر گرنتھ میں ڈالی ہے۔
دسواں گرو ان کا گورو گوبند سنگھ ہوا ہے۔ ان کے پیچھے اس گرنتھ میں کسی کی بھاشا
نہیں ملائی گئی۔ بلکہ اسوقت تک کی جسقدر چھوٹی چھوٹی کتابیں تھیں۔ ان
سب کو اکٹھا کر کے ایک جلد بندھوا دی گئی تھی۔

ان لوگوں (سکھوں) نے بھی نانک جی کے بعد بہت سی بھاشا بنائی۔ بعض نے
مختلف قسم کے پرانوں کے جھوٹے افسانوں کے مانند گھڑ دیئے لیکن برہم گیانی
آپ پرمیشور بن کر کرم (مذہبی رسوم وغیرہ نیک کام) اور اپاسنا (عبادت و ریاضت)
چھوڑنے کی طرف انکے چیلے مائل ہوتے آئے ہیں۔ اس طرح بہت بگاڑ پیدا ہوا
اگر نانک جی کی اس ایشور کی خاص بھگتی کو رواج دیتے۔ جو انہوں نے مروج
کی تھی۔ تو بہتر ہوتا۔ اب (یہ حالت ہے) کہ اداسی کہتے ہیں کہ ہم بڑے نرملے
کہتے ہیں۔ ہم بڑے اکالی اور ایسے ہی سوتھرے کہتے ہیں کہ ہم سب سے

افضل ہیں۔ ان میں گوبند سنگھ جی بہادر ہوئے۔ چونکہ مسلمانوں نے انکے بزرگوں
کو بہت ایذا پہنچائی تھی۔ اسلئے ان سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ لیکن انکے
پاس کچھ سامان نہ تھا۔ اور ادھر مسلمانوں کی سلطنت زوروں پر تھی انہوں نے
ایک پرسچرن (یگیہ) کروایا۔ اور یہ مشہور کر دیا کہ مجھے دیوی نے ور اور تلوار
دی ہے کہ تم مسلمانوں سے جنگ کرو تمہاری فتح ہوگی۔ (اس پر) بہت سے لوگ
ان کے ساتھ ہوئے اور انہوں نے وام مارگیوں (جنہوں نے پانچ مکار جاری
کئے) اور چکرانکتوں کے مثل (جنہوں نے پانچ سند کار جاری کئے۔ پانچ ککار
جاری کئے یعنی پانچ اشیا جو مفید جنگ ہیں۔ جنکا نام حرف ک سے شروع ہوتا
ہے۔ (انکا رکھنا جائز قرار دیا) (۱) کیش (بال) جن کے رکھنے سے لڑائی میں لکڑی
اور تلوار سے بچاؤ ہوتا ہے۔ (۲) کنگن جو اکالی پگڑی میں رکھتے ہیں۔ اور کڑا
(جو ہاتھ میں ڈالا جاتا ہے تاکہ ان سے سر اور ہاتھ محفوظ رہیں (۳) کچھ یعنی
زانو کے اوپر ایک جانگیا کہ جو دوڑنے اور کودنے میں اچھا ہوتا ہے۔ عموماً
پہلوان اور نٹ بھی اسکو اس مطلب کے لئے پہنا کرتے ہیں۔ کہ اس سے
جسم کا نرم مقام محفوظ رہے۔ اور (حرکت کرنے میں) روک ٹوک نہ ہو (۴)
کنگھا کہ جس سے بال سنوارتے ہیں۔ (۵) کرپان جو دشمن سے مقابلہ آ
پڑنے پر لڑائی کے وقت کام آوے۔

یہ طریق گوبند سنگھ جی نے دانائی سے اس زمانہ کے لئے جاری کیا تھا
اب اس زمانہ میں ان چیزوں کا رکھنا چنداں ضروری نہیں ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ جو باتیں جنگ کے لئے مفید تھیں وہ دھرم میں شامل
کر لی ہیں۔ یہ لوگ مورتی پوجا تو نہیں کرتے لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ
کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا یہ مورتی پوجا نہیں ہے؟ کسی بے جان چیز کے سامنے
سر جھکانا یا اسکی پرستش کرنا سب مورتی پوجا ہیں۔ جیسے مورتی والوں نے اپنی دکان
نکال کھولکر روزی کی صورت نکال لی ہے ویسے ان لوگوں نے کیا ہے۔ جس طرح

پُجاری لوگ مورتی کا درشن کرواتے ۔ نذریں لیتے ہیں ۔ ویسے نانک پنتھی لوگ گرنتھ کی پوجا کرتے کرواتے اور نذریں بھی لیتے ہیں ۔ لیکن مورتی پوجا والے جتنی وید کی عزت کرتے ہیں ۔ گرنتھ صاحب والے اتنی نہیں کرتے یہ کہا جا سکتا ہے ۔ کہ انہوں نے ویدوں کو نہ سنا نہ دیکھا ۔ (انکی) عزت کیا کریں ! سب فرقوں کے عقلمند جو ضد اور تعصب سے پاک ہیں ۔ وہ وید کو سن کر اور (اسکی عظمت) دیکھ کر وید مت میں آ جاتے ہیں ۔ انہوں نے کھانے پینے کا بکھیڑا بہت سا ہٹا دیا ۔ جیسا اسکو ہٹایا ۔ ویسے ہی اگر شہوت پرستی اور تکبر کو دور کر کے ویدمت کی ترقی کریں ۔ تو بہت اچھی بات ہے ۔

دادو پنتھ

سوال ۔ دادو پنتھ کا طریق تو اچھا ہے جواب اچھا تو وید کا طریق ہے ۔ اگر اختیار کر سکتے ہو تو کرو ۔ نہیں تو ہمیشہ کے لئے غوطے کھاتے پھرو دادو ۔ پنتھیوں کے اعتقاد کے مطابق دادو جی کا جنم گجرات میں ہوا تھا وہ اجمیر میں رہتے تھے ۔ اور وہاں تیلی کا کام کیا کرتے تھے ۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ دادو جی کی بھی پرستش شروع ہو گئی اب وید وغیرہ شاستروں کی سب باتیں چھوڑ کر وہ دادو جی کے پیرو دادو رام دادو رام " میں ہی مکتی مان بیٹھے ہیں جب سچا اپدیش کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تو ایسے ہی بکھیڑے پڑا کرتے ہیں ۔

رام سنیہی پنتھ

تھوڑے دنوں سے رام سنیہی مذہب شاہ پورا سے چلا ہے اس کے پیرووں نے ویدک دھرم کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور رام رام پکارنا اچھا سمجھ لیا ہے اور اسی میں وہ لوگ گیان دھیان اور مکتی مانتے ہیں لیکن جب بھوک لگتی ہے ۔ تب رام رام میں سے روٹی ساگ نہیں نکلتا کیونکہ کھانے پینے کی اشیا تو گرہستھیوں ہی کے گھروں سے دستیاب ہوتی ہیں وہ بھی مورتی پوجا پر لعنت ڈالتے ہیں ۔ لیکن خود مورتی بن رہے ہیں ۔ عورتوں کے ساتھ بہت رہتے ہیں کیونکہ رام جی کو رام کی " کے بغیر چین ہی نہیں آتا ۔

رام چرن نامی ایک سادھو گذرا ہے اس کا مذہب مقام شاہ پور علاقہ میواڑ

سے جاری ہوا ہے۔ رام رام کہنا ہی اسکے پیروؤں کا اعلیٰ منتر ہے اور یہی ان کا اعتقاد ہے۔ ان کی ایک کتاب ہیں کہ جس میں سنت داس وغیرہ کے اقوال میں ایسا لکھا ہے۔ بھرم روگ تب ہی مٹیا۔ رٹیا نرنجن رائے تب جم کا کاغذ پھٹیا۔ کٹیا کرم تب جائے (۱) ساکھی ۶۰۔

اب دانا آدمی سمجھ سکتے ہیں کہ رام رام کہنے سے بھرم یعنی جہالت یا یم کے اسکے گناہوں کے مطابق سزا یا کئے ہوئے کاموں کا اثر کبھی دور ہو سکتا ہے؟ یہ صرف انسان کو گناہ میں پھنسانے اور انسانی زندگی تباہ کر دینے کا طریقہ ہے۔

اب انکے سب سے بڑے گورو "رام چرن" کے اقوال لکھتے ہیں۔

مہماں ناؤں پرتاپ کی سنو سرون چت لائی رام چرن رسنا رٹو کرم سکل جھڑ جھائی
(۱) جن جن سمریا ناؤ سو سب اتریا پار رام چرن جو ولیسریا سو ہی جم کے دوار (۲)

رام بنا سب جھوٹ بتایو

رام بھجت چھوٹیا سب کرماں چندا ر سُور دے پر کما
رام کہے تن کوں بھی ناہیں تین لوک میں کیرت گائیں

رام رٹت جم جور نہ لاگے

رام نام لکھ پتھر ترائے بھگتی ہیت اوتار ہی دھریئے
اونچ نیچ کل بھید بچارے سو تو جنم آپنو ہارے
سنتن کے کل ویسے ناہیں رام رام کہہ رام سمائیں
ایسو گن جو کیرت گاوے ہر ہی ہر ہی جن کو پار نہ پاوے
رام سنتن کا انت نہ آوے آپ آپ کی بدھی سمر گاوے

(ان کا کھنڈن یعنی تردید)

اول تو رام چرن وغیرہ کے گرنتھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک گنوار سیدھا سادھا آدمی تھا۔ اور بالکل ناخواندہ تھا ورنہ ایسی گپڑ چوتھ کیوں لکھتا؟ یہ صرف انکا وہم ہے کہ رام رام کہنے سے کرم دور ہو جاتے ہیں صرف یہ اپنی اور اوروں

کی زندگی خراب کرتے ہیں۔ جم کا خوف تو کجا لیکن سپاہی چور ڈاکو۔ بھیڑیا۔ سانپ بچھو اور مچھر وغیرہ کا خوف بھی دور نہیں ہوتا۔ خواہ رات دن رام رام کہتا رہے کچھ بھی نہ ہوگا۔ جیسے شکر شکر کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا ویسے راست گوئی وغیرہ نیک اعمال کے بغیر رام رام کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور اگر رام رام کرنے والا اُن کا نام نہیں سنتا تو ساری زندگی بھر کہنے سے بھی نہیں سنے گا۔ اور اگر سنتا ہے۔ تو دوسری دفعہ رام رام کہنا فضول ہے۔ تعجب ہے کہ اُن لوگوں نے اپنا پیٹ بھرنے اور دوسروں کی زندگی برباد کرنے کے لئے دھوکے کی ٹٹی کھڑی کی ہے۔ ہم سنتے اور دیکھتے ہیں۔ کہ نام تو رکھا رام سنہی اور کام کرتے ہیں رانڈ سنہی کا۔ جہاں دیکھو وہاں رانڈ ہی رانڈ سنتوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اگر ایسے ایسے پاکھنڈ (مکر) جاری نہ ہوتے۔ تو آریہ ورت کی بُری حالت کیوں ہوتی۔ یہ لوگ اپنے چیلوں کو جھونٹ کھلاتے ہیں اور عورتیں بھی لیٹ کر ڈنڈوت پرنام کرتی ہیں۔ تنہائی میں بھی عورتیں اور سادھو اکٹھے بیٹھے رہتے ہیں۔

اِس کی دوسری شاخ ملک میواڑ کے ایک گاؤں "کھیڑا پا" سے نکلی ہے۔ اس کا حال یوں سُنا ہے[۱]۔ ایک شخص رام داس ذات "ڈھیڑ" بڑا چالاک تھا۔ اُسکی دو بیویاں تھیں۔ پہلے تو وہ بہت عرصہ اوگھڑ بنا رہا اور کتوں کیساتھ کھاتا رہا پھر رام مارگی کونڈا اپنتھی بنا۔ بعد ازاں رام دیو کا کامڑیا بنا۔ اپنی دونوں عورتوں کے ساتھ گاتا پھرتا تھا۔ اسی طرح گشت کرتا کرتا مقام سیتھل[۲] میں ڈھیڑوں کے گورو رام داس کو ملا۔ اُس نے رام دیو کا عقیدہ بتا کر اپنا چیلا بنایا۔ اور کھیڑا پا گاؤں میں اپنی جگہ بنائی اس کا مذہب اِدھر چلا اُدھر شاہ پورے میں رام چرن کا۔ اس کا بھی ذکر یوں سُنا ہے۔ کہ رام چرن جے پور کا بنیا تھا۔ وہ دانترا گاؤں میں ایک سادھو کا چیلا بنا

---

[۱] راجپوتانہ میں چمار لوگ بھگوے کپڑے رنگ کر رام دیو وغیرہ کے گیت جنکو وہ اپنی اصطلاح میں "شبد" کہتے ہیں۔ گا کر چماروں اور دوسرے ذاتوں کو سنایا کرتے ہیں۔ کامڑیے کہلاتے ہیں

[۲] سیتھل جودہ پور (ریاست) کے علاقہ میں ایک بڑا گاؤں ہے

اور شاہ پورے میں آڈیرا جمایا۔ سادہ لوح آدمیوں میں پاکھنڈ جلدی جڑ پکڑ جاتا ہے۔ پس ایسا ہی ہوا ہے یہ سب مذکورہ بالا رام چرن کے اقوال کے بنا پر (لوگوں کو) چیلہ بنا۔ اونچ نیچ میں کچھ امتیاز نہیں رکھتے۔ برہمن سے لیکر چنڈال تک ان کے چیلے بنتے ہیں۔ انہیں کونڈا پنتھی ہی سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ مٹی کے کونڈوں میں ہی کھاتے ہیں اور ساتھ ہی سادھوؤں کی جھوٹن کھاتے ہیں۔ لوگوں کو بہکاکر وید دھرم۔ ماں۔ باپ اور دنیا کے کام کاج سے چھڑا دیتے ہیں۔ اور چیلہ بنا لیتے ہیں۔ "رام نام کو" بڑا منتر مانتے ہیں اور اسی کو "چھچھو" (سوکشم یعنی دقیق) وید بھی کہتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں "رام" کہنے سے بیشمار جنموں کے پاپ دور ہو جاتے ہیں اس کے بغیر کسی کی مکتی نہیں ہوتی۔ جو ہر ایک سانس کے ساتھ رام رام کہنا بتا دے اس کو ست گورو کہتے ہیں۔ اور ست گورو کو پرمیشور سے بھی بڑا مانتے ہیں۔ اور اس کی مورت کا دھیان کرتے ہیں۔ سادھوؤں کے پاؤں دھوکر پیتے ہیں جب گورو سے چیلا جدا ہوتا ہے۔ تو گورو کے ناخن اور داڑھی کے بال اپنے پاس رکھ اُس کا ہمیشہ چرنامرت لیتا ہے رام داس اور ہر رام داس کے شبدوں کو جو ایک کتاب میں قلمبند ہیں۔ وید سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ اُس کی پرکرما لیتے ہیں۔ اور اسکو اشٹھ ڈنڈوت پرنام کرتے ہیں۔ اور اگر گورو نزدیک ہو۔ تو اس کو ڈنڈوت پرنام کر لیتے ہیں۔ عورت یا مرد کو یکساں ہی رام رام کے منتر کا اپدیش کرتے ہیں۔ اور نام کے سمرنے سے ہی کلیان (بہبودی) مانتے ہیں لیکن علم پڑھنا گناہ تصور کرتے ہیں۔ ان کی ساکھی یہ ہے۔

پنڈت کا ی پانی پڑی اور پورب لو پاپ رام رام سمرنا نہا رگھیو رپتھ آپ
وید پران پڑھے پڑھ گیتا۔ رام بھجن بن رہ گئے ریتا[ا]

انہوں نے ایسی ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ عورتوں کیواسطے خاوندوں کی خدمت کرنا پاپ اور گرو وسادھو کیخدمت کرنا دھرم بتلاتے ہیں۔ ورن آشرم

۵لہ خالی کوراے خالی

کو نہیں مانتے - جو برہمن ہو - لیکن رام سینہی نہیں ہے - اسے نیچ اور چانڈال مانتے ہیں - اور جو رام سینہی ہو - تو اُسے اعلیٰ اور اچھا سمجھتے ہیں - خود اِیشور کا اوتار نہیں مانتے لیکن رام چرن کا یہ قول جو پہلے بھی لکھا گیا ہے - کہ بھگتی ہیت اوتار ہی وہ ہر ہی تسلیم کرتے ہیں - یعنی بھگتوں اور سنتوں کی خاطر اوتار کا ہونا بھی مانتے ہیں - ان کا اِس طرح کا پاکھنڈ (فریب) کا جال آریہ ورت کو نقصان ہی پہنچانے والا ہے - اتنے سے ہی عقلمند لوگ بہت کچھ سمجھ لینگے -

گوکلئے گوسائیوں کا مت

سوال گوکلئے گوسائیوں کا مت تو بہت اچھا ہے دیکھو کیسا سکھ بھوگتے ہیں - کیا یہ سکھ سوائے لیلا کے حاصل ہو سکتا ہے ؟

جواب : یہ جاہ و جلال گرہستھیوں کا ہے - گوسائیوں کا ہرگز نہیں

سوال واہ واگو سائیوں کے پرتاپ (طفیل) سے ہے - ورنہ دوسروں کا ایسا اقبال کیوں نہیں ؟

جواب : دوسرے لوگ بھی اِسی طرح دھوکے کی ٹٹی کھڑی کریں - تو اُن کی اقبالمندی میں کیا شک ہے ؟ اور اگر ان سے بڑھ کر مکر و فریب کو عمل میں لایا جائے تو اس سے زیادہ اقبال ہو سکتا ہے -

سوال واہ جی واہ - اِس میں کیا مکر و فریب ہے ؟ یہ تو سب گولوک کی لیلا کا کھیل ہے ؟

جواب : گولوک کی لیلا نہیں - بلکہ گوسائیوں کی لیلا ہے - اگر گولوک کی لیلا ہے - تو گولوک بھی ایسا ہی ہوگا -

یہ مذہب ملک تیلنگ سے جاری ہوا ہے - وہاں کا ایک برہمن تلنگی لکشمن بھٹ جس کی شادی ہوئی ہوئی تھی - کسی سبب سے جورو اور ماں باپ کو چھوڑ کر کاشی میں جا کر سنیاسی ہو گیا - اور وہاں یہ جھوٹ بولا - کہ میری شادی نہیں ہوئی - اتفاق سے اُس کے سنیاسی ہونیکی خبر اس کے ماں باپ اور جورو کو پہنچی - وہ سب کاشی میں جا کر اُس کے سنیاس دینے والے کو کہنے

تھے - کہ اس کو سنیاسی کیوں بنایا - دیکھو - اسکی عورت جوان ہے - پھر عورت نے کہا
کہ اگر آپ میرے خاوند کو میرے ساتھ کرنا نہیں چاہتے - تو مجھے بھی سنیاس دے دیجئے
اس پر گورو نے چیلے کو بلا کر کہا - کہ تو بڑا جھوٹا ہے - اور کیونکر تو نے جھوٹ
بول کر سنیاس لیا ہے - اس لئے سنیاس چھوڑ کر گرہست آشرم
میں رہ - چیلے نے ویسا ہی کیا -

دیکھو اس مت کی ابتدا ہی جھوٹ اور فریب سے ہوئی ہے

جب وہ میاں بیوی ملک تیلنگ میں پہنچے - تو ان کو کسی نے ذات میں شامل نہ کیا
وہاں سے نکل وہ ملک میں پھرنے لگے - کاشی کے پاس مقام چرنار گڑھ کے
نزدیک چمپارنیہ جنگل میں چلے جا رہے تھے - کہ ایک جگہ انہوں نے ایک
لڑکا دیکھا - وہاں اس کے چاروں طرف فاصلہ پر آگ جلا کر اسے کوئی چھوڑ گیا تھا
تاکہ اسے کوئی جنگلی جانور مار نہ ڈالے لکشمن بھٹ اور اس کی عورت نے لڑکے
کو اٹھا لیا - اور اسے متبنےٰ بنا لیا - اس کے بعد وہ کاشی میں جا رہے -
تب وہ لڑکا بڑا ہوا - تو اس کے ماں باپ نے انتقال کیا - اس نے بچپن سے
جوانی تک کاشی میں کسی قدر تعلیم بھی پائی تھی - اپنے ماں باپ کے انتقال کے بعد
وہ وشنو سوامی کے مندر میں چیلا ہو گیا - کچھ عرصہ بعد وہاں بھی کچھ ان بن سی ہو
گئی - اور وہ وہاں سے کاشی واپس چلا آیا - اور سنیاسی ہو گیا - اُن دنوں
وہاں ایک برہمن خارج از ذات رہتا تھا - اس کی ایک جوان لڑکی تھی - برہمن
نے اس (سنیاسی) سے کہا - کہ تو سنیاس چھوڑ دے اور میری لڑکی سے
شادی کر لے - اس نے ویسا ہی کیا -

بھلا ماں باپ کی مثال کی پیروی لڑکا کیوں کرے؟ خیر اور اس عورت کو ساتھ لے
کر وشنو سوامی کے مندر کہ جہاں پہلے چیلا بنا تھا - چلا گیا - پھر بیاہا ہوا ہونے
کیوجہ سے وہاں سے نکالا گیا - پھر وہ ملک برج میں گیا - اس جگہ جہالت نے
گھر کیا ہوا ہے - کئی طرح کی تدابیر سے یہاں اس نے اپنے مکر کا جال پھیلانا

شروع کیا - اور اس قسم کی لغو باتیں مشہور کر دیں - کہ مجھے شری کرشن جی ملے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ گولوک" سے جو دیوی (آسمانی) جیو" اس مرت لوک" (فانی) میں آئی ہیں - ان کو برہم سمبندھ (ایشور کے ساتھ جڑنا) وغیرہ کے ذریعہ پاک کر کے گولوک میں بھیجو - اس قسم کی فریفتہ کرنیوالی باتیں جہلا کو سنا کر اس نے چند لوگوں کو یعنی چوراسی آدمیوں کو ویشنو بنایا - اس کے مندرجہ ذیل منتر بنائے ہوئے ہیں اور ان میں بھی اختلاف ہے ؎

श्रीकृष्णः शरणं मम ।

क्लीं कृष्णाय गोपीजनवल्लभाय स्वाहा ॥ गोपालसहस्रनाम

یہ دونو عام منتر ہیں - لیکن ذاکلا منتر" برہم سمبندھ" اور سمرپن کروانے کا ہے

श्रीकृष्णः शरणं मम सहस्रपरिवत्सरमितकालजातकृष्ण वियोगजनिततापक्लेशानन्ततिरोभावोऽहं भगवते कृष्णाय देहेन्द्रियप्राणान्तःकरणतद्धर्मांश्च दारागारपुत्राप्तवित्तेहपरा तयात्मना सह समर्पयामि दासोऽहं कृष्णतवास्मि ॥

क्लीं कृष्णायेति गोपीजनवल्लभेति ॥

اس منتر کا اپدیش کر کے چیلے (اور) چیلیوں کو سمرپن کرواتے ہیں -
کلیم کرشنا وغیرہ یہ لفظ کلیم تنتر گرنتھ کا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ ولبھ مت بھی وام مارگیوں کی شاخ ہے - اسی وجہ سے عموماً گوسائیں عورتوں سے محبت کرتے ہیں - گوپی جن ولبھ" وغیرہ کیا کرشن گوپیوں ہی کو پیارے تھے

؎ شری کرشن میری پناہ ہے (مترجم)
؎ شری کرشن میری پناہ ہے کہ جسم کے ہزار برس کے عرصہ کی کرشن جی کی جدائی کے سبب پیدا شدہ تکلیف بالکل دور ہوگئی ہے اپنے جسم اندریں پران انترکرن اور ان کے دھرموں (قوتیں) کو اور عورت - گھر - لڑکا حاصل شدہ دولت اس دنیا و آخرت کو مع اپنے آتما کے بھگوان کرشن کو سونپتا ہوں - اے کرشن میں تیرا غلام ہوں (مترجم)

اوروں کو نہیں ؟ عورتوں کو وہ پیارا لگتا ہے ۔ جو عورتوں کی محبت یعنی شہوت پرستی میں پھنسا ہو ۔ کیا سری کرشن جی ایسے تھے ؟

اب سہسر پری وتسر وغیرہ کی سنیئے ۔ ہزار برسوں کا شمار کرنا تو فضول ہے کیونکہ ولبھ اور اُس کے چیلے ہمہ دان تھوڑے ہی ہیں ؟ کیا کرشن سے جدائی ہوئی ۔ کو ہزاروں برس ہو گئے ۔ اور ولبھ کا مت جاری ہونے اور اُس کے پیدا ہونے کے پہلے وہ (ولبھ) اپنے "دیوی جیون" کے ادھار کرنے کے لئے کیوں نہ آیا ؟

"تاپ اور کلیش" یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ۔ ان میں سے ایک کا لکھنا کافی تھا ۔ نہ کہ دونوں کا ۔

لفظ "اننت" کا منتر میں رکھنا فضول ہے ۔ کیونکہ لفظ اننت (بےشمار) رکھنے سے لفظ "سہسر" (ہزار) کا لکھنا فضول ہو جاتا ہے ۔

اور جو اننت کال تک "تروہت" پوشیدہ رہے ۔ اُن کی مکتی کے لئے ولبھ کا ہونا بھی فضول ہے ۔ کیونکہ اننت (لاانتہا) کا انت (انتہا) نہیں ہوتا ۔ بھلا جسم جو اسی پران انتہ کرن اور اُن کے دھرم (اوصاف) عورت ۔ گھر بار ۔ بیٹا حاصل کردہ دولت کرشن کو کیوں سونپ دینی چاہیئے ۔ جب کہ ان کی سب خواہشیں پوری ہوئی ہوئی ہیں ۔ اور وہ کسی کے جسم وغیرہ لینے کی خواہش نہیں رکھ سکتے ہیں پھر جسم وغیرہ کا سونپنا ہی ناممکن ہے ۔ کیونکہ جسم یعنی ناخون اور بالوں تک سب اعضا جو جسم کے نام سے موسوم ہیں ۔ سونپنے میں جسم کے اچھے برے اجزا بول و براز وغیرہ کا بھی سونپنا بیچ میں آجاتا ہے ۔ وہ کیسے سونپو گے ۔ اور جو سزا و جزا کے لائق اعمال ہوتے ہیں ۔ انہیں کرشن کو سونپ دینے سے اُن کا پھل بھوگنے والے بھی کرشن ہونگے ؟ اصل بات یہ ہے کہ نام تو کرشن کا لیتے ہیں اور (گوسائیں جی) سمرپن اپنے لئے کرواتے ہیں ۔ جسم میں جو بول و براز وغیرہ آلائشیں ہیں ۔ وہ بھی گوسائیں جی کے ارپن کیوں نہیں ہوتیں ؟ کیا میٹھا میٹھا

گرٹپ دہٹرپ) اور گرڈا کرڈا وھٹو ؟
اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جسم وغیرہ) گوسائیں جی کے ارپن کرنا چاہیئے۔ غیر مذہب
والے سے کہیں نہیں یہ سب کچھ خود غرضی پر مبنی ہے اور بیگانہ مال لوٹنے اور ویدک
دھرم کا ناش کرنے کی غرض سے بنایا گیا ہے۔
دیکھو ان ولبھوں کی دھوکے کی ٹٹی کا نمونہ :-

श्रावणस्यामले पक्ष एकादश्यां महानिशि ।
साक्षाद्भगवता प्रोक्तं तदक्षरश उच्यते ॥१॥
ब्रह्मसम्बन्धकरणात्सर्वेषां देहजीवयोः ।
सर्वदोषनिवृत्तिर्हि दोषाः पञ्चविधाः स्मृताः ॥२॥
सहजा देशकालोत्था लोकवेदनिरूपिताः ।
संयोगजाः स्पर्शजाश्च न मन्तव्याः कदाचन ॥३॥
अन्यथा सर्वदोषाणां न निवृत्तिः कथञ्चन ।
असमर्पितवस्तूनां तस्माद्वर्जनमाचरेत् ॥४॥
निवेदिभिः समर्प्यैव सर्वं कुर्यादिति स्थितिः ।
न मतं देवदेवस्य स्वामिभुक्तिसमर्पणम् ॥५॥
तस्मादादौ सर्वकार्ये सर्ववस्तुसमर्पणम् ।
दत्तापहारवचनं तथा च सकलं हरेः ॥६॥
न ग्राह्यमिति वाक्यं हि भिन्नमार्गपरं मतम् ।
सेवकानां यथा लोके व्यवहारः प्रसिध्यति ॥७॥
तथा कार्यं समर्प्यैव सर्वेषां ब्रह्मता ततः ।
गंगात्वे गुणदोषाणां गुणदोषादिवर्णनम् ॥८॥

اس قسم کے شلوک گوسائیوں کے "سدھانت رہسیہ" وغیرہ کتب میں درج ہیں یہی گوسائیوں کے مت
کے بنیادی اصول ہیں بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ سری کرشن کو فوت ہوئے تو قریب پانچ ہزار برس گذرے ہیں
وہ ولبھ سے ماہ ساون کی آدھی رات کو کیسے مل سکتے ہیں پھر کہا ہے۔ کہ جو گوسائیں چیلا
ہو جاتا ہے۔ اور اُسے سب چیزیں سمرپن (نذر) کر دیتا ہے۔ اُس کے جسم و
روح کے سب نقص دور ہو جاتے ہیں یہ حکمت جہلا کو بہکا کر اپنے مت میں لانے
کی ہے اگر سائیں کے چیلوں اور چیلیوں کے سب نقص رفع ہو جائیں۔ تو
وہ بیماری۔ افلاس وغیرہ تکالیف میں کیوں گرفتار ہوں؟ نقص پانچ قسم کے
بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) طبعی مثلاً کام کرودھ وغیرہ سے پیدا ہونے والے (۲) کسی خاص وقت اور
خاص جگہ ہیں۔ مختلف طور پر جو گناہ کئے جاویں (۳) جہاں میں مثلاً بھکشیہ (حلال)
ابھکشیہ (حرام) وغیرہ (دیکھو باب دہم) اور وید وکت مثلاً" دروغگوئی وغیرہ
(۴) بری صحبت سے پیدا ہونیوالے مثلاً چوری۔ زنا۔ ماں بہن لڑکی۔ بہو وغیرہ سے
ہم بستر ہونا (۵) چھونے سے پیدا ہونیوالے۔ مثلاً" جو چیزیں قابل چھونے
کے نہیں۔ انہیں ہاتھ لگانا۔ ان پانچ نقصوں کو گوسائیں لوگوں کے
مت والے کبھی نہ مانیں۔ یعنی جیسا من میں آوے ویسا کیا کریں۔ تو کچھ مضائقہ
نہیں۔ سوائے گوسائیں جی کے مت قبول کرنے کے اور کوئی طریق نقص رفع
کرنیکا نہیں ہے۔ اس لئے گوسائیں جی کے چیلوں کو چاہیئے کہ کوئی شے گوسائیں جی
کے سمرپن کرنیکے بغیر استعمال میں نہ لاویں۔ اس لئے اُن کے چیلے اپنی عورت
لڑکی۔ بہو اور مال و زر وغیرہ کو بھی (گوسائیں جی) کے سمرپن کر دیتے ہیں لیکن
سمرپن کی شرط یہ ہے کہ تب تک کوئی آدمی اپنی عورت کے نزدیک نہ جاوے
جب تک کہ پہلے اُسے گوسائیں جی کے قدموں کی خدمت کرنیکے لئے سمرپن نہ
کرلے (۴) گویا گوسائیوں کے چیلے سمرپن کرنے کے بعد اپنی اپنی شے کا استعمال
کریں۔ کیونکہ بعد استعمال کسی چیز کو سونپنا واجب نہیں (۵) اس بات کا لحاظ

سب موقعوں پر رکھیں - گوسائیں جی کی طرح ہری (کرشن)، کو سب اشیاء سمرپن کرنے کے بعد اپنی اپنی ستے کا استعمال میں لائیں (۶۲) گوسائیں جی کے مت کے سوا دیگر مذاہب کی باتیں گوسائیوں کے چیلے چیلیاں نہ سنیں - اور نہ اُن پر عمل کریں - یہی قاعدہ اُن کے چیلوں کے واسطے باندھا گیا مشہور ہے (۷) اس طرح پر سب اشیاء کا سمرپن کر کے سب میں برہم بدھی کرے (برہم کا تصوّر) باندھے بعد ازاں اپنے مذہب کی خوبیوں کو ہی بیان کیا کرے - کیونکہ جس طرح گنگا جل میں پانی مل کر گنگا جل کی ہی شکل اختیار کر لیتے ہیں ویسے ہی دوسرے مذہبوں کی برائیاں گوسائیوں کے مذہب میں خوبیوں سے مل کر خوبیاں بن جاتی ہیں -

(۱) اب دیکھئے - گوسائیوں کا مت سب متوں سے زیادہ خود غرض ہے بھلا ان گوسائیوں سے کوئی یہ تو پوچھئے - کہ برہم کی ایک صفت سے بھی تو تم واقف نہیں - چیلوں اور چیلیوں کو "برہم سمبندھ" کیسے کروا سکو گے؟ اگر یہ کہیں کہ ہم ہی برہم ہیں - ہمارے ساتھ تعلق ہونے سے ہی برہم سمبندھ ہو جاتا ہے - تو یہ جواب دینا چاہیئے کہ تم میں برہم کی صفات افعال اور خواص میں سے ایک بھی نہیں تو پھر کیا تم صرف عیش و عشرت کیلئے برہم بن بیٹھے ہو؟ بھلا چیلے اور چیلیوں کو تو تم اپنے ساتھ سمرپن کرا کے پاک کر سکتے ہو - لیکن تم - تمہاری عورتیں اور لڑکیاں اور بہو وغیرہ بغیر سمرپن رہ جانے کے ناپاک ہوئیں یا نہیں - اور چونکہ جس چیز کا سمرپن نہیں ہوا - اُسکو اُسے ناپاک مانتے ہو - پس اُس سے پیدا ہوئے ہوئے تم لوگ بھی ناپاک ہو - اس لئے تمہیں بھی واجب ہے - کہ اپنی عورت لڑکی اور بہو وغیرہ کو دیگر مذاہب والوں کے ساتھ سمرپن کرایا کرو - اور اگر کہو - کہ ایسا نہیں ہو سکتا - تو تمہیں بھی دوسروں کے مردوں، عورتوں اور دھن دولت وغیرہ کو سمرپن کرانا چھوڑ دینا چاہیئے - اب تک تو جو ہوا سو ہوا - لیکن اب تو اپنی لغو مکر و فریب کی باتوں کو چھوڑ اور اچھے ایشور وکت وید کے راہ راست پر آ کر

اپنی انسانی زندگی کا مدعا پورا کر کے دھرم ارتھ - کام اور موکش کو حاصل کرو اور آسائش سے رہو۔

تعجب کی بات ہے کہ گوسائیں لوگ اپنے مذہب کو پشٹی مارگ کہتے ہیں۔ یعنی کھانے پینے موٹا تازہ ہونے اور سب عورتوں کیساتھ حسب خواہش چین اڑانے کا نام پشٹی مارگ رکھتے ہیں - لیکن ان سے پوچھنا چاہیئے کہ جب بڑی بڑی تکلیف دہ امراض مثلاً بھگندر وغیرہ میں مبتلا ہو کر اسقدر مصیبت سہتے ہو - کہ بیان سے باہر ہے - تب تمہارا پشٹی مارگ کہاں ہوتا ہے - یہ پشٹی مارگ نہیں - بلکہ کشٹی مارگ ہے - جس طرح کشٹی (جزامی) کے جسم کی سب رطوبتیں پگھل پگھل کر خارج ہوتی ہیں - اور وہ اسی حالت میں گر یہ وزاری کرتا ہوا جان دیتا ہے - ویسے ہی تمہاری بھی حالت ہے - اس لئے تمہارے طریق کا نام اگر نرک مارگ بھی رکھا جاوے - تو بجا ہے کیونکہ دکھ کا نام نرک اور سکھ کا نام سورگ ہے۔

یہ لوگ فریب کا جال بچھا کر بیچارے بھولے بھالے آدمیوں کو پھنسا لیتے ہیں اور اپنے آپ کو سری کرشن مان کر سب کے بڑے بن بیٹھتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ جسقدر دیوی جیو گولوک سے یہاں آئے ہوئے ہیں اُن کے ادھار کے لیئے ہم لیلا پرشوتم پیدا ہوئے ہیں - جب تک کوئی ہمارا اپدیش نہ لے - تب تک گولوک حاصل نہیں ہوتا - وہاں صرف ایک سری کرشن ہی جی ہے - اور سب عورتیں ہیں -

واہ جی واہ آپ کا مذہب بھی خوب ہے - گوسائیوں کے جتنے چیلے ہیں وہ سب گوپیاں (گوالن) بن جاوینگے

ہائے غور ہے کہ جس آدمی کی دو عورتیں ہوتی ہیں - اس کا ناک میں دم آ جاتا ہے - وہاں تو صرف ایک مرد اور کروڑوں عورتیں کرشن کے پیچھے لگی ہوئی ہیں - اس کے دکھ کی کیا حد ہو سکتی ہیں - اگر کہو کہ سری کرشن میں بڑی طاقت ہے وہ سبکو خوش کر دیتے ہیں - تو ان کی اپنی عورت میں جسکو سوامنی جی (مالک) کہتے ہیں اتنی ہی طاقت ہوگی - کیونکہ وہ انکی اردھانگی (جسم کا نصف حصہ) ہیں - جیسے

عورت اور مرد کو یہاں اس لوک میں یکساں شہوت یا عورت کو مرد کی نسبت زیادہ شہوت ہوتی ہے۔ ویسے گولوک میں کیوں نہ ہوگی؟ اگر یہی صورت ہے تو سوامنی جی کا دوسری عورتوں کے ساتھ خوب جنگ ہوتا ہوگا۔ کیونکہ ہمسری (سوکن پن) بری ہوتی ہے۔ اس طرح تو گویا گولوک سورگ کے مانند ہونے کے بجائے نرک کی مثال بن گیا ہوگا۔ یا جسطرح اس جہاں میں بہت عورتوں کے نزدیک جانیوالا مرد بھگندر وغیرہ امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ویسی ہی حالت گولوک کی بھی ہوگی۔ چھی۔ چھی۔ چھی۔ ایسے گولوک سے تو بیچارہ مرت لوک ہی بہتر ہے۔ دیکھو۔ یہاں گوسائیں جی اپنے کو شری کرشن مانتے ہیں۔ اور بہت عورتوں کے ساتھ لیلا کرنے سے بھگندر اور جریان وغیرہ امراض میں مبتلا ہوکر نہایت تکلیف پاتے ہیں۔ تو بتائیے کہ گولوک کا سوامی (مالک) شری کرشن جی جسکا سروپ (یہاں کے) گوسائیں ہیں وہ ان امراض میں مبتلا کیوں نہ ہوگا؟ اگر کہو کہ وہ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس کے سوروپ گوسائیں جی مبتلا ہو جاتے ہیں؟ **سوال** مرت لوک میں لیلا اوتار (نقلی جسم) لینے کی وجہ سے وہ امراض مبتلا ہوتے ہیں۔ گولوک میں نہیں۔ کیونکہ وہاں بیماری کا نام و نشان ہی نہیں **جواب** جہاں بھوگ (اوباشی) ہے۔ وہاں روگ بیماری ضرور ہوتا ہے۔ پس تمہاری بات درست نہیں ہو سکتی۔

یہ تبلائیے۔ کہ شری کرشن کی کروڑوں عورتوں کے بطن سے اولاد بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر ہوتی ہے۔ تو لڑکے ہوتے ہیں یا لڑکیاں یا دونوں؟ اگر کہو۔ کہ لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ تو ان کی شادی کس سے ہوتی ہوگی۔ کیونکہ وہاں سوائے کرشن کے دوسرا مرد ہی نہیں۔ اگر دوسرا مانو۔ تو تمہارا اعتقاد غلط ٹھہرتا ہے۔ اگر کہو کہ لڑکے ہی لڑکے ہوتے ہیں۔ تو یہ اعتراض آئیگا۔ کہ ان کی شادی کہاں اور کن کے ساتھ ہوتی ہے؟ یا گھر کے ناطہ گھر ہی میں ہو جاتے ہیں؟ یا کسی اور کے لڑکے لڑکیوں کے ساتھ؟ لیکن اُس صورت میں بھی تمہارا یہ اعتقاد کہ

گولوک میں صرف ایک ہی مرد یعنی کرشن ہے۔ باطل ہو جاوے گا۔ اور اگر کہو کہ اولاد ہی نہیں ہوتی تو یعنی کرشن میں نامردی اور عورتوں میں بانجھ پن کا نقص آویگا۔ گولوک کیا ہوا۔ گویا شاہ دہلی کی بیویوں کی حرم سرا ہوئی۔
اب رہا گوسائیوں کا اپنے چیلے اور چیلیوں کا تن من اور دھن ارپن کرا لینا یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ تن تو بروقت شادی عورت کا مرد کے اور مرد کا عورت کے سمرپن ہو جاتا ہے۔ باقی رہا من۔ وہ دوسرے کے سمرپن نہیں ہو سکتا کیونکہ من ہی کے ساتھ تن کا بھی سمرپن کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا کریں تو وبھچاری (زانی) کہلائیں گے۔ باقی رہا دھن دولت۔ اس کی بھی ایسی ہی حالت ہے یعنی من کے بغیر کچھ بھی ارپن نہیں ہو سکتا۔ مطلب ان گوسائیوں کا یہ ہے کہ کماویں تو چیلے اور گلچھڑے اڑائیں۔ آپ۔
جسقدر ولبھ فرقے کے گوسائیں ہیں۔ وہ اب تک تیلنگی ذات میں شامل نہیں ہوئے۔ اور جو کوئی ان کو دانستہ لڑکی دیتا ہے۔ وہ بھی ذات سے خارج کیا جاتا ہے۔ اور نیچ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ذات سے گرے ہوئے ہیں اور راتدن بے علم ہونے کیوجہ سے کاہلی اور سستی میں گرفتار رہتے ہیں۔
اور سنیئے۔ جب کوئی شخص گوسائیں جی کو مدعو کرتا ہے۔ تب وہ اُس کے گھر پر جا کر چپ چاپ کاٹھ کی پتلی کے مانند بیٹھا رہتا ہے۔ کچھ بولتا چالتا نہیں کیونکہ بیچارہ اگر جاہل نہ ہو۔ تو بولے اگر بولے تو اس کا پول ظاہر ہو جاوے۔ لیکن عورتوں کیطرف خوب ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہتا ہے۔ اور جس کی طرف گوسائیں جی دیکھے۔ وہ عورت اپنے تئیں طالع مند سمجھتی ہے اور اس کا خاوند بھائی۔ ماں۔ باپ وغیرہ رشتہ دار بڑے خوش ہوتے ہیں۔ تب سب عورتیں گوسائیں جی کے پاؤں چھوتی ہیں جس عورت پر گوسائیں جی کا دل چلے یا جس پر نظر عنایت ہو۔ اس کی انگلی پاؤں سے دبا دیتے ہیں۔ اُس سے وہ عورت اور اُس کا خاوند وغیرہ اپنی خوش قسمتی تصور کرتے ہیں۔ اور اس عورت سے خاوند وغیرہ کہتے ہیں۔ کہ تو گوسائیں جی کے قدموں (کی خدمت) میں رہ

جس صورت میں عورت اور اس کے خاوند وغیرہ خوش نہیں ہوتے ۔ وہاں دلالہ کٹنی وغیرہ سے کام نکال لیتے ہیں ۔ سچ پوچھو ۔ تو صرف وہی گوسائیں نہیں بلکہ ایسا کام کرنیوالے (اور شخص) بھی ان کے مندروں اور اُن کے گرد و نواح میں عموماً رہا کرتے ہیں ۔

اب ان کی دکشنا کا حال سنیئے ۔ اُن کے مانگنے کا یہ طریق ہے کہ لاؤ نذر گوسائیں جی کی، بہو جی کی، لال جی کی، بیٹی جی کی، مکھیا جی کی، باہر یا جی کی ۔ گور یا جی کی اور ٹھاکر جی کی یہ سات سبیلیں مال اڑانے کی ہیں ۔

جب گوسائیں جی کے کسی (سیوک) پیرو کا انتقال ہونے لگتا ہے ۔ تب گوسائیں جی اُس کی چھاتی پر پاؤں دھرتے ہیں ۔ اور جو کچھ ہاتھ لگے ۔ ہضم کر جاتے ہیں ۔ کیا یہ کام مہا برہمن (اچارجوں) اور مُردوں کا مال لینے والوں کا نہیں ہے ؟

بعض چیلے بیاہ کے موقعہ پر گوسائیں جی کو بلا کر انہیں سے لڑکے لڑکی کی بیاہ کی رسومات ادا کرواتے ہیں ۔ بعض گوسائیں جی کو کیشر یا اشنان کرواتے ہیں یعنی اِس کے جسم پر عورتیں زعفران کا اُبٹن لگا کر کسی بڑے برتن میں ایک پیڑا رکھ کر گوسائیں جی کو اُس پر بٹھا دیتے ہیں ۔ اور مرد عورتیں خصوصاً عورتیں اُسے اشنان کراتی ہیں بعد ازاں گوسائیں جی پیتامبر پہن اور کھڑاؤں پاؤں میں ڈال باہر نکل آتے ہیں ۔ اور دھوتی اُسی نہانے کے برتن میں پھینک دیتے ہیں اِسکے پیرو پسماندہ پانی کا آچمن لیتے ہیں پھر اچھے مصالحہ بھر کر پان کا بیڑا گوسائیں جی کو دیتے ہیں ۔ وہ چبا کر کچھ حصہ اُس کا نگل جاتے ہیں ۔ اور باقی پیک ایک چاندی کے کٹورے میں جسے اُن کا چیلہ اُن کے منہ کے سامنے کرتا ہے ۔ اگل دیتے ہیں تو اُس پیک کا بھی پرساد بٹتا ہے ۔ اُسے پرساد خاص کہتے ہیں ۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ کیسے لوگ ہیں ؟ اِس سے بڑھ کر جہالت اور بد ذاتی کیا ہوگی ؟ بہتیرے گوسائیں سمرپن لیتے ہیں ۔ اُن میں سے بعض ویشنوؤں کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتے ہیں اور اُن کے ہاتھ کا نہیں اور بعض تو ویشنوؤں کے ہاتھ کا بھی نہیں کھاتے ۔ لکڑیاں

نمک دھو لیتے ہیں۔ لیکن آٹا۔ گڑ چینی۔ گھی وغیرہ دھونے سے اُن کی چھوت
میں فرق آجاتا ہے۔ کیا کریں۔ بیچارے ان کو دھوئیں تو ان اشیا سے ہی ہاتھ دھو
بیٹھیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ٹھاکر جی کے راگ رنگ اور بھوگ میں بہت روپیہ
صرف کرتے ہیں۔ لیکن دراصل راگ رنگ اور بھوگ آپ ہی کرتے ہیں عشرت
کے مزے آپ ہی اڑاتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو غضب ہی کر دیتے ہیں۔ یعنی
ہولی کے موقعہ پر پچکاریاں بھر کر عورتوں کی اندام نہانی پر مارتے ہیں اور شراب نوشی
بھی کرتے ہیں۔ جو برہمن کے لئے ممنوع ہے۔

سوال۔ گوسائیں جی روٹی دال۔ کڑھی۔ ساگ اور مٹر اور لڈو وغیرہ ظاہرا دکان
میں بیٹھ کر تو نہیں بیچتے۔ بلکہ اپنے نوکروں چاکروں کو پتلیں بانٹ دیتے ہیں وہ
لوگ بیچتے ہیں گوسائیں جی نہیں **جواب** اگر گوسائیں جی ان کو ماہواری تنخواہ
دیں۔ تو وہ پتلیں کیوں لیں؟ گوسائیں جی اپنے نوکروں کو دال بھات وغیرہ
نوکری کے عوضانہ میں دیتے ہیں۔ وہ بازار میں لے جا کر بیچ ڈالتے ہیں۔ اگر گوسائیں
جی خود باہر جا کر بیچتے۔ تو برہمن وغیرہ نوکر چاکر اس بیچنے کے الزام سے بری
ہو جاتے اور صرف گوسائیں جی قصوروار ٹھہرتے۔ مگر اب تو یہ معاملہ ہے۔ کہ
اول تو اس گناہ کے آپ مرتکب بنے۔ پھر اوروں کو بھی ساتھ لپیٹ لیا۔ پھر بھی
کہیں کہیں ناتھ دوارہ وغیرہ میں گوسائیں جی آپ بھی بیچ آتے ہیں۔ اس قسم کی
رذیلوں کا کام ہے۔ شریفوں کا کام نہیں۔ ایسے آدمی بھی آریہ ورت کو تنزل
کی حالت میں لاتے ہیں

سوال۔ سوامی نارائن کا مت کیسا ہے؟ **جواب** جیسی سیتلا دیوی ویسا اس کا
گدھا جیسے گوسائیں جی کی مال لوٹنے وغیرہ کی عجیب کارروائی ہے۔ ویسے ہی
سوامی نارائن کی ہے دیکھئے ایک شخص مسمی سہجانند جو اجودھیا کے نزدیک ایک گاؤں
میں پیدا ہوا تھا۔ برہمچاری بن کر گجرات کاٹھیاواڑ کچھ بھج ممالک وغیرہ میں پھرنے لگا۔ اسنے

له مندی بھاجی پکایا مند و بھوجن

دیکھا کہ اس ملک کے لوگ بیوقوف اور سیدھے سادے ہیں جسطرح چاہیں ان کو مت کی طرف راغب کر سکتے ہیں - وہاں اُس نے دو چار چیلے بنائے انہوں نے آپس میں اتفاق کر کے یہ بات مشہور کی کہ سہجانند نارائن کا اوتار اور بڑا سِدھ ہے اور بھگتوں کو چتر بھُج کی شکل میں صاف درشن بھی دیتا ہے - ایک دفعہ کاٹھیاواڑ میں کسی سادہ لوح کاٹھی مجازمیندار مسمی دادا کھاچر کو اسکے چیلوں نے کہا - کہ اگر تم چتر بھج نارائن کا درشن کرنا چاہو تو ہم سہجانند جی سے التماس کریں - اس نے کہا بہت اچھا (چیلے) اس کو سہجانند کے پاس لیگئے اور وہ) ایک کوٹھڑی میں سر پر مکٹ رکھ اور سنکھ چکر اپنے ہاتھ میں پکڑ ہاتھ اٹھائے کھڑا ہو گیا - اور ایک اور شخص گدا اور پدم اپنے ہاتھ میں لے اور سہجانند کی بغل میں سے ہاتھ آگے کو نکال اُس کے پیچھے کھڑا ہو گیا - دونو چتر بھج کے مانند بن گئے - دادا کھاچر سے سہجانند کے چیلے نے پہلے ہی کہہ چھوڑا تھا - کہ صرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا اور پھر آنکھ بند کر لینا اور جھٹ واپس چلے جانا - اگر بہت عرصہ تک دیکھو گے - تو نارائن خفا ہو جاوینگے اس سے چیلوں کا یہ مطلب تھا - کہ کہیں ہمارا پول نہ کھُل جائے -

(جسوقت دادا کھاچر درشن کو گیا) اسوقت سہجانند کلابتوں اور چمکیلے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اندھیری کوٹھڑی میں کھڑا تھا - اُسکے چیلوں نے لالٹین سے یکبارگی کوٹھڑی کی طرف روشنی کی دادا کھاچر نے (آنکھ اٹھا کر) دیکھا - تو چتر بھج مورت نظر آئی - اسپر جھٹ چیلوں نے چراغ کو آڑ میں کر دیا - اور زمین پر گر کر نمسکار کرنے لگے - اور پھر باہر چلے آئے اُسی وقت دادا کھاچر کو چیلے سے کہنے لگے - کہ تمہارا دھن بھاگ ہے (کہ درشن ہوا) اب تم مہاراج کے چیلے بن جاؤ - اُس نے کہا - بہت اچھا جتنے عرصہ میں کہ وہ سب چل پھر کر دوسرے مقام پر پہونچے - اتنے عرصہ میں دوسرے کپڑے پہنے ہوئے سہجانند کو گدی پر بیٹھے ہوئے پایا - تب چیلوں نے کہا کہ دیکھو اب دوسرا سروپ دھارن کر کے یہاں براجمان ہیں اسطرح وہ دادا کھاچر انکے دام میں آ گیا - تب ہی سے انکے مذہب کی بنیاد پختہ ہو گئی - کیونکہ یہ شخص ایک بڑا زمیندار تھا - اب سہجانند نے وہیں اپنا ڈیرہ جما لیا - مگر ادھر ادھر پھرتا رہتا تھا - سب کو اپدیش کرتا تھا - بہتوں کو سادھو بھی بناتا تھا - کبھی کبھی سادھو

کی گلے کی رگوں کو مل کر بیہوش بھی کر دیا کرتا تھا - اور سب سے کہا کرتا تھا۔ کہ ہم نے
اس کی سمادھی چڑھا دی ہے - ایسی چالاکیوں سے کاٹھیاواڑ کے بھولے بھالے لوگ
اسکے پھندے میں پھنس گئے - اُس کے مرنیکے بعد اُس کے چیلوں نے بہت سا پاکھنڈ پھیلایا

یہاں مندرجہ ذیل روایت صادق آتی ہے -

کہتے ہیں کہ کوئی شخص چوری کرتا پکڑا گیا - جج نے اُس کی ناک کاٹ ڈالی - ناک کٹنے
پر وہ بدذات ناچنے گانے اور ہنسنے لگا - لوگوں نے پوچھا - تو ہنستا کیوں ہے؟ جواب دیا کہ
کچھ کہنے کی بات نہیں - لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کونسی بات ہے - اُس نے کہا - بڑی عجیب
بات ہے - ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا - لوگوں نے کہا بتاؤ تو سہی بات کیا ہے - اُس نے
کہا کہ میرے سامنے ساکشات چتربھج نارائن کھڑے ہیں - میں دیکھ کر محو ہو رہا ہوں
اور ناچ گا کر اپنے تئیں خوش قسمت تصور کرتا ہوں کہ مجھے نارائن کا ساکشات درشن
ہو رہا ہے - لوگوں نے کہا کہ ہمکو درشن کیوں نہیں ہوتا - وہ بولا ناک کی آڑ ہو رہی ہے - ناک
کٹوا ڈالو تو تمہیں بھی نارائن دکھائی دیگا - ان میں سے ایک احمق نے یہ خیال کر کے
کہ ناک جائے لیکن نارائن کا درشن ضرور کرنا چاہیئے - کہا کہ میری بھی ناک کاٹو کہ نارائن کا
درشن ہو - اس نے اسکی ناک کاٹ کر اُس کے کان میں کہا کہ تو بھی ایسا ہی کر جیسا میں کرتا ہوں
ورنہ میرا اور تیرا مضحکہ اڑیگا - اسنے بھی یہ سوچا کہ اب ناک تو ہاتھ آسکتی نہیں - ایسا
کہنا ہی درست ہے وہ بھی اُس چور کیطرح ناچنے کودنے گانے بجانے اور ہنسنے
لگا - اور کہتا تھا کہ مجھے بھی نارائن دکھائی دیتا ہے - اسی طرح ناکیں کٹوا کر قریب
ایکہزار آدمیوں کا گروہ ہو گیا - اور بڑا شور و غوغا مچا - انہوں نے اپنے فرقہ کا نام
"نارائن درشی" رکھا کسی بیوقوف راجہ نے یہ حال سنکر اُن کو طلب کیا - جب راجہ ان کے
پاس آیا تب وہ بہت ناچنے کودنے ہنسنے لگے - راجہ نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے
انہوں نے کہا کہ ہمکو ساکشات نارائن دکھائی دیتا ہے

راجہ - ہم کو کیوں دکھائی نہیں دیتا - نارائن درشی جبتک ناک ہے - تب تک نہیں دکھائی
دیگا اور جب کٹوا لوگے - تب صاف دکھائی دیگا -

راجہ نے اس بات پر یقین کر لیا اور جوتشی کو بلا کر کہا کہ مہاراج مہورت دیکھئے۔ جوتشی نے جواب دیا۔ جو حکم ہو غریب نواز دسمی کے روز عین صبح کے وقت آٹھ بجے ناک کٹوانے اور نارائن کے درشن کرنیکا بڑا اچھا مہورت ہے (واہ رے پوپ جی اپنی پوتھی میں ناک کاٹنے اور کٹوانے کا بھی مہورت لکھ دیا) راجہ نے حسب مرضی ان ہزاروں نکٹوں کو سیدھی قطاروں میں کھڑا کیا۔ تب وہ بڑے ہی محو ہو کر ناچنے کودنے اور گانے لگے یہ بات راجہ کے دیوان وغیرہ کو جو کچھ تمیز رکھتے تھے نا پسند آئی۔ راجہ کا ایک نوے برس کا بوڑھا دیوان چار پشتوں سے چلا آتا تھا۔ اس کے پر پوتے نے کہ جو اس وقت دیوان تھا۔ جا کر یہ بات (اپنے پر دادکو) سنائی۔ اس نے سنکر جواب دیا۔ کہ وہ لوگ بدذات شریر ہیں۔ مجھے راجہ کے پاس لے چل۔ وہ اُسے لیگیا۔ جب وہ بیٹھ گئے تو راجہ نے نہایت خوش ہو کر ان ناک کٹوں کی باتیں سنائیں دیوان بولا کہ مہاراج سنئے اتنی جلدی نہ کیجئے۔ بغیر آزمائش کے ہر کام کے کرنے میں پشیمانی ہوتی ہے۔

راجہ۔ کیا یہ ہزار آدمی جھوٹ بولتے ہونگے؟ **دیوان** جھوٹ بولیں یا سچ بغیر امتحان کے سچ جھوٹ کسطرح کہ سکتے ہیں راجہ امتحان کیسے کرنا چاہیئے؟ **دیوان** علم (سائنس) قانون قدرت۔ پرتکش وغیرہ پرمانوں کے ذریعہ۔ راجہ ناخواندہ امتحان کیسے کر سکتا ہے؟ **دیوان** علما کی صحبت سے اپنا علم بڑھا کر۔ راجہ اگر علم دستیاب نہ ہو سکے؟ **دیوان**۔ باہمت آدمی کے لئے کسی چیز کا ملنا دشوار نہیں راجہ۔ تو آپ ہی فرمائیے کہ کیا کیا جائے۔ **دیوان**۔ میں بڈھا ہوں اور گھر میں ہی بیٹھا رہتا ہوں زندگی کے بھی میرے تھوڑے ہی دن باقی ہیں اس لئے اول میں امتحان کر لیتا ہوں اس کے بعد جیسا مناسب سمجھیئے گا۔ کر لیجئے گا۔

راجہ۔ بہت اچھی بات ہے۔ جوتشی جی دیوان جی کے لئے مہورت دیکھو **جوتشی** جو مہاراج کی آگیا (حکم)۔ یہی نکلتی پنچمی میں دس بجے کا مہورت اچھا ہے۔ جب پنچمی آئی تب راجہ جی کے پاس بڈھے دیوان جی آٹھ بجے جا پہنچے اور کہنے

لگے۔ کہ ہزار دو ہزار آدمیوں کی فوج لیکر چلنا چاہیئے۔ راجہ وہاں فوج کا کیا کام ہے؟ دیوان آپ کو شاہی معاملات سے واقفیت نہیں ہے۔ جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کیجئے راجہ اچھا بھائی فوج تیار کرو۔ ساڑھے نو بجے سوار ہو کر راجہ سب کو لیکر گیا۔ ان کو دیکھ وہ (نارائن درشی) ناچنے اور گانے لگے۔ راجہ وغیرہ جاکر بیٹھے اور ان کے مہنت (جس کی پہلے نہیں ناک کٹی تھی اور جس نے یہ فرقہ جاری کیا تھا) کو بلا کر کہا کہ آج ہمارے دیوان جی کو نارائن کا درشن کراؤ۔ اُس نے جواب دیا۔ بہتر دس بجے کے وقت ایک آدمی ناک کے نیچے تھالی ہاتھ میں پکڑ کھڑا ہو گیا۔ اور مہنت جی نے تیز چاقو سے ناک کاٹ تھالی میں ڈالدی تب دیوان جی کی ناک سے خون کی دھار بہنے لگی۔ اور ان کا چہرہ مرجھا گیا۔ پھر اس بدذات نے دیوان جی کے کان میں منتر کا اپدیش کیا کہ آپ بھی سب سے کہئے کہ مجھے نارائن دکھائی دیتا ہے اب ناک کٹی ہوئی واپس نہیں آویگی اگر ایسا نہ کہو گے تو تمہاری بہت ہنسی ہو گی سب لوگ مضحکہ اڑائینگے۔ یہ کہکر وہ الگ ہوا۔ اور دیوان جی نے انگوچھا ہاتھ میں لے ناک کی آڑ میں لگا دیا۔ جب دیوان جی سے راجہ نے پوچھا۔ کہئے نارائن دکھائی دیتا ہے یا نہیں؟ تب دیوان جی نے راجہ کے کان میں کہا کہ کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا۔ یونہی اُس بدذات نے ہزار آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے راجہ نے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے دیوان جی نے کہا اُن کو پکڑ کر سخت سزا دینی چاہیئے۔ اور عمر بھر قید رکھنا چاہیئے اور اُس شریر کو جس نے ان سب کو بگاڑا ہے گدھے پر چڑھا ذلیل کر کے مارنا چاہیئے۔ راجہ اور دیوان کو کان میں باتیں کرتے دیکھ نک کٹوں نے ڈر کے مارے بھاگنے کی تیاری کی لیکن چاروں طرف سے فوج نے گھیرا ہوا تھا۔ بھاگ نہ سکے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ سب کو پکڑ بیڑیاں ڈالدو۔ اور اُس بدذات (مہنت) کا منہ کالا کر کے اسکے گلے میں ٹوٹے ہوئے جوتوں کا ہار ڈالکر اسے گدھے پر چڑھا کر چاروں طرف گشت کروا لڑکوں سے خاک دھول اس پر ڈلواؤ۔ ہر ایک چوک میں اسے جوتوں سے پٹوا کتوں سے نچوا مروا ڈالو۔ اگر ایسی سزا نہ دی گئی تو آیندہ اور لوگ بھی ایسا کام کرنے میں خوف نہ کرینگے۔ اس طرح پر نک کٹوں کے فرقہ کا خاتمہ ہوا۔

اسی طرح گُل وید کے مخالفین دوسروں کا مال اُڑانے میں نہایت ہوشیار ہیں سب فرقوں کی ایسی حقیقت ہے۔ کہ سوامی نارائن مت والے اوروں کا مال لوٹ دھوکا بازی وفریب کے کام کرتے ہیں۔ انہیں سے بہت سے آدمی جھلا کر بہکانے کی خاطر مرتے وقت کہتے ہیں۔ کہ ہیجانند جی سفید گھوڑے پر سوار بہشت کو لیجانے کے لئے آئے ہیں اور ہمیشہ اس مندر میں ایک دفعہ آیا کرتے ہیں۔ جب میلا ہوتا ہے۔ تب پوجاری آپ تو مندر کے اندر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور نیچے دوکان لگوائے رکھتے ہیں۔ مندر میں سے دوکان میں جانے کا راستہ بنا رکھا ہے۔ اندر جو ناریل کسی نے چڑھایا وہی دوکان میں پھینک دیتے ہیں۔ اسطرح دن بھر میں ایک ناریل ہزار بار بیچا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی اور اشیا کا حال ہے۔ جس ذات کا آدمی سادھو ہو جائے یہ اس سے اسی ذات کا کام لیتے ہیں مثلاً حجام سے حجام کا کمہار سے کمہار کا بڑھئی سے بڑھئی کا بنئے سے بنئے کا شودر سے شودر کا وغیرہ وغیرہ (انہوں نے) اپنے چیلوں پر ایک ٹیکس لگا رکھا ہے (جس کی طفیل) لاکھوں کروڑوں روپے ٹھگ کر جمع کر لئے ہیں۔ اور کرتے جاتے ہیں۔ جو گدی پر بیٹھتا ہے وہ گرہستی بنکر شادی کرتا ہے۔ زیور وغیرہ پہنتا ہے۔ جہاں دعوت ہو وہاں گوکلیئے گوسائیوں کیطرح گوسائیں جی بہو جی وغیرہ کے نام سے بھینٹ پوجا (نذرانہ) لیتا ہے۔ (یہ لوگ) اپنے فرقہ کے لوگوں کو ست سنگی اور غیر مذہب والوں کو کوسنگی کہتے ہیں۔ اپنے سوائے دوسرا کیسا ہی اعلےٰ دھارمک عالم آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ اسکی عزت و توقیر کبھی نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ غیر مذہب والونکی خدمت کرنا گناہ سمجھتے ہیں اس فرقے کے سادھو ظاہرا تو عورتوں کا منہ نہیں دیکھتے لیکن معلوم نہیں خفیہ خفیہ کیا کیا کاروائیاں کرتے ہونگے۔ ان کی ظاہرا پارسائی کا تو کم ثبوت ملا ہے لیکن کہیں کہیں انکی غیر عورتوں سے صحبت وغیرہ کی کرتوت کھل گئی ہے۔

جب ان کے بڑے بڑے سادھو مرتے ہیں تب انکو چپکے چپکے کسی خفیہ کنوئیں وغیرہ میں ڈالکر مشہور کر دیتے ہیں کہ فلاں مہاراج جسم سمیت بیکنٹھ کو گئے ہیں۔ ہیجانند جی خود انہیں لیگئے ہیں۔ ہم نے بہت التجا کی کہ مہاراج ان کو نہ لیجائیے انکا یہاں رہنا اچھا ہے

انہوں نے جواب دیا۔ ان کی اب بیکنٹھ میں بہت ضرورت ہے۔ اسلئے انہیں لیجاتے ہیں۔ ہم نے بچشم خود ہیجا تندجی اور بمان (غبارہ) کو دیکھا ہے۔ وہ مرنے والے ساد ہوجی کو بمان میں بٹھا کر اوپر کیطرف گئے اور پھولوں کی برکھا (بارش) کرتے گئے۔

جب کوئی ساد ہو بیمار پڑتا ہے۔ اور اس کی زیست کی امید منقطع ہوجاتی ہے تو وہ کہتا ہے میں کل رات بیکنٹھ کو جاؤنگا سنا ہے۔ اگر اس رات اسکی جان نہ نکلے اور وہ بیہوش ہو جائے تو (اُسے زندہ ہی) کوئیں میں پھینک دیتے ہیں۔ غالباً اس خیال سے کہ جھوٹے نہ ثابت ہوں ایسے ہی جب گوکلیا گوسائیں مرتا ہے تب اس کے چیلے کہتے ہیں کہ گوسائیں جی لیلا وستار کر گئے (اپنی طاقت کا اظہار کر گئے) ان گوسائیوں اور سوامی نارائن کے مت والوں کا اپدیش کرنے کا ایک منتر ہے یعنی "شری کرشنا (شرنم مم)"

وہ اس کے معنے یوں کرتے ہیں کہ شری کرشن میری پناہ ہے یعنی میں شری کرشن کی پناہ میں آیا ہوں لیکن اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ شری کرشن میری پناہ میں آوے یہ سارے متوں والے شاستروں کے خلاف بیہودہ کلام بناتے ہیں کیونکہ بعلم ہونے کے باعث علم کے قواعد سے انہیں واقفیت نہیں ہے۔

مادھومت

سوال۔ مادھومت تو اچھا ہے؟ **جواب** جیسے اور متوں والے ہیں ویسے مادھو بھی ہیں۔ یہ بھی چکرانت ہوتے ہیں ان میں اور چکرانکتوں میں اتنا فرق ہے کہ رامانج کے پیرو (عمر بھر میں) ایک ہی دفعہ چکرانکت ہوتے ہیں اور مادھو ہر سال بار بار چکرانت ہوا کرتے ہیں۔ چکرانکت ماتھے پر پیلا اور مادھو سیاہ خط کھینچتے ہیں۔ ایک مادھو پنڈت سے کسی ایک مہاتما کا (اسطرح مباحثہ ہوا۔)

مہاتما۔ تم نے یہ کالا خط (کیوں کھینچا) اور چاند کی شکل کا تلک کیوں لگایا؟ شاستری اسکے لگانے سے ہم بیکنٹھ کو جائینگے اور چونکہ شری کرشن کا رنگ سیاہ تھا۔ اسلئے ہم کالا تلک لگاتے ہیں مہاتما اگر سیاہ خط اور چاند کی شکل کے تلک سے بیکنٹھ میں جاتے ہو تو سارا منہ کالا کرنے سے کہاں جاؤ گے؟ کیا بیکنٹھ کے بھی پار اُتر جاؤ گے؟ اور جیسے شری کرشن کا سارا جسم سیاہ تھا ویسے ہی تم بھی سارا جسم سیاہ کر لو تو شری کرشن

مشابہ ہو سکتے ہیں۔

لنگانکت مت لنگانکت کا مت کیسا ہے؟ **جواب** - جیسا چکرانت کا جس طرح چکرا نکت چکر کا داغ لگاتے ہیں۔ اور نارائن کے سوائے کسی کو نہیں مانتے ویسے ہی لنگانکت لنگ کی شکل کا داغ لگاتے ہیں۔ اور سوائے مہادیو کے اور کسی کو نہیں مانتے ان میں خصوصیت یہ ہے کہ لنگانکت پتھر کا ایک لنگ سونے یا چاندی میں مڑھوا کر گلے میں ڈالے رکھتے ہیں۔ پانی بھی اس کو دکھلا کر پیتے ہیں ان کا منتر بھی شیووں کی مانند ہے

برہم سماج اور پرارتھنا سماج **سوال** - برہم سماج اور پرارتھنا سماج تو اچھا ہے یا نہیں **جواب** - کچھ کچھ باتیں اچھی ہیں۔ اور بہت سی بری ہیں۔ **سوال** - براہم سماج اور پرارتھنا سماج سب سے اچھا ہے۔ کیونکہ اس کے اصول بہت اچھے ہیں۔ **جواب** - اصول کلی طور پر اچھے نہیں۔ کیونکہ وید ودیا سے محروم لوگوں کی فرضی باتیں بالکل سچ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ برہم سماجیوں اور پرارتھنا سماجیوں جو عیسائی مذہب میں شامل ہونے سے تھوڑے آدمیوں کو بچایا اور قدرے بت پرستی وغیرہ دور کی اور دگوں کو بیراز حیلہ و مکر کتب کے پھندے سے بھی کچھ بچایا؟ وغیرہ وغیرہ انکی اچھی باتیں ہیں لیکن (۱) ان میں حب الوطنی بہت کم ہے۔ عیسائیوں کی عادات و اطوار انہوں نے بہت اختیار کر لئے ہیں۔ کھانا، پینا بیاہ وغیرہ کے قواعد میں بھی تبدیلی کر دی ہے۔

(۲) اپنے ملک کی تعریف اور اپنے بزرگوں کی عزت کرنی تو درکنار اس کے بجائے انکی مذمت پیٹ بھر کر کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی تقریروں میں عیسائی وغیرہ انگریزوں کی تعریف کرتے ہیں۔ برہما وغیرہ مہارشیوں کا نام بھی نہیں لیتے بلکہ ایسا کہتے ہیں۔ کہ سوائے انگریزوں کے دنیا میں آجتک کوئی بھی عالم نہیں ہوا آریہ ورت کے باشندے ہمیشہ سے جاہل چلے آئے ہیں۔ انہوں نے کبھی ترقی نہیں کی۔

(۳) وید وغیرہ کی عزت تو کجا مذمت کرنے سے بھی باز نہیں رہتے براہم سماج کے مقاصد کی کتاب میں سادہوؤں (خدا پرستوں) کی فہرست میں عیسےٰ موسیٰ محمدؐ نانک اور (چیتنیہ) کے نام لکھے ہیں۔ کسی رشی مہرشی کا نام بالکل نہیں ہے پس ظاہر ہے

کہ لوگ انہیں کے پیرو ہیں۔ کہ جن کا انہوں نے نام لکھا ہے۔ بھلا جب آریہ ورت میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی ملک کا آب ودانہ کھاتے پیتے ہیں۔ اور کھائیں پئیں تو پھر ان کا اپنے باپ دادا وغیرہ کے طریق کو چھوڑ دوسروں کی طرف زیادہ راغب ہونا اپنے ملک کی زبان سنسکرت کے علم وادب سے بے بہرہ ہو کر بھی اپنے تئیں عالم ظاہر کرنا۔ زبان انگریزی پڑھ اور اپنے آپ کو عقلمند سمجھ جھٹ ایک نیا مذہب جاری کرنے کو مستعد ہو جانا کیونکر بنی نوع کے واسطے دائمی اور مفید کام ہو سکتا ہے۔

(۴) یہ لوگ انگریزوں مسلمانوں اور اور نیچ قوم کے آدمیوں کے ساتھ کھانے پینے میں پرہیز نہیں رکھتے انہوں نے یہی سمجھا ہوگا۔ کھانے پینے اور ذات کی قید توڑ سے قوم اور ملک کا سدھار ہو جائیگا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار تو کجا الٹا بگاڑ ہوتا ہے؟

(۵) **سوال**۔ ذات کی تفریق قدرتی ہے یا مصنوعی؟ **جواب** دونوں قدرتی اور مصنوعی **سوال**۔ کون سی ذات قدرتی ہے اور کونسی انسانی اختراع؟ **جواب** انسان چوپائے، پرندے، درخت۔ آبی جانور وغیرہ۔ ذاتیں (انواع) قدرتی تفریق ہے جیسے چوپائیوں میں گائے گھوڑا ہاتھی وغیرہ درختوں میں پیپل بڑ آم وغیرہ پرندوں میں ہنس، کوا۔ بگلا وغیرہ آبی جانوروں میں مچھلی، مگرمچھ وغیرہ ذاتوں کی تفریق ہے ویسے ہی انسان میں برہمن، کھشتری، ویش، شودر، چانڈال ذاتیں بنش کر رہیں۔ لیکن انسانوں میں برہمن وغیرہ کو عام مشترکہ ذات میں نہیں بلکہ مخصوص مشترکہ ذات میں شمار کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ ورن آشرام کے باب میں بیان کر آئے ہیں اسی طرح اوصاف کے بنانے سے افعال اور خواص کے لحاظ سے ورنوں کی تفریق بانی ضروری ہے اس میں انسان ان کے اوصاف افعال خواص کے مطابق مذکورہ بالا طریق پر امتحان کر کے برہمن کھشتری۔ ویش اور شودر وغیرہ ورنوں کی تفریق کرنی راجہ اور علما کا کام ہے۔

کھانے پینے کا امتیاز بھی دو قسم کا ہے۔ قدرتی اور مصنوعی۔ مثلاً شیر گوشت خور ہے اور ارنا بھینسا گھاس وغیرہ کھانے والا یہ قدرتی امتیاز ہے۔ اور جگہ وقت چیز کا لحاظ رکھ کر کھانا پینا مصنوعی امتیاز ہے۔

سوال۔ دیکھو یورپین بوٹ کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ ہوٹلوں میں سب کے ہاتھ کھا لیتے ہیں۔ اسلئے ترقی کر جاتے ہیں جواب یہ تمہاری غلط فہمی ہے کیونکہ مسلمان اور چنڈال بھی سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں۔ پر وہ ترقی کیوں نہیں کرتے؟ یورپ والوں کی ترقی کے یہ باعث ہیں وہ چھوٹی عمر میں شادی نہیں کرتے لڑکے لڑکیوں کو تعلیم و تربیت دیتے ہیں۔ دولہا دلہن کی اپنی رضامندی سے شادی ہوتی ہے بری صحبت سے بچے ہوئے ہوتے ہیں عالم ہونیکی وجہ سے کسی کے دام میں نہیں آتے جو کام کرتے ہیں آپس میں صلاح و مشورہ سے اور انتظامی مجلس کے فیصلہ کے مطابق کرتے ہیں اپنی قوم کی ترقی کے لئے تن من دھن لگا دیتے ہیں کاہلی کو چھوڑ ہمت و استقلال اختیار کرتے ہیں۔ دیکھو صرف اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتے دفتروں اور کچہریوں کے اندر جانے دیتے ہیں۔ ولیسی جوتوں کو نہیں اتنے ہی سے سمجھ لو کہ وہ اپنے ملک کے جوتے کی بھی اتنی قدر کرتے ہیں جتنی غیر ملک کے آدمیوں کی عزت و توقیر نہیں کرتے۔ دیکھو اس ملک میں انہیں سو برس سے کچھ سال زیادہ آئے ہوئے ہیں لیکن آجتک وہ ویسا ہی موٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے ملک میں پہنتے تھے اپنے۔ اپنے ملک کا رسم و رواج انہوں نے نہیں چھوڑا (پر) تم میں سے بہت سے لوگوں نے ان کی تقلید کر لی ہے۔ اسی واسطے تم بیوقوف اور وہ دانا ثابت ہوتے ہیں تقلید کرنا داناؤں کا کام نہیں۔

ان میں جو جس کام پر مقرر ہوتا ہے۔ اسے وہ بخوبی سرانجام دیتا ہے۔ ادنے اعلیٰ افسر کا حکم (پورا پورا) مانتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ہموطنوں کی تجارت وغیرہ کو فروغ دیتے ہیں اس قسم کے اوصاف اور اچھے کاموں سے ان کی ترقی ہو رہی ہے بوٹ کوٹ۔ پتلون ہوٹل میں کھانے پینے وغیرہ معمولی باتوں اور برے کاموں سے نہیں۔

اور دیکھئے۔ ان میں بھی ذاتوں کی امتیاز پائی جاتی ہے جب کوئی یورپین خواہ وہ کتنے ہی بڑے رتبہ پر ہو اور کتنا ہی معزز کیوں نہ ہو۔ غیر ملک یا غیر مذہب والے کی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے۔ یا جب کوئی یورپین لیڈی غیر ملک والے مرد سے شادی کر لیتی ہے۔ تو اسی وقت سے اس کا ضیا فتوں وغیرہ میں مدعو ہونا اکٹھے بیٹھ کر اور ریل کا اس کے ساتھ کھانا اور بیاہ وغیرہ کاروبار بند ہو جاتے ہیں۔ یہ ذاتوں کی تفریق نہیں تو کیا ہے؟ تم بھولے بھالے آدمیوں کو بہکاتے ہیں کہ ہم میں ذات کی تفریق نہیں ہے۔ تم اپنی بیوقوفی سے مان بھی لیتے ہو اسلئے ہر ایک کام سوچ بچار کر کرنا چاہیئے۔ کہ بعد میں پشیمانی نہو۔ دیکھو طبیب اور دوائی کی ضرورت بیمار کے لئے ہے نہ کہ تندرست کے لئے؟ عالم اور بے علم جہالت کی بیماری میں مبتلا رہتا ہے۔ اس بیماری کے لئے ست و دیا اور ست اپدیش بمنزلہ دوائی کے ہے۔ ان کو جہالت کی یہ بیماری چمٹی ہوئی ہے کہ وہ کھانے پینے میں بد اعتدالی یا بدپرہیزی (اناچار) کرتے دیکھتے ہیں۔ تب کہتے ہیں۔ اور دل میں یقین کر بیٹھتے ہیں۔ کہ یہ دھرم سے بھرشٹ ہو گیا۔ پھر نہ اس کی بات سنتے ہیں۔ اور نہ اس کے پاس بیٹھتے ہیں۔ اور نہ اس کو اپنے پاس بیٹھنے دیتے ہیں۔ اب کہیئے۔ کہ تمہارا علم اپنی غرض کے لئے ہے یا دوسروں کی بھلائی کے لئے دوسروں کی بھلائی کے لئے تو جب ہی ہوتا جب تمہارے علم سے ان جہلا کو فائدہ پہنچتا۔ اگر کہو کہ وہ ہمارے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہم کیا کریں۔ تو سنو! یہ تمہارا قصور ہے ان کا نہیں کیونکہ اگر تم اپنا چلن درست رکھتے تو تم سے محبت رکھ کر وہ مستفید ہوتے اب گویا تم نے ہزاروں کے فائدہ پر پانی پھیر کر اپنا ہی آرام حاصل کیا ہے اس لئے یہ تمہارے ذمہ گناہ کبیرہ رہا۔ کیونکہ دوسرے کو فائدہ پہنچانا دھرم اور دوسرے کو نقصان پہنچانا ادھرم کہلاتا ہے اسلئے عالم کو مناسب سلوک کر کے جہلا کو بحر عذاب سے عبور کرانے کے لئے کشتی کی مانند ہونا چاہیئے جاہلوں کے سے کام ہرگز نہ کرنے چاہئیں بلکہ ایسے کام

کرنے چاہئیں جن سے ان کی اور اپنی دن بدن ترقی ہو۔

سوال۔ ہم کسی کتاب کو الہامی یا مبرّہ من الخطا نہیں مانتے۔ چونکہ انسانی عقل غلطی سے مبرا نہیں۔ اس لئے انسان کی کل تصانیف غلطی سے خالی نہیں اسلئے ہم سب کتب کی سچائی کو اختیار کرتے اور جھوٹ ترک کر دیتے ہیں۔ راستی خواہ وید میں (ملے) بائبل میں یا قرآن میں خواہ کسی اور کتاب میں ہو ہم کو قابل تسلیم ہے جھوٹ کسی کتاب کا نہیں مانتے۔ **جواب**۔ جس چیز کی بنا پر تم راستی کے قبول کرنے والے بننا چاہتے ہو۔ اسی چیز کی بنا پر جھوٹ کے اختیار کرنے والے ثابت ہوتے ہو جب کوئی آدمی کبھی غلطی سے مبرا نہیں ہے تو تم بھی آدمی ہونے کی وجہ سے غلطی سے خالی نہیں ہو سکتے جب پر ازخطا و نسیان انسان کی بات کلی طور پر قابل تسلیم نہیں ہے تو تمہاری بات کا بھی اعتبار نہیں۔ اسلئے اس پر بھی یقین نہ کرنا چاہئے پس تمہاری بات زہر سے ملے ہوئے کھانے کی مانند ترک کر دینے کے قابل ہے۔ پھر تمہاری تقریروں کی کسی کتاب کو بھی مستند نہ ماننا چاہئے (تمہاری مثل تو وہ ہے) "چلے تو چوبے جی چھبے جی بننے کو گانٹھ کے دو کھو کر دبے جی بن گئے" اور آدمیوں کی طرح تم بھی ہمہ دان نہیں ہو اسلئے گاہے غلطی سے جھوٹ کو اختیار کرکے راستی سے کنارہ کش بھی ہوتے ہوگے پس ہم البکیہ جو ہمہ دان پرماتما کی کلام کی مدد کے ضرور محتاج ہیں جیسا کہ ویدوں کا ذکر کرتے ہوئے پیچھے لکھ آئے ہیں۔ تم کو بھی اسی طرح ضرور ماننا چاہئے ورنہ اسکے ؛ यतो भ्रष्टस्ततो भ्रष्टः مصداق بنوگے۔ جب راستی ان ویدوں سے حاصل ہوتی ہے جن میں جھوٹ کا شمہ بھی نہیں۔ تو ویدوں پر ایمان لانے میں تامل کرنا گویا اپنا اور پرایا نقصان ہی کر لینا ہے اسی وجہ سے تمہیں آریہ ورت کے لوگ اپنا نہیں سمجھتے۔ اور تم اسی سبب سے آریہ ورت کی ترقی کا ذریعہ بھی نہیں بن سکے کیونکہ تم سب گھروں کے گدا بنے ہوئے ہو۔ تم نے سمجھا ہے کہ اسی سے تم اپنا

---

[۱] جو شخص جہاں سے گمراہ ہوا۔ وہیں سے گمراہ ہوا۔ (مترجم)

اور بیگانہ اُپکار کر سکو گے۔ مگر ایسا کبھی نہ ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی ایک والدین سارے جہان کے لڑکوں کی پرورش کرنے لگیں۔ تو ناممکن ہے۔ ایسا کرنے سے وہ اپنے لڑکوں کو بھی برباد کر بیٹھیں گے۔ ویسے ہی آپ لوگوں کی حالت ہے۔ بھلا وید وغیرہ ست شاستروں کو مانے بغیر تم اپنے اقوال کی صداقت اور لغویت کا امتحان اور آریہ ورت کی ترقی کبھی کر سکتے ہو؟ ملک کو جو بیماری ہے۔ اس کا علاج تمہارے پاس نہیں۔ انگریز تمہاری پرواہ نہیں کرتے۔ اور آریہ ورت کے باشندے تم کو غیر مذہب والوں کی مانند تصور کرتے ہیں .... اب بھی سمجھ جاؤ اور وید وغیرہ کی عزت اور وید دہرم کی ترقی میں کمربستہ ہو جاؤ۔ تو بہتر ہے۔ جب تم یہ کہتے ہو۔ کہ ساری صداقتوں کا مظہر پرمیشور ہے۔ تو پھر رشیوں کے آتماؤں میں ایشور کے ظاہر کردہ سچے معنوں کو عیاں کرنے والے ویدوں کو کیوں نہیں مانتے؟ ہاں یہی وجہ ہے کہ نہ تو تم وید پڑھتے ہو اور نہ ہی پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو۔ پھر کیونکر تم کو ویدوں کا علم ہو؟

(۶) عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرح دنیا کی علت مادی کے بغیر دنیا کی پیدائش اور جیو کو بھی پیدا شدہ مانتے ہو۔ اس کا جواب پیدائش اور جیو اور[۵۱] ایشور کے بیان میں دیکھ لیجئے۔ جیسا علت کے بغیر معلول کا ہونا بالکل ناممکن ہے ویسا ہی پیدا شدہ چیزوں کا فنا ہونا سمجھو۔

(۷) ایک یہ بھی تم میں نقص ہے۔ کہ گناہ کر کے پشیمان ہونا اور دعا سے اس کا دور ہونا مانتے ہو۔ اسی وجہ سے دنیا میں گناہ بہت پھیل گئے ہیں کیونکہ پرانی لوگ تیرتھ وغیرہ کی یاترا سے جینی لوگ بھی نوکار منتر جپ اور تیرتھ وغیرہ سے عیسائی عیسے پر ایمان لانے سے مسلمان توبہ کرنے سے[۵۲] گناہوں کا کفارہ مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے تو انسان کو گناہ کرنے سے ڈر نہیں رہا۔ اور اس کی رغبت گناہ کی طرف زیادہ مائل ہو گئی ہے بنا برآں برہم سماجی اور پرارتھنا سماجی بھی پرانکوں وغیرہ کی طرح ہیں اگر وید ونکو سنتے

---

[۵۱] دیکھو آٹھواں باب (مترجم) [۵۲] اور محمد صاحب پر ایمان لانے سے۔ (مترجم)

بغیر سزا گناہ کا کفارہ نہ سمجھ کر گناہ سے ڈرتے۔ اور دھرم میں ہمیشہ مصروف رہتے اگر سزا سے بغیر گناہ کا دور ہونا مانا جاوے۔ تو ایشور بے انصاف ٹھہرتا ہے۔

(۸) تم جو روح کی لاانتہا ترقی ملنتے ہو۔ وہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ محدود جیو کے اوصاف افعال اور خواص کا نتیجہ بھی محدود ہونا چاہیئے۔

سوال - پرمیشور رحیم ہے۔ محدود افعال کا ثمرہ غیر محدود دیگا۔ **جواب** ایسا کرے تو پرمیشور کے انصاف میں فرق آوے۔ اور نیک افعال میں کوئی بھی ترقی نہ کرے بد بن خیال کہ تھوڑے سے بھی نیک افعال کا ثمرہ غیر محدود پرمیشور دیگا اور یہ کہنے سے کہ گناہ خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ توبہ کرنے یا دعا مانگنے سے دور ہو جاوینگے دھرم کی بربادی ہوتی ہے۔ اور گناہ آلودہ کاموں کی ترقی۔

سوال - ہم ذاتی علم کو وید سے بھی افضل مانتے ہیں۔ عارضی علم کو نہیں کیونکہ اگر خداداد ذاتی علم ہم میں نہ ہوگا۔ تو ویدوں کو بھی کیسے پڑھ پڑھا اور سمجھ سمجھا سکینگے پس ہمارا مذہب بہت اچھا ہے **جواب** - یہ بات تمہاری بے معنی ہے کیونکہ جو کسی کا دیا ہوا علم ہوتا ہے وہ ذاتی نہیں ہوا کرتا۔ جو ذاتی ہے وہ اپنے ساتھ رہنے والا علم ہوتا ہے نہ وہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے اس سے کوئی بھی ترقی نہیں کر سکتا جنگلی آدمیوں میں بھی ذاتی علم ہے۔ تو بھی وہ خود بخود ترقی نہیں کر سکتے اس لئے جو عارضی علم ہے وہ ترقی کا باعث ہے۔ دیکھو تم اور ہم اوائل عمر میں اوامر اور نواہی دھرم اور ادھرم کچھ بھی ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے تھے۔ جب علما سے پڑھے۔ تبھی اوامر اور نواہی اور دھرم ادھرم سمجھنے لگے پس ذاتی علم کو سب سے افضل ماننا درست نہیں۔

(۹) آپ لوگوں کا آواگون (تناسخ) کو نہ ماننا عیسائیوں اور مسلمانوں کی تقلید ہے اس کا جواب تناسخ کے باب میں دیکھ لینا۔ لیکن اتنا سمجھیئے۔ کہ روح دائمی یعنی ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کے اعمال بھی دور تسلسل کے لحاظ سے ازلی ہیں۔ فعل اور فاعل کا رشتہ دائمی ہوتا ہے پھر کیا۔ روح کہیں نکما بیٹھا رہا تھا؟ یا رہیگا؟ تمہارے عقیدے کے مطابق تو پرمیشور بھی نکما ثابت ہوتا ہے۔ تناسخ کے زمانے سے کئے ہوئے

اعمال کا منہدم ہونا اور نہ کئے ہوؤں کا پیش آنا ظلم اور بے انصافی ہے اور یہ اعتراض ایشور پر عائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ جنم نہ ہو تو نیک و بد اعمال کی جزا و سزا منہدم ہو جائے یعنے ایک شخص نے جو دوسرے کو آرام۔ تکلیف۔ نقصان یا فائدہ پہنچایا ہو۔ اس کا ثمرہ بدون قالب نہیں مل سکتا۔ دوم۔ پہلے جنم کے نیک و بد اعمال کے بغیر اس جنم میں سکھ دکھ کیونکر مل سکتا ہے۔ اگر سکھ دکھ پہلے جنم کے نیک و بد اعمال کے مطابق نہ ہو تو پرمیشور بے انصاف ٹھیرے اور اعمال کا ثمرہ اٹھائے بغیر گویا معدوم ہو جائے۔ پس آپ کی یہ بات بھی معقول نہیں ۔

(۱۰) تم ایشور کے سوا دویہ گُن (اوصاف نورانی) والے وجودات اور علما کو بھی دیوتا نہیں مانتے۔ یہ ٹھیک نہیں کیونکہ پرمیشور مہادیو ہے۔ اور اگر دیوتاؤں کی ہستی نہ ہوتی تو سب دیوتاؤں کا مالک ہونیکی وجہ سے مہادیو پرمیشور کا نام کیسے ہوتا؟

(۱۱) اگنی ہوتر وغیرہ مفید کاموں کا کرنا اپنا فرض نہ سمجھنا ٹھیک نہیں۔

(۱۲) رشیوں مہارشیوں کے کئے ہوئے اپکاروں کو نہ مان کر عیسےٰ وغیرہ کے آگے جھکنا نامناسب ہے۔

(۱۳) بغیر علت غائی وبدوں کے علم کے دیگر معقول علوم کا جاری ہونا بالکل ناممکن ہے،

(۱۴) علم کا جو نشان یگیوپویت اور چوٹی ہے اس کو چھوڑ کر مسلمانوں اور عیسائیوں کی مانند بن جانا فضول ہے۔ جب پتلون وغیرہ کپڑے پہنتے ہو اور تمغوں کی خواہش کرتے ہو تو یگیوپویت وغیرہ کا کیا کچھ بہت بھاری بوجھ پڑ جاتا ہے؟

(۱۵) برہما سے لیکر آج تک آریہ ورت میں بہت سے عالم ہو گذرے ہیں انکی تعریف نہ کر کے انگریزوں کی ہی بڑائی کرتے جانا طرفداری اور خوشامد کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

(۱۶) بیج سے انگور کی مانند جڑا اور چیتن کے ملنے سے جیو کی پیدائش ماننا۔ پیدائش سے پیشتر جیو کا وجود نہ ماننا اور پیدا شدہ کا فنا نہ ماننا اجتماع ضدین ہیں اگر پیدائش کے پیشتر چیتن اور جڑ نہ تھے۔ تو جی کہاں سے آیا۔ اور ملاوٹ کن کی ہوئی۔ اگر ان دونو

کو قدیمی (ازلی) مانو تو درست ہے لیکن تب آپ کا یہ اعتقاد کہ پیدائش عالم کے پہلے سوائے البشور کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی قائم نہ رہے گا۔

اس لئے اگر ترقی کرنا چاہو تو آریہ سماج کے ساتھ ملکر اسکے مقاصد کے مطابق کام کرنا منظور کرو۔ ورنہ کچھ ہاتھ نہیں آویگا۔ کیونکہ ہم کو اور آپ کو ضرور ہی واجب ہے کہ جس ملک کی اشیاء سے اپنا جسم بنا اور اب بھی اُس کی پرورش ہوتی ہے اور آگے ہوگی اسکی ترقی تن من دھن سے سب لوگ مل کر محبّت (شوق) سے کریں۔ پس جیسا ملک آریہ ورت کی ترقی کا باعث آریہ سماج ہے۔ ویسا اور (کوئی سماج یا مذہب) نہیں ہو سکتا۔ اگر اس سماج کو بخوبی مدد دیں۔ تو بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ سماج کی طاقت کو فروغ دینا جماعت کا کام ہے۔ ایک شخص کا نہیں۔

متمتانتروں کی تحقیق کے بعد ویدک دھرم کی عظمت کا قبول کرنا

سوال۔ آپ تو سب کا کھنڈن ہی کرتے آتے ہیں لیکن اپنے اپنے دھرم میں سب اچھے ہیں۔ کسی کا کھنڈن نہ کرنا چاہئے۔ کھنڈن کرکے آپ اوروں سے کیا زیادہ بتلاتے ہیں۔ اگر بتلاتے ہیں۔ تو کیا آپ سے بڑھ کر یا آپ کا ہمپایہ کوئی اور آدمی نہیں ہوا۔ اور نہ ہے؟ اسی طرح کھنڈن کرنا واجب نہیں پرماتما کی خلقت میں بہت سے آدمی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ایک دوسرے کے برابر یا کم ہیں۔ کسی کے لئے تکبر کرنا اچھا نہیں۔

جواب۔ دھرم سب کے لئے ایک ہے یا بہت سے؟ اگر یہ کہو کہ بہت ہیں۔ تو بتاؤ کہ وہ ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں یا مخالف اگر کہو کہ مخالف تو ان میں سے ایک سچا ہو سکتا ہے دو نہیں دو نہیں اگر کہو۔ کہ مطابق تو الگ الگ ہونا فضول ہے (اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ) دھرم اور ادھرم ایک ہی ہیں۔ بہت نہیں۔ یہی بات ہم اوروں سے زیادہ بتلاتے ہیں اگر سب فرقوں کے ہادی اکٹھے کئے جاویں۔ تو ایک ہزار سے کم نہیں ہونگے۔ لیکن اگر نہیں بڑے بڑے حصوں میں منقسم کیا جاوے۔ تو پرانی۔ کرانی جینی۔ اور قرآنی چار ہی بڑے بڑے مذہب ملیں گے۔ اور ان چاروں ہی میں سب فرقے آجاتے ہیں۔ فرض کرو۔ کہ ایک راجہ ان سب فرقوں

والوں کی انجمن منعقد کر کے خود محقق بن ہر ایک سے مذہب کے متعلق تحقیقات کرتا ہے۔ پہلے پہل وام مارگی سے پوچھتا ہے کہ مہاراج میں نے آج تک نہ کوئی گورو (دھارا ہے) اور نہ کوئی دہرم قبول کیا ہے کہئے سب دہرموں میں سے کونسا افضل دہرم ہے؟ کہ میں قبول کروں؟ وام مارگی۔ ہمارا۔ محقق باقی نوسا ننانوے کیسے ہیں۔ وام مارگی۔ سب جھوٹے اور دوزخکو لیجانیوالے کیونکہ ؎۱ कौलात्परतरं नहि. اس قول کے مطابق ہمارے دہرم سے بڑھ کر اور کوئی دہرم نہیں ہے محقق۔ آپ کا کیا دھرم ہے؟ وام مارگی۔ بھگوتی کا ماننا۔ مد۔ مانس وغیرہ پانچ مکاروں کا استعمال اور رودریامل وغیرہ چونسٹھ تنتروں کا ماننا وغیرہ اگر تو نجات کا طالب ہے تو ہمارا چیلا بن محقق بہتر لیکن اور مہاتماؤں کا بھی درشن کر کے پوچھ پاچھ آؤں۔ پھر جس میں میری رغبت اور شردہا ہوگی۔ اسکا چیلا ہو جاؤنگا وام مارگی ارے کیوں مغالطہ میں پڑا ہے؟ یہ لوگ مجھے بہکا کر اپنے جال میں پھنسا لینگے کسی کے پاس مت جا ہماری ہی پناہ لے ورنہ پچھتاویگا دیکھ ہمارے مذہب میں بھوگ اور موکش دونوں ہیں۔ محقق۔ اچھا۔ دیکھ تو آؤں۔

آگے چل کر شیو کے پاس جا کر پوچھا۔ تو ایسا ہی جواب اُس نے دیا اتنی بات زیادہ کہی کہ بغیر شو۔ رودراکش۔ بھسم لگانے اور لنگ کے پوجنے کے مکتی کبھی نہیں ہوتی۔ اس کے پاس سے ہوتا ہوا محقق نوین ویدانتی جی کے پاس گیا۔ اور پوچھا۔ مہاراج آپ کا دہرم کیا ہے؟ ویدانتی۔ ہم دہرم۔ ادھرم کچھ بھی نہیں مانتے ہم ساکشات برہم ہیں۔ ہم میں دھرم ادہرم کہاں ہے؟ یہ جگت سب متھیا ہے۔ اگر تو گیانی شدھ چیتن بننا چاہے تو اپنے تائیں برہم مان جیو بھاؤ کو چھوڑ نت مکت ہو جا محقق اگر تم برہم نت مکت ہو تو برہم کے اوصاف افعال خواص تم میں کیوں نہیں؟ اور جسم کے اندر کیوں مقید ہو؟ ویدانتی۔ تجھے جسم دکھائی دیتا ہے اسلئے تو تو مغالطہ میں پڑا ہے۔ ہم کو برہم کے

؎۱ کول یعنی وام مارگ دہرم سے بڑھ کر کوئی اور دھرم نہیں ہے (مترجم)

سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ محقق۔ تم دیکھنے والے کون ہو؟ اور دیکھتے کس کو ہو؟
ویدانتی۔ دیکھنے والا برہم اور برہم کو دیکھتا ہے۔ محقق۔ کیا دو برہم ہیں؟
ویدانتی نہیں! اپنے آپ کو دیکھتا ہے محقق کیا کوئی اپنے کندھے پر سوار ہو سکتا ہے
تمہاری بات بیہودہ اور پاگل پنے کی ہے۔

محقق نے پھر جینیوں کے پاس جا کر وہی سوال کیا؟ انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ لیکن اتنا زیادہ کہا کہ جین دہرم کے سوائے سب دہرم جھوٹے ہیں دنیا کا خالق ازلی الشعور کوئی نہیں دنیا ازل سے ایسی چلی آ رہی ہے اور چلی جائیگی۔ آ۔ تو ہمارا چیلا ہو جا کیونکہ ہم ہر طرح اچھے ہیں اچھی باتیں مانتے ہیں جین مت کے سوائے تمام دیگر مذاہب جھوٹے ہیں محقق نے آگے چلکر عیسائی سے بھی وہی سوال کیا اسنے دام مار کی کیطرح خوب سوال وجواب کئے اتنی بات زیادہ کہی کہ "سب لوگ زیادہ گنہ گار ہیں اپنی طاقت سے گناہ دور نہیں ہو سکتا۔ عیسے پر ایمان لائے بغیر کوئی پاک ہو کر نجات نہیں پا سکتا عیسے نے سب کا کفارہ بن اور اپنی جان دے رحم ظاہر کیا ہے پس تو ہمارا چیلا بن جا محقق یہ سنکر مولوی صاحب کے پاس گیا ان کے ساتھ بھی ایسے ہی سوال وجواب ہوئے اتنی بات زیادہ کہی۔ کہ وحدہ لاشریک خدا اسکے پیغمبر اور قرآن شریف کے ماننے بغیر کوئی نجات نہیں پا سکتا جو اس مذہب کو نہیں مانتا وہ دوزخی اور کافر ہے اور واجب القتل ہے۔

محقق۔ یہ سن کر ویشنو کے پاس گیا ویسی ہی گفتگو اسکے ساتھ ہوئی (ویشنو نے) اتنی بات زیادہ رکھی۔ کہ ہمارے تلک چھاپے دیکھ کر یمراج ڈرتا ہے محقق نے خیال کیا کہ جب مچھر، مکھی، پولیس کے سپاہی، چور، ڈاکو اور دشمن نہیں ڈرتے تو یمراج کے ادولی کیسے ڈریں گے۔

پھر آگے چلا۔ تو سب مذہب والوں نے اپنا اپنا مذہب سچا بیان کیا کسی نے کبیر کسی نے نانک، کسی نے ولبھ، کسی نے سہجانند کسی نے مادھو وغیرہ۔ کو بڑا اور اوتار بنایا اسی طرح ہزاروں سے پوچھا اور ان میں آپس کی مخالفت دیکھ یقین کر لیا۔ کہ ان میں

کوئی اس لائق نہیں کہ اُسے گرو بنایا جاوے۔ کیونکہ ہر ایک کے جھوٹ میں نو سو ننانوے گواہ ہو گئے جس طرح جھوٹا دوکاندار یا بیسوا اور بھڑوا وغیرہ اپنی اپنی چیز کی بڑائی اور دوسرے کی برائی کرتے ہیں۔ ویسے ہی یہ فرماتے ہیں ایسا یقین کرکے

तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् ।
समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥१॥
तस्मै स विद्वानुपसन्नाय सम्यक्प्रशान्तचित्ताय शमन्विताय । येनाक्षरं पुरुषं वेद सत्यं प्रोवाच तान्तावत्तो ब्रह्मविद्याम् ॥२॥ मुण्डक १ । खं० २ । मं० १२ । १३ ॥

اُس سنیہ (راستی کل) کو بخوبی جاننے کیلئے وہ (دھرم کا متلاشی) ہاتھ جوڑ کر کچھ نذرانہ لے وید کے جاننے والے برہم ہیں قائم پرماتما کے جاننے والے گورو کے پاس جاوے۔ (۱) ان پاکھنڈیوں (ارجن کا ذکر اوپر آچکا ہے) پھندے میں نہ پھنسے۔ جب محقق ایسے عالم کے پاس جاوے۔ تو وہ اس شانت چت (پر امن دل والے) جتندری پاس آئے ہوئے محقق کو سچی برہم ودیا (علم الٰہی) پرماتما کے اوصاف افعال اور خواص کی ہدایت کرے اور جس جس سادھن سے وہ شروتا (سننے والا) دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش اور پرماتما کو جان سکے ان سادھنوں کی تعلیم دیا کرے (۲) یہ سوچکر وہ محقق ایسے آدمی (گورو) کے پاس جا کر بولا کہ مہاراج اب فرقوں کے بکھیڑوں سے میرا دل بیزار ہو گیا ہے کیونکہ اگر میں ان میں سے کسی ایک کا چیلا بن گیا تو نو سو ننانوے کا دشمن بننا پڑے گا جسکے نو سو ننانوے دشمن اور ایک دوست ہو اسکو آرام کہاں؟ اسلئے آپ مجھے ایسا اپدیش کیجئے۔ جسے میں قبول کروں۔

(راست باز عالم) یہ سب مت جہالت پر مبنی اور علم کے مخالف ہیں بے وقوف پاجی اور جنگلی آدمیوں کو بہکا کر اپنے دام میں لاکر اپنی مطلب براری کرتے ہیں وہ بچارے اپنی عمر کو رائیگاں گنواتے ہیں۔ اور زندگی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے دیکھا۔ جس

بات پر یہ ہزار مت متفق ہوں۔ وہ ویدمت سب کے لئے قابل تسلیم ہے۔ اور جس میں باہم مخالفت ہو وہ فرضی جھوٹا۔ ادھرم اور واجب الترک ہے۔ **محقق** اسکا امتحان کیسے ہو سکتا ہے؟ **راستباز**۔ تو جاکر ان باتوں کے بارہ میں (جو اس محقق نے محقق کو بتلائیں) سب سے سوال کر۔ سب کا اِنمیں اتفاق ہوگا تب وہ محقق اُن ہزار (فرقہ والوں) کی سبھا میں کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ سب سنکر جواب دیں سچ بولنے میں دھرم ہے یا جھوٹ بولنے میں؟ سب نے ایک آواز سے جواب دیا۔ کہ سچ بولنے میں دھرم ہے اور جھوٹ بولنے میں ادھرم ویسے ہی علم پڑھنے برہمچریہ رکھنے۔ جوانی کی عمر میں شادی۔ نیک لوگوں کی صحبت استقلال دیانتداری وغیرہ میں دھرم اور جہالت میں پھنسے رہنے برہمچریہ نہ رکھنے۔ زناکاری بری صحبت۔ بددیانتی۔ دھوکا۔ فریب۔ ایذا رسانی۔ دوسرے کو نقصان پہنچانے وغیرہ کاموں میں ادھرم ہے سب نے متفق ہو کر ایک آواز سے اس کی تائید کی تب محقق نے سب کو کہا کہ تم سب اسیطرح ایک مت کے ہو جاؤ سچے دھرم کی ترقی کیوں نہیں کرتے؟ اور الٹے راستہ سے باز کیوں نہیں آتے؟ ان سب نے جواب دیا کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمیں کون پوچھے؟ ہمارے چیلے ہمارے حکم میں نہ رہیں۔ روزی بند ہو جاوے اور جو گلچھرے ہم اڑا رہے ہیں۔ سب کافور ہو جاویں۔ ہم جان بوجھ کر بھی ہٹ دھرمی کیئے اور اپنے اپنے مذہب کی تعلیم دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ (مثل ہے) روٹی کھائیے شکر سے دنیا ٹھگئے مکر سے"! یہ اصل بات کہہ دی۔ دیکھو دنیا میں سیدھے سادھے آدمی کو کوئی کچھ نہیں دیتا۔ اور نہ اُسے کوئی پوچھتا ہے۔ جو شخص حکمت عملی اور ہمہ دانی کرتا ہے وہی من مانی اشیا کو حاصل کرتا ہے۔

محقق۔ تم جو اس طرح کے مکرو فریبوں سے لوگوں کو ٹھگتے ہو۔ تو راجا تمہیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ **فرقوں والے**۔ ہم نے راجہ کو بھی اپنا چیلا بنا لیا ہے اِسکا بندوبست کر رکھا ہے اسکے لئے ہمارے پنجہ سے نکلنا محال ہے۔ **محقق**۔ تم جو فریب سے دیگر مذاہب کے پیروں کو ٹھگ کر انکا نقصان کرتے ہو تو پرمیشور کے سامنے کیا جواب دو گے؟ بھینک گھور نرک (نار یک دوزخ) میں پڑو گے چند روزہ زندگی کی خاطر اتنا بڑا گناہ کرنے

سے کیوں نہیں باز آتے ؟

فرقوں والے - جب ایسا ہوگا۔ تو دیکھا جائیگا۔ نرک اور پرمیشور کی سزا جب ہوگی تب ہوگی۔ اب تو چین اڑاتے ہیں۔ لوگ ہمیں رضا مندی سے نقدی وغیرہ مال دیتے ہیں۔ کوئی جبراً تھوڑے ہی لیتے ہیں ؟ پھر کیا وجہ کہ ہم کو سزا دو ؟ **محقق** جیسے چھوٹے بچے کو پھسلا کر اس سے کوئی چیز چھیننے سے سزا ملتی ہے ویسے تم کو کیوں نہیں ملتی (ملنی چاہیئے) کیونکہ

अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः

मनु० । अ० २ । श्लोक ५३ ॥

جو علم سے محروم ہے وہی بچہ ہے اور جو علم بخشنے والا ہے۔ وہی باپ اور بیر کہلاتا ہے جو دانشمند عالم ہے وہ تو تمہاری باتوں سے تمہارے پھندوں میں نہیں آتا لیکن ان جاہلوں کو جو بچوں کی طرح ہیں ٹھگنے کے عوض تمہارے لئے ضرور سرکار کی طرف سے سزا ہونی چاہیئے **فرقوں والے** - جب راجا اور پرجا (رعایا) سب ہمارے مت میں ہیں، تو ہمیں سزا دینے والا کون ہے ؟ دوسری صورت میں ان باتوں کو چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کرلیں گے **محقق** - اگر تم سست رہکر مفت کا مال اڑانے کی بجائے تحصیل علم کرکے گرہستیوں کے لڑکوں لڑکیوں کو پڑھایا کرو۔ تو تمہیں بھی فائدہ پہنچے اور گرہستیوں کو بھی **فرقوں والے** - ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم عمر بھر کے سکھوں کو جواب دے کر بچپن سے جوانی تک علم حاصل کرتے رہیں اور بعد میں پڑھنے پڑھانے کی محنت میں ساری زندگی خرچ کر ڈالیں ؟ ہم کو یونہی لاکھوں روپے مل جاتے ہیں چین کرتے ہیں اُسے کیوں ترک کریں ؟

محقق اس کا انجام تو برا ہے۔ دیکھو تم بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو کر جلدی مر جاتے ہو۔ دانا تمہیں برا سمجھتے ہیں، پھر بھی تم اپنی کرتوتوں سے باز نہیں آتے **فرقوں والے** - ارے بھائی -

टका धर्मष्टका कर्म टका हि परमं पदम् ।
यस्य गृहे टका नास्ति हा ! टका टकटकायते ॥१॥

आना अंशकलाः प्रोक्ता रूप्योऽसौ भगवान् स्वयम् ।
अतस्तं सर्व इच्छन्ति रूप्यं हि गुणवत्तमम् ॥३॥

تو لڑکا ہے جہان کا تجھے تجربہ نہیں ہے۔ دیکھ ٹکے کے بغیر دہرم ٹکے کے بغیر کرم ٹکے کے بغیر پرم پد (نجات) نہیں ہوتی۔ جس کے گھر میں ٹکہ نہیں ہے ہائے وہ ٹکا ٹکا کرتا ہوا اچھی اچھی چیزوں کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہتا ہے۔ اور خون جگر پی کر کہتا ہے کہ حیف! اگر میرے پاس ٹکا ہوتا میں اس اچھی چیز کا حظ اٹھاتا (۱) کیونکہ سب لوگ جس سولہ کلا والے بھگوان کا ذکر کرتے اور جس کی بابت سنتے ہیں وہ تو دکھائی نہیں دیتا لیکن سولہ آنے اور پیسے کوڑی وغیرہ اجزا کی کلا والا روپیہ ساکشات بھگوان ہے اس لئے ہر ایک شخص روپیہ کی تلاش میں رہتا ہے کیونکہ سب کام روپیوں سے پورے ہوتے ہیں (۲)

محقق - ٹھیک ہے تمہاری اندرونی کارستانیاں باہر آگئی ہیں تم نے یہ جتنا پاکھنڈ کھڑا کیا ہے سب اپنے سکھ کی خاطر ہے لیکن اس میں دنیا کی تباہی ہے کیونکہ جیسا ست اپدیش سے دنیا کو فیض پہنچتا ہے۔ ویسا ہی اَست اپدیش سے نقصان، اگر تمہیں دولت کمانے سے ہی غرض تھی تو ملازمت اور تجارت وغیرہ پیشہ اختیار کر کے روپیہ جمع کیوں نہیں کر لیتے؟ **فرقوں والے** اس میں بہت جفاکشی (کرنی پڑتی) ہے اور خسارہ کا بھی احتمال ہے لیکن ہماری حکمت عملی سے کبھی نقصان نہیں ہوتا ہمیشہ نفع ہی نفع ہوتا ہے دیکھو انلسی دل ڈال چرنامرت دے اور کنٹھی باندھ چیلا مونڈتے ہیں۔ اور اسے زندگی بھر کے لئے حیوان کی مانند بنا دیتے ہیں پھر جیسا چاہیں اسے چلا سکتے ہیں **محقق** یہ لوگ تمہیں اتنی دولت کیوں دیتے ہیں؟ **فرقوں والے** دہرم، سورگ اور مکتی کی خاطر **محقق** جب تم خود مکت نہیں اور نہ ہی مکتی کی اصلیت اور مکتی کے وسائل جانتے ہو۔ تو تمہاری سیوا کرنیوالوں کو کیا ملیگا؟ **فرقوں والے** کیا اس جہان میں ملنا چاہیئے؟ نہیں مرنے کے بعد دوسرے جہان میں ملتا ہے ہمیں یہ لوگ جسقدر دیتے ہیں۔ اور ہماری خدمت کرتے ہیں۔ وہ سب ان کو عاقبت

میں مل جاتا ہے **محقق** ان کو تو دیا ہوا ملے یا نہیں تم لینے والوں کو کیا ملے گا؟ دوزخ یا کچھ اور؟ **فرقوں والے** ۔ ہم جو بھجن کرتے ہیں اسکے عوض میں سکھ ملیگا **محقق** ۔ تمہارا بھجن تو ٹکے ہی کی خاطر ہے وہ سب ٹکے یہیں پڑے رہینگے اور جس گوشت کے ڈھلے کو یہاں پالتے ہو۔ وہ بھی جلکر خاک ہوکر یہیں رہجائے گا اگر تم پرمیشور کا بھجن کرتے تو تمہارا آتما بھی پاک ہو جاتا **فرقوں والے**۔ کیا ہم اشدھ (ناپاک) ہیں؟ **محقق**۔ اندر سے بہت میلے ہو۔ **فرقوں والے** تم نے کسطرح جانا؟ **محقق** تمہارے چال چلن۔ کاروبار سے **فرقوں والے** مہاتماؤں کا کاروبار ہاتھی کے دانت کی مانند ہوتا ہے۔ جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھلانے کے اور ہوتے ہیں ویسے ہی اندر سے ہم پاک ہیں۔ اور باہر سے صرف لیلا ماتر کام کرتے ہیں **محقق**۔ اگر تم اندر سے پاک ہوتے تو تمہارے بیرونی کام بھی پاک ہوتے بس ثابت ہوا۔ کہ اندر سے بھی میلے ہو۔ **فرقوں والے**۔ ہم خواہ کیسے ہوں ہمارے چیلے تو اچھے ہیں؟ **محقق**۔ جیسے تم گورو ہو۔ ویسے تمہارے چیلے بھی ہوں گے **فرقوں والے** (ساری دنیا کا) ایک مت کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ انسانوں کے اوصاف افعال اور خواص جدا جدا ہیں **محقق** اگر بچپن کی عمر میں یکساں تعلیم ہو۔ راست بازی وغیرہ دھرم کا اختیار کرنا اور دروغ گوئی وغیرہ ادھرم کا ترک کرنا سکھلایا جاوے تو ایک مت ضرور قائم ہو جاوے (دنیا میں) دو قسموں کے آدمی دھرماتما (نیک) اور ادھرماتما (بد) ہمیشہ رہتے ہیں ہاں دھرماتما زیادہ اور ادھرمی کم ہونے سے دنیا میں سکھ بڑھتا ہے اور جب ادھرمی زیادہ ہوتے ہیں تب دکھ اگر سب عالم یکساں اپدیش کریں۔ تو دنیا میں ایک مت ہونے میں ذرا بھی دیر نہ ہو **فرقوں والے** آج کل کلجگ ہے ست جگ کی بات کی توقع مت رکھو۔ **محقق** کلجگ نام زمانہ کا ہے زمانہ بے حرکت و بے فعل ہونیکی وجہ سے دھرم یا ادھرم کے کرنے میں مدد یا مانع نہیں ہو سکتا سچ پوچھو تو تم ہی مجسم کلجگ بن رہے ہو اگر انسان بھی ست جگ یا کلجگ ہوں تو کوئی آدمی بھی جہان میں دھرماتما ہو۔ یہ سب صحبت

کے اچھے یا برے نتائج ہیں ۔ ذاتی وصف نہیں ۔
یہ کہکر محقق راست باز کے پاس گیا ان سے کہا کہ مہاراج تم نے میرا ادھار کیا ورنہ میں بھی کسی کے پھندے میں پھنسکر برباد ہو گیا ہوتا اب میں بھی ان ریاکاروں کا کھنڈن اور ویدوکت سچے مت کا منڈن کرونگا ۔ راست باز ۔ یہی سب انسانوں کا اور خصوصاً علما اور سنیاسیوں کا فرض ہے کہ نوع انسان کو صداقت کا منڈن اور جھوٹ کا کھنڈن پڑھا سنا کر ستیہ اپدیش سے مستفید کریں ۔

| نام کے برہمچاری اور سنیاسی |

سوال ۔ جو برہمچاری اور سنیاسی ہیں وہ تو اچھے ہیں ؟
جواب یہ آشرم تو درست ہے لیکن آج کل ان میں بھی بہت گڑبڑ مچی ہوئی ہے بہت سے برائے نام برہمچاری ہیں اور جھوٹ موٹ جٹا بڑھا کر سدھ بنے ہوئے ہیں اور جپ پرسچرن (ریگیہ) وغیرہ میں پھنسے رہتے ہیں ۔ علم حاصل کرنے کا نام نہیں لیتے جو برہمچاری نام رکھانیوالوں کا اعلےٰ فرض ہے برہم یعنے وید کے پڑھنے میں بھی کچھ کوشش نہیں کرتے ایسے برہمچاری بکرے کے گلے کے تھن کی مانند فضول ہیں اور ایسے ہی سنیاسی ہیں جو علم سے بے بہرہ ڈنڈ (عصا) کمنڈل (لوٹا) لے صرف بھیکھ مانگتے پھرتے ہیں کچھ بھی وید کے دھرم کی ترقی نہیں کرتے اوائل عمر میں ہی سنیاس لیکر گردش کیا کرتے ہیں ۔ اور علم کا پڑھنا ترک کر دیتے ہیں اس قسم کے سنیاسی اور برہمچاری ادھر ادھر خشکی تری پر پھرتے ہوئے پتھر وغیرہ کی مورتوں کا درشن پوجا کرتے پھرتے ۔ عالم ہو کر بھی مون میں (خاموش) رہتے تنہا جگہ میں حسب دلخواہ کھا پی پڑے سویا کرتے ہیں ۔ اور کینہ اور بغض سے پر ہو کر کسی کی مذمت اور برے کام کر کے گذارہ کرتے ہیں ۔ رنگین گیروے کپڑے پہننے اور صرف عصا کے رکھنے سے ہی اپنے کو کامیاب تصور کرتے ہیں ۔ اور اپنے تئیں سب سے افضل سمجھکر اچھا کام نہیں کرتے ویسے سنیاسی بھی دنیا میں بے فائدہ بود و باش رکھتے ہیں اور جو سارے جہان کی بھلائی کرتے ہیں ۔ وہی اچھے ہیں ۔

| گری پوری بھارتی وغیرہ گوسائیں |

سوال گری ۔ پوری ۔ بھارتی وغیرہ گوسائیں تو اچھے ہیں ؟ کیونکہ جماعت بنا کر ادھر ادھر دورہ کرتے رہتے ہیں ۔ سینکڑوں

سادھوؤں کو آرام پہنچاتے ہیں۔ اور سب جگہ ادویت مت یعنی ہمہ اوست کی اشاعت کرتے
پھرتے ہیں اور تھوڑا بہت پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں۔ اس لئے وہ اچھے بھی ہوں گے؟
جواب یہ سارے دس نام بعد میں فرضی گھڑے گئے ہیں۔ قدیمی نہیں۔ ان کی جماعتیں
صرف کھانے پینے کی خاطر بنی ہوئی ہیں بہت سے سادھو صرف کھانے پینے کے لئے
ہی جماعتوں میں رہتے ہیں۔ یہ لوگ مکار بھی ہیں کیونکہ ایک کو مہنت بناتے ہیں اور وہ
ان کا میر مجلس ہوتا ہے۔ وہ گدی پہ بیٹھ جاتا ہے۔ باقی سب براہمن اور
سادھو کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں پھول لے کر سلہ

नारायणं पद्मभवं वासिष्ठं शक्तिं च तत्पुत्रपराशरं च ।
व्यासं शुकं गौडपदं महान्तम् ॥

اس قسم کے شلوک پڑھ، ہر ہر بول (کہہ) اُن پر پھولوں کی برکھا کر انہیں ساشٹانگ نمسکار
کرتے ہیں اگر کوئی ایسا نہ کرے اس کا وہاں رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے یہ ریاکاری دنیا
کے دکھلاوے کی خاطر کرتے ہیں۔ تاکہ جہاں میں عزت و توقیر ہو اور مال بھی ہاتھ آوے بعض
مٹھ والے گرہستی ہو کر بھی سنیاسیوں کا بانا صرف فخر اور دکھاوے کے واسطے رکھتے ہیں کرم
کچھ نہیں کرتے سنیاسیوں کے ان فرائض کو (جن کا ذکر) پانچویں باب میں کر آئے ہیں ادا نہ
کر کے یوں ہی وقت ضائع کرتے ہیں اچھے اپدیش کرنے والے کے مخالف ہوتے ہیں۔ عموماً یہ
لوگ بھسم لگاتے رُدراکش پہنتے اور بعض شیو مت کے ہونے کا بھی فخر کرتے ہیں اور جب
کبھی شاستر ارتھ (مباحثہ) کرتے ہیں تو اپنے مت یعنی شنکر آچاریہ کے عقیدہ کو ثابت کرنے
کیلئے چکرانت وغیرہ (متون) کے کھنڈن پر بھی مستعد ہو جاتے ہیں۔ ویدک مارگ کی
ترقی کیلئے پرچار اور ریاکاری پر مبنی متوں کے کھنڈن کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

اویدک متوں کی ترقی کے بواعث

یہ سنیاسی ایسا سمجھتے ہیں، کہ ہمیں کھنڈن منڈن سے
کیا مطلب؟ ہم تو مہاتما ہیں۔ ایسے لوگ بھی گویا زمین

سلہ نارائن کو کنول میں پیدا ہوئے (برہما) کو وسشٹ کو شکتی کو اور اس کے بیٹے پراشر کو ویاس
کو شک کو اور عظیم گوڑپد کو میں نمسکار کرتا ہوں۔ (مترجم)

پر بوجھ ہیں۔ اسی وجہ سے تو ویدک دھرم کے مخالف وام مارگی وجینی فرقوں والے عیسائی، مسلمان، جینی وغیرہ بڑھ گئے ہیں۔ اور اب بھی بڑھتے جاتے ہیں انکی تباہی ہو رہی ہے۔ تو بھی ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔ کھلے کیونکر؟ کھلے تو تب جب انکی پر آپکار کرنے کی نیت اور فرائض ادا کرنیکا حوصلہ ہو۔ لیکن یہ لوگ اپنی عزت اور کھانے پینے کی بات تو نکیے سوا اور کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے اور دنیاوی توہین سے بہت ڈرتے ہیں ان تین خواہشوں کو چھوڑنا سنیاسی کا دھرم ہے (۱) دنیوی عزت (۲) دولت کا جمع کرنا اور دنیاوی لذات کا بھوگنا۔ اور (۳) بیبیوں سے اولاد کیطرح محبت رکھنی جب خواہشیں ہی رفع نہ ہوئیں پھر سنیاس کیونکر ہو سکتا ہے؟

تعصب سے پاک ہوکر وید مارگ کے اُپدیش سے دنیا کو فائدہ پہنچانے میں شب و روز مصروف رہنا سنیاسیوں کا اعلیٰ فرض ہے جب اپنے اپنے فرائض ادا نہیں کرتے۔ تو پھر سنیاسی وغیرہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کرنا بیفائدہ ہے یہی تو یہ ہے کہ جیسے گرہستی کاروبار اور اپنے بنج کے کاموں میں کوشش کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ کوشش کرکے پر اُپکار کرتے ہیں سنیاسیوں کو بھی مصروف رہنا چاہیئے اسی صورت میں سارے آشرم ترقی پر رہ سکتے ہیں دیکھو! تمہاری آنکھوں کے سامنے پاکھنڈ مت بڑھتے جاتے ہیں۔ (لوگ) عیسائی اور مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔ پر تم سے اپنے گھر کی ذرا بھی محافظت نہیں ہو سکتی؛ اور نہ ہی دوسروں کو (اپنے میں) ملا سکتے ہو؟ یہ بات تو تب ممکن ہو۔ کہ جب تمہاری مرضی ہو۔ جب تک آپ ترقی نہیں کرتے اور آئندہ اس کیلئے کوشش نہیں کرتے تب تک آریہ ورت اور دیگر ممالک کے باشندوں کی ترقی نہیں ہوتی۔ جب وید وغیرہ ست شاستروں کا پڑھنا پڑھانا برہمچریہ وغیرہ آشرموں کا مناسب طور پر جاری کرنا اور ست اپدیش کا ہونا جاری ہوتا ہے۔ تب ہی ملکی ترقی ہوتی ہے۔

یاد رکھو! بہت سی ریاکاری کی باتیں تمہیں سچی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً جب کوئی دوکاندار سادھو بیٹا وغیرہ دینے کی سدھیاں بتلاتا ہے۔ تب اس کے پاس بہت عورتیں جاتی ہیں اور ہاتھ جوڑ کر بیٹا مانگتی ہیں اور باوا سب کو بیٹا ہونیکی اشیرباد

(دعاء خیر) دیتا ہے۔ جس کے لڑکا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتی ہے۔ کہ باوا جی کے کہنے سے ہوا۔ اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ سوری۔ کُتیا۔ گدھی۔ اور مرغی وغیرہ کے بچے کس باوا جی کے کہنے سے ہوتے ہیں۔ کچھ بھی جواب اسباب کا نہ دے سکیگی۔

اگر کوئی کہے کہ میں لڑکے زندہ رکھ سکتا ہوں تو اُسے پوچھنا چاہیئے۔ کہ خود کیوں مرجاتا ہے۔ بہت سے بدذات آدمی ایسی کارسازیاں کرتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے دانا بھی دھوکا کھاجاتے ہیں جیسے دھن ساری کے ٹھگ ہیں۔ وہ لوگ پانچ سات ملکر دور دور ممالک میں جاتے ہیں۔ جو اِن میں ڈیل ڈول کے لحاظ سے ہٹا کٹا ہوتا ہے۔ اُسے سدھ بنا لیتے ہیں۔ جس شہر یا گاؤں میں دولتمند آدمی ہوں اس کے نزدیک جنگل میں اس سُدھ کو بٹھا دیتے ہیں۔ اور آپ اسکے سادھک (چیلے) بن شہر کے اندر جاکر ناواقف بن ہر ایک سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم نے ایسے مہاتما کو یہاں کسی جگہ دیکھا ہے یا نہیں؟ اسپر شہر کے لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما کون اور کیسا ہے؟ سادھک جواب دیتا ہے۔ کہ بڑا سدھ پرش (کامل فقیر) ہے دل کا بھید بتا دیتا ہے۔ جو بات منہ سے نکالتا ہے پوری ہو جاتی ہے۔ وہ بڑا یوگی راج ہے) اسکے درشن کیلئے ہم اپنا گھر باہر چھوڑ اسے دیکھتے پھرتے ہیں۔ میں نے کسی سے سنا تھا۔ کہ وہ اسطرف آئے ہوئے ہیں۔ گرہستی کہتا ہے کہ وہ مہاتما جب نہیں ملے۔ تو ہمیں بھی اطلاع دینا۔ ہم بھی درشن کریں گے۔ اور دل کی باتیں پوچھیں گے۔ اسی طرح وہ (مصنوعی سادھک) دن بھر شہر میں پھرتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی کے آگے اس سدھ کا ذکر کر کے رات کو اکٹھے ہو سدھ سادھک کھا پی کر سو رہتے ہیں۔ پھر دوسرے روز صبح کو شہر یا گاؤں میں جاکر اسیطرح پوچھتے پھرتے ہیں۔ دو تین دنوں تک اسیطرح کر کے پھر چاروں سادھک کئی ایک امیروں سے جاکر کہتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما مل گئے۔ تمہیں درشن کرنا ہو تو چلو۔ وہ جب جانے کو تیار ہوتا ہے۔ تو سادھک اُن سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کیا بات معلوم کرنی چاہتے ہو ہم سے بیان کرو۔ کوئی لڑکے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ کوئی دولت کی۔ کوئی بیماری رفع کرنے کی اور کوئی دشمن کو مغلوب کرنے کی انہیں وہ سادھک لیجاتے ہیں۔ اور اسی ترتیب سے بٹھلاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے سُدھ

اور سادھکوں نے مشورہ کر کے مقرر کی ہوئی ہوتی ہے یعنی دولت کی خواہش والے کو داہنی طرف ۔ لڑکے کی خواہش والے کو اس کے سامنے ۔ بیماری رفع کرنے والے کو بائیں طرف اور جیسے دشمنوں کو مغلوب کرنا مطلوب ہو ۔ اسے پیچھے سے لے جا کر سامنے بیٹھے ہوئے آدمیوں کے بیچ میں بٹھا دیتے ہیں ۔ جب وہ لوگ (مرادیں مانگنے والے) نمسکار کرتے ہیں ۔ اسیوقت وہ سِدھ اپنے سدھ پن کی جھپٹ سے باآواز بلند پکارتا ہے " کیا یہاں ہمارے پاس بیٹے رکھے ہیں ۔ جو تو بیٹے کی خواہش رکھ کر آیا ہے " ۔ اسیطرح دولت کی خواہش والے کو کہتا ہے ۔ کہ " کیا یہاں تھیلیاں رکھی ہیں ۔ جو تو دولت کی خواہش کر کے آیا ہے ؟ فقیروں کے پاس دولت کہاں ؟ بیماری والے سے اسطرح مخاطب ہوتا ہے " کیا ہم طبیب ہیں جو تو بیماری کا علاج کرانے آیا ہے ؟ ہم طبیب نہیں جو تیری بیماری دور کریں کسی طبیب کے پاس جا ! لیکن جب اس کا باپ بیمار ہو تو اسکا سادھک انگوٹھا اگر ماں بیمار ہو تو انگشت ؟ اور اگر بھائی بیمار ہو تو وسطی انگشت اور اگر عورت بیمار ہو تو بنصر ۔ اور اگر لڑکی بیمار ہو تو خنصر دکھا دیتا ہے ۔ اس سے سدھ کو اصلی بیمار کا پتہ لگ جاتا ہے ۔ اور وہ بول اُٹھتا ہے ۔ کہ تیرا باپ بیمار ہے ۔ تیری ماں ۔ تیرا بھائی ۔ تیری عورت یا تیری دختر بیمار ہے ۔ تب وہ چاروں ہی اسپر فدا ہو جاتے ہیں ۔ اور سادھک لوگ ان سے کہتے ہیں کہ دیکھو ! جیسا ہم نے کہا تھا ۔ ویسے ہی ہیں یا نہیں ؟ گرہستی کہنے ہیں جی ہاں جیسا سُنا تھا ویسا پایا ۔ تم نے ہم پر بڑا احسان کیا ۔ اور ہمارے بھی اچھے نصیب ہیں کہ ایسے مہاتما ملے جن کے درشن سے ہماری مراد بر آئی ۔ سادھک کہتا ہے ۔ سنو بھائی ۔ یہ مہاتما منو گامی (آزاد دل) ہیں ۔ یہاں بہت روز قیام کرینگے نہیں ۔ اگر کچھ ان کا آشیرباد لینا ہو تو اپنی اپنی توفیق کے مطابق ان کی تن من دھن سے (سیوا) خدمت کرو ۔ کیونکہ " سیوا سے میوا ملتا ہے " ! اگر کسی پر مہربان ہو گئے تو جانے کیا وردیدیں " سنتوں کی گتی اپار ہے " ! گرہستی ایسی چکنی چپڑی باتیں سنکر بڑے خوش ہوتے ہیں ۔ اور ان کی تعریف کرتے ہوئے گھر کی طرف جاتے ہیں ۔ سادھک بھی انکے ساتھ ہی جاتے ہیں ۔ تاکہ کوئی ان کا پول نہ ظاہر کر دے ۔ ان امیروں کے دوست آشنا جو ملیں ۔ ان

کے آگے (باواجی کی) تعریف کرتے ہیں۔ اسیطرح جو شخص سادھو ؤں کے ساتھ جاتے ہیں۔ ان سب کا احوال بتا دیتے ہیں۔ تب شہر میں کھلبلی مچ جاتا ہے۔ کہ فلاں طرف ایک بڑے بھاری سدھ آئے ہیں۔ چلو ان کے پاس ۔ جب لوگوں کا ہجوم ہو جاتا ہے اور بہت آدمی پوچھنے لگتے ہیں۔ کہ مہاراج میرے دل کی بات بتائیے۔ تب تو دل بدل ترتیب کے بگڑ جانے سے چپ چاپ ہو کر مون سادھ جاتا ہے (خاموشی اختیار کر لیتا ہے) اور کہتا ہے۔ کہ ہمیں بہت تنگ مت کرو۔ اسیوقت اسکے سادہک بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ تم ان کو بہت ستاؤ گے تو چلے جائیں گے پھر ان میں کوئی ایک بڑا امیر سادہک کو الگ بلا کر کہتا ہے۔ کہ ہمارے دل کی بات بتلا دیں۔ تو ہم سچ مانیں سادہک پوچھتا ہے وہ کیا بات ہے امیر بیان کر دیتا ہے تب وہ سادہک مقرر کردہ ترتیب کے مطابق اسکو مناسب موقع پر لے جا بٹھلاتا ہے۔ سدھ ساری بات معلوم کر کے بول اٹھتا ہے تب تو ساری خلقت کا ہجوم کہنے لگ جاتا ہے۔ کہ آہا۔ بڑے کامل فقیر ہیں۔ پھر کوئی مٹھائی کوئی پیسہ کوئی روپیہ کوئی اشرفی کوئی کپڑا کوئی رسد وغیرہ نذر کرتا ہے اس طرح جبتک بہت مانتا رہتی ہے۔ خوب لٹتے رہتے ہیں اور ایک یا دو شخصوں کو جو آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ہوں بادا بیٹا ہونے کا اشیرباد یا راکھ اٹھا کر بھی دیدیتا ہے اور اس سے ہزار روپیہ لیکر کہدیتا ہے کہ اگر تیری سچی بھگتی اعتقاد ہوگی۔ تو بیٹا ہو جاوے گا۔

اس قسم کے بہت سے ٹھگ ہوتے ہیں جن کی تشخیص عالم ہی کر سکتے ہیں عالم آدمی نہیں۔ اس لئے انسان کو وید وغیرہ علم پڑھنا اور ست سنگ کرنا چاہیئے جس سے کوئی آدمی اسے دھوکا دے سکے بلکہ وہ اور وں کو بھی بچانے کے قابل ہو کیونکہ انسان کی آنکھ علم ہی ہے۔ بغیر تعلیم و ترتیب کے واقفیت نہیں ہوتی جو بچپن کی عمر ہی سے عمدہ تعلیم پاتے ہیں۔ وہی اصلی انسان اور عالم بنتے ہیں جو بری صحبت میں رہتے ہیں۔ وہ بدچلن گنہگار اور جاہل مطلق رہ کر بڑا دکھ پاتے ہیں اسیواسطے علم کو خاص (طاقت) کہتے ہیں کیونکہ جو جانتا ہے وہی مانتا ہے

न वेत्ति यो यस्य गुणप्रकर्षं स तस्य निन्दां सततं करोति ।
यथा किराती करिकुम्भजाता मुक्ताः परित्यज्य बिभर्ति गुञ्जाः
(वृ० चा० अ० ११ । श्लोक १२

جو جس کے اوصاف نہیں جانتا وہ اس کی مذمت اور بیقدری کرتا ہے جیسے جنگلی بھیل گجمکتا (ہاتھی کے مستک کا موتی) کو چھوڑ گنجی (مونگا موتی) ہار پہن لیتا ہے۔ ویسے ہی جو آدمی عالم۔ گیانی۔ دھارمک۔ نیک لوگوں سے صحبت رکھنے والا یوگی با ہمت جتیندری نیک اطوار ہوتا ہے۔ وہی دھرم ارتھ۔ کام۔ موکش حاصل کرکے اس زندگی اور اگلی زندگی میں آرام پاتا ہے۔

یہ آریہ ورت میں رہنے والوں کے مذہبی فرقوں کا مختصر حال لکھا ہے اسکے آگے جو تھوڑا سا آریہ راجاؤں کا تاریخی حال معلوم ہوا ہے (وہ بھی) بھلے آدمیوں کو واضح کرنے کے لیئے ظاہر کیا جاتا ہے۔

مہاراجہ یدھشٹر سے یش پال تک کا شجرۂ نسب

اب آریہ ورت دیش کے راجاؤں کا نسب نامہ کہ جس میں شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ یش پال تک راجے ہوئے ہیں۔ درج کرتے ہیں۔ شریمان مہاراج سوائمبھو منو" جی سے لیکر مہاراجہ یدھشٹر تک کی تواریخ مہابھارت وغیرہ میں لکھی ہے (اس کی یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد کے تواریخی حالات یہاں لکھتے ہیں یہ اصل مضمون اصل میں؟ رسالہ "پرشچندر" کا اور "موہن چندر کا" میں جو سر دو ہفتہ کے بعد شری ناتھ دوارا واقعہ مقام چتوڑ گڑھ علاقہ اودے پور ریاست میواڑ ملک راجپوتانہ سے نکلتا تھا۔ اس سے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح سے اگر اور بھی ہمارے آریہ بھلے آدمی تواریخ اور علمی کتب کی تفتیش کرکے لوگوں پر ظاہر کریں گے۔ تو ملک کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ مذکورہ بالا رسالہ کے ایڈیٹر کو اپنے ایک دوست سے ایک پرانی کتاب سمت ۱۷۸۲ بکرمی کی لکھی ہوئی دستیاب ہوئی ہے اس میں سے ایڈیٹر نے اپنا رسالہ نمبر ۱۹-۲۰ بابت ماہ مگھر سمت ۱۹۳۹ میں مندرجہ

ذیل راجاؤں کا نسب نامہ شایع کیا ہے۔

ملک آریہ ورت کے راجاؤں کا نسب نامہ

اندر پرستھ میں آریہ لوگوں نے شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ یش پال تک راج کیا۔ شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ یش پال تک راجاؤں کی قریباً ایک سو چوبیس پشتوں نے ۴۱۵۷ سال ۹ ماہ ۱۴ دنوں تک راج کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے:-

راجہ	تعداد	برس	ماہ	دن
آریہ راجہ	۱۲۴	۴۱۵۷	۹	۱۴

شریمان مہاراجہ یدھشٹر کا خاندان۔ پشتیں ۳۰۔ سال ۱۷۷۰۔ ماہ ۱۱۔ دن ۱۰۔ اُن کی تفصیل یہ ہے:-

آریہ راجہ	برس	ماہ	روز	آریہ راجہ	برس	ماہ	روز
۱۔ راجہ یدھشٹر	۳۶	۸	۲۵	۱۴۔ سکھ دیو	۶۲	۰	۲۴
۲۔ راجہ پریکشت	۶۰	۰	۰	۱۵۔ نرہری دیو	۵۱	۱۰	۲
۳۔ راجہ جنمے جی	۸۴	۷	۲۳	۱۶۔ سچی رتھ	۴۲	۱۱	۲
۴۔ راجہ اسومیدھ	۸۲	۸	۲۲	۱۷۔ شُورسین (ثانی)	۵۸	۱۰	۸
۵۔ دُوِیتہ رام	۸۸	۲	۸	۱۸۔ پربت سین	۵۵	۸	۱۰
۶۔ چھتر مل	۸۱	۱۱	۲۷	۱۹۔ میدھاوی	۵۲	۱۰	۱۰
۷۔ چتر رتھ	۷۵	۳	۱۸	۲۰۔ سون چیر	۵۰	۸	۲۱
۸۔ دُشٹ شیلیہ	۷۵	۱۰	۲۴	۲۱۔ بھیم دیو	۴۷	۹	۲۰
۹۔ راجہ اگرسین	۷۸	۷	۲۱	۲۲۔ نرہری دیو	۴۵	۱۱	۲۳
۱۰۔ راجہ سُورسین	۷۸	۷	۲۱	۲۳۔ پُورن مل	۴۴	۸	۷
۱۱۔ بھون پتی	۶۹	۵	۵	۲۴۔ کرُودی	۴۴	۱۰	۸
۱۲۔ رن جیت	۶۵	۱۰	۴	۲۵۔ اشمک	۵۰	۱۱	۸
۱۳۔ رکشک	۶۴	۷	۴	۲۶۔ اودے پال	۳۸	۹	۰

۲۷- ڈون پل	۴۰	۱۰	۲۶
۲۸- دمات	۳۲	۰	۰
۲۹- بھیم پال	۵۸	۵	۸
۳۱- کشیمک	۴۸		۲۱

راجہ کشیمک کے وزیر وشیروا نے راجہ کشیمک کو مار کر چودہ پشتوں تک پانچسو سال تین ماہ اور ۱۷ دنوں تک راج کیا۔ ان کی تفصیل :-

۱- وشیروا	۱۷	۲	۲۹
۲- پرسینی	۴۲	۸	۲۱
۳- ویرسینی	۵۲	۱۰	۷
۴- اننگ شائی	۴۷	۸	۲۳
۵- ہری جت	۳۵	۹	۱۷
۶- پرم سینی	۴۴	۲	۲۳
۷- شکھ پاتال	۳۰	۲	۲۱
۸- کدرت	۴۲	۹	۲۴
۹- سنج	۳۲	۲	۱۴
۱۰- اُمر چوڑ	۲۷	۳	۱۶
۱۱- اُمی پال	۲۲	۱۱	۲۵
۱۲- دشرتھ	۲۵	۴	۱۲
۱۳- ویرسال	۳۱	۸	۱۱
۱۴- ویرسال سین	۴۷	۰	۱۴

راجہ ویرسال سین کو انکے وزیر مہا نے مار کر راج کرنا شروع کیا۔ اس کے خاندان نے سولہ پشتوں تک ۵۴۴ سال ۵ ماہ اور ۳ دن تک بدیں تفصیل راج کیا۔

۱- راجہ ویرمہا	۳۵	۱۰	۸
۲- اجت سنگھ	۲۷	۷	۱۹
۳- سربدت	۲۸	۳	۱۰
۴- بھون پتی	۱۵	۴	۱۰
۵- ویرسین	۲۱	۲	۱۳
۶- مہی پال	۴۰	۸	۷
۷- شترو شال	۲۶	۴	۳
۸- سنگھ راج	۱۷	۲	۱۰
۹- تیج پال	۲۸	۱۱	۱۰
۱۰- مانک چند	۳۷	۷	۲۱
۱۱- کام سینی	۴۲	۵	۱۰
۱۲- شترومردن	۸	۱۱	۱۳
۱۳- جیون لوک	۲۸	۹	۱۷
۱۴- ہری راؤ	۲۶	۱۰	۲۹
۱۵- ویرسین (ثانی)	۲۵	۲	۲۰
۱۶- آدیتہ کیتو	۲۳	۱۱	۱۳

راجہ آدیتہ کیتو مگدھ دیس کے راجہ کو پریاگ کے راجہ مسمّی دھندھر نے مار کر راج کرنا شروع کیا۔ اس کے خاندان نے نو پشتوں تک ۳۷۴ سال ۱۱ ماہ اور ۲۶ دن تک بدیں تفصیل سلطنت کی۔

نمبر	نام	سال	ماہ	دن
۱-	راجہ دھندھر	۴۲	۷	۲۴
۲-	مہرشی	۴۱	۲	۲۹
۳-	سن رچی	۵۰	۱۰	۱۹
۴-	مہابدھ	۳۰	۳	۸
۵-	درناتھ	۲۸	۵	۲۵
۶-	جیون راج	۴۵	۲	۵
۷-	رودرسین	۴۷	۴	۲۸
۸-	آریلک	۵۲	۱۰	۸
۹-	راج پال	۳۶	۰	۰

راجہ راجپال کو اس کا باجگذار مہاں پال مار کر راج کرنے لگا اس نے ایک سال اور ۱۴ دنوں تک راج کیا۔ راجہ مہاں پال پر "اونتکا" (اوجین) کے راجہ بکرمادتیہ نے چڑھائی کی اور اسکو مار کر راج کرنا شروع کیا اس راجہ نے خود ترانوے سالوں تک حکومت کی۔ راجہ بکرمادیتہ کو شالباہن کا مشیر سمندر پال یوگی پیٹھن کا مار کر راج کرنے لگا اسکے خاندان نے سولہ پشتوں تک ۳۷۲ سال ۴ ماہ اور ۲۷ دنوں تک راج کیا۔ تفصیل۔

نمبر	نام	سال	ماہ	دن
۱-	سمندر پال	۵۴	۲	۲۰
۲-	چندر پال	۳۶	۵	۴
۳-	ساہایہ پال	۱۱	۴	۱۱
۴-	دیو پال	۲۰	۱	۲۸

نمبر	نام	سال	ماہ	دن
۵-	نرسنگھ پال	۱۸	۰	۲۰
۶-	سام پال	۲۷	۱	۱۷
۷-	رگھو پال	۲۲	۳	۲۵
۸-	گوبند پال	۲۷	۱	۱۷
۹-	امرت پال	۲۶	۱۰	۱۳
۱۰-	بلی پال	۱۲	۵	۲۷
۱۱-	مہی پال	۱۳	۸	۴
۱۲-	ہری پال	۱۴	۸	۴
۱۳-	سمبھیش پال[1]	۱۱	۱۰	۱۳
۱۴-	مدن پال	۱۷	۱۰	۱۹
۱۵-	کرم پال	۱۶	۲	۲
۱۶-	وکرم پال	۲۴	۱۱	۱۳

راجہ بکرم پال نے مغربی راجہ ملکھ چند بوہرا پر چڑھائی کر کے جنگ کی جسمیں بکرم پال مارا گیا اور ملکھ چند کی فتح ہوئی اور وہ اندر پرستھ میں راج کرنے لگا اس کے خاندان نے دس پشتوں تک (۱۹۱) سال ایک ماہ اور سولہ دنوں تک سلطنت کی۔ تفصیل۔

نمبر	نام	سال	ماہ	دن
۱-	ملکھ چند	۵۴	۲	۱۰
۲-	بکرم چند	۱۲	۷	۱۲
۳-	انیک چند[2]	۱۰	۰	۵
۴-	رامچندر	۱۳	۱۱	۸
۵-	ہری چند	۱۴	۹	۲۴

[1] کسی تواریخ میں بھیم پال بھی لکھا ہے۔ [2] ان کا نام کہیں نانک چند بھی لکھا ہے۔

	سال	ماہ	دن
۶- کلیان چند	۱۰	۵	۴
۷- بھیم چند	۱۶	۲	۹
۸- لوب چند	۲۶	۳	۲۲
۹- گوبند چند	۳۱	۷	۱۲
۱۰- رانی پدماوتی	۱	۰	۰

رانی پدماوتی لاولد مرگئی اس لئے اراکین سلطنت نے مشورہ کرکے ہری پریم بیراگی کو تخت پر بٹھایا۔ اور آپ راج کرنے لگے۔ اس خاندان نے چار پشتوں تک پچاس سال اور اکیس دن تک حکومت کی تفصیل :-

	سال	ماہ	دن
۱- ہری پریم	۷	۵	۱۶
۲- گوبند پریم	۲۰	۲	۸
۳- گوپال پریم	۱۵	۷	۲۸
۴- مہا باہو	۶	۸	۲۹

راجہ مہاباہو راج چھوڑ کر جنگل میں تپسیا کرنے چلا گیا یہ سنکر بنگال کا راجہ آدھی سین اندرپرستھ میں آکر راج کرنے لگا اسکے خاندان نے بارہ پشتوں تک ۱۵۱ سال ۱۱ ماہ اور دو دن حکومت کی۔ ان کی تفصیل یہ ہے :-

	سال	ماہ	دن
۱- راجہ آدھی سین	۱۸	۵	۲۱
۲- بلاد سین	۱۲	۴	۲
۳- کیشو سین	۱۵	۷	۱۲
۴- مادھو سین	۱۲	۴	۲

[illegible]

	سال	ماہ	دن
۵- میور سین	۲۰	۱۱	۲۷
۶- بھیم سین	۵	۱۰	۹
۷- کلیان سین	۴	۸	۲۱
۸- ہری سین	۱۲	۰	۲۵
۹- کشیم سین	۸	۰	۱۵
۱۰- نارائن سین	۲	۲	۲۹
۱۱- لکشمی سین	۲۶	۱۰	۰
۱۲- دامودر سین	۱۱	۵	۱۹

راجہ دامودر سین نے اپنے وزیر دیپ سنگھ کو بہت آزار پہنچایا۔ دیپ سنگھ نے فوج کو اپنی طرف کرکے راجہ کے ساتھ لڑائی کی جس میں راجہ مارا گیا۔ اور اس کی جگہ دیپ سنگھ خود راج کرنے لگا اس کے خاندان نے چھ پشتوں تک ۱۰۷ سال ۶ ماہ اور ۲۲ دنوں تک حکومت کی۔ تفصیل :-

	سال	ماہ	دن
۱- دیپ سنگھ	۱۷	۱	۲۶
۲- راج سنگھ	۱۴	۵	۰
۳- رن سنگھ	۹	۸	۱۱
۴- نر سنگھ	۴۵	۰	۱۵
۵- ہری سنگھ	۱۳	۲	۲۹
۶- جیون سنگھ	۸	۰	۱

راجہ جیون سنگھ نے کسی خاص وجہ سے اپنی ساری فوج شمال کی جانب بھیجدی۔ بیر

خبر پاکر پرتھوی راج چوہان ویرٹ کے راجہ نے جیون سنگھ پر چڑھائی کی۔ اور لڑائی میں اسے مار کر اندرپرستھ کا راج کرنے لگا۔ اس کے خاندان نے پانچ پشتوں تک ۸۶ سال اور بیس دنوں تک حکومت کی تفصیل :-

۱- پرتھوی راج	۱۲	۲	۱۹
۲- ابھے پال	۱۴	۵	۱۷
۳- دُرجن پال	۱۱	۴	۱۴
۴- اودے پال	۱۱	۷	۳
۵- یش پال	۳۶	۴	۲۷

راجہ یش پال پر سلطان شہاب الدین غوری نے غزنی سے چڑھائی کی۔ اور اسکو پریاگ کے قلعہ میں سمت ۱۲۴۹ بکرمی میں گرفتار کرکے قید کر لیا۔ اور خود اندرپرستھ یعنی دلّی کا راج کرنے لگا۔

مسلمانوں نے ۵۳ پشتوں تک ۷۴۵ سال ایک ماہ اور ۱۷ دنوں تک حکومت کی ان کی تفصیل بہت تواریخوں میں لکھی ہے اسلئے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسکے آگے بودھ اور جین مت کے بارہ میں لکھا جاوے گا ÷

نوٹ :- دیگر تواریخوں میں بیان ہے۔ کہ مہاراجہ پرتھوی راج پر سلطان شہاب الدین غوری نے کئی ایک حملے کئے۔ اور ہر موقعہ پر شکست کھا کر قید ہوا۔ اور رہا کر دیا گیا آخیر سمت ۱۲۴۹ میں گھر کی پھوٹ کی وجہ سے پرتھوی راج پر اس نے فتح پائی اور اسکو قید کرکے اپنے ملک میں لے گیا۔ اور دہلی کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ہند میں مسلمانوں کی سلطنت ۵۴ پشتوں تک ۶۱۳ برس رہی ÷

بارھواں باب

دہریہ مذہب مشتمل پر چارواک۔ بدھ اور جین متوں کے کھنڈن منڈن میں

مقدمہ

باشندگانِ آریہ ورت میں سچ اور جھوٹ میں بخوبی تمیز کرانیوالے وید ودّیا یعنی علم حقیقی کا دور ہو جانا اور جہالت کے پھیلنے سے مختلف فرقوں کا جاری ہونا جین وغیرہ۔ خلاف علم مذاہب کی اشاعت کا باعث ہوا کیونکہ بالمیکی (رامائن) اور مہابھارت وغیرہ میں جینیوں کا نام تک نہیں لیکن جینیوں کی کتب (مقدسہ) میں بالمیکی (رامائن) اور مہابھارت کی رام اور کرشن وغیرہ کی داستانیں مفصل لکھی ہیں پس ثابت ہؤا۔ کہ یہ مت ان کے بعد جاری ہوا (ہے) کیونکہ اگر جینیوں کی تحریر کے مطابق اُن کا مت قدیم ہوتا۔ تو بالمیکی (رامائن) وغیرہ کتب میں ان کا ذکر ضرور ہوتا۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ جینیوں کی کتب میں یہ حکایتیں لے کر بالمیکی رامائن وغیرہ کتب بنائی گئی ہوں گی۔ تو اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ بالمیکی (رامائن) وغیرہ میں تمہاری کتب کا نام تک کیوں نہیں؟ اور تمہاری کتابوں میں (اِن کا) ذکر کیوں ہے؟ کیا باپ کی پیدائش کے وقت بیٹے کی موجودگی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جین اور بدھ مت شیو، شاکت وغیرہ متوں کے بعد جاری ہوئے ہیں۔ برا نہ مانیں۔ جو کچھ اس بارھویں باب میں ان کے مذہب کے متعلق لکھا جائیگا

وہ انکی کتب (مقدسہ) کے حوالوں کی بنا پر ہو گا۔ ہماری تحریر صرف سچ اور جھوٹ کے فیصلہ کے لئے ہے۔ نہ کہ مخالفت کرنے یا ضرر پہنچانے کی نیت سے ÷
اسی تحریر کو دیکھ کر جینی بدھ یا دیگر آدمیوں کو سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنیکے متعلق غور و فکر اور تحریر کا موقعہ ملے گا اور انہیں ان امور سے) واقفیت بھی ہوگی جبتک انسان (سچے) وادی پرتی وادی (اعتراض کرنیوالا اور جواب دینے والا) بگکر (بالشانہ) محبت سے بذریعہ تحریر یا تقریر بحث مباحثہ نہ کریں تب تک سچ اور جھوٹ کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ اور جب عالم آپسمیں سچ جھوٹ کی تشخیص نہیں کر سکتے تب جہلا کو تاریکی میں پڑ کر بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اِس لئے راستی کی فتح اور جھوٹ کی شکست کی خاطر دوستانہ طور پر بحث مباحثہ کرنا نوع انسان کا اعلیٰ فرض ہے اگر ایسا نہ ہو۔ تو انسان کبھی ترقی نہیں کر سکتا ÷

دیگر مذاہب کے معتقدوں کے لئے بدھ اور جین مت کا بیان (انکے مذہبی اصولوں سے) واقفیت حاصل کرنیوالا ثابت ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ دوسرے مذہب والوں کو اپنی کتابیں دیکھنے پڑھنے یا لکھنے کیلئے نہیں دیتے میری اور خاصکر آریہ سماج بمبئی کے سیکرٹری سیٹھ سیوک لال کرشنداس جی کی بڑی کوشش اور جستجو سے (انکی) کتابیں حاصل ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں کاشی کے مطبع جین پربھاکر میں انکی کتب کے شائع ہونے اور بمبئی میں کتاب پرکرن رتناکر کے چھپنے سے سب لوگوں کے لئے جینیوں کے مذہب کا مطالعہ کرنا سہل ہو گیا ہے۔ بھلا کیا یہ عالموں کا وطیرہ ہے۔ کہ اپنی کتب مقدسہ آپ ہی دیکھیں۔ اور سوائے اپنے اور کسی کو نہ دکھلاویں۔ یہی بات ظاہر کرتی ہے کہ ان کتب کے مصنفوں کو پہلے ہی شبہ تھا۔ کہ ان کتابوں میں ناممکن باتیں ہیں اگر غیر مذہب والے ان کو دیکھیں گے۔ تو (ضرور) ان کی تردید کریں گے اور اگر ہمارے مذہب کے پیرو دوسروں کی کتابیں دیکھیں گے تو انہیں اپنے مذہب پر اعتقاد نہ رہے گا۔ خیر کچھ ہی وجہ کیوں نہ ہو۔ یہ بات سچ ہے کہ بہت سے ایسے آدمی ہیں جن کو اپنے نقص تو دکھائی نہیں دیتے پر وہ دوسروں

کے نقص پکڑنے پر ہمیشہ کمربستہ رہتے ہیں یہ انصاف سے بعید ہے کیونکہ پہلے اپنے نقصوں کو معلوم کرکے (انہیں) دور کرنا اور بعد ازاں اوروں کے نقصوں کو دیکھنا چاہیئے - اور پھر انہیں دور کرنے کا خیال کرنا چاہیئے ⁂

سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اب بدھ اور جین متوں کا حال پیش کرتا ہوں - جیسا ہے - ویسا ذہن نشین کریں ⁂

اعلیٰ دانشمند اور برگزیدہ لوگوں کے لئے طوالت تحریر کی کچھ حاجت نہیں ⁂

چارواک وغیرہ متوں کا کھنڈن منڈن

چارواک مت کی تعلیم برہسپتی نامی ایک شخص ہوا ہے - یہ وید (اور) ایشور اور جگیہ وغیرہ اچھے کاموں سے بھی منکر تھا - دیکھئے اس کا مت (عقیدہ)

यावज्जीवं सुखं जीवेन्नास्ति मृत्योरगोचरः ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

ترجمہ جب تک زندگی ہے موج اڑائیے - مرنا برحق ہے - جب جسم جل کر راکھ ہو گیا - پھر آواگون کے چکر میں کس طرح کوئی آسکتا ہے - (ترجمہ) کوئی انسان وغیرہ جاندار ایسا نہیں - جو موت کا شکار نہ ہو - یعنی سب کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے پس آدمی جب تک جیئے - چین اڑائے - اگر کوئی کہے کہ دھرم پر چلنے سے تکلیف ہوتی ہے اور دھرم کو ترک کرنے سے دوسرے جنم میں عذاب ملتا ہے (تو) اس بات کا جواب "چارواک" یہ دیتا ہے کہ ارے بھولے بھائی! مرنے کے بعد جسم جل کر خاک ہو جاتا ہے - عیش و عشرت کرنے والا آدمی پھر اس جہان میں نہیں آئے گا ⁂

روح کی ہستی سے انکار اور گلچھرے اس لئے جس طرح ممکن ہو آرام میں رہو - دنیا میں حکمت عملی سے برتاؤ رکھو - اپنے اقبال کو فروغ دو - اور گلچھرے اڑاؤ صرف اسی دنیا کو بہشت سمجھو - پرلوک (عاقبت) کوئی نہیں - دیکھو خاک آب - آتش - باد - اربعہ عناصر کا مرکب جسم ہے - اور انہیں کے مرکب ہونے

سے چیتن (جیو) پیدا ہوتا ہے۔ جیسے نشی اشیاء کا استعمال کرنے سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے جیو جسم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور خود جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے۔ پھر کس کو برے بھلے اعمال کی سزا و جزا ہو گی؟

तच्चैतन्यविशिष्टदेह एव आत्मा देहातिरिक्त आत्मनि प्रमाणाभावात् ॥

اس جسم میں اربعہ عناصر کی آمیزش کا نتیجہ جیو آتما (روح) ہے اور اسی سے جدا ہونے سے (وہ) فنا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موت کے بعد کسی بھی جیو کی ہستی پرتیکش پرمان کے ذریعہ محسوس نہیں ہوتی +

ہم صرف پرتیکش کا ثبوت ہی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ بغیر پرتیکش کے انومان وغیرہ ممکن ہی نہیں۔ اس لئے خاص پرتیکش پرمان کے سامنے انومان وغیرہ دوئی ہیں انہیں ہم تسلیم نہیں کرتے خوبصورت عورت سے ہم بغل ہونے سے حظ کا اٹھانا پرشارتھ کا پھل (زندگی کا مدعا)

مندرجہ بالا عقائد کی تردید جواب یہ خاک وغیرہ عناصر جڑ (بیجان) ہیں۔ ان سے چیتن کی پیدائش کبھی نہیں ہو سکتی۔ جیسے آجکل مجامعت جسم کی پیدائش کا باعث ہے۔ ویسے ہی آغاز آفرینش میں انسان وغیرہ کے اجسام کی پیدائش کا باعث خالق پرمیشور ہے۔ نہ کہ اربعہ عناصر کی آمیزش۔ نشہ کی طرح چیتن کی پیدائش اور فنا نہیں۔ کیونکہ نشہ چیتن کو ہوتا ہے جڑ کو نہیں سب اشیا نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ پر نیست و نابود نہیں ہو سکتیں اسی طرح جیو کا موت کے بعد دکھائی نہ دینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ نیست و نابود ہو گیا ہے جب جیو آتما مجسم ہوتا ہے تب ہی اس کا ظہور ہوتا ہے جب جسم سے جدا ہوتا ہے تب جسم مردہ ہو کر (اپنی سابقہ) حالت میں نہیں رہتا اسی بات کا ...

... मोहं ब्रवीमि अनुच्छित्तिधर्मायमात्मेति ॥ ... بر چار ٹھیک ہیں ہے

دیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ لے پتری) میں بول ہی نہیں کہتا (بلکہ یہ امر یقینی ہے

آتما جس کے ساتھ ملنے سے جسم میں حس و حرکت پیدا ہوتی ہے۔ غیر فانی ہے جب بتیو جسم سے الگ ہو جاتا ہے تب جسم میں کچھ بھی علم نہیں رہتا اگر کوئی آتما جسم سے الگ نہ ہو۔ تو بتلائیے) کسکے ساتھ ملنے سے جسم میں جان پڑتی ہے اور کس سے جدا ہونیسے وہ بیجان ہو جاتا ہے؟ جیسے آنکھ سب اشیا گھر کپڑا وغیرہ کو دیکھتی ہے لیکن اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی اسی طرح پرتیکش کے کرنیوالے کو اپنا علم بذریعہ خارجی اندریوں کے نہیں ہوسکتا۔ جیسے (آدمی) اپنی آنکھ سے ساری دنیوی اشیا کو دیکھتا ہے پر آنکھ کو بذریعہ اپنے علم کے دیکھتا ہے۔ جو دیکھنے والا ہے وہ دیکھنے والا ہی رہتا ہے۔ دکھائی دینے والا کبھی نہیں ہوسکتا۔ جیسے بغیر سہارے کے سہارا چاہنے والا بغیر علت کے معلول۔ بغیر کل کے جزو اور بغیر فاعل کے فعل نہیں ہو سکتا ویسے پرتیکش کرنیوالے کے بغیر پرتیکش کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر خوبصورت عورت کے ساتھ مجامعت ہی زندگی کا ثمرہ مانتے ہو۔ تو لمحہ بھر کا سکھ اور اس کے علاوہ جو دکھ ہوتا ہے اس کو بھی زندگی کا ثمرہ ماننا پڑے گا اگر ایسا ہو تو سورگ کے دور ہونیسے دکھ بھوگنا پڑیگا۔ اگر کہو کہ دکھ کے دور کرنے اور سکھ کے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ) مکتی کا سکھ ضائع ہو جاتا ہے اس لئے یہ کام (مجامعت) زندگی کا ثمرہ نہیں۔

پرلوک کی ہستی سے انکار اور اس کی تردید

چارواک جو دکھ سے ملے ہوئے سکھ کو ترک کرتے ہیں۔ وہ نادان ہیں۔ جیسے چاول کا طالب دھان سے چاول نکال لیتا ہے۔ اور بھوسہ پھینک دیتا ہے اسی طرح دنیا میں عقلمند سکھ بھوگتا ہے اور دکھ سے کنارہ کش ہو جاتا ہے کیونکہ اس جہان کے موجودہ آرام کو چھوڑ کر نامو جود سورگ کے سکھ کی خواہش سے جو آدمی شریر دلی کی نصانیف۔ ویدوں کے بموجب اگنی ہوتر وغیرہ کرم (افعال) اپاسنا اور گیان کانڈ پرلوک (عاقبت) کی خاطر عمل کرتے ہیں وہ نادان ہیں جب کہ پرلوک کی ہستی ہی نہیں تو اس کی توقع رکھنا بے وقوفی ہے۔ کیونکہ۔

अग्निहोत्रं त्रयो वेदास्त्रिदण्डं भस्मगुण्ठनम् ।
बुद्धिपौरुषहीनानां जीविकेति बृहस्पतिः ॥

(چارواک مت کا بادی) "برہسپتی" کہتا ہے کہ اگنی ہوتر (کا کرنا) تین ویدوں (کا پڑھنا) تین ڈنڈوں (کا رکھنا) اور راکھ لگانا یہ سب عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے روزی کی خاطر نکالے ہیں۔

کانٹے چبھنے وغیرہ سے جو تکلیف ہوتی ہے اسی کا نام نرک ہے۔ یہی جہان اصلی ہے راجہ پرمیشور ہے اور جسم کا فنا ہونا ہی موکش ہے اور کچھ نہیں۔

جواب۔ نفسانی خوشیوں کو ہی زندگی کا ثمرہ مان کر جذبات و نفسانی خواہشوں کی سیری سے تکالیف دور کرنے میں ہی زندگی کی مقصد برآری اور اسی کو سورگ ماننا حماقت ہے۔ اگنی ہوتر وغیرہ یگیوں سے ہوا (صاف ہوکر) بارش (ہوتی ہے) پانی کی صفائی سے تندرستی ہوتی ہے۔ اس سے دھرم ارتھ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں ان باتوں کو نہ جان کر وید۔ ایشور۔ اور وید وکت دھرم کی مذمت کرنا بدذاتوں کا کام ہے۔ ہاں تر ونڈ اور راکھ لگانیکی جو تردید کی ہے وہ درست ہے اگر کانٹے کے چبھنے وغیرہ سے جو تکلیف ہوتی ہے وہی نرک ہے تو اس سے زیادہ سخت امراض وغیرہ نرک کیوں نہیں؟ راجہ اقبال مند اور رعایا کی پرورش کرنے کے قابل ہونے کی وجہ سے افضل کہلائے۔ تو بجا ہے۔ پر تم اگر بے انصاف اور ظالم راجہ کو بھی پرمیشور کی مانند مانتے ہو۔ تو تم جیسا اور کوئی بھی احمق نہیں اگر موت کا نام ہی موکش ہے تو گدھے کتے وغیرہ میں اور تم میں مختلف شکلوں کے سوائے اور کیا فرق رہا؟

چارواک

अग्निरुष्णो जलं शीतं शीतस्पर्शस्तथाऽनिलः ।
केनेदं चित्रितं तस्मात्स्वभावात्तद्व्यवस्थितिः ॥ १ ॥
न स्वर्गो नाऽपवर्गो वा नैवात्मा पारलौकिकः ।

नैव वर्णाश्रमादीनां क्रियाश्च फलदायिकाः ॥२॥
पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ॥३॥
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथयकल्पनम् ॥४॥
स्वर्गस्थिता यदा तृप्तिं गच्छेयुस्तत्र दानतः ।
प्रासादस्योपरिस्थानामत्र कस्मान्न दीयते ॥५॥

यावज्जीवेत्सुखं जीवेदृणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥६॥
यदि गच्छेत्परं लोकं देहादेष विनिर्गतः ।
कस्माद्भूयो न चायाति बन्धुस्नेहसमाकुलः ॥७॥
ततश्च जीवनोपायो ब्राह्मणैर्विहितस्त्विह ।
मृतानां प्रेतकार्याणि न त्वन्यद्विद्यते क्वचित् ॥८॥
त्रयो वेदस्य कर्त्तारो भण्डधूर्तनिशाचराः ।
जर्फरीतुर्फरीत्यादि पण्डितानां वचः स्मृतम् ॥९॥
अश्वस्यात्र हि शिश्नन्तु पत्नीग्राह्यं प्रकीर्त्तितम् ।
भण्डैस्तद्वत्परं चैव ग्राह्यजातं प्रकीर्त्तितम् ॥१०॥
मांसानां खादनं तद्वन्निशाचरसमीरितम् ॥११॥

پرماتما آتما وید وغیرہ سے انکار اور ایسے عقائد کی تردید

چارواک - ابھانک - بدھ اور جین یہ سب دنیا کی پیدائش سوبھاؤ (طبعی) سے مانتے ہیں۔ سب اشیا اپنے ذاتی خواص سے ملکر بنتی ہیں۔ یہاں کا خالق کوئی نہیں (۱) لیکن یہ سب باتیں صرف چارواک والے ہی مانتے ہیں۔ پرلوک اور جیو آتما کو بدھ جین مت والے مانتے ہیں۔ چارواک (والے) نہیں۔

باقی مسائل میں ان تینوں کا عقیدہ سوائے چند فروعات کے یکساں ہے ؀
(وہ مسائل یہ ہیں کہ) نہ کوئی سورگ ہے نہ نرک اور نہ کوئی پرلوک ہیں جانیوالا
آتما ہے اور نہ ورن آشرم کے فرائض کچھ فائدہ پہنچانیوالے ہیں (۲) اگر یگیہ میں
جانور کو مارکر ہون کرنے سے وہ سورگ کو جاتا ہے تو یجمان اپنے باپ وغیرہ (رشتہ
داروں کو) مارکر ان کا ہون کرکے انہیں سورگ میں کیوں نہیں بھیج دیتا؟ (۳) اگر مرے
ہوئے جیووں کا شرادھ اور ترپن ان کو سیر کر سکتا ہے تو مسافر کیلئے توشے کی
کیا ضرورت ہے بلکہ جیسے مردے کے نام دی ہوئی اشیاء اُسے سورگ میں پہنچ جاتی
ہیں۔ ویسے ہی مسافر کے رشتہ داروں کو چاہیئے کہ گھر میں اس کے نام پر ضروری
اشیاء دیکر اُسے دوسرے مقام پر پہنچا دیویں۔ اگر کہو ایسا نہیں ہوسکتا۔ تو بتایئے
پھر سورگ میں کسی چیز کا پہنچانا کیونکر ممکن ہے (۴) اگر اس جہان میں دان کرنے
سے سورگ کے جیو سیر ہو سکتے ہیں۔ تو سطح زمین پر دینے سے بالاخانہ پر بیٹھے ہوئے
آدمیوں کی سیری کیوں نہیں ہوتی (۵) اس لیئے انسان جب تک زندہ رہیں
تب تک آرام سے رہے اگر گھر میں کوئی چیز نہ ہو تو قرضہ لے کر چین اڑاوے مت خیال کرو
کہ قرضہ ادا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ جس جسم یعنی جیو نے کھایا پیا ہے وہ واپس نہیں آئیگا
(۶) پس قرضہ مانگیگا کون (۷) جو لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت جیو جسم سے نکل کر پرلوک
کو جاتا ہے۔ وہ جھوٹ ہی ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کنبہ کی محبت میں گرفتار ہوکر جیو پھر
گھر میں آجاتا (۷) اسلیئے یہ سب برہمنوں نے اپنی روزی کی صورت نکالی ہوئی ہے
اور جو وہ دس گاتر وغیرہ مردے کی خاطر کیا کرتے ہیں وہ بھی سب پیٹ کی خاطر ہے
(۸) وید کے مصنف بھانڈ۔ بدذات اور لنشاچر گرشش تین ہیں "جر بھری" "تربھری"
وغیرہ پنڈتوں کے شر آمیز الفاظ ہیں۔ (۹) دیکھو! اشرمیدوں کی کارروائی سوائے
دھورتوں (بھانڈوں) کے ایسے کون لکھ سکتا ہے کہ گھوڑے کے آلہ تناسل کو
یجمان کی عورت پکڑے اور اس کے ساتھ صحبت کرے اور لڑکی سے ہنسی مخول
وغیرہ کیا جائے (۱۰) اور وید وں کے جس حصہ میں گوشت خوری کی ہدایت ہے وہ راکشسوں
کی تصنیف ہے۔

(۱۱) جواب بغیر چیتن پرمیشور نے بنانے کے بیجان عناصر خود بخود قاعدہ کے بموجب طبعی طور پر مرکب ہو کر کسی چیز کی صورت میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اگر طبعی خواص کے ذریعہ ہی چیزوں کی پیدائش ہو تو دوسرے سورج۔ چاند۔ زمین اور سیارہ وغیرہ کرّے خود بخود کیوں نہیں بن جاتے (۱) سورگ سکھ بھوگنے کا نام ہے اور نرک دکھ کا اگر جیوآتما کی ہستی نہ مانی جائے تو سکھ دکھ کا محسوس کرنے والا کون ہے؟ جیسے اسوقت سکھ دکھ کا بھوگنے والا جیو ہے ویسے اگلے جنم میں بھی ہوگا کیا راستباز ی اور پراوپکار وغیرہ نیک افعال بھی ورن آشرم والوں کے رائیگاں جاوینگے؟ ہرگز نہیں (۲) جانور مار کر ہوم کرنا وید وغیرہ سچے شاستروں میں کہیں نہیں لکھا اور مردوں کا شرادھ ترپن کرنا فرضی ہے کیونکہ یہ وید وغیرہ ست شاستروں کے خلاف ہے اور بھاگوت وغیرہ پرانوں کے معتقدوں کا عقیدہ ہے اسلئے اسکی تردید نہیں ہو سکتی (۳) جس چیز کی ہستی ہے وہ بالکل نیست و نابود نہیں ہست جیو نیست و نابود نہیں ہو سکتا جسم جل جاتا ہے جیو نہیں جیو تو دوسرے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسلئے جو لوگ قرضہ لیکر بیگانے مال سے اس جہان میں مزے اڑاتے ہیں۔ اور قرضہ ادا نہیں کرتے وہ یقیناً گنہگار ہوتے ہیں اور دوسرے جنم میں نرک یعنی دکھ بھوگتے ہیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں (۴) قسم سے نکل کر جیو دوسرے مقام اور دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے اور اس کو پہلے جنم اور کنبہ وغیرہ کا علم بالکل نہیں رہتا۔ اسلئے پھر کنبہ میں نہیں آسکتا (۵) ہاں برہمنوں نے پریت کرم (مردہ کے متعلق رسوم) اپنی روزی کی خاطر جاری کئے ہیں جو نکتہ وید کے مطابق نہیں اسلئے قابل تردید ہیں (۶) اگر چارواک وغیرہ نے وید وغیرہ ست شاستر دیکھے سنے یا پڑھے ہوتے تو وہ وید ونکی خدمت نہ کرتے اور ایسی بات کبھی نہ کہتے کہ وید ان لوگونکی تصنیف ہیں جو بھانڈ دھورت اور نشاچر لوگوں کی مانند تھے ہاں بھانڈ۔ دھورت اور نشاچر لوگونکی مانند مہی دھر وغیرہ ٹیکا کار ہو گزرے ہیں۔ یہ سب انکی شرارت ہے ویدوں کا قصور نہیں۔

افسوس ہے۔ چارواک۔ ابھانک بدھ اور جینیوں پر کہ انہوں نے چاروں ویدوں

کی اصلی سنتاؤں کو نہ سنا نہ دیکھا اور نہ کسی عالم سے پڑھا اور مغالطہ میں پڑکر ویدونکی بیہودہ مذمت کرنے لگے دشسٹ دام مارگیوں کی ناقابل غیر مستند فرضی اور واہیات شرحوں کو دیکھ کر ویدوں کے مخالف بن کر جہالت کے اتھاہ سمندر میں جا ڈوبے۔

جائے غور ہے کہ عورت سے گھوڑے کا آلہ تناسل پکڑوا کر اس سے صحبت کروانا اور یجمان کی لڑکی سے ہنسی ٹھٹھا وغیرہ (کرنے کی ہدایت) کرنا سوائے دام مارگیوں کے اور آدمیوں کا کام نہیں ان بدکردار دام مارگیوں کے سوا وید کے اصلی معنوں کے خلاف الٹی اور غلط شرح کون کرسکتا تھا؟ نہایت افسوس تو ان چارواک وغیرہ (فرقوں والوں) پر ہے۔ کہ بلا سوچے سمجھے ویدوں کی مذمت کرنے پر مستعد ہوگئے ذرا تو اپنی عقل کام میں لاتے مگر وہ بیچارے کیا کریں ان میں اسقدر علمیت ہی نہیں تھی کہ سچ جھوٹ کی تمیز کرکے سچ کا منڈن اور جھوٹ کا کھنڈن کرتے (۸) گوشت خوری کی ہدایت بھی دام مارگی مشرحوں کی کارستانی ہے۔ اس لئے ان کو راکشش کہنا بجا ہے لیکن ویدوں میں کہیں گوشت کھانا نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی لغو باتوں کی وجہ سے بلا شبہ وہ شرح کرنے والے قصور وار ٹھیرتے ہیں کہ جنہوں نے بغیر جانے سنے من مانی ویدوں کی مذمت کی ہے سچ تو یہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں کی مخالفت کی ہے۔ کرتے ہیں یا کریں گے وہ ضرور جہالت کی تاریکی میں پڑکر بجائے سکھ کے دکھ ہی پائینگے اس میں کچھ شک نہیں اس لئے کُل نوع انسان کو وید کے مطابق چلنا چاہیئے۔

چارواک کی وجہ تسمیہ (۹) دام مارگیوں نے لغو فرضی باتیں گھڑ کر ویدوں کے نام سے اپنی مطلب براری کے لئے حسب دلخواہ شراب نوشی۔ گوشت خوری اور غیر عورت سے ہمبستری وغیرہ برے کاموں کے رواج دینے کے لئے ویدوں پر دھبّہ لگایا ہے انہیں کو دیکھ کر چارواک بدھ اور جین لوگ ویدوں کی مذمت کرنے لگے اور (انہوں نے) وید کے مخالف اور ایشور سے ۔ ۔ ۔

منکر بن کر اپنا الگ مت یعنی ناستک مت جاری کر دیا اگر چارواک وغیرہ ویدوں کے اصلی معنوں پر غور کرتے تو غلط اور لغو ٹیکاؤں کو دیکھ کر ست وید وکت مت سے کیوں کنارہ کش ہوتے؟

جب تباہی کا وقت آتا ہے۔ اس وقت انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے بچارے کیا کریں اب چارواک وغیرہ میں جو فرق ہے اس کا بیان کرتے ہیں۔

چارواک کے معنے اور باقی فرقوں کی مطابقت

یہ چارواک وغیرہ (فرقو نوالے) بہت ہی باتوں میں متفق ہیں لیکن چارواک والے جسم کی پیدائش کے ساتھ جیو کا بھی فنا ہونا مانتے ہیں۔ تناسخ اور پرلوک (عاقبت) کو نہیں مانتے ایک پرتیکش پرمان کے سوائے انومان وغیرہ ثبوتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ لفظ "چارواک" کے معنے یہ ہیں "زبان دراز۔ باتونی۔ اور خاصکر حجتی" بدھ اور جینیوں کا چارواک والوں سے صرف اس قدر اختلاف ہے کہ اوّل الذکر پرتیکش وغیرہ چاروں پرمان۔ ازلی جیو۔ تناسخ۔ پرلوک۔ اور مکتی (نجات) پر بھی یقین رکھتے ہیں مؤخر الذکر نہیں۔ لیکن ناستک پن (دہریہ پن) وید اور ایشور کی مذمت غیر مذاہب سے کینہ (چھ نیتا کہ جن کا ذکر آگے آئیگا) اور خالق کی ہستی سے منکر ہونا وغیرہ باتوں میں سب متفق ہیں۔

اب بدھ مت کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں

कार्य्यकारणभावाद्वा स्वभावाद्वा नियामकात् ।
अविनाभावनियमो दर्शनान्तरदर्शनात् ॥

بدھ مت چارواک سے علیحدہ اور اس کی چار شاخیں

علت معلول کے لحاظ سے یعنی معلول کے دیکھنے سے علت کا اور علت کے دیکھنے سے معلول وغیرہ کا علم پرتیکش کے بعد بذریعہ قیاس (حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بغیر انسان کا کوئی معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے انومان

کو افضل مان کر بدھوں کی شاخ چارواک سے الگ جاری ہوئی ہے بدھوں کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل "مادھیمک" دوم "یوگاچار" سوم "سوترانتک" اور چہارم "ویبھاشک" لفظ بدھ کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ جو بدھی (عقل) سے سدّھ (ثابت) ہو۔ یعنی جو بات اپنی عقل میں آوے اس کو ماننے والا۔ اور جو عقل میں نہ آوے۔ اس کو نہ ماننے والا بدھ کہلاتا ہے۔

اوّل مادھیمک "سرب شونیہ" مانتے ہیں۔ یعنی ان کا یہ اعتقاد ہے کہ جتنی اشیا ہیں وہ سب شونیہ (نیست) ہیں یعنی ابتدا میں نہیں تھیں۔ آخر کو نہیں رہیں گی حال میں جو معلوم ہوتی ہیں۔ وہ موجودہ وقت کیلئے ہی (ہست) ہیں۔ بعد میں نیست ہو جائیں گی۔ مثلاً ساخت سے پہلے "گھڑا" نہ تھا۔ اور ٹوٹنے کے بعد نہ رہیگا۔ "گھڑے" کا علم نہیں رہتا۔ اس لئے شونیہ (نیستی) ہی ایک اصلی وجود ہے۔

دوم "یوگاچار" باہیہ شونیہ مانتے ہیں یعنی ان کے اعتقاد میں اشیا کی ہستی انسان اپنے اندر ہی محسوس کرتا ہے۔ باہر نہیں چنانچہ جب گھڑے کا علم آتما میں ہوتا ہے۔ تب ہی انسان کہتا ہے کہ یہ گھڑا ہے اگر اندرونی علم نہ ہو تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔

سوم سوترانتک بیرونی اشیا کا قیاسی علم مانتے ہیں۔ کیونکہ کسی بیرونی شے کا خارجی علم کامل طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک جزو کا علم ہونے سے باقی علم بذریعہ قیاس ہوتا ہے۔

چہارم۔ ویبھاشک۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اشیا کا علم خارجی بیرونی طور پر ہوتا ہے اندرونی نہیں۔ مثلاً یہ "نیلا گھڑا ہے" اس علم میں نیلے رنگ والے گھڑے کی شکل بیرونی طور پر محسوس ہوتی ہے اگرچہ ان سب فرقوں کا آچاریہ (رہادی) ایک بدھ ہی ہے تاہم مریدوں میں سمجھ کا اختلاف ہونیکی وجہ سے ان کی چار شاخیں (فرقے) بن گئے ہیں۔ جیسے کہ سورج غروب ہونے کیوقت زانی آدمی غیر عورتوں کے نزدیک جاتے ہیں اور عالم آدمی سندھیا اُپاسنا وغیرہ نیک کام کرتے ہیں وقت ایک ہی ہوتا ہے لیکن مختلف آدمی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق مختلف خواہشیں کرتے ہیں۔

ہر شاخ کے جداگانہ عقائد | متذکرہ بالا فرقوں میں سے "مادھیمک" سب اشیا کو کشنک (لمحہ بھر رہنے والی) مانتے ہیں۔ یعنی ان کے اعتقاد میں ہر ایک لمحہ میں عقل میں تبدیلی ہونیکی وجہ سے علم بدلتا رہتا ہے۔ جس علم کا وجود پہلے لمحہ نہیں رہتا اس لئے سب اشیاء کو (لمحہ بھر رہنے والی) ماننا چاہیئے:۔

دوم "یوگاچار" کا یہ اعتقاد ہے کہ پربرتی (دنیوی) اشیا میں رغبت) بالکل عذاب مجسم ہے کیونکہ چیزوں کے حصول سے سیر کوئی نہیں ہوتا۔ ایک چیز حاصل ہو جاتی ہے تو دوسری کی خواہش قائم رہتی ہے ✤

سوم "سوتر انتک" (یہ مانتے ہیں کہ) سب اشیا اپنی اپنی علامتوں سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً گائے کی علامتوں سے گائے کا اور گھوڑے کی علامتوں سے گھوڑے کا علم ہوتا ہے گویا علامتیں (صفات) شناخت شدہ سے (موصوف) میں ہمیشہ موجود رہتی ہیں ✤

چہارم "ویبھاشک" صرف شونیہ (نیستی) ہی کو ایک اصلی وجود مانتے ہیں اول مادھیمک سب اشیا کو شونیہ (نیست) ہی عقیدہ ویبھاشک لوگوں کا ہے اس قسم کے اختلافات بدھوں میں بہت سے ہیں اسطرح یہ وہ چار قسم کی بھاونا (تصور) مانتے ہیں۔ محقق۔ اگر سب شونیہ ہے تو شونیہ کا جاننے والا شونیہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کبھی سب شونیہ ہے۔ تو شونیہ کو شونیہ نہیں جان سکتا پس ثابت ہوا کہ "شونیہ" کا جاننے والا اور "شونیہ" جسے وہ جانتا ہے۔ دو وجود ہیں ✤

جملہ عقائد کی جداگانہ تردید | اور یوگاچار کے اعتقاد کے مطابق اگر باہیہ شونیہ مانا جاتا ہے۔ تو پہاڑ کہ جسے انسان دیکھتا ہے اس کے اندر ہونا چاہیئے۔ اگر کہو کہ پہاڑ اندر ہی موجود ہے تو بتائیے کہ اس کے دل میں پہاڑ کے برابر جگہ کہاں ہے اس لئے پہاڑ کا باہر ہونا ہی ثابت ہے۔ اور پہاڑ کا علم آتما میں رہتا ہے ✤

"سوترانتک" کسی شے کا کو پرتیکش نہیں مانتے تو گویا خود اور ان کا کلام بھی انومی

(بذریعہ قیاس جس کا علم ہو) ہونا چاہئے۔ بہ پرتیکش نہیں اور اگر پرتیکش کی ہستی نہ مانی جائے تو "یہ گھڑا ہے" ایسا علم نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ "یہ گھڑے کا ایک جزو ہے" اور جزو کا نام گھڑا نہیں بلکہ کل کا نام گھڑا ہے "یہ گھڑا ہے" یہ پرتیکش ہے انومان نہیں۔ کیونکہ سب اجزائے میں کل ایک ہی ہے۔ اس کا پرتیکش ہونے سے سب گھڑے کے اجزا بھی پرتیکش ہوجاتے ہیں یعنی سب اجزا کا مجموعی طور پر پرتیکش ہوجاتا ہے چہارم دیبی کھاشک کا بیرونی اشیا کا پرتیکش ماننا بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جہاں جاننے والا اور علم ہوتا ہے۔ وہیں پرتیکش ہوتا ہے۔ اگرچہ جس چیز کا پرتیکش ہوتا ہے وہ باہر موجود ہوتی ہے تاہم اس کا ہوبہو علم آتما میں ہوتا ہے ویسے ہی اگر اشیا کی ہستی لمحہ بھر کیلئے ہو اور اُن کا علم لمحہ بھر رہنے والا ہو تو "پرتیہ بھیگیتا" یعنی "میں نے فلاں کام کیا تھا" ایسا علم بذریعہ حافظہ نہ ہونا چاہئے لیکن پہلے دیکھی سنی بات یاد آجایا کرتی ہے۔ اس لئے "کشٹنگ داد" بھی درست نہیں اور یہ ماننا بھی کہ (دنیا میں) دکھ ہی دکھ ہے اور سکھ ذرا بھی نہیں ہوتا جیسے کہ رات کی ہستی ہونے سے "دن" اور دن کی ہستی ہونے سے رات کی ہستی ثابت ہوتی ہے اس لئے بالکل دکھ ہی دکھ ماننا درست نہیں اگر سب اشیا کی اپنی اپنی علامتیں ہی مانیں تو آنکھ شکل کی علامت ہے اور شکل شناخت شدہ چیز ہے جیسے گھڑے کی شکل کی علامت آنکھ شناخت شدہ چیز سے الگ ہے۔ اور بُو صفت زمین (موصوف) سے الگ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ لکشیہ اور لکش الگ ہیں بھی اور الگ نہیں بھی شونیہ کا جواب پہلے دے دیا ہے۔ یعنی شونیہ کا جاننے والا شونیہ سے الگ ہوتا ہے ✦

सर्वस्य संसारस्य दुःखात्मकत्वं सर्वतीर्थकरसंगतम् ।

بدھ اور جین مت میں مطابقت

جن کو بدھ لوگ تھنکر مانتے ہیں انہیں کو جین بھی مانتے ہیں۔ اس لئے یہ دونو ایک ہی

(مذہب کے) ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ چار بھاوناؤں (تصورات) سے ساری ہی خواہشیں رفع ہو جاتی ہیں۔ اور بعد ازاں شونیہ روپ نربان (نجات کی حالت جبکہ جیو بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے) یعنی مکتی ہو جاتی ہے یہ لوگ اپنے چیلوں کو یوگاچار کی ہدایت کرتے ہیں گورو کے اقوال کو مستند ملتے ہیں۔ انادی بدھی (ازلی عقل) میں خواہشکی ہستی سے عقل کا ہی بہت شکلوں میں ظہور مانتے ہیں جو پانچ سکند (حصول) پر منقسم ہے

रूपविज्ञानवेदनासंज्ञासंस्कारसंज्ञक: ।

اوّل۔ جو بذریعہ حواس شکل وغیرہ کا علم ہوتا ہے۔ وہ "روپ سکندھ" ہے۔ دوم آلہ (مقام) کا علم اپنی خواہش کا جاننا "بگیان سکندھ" ہے۔ سوم "روپ سکندھ" کہلاتا ہے۔ چہارم گائے وغیرہ اسم کا جو سوم کے ساتھ تعلق ماننا "سگیا سکندھ" کہلاتا ہے۔ پنجم "ویدنا سکندھ" سے راگ (رغبت) دویش (نفرت) وغیرہ کلیش (تکالیف اور بھوک پیاس وغیرہ اُپدھاکرش (تکالیف اوسنے) مستی (غفلت تکبر۔ دھرم۔ ادھرم وغیرہ معاملات "سنسکار سکندھ" ہیں۔

چارواک اور بدھ مت کا اختلاف رائے

علاوہ برآں چارواک والے سارے جہان کو عذاب کا گھر اور عذاب اور بھاونا سادھن کے ذریعہ جہان سے رہائی پانا مکتی مانتے ہیں۔ اور بدھ لوگ انومان اور جیو کی ہستی سے منکر ہیں۔

देशना लोकनाथानां सत्वाशयवशानुगा: ।
भिद्यन्ते बहुधा लोके उपायैर्बहुभि: किल ॥१॥
गम्भीरोत्तानभेदेन क्वचिच्चोभयलक्षणा: ।
भिन्ना हि देशना भिन्नशून्यताद्वयलक्षणा ॥२॥
अर्थाननुपार्ज्य बहुशो द्वादशायतनानि वै ।
परित: पूजनीयानि किमन्यैरिह पूजित: ॥३॥
ज्ञानेन्द्रियाणि पंचैव तथा कर्मेन्द्रियाणि च ।

मनो बुद्धिरिति प्रोक्तं द्वादशायतनं बुधैः ॥८॥

یعنی گیانی رتارک الدنیا۔ جیون مکت لوک ناتھ (جہان کے مالک) بدھ وغیرہ تیرتھنکروں کے پدارتھوں کے سوروپ (جوہروں کی اصلیت) اور مختلف پدارتھوں کے اپدیشک کو کہ جسے کئی طرح اور کئی (تدابیر) سے کہا ہے ماننا چاہیئے (۱) گوروں کے کم درجہ کے مختلف اپدیشوں کا جن کا پہلے ذکر آچکا ہے اور جو لسبا اوقات دقیق اور لسبا اوقات عام فہم ہوتے ہیں ماننا چاہیئے (۲) دواشاتین پوجا (بارہ مقام کی پرستش) ہی نجات دینے والی ہے اس کے لئے بہت سی اشیا مہیا کر کے بارہ قسم کے مقامات بناکر سب قسم کی پوجا کرنی چاہیئے اور کسی کی پوجا کرنی لاحاصل ہے (۳) بارہ مقام یہ ہیں پانچ گیان اندریاں یعنی کان۔ جلد۔ آنکھ زبان اور ناک۔ اور پانچ کرم اندریاں یعنی زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ جائے پیشاب وپاخانہ اور من۔ ان کے علاوہ اور بدھی کی عزت کرنی چاہیئے۔ یعنی ان کو آرام میں رکھنا وغیرہ یہ بدھوں کا مت ہے (۴)

مندرجہ بالا عقائد کی تردید محقق۔ اگر سارا جہان عذاب ہی ہے۔ تو کسی جیو کو اس سے اُنس نہ ہونی چاہیئے اور دنیا کے ساتھ جیووں کا اُنس ظاہر دکھائی دیتا ہے۔ پس سارا جہان عذاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں سکھ دکھ دونوں ہیں اور اگر سچ مچ بدھوں کا یہی اعتقاد ہے۔ تو سکھ کیلئے کھانا پینا وغیرہ اور (بیماری کے وقت) علاج معالجہ کرنا وغیرہ جسم کی حفاظت کے وسائل کیوں عمل میں لاتے ہیں؟ اگر کہیں کہ ہم یہ کام کرتے تو ہیں مگر اسی کو دکھ ہی مانتے ہیں تو یہ تمہاری بات لغو ہے کیونکہ جیو اسی شئے میں اُنس رکھتا ہے جسے وہ سکھ سمجھتا ہے اور دکھ سے متنفر ہوتا ہے جہاں میں نیک کام۔ علم حاصل کرنا۔ ست سنگ وغیرہ اچھے کام سب سکھ کے دینے والے ہیں انہیں بدھوں کے سوائے کوئی بھی سمجھ دار دکھ کا باعث نہیں مان سکتا۔

جو پانچ سکندھ ہیں۔ وہ بھی نامکمل ہیں۔ کیونکہ اگر ایسے ایسے سکندھوں پر غور کرنے لگیں تو ایک ایک کی کئی اقسام ہو سکتی ہیں۔ تب تھنکروں کو تو اپدیشک اور لوک ناتھ مانتے ہو اور انادی بدھ ناتھوں کا بھی ناتھ پرماتما ہے۔ اُسے نہیں مانتے تو بتائیے کہ اُن تیرتھنکروں نے اُپدیش کس سے پایا؟ اگر کہیں کہ خود بخود حاصل ہوا تو یہ بھی ناممکن ہے۔ تو اب آئی ادی بغیر پڑھنے پڑھانے سننے سنانے اور گیانیوں کے ست سنگ کے عالم کیوں نہیں ہو جاتے؟ جب ایسا نہیں ہو سکتا تو ایسی بات بالکل بے بنیاد اور بعید از قیاس اور سودائیوں کے بکواس کی مانند ہے۔ بدھوں کی یہ عجیب و غریب تعلیم کہ سب کچھ شونیہ ہی ہے۔ درست نہیں۔ کیونکہ موجودہ شے شونیہ (نیست) کبھی نہیں ہو سکتی ہاں لطیف مادہ تو ہو جاتا ہے یا میلے یہ کہنا بھی غلط ہے۔

اگر چیزوں کو جمع کر کے مذکورہ بالا دواد شاتین پوجا کرنا ہی نجات کا ذریعہ مانتے ہو تو دس ہران اور گیارہویں جیو آتما کی پوجا کیوں نہیں کرتے؟ جب اندریوں اور انتہ کرن کی پوجا بھی نجات دینے والی ہے۔ تو بدھوں اور شہوت پرستوں میں کیا فرق ہوا؟ جب ان سے یہ بدھ لوگ نہیں بچ سکتے تو مکتی کہاں۔ اور جہاں ایسی باتیں ہیں۔ وہاں مکتی کا کیا کام؟ انہوں نے بھی جہالت میں کیسی ترقی کی ہے جس کی نظیر کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ معلوم تو یہی ہوتا ہے۔ کہ ان کو ویدا اور ایشور کی مخالفت کرنے کی یہی سزا ملی ہے۔ پہلے تو سارے جہان کو عذاب تصور کیا۔ پھر بیچ میں دواد شاتین پوجا لگا دی۔ کیا ان کی دواد شاتین پوجا دنیا سے باہر کی چیزوں کی ہے؟ اگر ایسی پوجا سے مکتی مل سکے۔ تو آنکھ بند کر کے کسی شخص کا جواہرات کی تلاش کرنا یا تلاش کر کے حاصل کر لینا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ حالت ان کی وید اور ایشور سے منکر ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر اب بھی سُکھ کے خواہاں ہیں تو ویدا ور ایشور کا سہارا لیکر اپنا جنم سپھل کریں۔

کتاب ولیک ولاس میں بدھوں کا مذہب اس طرح بیان کیا ہے:۔

बौद्धानां सुगतो देवो विश्वं च क्षणभंगुरम् ।
आर्य्यसत्वाख्यया तत्वचतुष्टयमिदं क्रमात् ॥१॥
दुःखमायतनं चैव ततः समुदयो मतः ।
मार्गश्चेत्यस्य च व्याख्या क्रमेण श्रूयतामतः ॥ २ ॥
दुःखसंसारिणस्कन्धास्ते च पञ्च प्रकीर्त्तिताः ।
विज्ञानं वेदनासंज्ञा संस्कारो रूपमेव च ॥ ३ ॥
पञ्चेन्द्रियाणि शब्दा वा विषयाः पञ्च मानसम् ।
धर्मायतनमेतानि द्वादशायतनानि तु ॥ ४ ॥
रागादीनां गणः यः स्यात्समुदेतिः नृणां हृदि ।
आत्मात्मीयस्वभावाख्यः स स्यात्समुदयः पुनः ॥ ५ ॥
क्षणिकाः सर्वसंस्कारा इति या वासना स्थिरा ।
स मार्ग इति विज्ञेयः स च मोक्षोऽभिधीयते ॥ ६ ॥
प्रत्यक्षानुमानं च प्रमाणं द्वितीयं तथा ।
चतुःप्रस्थानिका बौद्धाः ख्याता वैभाषिकादयः । ७ ॥
अर्थो ज्ञानान्वितो वैभाषिकेण बहु मन्यते ।
सौत्रान्तिकेन प्रत्यक्षग्राह्योऽर्थो न बहिर्मतः ॥ ८ ॥
आकारासहिताबुद्धिर्योगाचारस्य संमता ।
केवलां संविदां स्वस्थां मन्यन्ते मध्यमाः पुनः ॥ ९ ॥
रागादिज्ञानसन्तानवासनाच्छेदसम्भवा ।
चतुर्णामपि बौद्धानां मुक्तिरेषा प्रकीर्त्तिता ॥ १० ॥
कृत्तिः कमण्डलुर्मौण्ड्यं चीरं पूर्वाह्णभोजनम् ।
संघो रक्ताम्बरत्वं च शिश्रिये बौद्धभिक्षुभिः ॥ ११ ॥

ہندو مت کے عقائد اور اُن کے فرقے | سُگت دیو بُدھ بھگوان بدھوں کا معبود ہے
اور دنیا تھ بھر رہنے والی ہے ۔ آریہ مرد اور آریہ عورت

اور عناصر کے نام اور ان کی تعداد کا جاننا یہ چار تتو (اصول) بدھوں میں قابل تسلیم ہیں۔ (۵) اس جہان کو عذاب کا گھر سمجھے۔ اس کے بعد ترقی ہوتی ہے۔ ان کی تفصیل درجہ وار سنو (۲) جہان میں دکھ ہی دکھ ہے جو پانچ سنگندھ پہلے بیان کر آئے ہیں۔ انہیں جانو (۳) پانچ گیان اندریاں اور ان کے شبد (کلام) وغیرہ پانچ دشے (کام)۔ من۔ بدھی (یعنی انتہ کرن (جو) دھرم کا مقام ہے) یہ بارہ آتین ہیں (۴) انسان کے دل میں رغبت۔ نفرت وغیرہ کا پیدا ہونا سمواد کہلاتا ہے۔ اور آتما اور آتما کا ذاتی خاصہ سمودے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ (۵) سارے سنسکار لمحہ بھر رہنے والے ہیں۔ واسنا کا قائم ہونا دہوں (کا) مارگ یعنی (راہ نجات) ہے (یعنی) شونیہ نہ ہو (اور) شونیہ روپ (نیست) ہو جانا موکش ہے (۶) بدھ پرتیکش اور انومان دو ہی پرمان مانتے ہیں۔ ان کی چار شاخیں ہیں۔ ویبھاشک۔ سوترانتک۔ جوگاچار اور مادھیمک (۷) ان میں سے ویبھاشک اُسی شے کی ہستی کو مانتا ہے۔ جو علم میں ہو۔ کیونکہ جس شے کا علم نہ ہو۔ اس کی ہستی سدھ آدمی نہیں مان سکتا۔ اور سوترانتک اشیاء کو اندرونی طور پر پرتیکش مانتا ہے۔ بیرونی طور پر نہیں (۸) یوگاچار عقل کی مختلف صورتوں اور علم کا قائل ہے۔ اور مادھیمک صرف اپنے اندر اشیاء کا علم مانتا ہے۔ اشیاء کو نہیں مانتا۔ (۹) چاروں فرقوں کے اعتقاد کے مطابق راگ وغیرہ گیان کے سلسلہ کی واسنا کا نیست و نابود ہونا ہی نجات کا وسیلہ ہے (۱۰) ہرن وغیرہ کا چمڑہ پہننا۔ کمنڈلو (لوٹا) رکھنا۔ سر منڈوانا۔ درختوں کی چھال کے کپڑے پہننا۔ ۹ بجے صبح سے پہلے کھانا کھانا۔ تنہا نہ رہنا۔ گیروے کپڑے پہننا بودھوں کے سادھوؤں کا پہراوا (بھیس) ہے۔

عقائد بدھ مت کی تردید

محقق۔ اگر بدھوں کا دیوتا سُگت بدھ ہی ہے۔ تو اس اس کا گورو کون تھا؟ اور اگر جہان لمحہ بھر رہنے والا ہو تو دیر سے دیکھی ہوئی چیز کی یاد نہ ہونی چاہیئے۔ لمحہ بھر رہنے والی چیز کی تو ہستی قائم نہیں رہ سکتی۔ پھر یاد کس کی ہوتی ہے؟ (۱) اگر کشنک وادی بدھوں کا عقیدہ ہے۔ تو پھر

ان کی نجات بھی لمحہ بھر رہنے والی ہوگی۔ اگر سب اشیاء باعلم ہوں۔ تو بیجان اشیاء میں بھی علم ہونا چاہیئے۔ اور وہ (جیو) حرکت کا عمل کس پر کرنا ہے؟ بھلا جو شئے باہر دکھلائی دیتی ہے۔ وہ جھوٹ کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر اکاش والی بدھی ہو تو دکھائی دینی چاہیئے۔ اگر صرف علم ہی دل میں جاگزین ہو۔ تو بیرونی اشیاء کو صرف علم ہی ماننا چاہیئے مگر ایسا نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ علم بغیر معلوم شدہ۔ شئے کے ممکن ہی نہیں۔ اگر واسنا کا دور ہو جانا ہی نجات ہے۔ تو حالت خواب میں بھی نجات ماننی چاہیئے۔ مگر یہ بات خلاف علم ہونیکی وجہ سے مسلّم نہیں +

یہ چند باتیں مختصراً بدھ مت والوں کی ظاہر کر دی ہیں۔ اب دانشمند غور کر کے سمجھ لیں کہ ان کی کیسی علمیت اور کس قسم کا عقیدہ ہے۔ ان عقائد کے جینی بھی معتقد ہیں +

جین مت والوں کا بیان

جینیوں کے چھ درویہ (جوہر)

پرکرن رتناکر حصہ اوّل نئے چکر سار میں مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں۔ بدھ ہر وقت تبدیل ہونے والے یہ چار درویہ (جوہر) مانتے ہیں۔ (۱) آکاشس (۲) کال (۳) جیو اور (۴) پدگل اور جینی یہ چھ جوہر مانتے ہیں۔ (۱) دھرماستکائے (۲) ادھرماستکائے (۳) آکاشاستکائے (۴) پدگلاستکائے (۵) جیواستکائے (۶) کال۔ ان میں سے کال کو استکائے نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کال فرضی درویہ ہے۔ اصل میں نہیں +

گتی پرنامی پن یعنی حرکت کی تبدیلی کی وجہ سے مبتدل جیو اور پدگل ذرات کی حرکت کو اپنی نزدیکی سے قائم رکھنے کا جو باعث ہے۔ وہ دھرماستکائے ہے اور وہ بے اندازہ مقدار والا ہے۔ اور بے شمار مقاموں اور لوکوں میں ویاپک ہے (۲) ادھرماستکائے وہ ہے کہ جو سکونت سے مبتدل جیو اور پدگل کے قیام کا باعث ہے۔

سوم۔ جو سب اشیاء کا سہارا ہے۔ جس میں جیو اور پُدگل حرکت کرنا۔ داخل ہو باہر نکلنا وغیرہ فعل کرتے ہیں۔ اور جو اُن کی حرکت کا باعث ہے۔ اور سب جگہ موجود ہے۔ وہ استکائے ہے۔

چہارم پُدگلا ستکائے وہ ہے۔ کہ جو کارن رُوپ (سب کی علت مادی) سوکشم نتت (ازلی) اور ایک رس (غیر متبدل) ہے اور جو شکل بو لمس میلوں کی ... اور پھیلنے اور گھٹنے کی خاصیت والا ہے۔

پنجم۔ جیوا ستکائے (وہ ہے) جو چینا کی صفت سے موصوف۔ علم اور مشاہدے سے متصف ہے۔ بے شمار تبدیلیوں سے تبدیل ہونے والا ہے۔ اعمال کو کرتا اور ... کا ثمرہ بھوگتا ہے۔

ششم۔ کال مذکورہ بالا پانچ آستکاؤں کی علامت ہے۔ اس میں دُور رہونا نزدیک ہونا۔ نیا پن۔ پرانا پن۔ اور ان علامتوں سے مشہور و زمانہ حال کی تبدیلیوں سے ... ہے۔ اُسے کال کہتے ہیں۔

محقق۔ بودھوں نے ہر وقت متبدل ہونے والے جو چار جوہر مانے ہیں۔ وہ درست نہیں کیونکہ آکاش (خلا) کال ... تت) جیو (روح) اور پرمانو (مادہ) کبھی تبدیل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ ازلی ہیں۔ ... بوجہ ہونے سب اشیاء کی علت کے غیر فانی ہیں۔ اُن کا نیا ہو یا پرانا ہونا کیسے ممکن ہے۔ اور جینیوں کا اعتقاد بھی درست نہیں۔ کیونکہ دھرم اور ادھرم دروبہ (جوہر) نہیں۔ بلکہ گن (صفتیں) ہیں۔ یہ دونوں جیوا ستکائے ہی میں آجاتے ہیں۔ دلیس (وہ) آکاش۔ پرمانو۔ جیو اور کال ہی مانتے۔ تو درست تھا۔ (حق تو یہ ہے) کہ وششتک ... نو دروبہ ہی درست ہیں۔ کیونکہ خاک غیرہ پانچ عناصر۔ کال (وقت) وشا (اطراف) ... اور روح) ان نو جوہروں کی ہستی الگ الگ مسلّم ہے۔ صرف جیو کو چیتن مان کر ایشور ... نہ ماننا جینیوں اور بدھوں کی لغویت اور تعصب پر دلالت کرتا ہے۔

(حاشیہ: بودھوں اور جینیوں کے چھ ... اور ان کی تردید)

(حاشیہ: سپت بھنگی) اب جینیوں اور بدھوں کی سپت بھنگی اور سیاواد کا حال سنئے۔ پہلا

بھنگ مثلاً گھڑا ہے۔ اس سے نیستی کی تردید ہوتی ہے۔ دوسرا بھنگ مثلاً گھڑا نہیں
ہے۔ اس سے پہلے گھڑے کی ہستی اور پھر اس کی عدم موجودگی پائی جاتی ہے۔ تیسرا
بھنگ مثلاً یہ گھڑا تو ہے۔ لیکن کپڑا نہیں۔ یعنی یہ ہر دو مختلف چیزیں ہیں۔ چوتھا بھنگ
دوسرے گھڑے کی عدم موجودگی کا اطلاق اپنے گھڑے کی ہستی میں ہونے سے ایسا کہا
جاتا ہے کہ (یہ) گھڑا ہے۔ (وہ) گھڑا نہیں۔ یعنی ایک ہی وقت دو گھڑوں کی ہستی اور نیستی
کا علم ہوتا ہے۔ پانچواں بھنگ یہ ہے کہ گھڑے کو کپڑا کہنا غلط ہے۔ یعنی گھڑے
میں گھڑاپن کہنا درست اور کپڑاپن غلط۔ چھٹا بھنگ جو گھڑا نہیں اُسے گھڑا کہنا
بھی درست نہیں۔ اور جو گھڑا ہے۔ وہی گھڑا ہے۔ اور اُسے ہی گھڑا کہنا بجا ہے
ساتواں بھنگ وہ ہے جس میں نہ تو یہ کہ سکتے ہیں۔ کہ گھڑا قابل بیان ہے۔ اور
نہ یہ کہ قابل بیان نہیں۔ اسی طرح

स्यादस्ति जीवोऽयं प्रथमो भंगः ॥ १ ॥
स्यान्नास्ति जीवो द्वितीयो भंगः ॥ २ ॥
स्यादवक्तव्यो जीवस्तृतीयो भंगः ॥ ३ ॥
स्यादस्ति नास्ति नास्तिरूपो जीवश्चतुर्थो भंगः ॥ ४ ॥
स्यादस्ति अवक्तव्यो जीवः पंचमो भंगः ॥ ५ ॥
स्यान्नास्ति अवक्तव्यो जीवः षष्ठो भंगः ॥ ६ ॥
स्यादस्ति नास्ति अवक्तव्यो जीव इति सप्तमो भंगः ॥ ७ ॥

جیو کی اور اوستھیت کی بھنگیاں

یعنی جیو ہے۔ ایسا کہنے سے جیو سے مختلف بیجان اشیاء
جیو کی عدم وجودگی کا ہونا پہلا بھنگ کہلاتا ہے۔ دوسرا بھنگ یہ ہے۔ کہ جیو نہیں
ہے۔ بے جان اشیاء کے بارے میں ایسا کہا جا سکتا ہے۔ تیسرا بھنگ
یہ ہے کہ جیو ہے۔ لیکن کہا نہیں جا سکتا۔ چوتھا بھنگ جب جیو قالب میں
آتا ہے۔ تب پرسدھ (ظاہر) اور جب جسم سے الگ ہوتا ہے۔ تب
اپرسدھ (پنہاں) رہتا ہے۔ پانچواں بھنگ جیو ہے لیکن کہنے کے لائق نہیں۔ چھٹا

بھنگ۔ جیو پرتکش پرمان سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے آنکھوں سے دکھائی نہیں دینا۔ تواں بھنگ ایک ہی وقت میں جیو کا انومان سے ہونا اور نہ دکھلائی دینے کا ہونے کی وجہ سے نہ ہونا اور ایک ہی حالت میں جیو کا نہ رہنا بلکہ ہر ایک میں تبدیل ہوتے رہنا ایسی صورتیں ہیں کہ جن میں ہم کہہ نہیں سکتے کہ آیا جیو ہے یا نہیں ہے۔ اسی طرح نیتو (دائمی) سیت بھنگی اور انتینو (عارضی) سیت بھنگی (معنی) ہے اور ایسے ہی سامیانہ (عام) دہرم وشیش (خاص) دھرم۔ گن (صفت) اور پریایوں پہلو) کی ہر ایک شئے میں سیت بھنگ ہوتی ہے۔ اسلئے دروبہ (جوہر) گن۔ سوبھاؤ اور پریایوں کے بیشمار ہونیکی وجہ سے سیت بھنگی بھی بیشمار ہیں۔ یہ بودھوں اور جینیوں سیادواد اور سپت بھنگی نیاؤ کہلاتا ہے۔

سپت بھنگی وغیرہ کی تردید **محقق**۔ یہ بات صرف انیونیا بھاؤ مشابہت اور اختلاف سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس سادہ طریق کو چھوڑ کر پیچیدہ طریق اختیار کرنا صرف بھلا کو دام میں پھنسانے کی خاطر ہے۔ ظاہر ہے کہ "جیو" کا "اجیو" میں اور اجیو کا جیو" میں ابھاؤ (نیستی) ہے۔ ویسے ہی جیو اور جڑ کی ہستی ہونے سے دونوں میں مشابہت اور چیتن اور جڑ کے لحاظ سے اختلاف ہے۔ یعنی جیوؤں میں چیتنا ہی اور جڑ میں نہیں۔ جڑ میں جڑپن ہے اور چیتنیا نہیں۔ صفات۔ افعال۔ خواص کی مشابہت اور اختلاف پر غور کرنے سے جینیوں اور بدھوں کا سپت بھنگی اور سیادواد آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے (اسی صورت میں) بات کو طول دینا فضول ہے۔ ان مسائل پر عام طور سے بدھوں اور جینیوں کا اتفاق ہے۔ گو بسا اوقات قدرے اختلاف کی صورت میں کچھ فرق بھی ہو جاتا ہے۔

اب خاص طور پر جین مت کا ذکر کیا جاتا ہے

चिदचिद्‌द्वे परे तत्त्वे विवेकस्तद्विवेचनम् ।
उपादेयमुपादेयं हेयं हेयं च कुर्वतः ॥ १ ॥

हेयं हि कर्तृरागादि तत् कार्य्यमविवेकिनः ।
उपादेयं परं ज्योतिरुपयोगैकलक्षणम् ॥ २ ॥

جینیوں کے عقائد (جینی) ''چت'' اور ''اچت'' یعنی ''چیتن'' (جاندار) اور ''جڑ'' (بیجان) کو ہی ''پرتتو'' (اصلی وجود) مانتے ہیں) ان دونوں میں تمیز کرنے کا نام ''دویک'' ہے ''دویکی'' وہ ہے جو اختیار کرنے کے لائق چیزوں کو اختیار کرے اور ترک کرنے کے لائق چیزوں کو ترک کرے (۱) خالق کی ہستی کا یقین اور راگ (رغبت) وغیرہ اودیکی مت ہے۔ اسکو نہ ماننا چاہیئے اور (پر) جوتی سروپ جیو کی ہستی کا اقبال کرنا انسب ہے۔ یہ یوگ کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے (۲) خلاصہ یہ کہ (جیو کے سوا دوسرا چیتن وجود (ایشور) جینی نہیں مانتے۔ اور کہتے ہیں کہ کوئی بھی انادی ایشور نہیں*

جین اور بدھ کا ایک ہونا اس کے متعلق راجہ شیو پرشاد اپنی کتاب ''اتہاس تمر ناشک'' میں لکھتے ہیں کہ جین اور بدھ مترادف الفاظ ہیں۔ لیکن بدھوں میں گوشت اور شراب کھانے پینے والے وام مارگی بدھ بھی ہیں۔ اور ان سے جینی مخالفت کرتے ہیں۔ بدھوں نے مہابیر اور گوتم گن دھر کا نام بدھ رکھ چھوڑا ہے۔ اور جینیوں نے گن دھر اور جن ور کا نام۔ ان میں سے جن جین مت کا بانی ہے*

راجہ شیو پرشاد ''اتہاس تمر ناشک'' کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں کہ سوامی شنکر اچاریہ سے قریباً ہزار برس پہلے جین ہوا تھا۔ اس زمانے میں سارے بھارت ورش میں بدھ یا جین دھرم تھا۔ اسپر (کتاب میں) یہ نوٹ دیا ہوا ہے۔

بدھ سے ہماری مراد وہ مذہب ہے جو مہابیر کے گن دھرم گوتم سوامی کے زمانہ سے شنکر سوامی کے زمانہ تک وید دھرم کیخلاف بھارت ورش میں جاری رہا اور جسکو اشوک اور حاکم زمان نے قبول کیا۔ اس مذہب سے جینی کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے لفظ جن جس سے جین نکلا ہے اور بدھ جس سے بودھ نکلا ہے دونو مترادف ہیں لغت میں بھی ان دونو لفظوں کے معنی ایک ہی لکھے ہیں۔ اسکے علاوہ گوتم کو دونو مانتے ہیں بلکہ دیپونش وغیرہ بودھوں کی قدیمی کتابوں میں شاکیہ منی گوتم بدھ کا نام مہابیر ہی لکھا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس زمانہ

پس ان سب کا ایک ہی مذہب ہوگا۔
ہم نے بجائے لفظ جین کے گوتم کے پیروؤں کو لفظ بدھ سے موسوم کیا ہے۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ انکو غیر ممالک والوں نے بھی لفظ بدھ سے موسوم کیا ہے + ایسا ہی امرکوش میں بھی لکھا ہے۔

सर्वज्ञः सुगतो बुद्धो धर्मराजस्तथागतः ।
समन्तभद्रो भगवान्मारजिल्लोकजिज्जिनः ॥ १ ॥
षडभिज्ञो दशबलोऽद्वयवादी विनायकः ।
मुनीन्द्रः श्रीघनः शास्ता मुनिः शाक्यमुनिस्तु यः ॥ २ ॥
स शाक्यसिंहः सर्वार्थः सिद्धश्शौद्धोदनिश्च सः ।
गौतमश्चार्कबन्धुश्च मायादेवीसुतश्च सः ।
अमरकोश कां० १ वर्ग १ श्लोक ८ से १० तक

اب دیکھئے آیا بدھ اور جن اور ایسے ہی بدھ اور جین مترادف الفاظ ہیں یا نہیں کیا سنسکرت امرکوش کے مصنف نے بھی بدھ اور جین کو ایک لکھنے میں غلطی کھائی جو بے علم جینی ہیں۔ وہ نہ خود کچھ جانتے ہیں اور نہ دوسرے کی مانتے ہیں صرف ہٹ دھرمی سے شور مچایا کرتے ہیں لیکن عالم جینی جانتے ہیں کہ بلا شبہ الفاظ بدھ اور جن اور ایسے ہی بدھ اور جین مترادف ہیں۔
تھنکروں کو ایشور ماننا | جینی لوگ کہتے ہیں کہ جیو ہی پرمیشور بنجاتا ہے۔ وہ صرف اپنے تھنکروں کو ہی نجات یافتہ اور پرمیشور مانتے ہیں۔ ازلی پرمیشور نہیں مانتے +
سروگیہ۔ ویت راگ۔ ارہن۔ کیولی۔ تیرتھنکرت اور جن یہ چھ ناستکوں کے دیوتاؤں کے نام ہیں ہو آدی دیو (ابتدائی دیوتا) کی تعریف چندر سوری نے اپنی کتاب آپت نشچے النکار" میں یوں لکھی ہے۔

सर्वज्ञो वीतरागादिदोषस्त्रैलोक्यपूजितः ।
यथास्थितार्थवादी च देवोऽर्हन् परमेश्वरः ॥ १ ॥

ایسے تو تانتوں نے بھی لکھا ہے۔ کہ:۔

सर्वज्ञो दृश्यते तावन्नेदानीमस्मदादिभिः ।
दृष्टो न चैकदेशोऽस्ति लिङ्गं वा योऽनुमापयेत् ॥ २ ॥
न चागमविधिः कश्चिन्नित्यसर्वज्ञबोधकः ।
न च तत्रार्थवादानां तात्पर्यमपि कल्पते ॥ ३ ॥
न चान्यार्थप्रधानैस्तैस्तदस्तित्वं विधीयते ।
न चानुवादितुं शक्यः पूर्वमन्यैरबोधितः ॥ ४ ॥

ایشور کی ہستی سے انکار جو راگ (رغبت) وغیرہ نقصوں سے بری۔ تزلوکی (تینوں جہانوں میں) قابل پرستش (تعظیم) ٹھیک ٹھیک اشیاء کا بیان کرنے والا۔ ہمہ دان ارہن دیوتا ہے سو ہی پرمیشور ہے۔ (۱) چونکہ ہم پرمیشور کو نہیں دیکھتے۔ اس لئے کوئی ہمہ دان ازلی پرمیشور پرتیکش پرمان کے ثابت نہیں ہوتا۔ تو انومان بھی ممکن نہیں کیونکہ ایک پہلو میں پرتیکش ہونے کے بغیر انومان بھی نہیں ہو سکتا (۲) جب پرتیکش انومان نہیں تو آگم (سند) یعنی ازلی۔ ابدی ہمہ دان پرمیشور کی (ہستی) کو ظاہر کرنے والا شبد پرمان بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تینوں پرمان نہیں تو ارتھ واد پرمان یعنی تعریف یا مذمت پرکرتی یعنی غیر کا قصہ بیان کرنا اور پراکلپ یعنی تواریخ کا مطلب بھی اسکی ہستی پر دلالت نہیں کر سکتا (۳) انیارتھ پردھان ایسا کلام جسکا (مطلب اور طرف لگے) یعنی بہو پریہی سماس کی طرح پروکش یعنی غائب پرماتما کی ہستی کا ثبوت بھی نہیں ملتا۔ پھر ایشور کی تعلیم دینے والوں سے سننے کے بغیر انوواد (سنی ہوئی بات کا بیان کرنا) بھی کیسے ہو سکتا ہے۔

مندرجہ بالا کی تردید **محقق**۔ اگر ازلی پرمیشور نہیں ہے تو "ارہن" دیو کے ماں باپ وغیرہ اجسام کس نے بنائے۔ بغیر بنانے والے کے سب اعضا سے مرکب بخوبی کام سرانجام دینے کے قابل جسم بن نہیں سکتا اور جن اجزا سے جسم بنتا ہے وہ بیجان ہونے کی وجہ سے خود بخود اس قسم کی اعلےٰ ساخت والے جسم میں تبدیل نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں اسبات کا علم بھی نہیں علاوہ ازیں جو پہلے راگ وغیرہ نقصوں والا ہو کر بعد میں ان نقصوں سے پاک ہوتا ہے وہ ایشور کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جس باعث

سے وہ راگ وغیرہ سے نجات پاتا ہے ۔ وہ نجات اس باعث کے رفع ہونے سے اور خود
س کا نتیجہ ہونے سے عارضی ہوگی ۔ جو الپ (چھوٹا) اور الپگیہ (کم علم) ہے ۔ وہ سب
جگہ حاضر و ناظر اور ہمہ دان کبھی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ جیو کی یہ خاصیت ہے ۔ کہ وہ
محدود اور کسی خاص جگہ بھی موجود رہتا ہے ۔ اور اسکے صفات افعال اور خواص سب
محدود ہیں ۔ وہ سب علوم کا ہر طرح سے بخوبی بیان کرنے والا نہیں ہو سکتا ۔ پس
تمہارے تیرتھنکر پرمیشور کبھی نہیں ہو سکتے (۱) کیا تم صرف پرتیکش کے ذریعہ محسوس شدہ
چیز کی ہی ہستی مانتے ہو ۔ اور جو پرتیکش نہیں اُسے مانتے ؟ سنئے جیسے کان کے ذریعہ
شکل کا اور آنکھ کے ذریعہ آواز کا علم نہیں ہو سکتا اسیطرح ازلی پرماتما کو دیکھنے کا ذریعہ پاک
انتہ کرن ۔ علم حقیقی اور یوگ ابھیاس ہے ۔ ان سے پونتر (پاک) آتما پرماتما کو پرتیکش
دیکھتا ہے ۔ جیسے بغیر پڑھے علم کے مقاصد حاصل نہیں ہوتے ۔ ویسے بغیر یوگا بھیاس
اور گیان کے پرماتما بھی دکھائی نہیں دیتا ۔ جیسے خاک کے شکل وغیرہ صفات کا علم ہونے
سے صفات سے ذاتی رشتہ رکھنے والی موصوف خاک محسوس ہوتی ہے ۔ ویسے
اس کائنات میں پرماتما کی خاص قدرت کا نشان دیکھ کر پرماتما پرتیکش (گیان یعنی علم)
ہوتا ہے اور جو گناہ کرنے کی خواہش کے وقت خوف ۔ شک ۔ شرم پیدا ہوتی ہے ۔ وہ بھی
انتریامی الیشور کی طرف سے ہے ۔ اس سے بھی پرماتما پرتیکش (کا علم) ہوتا ہے ۔ اور
انومان کے ہونے میں شبہ ہی کیا ہے ؟ اور پرتیکش اور انومان کے ہونے سے آگم پرمان بھی
ازلی ابدی ہمہ دان الیشور کی ہستی ثابت کرتا ہے ۔ پس شبد پرمان بھی الیشور پر عائد ہو سکتا
ہے ۔ جب تینوں پرمانوں کے ذریعہ جیو الیشور کو جان سکتا ہے ۔ تب ارتھا پتی یعنی پرمیشور
کی صفات کی تعریف کرنا بھی ٹھیک طور پر عائد ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ دائمی وجودوں
کی صفات افعال خواص بھی دائمی ہوتے ہیں ۔ ان کی صفت کرنے میں کسی
طرح کی رکاوٹ نہیں (۳) جیسے انسانوں میں بغیر فاعل کے فعل نہیں ہوتا
ویسے ہی اس کار عظیم کا (کائنات) بغیر فاعل کے ہونا بالکل ناممکن ہے
اگر یہی بات ہے ۔ تو الیشور کے ہونے میں احمق کو بھی شک نہیں گزر سکتا

جب پرماتما کی ہدایت کرنے والوں سے اس کا ذکر سنو گے تو بعد میں اس بیان کرنا بھی آسان ہے۔ پس جینیوں کا پرتیکش وغیرہ پرمانوں کے ذریعہ ایشور کی ہستی کی تردید کرنا وغیرہ ناواجب ہے۔

अनादेरागमस्यार्थो न च सर्वज्ञ आदिमान् ।
कृत्रिमेण त्वसत्येन स कथं प्रतिपाद्यते ॥ १ ॥
अथ तद्वचनेनैव सर्वज्ञोऽन्यैः प्रतीयते ।
प्रकल्पेत कथं सिद्धिरन्योऽन्याश्रययोस्तयोः ॥ २ ॥
सर्वज्ञोक्ततया वाक्यं सत्यं तेन तदस्तिता ।
कथं तदुभयं सिध्येत् सिद्धमूलान्तराद्दते ॥ ३ ॥

(جواب) وہ ہمہ داں جس کی ابتدا ہے۔ ازلی شاستر کے مطلب کو ظاہر کرنے والا نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بناوٹی (جھوٹی) بات سے اسکا بیان کس طرح ہو سکیگا۔ اور اگر پرمیشور ہی کے کلام سے پرمیشور ثابت ہوتا ہے۔ تو ازلی ایشور کو ازلی شاستر کا اور ازلی شاستر کو ازلی ایشور ظاہر کرنے والا ماننا بعید از قیاس ہے۔ کیونکہ ہمہ داں کا کلام ہونیکی وجہ سے وید کو سچا اور وید کے کلام سے ایشور کی ہستی ثابت کرتے ہو یہ کیسی دلیل ہے۔ اس شاستر اور پرمیشور کو ثابت کرنے کے لئے کسی تیسرے پرمان کی ضرورت ہے۔ ورنہ انوسنتھا دوش (سلسلہ غیر متناہی کا عیب) آئیگا۔ ۳

محقق۔ ہم پرمیشور کو اور پرمیشور کی صفات افعال اور خواص کو ازلی مانتے ہیں۔ ازلی دائمی وجودوں میں انیونیہ آشرے دوش (سلسلہ غیر متناہی کا عیب) نہیں آسکتا۔ جیسے معلول سے علت کا علم اور علت سے معلول کا علم ہوتا ہے۔ اور معلول میں علت وصف ذاتی اور علت میں معلول کا وصف دائمی ہے۔ ویسے ہی پرمیشور اور پرمیشور کی صفات مثلاً لا انتہا علم وغیرہ دائمی ہونے کی وجہ سے ایشور کے کلام وید میں انوسنتھا دوش نہیں آتا۔ (۱۔۲۔۳) اور جو تم تیرتھنکروں کو پرمیشور مانتے ہو یہ بھی کسی طرح درست نہیں۔ کیونکہ بغیر ماں باپ ان کا جسم ہی نہیں بن سکتا۔ پھر وہ کیسے

تیسیا کا علم اور مکتی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرکب چیز کا آغاز ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ مرکب چیز بغیر اجزا کے نہیں بن سکتی۔ اس لئے جہان کے خالق انادی پر ماتما کو مانو۔ دیکھو خواہ کیسا ہی کام ہو۔ تو بھی جسم وغیرہ کی ساخت کو کامل طور پر نہیں جان سکتا۔ جب بدھ جیو گہری نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ تب اسکو کچھ علم بھی نہیں رہتا۔ جب جیو دکھی ہوتا ہے۔ تب اسکا علم بھی کم ہو جاتا ہے۔ ایسے محدود طاقت والے کسی خاص جگہ موجود جیو کو ایشور ماننا الٹی سمجھ والے جینیوں کے سوائے اور کس کے لئے ممکن ہے؟ اگر تم کہو کہ وہ تیرتھنکر اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے تو بتاؤ ماں باپ کہاں سے پیدا ہوئے اور پھر انکے ماں باپ کس سے؟ اور پھر انکے ماں باپ کس سے پیدا ہوئے؟ اس طرح سے انوستھا دوش آئیگا؟

آستک (قائل) اور ناستک (منکر) کا مباحثہ

اب پرکرن رتناکر کے دوسرے حصے میں سے پرمیشور کی ہستی کے بارے میں جینیوں کے اعتراضوں کو لے کر یہاں لکھتے ہیں اور ان کا جواب دیتے ہیں۔ اس کتاب کو بڑے بڑے جینیوں نے متفق الرائے ہو کر تسلیم کیا ہے۔ اور بمبئی میں چھپوایا ہے۔

ناستک ۔ ایشور کی مرضی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے کرم سے ہوتا ہے۔

آستک ۔ اگر سب کچھ کرم سے ہوتا ہے تو کرم کس سے ہوتا ہے؟ [کرم کرتا نہیں ہو سکتا] اگر کہو کہ جیو وغیرہ سے ہوتا ہے تو بتاؤ کہ کان وغیرہ ذریعوں سے جیو کرم کرتا ہے۔ وہ کن سے ہوئے؟ اگر کہو کہ ازل ہی سے قدرتاً ایسے چلے آتے ہیں۔ تو ازلی چیز سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ پس تمہارے مذہب میں مکتی معدوم ہو گئی۔ اگر کہو کہ پراگ بھاؤ کی طرح ازلی لیکن انجام والے ہیں تو بغیر کوشش کے سب کے کرموں کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ اگر ایشور اعمال کا ثمرہ دینے والا نہ ہو تو گناہ کی سزا جو تکلیف ہے۔ اس کو جیو اپنی مرضی سے کبھی نہیں بھگتے گا۔ جیسے چور وغیرہ چوری کی سزا اپنی مرضی سے نہیں بھگتتے۔ بلکہ شاہی قانون بھگتاتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور جیو کو نیک و بد اعمال کی سزا و جزا دیتا ہے۔ اگر ایسا

نہ ہو۔ تو اعمال کے نتائج خلط ملط ہو جائیں گے۔ ایک کے اعمال کی سزا جزا دوسرے کو بھگتنی پڑیگی +

ناستک - ایشور فعل سے مبرا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اعمال کی سزا و جزا ابھی اسے بھگتنی پڑتی۔ اسلئے تمہیں بھی ہماری طرح نجات یافتہ جیوں کو فعل سے مبرا پرمیشور ماننا چاہیئے +

ایشور فعل سے مبرا نہیں

آستک - ایشور فعل سے مبرا نہیں۔ بلکہ فعل کرنیوالا ہے (جب ایشور چیتن ہے تو فعل سے مبرا کیونکر ہو سکتا ہے؟) تم بناوٹی ایشو یعنی تیرتھنکروں کو جیو سے ایشور بنے ہوئے مانتے ہو۔ ایسے ایشور کو کوئی بھی عقلمند آدمی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر کسی ذریعہ سے پرمیشور بنے تو وہ فانی اور دوسرے کے ماتحت ہو جائے +

ایشور بننے سے پہلے جیو تھا۔ اور بعد میں کسی سبب سے ایشور بن گیا تو ضرور ہے کہ (وہ) پھر بھی جیو بن جاوے کیونکہ وہ اپنے ذاتی خاصے (جیو ہونے) کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ لاانتہا زمانہ سے جیو ہے اور ابدالاباد تک جیو ہی رہیگا۔ اس لئے جیو کو ایشور جاننا درست نہیں بلکہ ازلی قائم بالذات ایشور ہی کو ماننا مناسب ہے۔ دیکھو تمہارے سامنے جیو نیک و بد اعمال کرتا ہے سُکھ دُکھ بھوگتا ہے۔ لیکن ایشور اس تسلسل سے آزاد ہے اگر ایشور میں فعل نہ ہوتا تو اس جہان کو کیسے زندہ کر سکتا؟ اگر کرموں کو پراگ ابھاؤ[1] کیطرح ازلی اور انتہا والے مانتے ہو تو کرم سمواے سمبندھ سے نہیں تو وہ مرکب ہونے کیوجہ سے عارضی ہوتا ہے۔ اگر مکتی میں فعل ہی نہیں مانتے تو بتاؤ کہ وہ مکت جیو گیان والے (باعلم) ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر کہو ہوتے ہیں۔ تو اندرونی فعل والے ہوئے۔ (اور اگر کہو کہ نہیں تو جیو کیا مکتی میں پتھر کی مانند بے جان ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ہی جگہ پڑے رہتے ہیں اور کچھ بھی ارادہ نہیں کرتے اگر ایسا ہی ہے۔ تو یہ مکتی کیا ہوئی۔ بلکہ تاریکی اور بندھن ہوا +

[1] اس نیستی کا نام ہے جسکی ابتدا نہیں لیکن انتہا ہے مثلاً گھڑے کیلئے کہ پہلے اسکے نیستی تھی مگر گھڑے کے بننے پر اسکی نیستی کا خاتمہ ہو گیا (مترجم)

ناستک۔ ایشور ویاپک (حاضر و ناظر) نہیں ہے۔ اگر ویاپک ہوتا۔ تو سب اشیاء چیتن ہوتیں اور برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر وغیرہ کی اعلیٰ۔ میانہ اور ادنیٰ حالت نہ ہوتی۔ کیونکہ سب میں یکساں ایشور ویاپک ہے۔ چھوٹے بڑے کی تفریق نہ ہونی چاہیئے۔

ایشور سرب ویاپک اور بے لوث ہے

آستک۔ ویاپیہ اور ویاپک ایک نہیں ہوتے۔ بلکہ ویاپیہ محدود اور ویاپک غیر محدود ہوتا ہے۔ مثلاً اکاش سب میں ویاپک ہے۔ اور زمین اور گھڑا کپڑا وغیرہ سب ویاپیہ محدود ہیں۔ جیسے زمین اور آکاش ایک شے نہیں ویسے ایشور اور جہان ایک شے نہیں۔ جسطرح سب اشیاء میں آکاش ویاپک ہے لیکن وہ اشیا اکاش نہیں۔ ویسے ہی پرمیشور چیتن سب میں ہے لیکن سب اشیاء چیتن نہیں جسطرح عالم اور بےعلم دھرماتما اور ادھرماتما برابر نہیں ہوا کرتے۔ ویسے ہی علم وغیرہ نیک اوصاف اور راست گوئی وغیرہ اعمال۔ نیک خصلت وغیرہ خواص طبعی کے کم و بیش ہونے سے برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر اور چنڈال بڑے چھوٹے مانے جاتے ہیں۔ ورنوں کی تفریق کا بیان چوتھے باب میں کر آئے ہیں۔ وہاں دیکھ لو۔

ناستک۔ اگر ایشور کی قدرت سے خلقت پیدا ہوتی ہے تو ماں باپ کی کیا ضرورت ہے؟

ترکیب پیدائش عالم

آستک۔ ایشوری خلقت کا پیدا کرنیوالا ایشور ہے جیو نہیں۔ جو کام جیووں کے کرنے کے ہیں۔ وہ ایشور نہیں کرتا۔ بلکہ جیو ہی کرتے ہیں۔ جیسے درخت پھل۔ بناسپتی۔ اناج وغیرہ ایشور نے پیدا کئے ہیں۔ اگر انسان انہیں لیکر نہ پیسیں نہ کوٹیں۔ نہ روٹی وغیرہ تیار کریں اور نہ کھائیں تو انسان کی بجائے کیا ایشور یہ کام کریگا؟ اور اگر انسان ایسا نہ کرے تو اسکی زندگی بھی محال ہو جائے۔ اسلئے آغاز آفرینش میں جیو کے اجسام وغیرہ کو ایشور بناتا ہے۔ بعدہٗ بچے وغیرہ پیدا کرنا جیو کا کام ہے۔

ناستک۔ جب پرماتما غیر فانی۔ ازلی۔ سچدانند گیان سروپ ہے۔ تو جہان کے دھندے اور عذاب میں کیوں پڑ گیا؟ آرام و آسائش کو چھوڑ کر دکھ میں تو کوئی عام آدمی بھی نہیں پڑتا۔ پھر ایشور نے ایسا کیوں کیا؟

ایشور سرگونند ہے

آستک۔ پرماتما کسی دھندے اور عذاب میں نہیں پڑتا۔ نہ اپنی راحت

کو چھوڑنا ہے۔ کیونکہ دھندے اور عذاب میں پڑنا محدود وجود کیلئے ممکن ہے۔ غیر محدود (پرمیشور) کیلئے نہیں اگر ازلی سچدانند سروپ پرمیشور دنیا کو نہ بنائے تو اور کون بناوے دنیا پیدا کرنیکی طاقت جیو میں نہیں ہے۔ اور جڑ میں خود بخود بننے کی بھی طاقت نہیں پس ثابت ہوا کہ پرماتما ہی جہان کو پیدا کرتا اور خود ہمیشہ راحت سے پر (مسرور) رہتا ہے۔ جیسے پرماتما ذرات سے خلقت پیدا کرتا ہے ویسے ماں باپ کے ذریعہ خلقت پیدا کرنیکا قاعدہ بھی اسیکا ٹھہرایا ہوا ہے۔

ناستک - ایشور مکتی روپ ہے۔ وہ سکھ کو چھوڑ دنیا کو پیدا کرنے اُسے سہارا دینے اور فنا کرنے کے دھندے میں کیوں پڑا؟

| پرماتما مکت سبھاؤ ہے |

آستک - ایشور سدا مکت ہونیکی وجہ سے تمہارے سادھنوں سے سدھ نیر تھنکروں کی مانند خاص جگہ میں محدود بندھن کے بعد مکتی حاصل کرنیوالا پرماتما نہیں ہے۔ لاانتہا اوصاف افعال و خواص والا پرماتما اس ہیچ جہان کو پیدا کرنے۔ سہارا دینے اور فنا کرنے والا ہونے پر بھی بندھن میں نہیں پڑتا۔ کیونکہ بندھ اور موکش نسبتی الفاظ ہیں۔ مکتی کے مقابلہ میں بندھ اور بندھ کے مقابلہ میں مکتی ہے۔ جو کبھی بدھ تھا ہی نہیں۔ وہ مکت کیسے کہا جا سکتا ہے؟ جو محدود جیو ہیں وہی بدھ اور مکت ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ لاانتہا۔ ہمہ جا موجود۔ غیر محدود ایشور بندھن یا عارضی مکتی کے چکر میں تمہارے نیر تھنکروں کی مانند کبھی نہیں آتا۔ اسلئے پرماتما ہمیشہ مکت کہلاتا ہے ⁂

ناستک - جیو کرموں کا پھل اسی طرح بھوگ سکتے جیسے کہ بھانگ پی کر خود بخود نشہ ہو جاتا ہے۔ اس میں ایشور کو دخل نہیں ⁂

| کرم کا پھل خود کرم نہیں دے سکتے |

آستک - جسطرح بغیر راجہ کے ڈاکو لٹیرے چور وغیرہ بُرے آدمی خود بخود پھانسی پر نہیں چڑھ جاتے اور نہ ہی قید خانہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور نہ جانا چاہتے ہی ہیں۔ بلکہ قانون شاہی کے مطابق پکڑے جا کر راجہ سے مناسب سزا پاتے ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی اپنے بداعمال کی سزا نہیں بھگتنا چاہتا۔ اس لئے انصاف کرنیوالے پرماتما کی ضرورت ہے ⁂

ناستک - جہان میں ایک ایشور نہیں۔ بلکہ جس قدر مکت جیو ہیں وہ سب ایشور ہیں

مکت جیوا ایشور نہیں ہو سکتے | **آستنک** - یہ تمہاری بات بالکل بیہودہ ہے - کیونکہ جو پہلے بدھ ہو کر پھر مکت ہو جاتا ہے - ضرور ہے کہ پھر بندھن میں پڑے - کیونکہ ذاتی طور پر دائمی مکت نہیں - تمہارے چوبیس تیرتھنکر جس طرح پہلے بدھ تھے - پھر مکت ہوئے - اسیطرح بندھن میں ضرور پڑیں گے - اور جب بہت سے ایشور ہیں - تو جیسے جیو بہت سے ہونے سے لڑتے بھڑتے ہیں - ویسے ایشور بھی لڑا بھڑا کریں گے -

ناستک - او احمق! جہان کا خالق کوئی نہیں - یہ جہان خود بخود بنتا ہے -

دنیا خود بخود پیدا نہیں ہو سکتی | **آستنک** - یہ جینیوں کی کس قدر بڑی غلطی ہے - بھلا بغیر فاعل کے کوئی فعل اور بغیر فعل کے کوئی چیز دنیا میں بنتی دکھائی دیتی ہے - یہ تو ایسی بات ہے - کہ جیسے گیہوں کے کھیت میں خود بخود آٹا اور روٹی بن کر جینیوں کے پیٹ میں آ پڑے - کپاس - سوت - کپڑا - انگرکھا - دوپٹہ - دھوتی - پگڑی وغیرہ خود بخود بنکر کبھی نہیں آتے - جب دنیا میں یہ قاعدہ (دیکھا جاتا) ہے - تو ایشور خالق کے بغیر یہ عجیب و غریب دنیا اور مختلف قسم کی اشیا کیسے بن سکتی ہیں؟ اگر ہٹ دھرمی سے یہ مانتے ہو - کہ یہ جہان خود بخود بنتا ہے - تو تم کپڑوں وغیرہ کو بغیر کسی فاعل کے بنتے ہوئے دکھلاؤ - اگر ایسا نہیں کر سکتے - تو تمہاری بعید از قیاس بات کو کونسا عقلمند مان سکتا ہے؟

ناستک - ایشور ورکت[1] ہے یا موہت[2] اگر ورکت ہے تو جہان کے دھندے میں کیوں غلطاں ہوا - اگر موہت ہے - تو جہان پیدا کرنے کے قابل نہ ٹھہرا:

ایشور میں ویراگ اور موہ نہیں | **آستنک** - پرمیشور میں ویراگ یا موہ کبھی عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ جو سب جگہ موجود ہے - وہ کیسے چھوڑے اور کیسے اختیار کرے (اسلئے ایشور میں ویراگ نہیں) ایشور سے افضل یا اس کو غیر حاصل کوئی شے نہیں - اسلئے اس کا کسی میں بھی موہ نہیں - ویراگ اور موہ کا ہونا جیو پر عائد ہو سکتا ہے - ایشور پر نہیں:

ناستک - اگر ایشور کو جہان کا خالق اور جیووں کے کرموں کا پھل دینے والا مانوگے -

---

[1] جو کسی سے اُنس نہ رکھے مترجم [2] اُنس رکھنے والا - مترجم -

تو ایشور کو دنیا کے دھندوں میں پھنسا ہوا اور دُکھی دیکھو ثابت کروگے۔

ایشور نرلیپ ہے

آستک۔ بھلا جب کئی طرح کے کام کرنے والا اور جانداروں کو کرموں کا پھل دینے والا۔ دھارمک۔ انصاف پرست عالم کرموں میں غلطاں نہیں ہوتا تو پرمیشور لا انتہا طاقت والا ہو کر کیونکر دنیا کے دھندوں میں پھنسیگا۔ اور دُکھی ہوگا۔ ہاں تم اپنی جہالت کی وجہ سے پرمیشور کو بھی اپنے اور اپنے تیرتھنکروں کی مانند تصور کرتے ہو۔ تو وید وغیرہ ست شاستروں کی پناہ لو۔ کیوں غلطی میں پڑے ہوئے ٹھوکریں کھاتے ہو؟

اب جینیوں کے سوتروں سے بیان کرتے ہیں کہ وہ دُنیا کو کیا سمجھتے ہیں اور مختصر اور اصلی سوتروں کے معنوں کے بعد سچ جھوٹ کی تمیز کر کے دکھلاتے ہیں

मूल- सामिअणाइ अणन्ते च नुगइ संसार घोरकान्तरे ।
मोहाइ कम्मगुरु ठिइ विवाग वसनुभमइजीव रो ॥ प्रकरण-रत्नाकर भाग दूसरा २। षष्ठीशतक ६०। सूत्र २॥

اس کا لب لباب یہ ہے کہ یہ جہان ازلی وابدی ہے نہ کبھی اسکی پیدائش ہوئی۔ اور نہ کبھی فنا ہوگا۔ یعنی اس کا خالق کوئی نہیں۔ یہی بات آستک ناستک کے مباحثہ میں یوں بیان کی جا چکی ہے "۔ او احمق۔ جہان کا خالق کوئی نہیں۔ یہ جہان نہ خود بخود بنتا ہے۔ نہ کبھی خود بخود فنا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ جو ترکیب سے بنتی ہے۔ وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہوسکتی۔ اور بغیر پیدائش او فنا کے کرم (فعل) نہیں رہتا۔ دنیا میں جس قدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ وہ سب مرکب ہیں اور فنا ہوتی دیکھی جاتی ہیں۔ پھر جہان پیدا ہونے والا اور فانی کیوں نہیں؟ پس ظاہر ہے کہ تمہارے تیرتھنکر پورے عالم نہ تھے۔ ورنہ ایسی ناممکن باتیں کبھی نہ لکھتے۔ جیسے تمہارے گورو ہیں۔ ویسے ہی تم چیلے ہو۔ تمہاری باتیں سننے والے کو موجودات کا علم بھی نہیں ہوسکتا۔ بھلا جو ظاہرہ مرکب شے دکھائی دیتی ہے۔ اُس کی پیدائش

اور فنا کیوں نہیں مانتے؟ سچ تو یہ ہے کہ تمہارے اچاریوں کو اور تمہیں جغرافیہ اور ہیئت کے علم سے بالکل واقفیت نہ تھی۔ اور نہ ہی اب ہے۔ ورنہ وہ اور تم مندرجہ ذیل ناممکن باتیں کیونکر مان اور کہہ سکتے؟

جینیوں کی فلاسفی متعلقہ زمین اور وقت — دیکھو تم کہتے ہو اس کائنات میں پرتھوی کائے ہے یعنی زمین بھی کسی جیو کا جسم ہے۔ اور جل کائے وغیرہ جیو بھی مانتے ہو۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں مان سکتا۔

جن تیرتھنکروں کو جینی عالم کل اور پرمیشور مانتے ہیں۔ ان کے گپوڑوں کا نمونہ اور دیکھئے کتاب رتن سار بھاگ کو جینی مانتے ہیں۔ یہ ۲۸ اپریل ۱۸۷۹ء کو بنارس کے مطبع جین پربھاکر میں نانک چند جینی نے چھپوا کر شائع کی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴۵ پر اس طرح کال (زمانہ) کی تقسیم ہے یعنی سمے (وقت) کا نام سوکشم کال ہے۔ اور بیشمار زبانوں کو ”آبلی“ کہتے ہیں۔ ۱۶۷۷۷۲۱۶ آبلیوں کا مہورت ہوتا ہے۔ ایسے تیس مہورتوں کا ایک دن ایسے ۱۵ دنوں کا ایک پکش۔ ایسے دو پکشوں کا ایک ماہ۔ ایسے بارہ ماہ کا ایک برس ایسے ستر لاکھ کروڑ چھپن ہزار کروڑ برسوں کا ایک پورب ہوتا ہے۔ ایسے اسنکھیات (بیشمار) پوربوں کا ایک ”پلیوپم“ زمانہ ہے۔ اسنکھیات کی تشریح یوں کی ہے۔ فرض کرو ایک چار کوس لمبا چار کوس چوڑا اور چار کوس گہرا کنواں کھودا گیا ہے۔ اسکو جنگلی آدمی کے جسم کے بالوں کے ٹکڑوں سے اس طریق سے بھرا گیا ہے۔ یعنی اس کے بال کے ایک انگل بھر حصہ کے سات دفعہ آٹھ آٹھ ٹکڑے کرنے سے ۲۰۹۷۱۵۲ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ ایسے ٹکڑوں سے مندرجہ بالا قسم کا کنواں پر کیا گیا ہے۔ اس میں سے ہر سو برس کے بعد ایک ایک ٹکڑا نکالا گیا ہے۔ جتنے وقت میں سب ٹکڑے نکل جائیں اور کنواں خالی ہو جائے۔ تو جانو کہ اسنکھیات زمانہ گذر گیا۔ اور جب اُن میں سے ایک ایک ٹکڑے سے اسنکھیات ٹکڑے کرکے اُن ٹکڑوں سے اسی کنوئیں کو ایسا ٹھوس کر بھرا جائے۔ کہ اس کے اوپر سے اگر چکرورتی راجہ کی فوج بھی گذر جائے تو بھی نہ دبے

سلہ جنگلی آدمی کا بال موجودہ انسان کے بال کی نسبت ۴۰۹۶ گنا باریک ہوتا ہے۔ یعنی موجودہ آدمی کے بال کی موٹائی جنگلی آدمی کے بال کی موٹائی سے ۴۰۹۶ گنا ہوتی ہے۔

تب اُس میں سے ہر سو سال کے بعد ایک ٹکڑا نکالا جائے ۔جب وہ کنواں خالی ہو جائے تو سمجھنا کہ اسنکھیات پورب گذرے ۔اسی زمانہ کا نام پلیوپم کال ہے ۔جب دس کروڑ ضرب کروڑ پلیوپم کال گذریں ۔تب ایک ساگروپم کال ہوتا ہے ۔دس کروڑ ضرب کروڑ ساگروپم کال گذرنے کے بعد ایک اتسرپنی کال ہوتا ہے ۔اور ایک اتسرپنی کال گذر جائے ۔تب ایک کال چکر ہوتا ہے ۔جب اننت (لاانتہا) کال چکر گذر جائے ۔تب ایک پدگل پراورت ہوتا ہے ۔اننت کال کی تشریح یہ ہے ۔سدھانت پستکوں نے نو مثالوں سے زمانہ کا شمار کیا ہے ۔اسکے بعد اننت کال کہلاتا ہے ۔ایسے اننت پدگل پراورت کال جیو کو گردش کرتے ہوئے گذرے ہیں وغیرہ وغیرہ +

محقق ۔حساب دان بھائیو! بتاؤ ۔جینیوں کے کتب کے مطابق زمانہ کا شمار کر سکتے ہو یا نہیں ؟ اور تم اسے بھی سچ ماننے ہو یا نہیں ؟ دیکھو ان تیرتھنکروں نے اس قسم کے علم حساب میں مہارت پیدا کی تھی ۔ایسے ایسے ان کے مذاہب کے ہادی اور رہبر ہیں ۔کہ جن کی جہالت کا کوئی اندازہ نہیں +

مٹی وغیرہ حس اور حس والے جانوروں کے قد اور عمر میں

ان کی کتب میں جو اندھیر مچا ہوا ہے اُس کا حال اور سنئے ۔رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۳۳ سے بولتا بول یعنی وہ حصہ شروع ہوا ہے ۔جس میں جینیوں کے مستند کتب میں ان حصوں کا خلاصہ درج ہے ۔جن میں انکے تیرتھنکروں یعنی رشبھ دیو سے لیکر مہاویر تک چوبیس اوتاروں کے اقوال مندرج ہیں ۔

اس رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۴۸ پر لکھا ہے ۔کہ پرتھوی کائے کے جیو مٹی پتھر وغیرہ اقسام پر منقسم ہیں ۔ان میں رہنے والے جانداروں کے جسم کا اندازہ ایک انگل کا اسنکھیاتواں حصہ سمجھنا چاہیئے ۔یعنی وہ نہایت لطیف ہوتے ہیں ۔ان کی عمر زیادہ سے زیادہ بائیس ہزار برس ہے +

رتن سار بھاگ صفحہ ۱۳۹ اننت کائے (ساگ پات) کے ایک جسم میں لاانتہا جیو ہوتے ہیں ۔ان کو سادھارن ونسپتی کے جیو کہنا چاہیئے ۔ان کی عمر اننت مہورت ہوتی ہے ۔(مہورت سے مراد متذکرہ بالا مہورت ہے) اور ہر ایک جسم میں صرف ایک اندری

یعنی سپرش اندازی ہے۔ اور اس میں ایک جیو رہتا ہے۔ سکو بڑنگک بناسپتی کہتے ہیں۔ اس کا جسم ایک ہزار یوجن^ا^ لمبا ہوتا ہے) جسم کی لمبائی ایسے چار ہزار کوس ہوتی ہے۔ اس کی عمر زیادہ سے زیادہ دس ہزار برس ہوتی ہے ✻

اب دو اندریاں والے جیووں کا حال سنئے۔ ایک اُن کا جسم اور ایک منہ ہو سنکھ۔ کوڑی اور جوں وغیرہ ہوتی ہیں۔ ان کے کثیف جسم کی لمبائی زیادہ سے زیادہ اڑتالیس کوس ہوتی ہے۔ اور ان کی عمر زیادہ سے زیادہ بارہ برس ہوتی ہے۔ یہاں مصنف نے سخت غلطی کھائی۔ کیونکہ اتنے بڑے جسم کی عمر زیادہ لکھنی چاہیئے تھی۔ اور اڑتالیس کوس کی موٹی جوں جینیوں کے جسم میں پڑتی ہوگی۔ اور انہوں نے ہی دیکھی ہوگی۔ اوروں کی کہاں ایسی خوش نصیبی کہ اتنی بڑی جوں دیکھے۔

اور دیکھئے (رتن سار بھاگ صفحہ ۱۵۰) ان کی اندھا دھند باتیں۔ ان کا بچھو بگائی کساری اور مکھی۔ ایک ایک یوجن لمبا جسم رکھنے والے ہیں۔ ان کی عمر زیادہ سے زیادہ چھ ماہ ہے۔ دیکھو بھائی چار چار کوس بچھو اور کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ آٹھ میل لمبے جسم والا بچھو اور مکھی بھی جینیوں کے مذہب میں ہوتی ہے۔

اور ایسے بچھو اور ان ہی کے گھر رہتے ہونگے۔ اور انہوں ہی نے دیکھے ہونگے۔ دنیا بھر میں دوسری نے تو نہیں دیکھے۔ کبھی ایسا بچھو اگر کسی جینی کو کاٹ کھائے۔ تو اس کا کیا حال ہو؟ آبی جانور مثلاً مچھلی وغیرہ کا پیمانہ ایک ہزار یوجن ہے۔ یعنی دس ہزار کوس کے یوجن والے حساب کے رو سے اس کا جسم ایک کروڑ کوس لمبا ہوتا ہے۔ اور ایک کروڑ پورب برسوں کی اُن کی عمر ہوتی ہے۔ ایسا عظیم جانور جینیوں کے سوائے اور کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اور چوپائے۔ ہاتھی وغیرہ کا جسم دو کوس سے نو کوس تک اور انکی عمر ۸۴ ہزار برسوں کی ہوتی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ ایسے بڑے بڑے جسیم جانور بھی جینیوں نے ہی دیکھے ہونگے۔ اور وہی انہیں مان سکتے ہیں۔ اور کوئی عاقل نہیں مان سکتا۔

ا۔ پرانیوں کا یوجن چار کوس کا لیکن جینیوں کا یوجن دس ہزار کوس کا ہوتا ہے۔

رتن سار بھاگ صفحہ ۱۵۱ - دودھ پینے والے آبی جانوروں کا جسم ایک ہزار یوجن کا یعنی ایک کروڑ کوس کا ہے - اور عمر ایک کروڑ پورب برسوں کی ہوتی ہے۔ اتنے بڑے جسم اور عمر والے جانوروں کو بھی انہی کے اچاریوں نے خواب میں دیکھا ہوگا - کیا یہ اوّل درجہ کی جھوٹی اور ناممکن باتیں نہیں ؟

جین مت کا بیان اب زمین کی پیمائش کا حال سنئے - رتن سار بھاگ صفحہ ۱۵۲ - اس ترچھے جہان میں اسنکھسات جزیرے اور اسنکھیات کا اندازہ یہ ہے - ایک اڑھائی ساگر دپم کال میں جسقدر زمانہ گذرے - اتنے جزیرے اور سمندر ہیں. اوّل جمبودیپ جزیرہ سب جزیروں کے درمیان میں ہے - اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی ایک ارب کوس ہے اور اسکے چاروں طرف نمک کا سمندر ہے - اس کا پیمانہ دو لاکھ یوجن ہے - یعنی دو ارب کوس - اس "جمبودیپ" کے چاروں طرف "دھات کے کھنڈ" نامی جزیرہ ہے - اسکا پیمانہ چار لاکھ یوجن یعنی ۴ ارب کوس ہے - اسکے پیچھے کالودھی سمندر کا پیمانہ آٹھ لاکھ یوجن یعنی آٹھ ارب کوس ہے - اسکے پیچھے "پشکراورت" جزیرہ ہے - اس کا اندازہ سولہ لاکھ کوس ہے - اس جزیرہ کے اندر کوٹھریاں ہیں - اس کے آدھے حصے میں آدمی بستے ہیں - اور اس کے پرے اسنکھیات جزیرے اور سمندر ہیں - ان میں تریک یونی کے جیو رہتے ہیں:

رتن سار بھاگ صفحہ ۱۵۳ - جمبودیپ میں ایک ہمونت - ایک ایرینہ ونت - ایک ہری ورش - ایک رمیک - ایک دیوکورو - ایک اُترکورو - چھ کشیتر (مقامات صوبجات) ہیں -

محقق - جغرافیہ دان بھائیو! بتاؤ زمین کی سطح کا اندازہ لگانے میں تم نے غلطی کھائی یا جینیوں نے ؟ اگر جینیوں نے تو تم انکو سمجھاؤ - اور اگر تم نے - تو تم ان سے سمجھ لو - تھوڑا سا غور کرنے سے یقین آجاتا ہے - جینیوں کے آچاریہ اور چیلوں نے علم جغرافیہ علم ہیئت

---

۵۱ سنسکرت میں جمبودیپ براعظم ایشیا کا نام ہے -

۵۲ پشکردیپ سنسکرت میں شمالی امریکہ کا نام ہے -

اور علم حساب نہیں پڑھا۔ اگر پڑھا ہوتا تو ناممکن گپوڑے کیوں ہانکتے؟ بھلا اگر ایسے جاہل لوگ دنیا کو ناپیدا شدہ مانیں اور ایشور کی ہستی پر یقین نہ کریں۔ تو کون سے تعجب کی بات ہے۔

جینی اپنی مذہبی کتب کسی کو نہیں دکھلاتے اور کیوں؟

اسی لیے (تو) جینی اپنی مذہبی کتب دیگر مذاہب کے علما کو نہیں دکھلاتے۔ کہ ان کا پول نہ کھل جائے۔ کیونکہ جن کتب کو مستند تھنکروں کی تصانیف اور کتب مقدسہ کو مانتے ہیں۔ اُن میں اسی قسم کی جہالت کی باتیں بھری پڑی ہیں۔ تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی ان گپوڑوں کو صحیح نہیں مانیگا۔ یہ سارا بکھیڑا جینیوں نے دنیا کو ازلی ماننے کیلئے کیا ہے۔ لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ہاں جہاں کی علت مادی ازلی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ناپیدا شدہ ہے۔ لیکن اس میں باقاعدہ بننے یا بگڑنے کی طاقت ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب ہر ایک ذرہ علیحدہ علیحدہ وجود رکھتا ہے۔ اور ذاتی طور پر الگ الگ صورت والا اور بے جان ہے۔ پھر وہ تمام ذرے خود بخود مرکب ہو کر کوئی شکل کیونکر اختیار کر سکتے ہیں؟ پس ان کا بنانیوالا چیتن ضرور ہے۔ اور وہ علم کل ہے۔ دیکھو۔ زمین سورج وغیرہ سب کُروں کو اپنے قانون میں رکھنا لاانتہا ازلی چیتن، پرماتما کا کام ہے وہ کثیف جہان جس میں خصوصاً ترکیب پائی جاتی ہے۔ ازلی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر معلول جہاں کو غیر فانی مانوگے۔ تو اسکی علت کوئی نہ رہی۔ بلکہ وہی معلول ہی علت تصور کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا مانوگے۔ تو اپنی علت اور معلول آپ ہی ہونے سے اینونیا شرے اور آتما شرے (اپنے سہارے آپ ہونا) نقص اسی طرح واقع ہونگے۔ جس طرح اپنے کندھے پر آپ چڑھنا اور اپنا بیٹا آپ بن جانا ممکن نہیں۔ پس جہان کا خالق ضروری ماننا پڑیگا۔

خالق کا خالق کوئی نہیں

سوال اگر ایشور کو جہان کا خالق مانتے ہو تو ایشور کا خالق کون ہے۔ **جواب** خالق کا خالق اور علت کی علت کوئی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ پہلے خالق اور علت ہو تبھی خلقت اور معلول ہوتا ہے۔ جس میں ترکیب اور علیحدگی نہ ہو

جو انیداای ترکیب اور علیحدگی کا باعث ہو۔ اس کا خالق یا علت کسی طرح ہو نہیں سکتی۔
اس کا خاص بیان آٹھویں باب میں دربارہ پیدائش عالم کرائے۔ وہاں ہی سے دیکھ
لینا ہے کیونکہ جینیوں کو موٹی باتوں سے بھی بخوبی واقفیت نہیں۔ تو انہیں باریک مسائل مثلاً
پیدائش وغیرہ کا کیسے علم ہو سکتا ہے؟ اس لئے جینی پرکرن رتناکر کے اول حصہ
کے مطابق جہان کو ازلی۔ ابدی مانتے ہیں۔ اور دنیوی اشیاء کو بھی ازلی ابدی
مانتے ہیں۔ اور ہر ایک صفت اور ہر ایک مقام میں پریایوں اور ہر ایک چیز بھی بیشمار
پریایوں تغیرات کو ملتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جن اشیاء کا انجام یعنی
حد ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنے والی سب چیزیں انجام والی ہی ہوتی
ہیں۔ اگر بجائے اننت (لاانتہا) لفظ کے اسنکھیہ (بے شمار) کا استعمال
کرتے تو بھی ٹھیک نہ تھا۔ ہاں جیو کے نزدیک یہ بات درست ہو سکتی ہے
پرمیشور کے نزدیک نہیں۔ کیونکہ ایک ایک درویہ (جوہر) میں اپنے اپنے ایک ایک
کاریہ کارن سامرتھیہ (علت یا معلول کی طاقت) کو غیر منقسم پریاؤں سے لاانتہا
طاقت ماننا صرف جہالت کی بات ہے۔ جب ایک پرانو (ذرہ) درویہ (جوہر) کی حد ہے
تو اس میں لاانتہا حصول کی شکل والے پریائے کیسے رہ سکتے ہیں؟ آپ ہی ایک ایک
درویہ (جوہر) میں لاانتہا صفات اور ایک صفت کے مقام میں غیر منقسم (لاانتہا)
پریاؤں کو ماننا صرف بچوں کی سی بات ہے۔ کیونکہ جس کے مسکن کی انتہا ہے
تو اس کے ساکن کی انتہا کیوں نہیں؟ (اور بھی) ایسی ہی لمبی چوڑی جھوٹی باتیں لکھی
ہیں۔ جن کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اب جیو اور اجیو کے بارہ میں جینیوں کا عقیدہ لکھتے ہیں

चेतनालक्षणो जीवः स्या दजीवस्तदन्यकः ।
सत्कर्मपुद्गलाः पुण्यं पापं तस्य विपर्ययः ।

یہ جن دت سوری کا قول ہے۔ اور یہی پرکرن رتناکر حصہ اول کے نئے چکر سار میں
بھی لکھا ہے۔ کہ چیتنا کی صفت سے موصوف جیو (روح) ہے اور اس صفت سے خالی اجیو

یعنی جڑ ہے۔ ست کرم روپ (نیکی کی صورت) پدگل پن (ثواب) اور پاپ کرم روپ (بدی کی شکل والا) پدگل پاپ (گناہ) کہلاتے ہیں۔

محقق۔ جیو اور جڑ کی تعریف تو ٹھیک ہے۔ لیکن جو جڑ کی شکل والے پدگل ہیں۔ وہ پاپ اور پن والے کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پاپ پن کرنے کا خاصہ چیتن میں ہی ہوا کرتا ہے۔ دیکھو۔ جس قدر بے جان اشیاء ہیں۔ وہ سب پاپ پن سے مبرا ہیں۔ جیوؤں کو ازلی ماننا تو درست ہے۔ لیکن الپ (محدود) اور الپگیہ جیو کو مکتی کی حالت میں ہمہ دان ماننا غلط ہے۔ کیونکہ جو الپ اور الپگیہ ہے۔ اس کی طاقت بھی ہمیشہ محدود رہے گی۔

جینی دنیا جو۔ جیو کے اعمال اور بندھ کو ازلی مانتے ہیں۔ جہاں بھی جینیوں کے تیرتھنکروں نے غلطی کھائی۔ کیونکہ مرکب جہان کی معلول اور علت بطور (تسلسل) سے ازلی ہے اور جیو کے اعمال اور بندھ ازلی نہیں ہو سکتے۔ اگر انہیں ازلی مانتے ہو تو کرم اور بندھ سے نجات کا ہونا کیوں مان سکتے ہو۔ کیونکہ جو ازلی ہے۔ اس کی فنا نہیں اگر ازلی کا نیست و نابود ہونا مانو گے۔ تو تمہارے سب ازلی وجودوں پر نیست و نابود ہونا لازم آئیگا۔ اور اسی طرح سب اعمال کا نیست و نابود ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور اگر ازلی کو دائمی مانو گے۔ تو کرم اور بندھ بھی غیر فانی ہو جائینگے۔ تم سب اعمال کے نیست و نابود ہونے سے مکتی کا ہونا مانتے ہو۔ اس لئے سب کاموں کا نیست ہو جانا مکتی کا باعث ہوا۔ تو گویا مکتی عارضی ہوئی۔ اور ہمیشہ نہ رہیگی۔ اور فعل اور فاعل کا تعلق دائمی ہونے کی وجہ سے اعمال کا بھی کبھی خاتمہ نہ ہوگا۔ پھر تمہارا اپنی مکتی اور تیرتھنکروں کی مکتی کا دائمی ماننا بعید از قیاس ہے۔

سوال۔ جیسے دھان کا چھلکا اتارنے سے یا اسے آگ پر پکانے سے اس کا بیج پھر نہیں اگتا۔ اس طرح نجات یافتہ جیو پھر پیدا ہونے اور مرنے کی تکلیف والے جہان میں نہیں آتا۔ جواب۔ جیو اور کرم کا رشتہ چھلکے اور بیج کا نہیں۔ بلکہ انکا سمواے سنبندھ (دائمی رشتہ) ہے۔ ازل سے جیو میں کرم اور کرم کرنے کی

قابلیت کا نہ ہونا مانو گے۔ تو سب جیو پتھر کے مانند ہو جائیں گے۔ اور (ان میں) مکتی (کا سکھ) محسوس کرنے کی بھی قابلیت نہ رہے گی۔ جیسے تمہارے اعتقاد میں ازلی کرم کے بندھن سے رہائی پاکر جیو مکت ہوتا ہے۔ ویسے دائمی مکتی سے بھی رہائی پاکر پھر بندھن میں پڑیگا۔ کیونکہ جس طرح کرموں سے دھیکا نیست و نابود ہونا نجات کا ذریعہ ہے) رہائی پاکر جیو مکت ہوتا ہے۔ ویسے ہی دائمی مکتی سے بھی رہا ہو کر بندھن میں پڑیگا۔ کسی خاص ذریعہ سے حاصل شدہ شئے دائمی نہیں ہوا کرتی اور اگر بغیر کسی ذریعہ کے مکتی کا ہونا مانو گے۔ تو کرموں کے بغیر ہی بندھن ہو سکیگا جس طرح کپڑے میلے ہوتے ہیں۔ اور ان کے دھونے سے انکی میل دور ہو جاتی ہے۔ اور پھر دوبارہ لگ جاتی ہے۔ ویسے دروغگوئی وغیرہ بواعث سے رغبت و نفرت وغیرہ کے بس میں آکر جیو کو کرم روپ پھل لگتا ہے۔ اور (وہ) علم حقیقی اور ریاضت سے پاک ہوتا ہے۔ اگر تم میل کا لگنا خاص بواعث سے مانتے ہو تو مکت جیو کا سنساری اور سنساری جیو کا مکت ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جیسے خاص بواعث سے میل دور ہو سکتی ہے۔ ویسے اور بواعث سے میل پھر بھی لگ سکتی ہے۔ اسلئے جیو کا بندھ اور مکتی پرواہ (تسلسل) سے ازلی مانو۔ نہ کہ قطعی طور پر۔ **سوال**۔ جیو پاک کبھی نہیں تھا۔ ہمیشہ سے ناپاک ہے۔

جواب۔ اگر کبھی پاک نہیں تھا۔ تو پاک ہو بھی نہیں سکیگا۔ جیسے صاف کپڑے پر سے خارجی میل دھل کر دور ہو جاتی ہے۔ (پر) اس کا ذاتی سفید رنگ دور نہیں ہوتا اور میل دوبارہ بھی لگ جایا کرتی ہے۔ اسی طرح مکتی کی حالت بھی سمجھئے۔ **سوال** جیو اپنے پہلے اعمال سے ہی قالب میں آتا ہے۔ ایشور کا ماننا فضول ہے۔ **جواب** اگر صرف اعمال ہی جسم اختیار کرنے کا ذریعہ ہوں۔ اور ایشور کو کچھ دخل نہ ہو۔ تو جیو ادنےٰ قالب (کہ جس میں عذاب ہو) کبھی قبول نہ کرے گا۔ بلکہ ہمیشہ اعلیٰ قالبوں میں جایا کرے گا۔ اگر کہو کہ (جیو کی حصول خواہش میں) کرم رکاوٹ ہیں۔ تو بھی جیسے چور خود بخود قید خانہ میں نہیں چلا جاتا۔ اور خود پھانسی نہیں لے مرتا۔

بکھرا جاہی دو نو سزائیں دیتا ہے۔ اُسی طرح جیو کا جسم قبول کرنا اور اُسکے اعمال کے مطابق سزا و جزا دینا پرمیشور کا کام ہے۔ سوال۔ نشہ کی طرح اعمال خود بخود ثمر دیتے ہیں۔ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جواب۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو جیسے نشہ پینے والوں کو کم نشہ چڑھتا ہے۔ اور جسے عادت نہ ہو۔ دیگر وہ بے) تو اُسے بہت نشہ چڑھتا ہے۔ ویسے ہمیشہ بہت نیکی و بدی کرنے والوں کو اس کا ثمرہ کم ملنا چاہیئے۔ اگر کا ہے گاہے تھوڑی سی نیکی بدی کرنے والوں کو بہت۔ سوال۔ جس کا جیسا خاصہ ہوتا ہے۔ اُسے ویسا ہی پھل ملا کرتا ہے۔ جواب۔ اگر یہ خاصے پر مبنی ہے۔ تو اس کا دور ہونا یا ملنا بے معنی ہے۔ جیسے صاف کپڑے میں خاص باعث سے میل لگتی ہے۔ اور خاص تدابیر سے دور بھی ہو جاتی ہے۔ ویسا ہی پاپ پن کا حال ہے۔ اور یہی درست ہے۔ سوال۔ سنبوگ (ملاوٹ) کے بغیر کرم کوئی نتیجہ ظاہر نہیں کرتا۔ جیسے دودھ اور کھٹائی کے ملنے کے بغیر دہی نہیں بنتا۔ اسی طرح جیو اور کرم کے ملنے سے ہی کرم کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ جواب۔ جیسا دہی اور کھٹائی کو ملانے والا تیسرا شخص ہوتا ہے۔ ویسے ہی جیوؤں کو کرموں کے پھل کے ساتھ ملانے والا تیسرا ایشور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بے جان اشیاء خود بخود کسی قاعدے سے مرکب نہیں ہو سکتی۔ اور جیو بھی الپگیہ ہونے کی وجہ سے خود اپنے کرموں کا پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ بغیر ایشور کے قانونِ قدرت کے کرموں کا پھل ملنا ممکن نہیں۔ سوال۔ جو جیو کرم سے مکت ہوتا ہے۔ وہی ایشور کہلاتا ہے۔ جواب۔ جب ازل سے جیو کے ساتھ کرم لگے ہوئے ہیں۔ تو اُن سے جیو مکت کبھی نہیں ہو سکینگے۔ سوال۔ کرم کا بندھ سادی (ابتدا والا) ہے۔ جواب۔ اگر سادی ہے تو کرم کا یوگ انادی نہیں۔ اور سنبوگ سے پیشتر جیو نشکرم (خالی از فعل) ہوگا۔ جب نشکرم کو کرم چمٹ گیا۔ تو مکتوں کو بھی چمٹ جائیگا۔ علاوہ ازیں فعل اور فاعل کا رشتہ دائمی ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔ اس لیئے جیسا ہم نے نویں باب میں مکتی کا بیان کیا ہے۔ وہی

درست ہے۔ جیو خواہ کسی قدر ہی اپنا علم اور طاقت کیوں نہ بڑھائے۔ تو بھی اُس
میں محدود علم اور محدود ہی طاقت رہے گی۔ وہ ایشور کے مانند کبھی نہیں ہو سکتا۔
ہاں جسقدر طاقت بڑھانا واجب ہے۔ اسقدر یوگ کے ذریعہ بڑھا سکتا ہے۔ اور
جینیوں میں جو آرہت (فرقے کے) لوگ جسم کے اندازہ سے جیو کا بھی اندازہ لگاتے
ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ ایسی صورت میں ہاتھی کا جیو چیونٹی کے قالب
میں اور چیونٹی کا جیو ہاتھی کے قالب میں کیسے آ سکیگا؟ یہ بھی ایک بیوقوفی کی
بات ہے۔ کیونکہ جیو ایک لطیف جوہر ہے۔ جو ذرہ کے اندر سما سکتا ہے۔ لیکن
اس کے قوا جسم میں پران بجلی اور ناڑیوں وغیرہ کے ساتھ ملی رہتی ہے۔ اُن کے ذریعہ
سارے جسم کی حالت کو جانتا ہے۔ اچھی صحبت سے اچھا اور بُری صحبت سے بُرا ہو جاتا ہے

اب جینیوں کے دھرم کا بیان کرتے ہیں۔

रे जीव भवदुहाइं इक्कं चिय हरइ जिणमयं धम्मं । इयराणं परमं तो सुहकप्पे मूढमुसि श्रोसि ॥ प्रकरणरत्नाकर भाग २ । षष्ठीशतक ६० । सूत्राङ्क ३ ॥

مختصر معنی۔ اے جیو! صرف جین مت ہی (یعنی تیرتھنکر وِیت راگ کا بیان کردہ دھرم)
جہاں کے عذابوں یعنی پیدا ہونا۔ بوڑھا ہونا۔ مرجانا وغیرہ سے رہائی بخشنے والا ہے
اسی طرح اچھا دیوتا اور اچھا گورو بھی جین مت کے پیرو کو ہی تصور کرنا چاہیئے۔
اور وِیت راگ رِشبھ دیو سے لیکر مہاویر تک (جو ۲۴ اوتار ہوئے ہیں) اُن کے
علاوہ دیگر دیوتا مثلاً ہری ہر برہما وغیرہ بُرے دیوتا ہیں۔ اپنی بہبودی کی خاطر جو
جیو اُن کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ سب دھوکا کھا رہے ہیں۔

اس کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جین مت کے اچھے دیوتا۔ اچھے گورو اور اچھے
دھرم کو چھوڑ کر دیگر بُرے دیوتا۔ بُرے گورو اور بُرے دھرم کی پیروی کرنے سے
کچھ بھی فائدہ نہیں محقق۔ اب علما غور کریں۔ کہ ان کی مذہبی کتابوں میں کسقدر
مذمت بھری ہوئی ہے۔

अरिहं देवो सुगुरु सुद्धं धम्मं च पंच नवकारो। धन्नाणं
कयच्छाणं निरन्तरं वसइ हिययम्मि ॥

प्रक० भा० २। षष्ठी० ६०। सू०

...بل تعظیم۔ بے نظیر آرہن دیوندر۔ دیوتاؤں کا دیوتا منوّر۔ باعلم و عمل شاستروں کا
...ش کرنے والا۔ پاک میل و پلیدگی سے مبرّا ہے۔ اس شری جن کا بیان کہ وہ
...م سمیکتو۔ انکساری (اور) رحم پر مبنی ہے سو ہی دھرم گراہول کا ادّھار کرنیوالا
...اور دیگر ہری ہر وغیرہ کا دھرم جہاں سے اُدّھار کرنے والا نہیں۔ اور پانچ ارھنت
...و پرمیشٹی (معبود) اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو نمسکار اور چار چیزیں یعنی
...یکتو۔ گیان۔ درشن اور چارتر مبارک ہیں
...صہ یہ ہے۔ کہ دیا (رحم) کھشما (معافی) سمیکتو۔ گیان۔ درشن اور چارتر جینیوں
...دھرم کی بنا ہیں۔

...ق۔ جو رحم (جانوروں پر کیا جاتا ہے) اور انسان پر نہیں۔ وہ نہ ہی تو دیا ہے
...کشما۔ بجائے گیان (علم) کے اگیان۔ بجائے درشن کے اندھیرا اور بجائے
...تر کے بھوکے مرنا کون سی اچھی بات ہے۔

جین مت کی تعریف

न कुणासि तव चरणं पढासि न गुणासि देसि नो दाण
ता इत्तियं न सकिसिजं देवो इक्क अरिहन्तो ॥

प्रकरण० भा० २। षष्ठी० सू०

...انسان۔ اگر تو تپ چارتر نہیں کرسکتا۔ سوتر نہیں پڑھ سکتا۔ پرکرن وغیرہ
...یار نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی مستحقوں کو خیرات دے سکتا ہے۔ پر تو ایک دیوتا

...وشنو اور شو یعنی پرانک دھرم۔
...جینیوں کے تیرتھنکروں کا نام۔
...ان چاروں اصطلاحوں کی تشریح آگے آئے گی (مترجم)

(معبود) ارہنت پنچ گورو ہیں اور اچھے دھرم جین مت ہیں شردھا رکھتا ہے۔ تو
یہی سب سے اچھا اور یہی تیری بہتری کا باعث ہے۔

محقق - اگرچہ دیا اور کشما اچھی صفات ہیں۔ پر طرفداری کرنے سے رحم ظلم اور معافی
سزا دینا ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ کسی بھی جاندار کو ایذا نہ پہنچانے کا اصول
ناممکن التعمیل ہے۔ کیونکہ بدکرداروں کو سزا دینا بھی رحم میں داخل ہے۔ اگر ایک بدآدمی
کو سزا نہ دی جاوے۔ تو ہزاروں آدمیوں کو تکلیف پہنچے۔ اس لئے بُرے آدمی پر
رحم ظلم ہے اور معافی سزا دہی ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ سب جانداروں کی
تکلیف کا رفع کرنا اور انہیں آرام پہنچانے کی تدبیر کرنا رحم کہلاتا ہے۔ پر صرف
پانی چھان کر پینا چھوٹے چھوٹے جانداروں کی حفاظت کرنا رحم نہیں جس قسم کے رحم کی
تعلیم جینی دیتے ہیں۔ وہ صرف کہنے کو ہے۔ کیونکہ جو کہتے ہیں۔ وہ اس پر عمل نہیں
کیا بلحاظ امتیاز مذہب و ملت کے ہر ایک آدمی کیواسطے کھانے پینے کا سامان مہیا
کرنا اور دیگر مذاہب کے علما کی بھی تعظیم اور خدمت کرنا رحم نہیں ہے۔ اگر جینیوں کا
رحم درحقیقت رحم ہوتا تو وہ دویک سار کے صفحہ ۱۲۲ پر مندرجہ ذیل باتیں کیوں
جینیوں کیلئے یہ باتیں ممنوع ہیں (۱) پرمتی سُنستی یعنی غیر مذاہب والوں کی تعریف
(۲) اُن کی عزت و تعظیم (۳) الاپن یعنی اُن سے گفتگو (۴) سنپلن یعنی اُن کے
ساتھ بکثرت گفتگو (۵) انہیں کھانے پینے کی اشیاء کا دینا۔ (۶) اُن کے
بتوں کے واسطے خوشبودار اشیاء اور پھولوں کا دینا۔

محقق - علما غور کریں۔ کہ جینی دیگر مذاہب والوں پر کس قدر ظلم - کینہ اور قہر روا رکھتے
ہیں۔ جب غیر مذاہب والوں پر اس قدر ظلم ہے۔ تو پھر کیا جینیوں پر بے رحمی کا
الزام لگانا ناواجب ہے؟ کیونکہ صرف اپنے گھر والوں ہی کی خدمت کرنا خاص رحم
نہیں ہے۔ جینیوں کے ہم مذہب گویا ان کے گھر والے ہیں۔ اس لئے اُن کی
اُن کا اُن کی خدمت کرنا اور دوسروں کی نہ کرنا عالموں کے نزدیک انہیں رحم
دِل نہیں ٹھہرا سکتا۔

دویک سار کے صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے۔ کہ متھرا کے راجہ کے دیوان نمچی کو جینیوں نے اپنا مخالف سمجھ کر مار ڈالا۔ اور پھر آلوچنا (کفارہ) کر کے شدھ (پاک) ہو گئے کیا یہ کام رحم اور عفو کی جڑ اکھاڑنے والا نہیں ہے۔ جینی غیر مذاہب والوں کے ساتھ تا حیات کینہ رکھتے ہیں۔ اس لئے بجائے رحمدل کہنے کے انہیں موذی کہنا چاہیئے۔

سمیکتو درشن وغیرہ کی تعریف آہرت پروچن سنگرہ پرماگمن سار میں یوں لکھی ہے سمیک شردھان۔ سمیک درشن۔ گیان اور چار رنجات کے یہ چار وسائل ہیں۔ ان کی جو تشریح جوگ دیو نے کی ہے وہ یہ ہے۔

جس صورت میں جیو وغیرہ دربہ (جوہر) قائم ہیں۔ اسی صورت میں جنکی تصنیف کے مطابق مخالف دنیوی الفت سے پاک شردھا (اعتقاد) رکھنا جین مذہب سے انس رکھنا سمیک شردھان اور سمیک درشن ہے۔

रुचिर्जिनोक्ततत्वेषु सम्यक् श्रद्धानमुच्यते ।

جن کے تتو (اصولوں) میں سمیک شردھا (پورا اعتقاد) کرنی چاہیئے۔ اور کہیں نہیں۔

यथावस्थिततत्वानां संक्षेपाद्विस्तरेण वा ।

यो बोधस्तमत्राहुः सम्यग्ज्ञानं मनीषिणः ॥

جیو وغیرہ جوہروں کی اصلیت کا جیسے کہ وہ ہیں۔ مختصر طور پر یا مفصل علم ہونا سمیک گیان کہلاتا ہے

सर्वथाऽनवद्ययोगानां त्यागश्चारित्रमुच्यते ।

कीर्तितं तदहिंसादिव्रतभेदेन पञ्चधा ॥

अहिंसासूनृतास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहाः ।

بکلی ہر طرح سے قابل مذمت مذاہب سے تعلق نہ رکھنا چارتر کہلاتا ہے۔ اور آہنسا وغیرہ پانچ قسم کا برت ہے۔ (۱) آہنسا (کسی جاندار کو نہ مارنا) (۲) سونرت (میٹھا بولنا) (۳) آستیہ (چوری نہ کرنا) (۴) برہم چریہ (عضو تناسل کو قابو میں رکھنا) (۵) اپری گرہ (سب اشیاء کو ترک کرنا)

محقق۔ ان میں سے بہت سی باتیں تو اچھی ہیں۔ یعنی آہنسا اور چوری وغیرہ

بُرے کاموں کا چھوڑنا پر یہ بھی دیگر مذاہب کی توہین وغیرہ سے بُری بن گئی ہیں جیسا پہلے کئی ایک سُوتروں میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ ہری ہر وغیرہ کا دھرم جہاں سے اُدّھار کرنے والا نہیں۔ کیا ان آدمیوں کو کہ جنکے تصانیف کے پڑھنے سے ہی ان کی کامل علمیت اور دھارمکتا پائی جاتی ہے۔ بُرا کہنا اور اپنے نیز تھنکروں کی کہ جنہوں نے متذکرہ بالا ناممکن باتیں تبلائی ہیں۔ تعریف کرنا تھوڑی توہین ہے؟ یہ صرف ہٹ دھرمی ہے۔ بھلا جو جینی چارتر نہ کر سکے نہ پڑھ سکے۔ نہ دان دینے کی کسی کی توفیق رکھتا ہو۔ وہ بھی کیا یہ کہنے سے کہ جین دھرم سچا ہے۔ اچھا بن جائیگا؟ اور دیگر مذاہب والے نیک بھی بد ہو جائینگے؟ ایسا کہنے والوں کو اگر گمراہ اور بچّوں کی سی عقل رکھنے والا نہ کہا جاوے۔ تو کیا کہا جائے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جینیوں کے آچاریہ خود غرض تھے۔ عالم فاضل نہ تھے۔ اگر وہ سب کی توہین نہ کرتے۔ تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا۔ اور نہ ہی ان کا مقصد بر آتا۔ دیکھو اس سے یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ جینیوں کا مذہب ڈبو دینے والا اور ویدک دھرم سبکا نجات دینے والا ہے۔ بھلا اگر دوسرے لوگ ایسا کہیں۔ کہ ہری ہر وغیرہ اچھے اور ان کے رشبھ وغیرہ سب دیوتا ہیں۔ تو کیا جینی بُرا نہ مانیں گے؟

جینیوں کے آچاریوں پیروؤں کی اور غلطیاں دیکھئے۔

। भंगं उमग्ग उस्सुत्तले सद्देसणाउ ।
वंता जिणमय दुक्करं धम्मस्स ॥

प्रकर० भाग २ । षष्ठी श० ६ । सू० ११ ॥

اُن مارگ اُت سوتر (کا یہ تھوڑا سا حصّہ لکھنے سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ) جین وریعنی نا کسّالدنیا نیز تھنکروں کی حکم عدولی کا باعث ہے۔ جنیشور کے فرمودہ سمیکتو وغیرہ دھرم پر چلنا بہت مشکل ہے۔ اسلئے وہ کام کرنا چاہیئے۔ جس سے جن کی حکم عدولی نہ ہو۔ محقق اپنے منہ میاں مٹھو بنیا اور اپنے دھرم کو افضل بتلانا دوسرے کی توہین کرنا حماقت ہے۔ کیونکہ (مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید)

پنی تعریف تو چور بھی کیا کرتے ہیں۔ مثل ہے کہ۔
کس نگوید کہ دوغ من ترش است
کیا اسی صورت میں چور بھی قابل تعریف ہیں۔ اسی طرح جینیوں کی حالت سمجھ لو۔

वहुगुणविज्जानिलयो उस्सुत्तभासी तहा विमुत्तव्वो ।
जह वरमणिजुत्तो विहु विग्घकरो विसहरो लोए ॥
प्रकर० भा० २ । षष्ठी० सू० १८

جس طرح زہریلے سانپ کی منی ترک کرنے کے قابل ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو جین مت کا پیرو نہیں گو ویدار اور فاضل ہے۔ اُسے ترک کرنا ہی جینیوں کا فرض ہے۔
محقق۔ دیکھیے (یہ) کیسی بیوقوفی کی بات ہے۔ اگر جینیوں کے چیلے اور آچاریہ عالم ہوتے۔ تو وہ علما کی قدر کرتے۔ پرجب خود ان کے تیرتھنکروں تک بے علم تھے۔ تو (ان کے چیلے) عالموں کی قدر کیا خاک کریں۔ کیا کوئی سونے کو گو وہ گندگی یا دھول میں بھی (کیوں نہ) پڑا ہو۔ چھوڑ دیتا ہے؟ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جینیوں کا سا اور کوئی متعصب۔ ہٹ دھرمی اور جاہل نہیں۔

अह सपरा वियपा वाघम्मि अपव्व सुतो विपावरणो ।
न चलन्ति सुद्धधमार धन्ना किविपावपव्वेसु ॥
प्रकर० भा० २ । षष्ठी० सू० २६

اینیہ درشنی کلنگی یعنی جین مت کے مخالفوں کا درشن بھی جینی نہ کریں۔
محقق۔ عالم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کیسی پاجی پن کی بات ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جس کا مذہب سچا ہے۔ اُسکو کسی کا ڈر نہیں۔ جینیوں کے آچاریہ یہ جانتے تھے۔ کہ ان کا مذہب ڈھول کا پول ہے۔ اگر دوسروں پر ظاہر ہوگا۔ تو وہ ہنسی اُڑائینگے (اس لئے اُنہوں نے یہی مناسب سمجھا) کہ سب کی مذمت کی جائے۔ اور جہلا کو پھندے میں پھنسایا جائے۔

नामं पि तस्स असुहं जेणनिदिठाइ मिच्छपव्वाइ ।

जंसिं अणुसंगा उधम्मीणविहोइ पावमई ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० ६ । सू० २७ ॥

جو مذاہب جین دھرم کے مخالف ہیں۔ وہ سب انسان کو گنہگار بنانے والے ہیں۔ اس لئے کسی اور مذہب کو نہ ماننا چاہیئے۔ صرف جین دھرم پر ہی چلنا سب سے افضل کام ہے۔

محقق۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سب کے ساتھ کینہ (رکھنے) مخالفت (کرنے) سب کی توہین (کرنے) اور سب کے ساتھ بغض وغیرہ بڑے کاموں کے سمندر میں غرقاب کرنے والا جین دھرم ہے۔ جیسے جینی سب کی مذمت کرنے والے ہیں ایسا کوئی بھی دوسرے مت والا (نہ ہوگا) کیا برابر سب کی توہین کئے جانا اور اپنی تعریف بدتمیزی نہیں ہے؟ دانا خواہ کسی مذہب میں ہوں۔ اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہتے ہیں۔

हाहा गुरुअअकज्जं सामीनहु अच्छिकस्स पुक्करिमो ।
कह जिण वयण कह सुगुरु सावया कहइय अकज्जं ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० ३५ ॥

کہاں سرونگیہ ادھ جن کے اقوال دا۔ جینیوں کے اعلیٰ درجہ کے گورو اور جین دھرم اور کہاں انکے مخالف برے گورو اور دیگر مذاہب کے آدمی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جینیوں کے گورو۔ دیوتا اور دھرم سب اچھے ہیں۔

محقق۔ یہ بات بیر بیچنے والی کنجڑی کی سی ہے۔ جس طرح وہ اپنے کھٹے اور نکمے بیروں کو میٹھے اور دوسرے کے میٹھے کو کھٹے اور نکمے بتلاتی ہے۔ ویسے ہی جینی ہیں۔ جو غیر مذاہب والوں کی خدمت کرنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔

सप्पो इक्कं मरणं कुगुरु अणंता इदेह मरणाइ ।
तोवरिसप्पं गहिंयुं मा कुगुरुसेवणं भद्दम ॥

प्रक० भा० २ । सू० ३६ ॥

جیسا پہلے بیان ہو چکا (جس طرح) زہریلے سانپ کی کامنی بھی ترک کرنا واجب

ہے - ویسے ہی غیر مذاہب کے نیک اور دیندار آدمیوں کو ترک کر دینا چاہئے - اب
اس سے بھی بڑھ کر (جینی) غیر مذاہب کی توہین کرتے ہیں - جین مذہب کے علاوہ
سب بڑے گورو ہیں - یعنی وہ سانپ سے بھی بُرے ہیں - ان کی زیارت خدمت
اور صحبت کبھی نہ کرنی چاہئیے - کیونکہ سانپ کی صحبت سے تو ایک بار موت آجاتی
ہے - لیکن دیگر مذاہب کے بُرے گوروؤں کی صحبت سے بہت دفعہ مرنا اور پیدا
ہونا یعنی تناسخ کے دور میں آپڑنا ہے - اسلئے اے بھلے آدمی دیگر مذاہب کے
گوروؤں کے پاس کھڑا بھی مت ہو - کیونکہ اگر تو دیگر مذاہب والوں کی ذرا سی بھی خدمت
کریگا - تو تکلیف پائیگا - **محقق** - دیکھئے جینیوں کی مانند سخت دل - گمراہ حاسد
کینہ ور اور توہین کرنے والے آدمی کسی (اور) مذہب میں نہ ہونگے - اُنہوں نے
دل میں یہ سوچ لیا ہے - کہ اگر اوروں کی بُرائی اور اپنی تعریف نہ کرینگے - تو ہماری
خدمت اور عزت کوئی نہ کریگا - پر یہ اُن کی بدبختی ہے - کیونکہ جب تک وہ
علما اور فضلا کی صحبت اور خدمت نہ کریں - تب تک یہ کبھی ممکن نہیں - کہ
وہ علم حقیقی اور سچے دھرم کو حاصل کر سکیں - پس جینیوں کے لئے واجب
ہے - کہ (وہ) اپنی خلاف علم (اور) جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر وید وکت سچی
باتوں کو قبول کریں - یہی اُن کی بہبودی کا باعث ہوگا -

किं भणिमो किं करिमो ताणहयासाण धिट्ठदुट्ठाणं ।
जे दंसिऊण लिंगं खिवंति नरयम्मि मुद्धजणं ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० ४० ॥

جسکو بہتری کی توقع نہیں - جو ضدی - بُرے کام کرنے میں چالاک اور عیبوں سے
بھرا ہوا ہے - اُسے کیا کہا جائے - اور اس کا کیا کیا جائے - کیونکہ اگر اس کی
بہتری کروگے تو اُلٹا اس کی تباہی کا باعث ہوگی - جس طرح رحم کر کے اگر
کوئی شخص اندھے شیر کی آنکھوں کو کھولنے جائے - تو وہ خود اس کا شکار ہوگا
اُسی طرح بُرے گورو یعنی غیر مذاہب والوں کی بہتری کرنا اپنی بربادی کا باعث ہے

خلاصہ یہ کہ اُن سے ہمیشہ الگ رہنا چاہیئے۔

محقق۔ جیسے جینی اوروں کی نسبت خیال کرتے ہیں۔ ویسے ہی اگر دیگر مذاہب والے بھی (انکی نسبت خیال کریں) تو ان کی کیسی بُری گت ہو۔ اور اگر کوئی انہیں کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچائے۔ تو ان کے بہت سے کام بگڑ جائیں۔ اور وہ بہت تکلیف پائیں۔ جب ایسی صورت ہے۔ تو کیوں جینی دیگر مذاہب والوں سے اچھا سلوک کرنے کی نیت نہیں رکھتے۔

जहजहतुहइ धम्मो जहजह दुट्ठाणहोय अइउदए ।
समदिट्ठिजियाण तह तह उल्लसइस मत्तं ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० ४२ ॥

تعجب کی بات ہے۔ کہ جسقدر درشن۔ بھرشٹت۔ ننھو۔ پا چھنا۔ اُسنا اور کُشیلیا وغیرہ اور اینیا ودشٹی۔ نرونڈی۔ بیری پراچیک اور ویر وغیرہ بڑے آدمیوں کی عزت و توقیر کی جائے۔ اُسی قدر سمیک درشن والے جیووں کا سمیکتو خاص کر ظاہر ہو۔

محقق۔ اب بتائیے۔ کہ ان جینیوں سے بڑھکر حسد۔ کینے اور بُغض سے بھرا ہوا کوئی اور ہوگا؟ ہاں (شک نہیں) دوسرے مذاہب میں بھی حاسد اور کینہ ور آدمی ہیں۔ مگر جس قدر ان جینیوں میں ہیں۔ اس قدر اوروں میں نہیں چونکہ کینہ ہی سب گناہوں کی بنا ہے۔ پس جینیوں میں گناہ کی زیادتی کوئی تعجب کی بات نہیں۔

संगो विजाए अहिडते सिंधम्माइ जेपकुव्वन्ति ।
मुसूण चोरसंग करन्ति ते चोरियं पावा ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० ७५ ॥

اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ جیسے سادہ لوح آدمی ناک کٹوانے وغیرہ کے سزا کے خوف سے بھی چوروں کی صحبت سے باز نہیں رہتے۔ ویسے ہی جین مت کے

علاوہ دیگر چور مذاہب کے پیرو اپنی ابتری کی پرواہ نہیں کرتے -
محقق - آدمی خود جیسا ہوتا ہے عموماً اوروں کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے - کیا یہ صحیح ہے - کہ اور سب چور مذاہب ہیں - اور جینیوں کا ساہوکار مذہب ہے ؟ جب تک انسان کی عقل جہالت اور صحبت بد سے بگڑی رہتی ہے - تب تک وہ دوسروں کے ساتھ حسد اور کینہ نہیں چھوڑتا - جیسا جین مت غیر مذاہب سے کینہ رکھتا ہے - ویسا اور کوئی نہیں رکھتا -

जन्छ वत्तुमहिसलरका पत्त्वेंहोभग्ति पावन वमीए ।
पृह्नात्नतंपि सङ्घाहा ह्वी लावी परायस्सं ॥
प्रक० भाग० २ । षष्ठी० सू० ७६ ॥

پہلے سوتر میں منتھیا توی کا ذکر کیا گیا تھا - جین مارگ کے علاوہ سب مذہب منتھیا توی اور جین مت سمیکتوی ہے - یعنی سب جینی نکوکار ہیں - اور سب بدکردار - اس لئے جو کوئی منتھیا توی کا دھرم قائم کرے - وہی گنہگار ہے -
محقق جیسے اور جگہ پانڈا اسکا لکا - جوالا - (وغیرہ دیویوں) کے سامنے درگا نومی وغیرہ پاپ توی ہے - ویسے ہی کیا تمہارے پجوسن وغیرہ برت کہ جن سے بڑا عذاب ہوتا ہے - بُرے نہیں ؟ جو دام مارگیوں کی تردید (کی ہے وہ) تو درست ہے ۔ لیکن اگر تم اپنی شاسن دیوی اور مرت دیوی وغیرہ کی بھی تردید کرتے - تو بہتر ہوتا - اگر کہو - کہ ہماری دیوی ایذا رساں نہیں - تو بھی جھوٹ ہے - کیونکہ شاشن دیوی نے ایک مرد اور ایک بکرے کی آنکھیں نکال لی تھیں - پھر وہ راکشسنی اور درگا کالکا کی سگی بہن کیوں نہیں ؟ - اور اپنے پچ کھات وغیرہ برتوں کو اچھا اور نومی وغیرہ (برتوں کو) بُرا کہنا اگر حماقت نہیں تو کیا ہے - دوسروں کی فاقہ کشی کو تو بُرا (کہنا) اور اپنی فاقہ کشی کی تعریف کرنا بیوقوفی ہے - ہاں راست بازی وغیرہ کا برت رکھنا سب کیلئے اچھا ہے - جینیوں کا یا کسی اور فرقہ کا فاقہ کشی کا طریق اچھا نہیں ✦

चेसाणवंदियाणाय महाणिडुं वाणजर कासिरकाणं ।
भत्ता भर कडाणं वियाणं जन्ति दूरेण ॥
प्रक० भा० २ । षष्ठी सूत्र ८२ ॥

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو بیسوا چارن بھاٹ وغیرہ اور برہمن یکش۔ گنیش وغیرہ جھوٹے دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ وہ سب ڈوبنے اور ڈبانے والے ہیں۔ کیونکہ انہیں سے وہ سب اشیاء مانگتے ہیں۔ اور عارفوں سے دور رہتے ہیں۔

محقق۔ اور فرقے کے دیوتاؤں کو جھوٹا کہنا اور اپنے دیوتاؤں کو سچا بنانا صرف تعصب کی بات ہے۔ اور پھر وام مارگیوں کی دیوی وغیرہ کی تردید کرنا پرہنک نامی دیوی کو ماننا کونسی دانائی ہے۔ (اس دیوی کی (ایک) حکایت شرادھ دن کرتیہ کے صفحہ ۱۴۴ پر یوں لکھی ہے۔ کہ شاسن دیوی نے رات کو کھانا کھانے کے لئے ایک آدمی کو دھپڑ مارا اور اسکی آنکھ نکال ڈالی۔ اور اس کے بجائے بکرے کی آنکھ نکال کر اس آدمی کے لگادی۔ رتن سار حصہ اول صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے۔ کہ مرت دیوی باوجود پتھر کی مورت ہونے کے مسافروں کی مدد کیا کرتی تھی۔ اسکو بھی لغو کیوں نہیں مانتے؟

किसोऽपि जणाणि जाणो जाणो जणणी इकिं अगोविद्धि ।
अइमिच्छुरओ जाओ गुणे सुतमच्छुरं वहइ ॥
प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० ८१ ॥

جو جین مت کے مخالف منتھیا توی یعنی جھوٹے دھرم کے پیرو ہیں۔ وہ کیوں پیدا ہوئے اگر پیدا ہوئے تو زندہ کیوں رہے؟ یعنی اگر وہ جلدی ہی مرجاتے۔ تو اچھا ہوتا۔

محقق۔ دیکھو ان کے ویت راگ کی ہدایت ہے۔ دیا دھرم (رحم کی تعلیم) جینی دوسرے مذاہب والوں کی زندگی سے بھی بیزار ہیں۔ ان کا دیا دھرم تو برائے نام ہی ہے۔ اگر کچھ رحم کا مادہ رکھتے ہیں۔ تو وہ چھوٹے چھوٹے جانوروں اور جیوالوں اور اپنے ہم مذہبوں کیلئے ہے۔ دوسروں کیلئے نہیں۔

शुद्धे मग्गे जाया सुहेण मच्छन्ति सुद्धिमग्गम्मि ।

ज़ पुणअमग्गजाया मग्गे गच्छंति तं चुप्पं ॥

प्रक० भा० २। षष्ठी० सू० ८८

اس کے مختصر معنی یہ ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی جین کل میں پیدا ہو کر مکتی حاصل کرے تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ لیکن جین کو سوائے اور خاندانوں میں پیدا شدہ ویشنو وغیرہ دیگر فرقوں والے مکتی پائیں۔ تو تعجب ہے۔ حاصل کلام یہ کہ صرف جین مت کے لوگ ہی مکتی حاصل کرتے ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ جو جین مت قبول نہیں کرتے۔ وہ دوزخ میں پڑیں گے۔

محقق۔ کیا جین مت میں کوئی برا آدمی دوزخ کا مستحق نہیں۔ اور سب نجات ہی کے مستحق ہیں۔ اور دیگر مذاہب والے نجات کے مستحق نہیں کیا یہ دیوانے پن کی بات نہیں۔ بجز سادہ لوح آدمیوں کے ایسی باتیں کون مان سکتا ہے؟

तिच्छरारां पूआसंमत्तगुणाणकारिणी भणिया ।
सावियमिच्छत्तयरी जिण समये देसिया पूआ ॥

प्रक० भ० २। षष्ठी० सू० ६०।

مختصر معنی صرف جین کی مورتوں کی پوجا سار (دوامی) اور اسکے علاوہ سب فرقوں کی مورتی پوجا اسار (عارضی اثر رکھنے والی) ہے۔ جو جین دھرم کے احکام پر چلتا ہے۔ وہ تتوگیانی (اصلیت کے جاننے والا) ہے اور جو نہیں چلتا ہے نہیں۔

محقق۔ واہ جی کیا کہنا ہے۔ کیا تمہاری مورتیں دیسی ہی پتھر وغیرہ بے جان اشیاء کی نہیں۔ جیسی کہ ویشنو وغیرہ کی ہیں۔ جیسی تمہاری مورتی پوجا جھوٹی ہے۔ ویسی ہی ویشنو وغیرہ کی بھی ہے۔ چونکہ تم خود تتوگیانی بنتے ہو۔ اور اوروں کو اتتوگیانی بناتے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے مت میں تتوگیان نہیں ہے۔

जिण आणा एधम्मो आणा रहि आणा फुडं अहमुत्ति ।
इयमुणि ऊण यतत्तंजिण आणाए कुणहु धम्मं ॥

प्रक० भा० २। षष्ठी० सू० ६२॥

مختصر معنی صرف جن دیو کا حکم - رحم - عفو وغیرہ دھرم ہیں - اسکے علاوہ ۱۰ اور سب احکام ادھرم ہیں -

محقق - یہ کیسی بے انصافی کی بات ہے - کیا جین مت کے علاوہ کوئی آدمی راستباز اور دھرماتما نہیں ہے ؟ کیا دوسرے مذہب کے دھرماتما آدمی کو نہ ماننا چاہیئے - ہاں اگر جین مت کے آدمیوں کے منہ اور زبان چمڑے کے نہ ہوتے - اور اوروں کے چمڑے کے ہوتے تو یہ بات درست ہو سکتی - جینیوں نے اپنے مذہب کی کتب آل اور سادھو وغیرہ کی ایسی تعریف کی ہے - گویا بھاٹوں کے بڑے بھائی آپ ہی بن بیٹھے ہیں -

वम्भीमिनारया उपिज्जो सिन्धुरकाइ सङ्गरंताणम् ।
कल्लाण जणइ हरिहरविद्धि समिद्धी निउद्धोसं ॥
प्रक० भा० २ । षष्टी० सू० ६४ ॥

مختصر معنی - اس کا اصل مقصد یہ ہے - کہ ہری ہر وغیرہ دیوتاؤں کا اقبال دوزخ کا باعث ہے - اُسے دیکھ کر جینیوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - جیسے راجہ کی حکم عدولی سے انسان تاحیات تکلیف پاتا ہے - ویسے جینندر کی حکم عدولی کرنے سے کیوں نہ انسان جنم مرن کی تکلیف پائے گا ؟

محقق - دیکھئے جینیوں کے آچاریہ وغیرہ کا میلانِ طبع - ان کی لاف زنی سے انکا بیرونی مکر و فریب تو ظاہر ہو ہی گیا تھا - اب (انکا) اندرونی بھید بھی کھل گیا ہے یہ ہری ہر وغیرہ اوروں کے اُپاسکوں کے اقبال اور ترقی کو دیکھ بھی نہیں سکتے - ان کے رونگٹے اس لئے کھڑے ہوتے ہیں - کہ دوسروں نے ترقی کیوں کی ؟ (ان میں سے بہت یہ چاہتے ہونگے - کہ ان کا سارا اقبال ہمارا ہو جائے - اور سب مفلس ہو جائیں - تو بہتر ہے - راجہ کی حکم عدولی کی تمثیل اس لئے دی ہے - کہ جینی حاکم وقت کے بڑے خوشامدی - جھوٹے اور بزدل ہیں - کیا راجہ کی جھوٹی بات بھی مان لینی چاہیئے - کیا جینیوں سے بڑھ کر اور کوئی حاسد اور کینہ ور ہوگا ؟

जो देवगुरुधम्मं सो परमप्पा जयम्मि नहु अन्नो ।

किं कप्पदुम्म सरिसो इयरतरू होइकइयावि ॥
प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १०१ ॥

مختصر معنی - احمق ہیں وہ جو جین دھرم کے مخالف ہیں ۔ اور جو جیندر کے فرمودہ دھرم کا اپدیش کرنے والے سادھو یا گرہستی یا مصنف ہیں ۔ وہ تیرتھنکروں کے ہم پایہ ہیں ۔ ان کے برابر کوئی بھی نہیں ۔
محقق ۔ کیوں نہ ہو ۔ اگر جینی بچوں کی سی عقل والے نہ ہوتے ۔ تو ایسی باتوں میں کیوں یقین کر بیٹھتے ۔ جیسے بیسوا اپنے سوائے کسی اور کی بڑائی نہیں کرتی ویسے ہی جینیوں کی حالت ہے ۔

जे असुणिय अगुण दोषाते कह असुआणाहन्तिम मच्छा ।
अहंत विसम मच्छाना विसआमि आण तुल्लं ॥
प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १०२ ॥

مختصر معنی جینیہ دیو ۔ اسکے مسلم عقاید اور جین مت کے اپدیشکوں کا ترک کرنا جینیوں کو واجب نہیں ہے ۔
محقق ۔ یہ جینیوں کی ہٹ دھرمی ۔ تعصب اور جہالت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے (صحیح تو یہ ہے) جینیوں کی تھوڑی سی باتوں کے سوائے اور سب قابل ترک ہیں جسکو ذرا سی بھی تمیز ہوگی ۔ وہ جینیوں کے دیوتا ۔ سدھانت کی کتب ۔ اور اپدیشکوں کے دیکھنے سننے اور بچارنے پر انہیں یک دم ترک کر دے گا ۔

वयणे विकुगुरुं जिणवल्लहस्सके सिन उल्लस इसम्मं ।
अहकहदिण मणितेयं उलुआणंहरइ अन्धत्तं ॥
प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १०८ ॥

مختصر معنی جو جن کے اقوال کی پیروی کرتے ہیں ۔ وہ قابل تعظیم ہیں ۔ اور جو ان کے خلاف چلتے ہیں ۔ وہ ہرگز قابل تعظیم نہیں ۔ جین گوروؤں کو ماننا چاہیئے ۔ اور فرقہ والوں کو نہ ماننا چاہیئے ۔

محقق - اگر جینی جہلا کو چیلے بنا کر چار پایوں کے مانند اپنے تابو میں نہ لاتے تو وہ اُن کے پھندے میں نہ آنے سے اپنی نجات کے وسائل عمل میں لا کر زندگی کا مقصد حاصل کر لیتے۔ بھلا اگر کوئی تمہیں گمراہ۔ بُرے گوروؤں کے مرید سمجھتا تو ی اور اُلٹا اُپدیش کرنے والے کہے تو تمہیں کس قدر رنج ہوگا۔ ویسے ہی تم اوروں کو رنج پہنچاتے ہو۔ پس تمہارے مت میں اسار (بے بنیاد) باتیں بہت سی بھری پڑی ہیں۔

तिहुअण जणं मरंतं दट्ठूण निअन्ति जेन अप्पाणं।
विरमंति न पावा उधिद्धी धिट्ठत्तणं ताणाम् ॥

प्रक० भा० २। षष्ठी० सू० १०६ ॥

مختصر معنی تاحیات تکلیف میں رہنے پر بھی کھیتی۔ بیوپار وغیرہ کا کام جینی نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔

محقق - اب کوئی جینیوں سے پوچھے کہ تم بیوپار وغیرہ کام کیوں کرتے ہو۔ ان کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟ اگر چھوڑ دو گے تو جسم کی پرورش بھی نہ ہو سکے گی اور اگر تمہاری ہدایت سے سب لوگ یہ کام چھوڑ دیں۔ تو تمہارا گذارہ کیسے ہوگا؟ ایسی غضب کی تعلیم دینا بالکل بیہودہ ہے۔ یہ بیچارے کیا کریں۔ علم اور ست سنگ نہ ہونے کی وجہ سے جو دل میں آیا۔ بکنے لگے۔

तइया हमाण अहमा कारण रहिया अनाण गव्वेण।
जजपन्ति उस्सुत्तं तेसिं दिद्धिह्व पण्डिमत्तं।

प्रक० भा० २। षष्ठी० सू० १२२ ॥

مختصر معنی جو جینیوں کے شاستروں کے برعکس شاستروں کے ماننے والے ہیں وہ سب نیچ ہیں۔ کسی مطلب برآری کیلئے بھی جین مت کے خلاف کچھ نہ کہے اور نہ کچھ مانے۔ خواہ کچھ مطلب ہی کیوں نہ برآتا ہو۔ پر دوسرا مذہب قبول نہ کرے۔

محقق - تمہارے بانی مبانی سے لیکر آج تک جس قدر (تمہارے ہادی) ہو گذرے

ہیں - انہوں نے سوائے دوسرے مذہب کو گالیاں دینے کے اور کچھ بھی نہیں کیا - اور جو آئندہ ہونگے - وہ بھی ایسا ہی کرینگے - سچ تو یہ ہے - کہ جہاں مطلب پر آتا ہو - وہاں جینی چیلوں کے بھی چیلے بن جاتے ہیں - پھر ایسی لغو لمبی چوڑی باتیں شامل کرنے میں ذرا بھی شرم نہیں کرتے - یہ کیسی شرم کی بات ہے -

जइवीर जिणस्सजिओ मिरई उरसुत्तले सदेसणाओ ।
सागर कोड़ा कोड़िहिं मइ अइ भी भवरंण ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १२२ ॥

مختصر معنی - اگر کوئی یہ کہے - کہ جینی سادھوؤں میں دھرم ہے - اور ہمارے اور اور لوگوں کے مذہب میں بھی دہرم ہے - وہ آدمی کروڑوں برسوں تک دوزخ میں رہ کر پھر بھی نیچ جنم پاتا ہے -

محقق - واہ جی واہ ! علم کے دشمنوں - تم نے یہی خیال کیا ہوگا - کہ ہمارے لغو اقوال کی کوئی تردید نہ کرسکے - اسی لئے یہ خوفناک الفاظ لکھ دیئے - آپ کا خیال غلط ہے - اب کہاں تک سمجھا دیں - تم نے تو جھوٹ - برائی اور دیگر مذاہب سے کینہ رکھنے پر ہی کمر باندھ رکھی ہے - اپنا مطلب نکالنا موہن بھوگ حلوا تصور کیا ہوا ہے

मूल—दूरे करणं दूरम्मि साहूणं तहयभावणा दूरे ।
जिणधम्म सद्दहाणं पितिर कदुरकाइनिठवइ ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १२७ ॥

مختصر معنی - جس آدمی سے جین دھرم کی کچھ بھی پیروی نہ ہوسکے - تو بھی صرف اتنا اعتقاد رکھنے سے ہی کہ جین دھرم سچا ہے - اور کوئی دہرم سچا نہیں - وہ تکالیف سے آزاد ہو جاتا ہے -

محقق - بھلا اس سے بڑھ کر جہلا کو اپنے مذہب کے جال میں پھنسانے کی اور کیا تدبیر ہوگی ؟ کیونکہ اور کون ایسا بھوندو (لچر) مذہب ہوگا - جس میں بغیر عمل کئے نجات حاصل ہو جائے -

मूल--कइया होही दिवसो जइया सुगुरुण पायमूलम्मि
उस्सुत्त लेसविसलवर हिओ अनिसुणे सुजिणधम्म ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १२८ ।

مختصر معنی اگر انسان ہوں۔ تو جین مت کے شاستروں کو سنوں گا۔ اور اتسوتر یعنی غیر مذہب کی کتاب کو کبھی نہ سنوں گا۔ جو شخص صرف اسی قدر ارادہ رکھے وہ صرف اس خواہش سے بحر عذاب کو عبور کر جاتا ہے۔

محقق۔ یہ بات بھی سادہ لوح آدمیوں کو پھنسانے کی خاطر ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا خواہش رکھنے سے جب انسان دنیوی دکھوں کے سمندر کو عبور نہیں کر سکتا۔ تو پھر پہلے جنم کے گناہوں کی سزا یعنی دکھ سے کیونکر رہائی پا سکتا ہے؟ اگر یہ ایسی لغو اور خلاف علم باتیں نہ لکھتے۔ تو لوگ وید وغیرہ شاستر دیکھ سن کر اور سچ جھوٹ کی تمیز کر کے اُن کی پھر بوچ کتب کو ترک کر دیتے۔ لیکن انہوں نے لوگوں کو ایسا جکڑ کر پابند رکھا ہے۔ کہ ان کے پھندے سے کوئی سمجھدار ست سنگی رہائی پاوے تو پاوے پر دیگر موٹی سمجھ والوں کیلئے رہائی پانا محال ہے۔

मूल-- ब्रह्मजणं हिंभणियं सुयववहारं विसोहियतस्स ।
जायइ विसुद्ध बोही जिणआणा राह गत्ताओ ॥

प्रक० भा० २ । षष्ठी० सू० १३८ ॥

مختصر معنی۔ جو جین آچاریوں کے سوتر۔ نرکتی۔ برتی۔ بھاشیہ۔ چورنی کو مانتے ہیں۔ وہی بھلے ہیں۔ اور محنت طلب کام کرنے سے چارتر حاصل کرتے اور آرام پاتے ہیں۔ دیگر مذاہب کی کتب مطالعہ کرنے سے ایسا نہیں ہوتا۔

محقق۔ کیا بالکل بھوکا مرنا وغیرہ تکالیف کا برداشت کرنا ہی چارتر ہے؟ اگر بھوک پیاس سے مرنا ہی چارتر ہے۔ تو بہت سے آدمی قحط یا افلاس کی وجہ سے بھوکے مرتے ہیں۔ پھر وہ ضرور اس چارتر کا ثمرہ حاصل کرتے ہونگے۔ لیکن یہ تو نہیں دیکھا جاتا۔ الٹا صفرا وغیرہ کے بگاڑنے سے بیمار ہو کر بجائے آرام تکلیف

ہوتی ہے۔ دھرم تو انصاف پرستی۔ برہمچریہ۔ راست بازی وغیرہ (نیک کاموں) کا اور پاپ جھوٹ اور ظلم وغیرہ (بُرے کاموں) کا نام ہے۔ اور سب کے ساتھ محبت اور نیک نیتی سے برتاؤ رکھنا شبھ چرتر (نیک چلنی) ہے۔ رکھو کا پیا سا رہنا دھرم نہیں۔ ان سُوتر وغیرہ کتب کے معتقد قدرے راستی اور زیادہ تر جھوٹ کی تعلیم حاصل کرکے) بحر عذاب میں غرق ہو جاتے ہیں۔

मूल—जइ जाणासि जिणनाहो लोयाया गाविपरकप्पभूश्रो।
तातंनं मन्नं तो कहमन्नसि लोश्र आयारं॥

प्रक० भा० २। षष्ठी सू० १३८

مختصر معنی۔ نیک اور خوش نصیب آدمی ہی جن دھرم کو قبول کرتے ہیں۔ اور جو اسے قبول نہیں کرتے۔ وہ بدبخت ہیں۔

محقق۔ کیا یہ غلط اور جھوٹ نہیں کہ کیا غیر مذاہب میں خوش قسمت اور جین مت میں بد قسمت کوئی نہیں؟ اور جو یہ کہا ہے۔ کہ سدھرمی یعنی جین دھرم کے پیرو آپس میں جھگڑا فساد نہ کریں۔ بلکہ محبت سے رہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا جینی بُرا نہیں سمجھتے۔ یہ بات بھی ناواجب ہے۔ کیونکہ نیک آدمی بھلوں کے ساتھ محبت (کرتے ہیں) اور بروں کو تعلیم دے کر سدھارتے ہیں۔ اور جو یہ لکھا ہے۔ کہ برہمن نرونڈی۔ پری۔ براجکا چاریہ یعنی سنیاسی اور تپسوی بیراگی وغیرہ سب جین مت کے دشمن ہیں۔ اُس سے بھی عیاں ہے۔ کہ یہ لوگ سب دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور سب کی مذمت کرتے ہیں۔ اب بتائیے کہ جینیوں کا دیا اور کشما دالا دھرم کہاں گیا؟ کیونکہ دوسروں سے کینہ رکھنا دیا اور کشما کا خون کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی ہنسا (ایذا رسانی) نہیں ہے۔ جیسے مجسم کینہ جینی ہیں۔ اور کم ہی ہونگے۔ اگر رشبھ دیو سے لیکر مہاویر تک چوبیس تیرتھنکروں کو راگی۔ دویشی۔ متھیاتوی کہا جائے۔ اور جین مت والوں کو سنیپات (نپ محرکہ) میں مبتلا کہا جاوے۔ ان کے دھرم کو دوزخ اور زہر سے تشبیہہ

دی جائے۔ تو وہ کیسا بُرا مانیں گے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جینی غیر مذہب والوں سے کینہ رکھنے اور انکی مذمت کرنے سے دوزخ میں پڑکر بہت تکلیف اٹھاتے ہیں اگر وہ ایسا کرنا چھوڑ دیں۔ تو بہت بہتر ہو۔

مُورتی پوجا جینیوں کی اختراع ہے

मूल—एगो आगह एगो विसाव गोचे हआणि विनहाणि ।
तच्छमजं जिणदव्वं परुप्परन्तं न विचन्ति ॥

प्रक० भा० २ १. पष्ठी० भू २ १५० ॥

مختصر معنی۔ سب شراوکوں کا ایک گرو اور دھرم ایک ہے۔ جینیہ وندن یعنی جنکی تصویر یا ئبت کی پرستش کرنا اور اُسکی اشیاء کی حفاظت کرنا دھرم ہے۔
محقق۔ اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ بُت پرستی کے تمام جھگڑے کی بنا جینی ہی ہیں۔ اور (تمام) پاکھنڈوں (ریاکاری) کی بنا بھی جین مت ہی ہے شرادھ دن کرتیہ کے صفحہ اوّل پر مُورتی پوجا کرنے کے متعلق) مندرجہ ذیل حوالے دیئے ہیں۔

नवकारेण विवोहो ॥ १ ॥ अनुसरणं सावउ ॥ २ ॥ वयाइं इमे ॥ ३ ॥ जोगो ॥ ४ ॥ चियवन्दणगो ॥ ५ ॥ यच्चरक्खाणं तु विहि पुच्छम् ॥ ६ ॥

(۱) پہلے دوار میں شراوکوں کو نوکار کا جپ کرنا چاہیئے۔ دوسرے میں نوکار جپنے کے بعد یہ یاد کرنا کہ میں شراوک ہوں۔ تیسرے میں یہ کہ ہمارے کتنے انوبرت وغیرہ ہیں۔ چوتھے میں یہ کہ چار ورگ[۵۲] میں افضل تریں نجات (موکش) ہے اُسی کے حصول کیلئے گیان وغیرہ ہیں۔ جو یوگ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔ یوگ ہی پاکیزگی بخشتا ہے اسلیئے گیان وغیرہ چھ ضروری نجات کے وسائل گویا یوگ ہیں اس

---

۵۱ لفظ بگڑ کر سرادگی ہو گیا ہے۔

۵۲ دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش (مترجم)

یوگ کا بیان آگے کرینگے - پانچویں دوار میں چیتیہ وندیعنی مورتی نمسکار کرنا اور دوریہ بھاؤ پوجا کا بیان کیا جاویگا - چھٹا پرتیا کھیان دوار ہے - اس میں نوکا سی وغیرہ کا با ترتیب بیان کیا جائیگا - اس کتاب میں بتوں کی پرستش کا بڑا طول طویل طریق بیان کیا گیا ہے - مثلاً شام کا کھانا کھانے کے وقت جن بمب یعنی تیرتھنکروں کی مورت اور دوار کو پوجنا چاہیئے - دوار پوجا کے متعلق بہت سا بکھیڑا ہے - مندر بنوانے کے قواعد لکھے ہیں - پرانے مندروں کو از سر نو تعمیر کرنے اور کروانے سے مکتی کا ہونا لکھا ہے - یہ بھی لکھا ہے کہ مندر میں کس طرح بیٹھے اور کس اعتقاد اور محبت سے بتوں کی پرستش کرے - "جنیندر بمبہ" وغیرہ منتروں سے اشنان وغیرہ کا کرانا اور "جل چندن پشپ دھوپ دیپ" وغیرہ الفاظ کہکر خوشبو وغیرہ کا چڑھانا لکھا ہے -

رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے - کہ مورتی کے پوجاری کو راجہ بار بایا کا کوئی آدمی بھی روک نہ پاوے -

تحقیق - یہ باتیں سب فرضی اور لغو ہیں - کیونکہ بہت سے جین پوجاری راجہ وغیرہ سے روکے جاتے ہیں - رتن سار صفحہ ۳ پر لکھا ہے - کہ مورتی پوجا سے بیماری تکلیف اور بہت سی قباحتیں دور ہو جاتی ہیں - کہتے ہیں کہ کسی شخص نے پانچ کوڑی کا پھول چڑھایا - اس کے صلہ میں ۱۸ ملکوں پر حکومت پائی - اس کا نام کمار پال ہوا - وغیرہ وغیرہ سب باتیں جھوٹی ہیں - اور جہلا کو دام تزویر میں پھنسانے کی خاطر ہیں - کیونکہ بہت سے جینی باوجود مورتی پوجا کرنے کے بیمار رہتے ہیں اور انہیں ایک بیگہ بھر زمین بھی پتھر وغیرہ بتوں کی پوجا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی - اور اگر پانچ کوڑی کا پھول چڑھانے سے سلطنت ہاتھ آ سکتی - تو پھر جینی، پانچ پانچ کوڑی کے پھول (بتوں پر) چڑھا کر ساری دنیا کا راج کیوں نہیں لے لیتے؟ اور جرم کا مرتکب ہونے کی صورت میں سزایاب کیوں ہوتے ہیں اور اگر وہ مورتی پوجا کے وسیلے جہان کے سمندر کو عبور کر سکتے ہیں تو گیان سمیک

درشن اور چار ترکیبوں کرتے ہیں؟
رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے۔ کہ گوتم کے انگوٹھے میں امرت (آبحیات) ہے۔ اور اس کے سمرنے سے انسان کی ادیں برآتی ہیں۔
محقق۔ اگر یہی بات ہے تو سب جینیوں کو خواجہ خضر ہو جانا چاہیئے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہ بات صرف جہلا کو بہکانے کی خاطر ہے اور اس بات میں کچھ بھی اصلیت نہیں۔ بت پرستی کرتے وقت جو شلوک جینی پڑھتے ہیں۔ وہ رتن سار بھاگ کے صفحہ ۵۲ پر سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

जलचन्दनधूपनैरथ दीपाक्षतकैर्नैवेद्यवस्त्रैः ।
उपचारवरैर्जिनेन्द्रान् रुचिरैरद्य यजामहे ॥

ہم جل (پانی) چندن (صندل) چاول۔ پھول۔ دھوپ۔ دیپ (دیا) نیوید (ہدیہ) کپڑا اور نہایت اعلیٰ درجہ کے نذرانوں سے جینیندر یعنی تیرتھنکروں کی پوجا کرتے ہیں۔ ایسے اقوال کی بنا پر (ہی) ہم (دعویٰ سے) کہتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا کا آغاز جینیوں سے ہوا۔
وویک سار صفحہ ۱۲۔ جن (یعنی جین) مندر میں موہ (دنیوی محبت) نہیں آتا۔ اور وہ بھوساگر (دنیا کا سمندر) سے پار اتارنے والا ہے۔
وویک سار صفحہ ۵۱ سے ۵۲ تک بت پرستی سے نجات ملتی ہے۔ اور جن مندروں میں جانے سے نیک اوصاف آتے ہیں۔ جو پانی صندل وغیرہ سے تیرتھنکروں کی پوجا کرتا ہے۔ وہ دوزخ سے نکل کر بہشت میں داخل ہوتا ہے۔
وویک سار صفحہ ۵۵۔ جن مندروں میں رشبھ دیو وغیرہ کی مورتوں کے پوجنے سے دھرم ارتھ۔ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں۔
وویک سار صفحہ ۶۱۔ جن مورتوں کے پوجنے سے انسان سارے جہان کی تکالیف سے رہائی پاتا ہے۔
محقق۔ دیکھئے۔ ان کی جاہلانہ ناممکن باتیں۔ اگر اس طریق سے گناہ وغیرہ

بُرے کام دور ہو جائیں - موہ نہ آوے - آدمی بھوساگر سے پار اُتر جاوے نیک اوصاف آجاویں - دوزخ سے بہشت نصیب ہو - دھرم - ارتھ - کام اور موکش حاصل ہوں اور سب تکالیف کا خاتمہ ہو جائے - تو پھر سب جینی سکھی اور آسودہ حال کیوں نہیں؟ دویک سار صفحہ ۳ - جنہوں نے جن مورتی کو ستھاپن کیا ہے - (اسکے صلہ میں) انہیں اور ان کے کنبہ کو روزی ملے گی - دویک سار صفحہ ۲۲۵ شنو وشنو وغیرہ بتوں کی پوجا کرنی بہت بُری یعنی دوزخ میں ڈالنے والی ہے -

محقق - بھلا جب شنو وغیرہ کے بُت دوزخ میں لیجانے والے ہیں - تو جینیوں کے بُت کیوں نہیں؟ اگر کہو کہ ہماری مورتیں تارک الدنیا شانت اور عمدہ علامتوں والی ہیں - اس لیے اچھی ہیں - اور شنو وغیرہ کی مورتیں ایسی نہیں - اس لئے بُری ہیں - تمہارے بُت تو لاکھوں روپوؤں کی لاگت والے مندروں میں رہتے ہیں اور ان پر صندل کیسر وغیرہ چڑھتا ہے - تو بتاؤ کہ وہ تارک الدنیا کس طرح ہوئے اور خود بُتر کے بُت بغیر سائے کے بھی رہتے ہیں - وہ تارک الدنیا کیوں نہیں؟ شانت کی خوب کہی - شانت تو سب بے جان اشیاء بے حرکت ہونے کی وجہ سے ہوا ہی کرتی ہیں - (سچ تو یہ ہے) - کہ سب مذہبوں کی بُت پرستی ناجائز ہے

سوال - ہماری مورتیں کپڑا - زیور وغیرہ نہیں پہنتیں - اس لئے اچھی ہیں -

جواب - سب کے سامنے مورتوں کا برہنہ رہنا اور رکھنا انسانیت سے بعید ہے -

سوال - جیسے عورت کی تصویر یا بُت دیکھنے سے شہوت کا غلبہ ہوتا ہے - ویسے ہی سادھو اور یوگیوں کے بتوں کے دیکھنے سے نیک اوصاف حاصل ہوتے ہیں -

جواب - اگر پتھر کے بتوں کے دیکھنے سے نیک نتیجہ ملتے ہو - تو یہ بھی مانو - کہ انکی جڑپن وغیرہ صفات بھی تم میں آجاوینگی - پھر تم جڑ بدھی ہو جاؤ گے (یعنی تمہاری عقل پر پتھر پڑ جائیں گے) اور تم بالکل تباہ ہو جاؤ گے - علاوہ بریں علما و فضلا کی صحبت اور خدمت سے محروم رہکر زیادہ تر حماقت میں پڑو گے - اور جو نقصان گیارہویں باب میں ہم مورتی پوجا کے لکھ آئے ہیں - وہ سب بُت پرستوں

پرحادی ہوتے ہیں۔

جینیوں کا گورمنتر جینیوں نے مورتی پوجا کے متعلق جیسا جھوٹا شور مچایا ہے ویسے ان کے منتروں میں بھی بہت سی ناممکن باتیں بھری پڑی ہیں۔ ان کا ایک منتر یہ ہے رتن سار بھاگ صفحہ ا ۱

नमो अरिहंताणं नमो सिद्धाणं नमो आयरियाणं नमो उवज्झायाणं नमो लोए सव्वसाहूणं पसो पञ्च नमुक्कारो सव्व पावप्पणासणो मगलाचरणं च सव्वे सिपढमं हवइ मंगलम् ॥ ११ ॥

اس منتر کا بڑا مہاتم لکھا ہے۔ اور سب جینیوں کا یہ گورمنتر ہے۔ اس کا ایسا مہاتم گھڑا ہے۔ کہ منتر پران اور بھاگوں کی باتوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ شرادھون کرتیہ صفحہ ۳ پر لکھا ہے

मुक्कार तउपढे ॥ ९ ॥ जउकव्व । मन्ताणमन्तो परमो इमुत्ति धेयाणधेयं परमं इमुत्ति । तत्ताणंतत्तं परमं पवित्तं संसारसत्ताणदुहाहयाणं ॥ १० ॥ ताणं अन्नन्तु नो अत्थि । जीवाणं भवसायरे । बुड्डंताणं इमं मुत्तुं । न मुक्कारं सुपोयम् ॥ ११ ॥ कब्वं । अणेगजम्मंतरसं चिआणं । दुहाणं सारीरिअमाणु साणुसाणं । कत्तोय भव्वाणभविज्जनासो ल जावपत्तो नवकारमन्तो ॥ १२ ॥

۱؎ اسکے معنی یہ ہیں۔ سب تیرتھنکروں کو نمسکار۔ سب سدھوں کو نمسکار۔ سب اچاریوں کو نمسکار۔ سب اپادھیاؤں (معلموں) کو نمسکار۔ سب سادھوؤں کو نمسکار۔ یہ پانچ قسم کا نمسکار سارے گناہوں کو دور کرنے والا اور برکت دینے والا اور مرادیں بر لانے والا ہے (مترجم)

یہ پاک اور اعلیٰ ترین منتر سب سے بڑھکر دھیان کے لائق ہے۔ سب تتوں میں اعلیٰ تتو ہے۔ انسان کی تکالیف دور کرنے کیلئے نوکار منتر ایسا ہے جیسا سمندر کے عبور کرنے کیلئے ناؤ۔ (۱۰) منتر نوکار ناؤ کے مانند ہے۔ اسکو چھوڑنے والے دنیا کے سمندر میں غرقاب ہوتے ہیں۔ اور جو اسے قبول کرتے ہیں۔ وہ تکالیف کے بحر عظیم کو عبور کر جاتے ہیں۔ انسان کو تکالیف سے بچانیوالا سب گناہوں کو دور کرنیوالا اور نجات دینے والا سوائے اس منتر کے اور کوئی نہیں۔ (۱۱) بیشمار دنیاؤں میں پیدا ہونے والے جسم کے دُکھوں میں مبتلا جیوؤں کو دنیا کے سمندر سے عبور کرانے والا یہی منتر ہے۔ جب تک جیو نوکار منتر کی تعلیم نہیں پاتا تب تک دنیا کے سمندر سے پار نہیں اُتر سکتا۔ یہ معنی سوتر میں بیان کئے گئے ہیں اور آگ وغیرہ آٹھ قسم کے عظیم خوفوں میں صرف نوکار منتر ہی مددگار ہے اور کوئی نہیں۔ منتر کیول کا حاصل ہونا ایسا ہے۔ گویا گوہر بے بہا ویدور یہ منی کا ہاتھ آنا دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں ایسے ہتھیار کا مل جانا جسکی ضرب بے سود نہ جائے اور نوکار منتر سب دوادش انگی کا مخفی راز ہے۔ اس منتر کے یہ معنی ہیں۔

"سب تیرتھنکروں کو نمسکار ہے۔ جین مت کے سب سدھوں کو نمسکار ہے جین مت کے سب آچاریوں کو نمسکار ہے۔ جین مت کے سب اُپادھیاؤں کو نمسکار ہے۔ جس قدر جین مت کے سادھو اس دنیا میں ہیں۔ ان سب کو نمسکار ہے۔ اگرچہ منتر میں لفظ "جین" نہیں ہے۔ تاہم جینیوں کی کئی کتابوں میں جین مت کے علاوہ اوروں کو نمسکار کرنا ممنوع ٹھہرایا ہے۔ اسلئے اس کے وہی صحیح معنی ہیں۔ جو ہم نے کئے ہیں۔

لکڑی پتھر اور پارتھوکی مورتیاں

تتو ایک صفحہ ۱۶۹۔ جو آدمی لکڑی پتھر وغیرہ کو دیوتا تصور کر کے پوجتا ہے۔ وہ نیک ثمرہ حاصل کرتا ہے۔

محقق۔ اگر یہی بات ہے۔ تو ہر ایک آدمی درشن کر کے سکھ یعنی نیک ثمرہ کیوں نہیں حاصل کر لیتا ہے؟

رتن سار بھاگ صفحہ ۱ پر لکھا ہے۔ کہ پارس ناتھ کی مورت کے درشن سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ کلپ بھاشیہ صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے۔ کہ (فلاں شخص نے) سوا لاکھ مندروں کی مرمت کی وغیرہ۔ وغیرہ۔ مورتی پوجا کے بارے میں انکی بہت سی تحریریں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مورتی پوجا کی بنا جین مت ہے۔

اب جینیوں کے سادھوؤں کا تماشہ دیکھئے۔ (دویک سار صفحہ ۲۲۸) جین مت کا ایک سادھو کوشا نامی ایک بیسوا سے مجامعت کرنے کے بعد تارک الدنیا بن کر بہشت میں چلا گیا۔

دویک سار صفحہ ۱۰ - ارنک منی چارتر سے منحرف ہو کر کئی برسوں تک دت سیٹھ کے گھر میں وشئے بھوگ[۱] کرتا رہا۔ اور بعدہٗ دیولوک کو چلا گیا۔ سری کرشن کے بیٹے ڈھنڈن منی کو سنگھا لیا اُٹھائے گیا۔ بعد میں وہ دیوتا بن گیا۔

دویک سار صفحہ ۶۸ - جین مت کا سادھو صرف لنگ دھاری یعنی سادھوؤں کا بھیس رکھنے والا بھی ہو۔ تو بھی شراوک اُسکی عزت کریں۔ سادھو خواہ نیک چلن ہوں یا بد چلن۔ سب قابل تعظیم ہیں۔

دویک سار صفحہ ۶۸ - جین مت کا سادھو بد چلن ہونے کے باوجود بھی دوسرے مذاہب کے سادھوؤں سے بہتر ہے۔

دویک سار صفحہ ۱۷۱ - شراوک جین مت کے سادھوؤں کی خدمت سے گو وہ بد چلن اور بداعمال بھی کیوں نہ ہوں۔ کبھی گریز نہ کریں۔

دویک سار صفحہ ۲۱۶ - ایک چور نے پانچ منٹھی (مال) نوچ کر چارتر اختیار اختیار کیا۔ بڑا عذاب سہا اور پشیمان ہوا۔ چھٹے مہینے صرف گیان حاصل کر کے سدھ بن گیا۔

محقق - دیکھئے ان کے سادھوؤں اور گرہستیوں کا تماشہ۔ ان کے مت میں بہت برے کام کرنے والے سادھو بھی سدگتی (اعلیٰ روحانی درجہ) حاصل کر لیتا ہے

---

[۱] نفسانی لذات کا حصول (مترجم)

جینیوں کے عقائد کے مطابق کرشن جی کا نرک میں گرنا

اور دویک سار صفحہ ۱۰ شری کرشن تیسرے نرک میں گیا دویک سار صفحہ ۵۴۔ دھنونتری نرک میں گیا۔ دویک سار صفحہ [illegible] جوگی۔ جنگم۔ قاضی۔ ملّا وغیرہ بہت لوگ جہالت کی وجہ سے ریاضت کر کے [illegible] تکلیف اٹھا کر بھی بُری حالت میں گرتے ہیں۔ رتن سار بھاگ صفحہ ۱۷۱۔ نو واسودیو یعنی ترپرشٹھ واسودیو۔ دوپرشٹھ واسودیو۔ سویمبھو واسودیو۔ پرشوتّم واسودیو۔ سنگھ پرش واسودیو۔ پرش پنڈریک واسودیو۔ دت واسودیو۔ لکشمن واسودیو اور سری کرشن واسودیو۔ [illegible] سب گیارہویں۔ بارہویں۔ چودہویں۔ پندرھویں۔ اٹھارہویں۔ بیسویں اور بائیسویں تیرتھنکر کے زمانہ میں دوزخ میں گئے۔ اور نو پرتی واسودیو یعنی اشوگریو پرتی واسودیو [illegible]رک پرتی واسودیو۔ راون پرتی واسودیو اور جراسندھ پرتی واسودیو یہ بھی سب دوزخ [illegible] ۔ اور کلپ بھاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ رشبھ دیو سے لیکر مہابیر تک ۲۴ تیرتھنکر سب نجات پا گئے [illegible]ق۔ دانشمند غور کریں۔ کہ جینیوں کے سادھو۔ گرہستی اور تیرتھنکر جن میں بہت [illegible] رنڈی باز۔ غیر عورتوں کے پاس جانے والے چور وغیرہ تھے۔ وہ تو جینی ہونے [illegible] وجہ سے بہشت میں گئے۔ اور نجات پا گئے۔ لیکن شری کرشن وغیرہ جو [illegible] دھارمک مہاتما تھے۔ وہ سب دوزخ کو گئے۔ یہ کس قدر اندھیر کی بات ہے [illegible] اصل سوچ کر دیکھو۔ تو اچھے آدمیوں کیلئے جینیوں کی سنگت کرنا یا اُن کو دیکھنا [illegible] بُرا ہے۔ کیونکہ جو ان کی سنگت کرینگے۔ تو ان کے دل پر بھی ایسی جھوٹی باتیں [illegible] نقش ہو جائیں گی۔ کیونکہ ان ضدی متعصبوں کی صحبت سے بُرائی کے سوائے [illegible] کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ ہاں جو جینیوں میں نیک اشخاص ہیں۔ ان سے ست سنگ وغیرہ کرنے میں کچھ بھی قباحت نہیں۔

[illegible]تھوں کی نسبت فتویٰ

دویک سار صفحہ ۵۵۔ گنگا وغیرہ تیرتھ اور کاشی وغیرہ متبرک [مق]امات کی زیارت کرنے سے عاقبت میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا اور اپنے گرنا پاٹی [illegible] اور نابو وغیرہ تیرتھ اور متبرک مقامات نجات تک دینے والے ہیں۔

۵ جو نیک آدمی ہوگا۔ وہ اس ناپائدار اور ناپاک جین مت میں کبھی نہ رہے گا۔ مترجم

محقق - یہاں غور کا مقام ہے - کہ جیسے شیو - وشنو وغیرہ کے تیرتھ اور متبرک مقام خشکی اور تری ہیں - ویسے جینیوں کے بھی ہیں - تو پھر ایک کی تعریف دوسرے کی مذمت کرنا کیوں بیوقوفی نہیں؟

جینیوں کی نجات کا بیان

رتن سار بھاگ صفحہ ۲۳ - مہاویر تیرتھنکر گوتم جی سے کہتے ہیں - کہ اوردھ لوک میں ایک مقام سدھ شلا ہے (یہ مقام) سورگ پوری کے اوپر (ہے) اور ۴۵ لاکھ یوجن لمبا اور اسی قدر چوڑا اور آٹھ یوجن بلند ہے - موتیوں کے سفید ہار اور گائے کے دودھ کی نسبت بھی زیادہ سفید ہے - اور سونے کے مانند چمکدار اور بلور سے بھی زیادہ شفاف ہے - وہ سدھ شلا چودھویں لوک کی چوٹی پر واقع ہے - اور اس سدھ شلا کے اوپر شوپور دھام ہے - اس میں مکت جیو بے سہارے رہتے ہیں - وہاں پیدا ہونا اور مرنا وغیرہ تکالیف بالکل نہیں - اور (وہاں) وہ ہمیشہ چین اڑاتے رہتے ہیں - پھر جنم مرن میں نہیں آتے - سب اعمال سے آزاد ہو جاتے ہیں - (یہ جینیوں کی مکتی ہے)

محقق - غور کرنا چاہیئے - کہ جیسے دیگر مذاہب میں بیکنٹھ - کیلاش - گولوک شری پور وغیرہ پورانکوں کے ہیں - عیسائیوں کا چوتھا آسمان - مسلمانوں کا ساتواں آسمان مکتی کے مقام لکھے ہیں - ویسے ہی جینیوں کی سدھ شلا اور شوپور بھی ہیں - جسکو جینی اونچا مانتے ہیں - وہی ان لوگوں کے واسطے جو ہمارے دوسری طرف رہتے ہیں - نیچا ہے - اوپر نیچے دراصل کوئی شئے نہیں ہے - جیسے آریہ ورت میں رہنے والے جینی اونچا مانتے ہیں - اسے امریکہ والے نیچا مانتے ہیں - اور آریہ ورت کے باشندے جسے نیچا مانتے ہیں - خواہ وہ شلا ۴۵ لاکھ سے دگنی یعنی نوّے لاکھ کوس کی بھی ہو - تو بھی وہ مکت جیو بندھن میں ہی ہے - کیونکہ اس شلا یا شوپور کے باہر نکلنے سے اُن کی مکتی دور ہو جاتی ہوگی - اور ہمیشہ وہاں رہنے کی خواہش اور اس سے باہر جانے کا خوف بھی رہتا ہوگا - اور جسمیں ہیں

رُکاوٹ۔ رغبت یا نفرت ہو اُسے مکتی کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ جیسا ہم نے مکتی کا بیان نویں باب میں کیا ہے۔ وہی درست ہے۔ جینیوں کی مکتی تو ایک قسم کا بندھن ہے۔ مکتی کے بارے میں جینی بھی مغالطہ میں پڑے ہیں۔ یہ ہے ویدوں کے صحیح معنی سمجھنے بغیر مکتی کی اصلیت کوئی نہیں جان سکتا۔

اب جینیوں کی اور تھوڑی سی ناممکن باتیں سنو

(رووبک سار صفحہ ۷۸) ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کلسوں سے مہابیر کو ولادت کے وقت اشنان کروایا گیا تھا (وویک سار صفحہ ۱۳۶) راجہ وشارن مہابیر کے درشن کرنے گیا۔ وہاں کچھ غرور کیا تو اسکا غرور توڑنے کیلئے ۱۶۷۷۷۲۱۶۰۰ اِندر کی شکل والے اور ۱۳۳۷۰۵۷۲۸۰۰۰۰۰۰۰ اندرانیاں وہاں آموجود ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر راجہ حیران رہگیا۔

محقق۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اندر اور اندرانیوں کے کھڑا رہنے کو اس زمین جیسے کتنے کرّے چاہئیں۔

شرادھ دن کرتیہ۔ آتم نندا۔ بھاؤ نا صفحہ ۳۱۔ باؤلی۔ کنواں اور تالاب نہ بنوانا چاہیئے۔

محقق۔ بھلا اگر سب آدمی جین مت کے پیرو بن جائیں۔ اور کنواں۔ تالاب باؤلی وغیرہ کوئی بھی نہ بنوائے۔ تو لوگ پانی کہاں سے پئیں؟

سوال۔ تالاب وغیرہ کے بنوانے سے جیو پڑتے ہیں۔ اس سے بنوانے والے کو گناہ ہوتا ہے۔ اسلئے ہم جینی ایسا کام نہیں کرتے۔ جواب۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی؟ جیسا چھوٹے چھوٹے جانداروں کے مرنے سے گناہ تصور کرتے ہو۔ تو بڑے بڑے جانور گائے وغیرہ چوپائے اور انسان وغیرہ جانداروں کے پانی وغیرہ سے جو ثواب ہوگا۔ اس کو خیال میں کیوں نہیں لاتے؟

(تتو وویک صفحہ ۱۹۶) شہر میں ایک نندمنی کا رسیٹھ نے ایک باؤلی بنوائی اسکا دھرم بھرشٹ ہوگیا۔ اور وہ سولہ سخت بیماریوں میں مبتلا ہوگیا مرکر اسی باؤلی

میں مینڈک بنا پڑا تھا۔ مہابیر کے درشن سے اسکو اپنے پہلے قالب کا علم ہو گیا۔ مہابیر کہتے ہیں۔ کہ میرا آنا سن کر اس نے۔ مجھے پہلے جنم کے دھرم آچاریہ جان کر نمسکار کرنے کیلئے رُخ کیا۔ پر رستے میں شرینک کے گھوڑے کے پیر تلے آ کر مر گیا۔ اور شبھ دھیان کے یوگ سے درڈر انک نامی مہردھک اقبال مند دیوتا ہوا۔ بدھی گیان (غیبی علم) سے مجھ کو یہاں آیا ہوا سمجھکر نمسکار کر کے ردّھی (طاقت) کا اظہار کر کے گیا۔

محقق۔ اس قسم کی مجنونانہ ناممکن جھوٹی باتوں کے کہنے والے مہابیر کو سب سے افضل ماننا اوّل درجہ کی بیوقوفی ہے۔

شرادھ دن کرتیہ صفحہ ۳۶۔ مرُدے کے کپڑے سادھو لے لے۔

محقق۔ دیکھئے ان کے سادھو بھی مہا برہمنوں (اچارجوں) کے مانند ہو گئے۔ بھلا کپڑے تو سادھو لے لیں۔ اُن کے زیور کون لے (غالباً) قیمتی ہونے کی وجہ سے (اجینی آپ) گھر میں ہی رکھ لیتے ہونگے۔ تو (پھر وہ) آپ کون ہوئے؟ رتن سار صفحہ ۱۰۵۔ بھوننے۔ کوٹنے۔ پینے اور روٹی پکانے وغیرہ سے پاپ ہوتا ہے۔

محقق۔ ان کی جہالت کا اور نمونہ دیکھئے۔ بھلا اگر یہ کام نہ کئے جاویں۔ تو انسان وغیرہ جاندار کیسے زندگی بسر کر سکیں؟ (اس طرح) تو جینی تکلیف پا کر مر جاوینگے۔ رتن سار صفحہ ۱۰۴۔ باغیچہ لگانے سے ایک لاکھ گناہ مالی کو ہوتا ہے۔

محقق۔ اگر مالی کو ایک لاکھ گناہ ہوتا ہے۔ تو بیشمار جانور۔ ہنوں۔ پھل۔ پھول اور سایہ سے آرام بھی پاتے ہیں۔ پھر کروڑوں گنا ثواب بھی ہوتا ہوگا۔ ثواب کو بالکل نظر انداز کر دینا کیسی اندھیر کی بات ہے۔

تنتو دویک صفحہ ۲۰۲۔ ایک دن لبدھی نامی سادھو غلطی سے بیسوا کے گھر چلا گیا۔ اور دھرم کے نام پر بھیک مانگی۔ بیسوا بولی۔ کہ یہاں دھرم کا کام نہیں ہے بلکہ دولت کا کام ہے۔ یہ سنکر لبدھی سادھو نے ساڑھے بارہ لاکھ اشرفی اُسکے

گھر میں برسادی۔

محقق۔ اس بات کو سوائے کم فہم (بیوقوف) آدمیوں کے کون سچ مانے گا؟ رتن سار بھاگ صفحہ ۶۷۔ ایک پتھر کی مورت گھوڑے پر سوار ہے۔ اسکو جہاں کہیں یاد کیا جاوے وہیں ظاہر ہو کر حفاظت کرتی ہے۔

کہو جینی جی آجکل جب تمہیں چور۔ ڈاکو۔ اور دشمن وغیرہ کا ڈر رہتا ہے۔ تو تم اُسکی یاد کرکے اپنی حفاظت کیوں نہیں کروا لیتے؟ کیوں جا بجا پولیس کی مدد لیتے ہو۔ اور کچہریوں میں مارے مارے پھرتے ہو۔

اب جینیوں کے سادھوؤں کا بیان سُنئے

सरजो हरणा भैक्षभुजो लुञ्चितमूर्द्धजाः ।
श्वेताम्बराः क्षमाशीला निःसङ्गा जैनसाधवः ॥ १ ॥
लुञ्चिता पिच्छिका हस्ता पाणिपात्रा दिगम्बराः ।
ऊर्ध्वासिनो गृहे दातुर्द्वितीयाः स्युर्जिनर्षयः ॥ २ ॥
भुङ्क्ते न केवलं न स्त्री मोक्षमेति दिगम्बरः ।
प्राहुरेषामयं भेदो महान् श्वेताम्बरैः सह ॥ ३ ॥

جن دت سوری نے جینی سادھوؤں کے بارہ میں یہ شلوک لکھے ہیں۔ چنور رکھنا اور بھیک مانگ کر کھانا۔ سر کے بال نوچ ڈالنا۔ سفید کپڑا پہننا۔ کشما (عفو) رکھنا۔ کسی کی صحبت نہ کرنا۔ ایسی علامتوں والے جینیوں کے سویت امبر سادھو ہوتے ہیں۔ اُنہیں جینی کہتے ہیں۔ (دوسرے قسم کے سادھو) دگمبر (ہیں وہ) برہنہ رہتے ہیں۔ اور سر کے بال اُکھاڑ ڈالتے ہیں۔ اُون سُوت کا جھاڑو بغل میں رکھتے ہیں۔ اگر کوئی بھیک دے تو ہاتھ میں لیکر کھا لیتے ہیں۔ تیسری قسم کے سادھو جنر شی ہیں وہ تب کھانا کھاتے ہیں۔ جب بھیک دینے والا گرہستی کھانا کھا چکے۔ دگمبروں اور شوتیامبروں میں اتنا ہی اختلاف ہے۔ کہ دگمبر عورت کے نزدیک نہیں جاتے۔ اور شوتیامبر جاتے ہیں۔ جینی اس قسم کی باتوں سے نجات کا ہونا

ملتے ہیں۔
جینیوں کا بال نوچنا تو سب جگہ مشہور ہے۔ اور پانچ مٹھی لنچن (نوچنا) کرنا وغیرہ بھی لکھا ہے۔ وویک سار بھاگ صفحہ ۲۱۶ پر لکھا ہے۔ کہ (فلاں شخص نے) پانچ مٹھی لنچن کر کے چارتر قبول کیا ہے۔ یعنی پانچ مٹھی سر کے بال اکھاڑ کر سادھو بنا (کلپ سوتر بھاشیہ صفحہ ۱۰۸) بال نوچ کر گائے کے روئیں کے مانند اپنے بال رکھنے چاہئیں۔
محقق۔ بتاؤ جینیو۔ تمہارا دیا دھرم کہاں رہا۔ کیا یہ ہنسا نہیں ہے؟ خواہ اپنے ہاتھ سے بال نوچیں۔ خواہ گورو نوچے یا کوئی اور۔ لیکن جس کے بال نوچے جاوینگے اُسے کس قدر تکلیف ہوگی؟ جیو کو تکلیف دینے کا نام ہی ہنسا ہے۔
وویک سار میں لکھا ہے۔ کہ سمت ۱۶۳۳ میں شوتیامبروں میں سے ڈھونڈیا اور ڈھونڈیوں میں سے تیرہ پنتھی وغیرہ ڈھونگی فرقے جاری ہوئے۔ ڈھونڈیے پتھر وغیرہ کے بتوں کو نہیں مانتے۔ اور وہ سوائے نہانے اور کھانے کے وقت دن رات منہ پر پٹی باندھے رکھتے ہیں۔ اور جتی وغیرہ بھی منہ پر پٹی باندھتے ہیں۔ مگر صرف کتاب پڑھنے کے وقت۔
سوال۔ منہ پر پٹی ضرور باندھنی چاہیئے۔ کیونکہ "وایو کائے" یعنی لطیف جسم والی ہوا کے کیڑے منہ کی بھاپ کی گرمی سے مر جاتے ہیں۔ اور پاپ اُسے ہوتا ہے جو منہ پر پٹی نہ باندھے اسلئے ہم منہ پر پٹی باندھنا اچھا سمجھتے ہیں۔ **جواب**۔ یہ بات خلاف عقل اور پرتیکش پرمان وغیرہ کے لحاظ سے بعید از قیاس ہے۔ کیونکہ جیو نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے۔ اور نہ کبھی مرتا ہے۔ پھر وہ منہ کی بھاپ سے کیونکر مر سکتا ہے۔ تمہارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ **سوال**۔ جیو مرتا تو نہیں۔ لیکن منہ کی گرم ہوا سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس تکلیف پہنچانے والے کو پاپ ہوتا ہے۔ اس لیے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔
جواب۔ تمہاری یہ بات بھی بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ بغیر تکلیف پہنچانے کے

کسی جیو کا گذارہ نہیں ہو سکتا - جب منہ کی ہوا سے تمہارے اعتقاد میں جیوؤں کو تکلیف پہنچتی ہے - تو چلنے پھرنے بیٹھنے ہاتھ اُٹھانے اور آنکھ وغیرہ کی حرکت سے بھی ضرور تکلیف پہنچتی ہو گی - اس لئے تم بھی جیوؤں کو تکلیف پہنچانے سے رُک نہیں سکتے - سوال - ہاں (حتی الوسع) جیوؤں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور جہاں حفاظت نہیں ہو سکتی - وہاں ہم مجبور ہیں - کیونکہ ہوا وغیرہ سب اشیاء جیوؤں سے بھری ہوئی ہیں - اگر ہم منہ پر کپڑا نہ باندھیں - تو بہت جیو مریں - کپڑا باندھنے سے کم مرتے ہیں -

جواب - یہ بات بھی تمہاری بعید از عقل ہے - کیونکہ کپڑا باندھنے سے جیوؤں کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے - جب کوئی شخص منہ پر کپڑا باندھتا ہے - تو اس کے منہ کی ہوا رُک جاتی ہے - اور نیچے کی طرف سے یا پہلوؤں کی جانب سے اور خاموشی کے وقت نتھنوں کے راستے اکٹھی ہو کر زور سے باہر نکلتی ہے - اس سے حرارت زیادہ ہو جاتی ہے - پس جیوؤں کو تمہارے عقیدہ کے مطابق زیادہ تکلیف پہنچتی ہو گی - دیکھو جیسے گھر یا کوٹھڑی کے سب دروازے اگر بند کر دیئے جائیں یا پردے ڈالے جائیں - تو اس میں زیادہ گرمی ہوتی ہے - کھلا رکھنے سے اسقدر نہیں ہوتی - ویسے ہی منہ پر کپڑا باندھنے سے حرارت زیادہ ہوتی ہے - اور کھلا رکھنے سے کم - پس تمہارے اپنے اعتقاد کے مطابق تم جیوؤں کو زیادہ تکلیف پہنچانے والے ثابت ہو گئے - اور جب منہ بند کر لیا جاتا ہے - تو نتھنوں کے راستہ ہوا اکٹھی ہو کر زور سے نکلتی ہے - وہ ضرور جیوؤں کو زیادہ زور سے دھکا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو گی - دیکھو آگ منہ کی ہوا کے پھونکنے سے اسقدر تیز نہیں ہوتی - جسقدر کہ لمبی دھونکنی کے ذریعہ چونکہ منہ کی ہوا پھیل جاتی ہے - اسلئے کمزور ہوتی ہے - اور دھونکنی کی ہوا اکٹھی ہونے کی وجہ سے زوردار ہوتی ہے - ویسے ہی منہ پر پٹی باندھنے سے ہوا رُک جاتی ہے - اور نتھنوں کے راستہ نہایت زور سے نکلکر جیوؤں کو زیادہ تکلیف پہنچاتی ہے - اسلئے منہ پر پٹی باندھنے والوں

سے نہ باندھنے والے اچھے ہیں۔ اور منہ پر پٹی باندھنے سے الفاظ کا درست تلفظ بھی نہیں ہو سکتا۔ ناک میں نہ بولنے والے حروف کو ناک میں بولنے سے تم قصوروار ہو اور منہ پر پٹی باندھنے سے بدبو بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جسم کے اندر بدبو بھری ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جسم سے جس قدر ہوا خارج ہوتی ہے۔ وہ بدبودار ہوتی ہے۔ اگر اُسے روکا جائے۔ تو بدبو بھی زیادہ ہو جائیگی۔ جیسا کہ بند پاخانہ زیادہ اور کھلا پاخانہ کم بدبودار ہوتا ہے۔ ویسے ہی منہ پر پٹی باندھنے سے اور دانت صاف نہ کرنے سے منہ نہ دھونے اور نہ نہانے اور کپڑا نہ دھونے سے تمہارے جسموں میں زیادہ بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دنیا میں بیماری پھیلتی ہے۔ اس سے جسقدر تکلیف جیوؤں کو پہنچتی ہے۔ اس کا گناہ تمہارے ذمہ ہی ہوتا ہے۔ جیسے گندگی وغیرہ میں زیادہ بدبو ہونے کی وجہ سے ہیضہ وغیرہ بہت قسم کی بیماریاں پیدا ہو کر جیوؤں کو تکلیف دیتی ہیں۔ اور کم بدبو ہونے کی وجہ سے بیماریاں بھی کم ہوتی ہیں۔ اور جیوؤں کو بہت تکلیف نہیں پہنچتی۔ پس زیادہ بدبو پھیلانے کی وجہ سے تم زیادہ قصوروار ہو۔ اور جو منہ پر پٹی نہیں باندھتے دانت صاف کرتے ہیں۔ منہ دھوتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ اور جائے رہائش اور کپڑوں کو صاف رکھتے ہیں۔ وہ تم سے بہت اچھے ہیں۔ جیسے چنڈالوں کا بدبو میں رہنے سے دماغ صاف نہیں رہتا۔ ویسا تمہاری اور تم سے ملنے جلنے والوں کی عقل بھی ناتراشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے بیماری کے غلبہ اور عقل کے کم ہونے سے دھرم کی پیروی میں رکاوٹ ہوتی ہے ویسے تمہاری اور تم سے صحبت رکھنے والوں کی بُری حالت ہوتی ہوگی۔

سوال۔ جیسا بند مکان میں جلتی آگ کے شعلے باہر نکل کر باہر کے جانداروں کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ویسے ہم بھی منہ پر پٹی باندھ اور ہوا کو روک کر باہر کے جیوؤں کو کم تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (اسی طرح) منہ پر پٹی باندھنے سے بیرونی ہوا کے جیوؤں کو تکلیف نہیں ہوتی۔ جس طرح جلتی آگ ہاتھ کی آڑ میں آکر کم اثر ڈالتی ہے۔ اور (اگر پٹی نہ باندھی جائے تو) ہوائی جانور مجسم ہونے کی وجہ سے ضرور تکلیف محسوس

کرتے ہیں۔ **جواب**۔ تمہاری یہ بات لڑکپن کی سی ہے۔ اوّل تو دیکھو۔ جہاں راستہ نہ ہونے سے اندرونی ہوا کا تعلق بیرونی ہوا کے ساتھ نہ ہو۔ وہاں آگ جل ہی نہیں سکتی اس بات کا ظاہری ثبوت چاہتے ہو۔ تو کسی فانوس کے اندر ایک چراغ روشن کر کے رکھ دو اور پھر ہوا کے سارے راستے بند کر دو تو دیکھو گے کہ چراغ اسی وقت گل ہو جاویگا۔ جس طرح زمین پر جاندار بیرونی ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ ویسے ہی آگ بھی (ہوا کے بدوں) جل نہیں سکتی۔ اگر ایک طرف سے آگ کے زور کو روکا جاوے۔ تو دوسری طرف سے بھڑک کر نکل جاویگی۔ اور ہاتھ کی آڑ ہیں (آگ کے) آ جانے سے منہ پر کم آنچ لگے گی۔ لیکن وہ آنچ ہاتھ کو زیادہ لگے گی۔ اسلئے تمہاری بات درست نہیں۔

سوال۔ یہ سب جانتے ہیں۔ کہ جب کسی بڑے آدمی کے کان میں کوئی چھوٹا آدمی بات کہتا ہے۔ تب منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھا جاتا ہے تا کہ منہ سے تھوک نکلکر اس پر نہ پڑے یا اُسے بدبو نہ آئے۔ اور جب کوئی آدمی کوئی کتاب پڑھتا ہے تو تھوک ضرور اڑ کر اس پر پڑ جاتی ہے۔ اور (کتاب کو خراب) کرتی ہے اسلئے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔ **جواب**۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ جیووں کی حفاظت کے خیال سے منہ پر پٹی باندھنا فضول ہے۔ جب کوئی بڑے آدمی سے رخیفہ بات کرتا ہے۔ تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے اسلئے ڈھانپ لیتا ہے کہ اس بات کو کوئی غیر نہ سُن لے۔ کیونکہ معمولی باتیں کرتے وقت کوئی آدمی بھی منہ پر ہاتھ یا کپڑا نہیں رکھتا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بات کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے دانت وغیرہ صاف نہ کرنے سے تمہارے منہ وغیرہ اعضا سے بہت بدبو نکلتی ہے اور جب تم کسی کے پاس یا کوئی تمہارے پاس بیٹھتا ہوگا تو سوائے بدبو پھیلنے کے اور کیا حاصل ہوتا ہوگا؟ (اسکے علاوہ) منہ کے آگے ہاتھ کی آڑ دینے یا کپڑا ڈالنے کے اور بھی بہت سے مدعا ہیں۔ مثلاً بہت لوگوں کے روبرو پوشیدہ بات کرتے وقت اگر ہاتھ یا کپڑا منہ کے آگے نہ رکھا جاوے تو دوسروں کی طرف ہوا کے پھیلنے سے آواز بھی دوسرے

کے کان تک جا پہنچے - جب دو اشخاص خلوت میں بات چیت کرتے ہیں - تو منہ کے آگے کوئی بھی ہانڈی باندھنا نہیں پڑتا - کیونکہ وہاں کوئی تیسرا شخص سننے والا نہیں ہوتا - کیا بڑے آدمیوں پر تھوک نہ گرنی اور چھوٹوں پر گرنی چاہیئے؟ اور ایسی تھوک سے تو کسی طرح بچاؤ ممکن نہیں - کیونکہ اگر ہم دور بیٹھے ہوئے بات چیت کریں - اور ہوا کا رخ ہماری طرف سے دوسروں کی طرف ہو - تو تھوک کے لطیف ذرات ہوا کے ساتھ مل کر اُسکے جسم پر ضرور گرینگے - اِس میں عیب تصور کرنا محض بے - اگر ہوا کی گرمی سے جیو مرتے ہیں - اور انکو ضرر پہنچتا ہے - تو جیٹھ اور اساڑھ کے مہینوں میں سورج کی سخت تپش سے ہوا میں رہنے والے جیووں میں سے ایک بھی نہیں بچنا چاہیئے - لیکن اس تپش سے بھی وہ جیو نہیں مر سکتے - اسلئے تمہارا یہ عقیدہ جھوٹا ہے - اگر تمہارے تیرتھنکر عالم و فاضل ہوتے - تو ایسی بیہودہ باتیں کیوں کرتے؟ دیکھو تکلیف اُن ہی جیووں کو پہنچ سکتی ہے - جن کی برتی (روحانی طاقت) سب اعضا کے ساتھ موجود ہو - اس میں یہ سند ہے

पञ्चावयवयोगात्सुखसंवित्तिः ॥ सांख्य० अ० ५। सू० २७ ॥

یہ سانکھیہ شاستر کا سوتر ہے - جب پانچوں اندریوں کا پانچ وشیوں (محسوسات) کے تعلق ہوتا ہے - تب ہی جیو رنج و راحت کو محسوس کرتا ہے - جیسے بہرے کو دشنام دہی کا - اندھے کو شکل کا یا سانپ بھیڑیا وغیرہ موذی جانوروں کی موجودگی کا شونیہ بہرتی[1] والے کو لمس کا - پینس روگ (زکام) والے کو بو کا اور شونیہ جہوا[2] کو ذائقہ کا علم نہیں ہو سکتا - اسی طرح ان جیووں کی بھی حالت ہے - دیکھو جب انسان کا جیو گہری نیند میں ہوتا ہے - تب اُسے رنج و راحت کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا کیونکہ

---

[1] ایک قسم کی بیماری جہاں جلد کو لمس محسوس کرنے کی طاقت نہیں رہتی -

[2] ایک قسم کی بیماری جس میں زبان کو ذائقہ محسوس کرنے کی طاقت نہیں رہتی -

(مترجم)

جسم میں موجود ہوتا ہے - لیکن اس کا بیرونی اشیاء کے ساتھ اس وقت تعلق نہ ہونے سے وہ رنج و راحت محسوس نہیں کر سکتا - اور جیسے طبیب یا آجکل کے ڈاکٹر منشی چیز کھلا کر یا کلوروفارم وغیرہ سنگھا کر مریض کے جسم کے اعضاء کاٹتے یا چیرتے ہیں - اور مریض کو اس وقت تکلیف محسوس نہیں ہوتی - ویسے ہی ہوا کے جانداروں یا دیگر متحرک جانوروں کو رنج و راحت محسوس نہیں ہوتا - جیسے بیہوش آدمی رنج و راحت کو محسوس نہیں کر سکتا - ویسے ہی وہ ہوا کے جاندار وغیرہ گویا نہایت ہی بیہوش ہونے کی وجہ سے رنج و راحت محسوس نہیں کر سکتے - پھر اُن کو تکلیف سے بچانے کی تدبیر بالکل فضول ہے - جب ان کو رنج و راحت کا ہونا پرتیکش نہیں - تو انوان وغیرہ (مہربانی اُن پر) کیسے عائد ہو سکتے ہیں ؟

سوال - جب اُن میں جان ہے - تو پھر اُن کو رنج و راحت کیوں نہیں ؟

جواب - بھولے بھائیو! سنو - جب تم گہری نیند میں ہوتے ہو - تب تم رنج و راحت کیوں نہیں محسوس کرتے ؟ رنج و راحت محسوس ہونے کا باعث اندریوں (حواس) اور وشیوں (محسوسات) کا تعلق ہے - ہم ابھی بیان کر آئے ہیں - کہ ڈاکٹر (کلوروفارم) سنگھا کر اعضاء کو چیرتے پھاڑتے اور کاٹتے ہیں - جیسے مریضوں کو رنج و راحت محسوس نہیں ہوتا - ویسے ہی نہایت بیہوش جیووں کو رنج و راحت کیسے محسوس ہو سکتا ہے - جبکہ وہاں محسوس کرنے کا ذریعہ کچھ بھی نہیں -

سوال - دیکھو ساگ پات اور جڑوں کو ہم نہیں کھاتے - کیونکہ ساگ پات میں بہت سے اور جڑوں میں لاانتہا جیو ہیں - اگر ہم یہ اشیاء کھائیں تو ان جیووں کو مارنے اور ایذا پہنچانے سے ہم گنہگار رہیں -

جواب - تمہاری یہ بھی جاہلانہ دلیل ہے - تازہ ساگ پات کھانے سے جیووں کا مرنا اور اُنکو ایذا کا پہنچنا تم کیسے مانتے ہو - جبکہ جیووں کو تکلیف پہنچتی ہوئی تمہیں ظاہرا معلوم نہیں ہوتی ! اگر تم دیکھتے ہو - تو ہمیں بھی دکھلاؤ - تم نہ خود ظاہرا دیکھنے ہو نہ ہمیں دکھلا سکو گے - جب پرتیکش نہیں - تو انوان - اُپمان اور شبد پرمان

بھی عائد نہیں ہو سکتے۔ جو جواب ہم پہلے دے آئے ہیں۔ وہی اس بات کا جواب ہے کیونکہ نہایت تاریکی۔ گہری نیند اور بہت نشے میں جو جیو ہیں۔ اُن کو رنج و راحت محسوس کرنیوالا ماننا تمہارے (اُن) تیرتھنکروں کی غلطی ظاہر کرتا ہے۔ کہ جنہوں نے تمہیں ایسی دلیل اور خلاف علم باتوں کی تعلیم دی ہے۔ بھلا جب مسکن کی انتہا ہے تو اس میں رہنے والے جیو کیونکر لا انتہا ہو سکتے ہیں۔ جب جیروں کی انتہا ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس میں رہنے والے جیووں کی انتہا کیوں نہیں؟ پس تمہاری یہ بات بھی غلطی پر مبنی ہے۔

سوال۔ دیکھو تم کچا پانی گرم کئے بغیر پیتے ہو۔ (اور اسلئے) بڑا گناہ کرتے ہو۔ ہماری طرح تم بھی گرم پانی پیا کرو۔

جواب۔ تمہاری یہ بات بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب تم پانی گرم کرتے ہو۔ تو سب پانی کے کیڑے مر جاتے ہونگے۔ اور اُن کے جسم بھی پانی میں جوش دیئے ہوئے ہونگے۔ پس تم گرم کردہ پانی سونف کے عرق کی مانند بن جاتا ہوگا۔ (ایسی صورت میں گویا تم اُن کا ایک آتشہ مانس (اللحم) پیتے ہو۔ پس تم بڑے گنہگار رہو۔ اور جو ٹھنڈا پانی پیتے ہیں۔ وہ نہیں۔ کیونکہ ٹھنڈا پانی پینے سے پانی کے کیڑے پیٹ میں جاکر قدرے حرارت سے سانس کے ذریعہ باہر نکل جاتے ہیں۔ اور اس طرح رنج و راحت محسوس نہیں کر سکتے۔ پس یہ گناہ کسی کو نہیں ہوتا۔

سوال۔ جیسے جیو حرارت عزیزی سے باہر نکل جاتے ہیں۔ ویسے پانی کی گرمی سے کیوں نہ نکل جاوینگے؟ جواب۔ ہاں نکل تو جاتے ہیں۔ لیکن جب تم منہ کی گرم ہوا سے جیو کا مرنا مانتے ہو۔ تو پانی گرم کرنے سے تمہارے اعتقاد کی رو سے جیو مر جائیں گے۔ یا زیادہ تکلیف پاکر نکل جائینگے۔ اور اُن کے اجسام اس پانی میں جوش دیئے جائینگے۔ پس بتاؤ۔ تم زیادہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟

سوال۔ ہم اپنے ہاتھ سے پانی گرم نہیں کرتے۔ اور نہ کسی گرہستی کو پانی گرم کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسلئے ہم گنہگار نہیں۔ جواب۔ اگر تم گرم پانی نہ لیتے۔ اور

پیتے تو گرہستی گرم کیوں کرتے؟ اس لیئے اس گناہ کے ذمہ وار تم ہی ہو۔ بلکہ زیادہ
گنہگار ہو۔ کیونکہ اگر تم کسی ایک گرہستی کو پانی گرم کرنے کا حکم کرتے۔ تو ایک ہی
جگہ پانی گرم ہوتا۔ اب وہ گرہستی اس خیال میں رہتے ہیں۔ کہ نہ جانے سادھو جی کس کے
گھر میں آئیں گے۔ اسلئے ہر ایک گرہستی اپنے گھر میں پانی گرم کر چھوڑتا ہے
(دوم) زیادہ ایندھن (کے پڑنے) اور آگ کے جلنے سے بھی متذکرہ بالا
دلائل سے کھانا پکانے درخت لگانے اور تجارت وغیرہ کے کام کرنے اور
کرانے سے تم ہی زیادہ گنہگار اور دوزخی معلوم ہوتے ہو؟ پھر جب تم پانی
گرم کرانے کے باعث اور گرم پانی پینے اور ٹھنڈا نہ پینے کی ہدائت کرنے والے
ہو۔ تو تم ہی سب سے بڑھ کر گنہگار ہو۔ اور جو تمہاری ہدائت سے کام کرتے
ہیں۔ وہ بھی گنہگار ہیں۔ بتاؤ۔ تمہاری یہ پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ یا
نہیں۔ کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں پر تو رحم کرتے ہو۔ اور غیر مذاہب والے
انسانوں کی مذمت کرتے اور انہیں نقصان پہنچاتے ہو۔ کیا یہ خفیف گناہ ہے
اگر تمہارے تیرتھنکروں کا مذہب سچا ہے۔ تو بتاؤ دنیا میں اسقدر ندیاں نالے
اور سمندر اور اس قدر کثرت سے پانی ایشور نے کیوں پیدا کیا؟ کیونکہ تمہارے
اعتقاد کے مطابق اس میں کروڑوں ہی جیو مرتے ہونگے۔ تمہارے تیرتھنکروں
نے کہ جنہیں تم ایشور مانتے ہو۔ کیوں نہ اپنی زندگی ہی میں رحم کر کے سورج کی
تپش اور بارش کو بند کر دیا۔ اور متذکرہ بالا دلائل سے ثابت ہوا۔ کہ جڑوں
میں رہنے والے جانور رنج و راحت محسوس نہیں کر سکتے۔ اور ہر حالت میں سارے
جانداروں پر رحم کرنا بھی باعث رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر سب آدمی تمہارے
اس اصول پر چلیں۔ تو چوروں ڈاکوؤں کو کوئی بھی سزا نہ دے۔ تو کسقدر گناہ پھیل
جائے؟ اس لیئے بدکاروں کو بخوبی سزا دینا اور نیکوں کی پرورش کرنا رحم ہے اور
اسکے برعکس دیا اور کشما کا خون کرنا ہے۔ کسقدر جینی دکانیں کرتے ہیں۔ کاروبار میں جھوٹ
بولتے ہیں۔ بیگانہ مال اڑاتے ہیں۔ اور عاجزوں پر ظلم وغیرہ برے کام کرتے ہیں۔ اُن کا

تدارک خاص طور پر کیوں نہیں کیا جاتا۔

اور منہ پر پٹی وغیرہ باندھنے کی ڈینگیں کیوں ماری جاتی ہیں؟ جب تم کسی کو چیلا یا چیلی بناتے ہو تب بال نوچ کر اور بہت دنوں تک انہیں بھوکا رکھ کر کے اپنے اور دوسرے کے آتما کو تکلیف دے کر ایذا رساں کیوں بنتے ہو؟ ہاتھی گھوڑے بیل اور اونٹوں پر چڑھنا اور آدمیوں سے مزدوری کرانا گناہ کیوں نہیں سمجھتے؟ جب تمہارے چیلے لچر و پوچ باتوں کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ تو تمہارے تیرتھنکر بھی درست ثابت نہیں کر سکتے۔ جب تم کتھا یا بچتے ہو۔ تب سننے والوں کے اور تمہارے عقیدہ کے مطابق جیو مرتے ہی ہونگے۔ اسلئے تم اس گناہ کے ذمہ دار کیوں نہیں؟ اس تھوڑے سے بیان سے سمجھ لینا کہ خشکی۔ تری اور ہوا کے غیر متحرک اجسام غائت درجہ کے بیہوش جاندار ہیں۔ دو رنج و راحت ہرگز محسوس نہیں کر سکتے۔

تیرتھنکروں کے قد اور عمریں

اب جینیوں کی اور بھی تھوڑی سی (عجیب وغریب) باتیں لکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ انسان کی ساڑھے تین ہاتھ کی کمان ہوتی ہے۔ اور زمانہ کا شمار جیسا کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ وہی ہیں۔

ازرتن سار حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۶۶-۱۶۷

تیرتھنکر کا نام	لمبائی کمانوں میں	عمر پورب برسوں میں
۱۔ رشبھ دیو	۵۰۰	۸۴۰۰۰۰۰
۲۔ اجت ناتھ۔	۴۵۰	۷۲۰۰۰۰۰
۳۔ سمبھو ناتھ	۴۰۰	۶۰۰۰۰۰۰
۴۔ ابھی نندن۔	۳۵۰	۵۰۰۰۰۰۰
۵۔ سومتی ناتھ۔	۳۰۰	۴۰۰۰۰۰۰
۶۔ پدم پربھ	۱۴۰	۳۰۰۰۰۰۰

تیرتھنکر کا نام	لمبائی کمانوں میں	عمر پورب برسوں میں
۷- پارس ناتھ	۲۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
۸- چندر پربھا	۱۵۰	۱۰۰۰۰۰۰
۹- سودھی ناتھ	۱۰۰	۲۰۰۰۰۰
۱۰- شیتل ناتھ	۹۰	۱۰۰۰۰۰
۱۱- شریبیانس ناتھ	۸۰	۸۴۰۰۰۰۰
۱۲- اسوپوجیہ سوامی	۷۰	۷۲۰۰۰۰۰
۱۳- ومل ناتھ	۶۰	۶۰۰۰۰۰۰
۱۴- اننت ناتھ	۵۰	۳۰۰۰۰۰۰
۱۵- دھرم ناتھ	۴۵	۱۰۰۰۰۰۰
۱۶- شانتی ناتھ	۴۰	۱۰۰۰۰۰
۱۷- کونتھو ناتھ	۳۵	۹۵۰۰۰
۱۸- ارناتھ	۳۰	۸۴۰۰۰
۱۹- ملی ناتھ	۲۵	۵۵۰۰۰
۲۰- منی سورت	۲۰	۳۰۰۰۰
۲۱- نمی ناتھ	۱۴	۱۰۰۰۰
۲۲- نیمی ناتھ	۱۰	۱۰۰۰
۲۳- پارس ناتھ ثانی	۹ ہاتھ	۱۰۰
۲۴- مہابیر سوامی	۷ ہاتھ	۷۲

یہ چوبیس تیرتھنکر جینیوں کے مذہب کے بانی، آچاریہ اور گورو ہیں۔ انہیں کو تیرتھنکر پرمیشور مانتے ہیں۔ اور یہ سب موکش پا گئے ہیں۔ بدھی مانوں دانشمندوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اس قدر بڑے جسم اور اس قدر دراز عمر میں انسان کی ہرگز

کبھی ممکن ہے۔ اِس زمین پر ایسے بہت ہی تھوڑے آدمی رہائش کر سکتے ہیں جینیوں کے انہی گپوڑوں کو دے کر پورانکوں نے بھی ایک لاکھ دس ہزار اور ایک ہزار برس کی عمریں لکھی ہیں۔ (جب وہ بھی) ناممکن ہیں۔ تو جینیوں کی بات کب ممکن ہو سکتی ہے۔

جینیوں کی مزید بے سر دپا باتیں

اب اور سُنیئے کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۔ ناگ گیت نے گاؤں کے برابر ایک پتھر کو اُنگلی پر دھر لیا۔ کلپ بھاشیہ صفحہ ۳۵ مہابیر نے انگوٹھے سے زمین کو دبایا۔ تو اُس سے شیش ناگ کانپ اُٹھا۔ کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۶۔ مہابیر کو سانپ نے کاٹا۔ بجائے خون کے دودھ نکلا۔ اور وہ سانپ آٹھویں بہشت کو گیا۔ کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۷۔ مہابیر کے پاؤں پر کھیر پکائی گئی۔ اور پھر بھی پاؤں نہ جلے۔ کلپ بھاشیہ صفحہ ۱۶۔ چھوٹے سے کوزہ میں اونٹ سما گیا۔ رتن سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۴۔ جسم کی میل نہ اُتارنی چاہیئے۔ اور نہ ہی کھاج کرنی چاہیئے۔ دویک سار بھاگ پہلا صفحہ ۱۵ جینیوں کے ایک دم سار سادھو نے غصہ میں آکر دویک جنگ سوتر پڑھ کر ایک شہر میں آگ لگا دی۔ وہ مہابیر تیرتھنکر کا بہت عزیز تھا۔ دویک سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۲۷۔ راجہ کے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے۔ دویک سار بھاگ اوّل صفحہ ۲۲۷۔ ایک بیسوا اسمات کوشا نے تھالی میں سرسوں کا ڈھیر لگا کر اسکو پھولوں سے ڈھانپ دیا۔ اور اس پر سوئی لگا کر سوئی پہ خوب ناچی۔ لیکن سوئی پاؤں میں نہ چبھنے پائی۔ اور سرسوں کا ڈھیر بھی منتشر نہ ہوا۔ تو دویک صفحہ ۲۲۸ اسی کوشا بیسوا کے ساتھ ایک ستھول منی نے بارہ برس تک جماع کیا۔ اور بعد میں دیکشا لے کر (یعنی جینی دھرم میں آکر) سدگتی (نجات) کو حاصل کیا۔ اور وہ بیسوا بھی جین دھرم پر قائم رہ کر سدگتی پا گئی۔ دویک سار حصہ اوّل صفحہ ۱۸۵۔ ایک سدھ کی جھولی پانچ سو اشرفیاں ایک دلبش کو ہمیشہ دیتی ہی۔ دویک سار حصہ اوّل صفحہ ۲۲۸۔ زور آور کے حکم سے۔ دیوتا کے حکم

سے گھنے جنگل میں گذارہ کرنے کی خاطر گورو - ماں - باپ - کل اچارج - ذات برادری کے آدمی اور دھرم کی تعلیم دینے والے کی رکاوٹ سے دھرم میں خلل آنے پر بھی دھرم میں فرق نہیں آتا -

محقق - دیکھئے - ان کی بحر یوتج باتیں - کیا کوئی آدمی گاؤں کے برابر پتھر کو انگلی پر اٹھا سکتا ہے - (۱) اور کیا کبھی زمین انگوٹھے سے دب سکتی ہے (۲) اور جب کوئی سنیشنا گ ہی نہیں - تو کاٹنے کا کون ؟ (۳) بھلا کبھی کسی نے جسم کے (کسی عضو) کے کٹنے سے دودھ نکلتے دیکھا ہے ؟ یہ تو اندر جال کا تماشہ ہوا - کاٹنے والا سانپ تو بہشت کو گیا - اور مہاتما شری کرشن وغیرہ نرک دوزخ کو گئے - یہ کیسی جھوٹی بات ہے ؟ (۴) جب مہاویر کے پاؤں پر کھیر لگائی گئی - تب اس کے پاؤں کیوں نہ جل گئے - (۵) بھلا چھوٹے سے برتن میں بھی اونٹ آسکتا ہے ؟ جن کے جسم کی میل نہیں اتاری جاتی اور نہ ہی کھاج کی جاتی ہے وہ یدیہ کے دوزخ عظیم کا عذاب جھیلتے ہونگے - (۶) جس سادھو نے شہر جلایا - اس کا رحم اور کشما کہاں گئی - (۷) جب مہاویر کے سنگت سے بھی اس کا آتما پاک نہ ہوا تو اب مہاویر کی موت کے بعد اس کی پناہ لینے سے جینی کب پاک ہو سکتے ہیں - (۸) راجہ کا حکم ماننا چاہیئے - لیکن جینی بنیئے ہیں - اس لئے راجہ کے خوف سے یہ لکھ دیا ہوگا - (۹) کوشا بیسوا کا جسم خواہ کتنا ہی ہلکا ہو - تو بھی سرسوں کے ڈھیر میں گڑھی ہوئی سوئی پر اس کا ناچنا اور سوئی کا نہ چبھنا اور نہ ہی سرسوں کا منتشر ہونا پرلے درجے کا جھوٹ نہیں تو کیا ہے - (۱۰) دھرم کسی شخص کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑنا چاہیئے - خواہ کچھ ہی ہو جائے - (۱۱) بھلا چھولی ہوا ایک قسم کا کپڑا ہے اس میں سے پانچ سو اشرفیاں ہمیشہ کیسے برآمد ہو سکتی ہیں - اگر ایسی ایسی ناممکن کہانیاں جینیوں کی لکھی جائیں - تو ان کی تھوتھی پوتھیوں کی طرح ایک ضخیم کتاب بن جائے - اسلیئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سوائے محدود سے چند باتوں کے باقی ان کی کتب میں جھوٹ ہی جھوٹ بھرا پڑا ہے - دیکھئے

दोससि दोरवि पढमे । दुगुणा लवणं मिधाय ईसं मे । वार ।
ससस्सि वारसरवि । तत्यभि इनि दिट ससि रविणो ॥
प्रकरण० भा० ४ । संग्रहणी सूत्र ७७ ॥

جنینیوں کا جغرافیہ جمبودیپ لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کا ہے۔ دو یپوں میں یہ پہلا دویپ کہلاتا ہے۔ اس میں دو چاند اور دو سورج ہیں۔ اور ایسے ہی لون سمندر (نمک کا سمندر) ہیں اس سے دگنے یعنی چار چاند اور چار سورج ہیں۔ اور دھات کی کھنڈ میں بارہ چاند اور بارہ سورج ہیں۔ اور ان کے سہ چند یعنی چھتیس کے ساتھ دو دو جمبودیپ کے اور چار چار لون سمندر کے ملکر چاند اور سورج ملکر کل بیالیس چاند اور بیالیس سورج کالودھی سمندر میں ہیں۔ اسی طرح اگلے دویپ اور سمندر میں مندرجہ بالا طریق سے ۴۲ کے سہ چند یعنی ۱۲۶ میں دھات کی کھنڈ کے بارہ لون سمندر کے چار۔ جمبودیپ کے دو دو چاند اور سورج ملکر ایکسو چوالیس کل چاند اور ایک سو چوالیس سورج پشکر دیپ میں ہیں۔ یہ شمار اس آدھی دنیا کا ہے۔ جس میں انسان رہتے ہیں۔ لیکن جہاں انسان نہیں رہتے۔ وہاں بہت سے چاند اور بہت سے سورج ہیں۔ اور پچھلے نصف پشکر دویپ میں جو بہت سے چاند اور سورج ہیں۔ وہ ساکن ہیں۔ مندرجہ بالا طریق سے ایک سو چوالیس کے سہ چند چار سو بتیس میں جمبودیپ کے دو لون سمندر کے چار دھات کی کھنڈ کے بارہ اور کالودھی کے بیالیس بیالیس چاند اور سورج مل کر کل ۴ سو بانوے چاند اور چار سو بانوے سورج پشکر سمندر میں ہیں۔ یہ باتیں شری جن بھدر گنی کشما شرمن نے بڑی "سنگھینی"۔ "یوتیس کرنڈک پینا"۔ "چند پنتی" اور "سور پنتی" وغیرہ اعلیٰ کتب مقدسہ میں بیان کی ہیں۔

محقق - علم جغرافیہ اور ہیئت کے جاننے والے صاحبان بتاویں۔ کہ ایک زمین کے اوپر ایک حساب سے چار سو بانوے اور دوسرے حساب سے بیشمار چاند اور

سورج جینی مانتے ہیں - آپ کی خوش قسمتی ہے - کہ آپ نے ویدمت کے مطابق سورج سدہانت وغیرہ جوتش کی کتب کے مطالعہ سے جغرافیہ اور ہیئت کے علم سے ٹھیک ٹھیک واقفیت حاصل کی ہے - اگر تم کہیں جینیوں کی تاریکی اور جہالت میں رہتے تو زندگی بھر جینیوں کی طرح دھکے کھاتے پھرتے ان جہلا کو یہ خام خیال پیدا ہوا ہوگا - کہ جمبودیپ میں ایک چاند اور سورج سے کام نہیں چلتا - کیونکہ اتنی بڑی زمین کے حصہ پر چاند اور سورج بارہ گھنٹوں میں کیسے ظاہر ہو سکتے ہیں - یہ لوگ چونکہ زمین کو سورج وغیرہ سے بھی بڑا مانتے ہیں - اسلئے اس غلطی میں پڑے ہیں -

दो ससि दो रवि पंतो एगंतरियाछ्र सट्ठिसंखाया । मेरुंपया
हिणंता । माणुसखित्ते परिअडंति । प्रक० भा० ४ ।
संग्रहसू० ७६ ॥

انسانی دنیا کے چاند اور سورج کی قطاروں کا شمار کرتے ہیں - دو چاند اور دو سورج کی قطاریں ہیں - ایک دوسرے سے لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس کے فاصلہ پر حرکت کرتی ہے - جیسے سورج کی قطار سے فاصلہ پر ایک چاند کی قطار رہے - ویسے ہی چاند کی قطار سے فاصلہ پر سورج کی قطار رہے - اس طرح چار قطاریں ہیں ہر ایک چاند کی قطاریں ۶۶ چاند اور ایک سو سورج کی قطاریں چھیاسٹھ سورج ہیں - یہ چاروں قطاریں جمبودیپ کے کوہ میرو کے ارد گرد گردش کرتی ہوئیں انسانی دنیا پر دورہ کرتی ہیں - یعنی جس وقت جمبودیپ کے کوہ میرو سے ایک سورج جنوب کی جانب جاتا ہے - اس وقت دوسرا سورج شمال کی جانب حرکت کرتا ہے ویسے ہی لون سمندر کی ہر ایک طرف میں دو دو سورج دھات کی کھنڈ میں چھ چھ کالودہی میں اکیس اکیس پشکرارده میں چھتیس چھتیس یعنی چھیاسٹھ سورج جنوب کی جانب اور چھیاسٹھ سورج شمال کی جانب اپنی اپنی ترتیب سے گردش کرتے ہیں - ان دونوں اطراف کے سارے سورج مل کر ایک سو بتیس سورج اور ایسے ہی دونوں طرف سے

چاند مل کر ایک سو تیس چاند انسانی دنیا پر گردش کرتے ہیں۔ اسی طرح چاندوں کے ساتھ نکشتر (ستاروں وغیرہ) کی بھی قطاریں بہت سی جاننی چاہئیں۔

محقق - اس زمین پر ایک سو تیس سورج اور ایک سو تیس چاند جینیوں کے گھر پر روشن ہونگے۔ اس قدر سورجوں کی تپش سے جینی کیونکر زندہ ہیں؟ اور رات کو سردی کے مارے اکڑ کیوں نہیں جاتے۔ اس قسم کی ناممکن باتوں پر وہی یقین کرتے ہیں۔ جو علم جغرافیہ اور علم ہیئت سے بے بہرہ ہیں۔ جب ایک سورج اس زمین جیسے بہت سے کروں کو منور کرتا ہے۔ تو اس ایک چھوٹی سی دنیا کا ذکر ہی کیا ہے۔ اگر زمین گردش نہ کرے۔ اور سورج زمین کے چاروں طرف نہ گھومے۔ تو کئی ایک برسوں کا دن اور رات ہو۔

سمیرو ہمالیہ پربت کا ہی نام ہے۔ اور کوئی پہاڑ نہیں۔ اس پہاڑ کی سورج کے مقابل ایسی بھی حیثیت نہیں۔ جیسی گھڑے کے مقابل رائی کے دانہ کی۔ ان علمی باتوں سے جینی اس وقت تک بے بہرہ رہینگے۔ جبتک کہ وہ جین مذہب میں ہیں۔

समत्तचरण सहिया सव्वंलोगं फुसे निरवसेसं ।
सत्तयचउदसभाए पंचयसुपदेसविरइए ॥
प्रकरण० भा० ४ । संग्रहसू० १३५ ॥

(جینیوں کا شوپور لوک)

سمیک[1] چارتہ والے کیولی[2] صرف سمدگھات اوستھا سے کل ۱۴ راج لوکوں میں اپنے آتم پردیش کے ذریعہ گردش کرینگے۔

محقق - جینیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ چودہ راج ہیں چودھویں راج کی چوٹی پر سروارتھ سدھی بمان ہے۔ اس کی جھنڈی کے اوپر تھوڑے فاصلہ پر سدھ شلا اور دویہ آکاش ہے۔ اسے شوپور کہتے ہیں۔ اس میں کیولی جیو یعنی وہ جیو جنہیں کیول

---

[1] نیک چلن۔ [2] مکت (نجات یافتہ) (مترجم)

گیان ۔ ہمہ دانی اور کامل پاکیزگی حاصل ہوئی ہے ۔ جاتے ہیں ۔ اور اپنے آتم پرویش میں ہمہ دان بنتے ہیں ۔ جنکا پرویش ہوتا ہے ۔ وہ وبھو (سب جگہ موجود) نہیں ہو سکتا ۔ (اور نہ ہی) ہمہ دان اور کیول گیانی ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ جس کا آتما ایک دیشی (محدود) ہے ۔ وہی متحرک ۔ بدھ یا مکت گیانی یا اگیانی ہو سکتا ہے ۔ اور ہر جا موجود اور ہمہ دان کیسے نہیں ہو سکتا؟ جینیوں کے جو تیرتھنکر جیو روپ الپ اور الپگیہ ہو کر یہاں رہتے تھے ۔ وہ ہر جا موجود اور ہمہ دان کبھی نہیں ہو سکتے ۔ (افسوس) کہ جو پرماتما ۔ ازلی ۔ ابدی ۔ سب جگہ موجود ۔ ہمہ دان ۔ پاک اور علیم ہے ۔ اور جس پر ہمہ دانی وغیرہ صفات پوری پوری حاوی ہوتی ہیں ۔ اُسے جینی نہیں مانتے ۔

गब्भनरति पलियाऊ । तिगाउ उक्कोसेन जहन्नरण ।
मुच्छिम दुहावि अन्तमुहु । अङ्गुल असंख भागतरणु ॥२४१॥

جین مت میں انسانی عمر اور قد

(معنی) دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ۔ ایک گربھج یعنی حمل سے پیدا ہونے والے دوسرے وہ جو حمل سے پیدا نہ ہوں ۔ حمل سے پیدا ہونے والے انسان کی عمر زیادہ سے زیادہ تین پلیوپم جاننی چاہیئے ۔ اور اس کا جسم تین کوس لمبا ۔

محقق ۔ پلیوپم عمر والے اور تین کوس لمبے جسم والے انسان اس زمین پر کس قدر سما سکیں گے؟ اور پھر تین پلیوپم کا زمانہ جیسا کہ پہلے لکھ چکے ہیں ۔ اتنا ہے ۔ کہ اگر وہ تب تک زندہ رہیں ۔ تو ان کی اولاد بھی ان کے مانند تین کوس لمبی جسم والی ہونی چاہیئے ۔ گویا ممبئی جیسے شہر میں دو اور کلکتہ جیسے شہر میں تین یا چار آدمی بود و باش کر سکیں ۔ اگر یہی بات ہے ۔ تو جینیوں کا بیان کردہ شہر جہاں لاکھوں آدمیوں کا ہونا لکھا ہے ۔ لاکھوں کوس لمبا چوڑا ہونا چاہیئے ۔ اس طرح تو تمام زمین پر ایک شہر بھی آباد نہ ہو سکیگا ۔

पणया ललरकोयरण । विरकंभा सिद्धिशिलकालिहाविमला ।
तदुवरि गजोयणंते लोगन्तो तच्छे सिद्धठिई ॥ २५८ ॥

(جینیوں کا مقام مکتی)

جو سرب ارتھ سدھی ونمان کی جھنڈی سے اوپر بارہ یوجن کے فاصلہ پر سدھ شلا ہے وہ واسطا (لمبائی) اور چھتابیس (چوڑائی) اور پول پن (بلندی) میں ۴۵ لاکھ یوجن کا اندازہ رکھتی ہے۔ وہ سب سفید۔ چمکدار سنہری بلور کے مانند شفاف سدھ شلا کی سطح ہے۔ بعض اُسے "ایشٹ" اور پراگ بھرا ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ سرب ارتھ سدھ شلا ونمان سے بارہ یوجن الوک (پرلوک) بھی ہے۔ یہ راز کیولی تیرتھ (مکت جیو) جانتا ہے۔ یہ شدھ شلا سرب ارتھ کے وسطی حصہ میں آٹھ یوجن سٹھول ہے۔ وہاں سے چاروں اطراف اوپر اور وسطی اطراف میں کم ہوتی ہوتی مکھی کے پر کے برابر پتلی (ہو گئی ہے) اسکی سطح اوپر چھتر (سایہ بان) کے مشابہ ہے۔ اس شلا سے اوپر ایک یوجن کے فاصلہ پر لوکانت ہے۔ وہ سدھوں کی جائے قیام ہے (۲۵۸)

محقق۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ جینیوں کی مکتی کا مقام سرب ارتھ سدھی ونمان کی جھنڈی کے اوپر پینتالیس لاکھ یوجن کی شلا ہے۔ خواہ ایسی اچھی اور شفاف ہو۔ تاہم اس میں رہنے والے مکت جیو ایک طرح سے بدھ ہیں۔ کیونکہ اس شلا سے باہر نکلنے کی حالت میں مکتی کی راحت سے محروم ہو جاتے ہونگے۔ اُن تک تو ہوا بھی نہ پہنچتی ہوگی۔ یہ بات صرف فرضی ہے۔ اور جہلا کو دام تزویر میں پھنسانے کیلئے گھڑی گئی ہے۔

बितिचउरिं दिम शरीरं। बार सजोयणाति कोसच उक्कोरां
जोयणसहस पणिंदिय। उह वुच्छन्ति विसेसंतु ॥
प्रकरण० भी० ४। संग्रहसू० २६७

جانوروں کے قد وقامت

اصولی طور پر ایک اندری والا جسم ایک ہزار یوجن لمبا سب سے افضل جاننا چاہیئے اور دو اندریوں والے سنکھ وغیرہ کا جسم بارہ یوجن لمبا جاننا چاہیئے۔ اور چار

اندریوں والے کھنورا وغیرہ کا جسم چار کوس کا اور پانچ اندریوں کا ایک ہزار یوجن یعنی چار ہزار کوس کا جسم جاننا چاہیئے۔

تحقیق ۔ چار چار ہزار کوس لمبے جسموں والے جاندار اگر سچ مچ ہوں ۔ تو ساری زمین میں بہت تھوڑے آدمی سما سکیں ۔ یعنی سینکڑوں آدمیوں سے ہی زمین پر ہو جائے ۔ اور کسی کیلئے چلنے پھرنے کو جگہ نہ رہے ۔ پھر (اگر ایسی تحریر کرنے والے) جینیوں سے یعنی سینکڑوں آدمیوں سے ہی زمین پُر ہو جائے ۔ اور کسی کیلئے چلنے پھرنے کی جگہ نہ رہے ۔ پھر (اگر ایسی تحریر کرنے والے) جینیوں سے رہنے کا ٹھکانہ اور راستہ پوچھیں ۔ (تو وہ کیا بتائینگے) اور پھر کیا اُنہیں اپنے گھر میں رکھ لینگے ۔ مگر چار ہزار کوس لمبے جسم والے کی رہائش کیلئے بتیس ہزار کوس کا گھر بھی چاہیئے ۔ ایسا ایک گھر تو جینیوں کی ساری دولت صرف ہونے پر بھی تیار نہ ہو سکیگا ۔ اتنے بڑے گھر کی آٹھ ہزار کوس لمبی چوڑی چھت کیلئے شہتیر کہاں سے آوینگے ۔ اور اگر اس میں ستون لگائے جاویں ۔ تو وہ اندر ہی اندر داخل ہی نہیں ہو سکینگے اسلیئے یہ سب گپوڑے ہیں ۔

ते थूला पल्ले विहुसं खिज्जाचे वहुत्ति सव्वेत्ति ।
तेइक्किक असंखे । सुहुम खम्मे पकप्पेह ॥
प्रकरण० भा० ४ । लघुक्षेत्र । समासप्रकरण मू० ४ ॥

جینیوں کا نرالا شمار اگر مذکورہ بالا انگل بھر لوم کے ٹکڑوں سے چار مکعب کوس کا کنواں بھرا جائے ۔ تو سب ٹکڑے مل کر ۲ لاکھ ۷ ۹ ہزار ایک سو باون ہونگے ۔ اور زیادہ سے زیادہ ۳۳۰۷۲۲۱۰۴ ۲۴۶۵۶۲۵ و۴۲۱۹۹۶۰ و۹۷۵۳۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ دانگلا گھن یوجن بلیوپم (مکعب) میں سارے موٹے لوم کے ٹکڑوں کی گنتی پوری ہوتی ۔ یہی سنکھیات کال ہوتا ہے ۔ مذکورہ بالا ایک لوم کے ٹکڑے کے سنکھیات ٹکڑوں کا تصور دل میں باندھنے سے اسنکھیات سوکشم دوما گو (لطیف بالوں کے ذرّے) ہوتے ہیں ۔

محقق - اب ان کے شمار کا طریق دیکھئے - ایک انگلی بھر لوم کے کتنے حصے کئے ہیں کبھی یہ بھی شمار میں آ سکتے ہیں؟ پھر دل میں ان کے بے شمار حصے فرض کرتے ہیں یاس سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ مذکورہ بالا حصے ہاتھ سے کئے ہونگے - کیونکہ جب ہاتھ سے نہ ہوسکے - تب دل میں فرض کئے - بھلا یہ کب ممکن ہے - کہ انگلی بھر لوم کے بیشمار حصے ہوسکیں -

जंबूदीपपमाणं गुलजोयणलरक वट्टविरकंभो । लव णाईयासेसा । वलया भादुगुणदुगुणाय ॥

प्रकरण० भा० ४ । लघु सूत्र० १२ ॥

مزید جغرافیہ دانی | اول جمبودیپ کا پیمانہ لاکھ یوجن ہے - اور اسی قدر اس کی بلندی اور باقی لون وغیرہ سات سمندر اور سات دویپوں میں سے ہر ایک یکے بعد دیگرے دگنا ہے اس ساری زمین پر جمبودیپ وغیرہ سات دویپ اور سات سمندر ہیں - جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے -

محقق - اب حساب کیجئے - دوسرا دویپ دو لاکھ یوجن - تیسرا چار لاکھ - چوتھا آٹھ لاکھ پانچواں ۱۶ - لاکھ - چھٹا بتیس لاکھ - اور ساتواں چونسٹھ لاکھ یوجن ہے - اب بتلیئے - کہ اتنے بڑے دویپ اور ان سے بھی بڑے سمندر اس ۲۵ ہزار میل محیط والی زمین پر کیونکر سما سکتے ہیں؟ پس یہ بات بالکل لغو ہے -

कुरुनइचुलसी सहसा छच्चेवन्तनरई उपइ विजयं । दोदो महानईउ । चनुदस सहसा उपत्तेयं ॥

प्रकरणरत्ना० भा० ४ । लघुक्षेत्रसमा० सू० ६३ ॥

کوروکشیتر میں ۸۴۰۰۰ ندیاں ہیں -

محقق - کوروکشیتر کا تو چھوٹا سا علاقہ ہے - اسے دیکھے بغیر ایک جھوٹی بات گھڑتے ہوئے بھی جینیوں کو شرم نہ آئی -

यमुत्तरा उताउ । इगेग सिंहासणाउ अइब्बं । चउ

सु विलास निश्चासरा, दिसि भवजिरा मझगं होई ॥
प्रकरणरत्नाकर भा० । लघुसंग्रहसमा ० ४ । सू० २२६ ॥

جاننا چاہیئے - کہ اس شلا کے عین جنوب اور شمال میں ایک ایک سنگھاسن ہے ان شلاؤں کے نام جنوب کی سمت پانڈو کمبل شمال کی سمت - ان سنگھاسنوں پر تیرتھنکر بیٹھے ہیں -

محقق - دیکھیئے ان تیرتھنکروں کی سالگرہ کا جشن منانے والے شلا کو - ایسی ہی مکتی کی سِدّھ شلا ہے - اسی طرح ان کی بہت سی مبہم باتیں ہیں - کہاں تک لکھتے جائیں - لیکن پانی چھان کر پینا چھوٹے چھوٹے جانوروں پر برائے نام رحم کرنا رات کو کھانا نہ کھانا یہ تین باتیں (دیکھا) اچھی ہیں - باقی ان کی ساری تحریریں ناممکنات سے پُر ہیں - اتنے ہی سے دانا لوگ بہت کچھ سمجھ لیں گے - (مشتے نمونہ از خروارے) اور اگر ان کی ساری ناممکن باتیں لکھی جائیں - تو ایک ایسی ضخیم کتاب بن جائے - جو کوئی عمر بھر میں بھی نہ پڑھ سکے - عقلمندوں کے واسطے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ؛

آگے دین عیسوی کا بیان کیا جائے گا ؛-

تیرھواں باب

دین عیسوی کے بیان میں

مقدمہ

بائیبل کا مذہب صرف عیسائیوں کا ہی (مذہب) نہیں۔ بلکہ یہودیوں کا بھی ہے۔ تیرھواں باب جو ہم نے دین عیسوی کے بیان میں لکھا ہے۔ (اس میں عیسائی اور یہودی دونوں شامل ہیں۔ کیونکہ) آجکل بائیبل کے پیرو عیسائی اعلیٰ اور یہودی ادنیٰ بن رہے ہیں۔ اعلیٰ کو لینے سے ادنیٰ بھی اس میں آجاتا ہے (مثل ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں) پس عیسائیوں کے بیان میں یہودیوں کو بھی شامل سمجھنا چاہیئے۔

جو کچھ اس باب میں لکھیں گے۔ وہ صرف بائیبل پر مبنی (کہ) جس کو عیسائی اور یہودی وغیرہ سب مانتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی بنا سمجھتے ہیں۔

بائیبل کے بہت سے ترجمے بڑے بڑے پادریوں نے کئے ہیں۔ ان میں ہندی اور سنسکرت ترجمے دیکھ کر مجھے بائیبل کی نسبت بہت سے شکوک پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے عام لوگوں کے غور و فکر کیلئے چند ایک اس تیرھویں باب میں درج کئے جاتے ہیں۔

یہ تحریر صرف راستی کے قائم اور جھوٹ کے دور کرنے کی خاطر ہے۔ نہ کہ

کسی کا دل دکھانے یا ایذا پہنچانے یا جھوٹی عیب جوئی کرنے کی خاطر۔ چنانچہ یہ مقصد ذیل کی تحریر سے سب پر واضح ہو جائے گا۔ اور بائیبل کی ماہیت اور عیسائی مذہب کی اصلیت بھی معلوم ہو جائیگی۔ اس تحریر کا یہی مدعا ہے۔ کہ کل نوع انسان کو دیکھنے سننے۔ لکھنے وغیرہ میں سہولیت ہو۔ اور معتقد او معترض بیکر سب لوگ غور کر کے عیسائی مذہب کی چھان بین کر سکیں۔ اس سے ایک اور یہ بھی فائدہ ہو گا۔ کہ لوگوں کی مذہبی واقفیت بڑھیگی۔ اور انہیں سچے جھوٹے مذہب اور امر و نہی کے متعلق بخوبی علم ہو جائیگا۔ اور اس طرح (ان کیلئے) سچائی اور اوامر کا اختیار کرنا اور جھوٹ اور نواہی کا ترک کرنا آسان ہو جائیگا۔

سب کے لئے واجب ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی کتب مقدسہ کا مطالعہ کر کے تحریر یا تقریر کے ذریعہ موافقت یا مخالفت ظاہر کریں۔ (اور اگر خود مطالعہ نہ کر سکیں تو) دوسروں سے سنا کریں۔ کیونکہ جس طرح پڑھنے سے آدمی عالم ہوتا ہے ویسا سننے سے (بھی ہوتا ہے) اگر سننے والا دوسرے کو سمجھا نہ سکے گا۔ تو خود تو سمجھ لیگا۔ جو لوگ تعصب کی گاڑی پر سوار ہو کر بیٹھتے ہیں۔ وہ نہ اپنے اور نہ دوسروں کے عیب اور ہنر دل کو دیکھ سکتے ہیں۔ آدمی کا روح سچ اور جھوٹ کے تصفیہ کی پوری طاقت رکھتا ہے۔ (اس کا) جسقدر اپنا پڑھا سنا علم ہوتا ہے۔ وہ اسی قدر علمی تحقیقات کر سکتا ہے۔ اگر ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب والوں

نوٹ۔ اس باب میں جو آیتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ اس بائیبل سے نقل کیگئی ہیں۔ جو امریکن مشن پریس لدھیانہ میں ۱۸۸۵ء میں چھپی تھی۔ اور آیتوں میں جو الفاظ خط وحدانی میں دیئے گئے ہیں۔ وہ ارفن سکول مرزا پور کی بائیبل سے جو ۱۸۵۵ء میں چھپی تھی لئے گئے ہیں اور جن الفاظ پر خط دیا گیا ہے وہ پرانی بائیبل میں نہیں ہیں۔ ایسا کرنے کا ظاہر کرنیکے واسطے ہے کہ بائیبل کے ترجموں میں کہاں تک درستی کی جا رہی ہے۔ خط وحدانی میں وہ الفاظ دیئے ہیں جن کے بدلنے سے مطلب میں کچھ فرق آ گیا ہے۔ بس عبادت کے بدلنے سے نفس مضمون میں فرق نہیں آیا وہ نظر انداز کیگئی ہیں۔ یہ بھی واضح ہو کہ صرف انہی آیتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے جو باب ہذا میں درج ہیں۔ (مترجم)

کے عقائد کو جانیں اور دوسرے نہ جانیں۔ تو اچھی طرح مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جہلا مغالطہ کے گڑھے میں گر جاتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر اس کتاب میں کل موجودہ مذاہب کا تھوڑا تھوڑا بیان کر دیا ہے۔ اس ہی سے باقی باتیں بھی قیاس میں آسکتی ہیں۔ کہ آیا وہ سچی ہیں یا جھوٹی۔

جو بات سچی ہے۔ سب کیلئے قابل تسلیم ہے۔ وہ تو سب مذاہب میں یکساں ہے۔ جھگڑا جھوٹی باتوں کے متعلق ہوا کرتا ہے۔ یا ایک سچا اور دوسرا جھوٹا ہو۔ تو بھی ایک حد تک مباحثہ چلتا ہے۔ اگر بحث کرنے والے سچ جھوٹ کے فاصلہ کی نیت سے مباحثہ کریں۔ تو ضرور فیصلہ ہو جائے۔ اب میں تیرھویں باب میں عیسائی مذہب کے متعلق کچھ تھوڑا سا لکھ کر سب کے پیش کرتا ہوں۔ تا کہ (وہ) خود غور کر کے نتیجہ نکالیں۔

اعلیٰ دانشمندوں کیلئے طوالت تحریر کی ضرورت نہیں۔

دین عیسوی اب دین عیسوی کے بارے لکھتے ہیں۔ تاکہ سب پر ظاہر ہو جائے۔ کہ آیا عیسائیوں کا مذہب غلطی سے مبرا اور انکی بائبل خدا کا کلام ہے یا نہیں؟ پہلے توریت کا بیان کیا جاتا ہے۔

پیدائش کی کتاب

(۱) ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین ویران[۱] اور سنسان تھی۔ اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں[۲] (پانی) پر جنبش کرتی تھی۔ باب اول۔ آیت ۱-۲۔

[۱] ہندی بائبل میں لفظ سنسان کے بجائے لفظ بے ڈول استعمال کیا گیا ہے جو انگریزی لفظ "آؤٹ آف فارم" کا صحیح ترجمہ ہے۔ (مترجم)

[۲] لفظ پانی کے بجائے "پانیوں" غالباً اس نیت سے لکھا گیا ہے۔ کہ دنیا میں بہت سے سمندر ہیں کیا عیسائی بتا سکتے ہیں کہ خدا کی ایک روح سارے پانی پر جنبش کرتی تھی۔ یا بہت سی روحیں۔ نیز اس وقت خدا کا جسم کہاں پڑا تھا؟ (مترجم)

محقق۔ ابتدا کسے کہتے ہیں؟ عیسائی۔ عالم کی پیدائش کو۔ محقق۔ کیا یہ پہلی پیدائش ہے۔ اور اس کے پہلے کبھی نہیں ہوئی؟ عیسائی۔ ہم یہ نہیں جانتے خدا جانے۔ محقق۔ اگر نہیں جانتے تو اس کتاب پر ایمان کیوں لائے؟ جس کتاب سے شکوک رفع نہیں ہو سکتے۔ اس کی بنا پر لوگوں کو ہدایت کر کے پراز شکوک مذہب میں کیوں پھنساتے ہو۔ اور تمام شکوک سے پاک۔ سب شکوک کے رفع کرنیوالے ویدک دھرم کو قبول کیوں نہیں کرتے۔ جب تم خدا تعالےٰ کی خلقت کا حال نہیں جانتے۔ تو خدا کو کیسے جانتے ہو گے؟

محقق۔ آسمان کسے کہتے ہیں؟ عیسائی۔ خلا اور اوپر کی طرف کو محقق خلا کی پیدائش کیسے ہوئی کیونکہ یہ ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اور نہایت ہی لطیف ہے اور اوپر نیچے یکساں ہے۔ جب آسمان پیدا ہوا تھا۔ تب خلا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تھا تو خدا۔ جہاں کی علت مادی اور روح کہاں رہتے تھے۔ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی۔ اس لئے تمہاری بائیبل کا قول ٹھیک نہیں۔ کیا خدا بے ڈول ہے (اور کیا) اس کا علم اور افعال بھی بے ڈول یا سب ڈول والے ہیں۔ عیسائی ڈول والے ہیں۔ محقق۔ تو پھر ایسا کیوں لکھا ہے۔ کہ خدا کی پیدا کردہ زمین بے ڈول تھی۔ عیسائی۔ بے ڈول سے مراد یہ ہے۔ کہ ناہموار تھی۔ محقق۔ پھر ہموار کس نے کی اور کیا اب بھی ناہموار نہیں ہے؟ خدا کا کام بے ڈول نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہمہ داں ہے۔ اس کے کاموں میں غلطی کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور چونکہ بائبل میں خدا کی خلقت کو بے ڈول لکھا ہے۔ اس لئے یہ کتاب خدا کلام نہیں (اچھا) خدا کی روح کیا ہے؟ عیسائی۔ چیتن۔ محقق۔ وہ شکل والا ہے یا بے شکل اور سب جگہ موجود ہے یا کسی خاص مقام پر۔ عیسائی بے شکل چیتن اور سب جگہ موجود ہے۔ مگر ایک پہاڑ (صیہون) کوہ سینا اور چوتھے آسمان وغیرہ مقامات پر خصوصاً رہتا ہے۔ محقق۔ اگر بے شکل ہے تو اس کو کون دیکھ سکتا ہے۔ اور ہر جا حاضر و ناظر کا پانی پر جنبش کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ جب خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی۔ تب خدا کہاں تھا؟ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا کا جسم کسی اور

جگہ موجود ہوگا۔ یا داُس نے) اپنی روح کے ایک حصہ کو پانی پر جنبش دی ہوگی۔ اگر یہی بات ہے۔ تو خدا سب جگہ موجود اور ہمہ داں کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر سب جگہ موجود نہیں تو (اسکا) دنیا کو پیدا کرنا۔ سہارا دینا۔ پرورش کرنا۔ اور انسان کے اعمال کی سزا و جزا دینا یا جہان کا فنا کرنا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو کسی جگہ میں محدود شے (وجود) ہے۔ اس کے صفات۔ افعال اور خواص بھی محدود ہی ہوتے ہیں۔ جو محدود ہے۔ وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا ہمہ جا موجود غیر محدود صفات افعال اور خواص والا۔ سچدانند سروپ (عین الحق۔ علیم۔ عین سرور) نت ازلی شدھ (پاک) بدھ علیم۔ مکت سبھاؤ۔ ازلی۔ ابدی وغیرہ صفات سے موصوف وید وں میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی کو مانو (اسی پر ایمان لاؤ) اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ اور طرح نہیں۔

(۲) اور خدا نے کہا کہ اجالا ہوُا اور اجالا ہو گیا۔ اور خدا نے اجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے۔ باب اول۔ آیت ۳-۴

محقق: کیا خدا کی بات سے جان اجالے نے سُن لی؟ اگر سن لی۔ تو اب بھی سورج چراغ اور آگ کی روشنی ہماری تمہاری بات کیوں نہیں سن لیتے؟ اجالا بےجان ہے وہ کبھی کسی کی بات نہیں سُن سکتا۔ کیا خدا نے اجالے کو دیکھکر ہی جانا۔ کہ اجالا اچھا ہے۔ پہلے نہیں جانتا تھا؟ اگر جانتا۔ تو دیکھ کہ اچھا کیوں کہتا۔ اگر نہیں جانتا۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہے۔ اس لئے تمہاری بائبل خدا کا کلام نہیں۔ اور اس میں بیان کردہ خدا ہمہ داں (بھی) نہیں ہے۔

(۳) اور خدا نے کہا۔ کہ پانیوں کے بیچ فضا[1] ہو وے۔ اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے۔ تب خدا نے فضا کو بنایا۔ اور فضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں (پانی) سے جدا کیا۔ اور ایسا ہی ہو گیا۔ اور خدا نے فضا کو آسمان کہا۔

---

[1] انجیل کے ہندی ترجمہ میں فضا کے واسطے آکاش کا لفظ استعمال کیا گیا ہے (مترجم)

سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا۔ باب اول۔ آیت ۶۔ ۷۔ ۸
محقق۔ کیا آسمان اور پانی نے بھی خدا کی بات سن لی۔ اور اگر پانی کے درمیان فضا (آکاش) نہ ہوتی تو پانی رہتا ہی کہاں۔ پہلی آیت میں آسمان پیدا ہوا تھا۔ پھر آسمان کا بنانا فضول ہے۔ اگر فضا (آکاش) ہی بہشت ہے۔ تو وہ سب جگہ موجود ہے۔ اس لئے بہشت سب جگہ ہوا۔ پھر یہ کہنا۔ بہشت اوپر کی طرف ہے۔ فضول ہے۔ جب سورج پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تو دن اور رات کہاں سے آگئے۔ ایسی ہی ناممکن باتیں مندرجہ ذیل آیتوں میں لکھی ہوئی ہیں

(۴) تب خدا نے کہا۔ کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنے مانند بنا دیں۔ کہ سمندر کی مچھلیوں پر اور آسمان کے پرندوں پر اور مویشیوں (چارپایوں) پر اور تمام زمین پر اور سب کیڑے مکوڑوں پر جو زمین پر رینگتے ہیں۔ سرداری کرے اور خدا نے انسان (آدم) کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا نر و ناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی۔ باب اول آیت ۲۶ تا ۲۸
محقق۔ کیا سچ مچ آدم کو خدا نے اپنی صورت اور اپنے مانند بنایا؟ خدا کی ذات پاک ہے۔ اور وہ علیم۔ عین الحق (وغیرہ) صفات سے موصوف ہے۔ آدم اس کے مانند کیوں نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدم خدا کے مانند پیدا نہیں کیا گیا اگر آدم کو خدا نے اپنی صورت ہی پر پیدا کیا۔ تو گویا خدا نے اپنی صورت ہی کو پیدا شدہ بنایا۔ پھر خدا فانی کیوں نہیں۔ اور آدم کو خدا نے کہاں سے پیدا کیا
عیسائی۔ مٹی سے۔ محقق۔ مٹی کہاں سے بنائی؟ عیسائی۔ اپنی قدرت سے۔
محقق۔ خدا کی قدرت ازلی ہے یا جدید۔ عیسائی۔ ازلی۔ محقق۔ جب ازلی ہے تو جہان کی علت مادی ہوئی۔ پھر نیستی سے ہستی کیوں مانتے ہو؟ عیسائی۔ پیدائش عالم سے پہلے سوائے خدا کے کوئی چیز نہ تھی۔ محقق۔ اگر کچھ بھی نہ تھا تو یہ جہان کہاں سے پیدا ہوا۔ اور خدا کی قدرت کوئی شے ہے یا صفت۔ اگر شے ہے۔ تو خدا کے علاوہ دوسری شے کا ہونا ثابت ہو گیا۔ اور اگر صفت ہے

تو بھی آپ کی بات درست نہیں. کیونکہ صفت سے موصوف کبھی نہیں بن سکتا۔ جیسے کہ شکل سے آگ اور ذائقہ سے پانی کبھی نہیں بن سکتا۔ اور اگر خدا سے ہی جہان کی ساخت ہوتی۔ تو صفات۔ افعال اور خواص کے لحاظ سے جہان خدا کے مانند ہوتا چونکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ یہ جہان خدا سے نہیں بنا۔ بلکہ جہان کی علت مادی یعنی بے جان ذرات وغیرہ سے بنا ہے۔ جہان کی پیدائش کا حال جو وید وغیرہ شاستروں میں لکھا ہے۔ وہی قابل تسلیم ہے۔ اگر آدم کی اندرونی صورت روح کی ہے اور بیرونی انسان کی۔ تو خدا کی صورت ایسی کیوں نہیں؟ کیونکہ جب آدم خدا کے مانند بنایا گیا۔ تو خدا آدم کے مانند ضرور ہونا چاہیئے۔

(۵) اور خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا۔ سو آدم جیتی جان ہوا۔ اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا۔ اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا۔ وہاں رکھا۔ اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں خوب تھا۔ اور باغ کے بیچوں بیچ حیات کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اُگایا۔ باب ۲ آیت ۷۔۸۔۹۔

محقق۔ جب خدا نے عدن میں باغ لگا کر۔ اس آدم کو رکھا۔ تب کیا خدا نہیں جانتا تھا۔ کہ پھر اس کو یہاں سے نکالنا پڑیگا۔ اور جب خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو پھر وہ خدا کی صورت کیسے ہوا؟ اور اگر ہے۔ تو خدا بھی خاک سے بنا ہوگا۔ جب خدا نے آدم کے نتھنوں میں سانس پھونکا۔ تو وہ سانس خدا کی صورت تھا یا اس سے الگ؟ اگر الگ تھا۔ تو ظاہر ہے کہ آدم خدا کی صورت پر نہیں بنا۔ اور اگر الگ نہیں۔ تو آدم اور خدا یکساں ہونے سے پیدا ہونا۔ مرنا۔ بڑھنا۔ گھٹنا۔ بھوک۔ پیاس وغیرہ انسانی کمزوریاں خدا میں آئیں گی۔ پھر وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس لئے یہ توریت کی بات درست نہیں۔ اور یہ کتاب بھی خدا کا کلام نہیں ہے۔

(۶) اور خداوند خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی۔ کہ وہ سو گیا۔ اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اس کے بدلے گوشت[1] بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے جو اس نے آدم سے نکالی تھی۔ ایک عورت بنا کے آدم کے پاس لایا۔ باب ۲ آیت ۲۱-۲۲-

محقق۔ اگر خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو اس کی عورت کو خاک سے کیوں نہ بنایا اور اگر عورت کو ہڈی سے بنایا۔ تو آدم کو ہڈی سے کیوں نہ بنایا۔ اور جیسے نر (مرد) میں سے نکلنے کی وجہ سے عورت کا نام ناری رکھا گیا۔ تو ناری سے ہی نر کا نام ہو سکتا ہے۔ اور ان میں باہم محبت بھی رہے۔ جیسے عورت کے ساتھ مرد محبت کرے۔ ویسے مرد کے ساتھ عورت بھی محبت کرے۔ دیکھو عالم لوگوں میں خدا کا کیسا سائنس اور فلسفہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر آدم کی ایک پسلی نکال کر خدا نے عورت بنائی۔ تو سب مردوں میں ایک پسلی کم کیوں نہیں ہے۔ اور عورت میں صرف ایک پسلی ہونی چاہیئے کیونکہ وہ ایک پسلی سے بنائی گئی ہے۔ کیا جس مصالحہ سے سارا جہان بنایا۔ اس سے عورت کا جسم نہیں بن سکتا تھا؟ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بائیبل کی پیدائش کا حال قانون قدرت کے خلاف ہے۔

(۷) اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا۔ اور اس نے عورت سے کہا۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ خدا نے کہا۔ کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا۔ کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم تو کھاتے ہیں۔ مگر اس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے۔ خدا نے کہا کہ تم اس سے نہ کھانا۔ اور نہ اسے چھونا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا۔ کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے۔ کہ جس دن اسے کھاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کے مانند نیک و بد کے جاننے والے ہو گے۔

[1] خدا گوشت کہاں سے لایا۔ اور کس جانور کا گوشت پسلی کی جگہ بھرا۔ (مترجم)

اور عورت نے یوں دیکھا۔ کہ وہ درخت کھانے میں اچھا۔ اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے۔ تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا۔ اور اپنے خصم کو بھی دیا۔ اور اس نے بھی کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو لے کے (سی کے) اپنے لیے لنگیاں بنائیں۔ خداوند خدا نے سانپ سے کہا۔ اس واسطے۔ کہ تو نے یہ کیا ہے۔ تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا۔ اور عمر بھر خاک کھائیگا۔ اور میں تیرے اور عورت تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگی۔ اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا۔ اس نے عورت سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی۔ اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔ اور آدم سے کہا۔ اس واسطے۔ کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا۔ کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف (سخت محنت) کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا۔ اور تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگا دیگی۔ اور تو کھیت کی نباتات (ساگ پات) کھائیگا۔ باب ۳۔ آیت ۶ تا ۷ و ۱۴ تا ۱۸)۔

محقق۔ اگر عیسائیوں کا خدا ہمہ داں ہوتا۔ تو اس شریر سانپ یعنی شیطان کو کیوں پیدا کرتا۔ اب چونکہ اس نے پیدا کر دیا۔ اس لیے خدا ہی قصوروار ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس کو بدکردار نہ بناتا۔ تو وہ بدی کیوں کرتا۔ تمہارا اعتقاد تناسخ میں نہیں ہے پھر تناؤ (خدا نے) بغیر قصور اسے گنہگار کیوں پیدا کیا۔ اور سچ پوچھو تو وہ سانپ نہیں تھا۔ بلکہ انسان تھا۔ کیونکہ انسان نہ ہوتا تو انسان کی زبان کیسے بول سکتا۔ حق تو یوں ہے۔ کہ جو آپ جھوٹا اور دوسروں کو جھوٹ کی طرف راغب کرے۔ اس کو شیطان کہنا چاہیئے۔ لیکن یہ شیطان راست باز تھا۔ اور سچ بولنے سے اس نے اس عورت کو بہکایا نہیں۔ بلکہ جو سچ سچ تھا۔ کہہ دیا۔ اور خدا نے آدم اور

چاروں طرف پھرتی تھی۔ مقرر کیا۔ کہ درخت حیات کی راہ کی نگہبانی کریں۔ باب ۳ آیت ۲۲ و ۲۴۔

محقق۔ بھلا خدا کو ایسا حسد کیوں ہوا اور رشک کیوں گذرا۔ کہ وہ علم میں ہمارے برابر ہو گیا۔ کیا یہ بری بات ہوئی۔ یہ شک ہی کیوں گذرا۔ کیونکہ خدا کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا نہیں تھا۔ بلکہ کوئی خاص آدمی تھا۔ بائبل میں جہاں کہیں خدا کا ذکر آتا ہے وہاں خدا کو انسان کے مانند ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اب دیکھیئے۔ آدم کے علم میں ترقی ہونے سے خدا کتنا ہی دکھی ہوا۔ اور درخت حیات کے پھل کھانے سے کتنا حسد کیا اور پہلے جب آدم کو باغ میں رکھا۔ تب کیا خدا کو آئندہ کا علم نہ تھا۔ کہ اس کو پھر نکالنا پڑیگا۔ اس لئے عیسائیوں کا خدا ہمہ داں نہیں۔ اور جو چمکتی ہوئی تلوار کا پہرہ مقرر کیا یہ بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔

(۹) چند روز بعد یوں ہوا۔ کہ قائن اپنے کھیت کے پیداوار میں سے خداوند کے واسطے ہدیہ لایا۔ اور ہابل بھی اپنی پلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کے ہدیہ کو قبول کیا۔ پر قائن کو اور اس کے ہدیہ کو قبول نہ کیا اس لئے قائن نہایت غصہ اور ترش رو ہوا۔ اور خداوند نے قائن سے کہا۔ تجھے کیوں غصہ آیا۔ اور اپنا منہ کیوں بگاڑا۔ باب ۴۔ آیت ۳ تا ۶۔

محقق۔ اگر خدا گوشت خور نہ ہوتا۔ تو بھیڑ کا ہدیہ نہ لیتا۔ اور ہابل کی عزت اور قائن اور اس کے ہدیہ کی بے قدری کیوں کرتا۔ اور فساد کا باعث اور ہابل کی موت کا باعث بھی وہی خدا ہوا اور جیسا آپس میں انسان ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ ویسا ہی عیسائیوں کا خدا کرتا ہے۔ باغیچے کا لگانا اور اس میں آمد و رفت رکھنا انسان کا کام ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ بائبل انسان کی تصنیف ہے۔ خدا کا کلام نہیں ہے۔

(۱۰) تب خداوند نے قائن سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے۔ وہ بولا میں

حوّا سے جھوٹ بولا۔ کہ اس کے کھانے سے تم مر جاؤ گے۔ حالانکہ وہ درخت علم کا بخشنے والا اور ابدی زندگی کا دینے والا تھا۔ ایسی صورت میں اُسے اس کے پھل کھانے سے کیوں منع کیا۔ منع کرنے سے وہ خدا جھوٹا اور بہکانے والا ٹھہرا۔ کیونکہ اس درخت کا پھل علم اور راحت دینے والا تھا۔ نہ کہ جہالت اور موت کا دینے والا۔ اگر پھل کھانے سے منع ہی کرنا تھا۔ تو درخت کو پیدا ہی کیوں کیا تھا۔ اگر اپنے لئے کیا۔ تو کیا آپ بے علم اور موت کا شکار بن گیا۔ اور اگر دوسروں کے لئے پیدا کیا۔ تو پھل کھانے میں گناہ کچھ بھی نہ ہونا چاہیئے۔ اور آجکل بھی درخت علم کا بخشنے والا اور موت کو رفع کرنیوالا نظر نہیں آتا۔ کیا خدا نے اس کا بیج بھی معدوم کر دیا؟ اگر ایسی باتوں سے انسان مکار اور دغاباز بن جاتا ہے۔ تو خدا پر یہ الزام کیوں نہیں عائد ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی دوسرے کے ساتھ داؤں کھیلے گا۔ تو وہ مکار اور دہوکہ باز کیوں نہ کہلائے گا۔ اور جو ان تینوں کو لعنت دی۔ وہ بلا قصور تھے۔ پس خدا بے انصاف بھی ہوا اور یہ لعنت خدا پر ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ وہ جھوٹ بولا۔ اور انکو بہکایا۔ دیکھئے یہ فلاسفی۔ کیا بغیر درد کے حمل ٹھہر سکتا تھا اور بچہ تولد ہو سکتا تھا؟ اور بغیر محنت کے کوئی روزی کما سکتا ہے؟ کیا پہلے کانٹے دار وغیرہ درخت نہ تھے اور جب سب کے لئے خدا کے حکم سے ساگ پات کھانا لازم ہے۔ تو پھر دوسرے مقام پر جو گوشت کا کھانا بائبل میں جائز لکھا ہے۔ وہ ناواجب کیوں نہیں۔ اگر وہ بات سچی ہے تو یہ جھوٹی ہے۔ جب آدم کا کوئی بھی قصور ثابت نہیں ہوتا۔ تو عیسائی کیوں کل نوع انسان کو آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار ٹھہراتے ہیں۔ بھلا ایسی کتاب اور ایسے خدا کو کب عالم لوگ تسلیم کر سکتے ہیں۔

(۸) اور خداوند نے کہا۔ دیکھو کہ انسان (آدم) نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کے مانند ہو گیا۔ اور اب ایسا نہ ہو۔ کہ اپنا ہاتھ بڑھا دیوے۔ اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیوے۔ اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ چنانچہ اس نے آدم کو نکال دیا۔ اور باغ عدن کی پورب طرف کروبیوں کو چمکنی تلوار کے ساتھ جو

نہیں جانتا۔ کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں۔ پھر اس نے کہا۔ تو تو نے کیا کیا۔ تیرے بھائی کا خون زمین سے مجھ کو پکارتا ہے۔ اور تو زمین سے لعنتی ہوا۔ باب ۴۔ آیت ۹ تا ۱۱۔

محقق۔ کیا خدا قائن سے پوچھے بنا ہابل کا حال نہیں جانتا تھا۔ اور کیا کبھی خون زمین سے کسی کو آواز دے سکتا ہے۔ یہ سب باتیں جاہلانہ ہیں۔ اس لیے یہ کتاب نہ تو خدا کا کلام ہے۔ نہ ہی کسی عالم شخص کی تصنیف۔

(۱۱) اور متوشلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ باب ۵۔ آیت ۲۲۔

محقق۔ اگر عیسائیوں کا خدا انسان نہ ہوتا۔ تو حنوک اس کے ساتھ ساتھ کیونکر چل سکتا۔ عیسائیوں کی اسی میں بہتری ہے۔ کہ وہ ویدوکت نراکار ایشور کو مانیں (تسلیم کریں)۔

(۱۲) اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا۔ کہ وے خوبصورت ہیں۔ اور ان سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں۔ اپنے لیے جوروآں بنا لیں۔ اُن دنوں میں زمین پر جبار (پہلوان) تھے اور بعد اس کے بھی کہ خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے۔ تو ان سے لڑکے پیدا ہوئے تھے وے زبردست تھے۔ جو قدیم سے نامور (ہیں) اشخاص تھے۔ اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی۔ اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا۔ کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا۔ یعنے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک۔ کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ باب ۶۔ آیت ۱۔ ۲۔ ۴ تا ۷۔

محقق۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے بیٹے اور اس کی بیوی۔ ساس، سسرا۔ سالا اور رشتہ دار کون ہیں؟ کیونکہ اب تو آدمیوں کی بیٹیوں کے ساتھ

شادی ہونے سے خدا ان کا رشتہ دار بن گیا - اور جو بچے ان سے پیدا ہوئے - وہ بیٹے اور پوتے ہوئے - کیا ایسی بات خدا کی اور خدا کے کلام کی ہو سکتی ہے - بلکہ (اس سے تو) یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ یہ کتاب جنگلی آدمیوں کی تصنیف ہے - خدا کی نہیں - جو ہمہ داں نہ ہو اور نہ آیندہ کی باتیں جانتا ہو - وہ انسان ہے - کیا پیدائش کے آغاز میں خدا نہیں جانتا تھا - کہ آدمی بدکردار ہوں گے؟ اور پچھتانا - نہایت غم کرنا - غلطی سے کام کر کے پیچھے پشیماں ہونا وغیرہ (عیوب) عیسائیوں کے خدا پر عائد ہو سکتے ہیں - صاف ظاہر ہے - عیسائیوں کا خدا علیم کل اور یوگی بھی نہ تھا - ورنہ شانتی (دلی امن) اور علم حقیقی کے ذریعہ غم کو دور کر دیتا - بھلا کیا چرندے پرندے بھی بدکردار ہو گئے - اگر وہ خدا ہمہ داں ہوتا تو ایسا دکھی کیوں ہوتا - پس ثابت ہوا کہ نہ وہ خدا ہے اور نہ انجیل خدا کا کلام ہے - اگر عیسائی وید وکت پرمیشور کو جو سب گناہ دکھ - رنج اور غم وغیرہ سے مبرا ہے - اور سچدانند سروپ ہے - مانیں تو اپنی انسانی زندگی کا مقصد پورا کر سکتے -

(۱۳) اس ناؤ کی لمبائی تین سو ہاتھ - اور اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی اونچائی تیس ہاتھ کی ہو تو کشتی میں جائے گا تو اور تیرے بیٹے اور تیری جورو اور تیرے بیٹے کی جورواں تیرے ساتھ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے کہ وے بچ رہیں - چاہیئے کہ وے نر و مادہ ہوں - اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والوں میں سے ہر جنس کے دو دو ان میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آویں - اور تو اپنے پاس ہر طرح کی خوراک کی چیزیں جو کھانے میں آتی ہیں - لیکر اپنے پاس جمع کرا دو - اور وہ تیری اور انکی خوراک ہونگے اور نوح نے ایسا ہی کیا - باب ۶ - آیت ۱۵ - ۱۸ تا ۲۲ -

تحقیق - کیا کوئی عالم ایسی خلاف از علم ناممکن باتوں کے کہنے والے کو خدا مان سکتا ہے کیونکہ صرف اتنی لمبی چوڑی ناؤ میں - ہاتھی - ہتھنی - اونٹ - اونٹنی وغیرہ کروڑوں جاندار اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ کیسے سما سکتی ہیں - پس ظاہر ہے

کہ یہ کتاب انسان کی تصنیف ہے۔ اور ایسی تحریر کرنیوالا عالم بھی نہ تھا۔

(۱۴) تب نوح نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر (چڑھاوا چڑھایا) سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خداوند نے خوشنودی کی بو سونگھی۔ اور خداوند نے اپنے دل میں کہا۔ کہ انسان کے لئے زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کروں گا۔ اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ پھر سارے جانداروں کو نہ ماروں گا۔ باب ۸ آیت ۲۰-۲۱۔

تحقیق۔ مذبح یعنی ویدی کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے (ہوم کرنے) کا ذکر ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدی اور ہوم کا خیال ویدوں سے بائبل میں لیا گیا ہے۔ کیا خدا کا ناک بھی ہے۔ کہ جس سے اس نے خوشبو سونگھی۔ کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح کم علم نہیں ہے۔ کہ کبھی لعنت کرتا ہے اور پھر پچھتاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لعنت نہ کروں گا۔ جب پہلے کی تھی۔ تو پھر بھی کرے گا۔ پہلے سب کو مار ڈالا اور اب کہتا ہے۔ کہ کبھی نہ ماروں گا۔ یہ سب باتیں لڑکوں کی سی ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اور نہ کسی عالم کی۔ کیونکہ عالم کا قول اور ارادہ پختہ ہوتا ہے۔

(۱۵) اور خداوند نے نوح اور اس کے بیٹوں کو برکت دی اور انہیں کہا سب جیتے چلتے جانور تمہارے کھانے کے واسطے ہیں۔ میں نے ان سب کو نباتات (ساگ پات) کے مانند تمہیں دیا۔ مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی جان ہے۔ مت کھانا۔ باب ۹۔ آیت ۱۔۳۔۴۔

تحقیق۔ کیا ایک کی جان کو تکلیف دے کر دوسروں کو آرام پہنچانے سے عیسائیوں کا خدا بے رحم ثابت نہیں ہوتا۔ کیا والدین اگر ایک لڑکے کو مروا کر دوسرے کو کھلا دیں

---

(۱) کسی شاعر نے قربانی سے ثواب ہونے کے متعلق کیا خوب کہا ہے۔

؎ عجب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں ۔۔۔ وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا (مترجم)

تو گناہ عظیم کے مرتکب نہیں ہوں گے؟ اسی طرح یہ بات ہے. کیونکہ خدا کے نزدیک سب جاندار اس کے بیٹوں کے مانند ہیں. چونکہ عیسائیوں کے خدا میں یہ صفت نہیں ہے بلکہ وہ قصاب کی طرح کام کرتا ہے. اور سب انسانوں کو ایذارساں بھی اسی نے بنایا ہے۔ پھر تبلائیں. کہ عیسائیوں کا خدا بے رحم ہونے کی وجہ سے گنہگار کیوں نہیں۔

(۱۶) اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں. اور ایک برج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو. کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جائیں اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے. دیکھنے اترا۔ اور خداوند نے کہا. دیکھو یہ لوگ ایک ہی ہیں. اور ان سب کی بولی ایک ہی ہے۔ اب وے یہ کرنے لگے۔ سو وے جس کام کا ارادہ رکھیں گے. اس سے نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں. تاکہ وے ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں تب خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ باب ۱۱. آیت ۱ تا ۸۔

محقق۔ جب ساری زمین پر ایک ہی زبان بولی جاتی ہو گی۔ تب انسانوں کو باہم نہایت خوشی حاصل ہوتی ہو گی۔ لیکن کیا کیا جائے۔ عیسائیوں کے حاسد خدا نے سب کی زبان خلط ملط کر کے سب کا ستیاناس کر دیا. اس نے بڑا غضب کیا کیا یہ شیطان کے کام سے بھی برا کام نہیں؟ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا کوہ سینا وغیرہ پر رہتا تھا۔ اور آدمیوں کی ترقی بھی نہیں چاہتا تھا۔ بے علموں کے سوائے اور کون ایسی بات کر سکتا ہے. اور یہ کتاب کیونکر خدا کا کلام ہو سکتی ہے؟

(۱۷) تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا. کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے. اور یوں ہو گا کہ مصری تجھے دیکھ کے کہیں گے. کہ یہ اس کی جورو ہے. سو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور تجھے جیتا رکھیں گے۔ تو کہیو کہ میں اس کی بہن ہوں. تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو. اور میری جان تیرے وسیلے سے سلامت رہے باب ۱۲

آیت ۱۱ تا ۱۲۔
محقق ۔ دیکھئے ابراہیم عیسائیوں اور مسلمانوں کا بڑا پیغمبر سمجھا جاتا ہے۔ کیا اس کے دروغگوئی وغیرہ اعمال برے ہیں یا بھلے؟ جن کے ایسے پیغمبر ہوں ان کو علم یا بہتری کا راستہ کیسے مل سکے؟

(۱۸) پھر خدا نے ابراہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے۔ جسے تم یاد رکھو۔ سو یہ ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا۔ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ کیا گھر کا پیدا کیا ہوا ہو۔ خواہ پردیسی سے خریدا ہو۔ جو تیری نسل کا نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے۔ اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا۔ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا۔ وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے۔ کہ اس نے میرا عہد توڑا۔ باب ۱۷ آیت ۹ تا ۱۴۔

محقق ۔ دیکھئے خدا کا الٹا حکم۔ اگر ختنہ کرنا خدا کو منظور ہوتا۔ تو ابتدائے آفرینش میں اس چمڑے کو ہی پیدا نہ کرتا۔ مگر چونکہ پیدا کیا گیا ہے (اس لئے یہ نتیجہ نکالتے ہیں) کہ وہ بچاؤ کے لئے ہے۔ جیسے آنکھ کا پردہ۔ چونکہ خفیہ مقام نہایت ملائم ہوتا ہے اگر اس پر چمڑا نہ ہو تو ایک چیونٹی کے کاٹنے سے اور تھوڑی سی چوٹ لگنے سے بہت سی تکلیف ہو۔ اور پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی بوند کپڑوں پر نہ لگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ختنہ کرنا برا ہے۔ اور اب عیسائی اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے اس کو توڑنے سے عیسیٰ کی یہ تصدیق۔ کہ خدا کی آئین کا ایک نقطہ بھی غلط نہیں جھوٹ ہوگئی۔ اس بات پر عیسائی بالکل دھیان نہیں دیتے۔

(۱۹) اور جب (خدا) ابراہیم سے باتیں کر چکا۔ تب خدا (تو) اس کے پاس

باب ۱۷۔ آیت ۲۲۔

محقق۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا انسان یا پرند کے مانند تھا۔ کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آیا جایا کرتا تھا۔ یا وہ کسی نٹ یا جادوگر کے مانند ہوگا۔

(۲۰) پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اُسے نظر آیا۔ اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں (اٹھائیں تو) اٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھا۔ کہ تین مرد اس کے پاس کھڑے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ کے خیمے کے دروازے سے ان کے ملنے کو دوڑا۔ اور زمین تک ان کے آگے کو جھکا۔ اور بولا۔ کہ اے خداوند اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے تو اپنے بندے کے پاس سے چلے نہ جائیے کہ تھوڑا سا پانی لایا جائے اور آپ اپنے پاؤں دھو کر۔ اس درخت کے نیچے آرام کیجیے۔ میں تھوڑی روٹی لاتا ہوں۔ تازہ دم ہو جیے۔ بعد اس کے آگے جائیگا۔ کیونکہ اسی لئے اپنے بندے کے یہاں آئے ہیں۔ تب انہوں نے کہا۔ یوں ہی کر جیسا تو نے کہا۔ اور ابراہیم خیمے میں سارہ کے پاس دوڑے گئے۔ اور کہا کہ تین پیمانہ آٹا لے کے جلد گوندھ کے پھلکے پکا۔ اور ابراہیم گلے کی طرف دوڑے گئے اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر جوان کو دیا۔ اور اس نے جلد اُسے تیار کیا۔ پھر اس نے گھی اور دودھ اور اس بچھڑے کو جو اس نے پکوایا تھا لے کے ان کے سامنے رکھا۔ اور آپ ان کے پاس درخت کے نیچے کھڑے رہے۔ اور انہوں نے کھایا۔ باب ۱۸۔ آیت ۱ تا ۸۔

محقق۔ بھلے لوگو دیکھو جن کا خدا بچھڑے کا گوشت کھائے۔ وہ خود گائے بچھڑے وغیرہ کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں؟ جس کو کچھ رحم نہ ہو۔ اور گوشت کھانے پر آمادہ ہو۔ کیا وہ کبھی خدا ہو سکتا ہے؟ وہ تو موذی ہے۔ اور خدا کے ساتھ نہ معلوم دو آدمی اور کون سے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہوگا۔ ان میں سب سے بڑے آدمی کا نام بائبل میں خدا رکھ لیا ہوگا۔ انہیں باتوں سے عاقل لوگ ان کی کتاب کو خدا کا کلام تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ایسے خدا کو (سچا) خدا سمجھتے ہیں۔

(۲۱) پھر خداوند نے ابراہیم سے کہا کہ سائرہ یہ کیوں ہنسکر بولی۔ کہ کیا میں۔ جو ایسی بڑھیا ہوگئی ہوں۔ سچ مچ اولاد جنوں گی۔ کیا خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے؟ باب ۱۸۔ آیت ۱۳۔۱۴۔

محقق۔ اب دیکھئے عیسائیوں کے خدا کا تماشہ۔ کہ لڑکوں اور عورتوں کے مانند چڑتا ہے اور طعنے دیتا ہے۔

(۲۲) تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خدا کی طرف سے آسمان پر سے برسائی۔ اور اس نے ان شہروں کو اور سارے میدان (ترائی) کو اور ان شہروں کے تمام رہنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اُگا تھا نیست کیا۔ باب ۱۹۔ آیت ۲۴۔۲۵۔

محقق۔ یہ تماشا بھی انجیل کے خدا کا قابل دید ہے۔ جس کو بچوں وغیرہ پر بھی ذرا رحم نہ آیا۔ کیا وہ سب قصوروار تھے۔ کہ انہیں الٹا کر دبا مارا؟ یہ بات انصاف رحم اور دانش سے بعید ہے۔ جنکا خدا ایسا کام کرتا ہے وہ خود کیوں نہ کرینگے؟

(۲۳) آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاویں۔ اور اس سے ہم بستر ہوویں۔ کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلاویں۔ اور تو بھی جاکے اس سے ہم بستر ہو۔ کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں[1]۔ باب ۱۹۔ آیت ۳۲ تا ۳۴ و ۳۶

محقق۔ دیکھئے باپ بیٹی بھی جس شراب کے نشہ میں بدفعلی کرنے سے باز نہ آسکے

---

[1] خواجہ حافظ نے کیا خوب کہا ہے ؎

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید۔ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا۔ (مترجم)

ایسی خانہ خراب شراب کو جو عیسائی وغیرہ پیتے ہیں۔ انکی بدی کی کیا انتہا ہے؟ اس لیے بھلے لوگوں کو شراب نوشی کا نام بھی نہ لینا چاہیئے۔

(۲۴) اور خداوند نے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا۔ سارہ پر نظر کی۔ اور خداوند نے جیسا کہ کہا تھا۔ سارہ کے لئے کیا۔ چنانچہ سارہ حاملہ ہوئی۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۔ ۲

محقق۔ غور کیجئے۔ سارہ پر خدا کی نظر ہونے سے وہ حاملہ ہوئی۔ اس میں کیا راز ہے؟ کیا سوائے خدا اور سارہ کے تیسرا حمل ٹھہرنے کا ذریعہ (کوئی اور) دکھائی دیتا ہے؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سارہ خدا کی عنایت سے حاملہ ہوئی۔

(۲۵) تب ابراہیم نے صبح سویرے اٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی۔ اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی۔ اور اس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا۔ اُس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے روئی۔ تب خداوند نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۴ تا ۱۷۔

محقق۔ اب دیکھیئے عیسائیوں کے خدا کا تماشہ کہ پہلے تو سارہ کی طرفداری کر کے ہاجرہ کو وہاں سے نکلوا دیا۔ پھر چلا چلا کر روئی۔ ہاجرہ۔ اور خدا نے۔ آواز سنی۔ لڑکے کی یہ عجیب بات ہے۔ اصل بات یہ ہوگی۔ کہ خدا کو شک گذرا ہوگا۔ کہ یہ لڑکا ہی روتا ہے بھلا یہ خدا کی اور خدا کی کتاب کی باتیں ہیں؟ اس کتاب میں سوائے عام فہم چند صداقتوں کے اور بالکل لغو باتیں بھری پڑی ہیں۔

(۲۶) ان باتوں کے بعد یوں ہوا۔ کہ خدا نے ابراہیم کو آزمایا۔ اور اُسے کہا۔ کہ اے ابراہیم! وہ بولا۔ کہ دیکھ میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا۔ کہ تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے جسے تو پیار کرتا ہے۔ اسحاق کو لے۔ اور زمین موریا میں جا۔ اور اُسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا۔ سوختنی قربانی (چڑھانے کے لیئے) چڑھا۔

اور وے اس مقام پر جس کی بابت خدا نے اس سے کہا تھا۔ پہنچے۔ تب ابراہیم نے وہاں ایک قربانگاہ بنائی اور لکڑیاں چنیں۔ اور اپنے بیٹے اسحاق

کو باندھا اور اسے قربان گاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ اور ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ وہیں خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہیم! اے ابراہیم۔ وہ بولا۔ میں حاضر ہوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا۔ اور اُسے کچھ مت کر کہ اب میں نے جانا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ باب ۲۲۔ آیت ۱۔ ۲۔ ۹ تا ۱۲۔

محقق۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بائیبل کا خدا کم علم ہے۔ ہمہ دان نہیں ہے۔ اور ابراہیم بھی ایک بھولا بھالا آدمی تھا۔ ورنہ ایسا کام کیوں کرتا؟ اور اگر بائیبل کا خدا ہمہ دان ہوتا تو اس کے اعتقاد کو بھی ہمہ دانی سے جان لیتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ دان نہیں ہے۔

(۲۷) ہماری قبر گاہوں میں سب سے اچھی قبر گاہ میں اپنے مُردے کو گاڑ۔ باب ۲۳۔ آیت ۶۔

محقق۔ مُردے گاڑنے سے دُنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے کیونکہ وہ سڑ کر ہوا کو بدبودار کر دیتے ہیں۔ اور اس سے بیماری پھیل جاتی ہے۔

سوال۔ دیکھو جس سے محبت ہو اسے جلانا اچھا نہیں۔ اور گاڑنا تو ایسا ہے گویا سُلا دینا۔ اس لئے گاڑ دینا چاہئے۔ **جواب**۔ اگر مُردے سے محبت کرتے ہو تو اسے اپنے گھر میں ہی کیوں نہیں رکھ لیتے اور گاڑتے بھی کیوں ہو؟ جس روح سے محبت تھی وہ تو نکل جاتا ہے۔ باقی صرف بدبودار مٹی رہ جاتی ہے۔ اس سے محبت کیا ہو سکتی ہے۔ اور اگر محبت کرتے ہو۔ تو اسکو زمین میں کیوں گاڑتے ہو۔ کیونکہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ تجھے زمین میں گاڑ دیں تو یہ سُنکر وہ خوش نہیں ہوگا اس کے منہ۔ آنکھ اور جسم پر دھول۔ پتھر۔ اینٹ۔ چونا ڈالنا۔ چھاتی پر پتھر رکھنا کونسا محبت کا کام ہے۔ اور صندوق میں ڈال کر گاڑنے سے بہت بدبو پیدا ہوتی ہے۔ جو زمین سے نکل کر ہوا کو خراب کر دیتی ہے۔ اور سخت بیماری پھیلاتی ہے (دوم) ایک مُردے کیلئے کم سے کم چھ ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی زمین چاہیے

اس حساب سے دیکھئے کہ ۸ سو ہزار، لاکھ یا کروڑوں آدمیوں کے لئے کتنی زمین
ضائع جاتی ہے نہ وہ کھیت کے نہ باغیچہ کے اور نہ رہائش کے کام میں آسکتی ہے
اس لئے مُردے کا دفن کرنا سب سے بُرا ہے - اس سے کچھ کم قبیح مُردے کو پانی میں
بہا دینا ہے - کیونکہ اُسے آبی جانور اسیوقت چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں - لیکن
جو ہڈیاں یا میل پانی میں رہ جاتی ہے - وہ سڑ کر دُنیا کو ضرر پہنچاتی ہے اس
طریق سے کچھ کم قبیح مُردہ کا جنگل میں چھوڑ آنا ہے - کیونکہ اسکو گوشت خور چرندے
پرندے کھا جاوینگے - تاہم اسکی ہڈیوں کی رطوبت اور غلاظت سڑ کر جس قدر
عفونت پھیلائے گی - اسی قدر دُنیا کو نقصان پہنچے گا - اور مُردہ کا جلانا سب سے
بہتر ہے - کیونکہ اس میں مُردہ جسم کے سب اجزا ذرات بن کر ہوا میں منتشر ہو جاتے
ہیں - **سوال** - جلانے سے بھی بدبو پھیلتی ہے - **جواب** - اگر بے قاعدہ جلاویں
تو قدرے بدبو پھیلتی ہے لیکن گاڑنے وغیرہ کی نسبت وہ پھر بھی کم ہوتی ہے -
اور اگر قاعدہ کے مطابق جیسا کہ وید میں لکھا ہے مُردہ جلایا جائے - تو کوئی نقصان
نہیں ہوتا - جلانے کا طریق یہ ہے کہ مُردہ کی تین ہاتھ گہری ساڑھے تین ہاتھ چوڑی
اور پانچ ہاتھ لمبی ویدی کہ جس کی سطح ڈھلوان ہو کر اوپر کے حصے کی نسبت نیچے سے ۱۲
اور ۲ کی ہو - کھودنی چاہئے - جس کے وزن کے برابر گھی ہو - اس میں فی سیر
رتی بھر کستوری اور ماشہ بھر کیسر ڈالنا چاہئے - کم از کم آدھ من صندل - اگر تگر کافور
وغیرہ اور پلاس وغیرہ کی لکڑیاں ویدی میں جمانی چاہئیں - اور اس پر مُردہ
رکھ کر پھر چاروں طرف ویدی کے اوپر منہ کی طرف سے ایک ایک بالشت تک
بھر کر اسے گھی کی آہوتی دیکر جلانا چاہئے - اگر اسطرح سے مُردہ جلایا جائے -
تو بالکل بدبو نہ پھیلے - اسی کا نام انتیشٹی - نرمیدھ اور پرش میدھ یگیہ ہے - اگر
مفلس ہو تو بھی بیس سیر سے کم گھی چتا پر نہ ڈالا جائے - خواہ وہ گھی بھیک مانگنے
سے یا بھائی بندوں سے لے کر یا سرکار سے دستیاب کیوں نہ ہو - مُردہ اسی قاعدہ
سے جلائے - اور اگر گھی وغیرہ کسی خاص وجہ سے میسر نہ ہو سکے تو بھی گاڑنے وغیرہ

کی نسبت صرف لکڑی سے بھی مردے کا جلانا بہتر ہے۔ کیونکہ ایک بسوہ بھر زمین میں یا کہ ایک ویدی میں لاکھوں کروڑوں مردے جل سکتے ہیں؟ وہ گاڑنے سے جیسے زمین خراب ہوتی ہے ویسی اور کسی طرح نہیں ہوتی۔ اور قبر کے دیکھنے سے بھی خوف پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے گاڑنا وغیرہ بالکل ممنوع ہے؛

(۲۸) خداوند میرے خاوند۔ ابراہیم کا خدا مبارک ہے۔ جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی۔ باب ۲۴۔ آیت ۲۷۔

محقق ۔ کیا وہ ابراہیم ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آجکل بیگاری یا رہبر رہنمائی کرتے ہیں ویسے ہی خدا نے بھی کیا ہوگا۔ (اگر یہ سچ ہے تو) وہ آجکل راستہ کیوں نہیں دکھلاتا؟ اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا؟ (ظاہر ہے کہ) یہ باتیں جنگلی آدمیوں کی ہیں۔ خدا یا اس کے کلام کی نہیں۔

(۲۹) یہ اسماعیل کے بیٹوں کے نام ہیں۔ اسماعیل کا پلوٹھا نبیت اور قدار اور اوبیل اور مبسام اور مسمعا اور دوما اور مسّا اور حدر اور تیمہ اور اطوار اور نفیس اور قدمہ۔ باب ۲۵۔ آیت ۱۲ تا ۱۵۔

محقق ۔ اسمٰعیل ابراہیم کا بیٹا۔ اس کی کنیز ہاجرہ کے بطن سے تھا۔

(۳۰) میں تیرے باپ کے لئے لذیذ کھانا (گوشت) جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔ پکواؤنگی اور تو اُسے اپنے باپ کے آگے لائیو تا کہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے بیشتر تجھے برکت بخشے۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اس کے پاس تھیں لیں اور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں اور بکری کے بچوں کی کھال اُسکے ہاتھوں اور اسکی گردن پر جہاں بال نہ تھے۔ لپیٹی۔ یعقوب اپنے باپ سے بولا۔ کہ میں عیسو ہوں۔ تیرا پلوٹھا جیسا تو نے مجھ سے کہا ہیں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھ بیٹھئے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے۔ تا کہ تو جی سے مجھے برکت بخشے۔ باب ۲۷۔ آیت ۹۔ ۱۰۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۹۔

محقق - تعجب ہے۔ کس مکروفریب سے برکت پاکر بدھ، سدھ اور پیغمبر بن جاتے ہیں۔ کیا یہ اور اُس قسم کے لوگوں کو عیسائی ہادی دینی تسلیم کرتے ہیں۔ اس مذہب کے بیہودہ ہونے میں کیونکر شک وشبہ ہو سکتا ہے؟

(۳۱) اور یعقوب صبح سویرے اٹھا اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنا تکیہ کیا تھا۔ لے کے ستون کھڑا کیا۔ اور جس کے سرے پر تیل ڈھالا۔ اور اس مقام کا نام بیت ایل رکھا۔ تو یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا۔ اور سب میں سے جو تو مجھے دیگا۔ دسواں حصہ تجھے دونگا۔ باب ۲۸۔ آیت ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۲۔

محقق - دیکھئے۔ جنگلیوں کے کام۔ انہوں نے پتھر پوجے۔ اور پجوائے اور اسی مقام کو مسلمان بیت المقدس کہتے ہیں۔ کیا یہی پتھر خدا کا گھر ہے۔ اور صرف اسی پتھر میں خدا رہتا تھا۔؟ قربان آپ کی خدا پرستی کے۔ ! سب سے بڑے بت پرست تو آپ ہی ہیں۔

(۳۲) اور خدا نے راخل کو یاد کیا۔ اور خدا نے اس کی سن کے اس کے رحم کو کھولا۔ اور وہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنا۔ اور بولی کہ خدا نے مجھ سے ندامت کو دور کیا باب ۳۰۔ آیت ۲۲۔ ۲۳۔

محقق - واہ عیسائیوں کے خدا! تو تو عجیب ڈاکٹر ہے؟ بتا تو سہی۔ رحم کھولنے کا کونسا اوزار یا دوا ہے؟

(۳۳) پر خدا لابن آرامی کے خواب میں رات کو آیا اور اسے کہا۔ کہ خبردار تو یعقوب کو برا بھلا مت کہیو۔ کیونکہ تو اپنے باپ کے گھر کا بہت مشتاق ہے۔ لیکن کس واسطے تو میرے معبودوں کو چرا لایا ہے۔ باب ۳۱۔ آیت ۲۴۔ ۳۰۔

محقق - یہ بطور نمونہ ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ہزاروں آدمیوں کے خواب میں خدا آیا۔ ان کے ساتھ باتیں کیں ملا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا پیا وغیرہ لیکن نہ معلوم اب خدا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اب کسی کو خواب میں یا حالت بیداری میں دکھائی نہیں دیتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جنگلی لوگ پتھر وغیرہ کے بتوں کو دیوتا مان کر

اس کی پرستش کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عیسائیوں کا خدا بھی پتھر ہی کو معبود مانتا ہے۔ ورنہ معبودوں کا چرانا چہ معنی دارد؟

(۳۴) اور یعقوب اپنے راہ چلا گیا۔ اور خدا کے فرشتے اُسے آملے۔ اور یعقوب نے انھیں دیکھ کر کہا۔ کہ یہ خدا کا لشکر ہے۔ باب ۳۲۔ آیت ۱-۲۔

محقق۔ اب عیسائیوں کے خدا کے انسان ہونے میں کچھ بھی شک نہیں رہا۔ کیونکہ وہ فوج بھی رکھتا ہے۔ جب فوج ہوئی تب ہتھیار بھی ہونگے۔ اور اِدھر اُدھر چڑھائی کر کے لڑائی بھی کرتا ہوگا۔ ورنہ فوج کس مطلب کے لئے رکھتا ہے؟

(۳۵) اور یعقوب اکیلا رہ گیا۔ اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اس سے کُشتی لڑا کیا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہ ہوا۔ تو اس کی ران کو بھیتر وار سے چھوا (کف پر مارا) اور یعقوب کی ران کی نس (کف) اس کے ساتھ کُشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ بولا کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹی ہے۔ وہ بولا کہ میں تجھے نہ جانے دونگا۔ مگر جب کہ تو مجھے برکت دیوے۔ تب اس نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے وہ بولا کہ یعقوب۔ اس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کہ تو نے خدا (کے ساتھ) اور آدمیوں کے ساتھ شرہ کیا) اور خلق پاس قدرت پائی اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا اور کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اپنا نام بتائے۔ وہ بولا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اس نے اسے وہاں برکت دی اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا۔ اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی ایل سے گذرتا تھا تو آفتاب اس پر طلوع ہوا اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔ اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں بھیتر وار تھی آج تک نہیں کھاتے۔ کیونکہ اس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بھیتر وار سے چڑھ گئی تھی۔ چھوا تھا۔ باب ۳۲۔ آیت ۲۴ تا ۳۲۔

محقق۔ عیسائیوں کا خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہوگا۔ تبھی تو سرہ اور اکھل پر مہربانی کی

سلہ ہندی میں اس لفظ کا ترجمہ دوت (قاصد) کیا ہے۔ (مترجم)

کہ ان کے ہاں بیٹا ہوا - ایسا خدا خدا ہو سکتا ہے - ؟ اور تماشا دیکھو - ایک شخص دوسرے شخص کا نام پوچھے اور وہ نام ہی نہ بتلاوے ؟ اور خدا نے اسکی نس چڑھا تو دی اور جان بچا دی - لیکن اگر ڈاکٹر ہوتا تو لات کی نس کو بھی اچھا کر دیتا - اور جیسا یعقوب لنگڑاتا رہا - ویسے ہی اور بھی اس خدا کی عبادت کرنے والے لنگڑاتے ہوں گے - جب تک کہ خدا کا جسم نہ ہو - تب تک وہ کیونکر ظاہر دکھائی دے سکتا ہے اور کشتی لڑ سکتا ہے ؟ یہ تمام بازیچہ طفلانہ ہے ؛

(۳۶) اور غیر یہوداہ کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ میں شریر تھا - سو خداوند نے اسے مار ڈالا - جب یہوداہ نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا - اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا - لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری نہ کہلائے گی - اور یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جاتا تھا تو نطفہ کو زمین پر ضائع کرتا تھا - تا نہ ہووے کہ اس کا بھائی اس سے نسل پاوے - اور اس کا یہ کام خداوند کی نظر میں بہت برا تھا - اس لئے اس نے اسے بھی ہلاک کیا - باب ۳۸ - آیت ۷ تا ۱۰ -

محقق - بتایئے یہ انسان کا کام ہے یا خدا کا ؟ جب اس کے ساتھ نیوگ ہوا تو اس کو کیوں مار ڈالا ؟ اسکی عقل کو بھلے کیوں نہ کر دیا - اور یہ ثابت ہوا کہ ویدوکت نیوگ پہلے سب ملکوں میں جاری تھا ؛

خروج کی کتاب

(۳۷) ؛ جب موسیٰ بڑا ہوا - تو اپنے بھائیوں کے پاس باہر گیا - اور ان کی مشقتوں کو دیکھا - اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو ایک اس کے بھائیوں میں سے تھا مار رہا تھا - پھر اس نے ادھر اُدھر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہیں - تب اس مصری کو مار ڈالا - اور ریت میں چھپا دیا - جب وہ دوسرے دن باہر گیا - تو کیا دیکھتا ہے کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں - تب اس نے اسکو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے - وہ بولا - کس نے تجھیں ہم پر حاکم یا منصف مقرر

کیا۔ آیا تو چاہتا ہے۔ کہ جس طرح تو نے اس مصری کو مار ڈالا۔ مجھے بھی مار ڈالے تب موسےٰ ڈرا اور کہا یقیناً یہ بھید فاش ہوا۔ جب فرعون نے سنا تو چاہا کہ موسےٰ کو قتل کرے۔ پر موسےٰ فرعون کے حضور سے بھاگا۔ باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۵۔

محقق۔ اب دیکھئے بائیبل کے اعلےٰ ہادی مذہب اور پیغمبر موسےٰ کی خصلتیں وہ غصّہ وغیرہ بد صفات سے پُر۔ انسان کی جان کُشی کرنے والا۔ اور چور کے مانند شاہی سزا سے گریز کرنے والا اور بھید چھپانے کی وجہ سے جھوٹ بولنے والا ضرور ہوگا ایسے شخص کو بھی خدا ملا؟ وہ پیغمبر بنا۔ اُس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا۔ جیسا موسےٰ آپ تھا ویسا اس کا مذہب تھا۔ عیسائیوں کے سب ہادیان مذہب موسےٰ سے لے کر اخیر تک جنگلی حالت میں تھے۔ ان میں علم مطلق نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ

(۳۸) یہ فسح کا برّہ ذبح کرو۔ اور تم زوفے کی ایک مٹھی لو۔ اور اُسے اُس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دے کے اوپر کے چوکھٹ اور دونو بازو دروازے کے اس سے چھاپو۔ اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے۔ اس لئے کہ خدا گزر کریگا تاکہ مصریوں کو مارے۔ اور جب وہ اوپر کے چوکھٹ پر اور دونو بازو پر لہو دیکھے گا۔ تو خداوند در پر سے گزر جائے گا۔ اور ہلاک کرنیوالے کو نہ چھوڑیگا۔ کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے۔ باب ۱۲۔ آیت ۲۱ تا ۲۳۔

محقق۔ بھلا ٹونا ٹوٹکا کرنیوالا بھی ہمہ دان خدا ہو سکتا ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے تبھی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان لے۔ ورنہ نہیں۔ یہ بات تو کم علم انسان کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی جنگلی آدمی کی لکھی ہوئی ہیں۔

(۳۹) اور یوں ہوا کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لے کر جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس قیدی کے پلوٹھے تک جو قید خانہ میں تھا۔ چارپایوں کے پلوٹھوں سمیت ہلاک کئے۔ اور فرعون رات کو اُٹھا۔ وہ اور اس کے سب لوگ اور سب مصری اُٹھے اور مصر میں بڑا نوحہ تھا۔ کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ موا۔ باب ۱۲۔ آیت ۲۹۔ ۳۰

محقق۔ واہ خوب آدھی رات کے وقت ڈاکو کے مانند بیرحم ہو کر عیسائیوں کے خدا نے لڑکے بالے۔ بڑھوں اور چارپایوں تک کو بلا قصور مار ڈالا اور اُسے ذرا بھی رحم نہ آیا۔ اور مصر میں (آہ و نالہ رہا) تو بھی عیسائیوں کے خدا کے دل سے سختی دُور نہ ہوئی۔ خدا تو الگ رہا۔ یہ کام کسی عام آدمی کے بھی کرنے کے لائق نہیں۔ اس میں تعجب بھی نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ "گوشت خوروں میں رحم کہاں" جب عیسائیوں کا خدا گوشت خور ہے تو اُسے رحم سے کیا کام؟

(۴۰) خداوند تمہارے لئے جنگ کرے گا۔ اور تم چپ چاپ رہو گے۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو کیوں میرے آگے نالہ کرتا ہے۔ بنی اسرائیل سے کہ دے آگے چلیں۔ تو اپنا عصا اُٹھا اور دریا پر اپنا ہاتھ بڑھا۔ اور اُسے دو حصے کر۔ بنی اسرائیل دریا کے بیچوں بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گذر جائینگے۔ باب ۱۴۔ آیت ۱۴ تا ۱۶

محقق۔ کیوں جی۔ پہلے تو خدا اسرائیل کے خاندان کے پیچھے اس طرح پھرا کرتا تھا جیسے گڈریا بھیڑوں کے پیچھے۔ اب نہ جانے وہ خدا کہاں گم ہو گیا؟ ورنہ سمندر کے بیچ میں سے چاروں طرف ریل گاڑیوں کی سڑک بن جاتی۔ جس سے سارے جہان کو فائدہ پہنچتا اور ناؤ وغیرہ بنانے کی تکلیف رفع ہو جاتی۔ لیکن کیا کیا جائے۔ اس قسم کی بہت سی ناممکن باتیں ہونے کے ساتھ بائبل کے خدا نے کی ہیں۔ یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ جیسا عیسائیوں کا خدا ہے ویسے ہی اس کے پرستش کرنے والے ہیں۔ اور ایسی ہی اس کی مقدس کتاب ہے۔ ایسی کتاب اور ایسا خدا ہم سے دُور ہی رہے تو اچھا ہے۔

(۴۱) کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں انکی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ باب ۲۰ آیت ۵

محقق۔ بھلا یہ کس قسم کا انصاف ہے۔ کہ کسی شخص کے قصور سے چار پشت تک سزا ملے۔ کیا اچھے والدین کی اولاد بُری اور بُرے والدین کی اولاد اچھی نہیں ہوتی؟ اگر ایسی ہی بات ہے تو چوتھی پشت تک سزا دہی کیسے واجب ہو سکتی ہے؟ اور اگر پانچویں پشت کے بعد کوئی بُرا ہو گا۔ تو اسے سزا نہیں ملنی چاہئیے بغیر قصور کسی کو سزا دینا بے انصافی ہے۔

(۴۲) تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر چھ دن تک تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی ہے۔ باب ۲۰ آیت ۸ تا ۱۱

محقق۔ کیا صرف اتوار ہی پاک ہے۔ اور باقی سب دن ناپاک ہیں؟ اور کیا خدا نے چھ دن تک بڑا سخت کام کیا تھا۔ کہ جس سے تھک کر ساتویں دن سو گیا؟ اور اگر اتوار کو برکت دی تو سوموار وغیرہ چھ دن کو کیا دیا؟ غالباً لعنت دی ہو گی۔ ایسا کام تو کوئی سمجھدار انسان بھی نہیں کرتا۔ خدا کیسے کر سکتا ہے؟ بھلا اتوار میں کیا صفات ہیں۔ اور سوموار وغیرہ نے کیا قصور کیا تھا۔ کہ جس سے ایک کو پاک کیا اور برکت دی۔ اور دوسرے دنوں کو ناپاک کر دیا؟۔

(۴۳) تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اسکے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے۔ لالچ مت کر۔ باب ۲۰ آیت ۱۶۔ ۱۷۔

محقق۔ واہ تبھی تو عیسائی پڑوسیوں کے مال کی طرف اس طرح رجوع ہوتے ہیں۔ جیسے پیاسا آدمی پانی کی طرف۔ بھوکا اناج کی طرف۔ جیسی یہ خود غرضی اور طرفداری کی تعلیم ہے۔ ویسا ہی عیسائیوں کا خدا ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم کل نوعِ انسان کو پڑوسی مانتے ہیں۔ تو سوائے انسان کے اور کون جورو غلام والے ہیں۔ کہ جنہیں پڑوسی تصور نہ کریں۔ بس ثابت ہوا کہ یہ باتیں خود غرض آدمیوں کی ہیں۔ خدا کی نہیں۔

(۴۴) جو کوئی کسی مرد کو مارے اور وہ مر جائے۔ وہ البتہ قتل کیا جاوے اور اگر اس شخص نے قتل کا قصد نہیں کیا۔ اور خدا نے اُس کے ہاتھ میں اُسے گرفتار کروا دیا۔ تو میں تیرے لئے ایک جگہ ٹھہراؤں گا۔ کہ جس میں وہ بھاگے۔ تو میں اس کے بھاگنے کی جگہ بتا دوں گا۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۲۔ ۱۳۔

محقق۔ موسیٰ ایک آدمی کو مار اور اُسے گاڑ کر بھاگ گیا تھا۔ اگر خدا کا انصاف ٹھیک ہے تو پھر اُسے یہ سزا کیوں نہ ملی؟ اگر کہو کہ خدا نے اس آدمی کو موسیٰ سے مروانے کی خاطر گرفتار کروایا تھا۔ تو خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس نے انصاف بادشاہ وقت سے نہ کرایا۔ اور موسے کے ہاتھ میں سونپا۔

(۴۵) اور سلامتی کی ذبیح بیلوں سے خداوند کے لئے ذبح کئے۔ اور موسیٰ نے آدھا خون لے کر باسنوں میں رکھا اور آدھا قربانگاہ پر چھڑکا۔ موسیٰ نے اس لہو کو لے کر لوگوں پر چھڑکا۔ اور کہا کہ یہ لہو اس عہد کا ہے جو کہ خداوند نے ان باتوں کی بابت تمہارے ساتھ باندھا ہے۔ اور خداوند نے موسے سے کہا کہ پہاڑ پر مجھ پاس آ۔ اور وہاں رہ اور میں تجھے پتھر کی لوحیں اور شریعت اور احکام جو میں نے لکھے ہیں۔ دوں گا۔ باب ۲۴ آیت ۵۔ ۶۔ ۸۔ ۱۲۔

محقق۔ اب بتایئے یہ سب جنگلی آدمیوں کی باتیں ہیں یا نہیں؟ اور خدا کا بیلوں کی قربانی لینا اور ذبح پر لہو چھڑکنا کیسی وحشیانہ اور ناشائستہ بات ہے۔ جب عیسائیوں کا خدا بھی بیلوں کی قربانی لیتا ہے تو اس کے عابد بیل گائے کی قربانی کرکے پیٹ کیوں نہ بھریں اور دنیا کو نقصان کیوں نہ پہنچائیں ایسی بُری باتیں بائبل میں بھری پڑی ہیں۔ عیسائی اس غلط فہمی سے ویدوں کی طرف بھی ایسی باتیں منسوب کرتے تھے مگر ویدوں میں ایسی باتوں کا نام ونشان بھی نہیں اور یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ عیسائیوں کا خدا ایک پہاڑی آدمی تھا۔ پہاڑ پر رہتا تھا۔ چونکہ وہ خدا قلم کاغذ سیاہی نہیں بنا سکتا تھا اور نہ اُسے یہ اشیا میسر ہو سکتی تھیں۔ اسلئے پتھر کی لوحوں پر لکھا کرتا تھا۔ اور جنگلیوں کے سامنے خدا بھی بنکر بیٹھا کرتا تھا۔

(۴۶) اور بولا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے کہ کوئی انسان نہیں۔ کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے اور خداوند نے کہا۔ دیکھ یہ جگہ میرے پاس ہے اور تو اس چٹان پر کھڑا رہ۔ اور یوں ہوگا کہ جب میرے جلال کا گذر ہوگا۔ تو میں تجھ کو اس چٹان کے دراز میں رکھوں گا۔ اور جب تک نہ گزروں۔ تجھے اپنی ہتھیلی سے

ڈھانپوں گا اور پھر اپنی ہتھیلی اٹھالوں گا اور تو میرا پیچھا دیکھے گا۔ لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دے گا۔ باب ۳۳ آیت ۲۰ تا ۲۳

محقق۔ عیسائیوں کا خدا انسان کے مانند مجسم ہے۔ اور موسیٰ نے کیا جال پھیلایا کہ آپ ہی خدا بن بیٹھا۔ اور خدا کا یہ کہنا کہ تو میرا پیچھا دیکھے گا لیکن چہرہ نہ دکھائی دے گا۔ اور میں تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپوں گا۔ بے معنی ہے۔ جب خدا نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ کو ڈھانپا ہوگا۔ تب کیا اس نے اسکے ہاتھ کی شکل نہ دیکھی ہوگی۔

احبار کی کتاب

(۴۷) اور خداوند نے موسیٰ کو بلایا اور جماعت کے خیمے میں سے اُس نے ہمکلام ہو کے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل سے خطاب کر اور ان کو کہہ کہ اگر کوئی تم میں سے خداوند کے لئے قربانی لایا چاہے۔ تو تم اپنی قربانی مواشی سے یعنی گائے بیل اور بھیڑ بکری سے لاؤ۔ باب ۱۔ آیت ۱-۲۔

محقق۔ دیکھئے۔ عیسائیوں کا خدا گائے بیل وغیرہ کی قربانی لینے والا ہے۔ اور وہ اپنے لئے قربانی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اب بتائیے کیا خدا بیل گائے وغیرہ جانوروں کے گوشت اور خون کا بھوکا پیاسا ہے یا نہیں؟ اور کیا اُسے بے ستر اور خدا مانیں یا گوشت خور اور چالاک آدمی؟

(۴۸) اور وہ اُس بیل (بچھڑے) کو خداوند کے حضور ذبح کرے۔ اور کاہن جو بنی ہارون ہیں۔ لہو کو لاویں۔ اور لہو کو اس مذبح پر پر چہار طرف جو جماعت کے خیمے کے دروازے پر ہے چھڑکیں۔ تب وہ اس سوختنی قربانی (چڑھاوے) کی کھال کھینچے۔ اور اس کے عضو عضو کو جدا کرے۔ پھر ہارون کاہن کے بیٹے (بنی ہارون میں سے جو کاہن ہیں) مذبح پر آگ رکھیں۔ اور اس پر لکڑیاں ترتیب سے چنیں۔ اور بنی ہارون جو کاہن ہیں۔ اسکے عضوؤں کو اور چربی اور ان لکڑیوں پر جو مذبح کی آگ پر ہیں۔ ترتیب سے رکھ دیں۔ اور وہ اس کے اوجھ اور پاؤں کو پانی سے دھووے

اور کاہن سب کو مذبح پر جلاوے بنکھاوے کہ سوختنی قربانی (چڑھاوے) یعنی خوشبو (کا ہوم) آگ سے خداوند کے لئے ہے۔ باب ۱۔ آیت ۵ تا ۹

محقق۔ ذرا غور کیجئے۔ بیل کو خدا کے روبرو اسکے عابد ماریں اور وہ مروائے اور لہو کو چاروں طرف چھڑکے۔ آگ میں ہوم کریں۔ خدا خوشبو لے۔ بتاؤ یہ حالت قصاب کے گھر کی سی ہے یا اس سے کچھ کم؟ اس لئے نہ بائبل خدا کا کلام ہے اور نہ وہ جنگلی آدمی کا سا تماشا کرنے والا خدا ہو سکتا ہے۔

(۴۹) اور خداوند نے موسیٰ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر کاہن ممسوح لوگوں کی طرح خطا کرے۔ (اگر کاہن ممسوح خطا کر کے لوگوں پر الزام لاوے) تو وہ اپنی خطا کے واسطے جو اسنے کی ہے۔ ایک بے عیب بچھڑا کہ خطا کی قربانی ہو۔ خداوند کے لئے لاوے۔ سو وہ اس بچھڑے کو جماعت کے خیمے کے دروازے پر خداوند کے آگے لاوے اور بچھڑے کے سر پر اپنا ہاتھ رکھے۔ اور بچھڑے کو خداوند کے آگے ذبح کرے باب ۴ آیت ۱۔ ۳۔ ۴۔

محقق۔ اب دیکھئے گناہوں کا کفارہ۔ انسان خود گناہ کرے اور گائے وغیرہ مفید جانوروں کو مار ڈالے اور یہ کام خدا کروائے۔ قربان جائیں عیسائیوں کے کہ ایسی باتوں کے کرنے کروانے والے کو بھی خدا مان کر نجات کی توقع رکھتے ہیں۔

(۵۰) جب کوئی سردار خطا کرے۔ تب وہ بکری کا بچہ۔ بے عیب نر اپنی قربانی کے لئے لاوے۔ اور اُسے خداوند کے آگے ذبح کرے۔ یہ خطا کی قربانی ہے باب ۴ آیت ۲۲ تا ۲۴۔

محقق۔ واہ جی واہ۔ اگر یہی بات ہے تو اُنکے سردار یعنی منصف! در سپہ سالار وغیرہ گناہ سے کیوں خوف کرتے ہونگے۔ آپ تو دل کھول کر بُرے کام کریں! اور کفارہ کے طور پر گائے بچھڑا۔ بکرا وغیرہ کی جان لیں۔ اسی وجہ سے تو عیسائی کسی جانور یا پرند کی جان لینے میں تامل نہیں کرتے۔ اے عیسائیو! اب تو اس وحشیانہ مذہب کو چھوڑ کر شائستہ ویدک دھرم کو قبول کرو۔ کہ جس سے تمہاری بہتری ہو۔

(۵۱) اور اگر اُسے بھیڑ بکری لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو وہ اپنی تقصیر کے لئے دو قمریاں یا کبوتر کے دو بچے خداوند کے لئے لاوے اور ان کا سر گردن کے پاس سے مروڑ ڈالے پر جدا نہ کرے۔ یہی خطا کا کفارہ دیوے تو بخشا جاوے۔ اور اگر اسے دو قمریاں لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو سیر بھر مہین آٹے کا دسواں حصہ خطا کی قربانی کے لئے نذر گزرانے۔ اس پر تیل نہ ڈالے۔ اور وہ بخشا جاوے گا۔ باب ۵۔ آیت ۷-۸-۱۰-۱۱-۱۳۔

محقق۔ عیسائیوں میں امیر یا غریب کوئی گناہ سے خوف نہ کرتا ہوگا۔ کیونکہ انکے خدا نے گناہوں کا کفارہ سہل کر چھوڑا ہے۔ عیسائیوں کی یہ ایک بات بڑی عجیب ہے کہ بغیر سزا بھگتنے کے گناہوں سے رہائی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک تو گناہ کیا۔ اور دوسرے جانوروں کو جان سے مار ڈالا اور خوب مزے سے گوشت کھایا اور گناہ سے رہائی بھی ہوئی۔ کیا جب کبوتر کا بچہ گلا مروڑنے کے وقت بہت دیر تک تڑپتا رہتا ہوگا تب بھی عیسائیوں کو رحم نہیں آتا ہوگا؟ مگر رحم کیونکر آوے۔ انکا خدا تعلیم ہی جان کشی کی کرتا ہے اور جب گناہوں کا کفارہ ایسا ہی ہے تو عیسےٰ پر ایمان لانے سے گناہوں کے دور ہو جانے کا ڈھکوسلہ کیوں کھڑا کیا ہے؟

(۵۲) اور جو کاہن کسی شخص کی سوختنی قربانی (چڑھاوا) گذرانتا ہے تو کھال اُسکی جسے اُسنے گزرانا اسی کاہن کی ہوگی اور ہر ایک نذر کی قربانی جو تنور میں پکائی

لہ قربان جائیں ایسے خدا کے جسنے بچھڑا، بھیڑ، بکری کا بچہ، کبوتر اور آٹا مفت لے لینے کا قاعدہ مقرر کیا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ کبوتر کے بچے گردن مروڑ کے لیتا تھا تاکہ گردن توڑنے کی تکلیف بھی خود نہ اٹھانی پڑے۔ ان سب باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگلیوں میں کوئی چالاک آدمی تھا وہ پہاڑ پر جا بیٹھا اور اسنے اپنے آپکو خدا مشہور کیا جنگلی جہلا لوگوں نے اسکی بات پر یقین کر لیا۔ اپنی حکمت عملی سے وہ پہاڑ پر ہی کھانے کیلئے جانور پرندے اور اناج وغیرہ منگوا لیا کرتا تھا۔ اور چین اڑاتا تھا اسکے قاصد فرشتے اسکا کام کیا کرتے تھے۔ جہلا لوگوں کیلئے چاہئے غور سے کہ کہاں یہ بائبل کا بچھڑا، بھیڑ، بکری کا بچہ، کبوتر اور اچھے آٹے کا کھانے والا خدا اور کہاں وید میں بیان کردہ سب جگہ موجود، ہمہ دان، نہ پیدا ہونے والا۔ (نراکار) بے شکل قادر مطلق اور انصاف پرست وغیرہ وغیرہ صفات سے موصوف۔ وید دکت۔ الشور (مترجم)

جاوے یا ہانڈی میں یا توے پر وہ اس کاہن کی جو اسے گذرانتا ہے ہوگی ۔باب ۷ آیت ۸۔۹ ۔

محقق ۔ہم اس خیال میں تھے کہ صرف اسی ملک میں دیوی کے بھوپوں اور مندروں کے پوجاریوں کی عجیب پوپ لیلا ہے ۔لیکن عیسائیوں کے خدا اور انکے پوجاریوں کی پوپ لیلا ہمارے ملک کی پوپ لیلا سے ہزار گنا بڑھ کر ثابت ہوئی ۔کیونکہ چام کیلئے آم عمدہ کھانے کھانے کو ملیں اور عیسائی خوب گلچھرے اڑائیں ۔کیا یہ بات ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے ۔اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کھلاوے ۔ویسے ہی سب انسان حیوانات ۔پرندے وغیرہ جاندار سب خدا کے گویا بیٹے ہیں ۔خدا ایسا کام کبھی نہیں کر سکتا اسلئے نہ یہ بائیبل خدا کا کلام ہے ۔اور نہ اس کا بیان کردہ خدا سچا خدا ہے ۔اور نہ اس کے پیرو پارسا ہیں ۔ایسی ہی اور بہت سی باتیں اخبار وغیرہ کتابوں میں بھری پڑی ہیں ۔کہاں تک شمار کریں ۔

گنتی کی کتاب

(۳۵) سو گدھی نے خداوند کے فرشتے کو دیکھا ۔کہ راہ میں کھڑا ہے اور اسکے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار ہے ۔تب گدھی نے راہ سے منہ موڑا ۔اور میدان کو چلی ۔تب بلعام نے گدھی کو مارا تاکہ اسے راہ پر لاوے ۔تب خداوند نے گدھی کا منہ کھولا ۔اور اس نے بلعام کو کہا میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے تین بار مجھے مارا ۔باب ۲۲۔آیت ۲۳۔۲۸ ۔

محقق ۔پہلے زمانہ میں گدھوں تک بھی خدا کے فرشتوں کو دیکھتے تھے ! در آجکل بشپ پادری وغیرہ نیک آدمیوں کو بھی خدا یا اسکے فرشتے دکھائی نہیں دیتے ۔کیا آجکل خدا یا اس کے فرشتے معدوم ہو گئے ہیں ؟ اگر زندہ ہیں تو کیا گہری نیند میں پڑے سوتے ہیں ؟ یا بیمار ہیں یا کسی دوسرے جہان میں چلے گئے ؟ یا کسی اور کام میں مصروف ہو گئے ۔یا اب عیسائیوں سے خفا ہو گئے ؟ یا مر گئے ہیں ؟ معلوم نہیں کیا معاملہ ہے ! قیاساً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ اب ،موجود نہیں ہیں ۔اور نہ ہی دکھلائی دیتے ہیں ۔اسلئے تب بھی موجود نہ تھے ۔اور نہ ہی دکھلائی دیتے ہونگے ۔یہ صرف گپوڑے ہانکے ہوئے ہیں ۔

(۵۴) سوئم ان بچوں کے جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت (رنڈی کو) جو مرد کے (ساتھ سونا جانتی ہے) صحبت سے واقف ہیں۔ جان سے مارو۔ لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں۔ ان کو اپنے لئے زندہ رکھو۔ باب ۳۱۔ آیت ۱۷-۱۸۔
محقق۔ عیسائیوں کا پیغمبر موسیٰ اور خدا بھی خوب ہے کہ عورت۔ بچوں۔ بوڑھوں اور حیوانوں وغیرہ کی جان کشی وغیرہ کرنے سے بھی باز نہیں رہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ شہوت پرست تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لڑکیوں کو جو مرد کی صحبت سے واقف نہ ہوئی تھیں۔ اپنے لئے کیوں رکھتا۔ اور ایسی بیرحمی اور شہوت کا کیوں حکم دیتا۔

سموائیل کی دوسری کتاب

(۵۵) اور اسی رات ایسا ہوا کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تو میرے لئے ایک گھر جس میں میں رہوں بنایا چاہتا ہے۔ سو میں جب سے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا آج کے دن تک کسی گھر میں نہیں رہا۔ بلکہ خیمہ یا مسکن میں پھرتا رہا۔ باب ۷۔ آیت ۴ تا ۶۔
محقق۔ اب اس میں کچھ بھی شک نہیں رہا کہ عیسائیوں کا خدا انسان کے مانند مجسم ہے اور شکایت کرتا ہے کہ میں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ مگر رہنے کو جگہ نہ ملی۔ اب داؤد گھر بناوے تو اس میں آرام کرے۔ عیسائی ایسے خدا اور ایسی کتاب کے ماننے سے کیوں نہیں شرماتے؟ لیکن بیچارے اب پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور نکلنے کے لئے بہت محنت درکار ہے۔

اسلاطین کی دوسری کتاب

(۵۶) اور شاہ بابل بنوکدنضر کی سلطنت کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شاہ بابل کا ایک خادم نبوزروان جو جلوہ داروں کا سردار (امیر الامرا) تھا۔ یروشلم میں آیا۔ اُسنے خداوند کا گھر اور بادشاہ کا قصر اور یروشلم کے سارے گھر اور ہر ایک رئیس کا گھر جلا دیا۔ اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے (امیر) سردار

(امیرالامرا) کے ہمراہ تھا۔ ان دیواروں (اس حصار) جو یروشلم کے گرداگرد تھیں گرا دیا۔ باب ۲۵۔ آیت ۸ تا ۱۰۔

محقق۔ کیا کیا جائے۔ عیسائیوں کے خدا نے تو اپنے آرام کے لئے داؤد وغیرہ سے گھر بنوایا تھا۔ کہ جس میں وہ آرام کرتا ہوگا۔ لیکن نبوزردان نے خدا کا گھر برباد کر دیا۔ اور خدا اور اس کے فرشتوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ اول اول تو عیسائیوں کا خدا بہت سی لڑائیاں کرتا تھا۔ اور فتح پایا کرتا تھا لیکن اب اپنا گھر جلوا بیٹھا۔ نہ جانے ایسی حالت میں کیوں خاموش بیٹھا رہا۔ اور نہ معلوم اس کے فرشتے کس طرف بھاگ گئے! ایسے نازک وقت میں کوئی بھی کام نہ آیا۔ اور خدا کی طاقت بھی نہ معلوم کہاں چلی گئی۔ اگر یہ بات سچی ہے تو جو جو فتح کی باتیں پہلے لکھی گئی ہیں۔ سب لغو ثابت ہو گئیں۔ کیا مصر کے لڑکے لڑکیوں کو مارنے سے ہی اپنی بہادری جتلائی تھی؟ اب کیوں بہادروں کے سامنے منہ نہیں دکھا سکا۔ اس طرح تو عیسائیوں کے خدا نے ندامت اُٹھائی۔

ایسی ہی بیہودہ کہانیاں اس کتاب میں ہزاروں بھری پڑی ہیں۔

۱۔ تواریخ

(۵۷) سو خداوند نے اسرائیل پر مری بھیجی۔ اور اسرائیل میں سے ستر ہزار آدمی مر مٹے۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۴۔

محقق۔ اب دیکھئے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشہ جس اسرائیل خاندان پر بہت سی برکتیں نازل کی تھیں اور شب و روز جس کی پرورش میں فکرمند رہتا تھا۔ اب جھٹ غصّے میں آ مری ڈالی اور ستر ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔ جو آدمی لمحہ بھر میں خوش اور لمحہ بھر میں ناراض ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشنودی بھی خوفناک ہوتی ہے یہی حالت عیسائیوں کے خدا کی ہے۔

ایوب کی کتاب

(۵۸) پھر (اور) ایک دن یوں ہوا کہ بنی اللہ آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں۔

اور شیطان بھی انکے درمیان ہو کے آیا کہ خداوند کے آگے حاضر ہو۔ خداوند نے شیطان سے کہا کہ تو کہاں سے آتا ہے۔ شیطان نے جواب دے کے خداوند سے کہا۔ کہ زمین کے اِدھر اُدھر سے پھر کے (زمین میں گزر کر کے) اور اس میں سیر کر کے آتا ہوں۔ خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے بندے ایوب کے حال کو بہ غور (دریافت) کیا۔ کہ زمین پر اس سا کوئی شخص نہیں ہے۔ کہ وہ کامل اور صادق ہے۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دُور رہتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ تو نے مجھ کو اُبھارا ہے کہ بے سبب اُسے ہلاک کروں۔ تو بھی وہ اپنی دیانت کے لیئے رہا۔ شیطان نے خداوند کو جواب دیکے کہا کہ کھال کے بدلے کھال، بلکہ انسان اپنا سارا مال اپنی جان پر نثار کر دے گا۔ لیکن اپنا ہاتھ بڑھا ئیو۔ اور اُسکی ہڈی اور اُسکے گوشت کو چھوئیو۔ تو وہ تیرے منہ پر تیری ملامت کریگا۔ (کیا خود تیری آنکھوں کے سامنے تجھ سے وداع نہ ہو جائے گا) خداوند نے شیطان سے کہا کہ دیکھ وہ تیرے قابو میں ہے۔ مگر فقط اُس کی جان نہ جانے پائے۔ تب شیطان خداوند کے حضور سے چل نکلا۔ اور ایوب کو مارا ایسا کہ تلوے سے لیکے چاندی تک اُسے جلتے پھوڑے ہوئے (اور ایوب کو سر سے تلوے تک جلتے پھوڑے دل سے مارا) باب ۲ آیت آتا ہے

محقق۔ اب دیکھئے عیسائیوں کے خدا کی طاقت کہ شیطان اُس کے سامنے اُس کے عابدوں کو ایذا پہنچاتا ہے۔ پر وہ نہ تو شیطان کو سزا دے سکتا ہے۔ اور نہ اپنے عابدوں کو بچا سکتا ہے۔ اور نہ فرشتوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک شیطان سے سب کو خوف چھایا ہوا ہے۔ اور عیسائیوں کا خدا ہمہ دان بھی نہیں ہے۔ اگر ہمہ دان ہوتا تو ایوب کی آزمائش شیطان سے کیوں کراتا؟

واعظ کی کتاب

(۵۹) ہاں میرا دل حکمت اور دانش میں بڑا کاردان (رہنما) ہوا۔ لیکن جب میں نے حکمت کے جاننے کو حماقت اور جہالت کے سمجھنے کو دل لگایا۔ تو معلوم کیا کہ یہ بھی ہوا پر چرنا ہے کیونکہ بہت حکمت میں بہت دقت ہے اور جسکا عرفان فراوان

ہوتا (گیان بڑھاتا ہے) اُس کا دُکھ زیادہ ہوتا ہے۔ باب ۱۔ آیت ۱۶ تا ۱۸۔

محقق۔ حکمت اور دانش ہم معنی الفاظ ہیں۔ عیسائی انکو جدا جدا مانتے ہیں۔ اور جہلا کے سوائے دانش کی ترقی میں دقت اور دُکھ کو کون مان سکتا ہے۔ اِسلئے یہ بائیبل خدا کا کلام تو کجا سمجھدار انسان کی بھی تصنیف نہیں۔

یہ قدرے توریت زبور کے بارے میں لکھا ہے آگے کچھ متی وغیرہ کی انجیلوں میں سے لکھا جائیگا کہ جسے عیسائی بہت مستند مانتے ہیں اور جسکا نام عہدنامہ رکھا ہوا ہے۔

متی کی انجیل

(۹۰) اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی۔ تو ان کے اکٹھے آنے سے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی دیکھو خداوند کے ایک فرشتے نے اسپر خواب میں ظاہر ہو کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنیسے مت ڈر کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے۔ باب ۱۔ آیت ۱۸۔۲۰

محقق۔ ان باتوں کو کوئی عالم تسلیم نہیں کر سکتا کہ جو پرتکش وغیرہ پرمان اور قانون قدرت کے خلاف ہیں ان باتوں کا ماننا بیوقوف جنگلیوں کا کام ہے۔ شائستہ علما کا نہیں۔ بھلا جو خدا کا مقررہ قانون ہے وہ کیونکر ٹوٹ سکتا ہے؟ اگر خدا خود اپنے قوانین تبدیل کرے تو اس کا حکم کوئی نہ مانے پھر وہ سرب گیان اور غلطی سے مبرا ہے اسطرح تو پھر جسمیں باکرہ کو حمل ٹھہر جائے اُسکے بارہ میں بھی ایسا کہا جا سکتا ہے کہ یہ حمل خدا کی طرف سے ہے۔ اور جھوٹ موٹ کوئی کسیکو کہدے کہ خدا کے فرشتے نے مجھے خواب میں کہدیا ہے کہ یہ حمل خدا کیطرف سے ہے جیسی یہ ناممکن بات گھڑی گئی ہے ویسا ہی سورج سے کنتی کا حاملہ ہونا بھی پرانوں میں درج ہے۔ ایسی ایسی باتوں کو آنکھ کے اندھے۔ گانٹھ کے پورے تسلیم کر کے مغالطہ میں پڑا کرتے ہیں اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی آدمی کیساتھ صحبت ہونے سے حاملہ ہوگئی ہوگی۔ اُس نے یا کسی اور آدمی نے مشہور کر دیا ہوگا۔ کہ اس کا حمل خدا کی طرف سے ہے۔

(۶۱) تب یسوع روح کے وسیلہ (کی ہدایت) سے بیابان میں لایا گیا تاکہ شیطان
اُسے آزمائے اور جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا۔ آخر کو بھوکا ہوا
تب آزمائش کرنے والے نے اس کے پاس آکر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو کہ
کہ یہ پتھر روٹی بن جائیں باب ۴۔ آیت ۱ تا ۳۔

محقق۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ دان نہیں۔ کیونکہ اگر ہمہ دان
ہوتا تو مسیح کا امتحان شیطان سے کیوں کرواتا۔ خود بخود جان لیتا بھلا کسی عیسائی کو
آجکل چالیس دن اور چالیس رات بھوکا رکھا جاوے تو وہ کبھی بچ سکیگا؟ اس سے
یہ بھی ثابت ہوا کہ نہ تو عیسےٰ خدا کا بیٹا تھا اور نہ اس میں کچھ معجزے تھے ورنہ شیطان کے
سامنے پتھر کی روٹیاں کیوں نہ بنائیں۔ اور آپ بھوکا کیوں رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ جیسے خدا
نے پتھر بنایا اُسے روٹی کوئی نہیں بنا سکتا۔ اور خدا بھی اپنے قانون کو تبدیل نہیں
کر سکتا۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے اور اس کے سارے کام غلطی سے پاک ہیں۔

(۶۲) اسنے ان سے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ کہ میں تمہیں آدمیوں کے مچھوے بنا
دونگا وے اسیوقت جالوں کو چھوڑ کر اسکے پیچھے ہو لئے۔ باب ۴۔ آیت ۱۹-۲۰

محقق۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰ نے توریت کے دس احکام میں سے اس حکم کو کہ (اولاد
اپنی والدین کی خدمت اور ادب کرے جس سے ان کی عمر بڑھے) توڑا۔ کیونکہ عیسےٰ
نے اپنے والدین کی خدمت نہیں کی۔ بلکہ اوروں کو بھی اپنے والدین کی خدمت سے
باز رکھا۔ اسی گناہ کے بدلے شاید وہ بڑی عمر کا نہ ہوا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عیسےٰ نے
اپنے مذہب کا جال اسلئے پھیلایا کہ لوگوں کو اس میں اس طرح پھنسائے کہ جسطرح مچھلی
کو ماہی گیر جال میں پھنساتا ہے جب خود عیسےٰ ایسا تھا تو آجکل کے پادری اگر اپنے جال میں
آدمیوں کو پھنسا دیں تو کیا تعجب ہے؟ کیونکہ جسطرح بڑی بڑی اور بہت سی مچھلیوں کو جال
میں پھنسانے والے کی قدر بہت ہوتی ہے اور روزی بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح
بہت سے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کر لینے سے پادریوں کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور
ان کے روزگار کیصورت بھی بخوبی نکل آتی ہے۔ اسی لالچ سے پادری اُن لوگونکو

کہ جنہوں نے نہ وید شاستر پڑھا نہ سُنا۔ اپنے جال میں پھنسا کر ماں باپ۔ گھر بار سے جدا کر دیتے ہیں۔ سارے عالم آریوں کو واجب ہے کہ خود اُنکے دہوکے کی ٹٹی سے بچیں اور اپنے بھولے بھالے بھائیوں کے بچانے کے لئے بھی مستعد رہیں۔

(۴۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا اُن کے عبادتخانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا اور لوگوں کے سارے دکھ اور بیماری دفع کرتا تھا اور اس کی خبر تمام سوریہ میں پھیلی۔ اور سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماری اور عذاب میں گرفتار تھے اور انہیں جن پر دیو چڑھے تھے (دیوانوں) اور مرگیوں اور جھولے مارے ہوؤں کو اُس کے پاس لائے اور اُس نے انہیں چنگا کیا۔ باب ۴۔ آیت ۲۳-۲۴

محقق۔ اگر آجکل کے پوپ لیلا مثلاً جادو منتر۔ ٹونا ٹوٹکا۔ آشیر باد۔ بیج اور راکھ کی چٹکی دینے سے بھوتوں کا نکالنا اور بیماریوں کا رفع کرنا درست ہے تو یہ انجیل کی بات بھی سچی ہے اصل بات یہ ہے کہ بھولے آدمیوں کو اپنے دہوکے کے جال میں پھنسانے کیلئے اس قسم کی باتیں گھڑلی ہیں اگر عیسائی عیسےٰ کی باتوں کو مانتے ہیں تو یہاں کے دیوی بھوتوں کی باتیں کیوں نہیں مانتے؟ کیونکہ یہ باتیں بھی انہی کے مانند ہیں۔

(۴۴) مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے کیونکہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ جبتک آسمان اور زمین نہ ٹل جاویں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جبتک سو کچھ پورا نہ ہو لیس جو کوئی اِن حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دے اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاوے گا۔ باب ۵۔ آیت ۳-۱۸-۱۹

محقق۔ اگر آسمان (بہشت) ایک ہے تو وہاں کا بادشاہ بھی ایک ہونا چاہیئے اس لئے جسقدر دل کے غریب ہیں اگر وہ سب آسمان میں جاوینگے تو آسمان میں بادشاہت کا حق کس کا ہوگا؟ ضرور وہ آپس میں لڑائی جھگڑا کرینگے۔ اور سلطنت کا انتظام درہم برہم ہوجائیگا۔ اور لفظ غریب سے اگر مفلس مراد لوگے تو درست نہیں اگر اس سے مراد دو حلیم لوگے تو بھی درست نہیں کیونکہ عاجزی اور غرور کا نہ ہونا (انکسار) ایک شو

نہیں۔ بلکہ جو دل میں غریب ہوتا ہے اُسے صبر کبھی نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بات درست نہیں ہے جب آسمان اور زمین ٹلجاویں گے۔ تب توریت بھی ٹل جاویگی۔ ایسی عارضی آئین انسان کی اختراع ہے۔ ہمہ دان خدا کی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے جو کہ ان حکموں کو نہ مانیگا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جاوے گا۔

(۶۵) ہمارے روزینہ کی روٹی آج ہمکو بخش مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔ باب ۶۔ آیت ۱۱-۱۹

محقق۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں عیسےٰ پیدا ہوا تھا۔ اسوقت لوگ جنگلی اور مفلس تھے اور عیسےٰ بھی ویسا ہی تھا۔ تب ہی تو صرف دن بھر کی روٹی حاصل کرنے کیلئے خدا سے دعا مانگتا ہے۔ اور اوروں کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اگر مال جمع کرنا ناروا ہے تو عیسائی دولت جمع کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ عیسےٰ کے حکم کی تعمیل کر کے سب کچھ خیرات میں دے ڈالیں اور کنگال بن جاویں۔

(۶۶) نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ باب ۷۔ آیت ۲۱

محقق۔ اگر بڑے بڑے پادری اور کرسٹان عیسےٰ کے اس قول کو سچا سمجھتے ہیں تو چاہیئے کہ عیسےٰ کو خداوند کہکر نہ پکاریں۔ اگر یہ مانینگے تو گناہ سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔

(۶۷) اسدن بہتیرے مجھے کہیں گے (اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی وغیرہ وغیرہ) اسوقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو! میرے پاس سے دور ہو۔ باب ۷۔ آیت ۲۲-۲۳

محقق۔ دیکھئے۔ عیسےٰ جنگلی آدمیوں کو یقین دلانے کیلئے بہشت کا چیف جسٹس (منصف اعلیٰ) بننا چاہتا تھا۔ صرف بھولے لوگوں کو سبز باغ دکھلایا ہے۔

(۶۸) اور دیکھو۔ ایک کوڑھی نے آکے اُسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک و صاف کر سکتا ہے تب یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اُسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں۔ تو پاک صاف ہو۔ اور وہیں اس کا کوڑھ جاتا رہا۔ باب ۸۔ آیت ۲-۳

محقق۔ یہ سب باتیں بھولے آدمیوں کیخاطر گھڑی گئی ہیں۔ اگر عیسائی ان جاہلانہ اور خلافِ قانونِ قدرت باتوں کو سچ مانتے ہیں۔ تو شکر آچاریہ۔ دھنونتری کیشپ وغیرہ

کی باتوں کو جو پرانوں میں درج ہیں کیوں نہیں مانتے؟ مثلاً لکھا ہے۔ کہ بے شمار دیوتیوں کی مردہ فوج زندہ کر دی گئی۔ برہسپتی کے بیٹے کچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانوروں اور مچھلیوں کو کھلا دیا گیا۔ اُسے شُکر آچاریہ نے دوبارہ زندہ کر دیا بعد میں کچ کو مار کر شُکر آچاریہ کو کھلا دیا گیا۔ پھر وہ پیٹ میں زندہ ہو کر باہر نکل آیا۔ اور شُکر آچاریہ مر گیا۔ کچ نے اس کو زندہ کر دیا۔ کشیپ رشی نے اس درخت اور آدمی کو کہ جس نے تکشک (سانپ) نے جلا کر خاک کر ڈالا تھا۔ صحیح و سالم کر دیا۔ دھنونتری نے لاکھوں مردے جلائے۔ لاکھوں کوڑھی وغیرہ مریضوں کو چنگا کیا۔ لاکھوں اندھوں اور بہروں کو آنکھیں اور کان دیئے وغیرہ وغیرہ اگر مذکورہ بالا باتیں جھوٹی ہیں تو عیسٰے کی باتیں جھوٹی کیوں نہیں جب تم اوروں کی بات کو جھوٹ اور اپنی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے ہو۔ تو تم خود متعصب کیوں نہیں ہو؟ عیسائیوں کی باتیں بچوں کی سی اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہیں۔

(۹۵) تب دو شخص جن پر دیو چڑھے تھے (دیوانے) قبروں سے نکل کر اسے ملے وے ایسے تند تھے کہ کوئی اس راستے سے نہ چل سکتا تھا۔ اور دیکھو۔ انہوں نے چلا کے کہا اے یسوع خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام تو یہاں آیا کہ وقت سے پہلے ہمیں دکھ دے اور اُن سے کچھ دور بہت سوروں کا غول چرتا تھا سو دیوؤں نے اسکی منت کر کے کہا اگر تو ہم کو نکالتا ہے تو اُن سوروں کے غول میں جانے دے تب اُسنے انہیں کہا کہ جاؤ اور وے نکل کے اُن سوروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کُود ا اور پانی میں ڈوب مرا۔ باب ۸۔ آیت ۲۸ تا ۳۲۔ (متی)

(محقق) بھلا یہاں ذرا غور کیجیے کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں یا نہیں کیونکہ مردہ قبرستان سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ مردے نہ کسی کے پاس جاتے ہیں نہ باتیں کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں جہلا کی ہیں جو جنگلی ہیں۔ وہ ایسی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ پھر اُن سوروں کا خون کروایا۔ سوروں کے مالکوں کے نقصان کا ذمہ وار عیسٰے ہی ہوگا۔ پھر عیسائی عیسٰے کو گناہ معاف کرنے والا اور پاک کرنے والا مانتے ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو وہ دیوؤں کو پاک کیوں نہ کر سکا؟ اور سور والوں کا نقصان کیوں نہ پورا کر دیا؟ کیا آج کل کے

مہذب عیسائی انگریز ان گپوڑوں کو بھی مانتے ہوں گے؟ اگر مانتے ہیں تو مغالطہ میں پڑے ہیں

(۷۰) دیکھو۔ ایک جھولے کے مارے کو جو چارپائی پر پڑا تھا۔ اسکے پاس لائے۔ یسوع نے انکا ایمان دیکھ کے اس جھولے کے مارے سے کہا اے بیٹے۔ خاطر جمع رکھ۔ تیرے گناہ معاف ہوئے راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کیلئے بلانیکے لئے بلانے کو آیا ہوں باب ۹ آیت ۲-۱۳

محقق۔ یہ بات بھی پہلی باتوں کیطرح ناممکن ہے گناہ معاف کرنے کی بات صرف بھولے آدمیوں کو لالچ دے کر پھنسانے کی ہے جیسا کوئی شخص شراب یا بھنگ پئے یا افیون کھائے تو اسکا نشہ دوسرے شخص کو نہیں ہوتا ویسے ہی ایک کا گناہ دوسرے کو نہیں لگ سکتا۔ بلکہ جو گناہ کرتا ہے وہی اس کی سزا پاتا ہے یہی خدا کا انصاف ہے۔ اگر ایک کے نیک و بد کام کا ثمرہ دوسرے کو پہنچے یا انصاف کنندہ کو ملجائے یا کرنے والوں کو ہی مناسب طور پر نہ دیا جائے تو خدا بے انصاف ٹھہرتا ہے۔ دیکھو دھرم ہی بہبودی کا باعث ہے۔ عیسےٰ یا اور کوئی نہیں اور نہ دھرماتماؤں کے لئے عیسےٰ وغیرہ کی کچھ ضرورت ہے۔ (کیونکہ ان کا دھرم ہی ان کا معاون ہے) نہ ہی گنہگاروں کے لئے کیونکہ کسی کا گناہ بھی معاف نہیں ہو سکتا۔

(۷۱) پھر اس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بلا کے انہیں قدرت بخشی کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دکھ درد کو دور کریں۔ کہنے والے تم نہیں۔ بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم میں بولتی ہے یہ مت سمجھ کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اُس کی ساس سے جُدا کروں اور آدمی کے دشمن اسکے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔ باب ۱۰۔ آیت ۱-۲۰-۲۴-۳۵-۳۶-

محقق۔ یہ وہی شاگرد ہیں جن میں سے ایک ۳۰ روپے کے لالچ سے عیسےٰ کو پکڑوا دیگا اور دوسرے شاگرد بھی منحرف ہو کر فرداً فرداً بھاگ جائینگے بھلا جب بھوتوں کا آنا یا نکالنا بغیر دوائی یا پرہیز کے بیماریوں کا رفع ہونا قانون قدرت کے خلاف ہونے سے

ناممکن ہے تو ایسی ایسی باتوں کا ماننا کیا جہلا کا کام نہیں؟ اگر روح آدمی میں بولنے والی نہیں ہے۔ خدا بولنے والا ہے تو روح کیا کام کرتا ہے ایسی صورت میں سچ جھوٹ کا نتیجہ یعنی رنج وراحت خدا ہی کو ملتا ہوگا؟ یہ سراسر جھوٹ ہے اور جس نفاق اور لڑائی فساد کی بنیاد عیسےٰ نے ڈالی۔ وہی آجتک لوگوں میں قائم ہے۔ کیسی بُری بات ہے نفاق سے ہر طرح انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ پر عیسائیوں نے اس کو گورو منتر سمجھ لیا ہے کیونکہ جب ہو شخصوں میں نفاق ڈالنا عیسےٰ تو وہ سمجھتا تھا۔ تو اس کے پیرو اسے کیوں نہ اچھا سمجھیں گھر کے لوگوں کا ایکدوسرے کا دشمن بنانا عیسےٰ ہی کا کام ہے کسی نیک آدمی کا نہیں۔

(۲۷) تب یسوع نے انہیں کہا۔ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ وے بولے سات کئی ایک مچھلیاں چھوٹی۔ تب اسنے جماعتوں کو حکم کیا کہ زمین پر بیٹھ جاویں۔ پھر اُن سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لیکر شکر کیا۔ اور توڑ کر اپنے شاگردوں کو دیا۔ اور شاگردوں نے لوگوں کو اور سب کھا کے آسودہ ہوئے اور ٹکڑوں سے جو بچ رہے تھے انہوں نے سات ٹوکریاں بھر کر اٹھائیں۔ اور کھانے والے سوا عورتوں اور لڑکوں کے چار ہزار مرد تھے۔ باب ۱۵۔ آیت ۳۴ تا ۳۸۔

محقق۔ کیا یہ آجکل کے جھوٹے سدھوں اور جادوگروں وغیرہ کے تماشوں کی سی بات نہیں؟ ان روٹیوں میں اور روٹیاں کہاں سے آگئیں؟ اگر عیسےٰ میں ایسے معجزے ہوتے تو وہ بھوک کے مارے انجیر کا پھل کھانے کیلئے کیوں بھٹکتا پھرتا؟ کیوں نہ اس نے اپنے لئے مٹی۔ پانی اور پتھر وغیرہ سے حلوا اور روٹیاں بنالیں؟ یہ سب بازیچہ طفلانہ ہے جیسے آجکل بہت سے سادھو۔ بیراگی اسطرح مکر و فریب کی باتیں کرکے لوگوں کو دھوکہ دیتے پھرتے اور انکا مال ٹھگتے ہیں۔ ویسے ہی یہ باتیں ہیں۔

(۲۳) اور تب وہ ہر ایک آدمی کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا باب ۱۶۔ آیت ۲۷۔

محقق۔ اگر اعمال کے موافق بدلہ دیا جاویگا۔ تو عیسائیوں کا گناہوں کی معافی کی تعلیم دینا فضول ہے۔ ان دو باتوں میں ایک سچی ہو سکتی ہے۔ اور دوسری جھوٹی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جو قابل معافی ہوں گے معاف کئے جائیں گے اور جو قابل معافی نہیں وہ معاف نہیں

کئے جائینگے۔ یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ سب اعمال کا بدلہ مناسب طور پر دینے میں ہی انصاف اور پورا رحم ہوتا ہے۔

(۸۴) اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی۔ باب ۱۷۔ آیت ۱۷-۲۰

محقق۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ عیسائیوں کی آجکل کی یہ تعلیم کہ ان کا مذہب قبول کرنے سے گناہ معاف ہوتا ہے اور نجات ملتی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اگر عیسےٰ میں گناہ کے دور کرنے۔ ایمان کے قائم کرنے اور پاک کرنے کی طاقت ہوتی۔ تو وہ اپنے شاگردوں کا ایمان قائم کر کے ان کے گناہ دور کرا انہیں پاک کیوں نہ کر دیتا؟ جب عیسیٰ ان کو جو اس کی زندگی میں اس کے ساتھ رہا کرتے تھے پاک نہ کر سکا اور نہ ان کا ایمان قائم کر سکا۔ اور نہ ان کی بہتری کر سکا تو مرنے کے بعد کیا کر سکتا ہے؟ عیسےٰ کے شاگرد رائی بھر ایمان سے بھی محروم تھے اور انہوں نے ہی یہ انجیل لکھی ہے پھر کیونکر یہ کتاب مستند ہو سکتی ہے؟ ایمان سے خارج ناپاک آدمی کی تحریر پر ایمان لانا بہبودی کے خواہشمندوں کا کام نہیں اور اگر عیسےٰ کا یہ قول سچا ہے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی عیسائی میں رائی بھر دانہ کے برابر ایمان نہیں۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ہم میں پورا یا کچھ کم ایمان ہے اسے کہنا چاہیئے کہ آپ اس پہاڑ کو راستہ سے ہٹا دیویں۔ اگر پہاڑ ان کے ہٹانے سے ہٹ جاوے تو بھی یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ انہیں پورا ایمان ہے بلکہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ رائی کے دانہ کے برابر ان میں ایمان ہے۔ اور اگر نہ ہٹا سکے تو سمجھو کہ عیسائیوں میں شمہ بھر بھی ایمان نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہاں پہاڑ سے مراد غرور وغیرہ نقص ہیں تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ اگر یہی بات ہے تو مردوں۔ اندھوں۔ کوڑھیوں اور دیوؤں سے بگڑے ہوؤں کو چنگا کرنے سے کاہل، بےعلم، شہوت پرست۔ اور گمراہ لوگوں کو خبردار کر کے راہ راست پر لانا اور سدھار نا مراد ہوگی۔ تو یہ بھی تسلیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو وہ خود اپنے شاگردوں کو کیوں نہ سدھار لیتا۔ اس لئے یہ ناممکن باتیں عیسےٰ کی جہالت پر دلالت

کرتی ہیں ۔ اگر اِسے ذرا بھی تمیز ہوتی ۔ تو وہ ایسی لچر لو تج باتیں کیوں کہتا ۔ سچ ہے ۔ جہاں درخت نہیں ۔ وہاں ارنڈی کا درخت ہی بڑا سمجھا جاتا ہے ایسے ہی جنگلی اور جاہلوں کے ملک میں عیسے کا ہونا بھی غنیمت تھا ۔ لیکن اس روشنی کے زمانہ میں عیسے کس گنتی میں ہے ۔

(۵۷) میں تم سے سچ کہتا ہوں اگر تم لوگ توبہ نہ کرو ۔ اور چھوٹے لڑکوں کے مانند نہ بنو ۔ تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے ۔ باب ۱۰ ۔ آیت ۳ ۔

محقق ۔ جب اپنی مرضی سے ہی توبہ کرنا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونیکا باعث ہے تو کوئی بھی کسی کے نیک و بد اعمال کا ثمرہ اپنی گردن پر نہ اٹھا سکتا اور چھوٹے لڑکے کے مانند تعلیم دینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عیسے کی باتیں علم اور قانونِ قدرت کے بالکل خلاف تھیں اور وہ یہ چاہتا تھا ۔ کہ لوگ اس کی باتوں کو بچوں کیطرح اندھا دھند مان لیں واقعی علی العموم اگر عیسائیوں کی عقل چھوٹے لڑکوں کی سی نہ ہوتی ۔ تو وہ ایسی بعید از قیاس اور خلاف از علم باتیں کیوں مانتے مزید براں یہ بھی ثابت ہوا ۔ کہ عیسے خود بے علم اور لڑکوں کی عقل والا تھا ورنہ اوروں کو چھوٹے لڑکوں کے مانند بننے کی تعلیم کیوں دیتا ظاہر ہے کہ جو جیسا ہوتا ہے وہ اوروں کو بھی ایسا ہی بنانا چاہتا ہے ۔

(۵۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو ۔ باب ۱۹ ۔ آیت ۲۳ ۔ ۲۴

محقق ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ عیسے مفلس تھا ۔ دولتمند اسکی عزت نہ کرتے ہونگے اسلئے لکھدیا ہوگا ۔ اسلئے یہ بات سچ نہیں کیونکہ دولتمندوں اور مفلسوں میں نیک و بد لوگ ہوتے ہیں جو اچھا کام کرے اُسے اچھا اور جو بُرا کام کرے اُسے بُرا پھل ملتا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عیسے خدا کی بادشاہت ہر جگہ نہیں بلکہ کسی خاص مقام پر مانتا تھا اگر ایسا ہے تو خدا ہی نہیں کیونکہ خدا کی بادشاہت سب جگہ ہے پھر اس مقام میں داخل ہونا یا نہ ہونا چہ معنی دارد اور نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جس قدر عیسائی دولتمند ہیں وہ سب دوزخ میں پڑینگے ۔ اور مفلس

سب بہشت جائیں گے۔ بھلا ذرہ تو عیسےٰ مسیح دل میں غور کرتے کہ جس قدر مال و اسباب دولتمندوں کے پاس ہے اسقدر مفلسوں کے پاس نہیں۔ اگر دولتمند سوچ سمجھکر دھرم کے کاموں میں دولت صرف کریں۔ تو وہ مفلسوں کی نسبت جو گری ہوئی حالت میں ہیں۔ بآسانی اعلےٰ درجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

(۷۷) یسوع نے انہیں کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے۔ جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تو تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھوگے۔ اور اسرائیل کے بارہ گروہوں کی عدالت کروگے اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ماں باپ یا جورو یا بال بچوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سوگنا پاوے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ باب ۱۹۔ آیت ۲۸۔ ۲۹۔

محقق۔ اور چالاکی دیکھیئے۔ عیسےٰ نے یہ خیال کرکے کہ لوگ بعد وفات بھی میرے جال سے نہ نکلجائیں۔ یہ باتیں گھڑیں جس شاگرد نے ۳۰ روپیے کے لالچ سے اپنے استاد کو پکڑوا کر مروادیا۔ ویسے گنہگار بھی اس کے پاس شاہی تخت پر بیٹھیں گے۔ اور اسرائیلی کے خاندان کا طرفداری کیوجہ سے انصاف نہ کیا جاویگا۔ بلکہ ان کے سب گناہ معاف ہوجائیں گے اور وہ اور خاندانوں کا انصاف کریں گے۔ اسی وجہ سے عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورا کسی کالے کو مارڈالے تو بھی طرفداری کرکے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھہراکر بری کردیا جاتا ہے۔ ایسا ہی عیسےٰ کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا۔ اس میں ایک اور اعتراض واقع ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک آدمی خلقت کی پیدائش کے آغاز میں مرا اور دوسرا قیامت کی رات کے نزدیک۔ پہلے شخص تو قیامت تک انتظار میں رہنا پڑیگا۔ اور دوسرے کا انصاف اسی وقت ہوجاوے گا؟ بتائیے یہ کتنی بے انصافی ہے! جو دوزخ میں پڑے گا۔ وہ ہمیشہ کیلئے وہیں رہیگا

۱؎ نہیں۔ بلکہ ہمیشہ۔ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے عہد میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی جس سے ثابت ہو۔ کہ ایک ہندوستانی کو جان کے مار ڈالنے کے جرم میں کسی گورے کو پھانسی پر لٹکایا گیا

اور جو بہشت میں جائے گا۔ اُسے ہمیشہ بہشت نصیب ہوگا۔ یہ بھی کس قدر بے انصافی ہے!۔

محدود اعمال کا نتیجہ محدود ہونا چاہیئے دو انسانوں کے بالکل مساوی نیک بد اعمال نہیں ہو سکتے پس رنج و راحت کی کمی بیشی کیوجہ سے بیشمار دوزخوں اور بہشتوں کو ماننا پڑے گا۔ مگر بہت سے بہشتوں اور دوزخوں کا ذکر انجیل میں کہیں نہیں آیا پس ثابت ہوا کہ نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کے سوال کا انجیل سے خاطر خواہ جواب نہیں ملتا اسلئے نہ تو انجیل خدا کا کلام ہے اور نہ عیسےٰ خدا کا بیٹا۔ کیا عیسےٰ کیخاطر ایک ماں باپ چھوڑنے سے آدمی کو سو سو ماں باپ ملتا ہے؟ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بہشت میں بہتر حوروں کی موجودگی کا ذکر یہیں سے لیا گیا ہے۔

(۷۸) اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا اُسے بھوک لگی۔ تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اس پاس گیا۔ اور جب پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا۔ تو کہا کہ اب تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۸۔۱۹

محقق سب عیسائی کہتے ہیں کہ عیسےٰ مسیح بڑا حلیم الطبع۔ بردبار۔ متحمل اور غصہ وغیرہ نقصوں سے پاک تھا لیکن ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے غصہ تھا۔ اور اسے موسموں کا علم بھی نہ تھا۔ اور اس کی جنگلی آدمیوں کی سی خصلت تھی بھلا بیجان درخت کا کیا قصور کہ اس کو سراپ دیا۔ اور وہ سوکھ گیا۔ درخت اُس کے سراپ سے تو نہ سوکھا ہوگا۔ شاید کسی دوائی کے ڈالنے سے سوکھ گیا ہو۔ تو تعجب نہیں۔

(۷۹) ان دنوں کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اور آسمان کی طاقتیں ہل جائیں گی۔ باب ۲۴۔ آیت ۲۹۔

محقق۔ واہ عیسےٰ صاحب۔ کس علم سے اپنے ستاروں کا گر پڑنا جانا۔ اور آسمان کی قوتیں کون سی ہیں جو ہل جائیں گی۔ اگر عیسےٰ تھوڑا بھی علم پڑھا ہوتا۔ تو ضرور جان لیتا۔ کہ یہ ستارے سب دنیا ہیں۔ اور وہ کیونکر گر سکتے ہیں۔ چونکہ عیسےٰ بڑھئی کے گھر پیدا

ہُوا تھا۔ ہمیشہ لکڑی چیرنے۔ چھیلنے۔ کاٹنے اور جوڑنے کا کام کرتا رہا ہوگا۔ اُسے اس جنگلی ملک میں پیغمبر بننے کا شوق چڑھ آیا۔ تو وہ عجیب قسم کی باتیں کرنے لگا کئی ایک باتیں اس کے منہ سے اچھی بھی نکلیں لیکن بہت سی بُری بھی ہیں ہاں کہ لوگ جنگلی تھے۔ اُس کی باتوں پر یقین کر بیٹھے۔ جیسا آجکل یورپ عروج پر ہے اگر اس زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا۔ تو عیسے کے معجزے ہرگز کارگر نہ ہوتے باوجود ایک مدت تک عالم ہونے کے عیسائی اب بھی ہٹ دھرمی اور بیہودگی معاملات کی وجہ سے اس کے کھو کھلے مذہب سے کنارہ کش ہو کر حقیقی ویدک راستے کی طرف رجوع نہیں ہوتے۔ یہی ان میں نقص ہے

(۸۰) آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری بات ہرگز نہ ٹلے گی۔ باب ۲۴۔ آیت ۳۵

محقق۔ یہ بات بھی جہالت اور حماقت پر دلالت کرتی ہے۔ بھلا آسمان ٹل کر کہاں جاویگا۔ جب آسمان نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا۔ تو اُسکا ٹلنا کون دیکھ سکتا ہے اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا بھلے مانسوں کا شیوہ نہیں۔

(۸۱) تب وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا۔ کہ اے ملعونوں میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ۔ جو شیطان اور اُسکے فرشتوں کیلئے تیار کی گئی باب ۲۵۔ آیت ۴۱

محقق۔ بھلا یہ کتنے تعصب کی بات ہے کہ جو اپنے شاگرد ہیں اُن کو تو بہشت نصیب ہو اور غیروں کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جاوے لیکن جب آسمان ہی نہ رہیگا۔ تو ہمیشہ کی آگ دوزخ اور بہشت کہاں رہیں گے۔ اگر شیطان اور اسکی فوج کو خدا پیدا ہی نہ کرتا۔ تو اس قدر دوزخ کی تیاری کیوں کرنی پڑتی۔ اور جب صرف ایک شیطان کے غضب سے نہ ڈرا تو خدا کیسے ہوا۔ خدا کا فرشتہ ہو کر باغی ہو گیا تھا۔ تو خدا نہ تو اسکو گرفتار کرکے قید کر سکا۔ اور نہ جان سے مار سکا۔ تو پھر اس کی خدائی کہاں رہی۔ اور دیکھئے۔ شیطان نے عیسے کو بھی چالیس دن دکھ دیا۔ اور عیسے بھی اُس کا کچھ نہ کر سکا۔ تو پھر اُسکا بھی خدا کا بیٹا ہونا رائگاں گیا۔ پس ثابت ہوا کہ نہ تو عیسے خدا کا بیٹا ہے۔ اور نہ بائیبل کا خدا سچا خدا ہے۔

(۸۲) تب اُن بارہ میں سے ایک نے جسکا نام یہوداہ اسکریوتی تھا۔ سردار کاہنوں کے پاس جاکر کہا۔ جو میں اُسے تمہیں پکڑوا دوں۔ تو مجھے کیا دوگے؟ تب انہوں نے اُس سے تیس روپیہ کا اقرار کیا۔ باب ۲۶۔ آیت ۱۴ ۔ ۱۵۔

محقق۔ اب عیسےٰ کے سارے معجزے اور ساری خدائی یہاں ظاہر ہوگئی۔ جو اُس کا بڑا شاگرد تھا۔ وہ بھی اس کی نزدیکی اور اس کی صحبت سے پاک نہ بن سکا۔ تو بتائیے اوروں کو وُہ موت کے بعد کسطرح پاک بنا سکیگا؟ ظاہر ہے کہ عیسےٰ پر ایمان لانیوالے اُس پر یقین کر کے کسقدر دھوکا کھا رہے ہیں۔ کیونکہ جسنے اپنے شاگردوں کا اپنی حیات میں کچھ بھلا نہ کیا۔ وہ موت کے بعد دوسروں کی کیا بہتری کر سکتا ہے

(۸۳) اُن کے کھاتے وقت یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت مانگ کر (شکر کر کے) توڑی۔ پھر شاگردوں کو دیکر کہا۔ لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور انہیں دیکر کہا۔ تم سب اِس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا لہو ہے۔ یعنی نئے عہد (قول) کا لہو۔ باب ۲۶۔ آیت ۲۶ تا ۲۸

محقق۔ بہت خوب! کیا کوئی شائستہ آدمی ایسی بات کہہ سکتا ہے؟ کیا کھانے کی چیز گوشت اور پینے کی چیز بس لہو بن سکتی ہیں؟ عیسےٰ کی اسبات کو آجکل کے عیسائی خداوند کا کھانا کہتے ہیں۔ یعنی وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے عیسےٰ کے گوشت اور لہو کا تصور باندھ کر اُسے کھاتے پیتے ہیں۔ یہ بات کیسی قبیح ہے؟ جنہوں نے اپنے نجات دہندہ کے گوشت اور کھانے پینے کی چیزیں فرض کر کے نہ چھوڑا اور اوروں کا گوشت کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

(۸۴) تب اُسنے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا۔ تب اس نے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ آگے بڑھ کر منہ کے بل گرا۔ اور دعا مانگتے ہوئے کہا۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے۔ باب ۲۶۔ آیت ۳۷ تا ۳۹۔

محقق۔ دیکھو۔ اگر عیسےٰ خدا کا بیٹا اور تینوں زمانوں کے جاننے والا ہوتا۔ تو اس کی ایسی حالت کیوں ہوتی؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا ماضی و مستقبل کا جاننے والا اور گناہ معاف کرنیوالا نہیں ہے یہ دھوکے کی ٹٹی اس نے خود یا اس کے شاگردوں نے کھڑی کی ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ وہ ایک عام سیدھا سادا بے علم آدمی تھا نہ کہ عالم یوگی اور سدھ

(۸۰) اور وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ دیکھو یہوداہ جو ان بارھوں میں سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ کہ کے پتہ دیا تھا۔ کہ جسے میں چوموں وہی ہے۔ اسے پکڑ لینا۔ اسنے وہیں یسوع کے پاس آکر کہا۔ کہ اے ربّی (استاد) سلام اور چوم لیا۔ یسوع نے اسے کہا۔ اے میاں تو کا ہے کو آیا۔ تب انہوں نے پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالا۔ اور اسے پکڑ لیا۔ تب شاگرد تب سب شاگرد) اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آخر دو جھوٹے گواہوں نے آکر کہا۔ کہ اسنے کہا ہے کہ میں خدا کے ہیکل کو ڈھا سکتا اور پھر تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں تب سردار کاہن نے اٹھ کر اس سے کہا۔ تو کچھ جواب نہیں دیتا۔ یہ تجھ پر کیا گواہی دیتے ہیں۔ پر یسوع چپ رہا۔ سردار کاہن نے اس سے کہا۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ یسوع نے کہا ہاں وہی جو تو کہتا ہے بلکہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا یہ کفر کہہ چکا ہے اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور۔ تم نے آپ اسکا کفر سُنا۔ اب تمہاری کیا صلاح ہے انہوں نے جواب دیا۔ وہ قتل کے لائق ہے تب انہوں نے اسکے منہ پر تھوکا اور اسے گھونسا مارا اور دوسروں نے اسے طمانچہ مار کے کہا اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ کسنے تجھے مارا جب پطرس باہر دالان میں بیٹھا تھا ایک لونڈی نے اسکے پاس آکر کہا۔ کہ تو بھی یسوع جلیلی کے ساتھ تھا۔ پر اس نے

سب کے سامنے انکار کر کے کہا۔ کہ میں نہیں جانتا کہ تو کیا کہتی ہے پھر جب وہ اُسار (دروازے) کی طرف باہر چلا ایک دوسری نے اُسے دیکھ کر اُن سے جو وہاں تھے کہا کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ تب اس نے لعنت بھیجکر اور قسم کھا کر کہا۔ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ باب ۲۶۔ آیت ۶۹ تا ۷۵۔ ۶۰ و ۶۲ تا ۶۷ و ۷۴۔

محقق۔ دیکھئے۔ عیسےٰ میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ اپنے شاگردوں میں پختہ ایمان ڈال سکے۔ تاکہ وہ ایسے ہو جاتے کہ انہیں اگر اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑتا تو اپنے استاد کو لالچ سے نہ پکڑواتے نہ منکر ہوتے نہ جھوٹ بولتے نہ جھوٹی قسم اُٹھاتے۔ عیسےٰ میں کوئی معجزہ بھی نہ تھا۔ مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ لوط کے گھر پر مہمانوں کو مارنے کیلئے بہت سے لوگ چڑھ آئے تھے وہاں خدا کے دو فرشتے تھے انہوں نے ان کو اندھا کر دیا۔ اگرچہ یہ بات بھی ناممکن ہے۔ تاہم یہ تو ثابت ہو گیا کہ عیسےٰ طاقت میں لوط کے برابر بھی نہ تھا۔ پر تعجب ہے عیسائیوں نے اسقدر شور عیسےٰ کے نام سے کیوں مچا رکھا ہے۔ بجائے ایسی بےعزتی سے مرنے کے اگر وہ خود لڑ کر یا سمادھی چڑھا کر یا کسی اور طرح سے جان دیتا۔ تو درست تھا۔ مگر یہ تمیز سوائے علم کے کیسے حاصل ہوئے۔ وہ عیسےٰ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ

(۵۸) میں ابھی باپ سے مانگ سکتا ہوں۔ اور وہ فرشتوں کے بارہ متن سے زیادہ میرے لئے حاضر کر دے گا۔ باب ۲۶۔ آیت ۵۳۔

محقق۔ خوب۔ دھمکا نا بھی جانتا ہے۔ اور اپنی اور اپنے باپ کی تعریف بھی کئے جاتا ہے لیکن کر کچھ نہیں سکتا۔ حیرت کی بات ہے کہ جب سردار کاہنوں نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ تیرے خلاف شہادت دیتے ہیں اس کا جواب دے تو عیسےٰ خاموش رہا۔ یہ مناسب نہ تھا۔ سچ سچ کہدینا تھا۔ اور فضول لاف زنی موزوں نہ تھی نیز جنہوں نے عیسےٰ پر جھوٹا الزام لگا کر مروایا۔ انہیں بھی ایسا کرنا واجب نہ تھا کیونکہ عیسےٰ کا کوئی ایسا سنگین جرم نہ تھا کہ جو اسپر لگایا گیا لیکن وہ بھی تو جنگلی تھے انصاف کرنا کیا جانیں؟ اگر عیسےٰ جھوٹ موٹ خدا کا بیٹا نہ بنتا۔ اور اس کے ساتھ

بدسلوکی نہ کرتے تو دونوں کے حق میں اچھا ہوتا۔

(۸۷) پھر یسوع حاکم کے روبرو کھڑا تھا اور حاکم نے اس سے پوچھا۔ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ یسوع نے اس سے کہا ہاں تو ٹھیک کہتا ہے اور جب سردار کاہن اور بزرگ اسیر فریاد کر رہے تھے۔ پر وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ تب پلاطس نے اس سے کہا۔ کیا تو نہیں سنتا کہ تجھ پر کتنی ہی گواہیاں دیتے ہیں۔ پر اُسنے اُنکی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا۔ چنانچہ حاکم نے بہت تعجب کیا۔ پلاطس نے اُنسے کہا۔ پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے۔ میں کیا کروں۔ اُن سبھوں نے اُس سے کہا اسے صلیب دے۔ حاکم نے کہا۔ کیوں اسنے کیا بدی کی۔ پھر انہوں نے اور بھی چلاکے کہا۔ اُسے صلیب دے۔ اور یسوع کو کوڑے مار کر حوالہ کیا کہ صلیب پر کھینچا جاوے۔ تب حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو دیوان خانہ میں لیجا کر لیے تمام گروہ اس کے گرد جمع کئے اور اُس کے کپڑے اُتار کر اس کو قرمزی پیراہن پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اُس کے ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اسیر ٹھٹھا مار کے کہا۔ اے یہودیوں کے بادشاہ! سلام! اور اس پر تھوکا اور وہ سرکنڈا لیکر اُس کے سر پر مارا۔ جب وے اسیر ٹھٹھا کر چکے۔ تو اس پیراہن کو اُس پر سے اُتار کر پھر اسکے کپڑے اُسے پہنائے اور صلیب پر کھینچنے کو اسے لے چلے۔ اور ایک مقام گلگتا نامی یعنی کھوپری کی جگہ پر پہنچ کے مٹ ملا ہوا سرکہ اسے پینے کو دیا۔ اس نے چکھ کے نہ چاہا کہ پیئے اور اس کے قتل کا سبب لکھکر اس کے سر سے اونچا ٹانگ دیا کہ یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے اور اس کے ساتھ وہ چور بھی صلیب پر کھینچے گئے۔ ایک داہنے اور دوسرا بائیں۔ اور اِدھر اُدھر سے جاتے سر ہلا کر اُسے ملامت کرتے تھے (اس پر کفر بکتے تھے) اور کہتے تھے کہ واہ تو جو ہیکل کا ڈھالنے والا اور تین دن میں بنانے والا ہے۔ آپ کو بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے صلیب پر سے اُتر آ۔ یونہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کے کہا اس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ اور ہم اس پر ایمان لا دیں گے۔ اُس نے

خدا پر بھروسہ رکھا۔ اگر وہ اسکو چاہتا ہے (اسکا پیارا ہے) تو وہ اب اس کو چھوڑا دے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اسی طرح وے چور بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے۔ اُسے طعنے مارتے (برا کہتے تھے) تب چھٹویں گھنٹے سے لے کے نویں گھنٹے تک (دوپہر سے لیکر تیسرے پہر تک) ساری سرزمین پر اندھیرا چھا گیا۔ نویں گھنٹے (تیسرے پہر) کے قریب یسوع نے بڑے زور سے چلاّ کر کہا۔ " ایلی ایلی۔ اے سبقتانی "۔ یعنی اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا؟ انہیں سے بعضوں نے جو وہاں کھڑے تھے سنکر کہا کہ وہ الیاس کو پکارتا ہے۔ وہیں اُنمیں سے ایک نے دوڑ کر اسپنج لیا اور سرکے میں بھگویا اور سرکنڈے پر رکھکر اُسے چوسایا۔ باقیوں نے کہا۔ اچھا ہم دیکھیں الیاس اُسے چھوڑانے آتا ہے کہ نہیں اور یسوع نے پھر بڑے شور سے چلاّ کر جان دی۔ باب ۲۷۔ آیت ۱۱ تا ۱۴-۲۲-۲۴-۲۶-۳۱-۳۲-۳۴-۳۷-۱۰

محقق ۔ ہر موقع پر یسوع کے ساتھ ان بد ذاتوں نے بدسلوکی ہی کی۔ لیکن اس میں یسوع کا بھی قصور ہے۔ کیونکہ خدا کا نہ کوئی دُنیاوی رشتہ سے بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا باپ ہے اگر وہ کسی کا باپ ہو تو کسی کا سسر۔ سالا۔ رشتہ دار بھی ہو۔ جب حاکم نے پوچھا تھا تو سچ سچ بیان کر دیتا۔ اگر یسوع پہلے معجزے دکھا چکا تھا تو چاہیئے تھا کہ اب بھی صلیب پر سے اُتر کر سب کو اپنا پیرو بنا لیتا۔ اور اگر وہ خدا کا بیٹا ہوتا تو خدا بھی اس کو بچا لیتا۔ نیز اگر وہ تینوں زبانوں کے جاننے والا ہوتا تو پت الماسہ کہ چیخ کر کیوں چھوڑتا اگر وہ کرامات والا ہوتا تو چلاّ چلاّ کر کیوں جان دیتا؟ اس لئے جاننا چاہیئے کہ کوئی خواہ کتنی ہی چالاکی کرے۔ لیکن اخیر میں سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یسوع اس زمانہ کے جنگلی لوگوں میں کچھ سمجھدار تھا نہ وہ کرامات والا تھا۔ نہ خدا کا بیٹا اور نہ ہی عالم تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو ایسا عذاب کیوں جھیلتا۔

(۸۰) اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا تھا۔ کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُتر کر آیا۔ اور اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کے اس پر بیٹھ گیا۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا

اُس نے کہا تھا۔ وہ اٹھا۔ جب وے اس کے شاگردوں کو خبر دینے جاتی تھیں۔ دیکھو یسوع اُنہیں ملا اور کہا۔ سلام۔ انہوں نے پاس آکر اس کے قدم پکڑے اور اسے سجدہ کیا تب یسوع نے انہیں کہا۔ مت ڈرو۔ پر جاکر میرے بھائیوں سے کہو کہ گلیل کو جاویں وہاں مجھے دیکھیں گے۔ وہ پھر گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ کو جہاں یسوع نے انہیں فرمایا تھا گئے اور اُسے دیکھکر انہوں نے سجدہ کیا۔ پر بعضے دبدھے میں رہے اور یسوع نے پاس آکر اُن سے کہا۔ کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا۔ میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔ باب ۲۸۔ آیت ۲-۶-۹-۱۰-۱۶-۱۷-۱۸-۲۰ +

محقق - یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ خلاف علم اور خلاف قانونِ قدرت ہے۔ اول تو خدا کے پاس فرشتوں کا ہونا۔ اُن کا جابجا بھیجنا۔ اُنکا اوپر سے اترنا وغیرہ باتیں ناممکن ہیں۔ کیا کوئی تحصیلدار یا کلکٹر ہے؟ کیا اسی جسم سے آسمان پر گیا اور پھر جی اُٹھا۔ کیا اسی جسم کے قدم پکڑ کر ان عورتوں نے سجدہ کیا؟ اور وہ تین دنوں تک سڑ کیوں نہ گیا؟ اور اپنے منہ سے سب پر اختیار رکھنے والا بننا ریاکاری کی بات ہے۔ شاگردوں سے ملنا اور اُن سے سب باتیں کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر یہ سب باتیں سچ ہوں۔ تو آجکل مُردے کیوں نہیں جی اُٹھتے؟ اور اسی جسم سے آسمان پر کیوں نہیں جاتے؟

متی کی انجیل کا بیان ہو چکا۔ اب مرقس کی انجیل کے بارہ میں لکھا جاتا ہے

مرقس کی انجیل

(۸۹) یہ کیا بڑھئی نہیں؟ باب ۶۔ آیت ۳ +

محقق - دراصل یوسف بڑھئی تھا۔ اس لئے عیسےٰ بھی بڑھئی تھا۔ کئی ایک برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ بعدہٗ پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا بن بیٹھا۔ اور جنگلی لوگ اسے ایسا ماننے لگ گئے۔ بہت کاریگری ظاہر کی۔ کانٹا کو ٹنا پھاڑنا بڑھئی کا کام ہوتا ہے۔

لوقا کی انجیل

(۹۰) یسوع نے اسکو کہا تو کیوں مجھ کو نیک کہتا ہے - کوئی نیک نہیں ہے مگر ایک یعنی خدا - باب ۱۸ - آئت ۱۹ +

محقق - جب خود عیسےٰ ہی خدا کو لاثانی بتاتا ہے - تو عیسائیوں نے روح القدس اور باپ بیٹا یہ تین خدا کہاں سے بنا لئے ؟

(۹۱) تب اسکو ہیرود کے پاس بھیجا - ہیرود یسوع کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ مدت سے چاہتا تھا کہ اُسے دیکھے - اس لئے کہ اس کی بابت بہت کچھ سُنا تھا - اور اسکی کوئی کرامات دیکھنے کی اُمید تھی اور اُس نے اس سے بہتری باتیں پوچھیں - پر اُس نے کچھ جواب نہ دیا - باب ۲۳ - آئت ۷ تا ۹ +

محقق - یہ بات متی کی انجیل میں نہیں ہے - اسلئے شہادت میں فرق آگیا کیونکہ سارے گواہ متفق الرائے نہیں ہیں - اور اگر عیسےٰ چالاک اور کراماتی - تو ہیرود کی باتوں کا ضرور جواب دیتا - اور کرامات بھی دکھلاتا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسےٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہیں تھی +

یوحنا کی انجیل

(۹۲) ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا - سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی - زندگی اسمیں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی - باب ۱ - آئت ۱ تا ۴ -

محقق - ابتدا میں کلام بغیر متکلم کے ہو نہیں سکتا - اور اگر کلام خدا کے ساتھ

نوٹ - ۳۲۵ء میں اس وقت کے سرگردہ عیسائیوں نے مسیح کی زندگی کے متعلق کوئی ڈیڑھ سو کے قریب نسخے اکٹھے کئے - انہیں سے پہلے ۴۰ منتخب کئے گئے - اور انکی پرداخت کرنے کے بعد صرف چار نسخے قابل اعتبار سمجھے گئے - انہیں غور سے بہت کم اختلاف پایا جاتا ہے - باقی سب مسترد سمجھے گئے یہی چار نسخے متی - مرقس - لوحنا اور لوقا کے انجیل کے نام سے مشہور ہیں - دانا غور کریں کہ چار آدمیوں نے عیسےٰ مسیح کی جو سوانحعمریاں تحریر کی ہیں - وہ خدا کا کلام کیسے ہو سکتی ہیں + (مترجم)

تھا۔ تو ایسا کہنا ہی فضول ہے اور کلام خدا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب وہ ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ شک گذرتا ہے کہ پہلے کلام تھا یا خدا اور کلام کے ذریعہ خلقت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی علت مادی نہ ہو۔ کلام کے بغیر بھی خاموش رہ کر خالق خلقت پیدا کر سکتا ہے۔ زندگی کس میں تھی اور کیسی تھی؟ ان الفاظ سے جیو کا ازلی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر جیو ازلی ہے تو آدم کے نتھنوں میں سانس پھونکنا جھوٹ ہوا اور زندگی کیا انسانوں کا ہی نور ہے۔ حیوانات وغیرہ کا نہیں؟

(۹۳) جب شام کا کھانا چنا گیا تھا (کھا چکے) شیطان نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کے دل میں ڈالا کہ اُسے پکڑوائے۔ باب ۱۳۔ آیت ۲۔

محقق۔ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ عیسائیوں سے پوچھنا چاہئے کہ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کون بہکاتا ہے۔ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے؟ تو پھر انسان بھی خود بخود بہکایا جا سکتا ہے۔ پھر شیطان کا کیا کام؟ اور اگر شیطان کا پیدا کرنے والا اور بہکانے والا خدا ہے تو وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا۔ اور خدا ہی نے سب کو اس کے ذریعہ بہکایا ہے۔ بھلا یہ کام خدا کا ہو سکتا ہے۔ عیسائیوں کی کتب کے مصنف اور عیسیٰ خدا کا بیٹا شیطان ہوں تو ہوں۔ خدا شیطان نہیں اور نہ یہ کلام خدا کا کلام نہ اس میں بیان کردہ خدا خدا ہے اور نہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔

(۹۴) تمہارا دل نہ گھبراوے تم خدا پر ایمان لاتے ہو۔ مجھ پر بھی ایمان لاؤ۔ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ نہیں تو میں تمہیں کہتا۔ میں جاتا ہوں تاکہ میں تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور جس حال کہ میں جاتا اور تمہارے لئے جگہ تیار کرتا تو پھر آؤنگا۔ اور تمہیں اپنے ساتھ لونگا کہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو وو۔ یسوع نے اُسے کہا۔ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس نہیں آسکتا ہے۔ اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ باب ۱۴۔ آیت ۱۔۲۔۳۔۴۔۷۔۹۔

محقق۔ بتائیے! عیسیٰ کی یہ باتیں کیا پوپ لیلا سے کم ہیں؟ اگر ایسی دھوکے کی

ٹی نہ کھڑی کرتا تو اسکے مذہب میں کون شامل ہوتا؟ کیا عیسٰی نے اپنے باپ کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟ اگر وہ عیسٰی کے بس میں ہے تو دوسرے کے ماتحت ہونیسے وہ خدا بھی نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کی سفارش نہیں سنتا۔ کیا عیسٰی سے کوئی خدا کو نہیں پہنچا؟ کہ عیسٰی جگہ وغیرہ دیتا ہے جو اپنے منہ سے راہ حق اور زندگی بنتا ہے۔ وہ ہر طرح سے ریاکار کہلاتا ہے۔ اسلئے یہ بات درست نہیں ہوسکتی۔

(۹۵) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہی کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا۔ اور ان سے بھی بڑے کام کریگا۔ باب ۱۴۔ آیت ۱۲۔

محقق ۔ جو عیسائی عیسٰی پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ مردہ وغیرہ جلانیکا کام کیوں نہیں کرسکتے اور اگر ایمان لانیسے بھی عیسائی عجیب وغریب کرشمے نہیں دکھا سکتے تو یہ بات یقینی ہے کہ عیسٰی نے بھی کوئی معجزہ نہ دکھایا ہوگا۔ ایسی صورت میں کس کے دل کی آنکھ پھوٹ گئی ہے کہ عیسٰی کو مردہ جلانے وغیرہ کا کام کرنیوالا مان لے۔ (۹۶) جو اکیلا سچا خدا ہے۔ باب ۱۷۔ آیت ۳۔

محقق ۔ اگر اکیلا سچا خدا ہے تو عیسائیوں کے تین خدا ماننا بالکل جھوٹ ہے۔ اسی طرح بہت مقاموں پر انجیل میں بیہودہ باتیں بھری پڑی ہیں۔

یوحنا کے مکاشفات

اب یوحنا کی عجیب وغریب باتیں سنو:۔

(۹۷) اور انکے سروں پر سونیکے تاج تھے اور آگ کے سات چراغ اس تخت کے آگے روشن تھے۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں اور اس تخت کے آگے شیشہ کا ایک سمندر بلور کے مانند تھا اور تخت کے بیچوں بیچ اور تخت کے گرداگرد چار جاندار تھے جو آگے پیچھے آنکھوں سے بھرے تھے۔ باب ۴۔ آیت ۴ تا ۶۔

محقق ۔ عیسائیوں کا بہشت ایک شہر کے مانند ہے اور انکا خدا بھی چراغ کے مانند آگ ہے۔ خدا کا سونیکا تاج وغیرہ زیور پہننا اور آنکھوں کا آگے پیچھے ہونا اور تخت کے گرد شیر وغیرہ چار جانداروں کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ ان باتوں کو کون مان سکتا ہے۔

(۹۸) اور میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی۔ اور میں نے ایک زور آور فرشتہ کو دیکھا کہ بلند آواز سے یہ منادی کرتا تھا کہ کون اسکے لائق ہے کہ اس کتاب کو کھولے اور اسکی مہریں توڑے۔ پر کسی کو مقدور نہ ہوا۔ نہ آسمان پر اور نہ زمین نہ زمین کے نیچے کہ اس کتاب کو کھولے یا اُسے دیکھے اور میں بہت رویا کہ کوئی اس لائق نہ ٹھہرا کہ کتاب کو کھولے اور پڑھے یا اُسے دیکھے باب ۵۔ آیت ۱ تا ۴ +

محقق۔ دیکھئے عیسائیوں کی بہشت میں تختوں اور آدمیوں کی رونق اور کئی مہروں سے بند کتاب جسکو کھولنے یا دیکھنے والا آسمان اور زمین پر کوئی نہیں ملا پھر لکھا ہے کہ یوحنا رو پڑا اور بعد میں ایک بزرگ نے کہا کہ وہی عیسیٰ اس کتاب کو کھولنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ جسکا بیاہ اسی کے گیت۔ دیکھو عیسیٰ ہی کی طرف ساری بزرگی منسوب کی جاتی ہے لیکن یہ باتیں صرف کہنے ہی کے لئے ہیں +

(۹۹) اور میں نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس تخت اور چاروں جاندار کے درمیان اور بزرگوں کے بیچ ایک برہ گویا کھڑا ہے گویا ذبح کیا گیا ہے جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں جو خدا کی ساتوں روحیں ہیں +

محقق۔ دیکھئے۔ یوحنا کے خواب کی خیالی باتیں۔ کیا بہشت میں سب عیسائی اور چار جاندار اور عیسیٰ بھی ہے اور کوئی نہیں ہے۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ یہاں تو عیسیٰ کی دو آنکھیں تھیں اور سینگ کا نام و نشان نہ تھا لیکن بہشت میں جاکر سات سینگ اور سات آنکھیں لگ گیئں اور وہ ساتوں خدا کی روحیں عیسیٰ کی سینگ اور آنکھیں بن گیئں۔ افسوس ایسی باتوں کو عیسائیوں نے کیوں مان لیا؟ کچھ تو عقل کو کام میں لایا ہوتا۔

(۱۰۰) اور جب اُس نے کتاب لی تھی۔ تب وے چار جاندار اور چوبیس بزرگ اُس برے کے آگے گر پڑے اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور بخور (خوشبوئی) سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے یہ مقدسوں کی دعائیں ہیں باب ۵ آیت ۶۔

محقق ۔ بھلا جب عیسیٰ بہشت میں نہ ہوگا۔ تب یہ بچاری دھوپ دیپ بنویدآرتی وغیرہ پوجا کس کی کرتے ہوں گے؟ یہاں پر پراٹسٹنٹ عیسائی تو بت پرستی کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا بہشت بت پرستی کا گھر بن رہا ہے۔

(۱۰۱) اور جب برّے نے ان مہروں میں سے ایک کو توڑا۔ تب میں نے دیکھا اور اُن چاروں جانداروں میں سے ایک کی آواز بادل کے گرجنے کی مانند سُنی جو بولا آ۔ اور دیکھ۔ اور میں نے نظر کی اور دیکھو کہ ایک نقرہ گھوڑا اور وہ جو اس پر سوار تھا کمان لئے ہے۔ اور ایک تاج اُسے دیا گیا اور فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا اور جب اُس نے دوسری مہر توڑی دوسرا گھوڑا جو سُرخ تھا نکلا اور اسکے سوار کو یہ دیا گیا کہ صلح کو زمین سے چھین لے اور جب اُس نے تیسری مہر توڑی دیکھو ایک مشکی گھوڑا ہے اور جب اس نے چوتھی مہر توڑی۔ اور دیکھو ایک گھوڑا پیلے رنگ کا ہے اور ایک اُس پر سوار ہے۔ جسکا نام موت ہے۔ وغیرہ وغیرہ باب ۶۔ آیت ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۷۔۸

محقق ۔ دیکھئے یہ پرانوں سے بھی بڑھکر لغویات ہیں یا نہیں؟ بھلا کتابوں کی مہروں کے اندر گھوڑا اور سوار کیونکر رہ سکتے ہیں؟ ان خواب کے بڑبڑاتے ہوؤں کی سی باتوں پر جنہوں نے یقین کر لیا ہے ان کی جہالت کا کیا اندازہ ہے؟

(۱۰۲) اور اُنہوں نے بلند آواز سے چلّا کر کہا کہ اے مالکِ پاک! اور برحق تو کب تک عدالت نہ کرے گا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا۔ تب اُن میں سے ہر ایک کو سفید پیراہن دیا گیا اور اُنہیں کہا گیا کہ اور تھوڑی مدت تک صبر کریں جب تک کہ اُن کے ہم خدمت اور اُن کے بھائی جو اُن کی طرح مارے جانے پر تھے تمام ہوں۔ (جب تک کہ وے پورے ہو جاویں اور اُن کے ہم خدمت اور اُن کے بھائی اُن کی طرح مارے جاویں) باب ۶۔ آیت ۱۰ و ۱۱ +

محقق ۔ جو عیسائی ہوں گے وہ دورہ سپرد ہو کر ایسا انصاف کرانے کے لئے پڑے رویا کریں گے۔ جو شخص وید کا راستہ پکڑے گا۔ اسکا عدل ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگیگی۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے کہ خدا کی کچہری آجکل بند ہے؟ اور عدل کا کام نہیں

ہوتا منصف بیکار بیٹھے ہیں؟ اس سوال کا جواب بالکل خاطر خواہ نہ دے سکیں گے۔ پھر یہ لوگ خدا کو بھی بہکا لیتے ہیں۔ اور وہ بہکایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے کہنے پر جھٹ ان کے دشمن سے بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور یہ بھی تند مزاج ہیں کہ بعد موت بھی بدلہ لیا کرتے ہیں۔ جہاں حلیمی (شانتی) نہیں وہاں دُکھ کی کیا انتہا ہے؟

(۱۰۳) اور آسمان کے ستارے اسی طرح زمین پر گر پڑے جس طرح انجیر کے درخت سے اسکے کچے پھل گر جاتے ہیں۔ جب اُسے بڑی اندھیری ہلاتی ہے اور آسمان طومار کی طرح (جو لپیٹا ہو جا رہا) جب آپ سے لپٹ جائے دو حصے ہو گیا۔ باب ۶۔ آئت ۱۳، ۱۴۔

محقق ۔ دیکھئے ۔ یُوحنا پیشینگوئی کی باتیں اسے علم نہیں تھا تبھی تو ایسی اُوٹ پٹانگ باتیں گھڑ لیں۔ بھلا ستارے سب دُنیائیں ہیں۔ اسی ایک اکیلی زمین پر کیسے گر سکتے ہیں؟ اور سورج وغیرہ کی کشش ان کو ادھر اُدھر کیسے آنے جانے دیتی ہوگی؟ اور کیا آسمان چٹائی کی مانند ہے؟ یہ آکاش شکل نہیں رکھتا کہ جسے کوئی لپیٹ سکے یا اکٹھا کر سکے اس لئے یُوحنا وغیرہ سب جنگلی آدمی تھے ان کو ان علمی باتوں کی کیا خبر؟

(۱۰۴) میں نے اُن کا شمار جن پر مُہر کی گئی تھی۔ سنا کہ بنی اسرائیل کے سب فرقوں میں سے ایک سو چوالیس ہزار پر مُہر کی گئی۔ یہوواہ کے فرقے سے بارہ ہزار پر مُہر کی گئی۔ باب ۷۔ آیت ۴۔ ۵۔

محقق ۔ کیا بائبل کا خدا اسرائیل وغیرہ فرقوں کا ہی مالک ہے۔ سارے جہان کا نہیں؟ ورنہ صرف ان جنگلیوں کا ساتھ کیوں دیتا؟ اور انہیں ہی مدد کیوں کیا کرتا؟ اور ان کا نام ہی لیتا۔ اس لئے وہ خدا نہیں اور بتلائیے اسرائیل وغیرہ فرقوں کے آدمیوں پر مُہر لگانا کم علمی ہے۔ یا یُوحنا کی فرضی بات ہے؟

(۱۰۵) اسی واسطے وے خدا کے تخت کے آگے ہیں۔ اور اس کی ہیکل میں رات دن کی بندگی کرتے ہیں۔ باب ۷۔ آئت ۱۵۔

محقق ۔ کیا یہ اوّل درجہ کی بُت پرستی نہیں ہے؟ اور کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح مجسم اور ایک جگہ موجود نہیں ہے؟ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے؟ اگر سوتا بھی ہے تو رات

کیوقت سنکھ کیسے کرتے ہوں گے؟ یا اسکی نیند دُور ہوجاتی ہوگی اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہوگا۔ تو بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا +

(۱۰۶) پھر ایک اور فرشتہ آیا اور سونیکا بخور (دھوپ) دان لئے ہُوئے قربان گاہ کے اوپر کھڑا ہوا اور بہت بخور (خوشبوئیاں) اُسے دیا گیا - تاکہ اُسے سارے مقدسوں کی دعاؤں کے ساتھ سنہری قربانگاہ پر جو تخت کے آگے ہے گذرانے اور اُس بخور (خوشبو) مقدسوں کی دعاؤں میں مل کے فرشتے کے ہاتھ سے خدا کے پاس اُوپر گیا - پھر اس فرشتے نے بخور (دھوپ) دان کو لیا اور اسمیں قربانگاہ سے آگ لے کے بھری - اور زمین پر پھینکی تب آوازیں ہوئیں اور گرج اور بجلی اور بھونچال - باب ۸ - آیت ۳ - ۴ - ۵ -

محقق - دیکھیئے - بہشت تک قربانگاہ بخور نذرانہ ہیں اور نرسنگے کے آواز ہوتی ہے کیا بیراگیوں کے مندر سے عیسائیوں کا بہشت کم ہے؟ دھوم دھام تو کچھ زیادہ ہی ہے

(۱۰۷) پہلے فرشتے نے نرسنگا پھونکا - تب اولے اور آگ خون آمیز موجود ہوئی - اور زمین پر ڈالی گئی اور تہائی درخت جل گئے اور تمام ہری گھاس جل گئی - باب ۸ - آیت ۷

محقق - واہ رے عیسائیوں کے پیشگو خدا! خدا کے فرشتے نرسنگے کا آواز اور فنا کا بیان محض بازیچہ طفلانہ ہے -

(۱۰۸) اور پانچویں فرشتے نے نرسنگا پھونکا تب میں نے ستارہ آسمان سے زمین پر گرا (گرتا) ہوا دیکھا اور اس کنوئیں کی کنجی جس کی تھاہ نہیں اُسے دی گئی اور اُسنے اس کنوئیں کے دھوئیں سے سورج اور ہوا تاریک ہوگئی - اور اُس دھوئیں میں سے زمین پر ٹڈیاں نکلیں اور اُنہیں ویسا ہی مقدور دیا گیا - جیسا زمین کے بچھوؤں کا ہے - اور انہیں یہ کہا گیا کہ زمین کی گھاس یا کسی سبزی یا کسی درخت کو ضرر نہ پہنچائیں مگر صرف ان آدمیوں کو جن کے ماتھوں پر خدا کی مُہر نہیں پانچ ماہ تک اذیت دی جائے - باب ۹ - آیت ۱ تا ۵ +

محقق - نرسنگے کا آواز سن کر ستارے انہیں فرشتوں پر اور اُسی بہشت میں گرے ہوں گے یہاں تو نہیں گرے - بھلا وہ کنواں یا ٹڈیاں قیامت کے

لئے خدا نے پیدا کی ہوں گی - اور وہ مُہر کو دیکھکر شناخت بھی کر لیتی ہوں گی کہ مُہر والوں کو نہ کاٹیں - یہ صرف بھولے آدمیوں کو خوف دلا کر عیسائی بنا لینے کی تدبیر نکالی ہوئی ہے - جو عیسائی نہ ہوں گے - اُنہیں ٹڈیاں کاٹیں گی - ایسی باتیں علم سے بے بہرہ ملک میں جاری ہو سکتی ہیں - آریا ورت میں نہیں - کیا یہ قیامت کا حال درست ہو سکتا ہے ؟

(۱۰۹) اور فوجوں کے سوار شمار میں بیس کروڑ تھے - باب ۹ - آیت ۱۶ -

محقق - بھلا اتنے گھوڑے بہشت میں کہاں ٹھہرتے - کہاں چرتے چُگتے اور کہاں رہتے اور کسقدر لید کرتے تھے ؟ اور اسکی بدبو بھی بہشت میں کسقدر ہوگی ؟ بس ایسے بہشت - ایسے خدا اور ایسے مذہب کو ہم سب آریوں کا دُور ہی سے سلام ہے ایسا بکھیڑا عیسائیوں کے سر پر سے بھی قادر مطلق کی عنایت سے دُور ہی ہو جاوے تو اچھا ہے ÷

(۱۱۰) پھر میں نے ایک اور زور آور فرشتے کو آسمان سے اُترتے دیکھا جو ایک بدلی کو اوڑھے اور اس کے سر پر دھنک تھا اور اُسکا چہرہ آفتاب سا اور اُسکے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند تھے - اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب کھلی ہوئی تھی اور اس نے اپنا داہنا پاؤں سمندر پر اور بایاں خشکی پر دھرا - باب ۱۰ - آیت ۱ و ۲ و ۳ -

محقق - ان فرشتوں کا قصہ سنئے کہ پرانوں اور بھاٹوں کی باتوں سے بھی بڑھکر ہے - (۱۱۱) اور ایک سرکنڈا جریب کی مانند مجھے دیا گیا اور وہ فرشتہ کھڑا ہو کے کہتا تھا کہ اُٹھ خدا کی ہیکل اور قربانگاہ اور اُنکو جو اسمیں عبادت کرتے ہیں انداز کر - باب ۱۱ - آیت ۱ -

محقق - یہاں تو کیا بلکہ عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہیکل بنوائے جاتے ہیں اور اُنکی پیمائش کی جاتی ہے - بہت خوب - جیسا بہشت ہے ویسی ہی وہاں کی باتیں ہیں - اسی لئے یہاں عیسائی خداوند کے کھانے میں عیسےٰ کے جسم اور خون کا گوشت اور شراب میں تصور باندھکر کھاتے پیتے ہیں - اور گرجا میں صلیب وغیرہ کی شکل بناکر بُت پرستی بھی کی جاتی ہے ÷

(۱۱۲) اور خدا کی ہیکل آسمان کھولی گئی اور اس کی ہیکل میں اُس کے عہد کا صندوق دیکھنے میں آیا اور بجلیاں اور آوازیں اور گرجیں اور بھونچال آئے اور بڑے اولے پڑے۔ باب ۱۱۔ آیت ۱۹۔

محقق۔ آسمان میں جو ہیکل ہے وُہ ہر وقت بند رہتی ہوگی کبھی کبھی کھولی جاتی ہوگی۔ خدا کی بھی ہیکل ہو سکتی ہے؟ جو ویدوکت پرماتما سرب ویاپک ہے اُسکی بھی کوئی ہیکل کیا نہیں ہو سکتی۔ ہاں عیسائیوں کے مجسّم خدا کی ہیکل خواہ آسمان پر خواہ زمین پر۔ اور جیسی کارروائی ٹن ٹن اور لوں لوں کی یہاں ہوتی ہے ویسی ہی عیسائیوں کے آسمان میں ہوتی ہوگی۔ اور عہد کا صندوق بھی کبھی کبھی عیسائی لوگ دیکھتے ہوں گے اور نامعلوم اُس سے کیا کام لیتے ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب باتیں آدمیوں کو دام میں لانے کے لئے ہیں ✤

(۱۱۳) اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر ستاروں کا تاج تھا اور وہ حاملہ تھی اور درد سے چلاّتی اور جننے کو اینٹھتی تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا اور دیکھو ایک بڑا سُرخ اژدہا جس کے سات سر اور دس سینگ اور اُس کے سروں پر سات تاج تھے ظاہر ہوا اور اسکی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور اُنہیں زمین پر ڈالا۔ باب ۱۲۔ آیت ۱ تا ۴ ✤ محقق۔ دیکھئے لمبے چوڑے گپوڑے اُن کے بہشت میں بھی بیچاری عورت چلاّتی ہے۔ اس کی آہ و زاری کوئی نہیں سنتا۔ اور نہ کوئی اسکی تکلیف دُور کر سکتا ہے اور اس اژدہا کی دُم بھی خوب بڑی ہوئی تھی کہ جتنے ستاروں کی ایک تہائی کو زمین پر ڈالا۔ زمین تو چھوٹی ہے اور ستارے بڑے بڑے کُرّے ہیں اس زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا اب یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ستاروں کی تہائی اس بات کے لکھنے والے کے گھر پر گری ہوگی اور جس اژدہا کی دُم اسقدر بڑی تھی کہ جتنے ستاروں کی تہائی لپیٹ کر زمین پر گرا دی وہ اژدہا بھی اُسی کے گھر میں رہتا ہوگا۔

(۱۱۴) پھر آسمان پہ لڑائی ہوئی میکائیل اور اسکے فرشتے اژدہا سے لڑے اور اژدہا اور

اس کے فرشتے لڑے - باب ۱۲ - آئت ۷ +

محقق - جو شخص علیسائیوں کے بہشت میں جاتا ہوگا - وہ بھی لڑائی میں دکھ پاتا ہوگا - ایسی بہشت کا خیال یہیں سے چھوڑ ہاتھ جوڑ کر بیٹھے رہو - جہاں امن میں خلل ڈالا جاتا ہے اور فساد مچا رہتا ہے ایسا بہشت علیسائیوں کو ہی مبارک رہے - (۱۱۵) سو بڑا اژدہا نکالا گیا وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور جو سارے جہان کو دغا دیتا ہے وہ زمین پر گرایا گیا - باب ۱۲ - آئت ۹

محقق - کیا جب شیطان بہشت میں تھا - تب لوگوں کو نہیں بہکاتا تھا؟ اور اسکو عمر بھر کے لیے قید کیوں نہ کر دیا یا مار کیوں نہ ڈالا؟ اسکو زمین پر کیوں ڈال دیا اگر سارے جہان کو دغا دینیوالا شیطان ہے تو شیطان کو دغا دینیوالا کون ہے؟ اگر شیطان خود بخود بہکا گیا ہے تو بغیر شیطان کے اور بھی بہک سکتے ہیں اور اگر اُسکو دغا دینیوالا خدا ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا ہے - ظاہر ہوتا ہے کہ علیسائیوں کا خدا بھی شیطان سے ڈرتا ہوگا - کیونکہ اگر وہ شیطان کی نسبت زور آور ہوتا تو اس کو قصور کرنے کیوقت سزا کیوں نہ دیتا + دنیا میں جسقدر حکومت شیطان کی ہے اُسکا ہزارھواں حصہ بھی علیسائیوں کے خدا کی نہیں - اسلئے علیسائیوں کا خدا شیطان کو بدی سے باز نہیں رکھ سکتا - اس لئے یہ ثابت ہوا کہ جیسے اس زمانہ کے علیسائی حاکم ڈاکو - چور - وغیرہ کو جلدی سزا دیتے ہیں ویسا بھی علیسائیوں کا خدا نہیں - پھر کون ایسا بے عقل آدمی ہے کہ ویدک مت کو چھوڑ کر لچر علیسائی مذہب قبول کرے +

(۱۱۶) افسوس اُن پر جو خشکی اور تری پر رہنے والے ہیں - اس لئے کہ ابلیس بڑے غصہ سے تم پر اُترا - باب ۱۲ - آئت ۱۲ +

محقق - کیا وہ خدا وہیں کا محافظ اور مالک ہے؟ زمین اور انسان وغیرہ جانداروں کا محافظ اور مالک نہیں ہے - اگر زمین کا بھی بادشاہ ہے تو اس نے شیطان کو کیوں نہیں مار ڈالا؟ خدا دیکھتا رہتا ہے اور شیطان لوگوں کو بہکاتا پھرتا ہے پر وہ اسکو منع نہیں کر سکتا - ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اچھا خدا ہے اور دوسرا برا مسکین با اقتدار +

(۱۱۷) اور بیالیس مہینوں تک لڑائی کرنے کو اُسے اختیار بخشا گیا اور اس نے خدا کی بابت

کفر کہنے میں اپنا منہ کھولا کہ اس کے نام اور اس کے (مقام) خیمے اور ان کے حق میں جو آسمان پر رہتے ہیں کفر بکے (بکنے لگا) اور اسے یہ دیا گیا کہ مقدس لوگوں سے مقابلہ کرے اور اُن پر غالب ہووے اور سب فرقوں اور اہل زبان اور قوموں پر اُسے اختیار عنایت ہوا۔ باب ١٣۔ آیت ٥۔ ٦۔ ٧ ÷

محقق۔ کیا زمانہ کے لوگوں کو بہکانے کے لئے شیطان اور جانور وغیرہ کا بھیجنا۔ اور مقدسوں سے مقابلہ کرانا ڈاکوؤں کے سردار کا سا کام نہیں؟ یہ کام خدا کا یا خدا کے عابدوں کا نہیں ہو سکتا ÷

(١١٨) پھر جو میں نے نگاہ کی اور دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے جن کے ہاتھوں پر اُس کے باپ کا نام لکھا تھا۔ باب ١٤۔ آیت ١۔

محقق۔ دیکھئے! جہاں عیسےٰ کا باپ رہتا تھا۔ وہیں اُسی صیہون پہاڑ پر اُس کا لڑکا بھی رہتا تھا۔ لیکن ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمیوں کا شمار کیونکر کیا؟ صرف ایک لاکھ چوالیس ہزار ہی بہشت میں جانے والے بنے باقی کروڑوں عیسائیوں کے سر پر مہر نہ لگی۔ کیا وہ سب جہنم میں پڑ گئے؟ عیسائیوں کو چاہیئے کہ صیہون پہاڑ پر جا کر دیکھیں کہ عیسےٰ کا باپ اور اُس کی فوج وہاں ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو یہ تحریر درست ہے ورنہ غلط۔ اگر وہ کسی اور جگہ سے وہاں آیا تو بتلائیے کہاں سے آیا؟ اگر کہو بہشت سے تو بتلاؤ کہ وہ اور فوج کے آدمی پرندے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد اور وہ خود اوپر نیچے اُڑ کر بہشت سے وہاں آگئے۔ اگر وہ اسی طرح آمد و رفت رکھتا ہے تو ضلع کے حاکم (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ) کی مانند ہوا۔ ایسی صورت میں اسی طرح اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم ایک ایک کرہ میں ایک ایک خدا چاہیئے۔ کیونکہ ایک دو خدا بہت سے کروں کا انصاف کرنے اور سب جگہ یکدم دورہ کرنے کے قابل کبھی نہیں ہو سکتے ÷

(١١٩) روح کہتی ہے کہ ہاں! تاکہ وے اپنی محنتوں کا آرام پاویں۔ اور اُن کے اعمال اُن کے ساتھ پیچھے چلے آتے ہیں۔ باب ١٤۔ آیت ١٣۔

محقق۔ دیکھئے! عیسائیوں کا خدا تو کہتا ہے۔ ان کے اعمال اُنکے ساتھ رہیں گے یعنی

اعمال کی سزا جزا سب کو دی جاویگی پر عیسائی کہتے ہیں کہ عیسےٰ سب کے گناہ اپنے اوپر لیگا۔ اور گناہ معاف بھی کئے جاویں گے۔ دانا غور کریں کہ خدا کا قول سچا ہے یا عیسائیوں کا؟ دونوں تو سچے نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہمیں کیا خواہ عیسائیوں کا خدا جھوٹا ہو خواہ عیسائی؟

(۱۲۰) اور اُسے خدا کے غضب کے بڑے کولھو میں ڈال دیا اور وہ کولھو میں شہر کے باہر پیرا گیا اور اُس کولھو سے لہو ایک ہزار چھ سو ستانوے (ایک سو کوس تک) ایسا بہا۔ کہ گھوڑوں کی باگوں تک پہنچا۔ باب ۱۴۔ آئت ۱۹ و ۲۰ +

محقق - بتائیے عیسائیوں کے گپوڑے پرانکوں سے بھی بڑھکر ہیں یا نہیں؟ عیسائیوں کا خدا غضب کرتے وقت بہت دُکھی ہوتا ہوگا۔ غضب کیا چیز ہے؟ مالئع یا ٹھوس کہ جس سے کولھو بھرے ہوئے ہیں اور اتنی دُور تک خون کا بہنا ناممکن ہے کیونکہ خون ہوا کی لگنے سے جھٹ پٹ جم جاتا ہے۔ پس یہ باتیں لغو ہیں +

(۱۲۱) دیکھو کہ گواہی کے خیمہ کی ہیکل آسمان پر کھولی گئی۔ باب ۱۵۔ آئت ۵۔

محقق - اگر عیسائیوں کا خدا ہمہ دان ہوتا تو گواہوں کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہوتا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کا خدا ہمہ دان نہیں۔ بلکہ انسان کی مانند کم علم ہے۔ بتاؤ خدا کو بنا خدائی کا کام کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ اسی باب میں فرشتوں کی عجیب و غریب ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ جنکو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ کہاں تک لکھا جاوے +

(۱۲۲) اور خدا نے اسکی بدکاریاں یاد کیں۔ جیسا اُس نے تم سے سلوک کیا۔ ویسا ہی تم بھی اس سے سلوک کرو۔ اور اسکو اسکے کاموں کے موافق دو چند دو۔ باب ۱۸۔ آئت ۵-۶

محقق - دیکھو عیسائیونکا خدا صاف بے انصاف ثابت ہو گیا۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جس قدر یا جیسا کام کسی نے کیا ہو اسکو ویسا ہی اور اسی قدر پھل دیا جاوے اس سے کم و بیش دینا بے انصافی ہے۔ جنکا معبود بے انصاف ہے وہ خود بے انصاف کیوں نہ ہو؟

(۱۲۳) کیونکہ برّے کا بیاہ آپہنچا اور اُس کی دُلہن نے آپ کو سنوارا ہے۔ باب ۱۹۔ آئت ۷ +

محقق - اور تماشا دیکھیئے عیسائیوں کے بہشتوں میں بیاہ بھی ہوتے ہیں - کیونکہ عیلیٰ کا بیاہ خدانے وہیں کیا - پوچھنا چاہیئے کہ اسکا سُسر ساس سالہ وغیرہ کون تھے ؟ اور اُس کے ہاں کتنے بال بچّے ہوئے ؟ اور منی کے ذائل ہوجانیسے طاقت - عقل - قوّت - عمر وغیرہ بھی کم ہوگئی ہوگی - اور اب تک عیسیٰ مر بھی گیا ہوگا - کیونکہ مرکّب شئے کے اجزا ضرور جدا ہوجایا کرتے ہیں - (پس ثابت ہوا کہ) آجتک عیسائی اس پر ایمان رکھ کر مغالطہ میں رہے ہیں نا معلوم کب تک رہیں گے ٭

(۱۲۴) اور اُس نے اس اژدہا جو پُرانا سانپ ہے یعنی ابلیس اور شیطان کو پکڑا اور ہزار برس تک جکڑ رکھّا اور اس کو اس اتھاہ کنوئیں میں ڈالا اور اُسے بند کردیا اور اُس پر مُہر کی تاکہ وُہ آگے لوگوں کو دغا نہ دے - باب ۲۰ - آیت ۱-۲-۳

محقق - دیکھو بصد مُشکل شیطان کو پکڑا اور ہزار برس تک قید میں رکھّا - مگر وہ پھر بھی رہا ہوگیا - مگر کیا اب لوگوں کو دغا نہ دیا کریگا - ایسے بدذات کو تو قیدخانہ میں ہی رکھنا یا مار ڈالنا چاہیئے تھا - لیکن شیطان کی ہستی ہی عیسائیوں کی خام خیالی ہے درحقیقت شیطان کوئی نہیں ہے صرف لوگوں کو خوف دلاکر اپنے دام میں لانیکی تدبیر نکالی ہوئی ہے - ایک تمثیل ہے کہ کسی شریر آدمی نے بہت سے سادہ لوح آدمیوں کو کہا کہ چلو تمکو دیوتا کا درشن کراؤں اُس نے پہلے ہی سے ایک آدمی کو چتر بھج بنا اور کسی ایک تنہا جگہ میں بھیجا ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا رکھّا تھا - جب سادہ لوح وہاں پہنچ گئے تو چالاک آدمی نے اُن سے کہا کہ آنکھیں بند کرلو - جب کہوں تب کھولنا - اور پھر جب کہوں بند کرلینا اگر آنکھیں بند نہ کروگے تو اندھے ہوجاؤگے - جب چتر بھج سامنے آیا تب وہ بولا دیکھو اور پھر جھٹ پٹ کہدیا کہ آنکھیں بند کرلو - اور جب چتر بھج جھاڑی میں چھپ گیا - تب وہ شخص پھر بولا آنکھیں کھولو جب سب نے آنکھیں کھولیں تو کہا - کہ دیکھا نارائن کا درشن سب نے کرلیا ؟ ویسی ہی عیسائیوں کی باتیں ہیں - وہ کہتے ہیں کہ جو اُنکے مذہب میں شامل نہ ہوگا - وہ شیطان کا بہکایا ہوا سمجھا جاوے گا ٭

(۱۲۵) جس کے حضور سے زمین و آسمان بھاگے اور اُنہیں کہیں جگہ نہ ملی - پھر میں نے دیکھا -

کہ مردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہیں اور کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے۔ کھولی گئی۔ اور مردوں کی عدالت جس طرح کہ ان کتابوں میں لکھا ہے۔ اُن کے اعمال کے مطابق کیگئی باب ۲۰۔ آیت ۱۱۔ ۱۲۔

محقق یہ تو لڑکپن کی بات ہے۔ بھلا آسمان اور زمین کیسے بھاگ سکتے ہیں؟ جس کے سامنے وہ بھاگے وہ کس پر ٹھیرے ہوئے۔ اور خدا اور خدا کا تخت کہاں ہوگا اگر مردے خدا کے سامنے کھڑے کئے گئے تو خدا بھی بیٹھا یا کھڑا ہوگا۔ کیا یہاں کی کچہری اور دوکانوں کی طرح خدا کی عدالت کے کام بھی بذریعہ تحریر طے ہوتے ہیں اور سارے جانداروں کے اعمال خدا نے خود قلمبند کیئے یا اس کے سررشتہ داروں نے ایسی ایسی باتوں سے عیسائی وغیرہ مذہب والوں نے جو خدا نہیں ہے اُسے خدا اور جو خدا نہیں اُسے خدا بنادیا ہے۔

(۱۲۶) ان میں سے ایک مجھ پاس آیا۔ اور مجھ سے یوں کہہ کے بولا کہ ادھر آمیں تجھے دلہن یعنی برّے کی جورو دکھاؤں گا۔ باب ۲۱۔ آیت ۹۔

خوب۔ عیسےٰ نے بہشت میں عمدہ دلہن حاصل کی۔ وہ وہاں چین اڑاتا ہوگا اور جو عیسائی وہاں جاتے ہونگے۔ ان کو بھی جوروئیں ملتی ہونگی۔ اور ان کے ہاں بال بچے بھی ہوتے ہونگے۔ اور بہت بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہوگی۔ لوگ مرا بھی کرتے ہونگے۔ ایسے بہشت کو دور ہی سے سلام ہے۔

(۱۲۷) اور اُس نے اس شہر کو اس جریب سے ناپ کر ہزار ستارہ یوس یعنی ساڑھے سات سو کوس پایا۔ اور اُسکا لمبان اور چوڑان اور اونچان یکساں ہیں پھر اس نے دیوار کو

ﻫ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کم از کم ایک دفعہ قیامت ہوچکی ہے۔ اور مردوں کو ان کے اعمال کے مطابق بہشت یا دوزخ دیا جاچکا ہے۔ اور یہ دنیا اس قیامت کے بعد از سر نو پیدا کی گئی ہے۔ اگر یہ صورت ہے تو ثابت ہوا۔ یہ دور پھر اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ دنیا پہلی دفعہ نہیں بنائی گئی (مترجم)

ناپا تو اُس آدمی کے ہاتھ سے جو فرشتہ تھا ایک سو چالیس ہاتھ پایا اور اس کی دیوار ریشم کی بنی تھی - اور وہ شہر خالص سونیکا - شفاف شیشنے کی مانند تھا - اور اُس شہر کی دیوار نیویں - ہر طرح کے جواہر سے آراستہ تھیں پہلی نوینشم کی تھی - دوسری نیلم کی تیسری شب کی چراغ کی - چوتھی زمرد کی پانچویں عقیق کی چھٹی لال کی ساتویں سنہری پتھر کی آٹھویں فیروزے کی نویں زبرجد کی دسویں ہیمی کی گیارھویں سنگ سنبلی کی بارھویں یاقوت کی - اور بارہ دروازے بارہ موتی تھے - ہر دروازہ ایک ایک موتی کا اور اُس شہر کی سڑک خالص سونے کی شفاف شیشے کی مانند تھی باب ۲۱ - آیت ۱۶ تا ۲۱

عیسائیوں کے بہشت کا نظارہ دیکھئے - دن بدن عیسائیوں کے مرنے اور پیدا ہونے سے تعداد بڑھتی جاتی ہے اور پھر وہ اس شہر میں کیسے سما سکیں گے ؟ کیونکہ اس میں آمد ہے اور نکاس نہیں - اور اس شہر کو قیمتی جواہرات کا بنا ہوا اور بالکل سونے کا بیان کرنا وغیرہ باتیں صرف سادہ لوحوں کو بہکا کر پھنسانیکے لئے ہیں جو لمبائی چوڑائی اس شہر کی لکھی ہے وہ درست ہو سکتی ہے ؟ لیکن اونچائی ساڑھے سات کوس کیونکر ہو سکتی ہے ؟ یہ بالکل لغو اور فرضی بات ہے - اتنے بڑے موتی اس تحریر کرنیوالے کے گھر سے آئے ہونگے ؟ یہ گپوڑا پرانک گپوڑوں سے بھی بڑھ کر ہے -

(۱۲۸) کوئی چیز جو ناپاک یا نفرت انگیز یا جھوٹ ہے اس میں کسی طرح داخل نہ ہوگی باب ۲۱ - آیت ۲۷ -

اگر یہی بات ہے تو عیسائی کیوں کہتے ہیں - کہ گنہگار بھی بہشت میں عیسائی ہونے سے جا سکتے ہیں - یہ درست نہیں ہے - اگر ایسا ہے - تو یوحنا خواب وخیال کی بھی لغو باتیں کرنیوالا بہشت میں کبھی داخل نہ کیا گیا ہوگا - اور عیسے بھی بہشت میں نہ گیا ہوگا - جب صرف ایک گنہگار بہشت حاصل نہیں کر سکتا تو جو بیشمار گنہگاروں کے گناہ کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے وہ کیونکہ بہشت میں جا سکتا ہے

(۱۲۹) اور پھر کوئی لعنت نہ ہوگی - اور خدا اور برّے کا تخت اس میں ہوگا - اور اسکے بندے اسکی بندگی کرینگے اور وے اس کا منہ دیکھیں گے - اور اس کا نام اُن کے

ہاتھوں پر ہوگا - اور وہاں رات نہ ہوگی - اور وے چراغ اور روشنی کے محتاج
نہیں کیونکہ خداوند خدا اُن کو روشن کرتا ہے اور وے ابدالآباد تک بادشاہت
کریں گے - باب ۲۲ - آیت ۳ - ۴ - ۵ -

عیسائیوں کے بہشت کی رہائش پر غور کیجئے - کیا خدا اور عیسےٰ تخت
پر ابدالآباد تک بیٹھے رہیں گے ؟ اور اُن کے خادم اُن کے سامنے کھڑے ہو کر ہمیشہ
منہ دیکھا کرینگے ؟ اب یہ بتلایئے کہ تمہارے خدا کا منہ کیسا ہے - یورپین کا سا گورا یا
افریقہ والے حبشیوں کا سا سیاہ یا کسی اور ملک کے باشندوں کی مانند ؟ تمہارا بہشت
بھی ایک قسم کی قید ہے جہاں چھوٹا بڑائی ہے اور جس جگہ ہمیشہ رہنا پڑے - وہاں دکھ
کیوں نہ ہوتا ہوگا - جو خدا منہ رکھنے والا ہے وہ ہمہ دان سب کا مالک کبھی نہیں ہو سکتا

(۱۳۰) دیکھ میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے - تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام
کے موافق بدلا دوں - باب ۲۲ - آیت ۱۲ -

محقق جب اعمال کے مطابق ہی بدلا ملتا ہے تو گناہ معاف کبھی نہیں ہو سکتے - اور
اگر معافی درست ہے تو بائیبل کی یہ سب بات جھوٹی ہے اگر کوئی کہے کہ معافی کا ذکر
بھی تو بائیبل میں ہے - تو اجتماع ضدین کی صورت واقع ہوگی - پس بائیبل غلط ثابت
ہوگی - اُسے ماننا چھوڑ دو - کہاں تک لکھا جاوے - بائیبل میں لاکھوں باتیں
قابل تردید ہیں یہ تو قدرے بمثال مشتے نمونہ از خروارے نمونہ کے طور پر عیسائیوں
کی کتاب مقدس سے کچھ لکھا گیا ہے - اتنے ہی سے عقلمند بہت کچھ سمجھ لیں گے
بائیبل میں چند باتوں کے سوا باقی سب جھوٹی باتیں بھری پڑی ہیں - اور جھوٹ
کے ساتھ ملنے سے سچ بھی سچ نہیں رہتا - اِس لئے بائیبل قابل تسلیم نہیں ہو سکتی
ہاں سچائی تو صرف ویدوں کو ہی قبول کرنے سے حاصل ہوتی ہے -



چودھواں باب

دین اسلام کے بیان میں

مقدمہ

چودھواں باب دین اسلام کے بیان میں ہے چونکہ مسلمانوں کا پورا پورا اعتقاد قرآن پر ہے - اس لئے جو کچھ اس باب میں لکھا گیا ہے - وہ سب اسی کتاب پر مبنی ہے مسلمانوں میں مختلف فرقوں کے ہونیکی وجہ سے کسی لفظ کے معنی وغیرہ کے متعلق گو اختلاف رائے ہو. تاہم بحیثیت مجموعی قرآن کو سب قابل تسلیم مانتے ہیں -

قرآن اصل میں عربی زبان میں ہے اس کا مولویوں نے اردو میں ترجمہ کیا ہے ہندی میں اردو کا ترجمہ کروا اور بعد میں عربی کے بڑے بڑے علماء سے اُسے صحیح کروا کے اس کتاب میں لکھا گیا ہے - اگر کوئی اعتراض کرے - کہ فلاں فلاں معنی درست نہیں - تو اُسے چاہیئے - کہ مولوی صاحبان کے ترجموں کی پہلے تردید کرے -

یہ تحریر صرف بنی نوع انسان کی ترقی اور سچ جھوٹ کے فیصلہ کے لئے کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو سب مذاہب کے متعلق تھوڑی سی واقفیت ہو جائے اور انہیں آپس میں غور و فکر کا موقع ملے - اور وہ ایک دوسرے کے نقصوں کی تردید کر کے خوبیوں کو اختیار کریں کہ اس غرض سے کہ کسی غیر مذہب پر یا مذہب اسلام پر جھوٹے بہتان لگائے جاویں اور نکتہ چینی کیجاوے بلکہ یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے - کہ جو جو خوبی ہے - وہ خوبی اور جو جو نقص ہیں وہ نقص سب پر عیاں ہو جاویں تاکہ کوئی کسی پر لغو الزام لگا سکے اور نہ ہی راستی کے راستہ میں مزاحم ہو - سچ جھوٹ کا فیصلہ ہو جانے پر بھی جس کی مرضی ہو وہ سچ قبول کرے جسکی مرضی نہ ہو نہ کرے کسی کو جبراً کسی امر کا یقین نہیں دلایا جا سکتا کہ یہاں جبر

کا کام نہیں اور یہی بھلے لوگوں کا وطیرہ ہے۔ کہ اپنے یا بیگانے نقصوں کو نقص اور خوبیوں کو خوبیاں تسلیم کر کے خوبیوں کو اختیار اور نقصوں کو ترک کر متعصب آدمیوں کا تعصب اور ہٹ دھرمی کم کریں تعصب نے دنیا میں جو جو غضب ڈھایا ہے۔ وہ تو سب پر عیاں ہی ہے حق تو یہ ہے۔ کہ اس فانی ناپائیدار زندگی میں دوسروں کو نقصان پہنچا کر خود فائدہ اٹھانا اور دوسروں کو فائدہ سے محروم رکھنا انسانیت سے بعید ہے۔

اس باب میں اگر کوئی بات راستی کے خلاف لکھی گئی ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ اُسے بھلے لوگ بتلا دیویں۔ درست ہونے پر تسلیم کیا جائیگی۔ کیونکہ یہ تحریر تعصب ہٹ دھرمی حسد کینہ بغض لڑائی۔ جھگڑا اور مخالفت کے کم کرنے کیلئے ہے نہ کہ انہیں بڑھانے کیلئے اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے سے الگ رہ کر آپس میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانا ہمارا اعلےٰ فرض ہے۔ اعلےٰ دانشمندوں میں طوالت کلام کی ضرورت نہیں۔

دین اسلام

سورۂ فاتحہ

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یعنی شروع ساتھ نام اللہ کے جو رحیم یعنی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ سورۃ ۱۔

محقق۔ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے اس کا مصنف کوئی اور ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کلام اللہ ہوتا۔ تو بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے شروع واسطے ہدایت آدمیوں کے لکھا ہوتا۔ اگر کہا جائے کہ خدا آدمیوں کو ایسا کہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تو بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کا آغاز بھی خدا کے نام سے صادق آئیگا۔ اسطرح تو اس کا نام بھی خراب ہو جائیگا۔ اگر وہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے تو اس نے دنیا میں آدمیوں کے آرام کے لئے جانوروں کو مارا اور بہت دکھ دلا کر ان کے گوشت کھانے کی اجازت انسان کو کیوں دی؟ کیا وہ بیگناہ جانور خدا کی مخلوق نہیں ہیں؟ اگر خدا کے نام سے بُری باتوں کا آغاز نہیں۔ تو یہ کہدینا چاہیئے تھا۔ کہ خدا کے نام پر اچھی باتوں کا آغاز ہے اور بری باتوں کا نہیں موجودہ الفاظ مبہم ہیں۔ کیا چوری زناکاری جھوٹ

اور اور گناہوں کا بھی آغاز خدا کے نام پر کیا جاوے ایسے مبہم حکم کے ہونیکی وجہ سے تو قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ جانوروں کا گلا کاٹنے میں بسم اللہ پڑھتے ہیں مسلمانوں کا خدا رحیم بھی نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ اس کی رحمت جانوروں پر نہیں ہے اور اگر مسلمان اس کا مطلب نہیں جانتے تو اس کلام کا نازل ہونا بیفائدہ ہے اور اگر مسلمان اس کا مطلب اور کچھ نکالتے ہیں۔ تو بتائیں کہ اصل مطلب کیا ہے؟

(۲) الحمد للّٰہ رب العلمین ۝ الرحمن الرحیم ۝ سب تعریف اللہ کیواسطے ہے جو پروردگار ہے کل جہان کا رحمان ہے اور رحیم۔ آیت ۱ و ۲

محقق اگر قرآن کا خدا کل جہان کا پروردگار رحمٰن اور رحیم ہوتا۔ تو اور مذہب والوں اور جانداروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے مروانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر وہ رحمٰن ہے تو گنہگاروں کو بھی بخشش دیگا اور اگر ایسا ہے۔ تو اِس کا حکم کہ کافروں کو یعنی ان کو جو قرآن اور پیغمبر پر اعتقاد نہیں رکھتے قتل کرو کیوں نازل ہوتا؟ پس ثابت ہؤا کہ قرآن کلام اللہ نہیں

(۳) ملک یوم الدین ۝ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۝ اھدنا الصراط المستقیم ۝ مالک ہے انصاف کے دن کا تجھ ہی کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی ہم مدد چاہتے ہیں۔ دکھلا ہم کو سیدھا راستہ۔ آیت ۳ تا ۵۔

کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا کسی ایک خاص دن انصاف کرتا ہے؟ یہ تو اندھیر کی بات ہے اسی کی بندگی کرنا اور اسی سے مدد لینا تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا برا کام کرنے میں بھی اس کی مدد مانگنی چاہیئے۔ اور سیدھا راستہ کیا مسلمانوں ہی کا ہے اوروں کا نہیں سیدھے راستے پر مسلمان کیوں نہیں چلتے کیا ان کا سیدھا راستہ برائی کیطرف تو لیجانیوالا نہیں؟ اگر اچھی باتیں سب مذاہب میں مشترکہ ہیں تو پھر مسلمانوں میں کچھ خصوصیت نہ رہی اور اگر اچھی باتیں نہیں مانتے تو ثابت ہؤا کہ وہ متعصب ہیں۔

(۴) صراط الذین انعمت علیھم ۵ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۝ ان لوگوں کا راستہ دکھا۔ جن پر تو نے رحمت کی اور ان کا راستہ مت دکھلا کہ جن کے اوپر غضب کیا اور نہ گمراہوں کا راستہ ہم کو دکھلا آیت ۶ - ۷ -

محقق - جب مسلمان تناسخ اور پہلی پیدائش کے نیک و بد اعمال کو نہیں مانتے تو بعض پر رحمت کرنے سے اور بعض پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ سوائے نیک و بد اعمال کے آرام اور تکلیف دینا بالکل بے انصافی ہے۔ اور بلا وجہ کسی پر مہربانی کرنا اور کسی سے نفرت کرنا نامناسب ہے۔ اسلئے خدا یونہی مہربانی یا نفرت نہیں کرسکتا۔ اور جب انسان کے پہلے جنم کے اعمال ہی نہیں۔ تو کسی پر مہربانی کرنا اور کسی پر نفرت کرنا ناممکن ہے۔ اس سورۃ کی شرح میں یہ الفاظ کہ یہ سورۃ اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے اسلئے کہلائی کہ ہمیشہ اس طرح کہا کریں" لکھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو الف۔ ب وغیرہ حروف بھی خدا نے پڑھائے ہونگے۔ اگر کہو کہ بغیر حرف جاننے کے اس سورۃ کو پڑھ لیا تو بتائیے۔ زبانی ہی اللہ صاحب انسانوں سے کہلاتے تھے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو سارا قرآن زبانی ہی پڑھایا ہوگا یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جس کتاب میں متعصبانہ باتیں پائی جاویں۔ وہ کلام اللہ نہیں ہوسکتی۔ مثلاً عربی میں قرآن نازل کرنے سے صرف باشندگان عرب کے لئے اسکا پڑھنا آسان اور غیر ملک والوں کیلئے مشکل ہے۔ اور اس سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے اگر خدا دنیا کے سب ملکوں کے آدمیوں کے واسطے انصاف کی نظر سے (قرآن کو ایسی زبان میں نازل کرتا جو اور) ممالک کی زبانوں سے علیحدہ سنسکرت زبان کی طرح کہ جس میں وید نازل کئے سب ممالک کیلئے یکساں کوشش سے حاصل ہونیوالی ہوتی۔ تو یہ اعتراض ہرگز نہ ہوتا۔

سورۃ بقر

الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ، والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ہ اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا

یؤمنون ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم ۰
یہ کتاب کہ جس میں شک نہیں پرہیزگاروں کو راستہ دکھلاتی ہے۔ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس چیز سے جو ہم نے دی خرچ کرتے ہیں۔ جو ایمان لاتے ہیں تجھ پر اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا۔ اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے مالک سے ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ یقیناً جو کافر ہوئے تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا اُن پر برابر ہے۔ وے ایمان نہ لاوینگے۔ اللہ نے انکے دلوں و کانوں پر مہر کر دی ہے۔ اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ہے اور انکے واسطے بڑا عذاب ہے۔ آیت ۱ تا ۶

محقق۔ کیا اپنے ہی مُنہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا ریاکاری نہیں جو پرہیزگار

---

[1] نماز پڑھتے وقت قواعد یاد کرنے سے خدا کی عبادت نہیں ہوتی۔ نمازی کا خیال تو کانوں پر ہاتھ رکھنے پر گھٹنوں پر اور پیٹ پر ہاتھ ٹکانے کی طرف اور سجدہ کرنے کی طرف رہتا ہے پھر دل کی یکسوئی کہاں اور اگر دل کی یکسوئی نہیں۔ تو عبادت کہاں؟ عبادت کے واسطے جاؤ۔ مراقبہ میں جسکی تعریف اقبال نے اپنے اس شعر میں کی ہے ؎

شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

پھر مراقبہ میں اپنے من کی چنچلتا یا انکے دل کے خیالات کے پرواز کو روکو۔ اور اپنے من (دل) کو قابو میں لاؤ۔ بقول ایک مسلمان درویش کے ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است۔ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است اپنے من کو قابو میں لانے کے لئے ایک اور مسلمان درویش نے فرمایا ہے ؎ لب بہ بند و چشم بند و گوش بند گر نہ بینی ذات حق بر من بخند۔ لیکن اسکے ساتھ دم کا روکنا ضروریات سے ہے۔ صرف آنکھوں کے میچنے اور خاموش رہنے سے من کی چنچلتا دور نہیں ہوتی۔ دم کا روکنا کسی استاد سے سیکھو اور خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کئے جاؤ۔ جب دلبر قابو پالو گے خیالات کی پرواز رک جائیگی۔ تو بقول ایک شاعر کے تم کیا پاؤ گے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔

ہیں۔ وہ تو پہلے سے ہی رستہ پر ہیں اور جو جھوٹے راستہ پر ہیں۔ ان کو یہ قرآن راستہ نہیں دکھلا سکتا۔ پھر کس کام کا رہا؟ کیا گناہ اور ثواب اور کوشش کے سوائے خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کرنے کو دیتا ہے۔ اگر دیتا ہے تو سب کو کیوں نہیں دیتا۔ اور مسلمان کوشش کیوں کرتے ہیں۔ اور اگر بائبل وغیرہ پر ایمان لانا واجب ہے۔ تو مسلمان بائبل وغیرہ پر قرآن کی طرح ایمان کیوں نہیں لاتے اور اگر لاتے ہیں۔ تو قرآن کا نازل ہونا کس مطلب کیلئے ہے؟ اگر کہو کہ قرآن میں زیادہ ہدایتیں ہیں۔ تو پہلی کتاب میں کیا خدا لکھنا بھول گیا تھا۔ اگر نہیں بھولا۔ تو قرآن کا نازل ہونا فضول ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بائبل اور قرآن کی بعض بعض باتیں آپس میں نہیں ملتیں بہت سی ملتی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ کتابیں نازل کرنیکے بجائے وید کی طرح ایک ہی کتاب کیوں نہ نازل کی؟ کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیئے اور کسی چیز پر نہیں۔ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور ان میں کوئی گنہگار نہیں ہے؟ کیا جو عیسائی اور مسلمان گنہگار ہیں وہ بھی نجات پاوینگے؟ اور دوسرے خدا پرست نہ پاویں گے یہ تو بڑی بے انصافی اور اندھیر گردی ہے۔ اور کیا ان لوگوں کو جو مسلمان نہیں کافر کہنا یکطرفہ ڈگری نہیں۔ اگر خدا نے ہی ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگائی ہے اور اسی لئے وہ گناہ کرتے ہیں۔ تو ان کا بھی قصور نہیں۔ یہ قصور بھی خدا کا ہی ہے ایسی صورت میں انہیں آرام و تکلیف گناہ و ثواب نہیں ہو سکتا۔ پھر ان کو سزا جزا کیوں ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے گناہ و ثواب جان بوجھ کر نہیں کیا۔

(۶) فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً ط

ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔ آیت ۱۰۔

محقق بھلا بلا قصور اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی رحم نہ آیا؟ ان بے چاروں کو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی۔ کیا یہ شیطان سے بھی بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے کسی کے دل پر مہر لگانا کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ۔

بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے -

(۷) جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً ط جس نے تمہارے واسطے زمین بچھونا اور آسمان کی چھت کو بنایا - سورۃ آیت ۲۲ -

محقق بھلا آسمان چھت کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ تو لاعلمی اور ہنسی کی بات ہے - اگر آسمان سے مراد کسی اور کرے کی ہے - تو بھی درست نہیں - کیونکہ یہ من گھڑت بات ہوگی -

(۸) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین ۰ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ۰

اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو - جو ہم نے اتارا پیغمبر کے اوپر تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ - اور اپنے گواہوں کو پکارو - خدا کے سوا اگر تم سچے ہو - اگر ایسا نہ کروگے تو اس آگ سے ڈرو - جس کا ایندھن آدمی ہے - اور کافروں کے لئے پتھر تیار کئے گئے ہیں - سورۃ بقر - آیت ۲۴ و ۲۵ -

بھلا یہ کوئی بات ہے کہ قرآن کی سورتوں سی اور سورت نہ بن سکے - کیا اکبر بادشاہ کے وقت مولوی فیضی نے ایک بے نقطہ قرآن نہیں بنا لیا تھا ؟ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے - کہ جس سے ڈرنا چاہیئے ؟ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہیئے ؟ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے - وہ اس کی خوراک ہے - جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے لئے پتھر تیار کئے گئے ہیں - ویسے پورانوں میں بھی لکھا ہے کہ ملیچھوں کیواسطے گھور نرک بنا ہے - اب کہئے - کس کی بات سچی مانیں ؟ اپنے منہ سے دونو بہشت کے رہنے والے اور ایکدوسرے کے مذہب کی رُو سے دونو دوزخ کے رہنے والے ثابت ہوتے ہیں - پس یہ بیہودہ جھگڑا ہے - جو اچھے آدمی ہیں - وہ تو آرام اور جو گنہگار ہیں وہ سب مذہبوں میں تکلیف ہی پاویں گے

وبشر الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا و لھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خٰلدون ۔

اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ اُنکے واسطے بہشتیں[1] ہیں جن کے نیچے سے چلتی ہیں نہریں ۔ جب اس میں سے میوے کھانے کو دیئے جائینگے ۔ تب کہینگے یہ وہ چیز تھی جو ہم کو پہلے دی گئی تھیں اور اُنکے لئے پاک بیویاں ہمیشہ وہاں رہنے والی ہونگی ۔ آیت ۲۳ ۔

محقق ۔ بھلا اس قرآن کے بہشت میں دُنیا سے بڑھکر کونسی عمدہ شے ہے ۔ جو چیز دنیا میں ہے ۔ وہی مسلمانوں کے بہشت میں ہے ۔ فرق صرف اِتنا ہے ۔ کہ دُنیا میں جیسے آدمی پیدا ہوتے اور مرتے ہیں ۔ اسیطرح بہشت میں نہیں ہوتا اور یہاں عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں ۔ لیکن وہاں بیویاں یعنی حوریں ہمیشہ کیلئے رہتی ہیں ۔ جب تک قیامت نہ آویگی ۔ تب تک ان بیچاریوں کے دن کیسے کٹیں گے ۔ ہاں خدا کی مہربانی سے اُسی کے سہارے وقت گذارینگی ۔ مسلمانوں کا بہشت گو کلئے گوسائیوں کے گئو لوگ اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے ۔ جہاں عورتوں کی قدر مردوں کی نسبت زیادہ ہے ۔ اُسی طرح خدا کے گھر میں عورتوں کی قدر زیادہ ہے ۔ اور خدا کی محبّت بھی انہیں سے زیادہ تر ہے ۔ کیونکہ خدا نے بیویوں کو ہی ہمیشہ کے لئے بہشت میں رکھا ہے نہ مردوں کو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا بھی عورتوں میں غلطاں ہے ۔

(۱۰) وعلم ادم الاسماء کلھا ثم عرضھم علے الملٰئکۃ فقال انبئونی باسماء ھولاء ان کنتم صٰدقین ۰ قال یآدم انبئھم باسمائھم فلما انباھم باسمائھم وقال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ۰

---

[1] بہشت پر نوٹ ۔ دیکھو صفحہ ۷۶۸

آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کر کے کہا اگر تم سچے ہو۔ مجھے اُن کے نام بتاؤ۔ کہا اے آدم ان کو انکے نام بتادے تب اُس نے بتا دیئے۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا کیا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یقیناً میں زمین و آسمان کی پوشیدہ چیزوں کو اور ظاہر اور پوشیدہ فعلوں کو جانتا ہوں آیت ۲۹ و ۳۱۔

محقق فرشتوں کو اسطرح دھوکہ دیکر اپنی بڑائی کرنا کیا خدا کی خدائی کے شایاں ہے اور کیا یہ ریاکاری نہیں؟ اسکو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ پھر خدا کی لاف زنی بھی کچھ قابل توجہ نہیں۔ کیا ایسی باتوں سے ہی خدا اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے؟ ہاں وحشیوں میں کوئی کیسی ہی مکاری کیوں نہ چھپی رہے چل سکتی ہے۔ شائستہ آدمیوں میں نہیں۔

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ط ابیٰ و استکبر و کان من الکٰفرین جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ باوا آدم کو سجدہ کرو دیکھا سب نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے نہ مانا اور غرور کیا۔ کیونکہ وہ بھی کافر تھا آیت ۳۲-

محقق اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہمہ دان نہیں اگر ہوتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کرتا۔ اور خدا میں کچھ قدرت بھی نہیں۔ کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ بھی نہ کرسکا اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے چھکے چھڑا دیئے۔ مسلمانوں کے عیاں میں جہاں کروڑوں کافر ہیں۔ وہاں اُن کی اور اُن کے خدا کی کیا پیش جائیگی۔ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کردیتا ہے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی۔ اور شیطان نے خدا سے کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

وقلنا یاٰدم اسکن انت و زوجک الجنۃ و کلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین ۔ فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین ۔ فتلقّٰی آدم من ربہ کلمٰت فتاب علیہ ؕ

ہم نے کہا کہ اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہ کر آرام سے جہاں چاہو کھاؤ لیکن نزدیک مت جاؤ - اس درخت کے گنہگار ہو جاؤ گے - شیطان نے اُن کو لغزش دی اور اُن کو بہشت کی خوشی سے محروم کر دیا - تب ہم نے کہا - اترو - تم ایکدوسرے کے دشمن ہو تمہارا ٹھکانہ زمین ہے اور ایک خاص وقت تک فائدہ ہے - آدم اپنے مالک کی باتیں کچھ سیکھ کر زمین پر آگیا - آیت ۳۳ و ۳۵ -

محقق - دیکھئے خدا کی کم علمی - ابھی تو بہشت میں رہنے کی دعا دی اور ابھی کہا کہ نکلو - اگر خدا مستقبل کے فیصلہ کو جانتا ہوتا - تو دعا ہی کیوں دیتا؟ اور خدا شیطان کو سزا نہ دینے سے کم ہمت بھی معلوم ہوتا ہے - وہ درخت کس لئے پیدا کیا تھا - کیا اپنے لئے یا دوسرے کیلئے؟ اگر دوسرے کے لئے - تو کیوں آدم کو روکا - ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ کلام اللہ کی ہو سکتی ہیں - حضرت آدم خدا سے کتنی باتیں سیکھ آئے تھے اور وہ زمین پر کس طرح آئے - کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ وہاں سے کیسے اتر آئے - پرندوں کی مانند اڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر - جب حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے - تو معلوم ہوتا ہے - کہ بہشت میں بھی مٹی ہوگی - اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں - وہ بھی مٹی کے ہونگے - کیونکہ مٹی کے جسم بغیر اعضا نہیں بن سکتے اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئیگا - پھر بتایئے وہ موت کے بعد کہاں جاوینگے؟ اگر کہو کہ وہاں موت نہیں - تو ماننا پڑیگا - کہ وہاں پیدائش بھی نہیں - ایسی صورت میں قرآن کی یہ بات کہ بیویاں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں غلط ہو جائے گی - کیونکہ انہیں بھی مرنا ہوگا - اور اسی طرح جو بہشت میں جائینگے - وہ بھی آخر کار مریں گے -

(۱۳۱) واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یوخذ منها عدل ولا هم ینصرون ٥

اس دن سے ڈرو کہ جب کوئی آدمی کسی پر بھروسہ نہ رکھیگا - نہ اس کی سفارش منظور کی جائیگی نہ اس سے بدلہ لیا جائیگا - اور نہ مدد ملے گی - آیت ۴۸ -

محقق - کیا ان دنوں میں نہ ڈریں؟ برائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے - جب سفارش نہ مانی جائیگی - تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی سفارش اور شہادت سے خدا بہشت دیگا - غلط ثابت ہوتی ہے - کیا خدا بہشت والوں کا ہی مددگار ہے دوزخ والوں کا نہیں - اگر ایسا ہے - تو وہ طرفدار ہے -

(۱۴۱) واذ اٰتینا موسی الکتٰب والفرقان فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین فجعلنٰھا نکالا لما بین یدیھا وما خلفھا وموعظۃ للمتقین ۝

ہم نے موسیٰ کی کتاب کو معجزے دیئے - ہم نے اُن کو کہا - کہ تم پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ - یہ ایک خوف دیا حاضریں کو اور ان کو جو آئندہ ہونے والے ہیں اور ہدایت دی ایمانداروں کو - آیت ۵۳ - ۶۵ -

اگر موسیٰ کو کتاب دی - تو قرآن کا ہونا فضول ہے اور معجزے کا ذکر بائیبل اور قرآن میں بھی آیا ہے - لیکن یہ بات ماننے کے قابل نہیں - کیونکہ اگر معجزے صحیح ہوتے تو اب بھی ہو سکتے - اگر اب نہیں ہو سکتے - تو پہلے بھی نہ ہوتے تھے جسطرح خود غرض آجکل بھی جاہلوں کے سامنے عقلمند بن جاتے ہیں ایسے ہی اسوقت بھی فریب کیا ہوگا خدا اور معجزوں کو ماننے والے اب بھی عقلمند ہیں - پھر اسوقت خدا معجزے کیوں نہیں دیتا تاکہ وہ انہیں کر سکتے - الہام ہر جگہ یکساں ہونا چاہیئے - الگ الگ کتاب کے دینے میں غلطی ہوتی ہے - کیا موسیٰ وغیرہ کو دی ہوئی کتابوں میں خدا بھول گیا تھا اگر خدا نے یہ الفاظ "کہ بندر بن جاؤ" صرف خوف دلانے کیلئے کہے تھے - تو ایسا کہنا جھوٹ ہوا اور خدا فریبی ثابت ہوا - جو ایسی باتیں کرتا ہے - وہ خدا نہیں - اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں وہ کلام اللہ نہیں -

(۱۵) کذٰلک یحیی اللہ الموتیٰ ویریکم اٰیٰتہ لعلکم تعقلون -

اس طرح خدا مردوں کو جلاتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ سمجھو آیت ۶۷ اگر خدا پہلے مردوں کو زندہ کرتا تھا - تو اب کیوں نہیں کرتا - کیا وہ قیامت کی رات کے اختتام تک قبروں میں پڑے رہیں گے - اور آجکل دورہ سپرد

ہیں کیا اتنی ہی نشانیاں خدا کی ہیں زمین - سورج - چاند - آدمی وغیرہ زندہ نشانیاں نہیں ہیں ؟ اور کیا دنیا میں جو بے مثل اور بے انتہا قدرتی نظارے ہیں وہ نشانیاں نہیں ہیں -

(۱۶) اولئک اصحب الجنۃ ھم فیہا خلدون ٥

وہ ہمیشہ بہشت میں رہینگے - آیت ۸۱

کوئی بھی آدمی بیحد گناہ اور بے حد نیکی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا - اس لاانتہا زمانہ کے لئے بہشت اور دوزخ میں نہیں رہ سکتا - اور اس طرح ہو - تو خدا منصف اور عاقل بھی ثابت نہیں ہوتا - اگر قیامت کے دن انصاف ہوگا تو آدمیوں کے گناہ و ثواب برابر ہونے چاہئیں - اگر اعمال تھوڑی میعاد والے ہیں تو ان کا ثمرہ زیادہ میعاد والا کیونکر اور کیا ہو سکتا ہے ؟ مسلمان دنیا پیدا ہوئی کو سات آٹھ ہزار برسوں سے کم تبلاتے ہیں - کیا اس سے پہلے خدا بے کار بیٹھا ہوا تھا - اور قیامت کے بعد بھی بیکار بیٹھا رہے گا ؟ یہ سب باتیں طفلانہ ہیں خدا کے کام ہمیشہ یکساں ہوتے ہیں - اور جتنے جس کے گناہ و ثواب ہیں اتنا ہی اس کو پھل ملتا ہے - اس لئے قرآن کی باتیں سچی نہیں -

(۱۷) واذ اخذنا میثاقکم لا تسفکون دماءکم ولا تخرجون انفسکم من دیارکم ثم اقررتم وانتم تشھدون ٥ ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقاً منکم من دیارھم ط -

جب ہم نے تم سے اقرار کرایا تھا - نہ بہانا خون آپس میں اور نہ اپنے لوگوں کو گھروں سے نکالنا - پھر تم نے اقرار قبول کیا تھا - تم خود گواہ ہو - پھر تم وہ لوگ ہو - ایکدوسرے کو مار ڈالتے ہو - اور اپنے میں سے ایک فرقے کو گھروں ان کے سے نکال دیتے ہو - آیت ۸۳ و ۸۴ -

پہلا اقرار کرنا اور کرانا کم علموں کی بات ہے یا خدا کی ؟ جب خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ٥ تو وہ اس قسم کی سردردی دنیا کے آدمیوں کی طرح کیوں کرے گا -

آپس میں لہو نہ بہانا - اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب والوں کا لہو بہانا اور گھر سے انہیں نکالدینا بھلا کونسی اچھی بات ہے ؟ یہ تو صریحاً بیوقوفی اور طرفداری ہے - کیا خدا پہلے سے ہی نہیں جانتا تھا - کہ یہ اقرار پورا نہ کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خدا میں بھی عیسائیوں کے خدا کی طرح بہت عیب ہیں - قرآن میں سوائے صرف چند ایک باتوں کے باقی سب باتیں بائبل کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس سے نقل کی گئی ہے -

(۸) اولٰئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ہ

یہ وے لوگ ہیں - کہ جنہوں نے آخرت کے بدلے زندگی مول لی - اُن کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ اُن کو مدد دی جائیگی - آیت ۸۶

محقق بھلا ایسی انتقام کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں - جن لوگوں کے گناہ ہلکے کیئے جائینگے - اور جن کی مدد کی جائیگی - وہ کون ہیں ؟ اگر وہ گنہگار ہیں اور سزا کے بغیر اُن کا عذاب ہلکا کیا جائیگا - تو بے انصافی ہوگی - اگر سزا دے کر ہلکا کیا جائیگا - تو جن کا ذکر اس آیت میں ہے - اُن کا عذاب بھی سزا کے بعد اوروں کی طرح ہلکا ہو سکتا ہے - اور اگر دوسروں کا عذاب سزا کے بعد بھی ہلکا نہ کیا جائیگا - تو بے انصافی ہوگی - اگر یہاں مراد پارساؤں سے ہے - تو اُن کے گناہ تو خود بخود ہلکے ہیں - اس میں خدا کیا کرے گا - اور اصل میں نیکو کاروں کو آرام اور گنہگاروں کو تکلیف ہمیشہ ان کے اعمال کے برابر ہونی چاہیئے -

(۹) ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس[1] افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ہ

---

[1] روح القدس کہتے ہیں - جبرئیل کو جو ہر وقت مسیح کے ساتھ رہتا ہے (مترجم)

یقیناً ہم نے موسےٰ کو کتاب دی اور اُس کے پیچھے ہم نے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ظاہرا معجزے اور مدد دی اسکو روح القدس سے ۔ جب تمہارے پاس اس خبر سمیت پیغمبر آیا ۔ کہ جسکو تمہارا دل چاہتا نہیں ۔ پھر تم نے گھمنڈ کیا کیونکہ تم نے جھٹلایا اور بعض کو مار ڈالتے ہو۔ آیت (۸۷)

محقق جب قرآن میں شہادت ہے ۔ کہ موسیٰ کو کتاب دی ۔ تو اس کا ماننا مسلمانوں کے لئے لازم آیا ۔ اور جو جو اس کتاب میں نقص ہیں وے بھی مسلمانوں کے مذہب میں آگئے ۔ اور معجزوں کی باتیں سب جھوٹی اور بھولے بھالے آدمیوں کے بہکانے کے لئے اختراع کی گئی ہیں ۔ کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف کل باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں ۔ اگر اسوقت معجزے ہوا کرتے تھے ۔ تو اسوقت کیوں نہیں ہوتے چونکہ اب نہیں ہوتے ۔ اسلئے پہلے بھی نہیں ہوتے تھے ۔

(۲۰) وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین ۔

اور اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگتے تھے ۔ جو کچھ کہ انہوں نے پہچانا تھا جب وہ اُن کے پاس آیا ۔ جھٹ کافر ہو گئے ۔ کافروں پر لعنت ہے اللہ کی ۔ آیت ۸۹

محقق ۔ جسطرح تم دوسرے مذہب والوں کو کافر کہتے ہو ۔ اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے ؟ اور اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تم پر لعنت نہیں بھیجتے پھر کہو ۔ کون سچا اور کون جھوٹا ہے ۔ جب غور سے دیکھتے ہیں تو سب مذہب و ملت والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے ۔ اور جو سچ ہے ۔ وہ سب میں یکساں ہے یہ سب بیوقوفی کے جھگڑے ہیں ۔

(۱) وھدًی وبشرٰی للمؤمنین من کان عدوا للہ وملٰئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللہ عدو للکفرین ۝

بشارت ہے ایمانداروں کیلئے جو فرشتوں ۔ پیغمبروں ۔ جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے ۔ اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے آیت ۹۷

محقق مسلمان تو کہتے ہیں۔ کہ خدا لا شریک ہے۔ پھر یہ فوج کی فوج کیونکر اس کے شریک ہوگی۔ کیا جو اوروں کا دشمن ہے وہ خدا کا بھی دشمن ہے یہ ٹھیک نہیں۔ خدا کسی کا بھی دشمن نہیں ہو سکتا۔

(۲۲) وقولو حطۃ نغفر لکم خطیٰکم وسنزید المحسنین

اور کہو کہ ہمارے گناہ بخش دے۔ ہم بخش دینگے تمہارے گناہ اور زیادہ دینگے نیکی کرنیوالوں کو۔ ۹۹۔

محقق۔ تبا ئیے یہ خدا کا حکم سب کو گناہ کیطرف ترغیب دینے والا ہے یا نہیں جب گناہ معاف ہوجائیگا حوصلہ ملتا ہے۔ تب گناہ کرنے سے کوئی نہیں جھجکتا۔ اس لئے ایسا کہنے والا خدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی قرآن کلام اللہ ہو سکتا ہے کیونکہ خدا منصف ہے کبھی ظلم نہیں کرتا۔ گناہ معاف کرنے سے تو بے انصافی ہوتی ہے۔ جیسا گناہ ہو۔ ویسی ہی سزا دینا منصف کا کام ہے۔

(۲۳) واذا ستسقیٰ موسیٰ لقومہٖ فقلنا اضرب بعصاک الحجر منہ اثنتا عشرۃ عینا

جب موسیٰ نے ہم سے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا۔ ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے آیت ۵۹

محقق۔ ایک پتھر کے ٹکڑے پر عصا مارنے سے بارہ جھرنوں کا نکلنا بالکل ناممکن ہے۔ ہاں اس پتھر کو پولا کر اس میں پانی بھر کر بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔

(۲۴) واللہ یختص برحمتہٖ من یشاءُ

اور اللہ مخصوص کرتا ہے جسکو چاہتا ہے ساتھ اپنی رحمت کے۔ ۸۶

محقق۔ کیا جو مخصوص کئے جانے کے لائق نہ ہو۔ اس کو بھی اللہ مخصوص کرتا اور اس پر بخششیں کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو خدا بڑا گڑبڑ مچانیوالا ہے پھر اچھا کام کون کریگا اور برے کام کو کون چھوڑیگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں خدا کی رضامندی پر انسان بھروسہ کرینگے۔ اور اپنے اعمال پر نہیں۔ اس سے تو سب نیک اعمال کر بیٹھے

دست بردار ہو جائیں گے۔

(۲۵) ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل ود کثیر من اھل الکتب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا ط

ایسا نہ ہو۔ کہ کافر لوگ حسد کر کے تمہیں ایمان سے پھیر دیں۔ کیونکہ اُن میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں۔ آیت ۱۰۸

محقق اب دیکھئے خدا ہی انکو یاد دلاتا ہے۔ کہ مبادا تمہارے ایمان کو کافر لغزش دیں۔ کیا خدا ہمہ دان نہیں ہے؟ ایسی باتیں کیونکر کہہ سکتا ہے۔

(۲۶) فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ط

تم جدھر منہ کرو۔ ادھر ہی منہ اللہ کا ہے۔ آیت ۱۲۹

محقق - اگر یہ سچ ہے۔ تو مسلمان قبلے کیطرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہو کہ ہم کو قبلے کیطرف منہ رکھنے کا حکم ہے۔ تو یہ بھی حکم ہے کہ جدھر چاہو۔ منہ کرو۔ ان دونوں باتوں میں کونسی سچی اور کونسی جھوٹی ہے؟ اور اللہ کا منہ تو ہر طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایک ہی طرف رہیگا۔ ہر طرف کس طرح ہو سکتا ہے۔

(۲۷) بدیع السموات والارض واذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ہ

جو زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ نہیں کہ اسکو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے۔ کہ ہو جا۔ بس ہو جاتا ہے آیت ۱۱۶

محقق - جب حکم دیا کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے سنا اور کس کو سنایا گیا۔ اور کون ہو گیا۔ یا جب لکھا گیا ہے کہ دنیا کے پہلے خدا کے سوا کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی تو یہ جہان کہاں سے آیا۔ علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو اتنا بڑا جہان علت کے بغیر کیسے ہوا؟ یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

(قولہ) نہیں نہیں خدا کی مرضی سے (قول) کیا تمہاری مرضی سے ایک مکھی کی ٹانگ بھی بن سکتی ہے۔ جو کہتے ہو۔ کہ خدا کی مرضی سے یہ سارا جہان بن گیا

(قولہ) خدا قادر مطلق ہے۔ اس لیے جو چاہے سو کر لیتا ہے۔ (قول) قادر مطلق کا کیا مطلب ہے؟ (قولہ) جو چاہے سو کر سکے (اقول) کیا خدا دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے اپنے آپ مر سکتا ہے۔ بیوقوف۔ بیمار۔ بے عقل بھی ہو سکتا ہے؟ (قولہ) ایسا کبھی نہیں ہو سکتا (اقول) اس لئے خدا اپنے اور دوسروں کے قانون اور عقل کے برخلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جیسے جہاں میں کسی چیز کے بننے بنانے میں تین اشیا پہلے ضرور موجود ہوتی ہیں۔ ایک بنانے والا جیسے کمہار۔ دوسرا بننے والا مثلاً گھڑا اور تیسرا اس کا ذریعہ یعنی چک جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے۔ جیسے کمہار مٹی اور چک سے گھڑا بناتا ہے۔ اور بننے والے گھڑے کے پہلے کمہار۔ مٹی اور چک موجود ہوتے ہیں ویسے ہی دنیا کے بننے سے پہلے دنیا کے علت۔ مادہ اور اس کے صفات افعال اور خواص ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ اس لئے یہ قرآن کی بات بالکل ناممکن ہے

(۲۸) واذجعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی ط

جب ہم نے لوگوں کے لیے کعبہ کو پاک مقام آرام دینے والا بنایا۔ تم نماز کے لیے ابراہیم کے مقام کو نماز کی جگہ بناؤ۔ آیت ۱۲۴ -

محقق کیا کعبے کے پہلے پاک مقام خدا نے کوئی بھی نہیں بنایا تھا۔ اگر بنایا تھا۔ تو کعبے کے بنانے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنایا تھا۔ تو بیچارے پہلے پیدا ہوئے ہوؤں کو پاک مقام سے محروم ہی رکھا تھا۔ پہلے خدا کو پاک مقام بنانا یاد نہیں آیا ہوگا۔

(۲۹) ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا ط وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین ہ

وہ کون آدمی ہیں۔ جو ابراہیم کے دین سے منہ موڑ لیوے۔ لیکن جس نے اپنے آپ کو بے عقل بنایا۔ یقیناً ہم نے اسکو دنیا میں برگزیدہ کیا۔ اور یقیناً آخرت میں وہی نیک ہے۔ آیت ۱۲۹

محقق - یہ کیسے ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے۔ وے سب بے عقل ہیں اسکا کیا سبب ہے۔ کہ ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا - اگر پارسا ہونے کی وجہ سے کیا تو پارسا اور بھی ہو سکتے ہیں - اگر بغیر پارسا ہونے کے پسند کیا۔ تو بے انصاف ہوا - ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ جو پارسا ہوتا ہے - وہ خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ گنہگار نہیں۔

(۳۰) قد نری تقلب وجھک فی السما فلنولینک قبلۃ ترضھا فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولو وجوھکم شطرہٗ ط

یقیناً ہم تیرے منہ کو آسمان میں پھرنا دیکھتے ہیں - ضرور ہم تجھ کو اس قبلہ کی طرف پھیرینگے۔ کہ پسند کرے تو اُس کو اپنا منہ مسجد الحرام کیطرف پھیر - جہاں کہیں تم ہو - اپنا منہ اس کی طرف پھیر لو - آیت ۱۴۴

محقق کیا یہ کم بت پرستی ہے (قولہ) ہم مسلمان بت پرست نہیں - کیونکہ ہم قبلے کو خدا نہیں سمجھتے (اقول) جنہیں تم بت پرست سمجھتے ہو - وہ بھی اپنے بتوں کو خدا نہیں سمجھتے - بلکہ اُن کے سامنے خدا کی عبادت کرتے ہیں - اگر تم بت شکن ہو تو تم نے بڑے بت یعنی مسجد قبلہ کو کیوں نہ توڑا (قولہ) ہمیں تو قرآن میں قبلہ کیطرف منہ کرنے کا حکم ہے - لیکن تمہارے وید میں بت پرستی کی اجازت نہیں پھر تم بت پرست کیوں نہیں اور ہم کیوں کر ہیں ہم تو خدا کا حکم بجا لاتے ہیں (قولہ) جیسا تمہارے لئے قرآن میں حکم ہے ویسا ہی ان کیلئے پران میں ہے - جیسے تم قرآن کو کلام اللہ سمجھتے ہو - ویسے ہی پُرانی پرانوں کو پرمیشور کے اوتار بیاس جی کا کلام سمجھتے ہیں - بت پرستی کے لحاظ سے تم میں اور پرانکوں میں صرف اتنا فرق ہے - کہ تم بڑے بت پرست ہو اور وہ جھوٹے بت پرست ہیں - تمہاری تو اس آدمی کی سی حالت ہے - جو اپنے گھر سے بلی کو نکالنے لگے اور اُس کے گھر میں اُونٹ گھس جائے۔ محمد صاحب

ے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دل بدست آرد کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

نے چھوٹے چھوٹے بتوں کو مسلمانوں کے گھروں سے نکالا لیکن پہاڑ کے مانند مکّے کا بڑا بت اُن کے مذہب میں داخل کر دیا۔ ہاں جیسے ہم وید کے پیرو ہیں ویسے ہی تم بھی ہو جاؤ۔ تو بت پرستی وغیرہ برائیوں سے بچ سکو گے تم جب اپنی بڑی بت پرستی کو دور نہ کرو۔ تب تک تمہیں دوسرے چھوٹے چھوٹے بت پرستوں کی تردید سے شرمسار ہو کر باز رہنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو بھی بت پرستی سے باز رکھ کر پاک کرنا چاہیئے۔

(۲۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ط

جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ ان کو مردے نہ کہو۔ بلکہ وے ہمیشہ جیتے ہیں آیت ۱۵۵۔

محقق۔ بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ یہ بات اپنے مطلب کے لئے گھڑی گئی ہے۔ تاکہ اِس قسم کے استعمال سے لوگ خوب لڑیں۔ اور تم فتح پاؤ۔ اگر تمہارے آدمی مارنے سے نہ ڈریں گے تو لوٹ مار کرنے سے انہیں مال ہاتھ آئیگا۔ اور وہ بعد میں چین اڑائینگے۔

(۲۲) وان اللہ شدید العذاب ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین ہ انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون ہ

اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ شیطان کی پیروی مت کرو۔ یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف بدی کرنے اور فحش کاموں کا خدا کی نسبت وہ باتیں جو تمہیں معلوم نہیں کہنے کا حکم دیتا ہے آیت ۱۶۸ - ۱۶۹۔

محقق۔ کیا تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا ہے اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے یا مسلمانوں پر رحم کرنیوالا ہے اور دوسروں کو عذاب دینے والا ہے؟ موخر الذکر صورت میں خدا کی خدائی میں فرق آتا ہے۔ اگر خدا ایکطرفہ ڈگری دینے والا نہیں ہے۔ تو نیکوکاروں پر خواہ وہ کسی مذہب میں ہوں۔ رحم کرے گا۔ اور

بدوں کو عذاب دیگا ۔ ایسی صورت میں محمد صاحب اور قرآن کا ماننا ضروری نہیں
اور اگر سب سے بدی کرنیوالا اور سب کا دشمن شیطان ہے ۔ تو اس کو خدا نے
پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا خدا مستقبل کی باتیں نہیں جانتا؟ اگر کہو کہ جانتا ہے
لیکن اُس نے آزمائش کیلئے شیطان کو پیدا کیا ۔ تو بھی درست نہیں کیونکہ آزمائش
کرنا کم علموں کا کام ہے ۔ ہمہ دان خدا سب آدمیوں کے نیک و بد اعمال کو ہمیشہ ٹھیک
ٹھیک جانتا ہے ۔ اور اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کس نے بہکایا اگر
کہو کہ شیطان خود بخود بہکایا جا سکتا ہے ۔ تو اوروں کو بھی ایسی ہی حالت ہو سکتی ہے
پھر شیطان کا کیا کام اور اگر خدا نے ہی شیطان کو بہکایا ۔ تو خدا شیطان کا بھی
شیطان ٹھہریگا ۔ ایسی بات خدا کی شان میں نہیں کہی جا سکتی ۔ اور کوئی شخص کسی کو
بہکا نہیں سکتا ۔ تاوقتیکہ وہ بدصحبت اور جہالت کیوجہ سے گمراہ ہوا ہؤا نہ ہو ۔

(۳۲) انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ ۵

تم پر مردار لہو اور گوشت سؤر کا حرام ہے ۔ اور وہ بھی حرام ہے جو خدا کے بجائے
کسی اور کے نام سے ذبح کیا جاوے ۔ آیت ۱۷۴ ۔

محقق جائے غور ہے کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مرا ہو یا کسی کے مارنے سے
دونو حالتوں میں وہ مُردار ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کا مارا ہوا حرام ہے ۔ اور
انسان کا مارا ہؤا حلال اور جب صرف سؤر کی ممانعت ہے ۔ تو کیا آدمی کا گوشت
کھانا روا ہے ۔ کیا یہ مناسب ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب دیکر
اس کی جان لی جاوے ۔ کیا اس سے خدا کا نام بدنام نہیں ہو جاتا؟ بتاؤ کہ
خدا نے پچھلے جنم کے گناہوں کے بغیر جانداروں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے عذاب
کیوں دلایا ۔ گائے وغیرہ مفید جانوروں کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا
کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے ۔ اور خون کے گناہ کا مرتکب ہو کر بدنام بھی
ہو جاتا ہے ۔ ایسی باتیں خدا اور کلام اللہ کی کبھی نہیں ہو سکتیں ۔

(۳۴) احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نساءکم ھن لباس لکم و انتم لباس لھن وعلم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم فالٰئن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ۵

روزے کی رات تمہارے لئے حلال کی گئی ہے کہ ہم بستر ہونا اپنی بیویوں سے وے تمہارے واسطے پردہ ہیں - اور تم ان کے لئے پردہ ہو - اللہ نے جانا تم چوری کرتے ہو یعنی بدکاری پس پھر اللہ نے معاف کیا تم کو پس اُن سے ملو اور ڈھونڈو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے (یعنی اولاد) کھاؤ پیو اسوقت تک کہ صاف نظر آئے تمہارے لئے کالے تاگے سے سفید تاگا یعنی پو پھوٹنے تک آیت ۱۸۷-

محقق معلوم ہوتا ہے - کہ دین اسلام کے جاری ہونے کے وقت یا اُس سے پہلے کسی نے پورانک سے پوچھا ہوگا - کہ چندرائین برت کا (جو مہینہ بھر کا ہوتا ہے) طریق بیان کرو - شاستر کا طریق یہ ہے - کہ چاند کی کلاؤں کے گھٹنے بڑھنے کے برابر لقموں کو گھٹانا بڑھانا چاہیئے - اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیئے - اسکو نہ سمجھ کر پورانک نے کہا ہوگا - کہ چاند دیکھ کر کھانا کھانا چاہیئے - اسی پر مسلمانوں نے عملدرآمد شروع کر دیا - لیکن برت میں مجامعت منع ہے - پر قرآن کے خدا نے پرانکوں سے بڑھکر یہ حکم دے دیا - کہ تم روزے کی رات کو مجامعت بھی کیا کرو اور رات کے وقت جتنی دفعہ چاہو کھاؤ - تباییئے یہ برت کا کونسا طریق ہے دن کو نہ کھایا اور رات کو کھاتے رہے یہ تو قوانین صحت کے برخلاف ہے -

(۳۵) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم واقتلوھم حیث ثقفتموھم والفتنۃ اشد من القتل وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین

اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں مار ڈالو تم اُن کو جہاں پاؤ - قتل

ہے کفر بُرا ہے ۔ یہانتک ان سے لڑو ۔ کہ نہ رہے کفر اور ہو جائے دین اللہ کا
انہوں نے جتنی زیادتی تم پر کی ہے ۔ اتنی ہی تم اُن پر کرو ۔ آیت ۱۹۱ تا ۱۹۳
محقق اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں ۔ تو مسلمان غیر مذاہب والوں پر اتنا ظلم کیوں کرتے ؟ بلا قصور کسی کو قتل کرنا گناہ ہے ۔ ان کے نزدیک دین اسلام کا پیرو نہ ہونا کفر ہے اور کفر سے قتل کو مسلمان اچھا مانتے ہیں ۔ جس کے صاف یہ معنی ہیں کہ جو ان کا دین قبول نہ کریگا ۔ قتل کیا جائیگا ۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کیا کرتے رہے ہیں ۔ اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت تک کو تباہ کر بیٹھے ہیں اگر غیر مذاہب والے سچ مچ کافر ہیں ۔ تو بھی اُن کے ساتھ تمہارا ظالمانہ سلوک جائز نہیں ۔ کیا چوری کا بدلہ چوری ہے اگر کوئی بیعقل ہمکو گالیاں دے تو کیا ہم بھی اسکو گالیاں دیویں ۔ یہ تو بالکل انسانیت سے بعید ہے ایسی تعلیم خدا یا اُس کے رسول عالم با عمل کی یا کلام اللہ کی نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ خود غرض اور جاہل کی ہو سکتی ہے ۔

(۲۹) واللہ لا یحب الفساد ہ یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافہ ہ
خدا فساد نہیں چاہتا ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ ۔ آیت ۲۰۶ ۔
محقق اگر خدا فساد نہیں چاہتا ۔ تو پھر خود ہی مسلمانوں کو فساد کرنے کی کیوں ترغیب دیتا ہے اور خود مفسد مسلمانوں کو کیوں عزیز رکھتا ہے ؟ اگر دین اسلام قبول کرنے سے ہی خدا راضی ہوتا ہے ۔ تو وہ مسلمانوں کا خدا ٹھہرا اور کل جہان کا مالک نہ ہوا پس ثابت ہوا ۔ کہ قرآن کلام اللہ نہیں ۔ اور نہ ہی اس میں بیان شدہ خدا خدا ہے ۔

(۳۰) واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۔
خدا جس کو چاہے ۔ بیحساب رزق دیوے ۔ آیت ۲۱۲ ۔
محقق کیا بلا استحقاق ہی خدا رزق دیتا ہے ۔ تو پھر نیکی کا کرنا یا نہ کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت خدا کی رضا پر منحصر ہے ۔ پس اگر شرع کو نظر انداز کر کے

مسلمان اپنی مرضی پر چلیں تو کیا مضائقہ ہے اور اگر کوئی قرآن کے فرمان کا پابند نہ ہو - تو کیا وہ بھی ایماندار ہو سکتا ہے -

(۲۸) ویسئلونک عن المحیض ۵ قل ھو اذی ۷ فاعتزلوا النساء فی المحیض ۷ ولا تقربوا ھن حتیٰ یطھرن ۵ فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ۷ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم ۷ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض کی بابت تو کہہ کہ وہ ناپاک ہیں - حیض کے وقت اُن سے الگ رہو - اور اُن کے نزدیک مت جاؤ - جبتک کہ وہ پاک نہ ہو لیویں - جب نہا لیویں - تو اُن کے پاس ادھر سے جاؤ - جدھر سے خدا نے حکم دیا - تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیت ہیں - پس جاؤ - جسطرح چاہو اپنے کھیت میں - تمہاری بیہودہ قسموں میں خدا تمہیں نہیں پکڑتا آیت ۲۲۳ و ۲۲۴

محقق ایام حیض میں مجامعت نہ کرنے کا حکم تو اچھا ہے - لیکن عورتوں کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ حکم دینا کہ جسطرح چاہو - ان کے پاس جاؤ - انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے - اگر خدا بیہودہ قسموں میں تمہیں نہیں پکڑتا تو کیوں نہ سب جھوٹ بولیں گے اور عہد توڑیں گے اسطرح تو خدا ہی جھوٹ کا بانی مبانی ہو جائیگا

(۲۹) من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ ۷ لہ

کون آدمی ہے جو اللہ کو ادھار دے - وہ اسکو دوچند کر دیوے - اُس سبب کے واسطے آیت ۲۴۵

محقق بھلا خدا کو قرض لینے کی کیا ضرورت ہے - جس نے سارے جہان کو بنایا کیا

لہ اسی آیت کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ ایک آدمی حضرت محمد صاحب کے پاس آیا - اور اسنے کہا یا رسول اللہ خدا قرض کیوں مانگتا ہے - انہوں نے جواب دیا کہ تمکو بہشت میں لے جانے کے لئے - اُس نے کہا کہ جو آپ ضمانت دیں تو میں قرض دوں - محمد صاحب نے اس کی ضمانت دے دی - خدا کا اعتبار نہ ہوا - اور اُس کے رسول کا ہوا -

وہ کسی آدمی سے قرض لے سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - ایسا کہنا بے عقلی ہے کیا خدا کا خانہ خالی ہو گیا تھا - یا بیج بو پار وغیرہ میں خسارہ پڑ گیا تھا - کہ قرض کی نوبت پہنچی کہ زر اصل سے دو چند ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے - یہ کام تو دیوالیوں اور فضول خرچوں کا ہے ساہوکاروں کا نہیں یا قلیل آمدنی والے کو ایسا کرنا پڑتا ہے -

(۴۰) ولکن اختلفوا فمنھم من آمن ومنھم من کفر ولو شاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید ٥

ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا - اگر اللہ نہ چاہتا - وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے - سو کرتا ہے - آیت ۲۴۷ -

محقق - کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں - کیا وہ چاہے - تو گناہ بھی کر سکتا ہے ؟ اگر ایسی ہی بات ہے تو وہ خدا ہی نہیں کیونکہ اچھے آدمیوں کا یہ کام ہی نہیں کہ امن میں خلل ڈالیں - اس سے ظاہر ہے کہ یہ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی صلح پسند عالم کی بھی تصنیف نہیں -

(۴۱) لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ وسع کرسیہ السمٰوات والارض ٥

جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے - سب اسی کے لئے ہے - اس کی کرسی زمین و آسمان میں سمائی ہوئی ہے - آیت ۲۵۰

محقق جو آسمان زمین میں چیزیں ہیں - وہ سب جانداروں کے آرام کے لئے خدا نے پیدا کی ہیں - اپنے لئے نہیں - کیونکہ اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں - جب خدا کی کرسی ہے - تو وہ ایک خاص جگہ پر رہنے والا ہوا - جو صرف ایک محدود ہے وہ خدا نہیں - کیونکہ خدا تو ویاپک (حاضر ناظر) ہے -

(۴۲) فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظالمین ٥

اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے پس تو مغرب سے نکال - پس کافر حیران رہ گیا

یقیناً خدا گنہگاروں کو راستہ نہیں دکھلاتا - آیت ۲۵۴

محقق - اور لاعلمی کی بات سنیئے - سورج نہ مشرق سے مغرب کی طرف اور نہ مغرب سے مشرق کی طرف آتا جاتا ہے - وہ تو اپنے محور پر گھومتا رہتا ہے - اس سے یقین بھی ہوتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو نہ علم ہیئت اور نہ علم جغرافیہ آتا تھا۔ اگر خدا گنہ گاروں کو راستہ نہیں دکھاتا۔ تو پارساؤں کو مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں کیونکہ پارسا تو دھرم کے راستہ پر ہی ہوتے ہیں۔ راستہ تو دھرم سے روگرداں آدمیوں کو بتلانا ضروری ہوتا ہے - پس یہ فرض ادا نہ کرنے سے قرآن کے مصنف نے بڑی غلطی کھائی -

(۴۳) قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل على كل جبل من هن جزء ثم ادعهن ياتينك سعيا ط

کہا چار جانور لے اُن کی صورت پہچان رکھ - پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے (اُن کے گوشت کا) ٹکڑا رکھ دے - پھر اُن کو بلاؤ - دوڑتے ہوئے تیرے پاس چلے آوینگے آیت ۲۶۶

محقق - واہ واہ - دیکھو مسلمانوں کا خدا گویا بھان متی کا تماشہ کر رہا ہے - کیا ایسی ہی باتوں سے خدا کی خدائی ظاہر ہوتی ہے ؟ عقلمند آدمی ایسے خدا کو دُور سے ہی سلام کریں گے - اور بیوقوف ایسی باتوں میں پھنسیں گے - اس سے بھلائی کے بجائے برائی خدا کے پلے پڑے گی -

(۴۴) يوتي الحكمة من يشاء جسکو چاہے حکمت دیتا ہے - آیت ۲۷۲

اگر یہی بات ہے کہ جسکو چاہے حکمت دیتا ہے - تو جسے چاہے حماقت بھی دیتا ہوگا - ایسا خدا نہیں کرسکتا - بلکہ جو طرفداری سے پاک رہ کر سب کو حکمت بخشتا ہے - وہی خدا اور حق پسند ہو سکتا ہے -

(۴۵) يغفر من يشاء ويعذب من يشاء والله على كل شيء قدير ۃ

وہ جسے چاہے گا - بخشے گا - اور جسے چاہے سزا دیگا - کیونکہ ہر شے پر قادر ہے آیت ۲۸۰ -

محقق - کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشنا اور غیر مستحق کو بخشنا بے عدل بادشاہ کا سا کام نہیں ہے ؟ اگر خدا جسے چاہے بد اور جسے چاہے نیک بناتا ہے - تو آدمیوں کو ثواب و عذاب نہ ہونا چاہیئے - جس صورت میں خدا نے آدمی کو ایسا بنایا - کہ جیسا اُس نے چاہا - تو آدمی کو رنج و راحت نہ ہونی چاہیئے - مثلاً اگر جرنیل کے حکم سے کوئی سپاہی کسی کو مار ڈالے - تو اس کا ذمہ دار جرنیل ہوگا نہ کہ سپاہی -

سورۃ آل عمران

(۱۲۶) قل اونبئکم بخیر من ذالکم الذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد - کہہ اس سے اچھی اور کیا پرہیز گاروں کو خبر دوں کہ اللہ کی طرف سے بہشت ہیں - جن میں نہریں چلتی ہیں - ان ہی میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیویاں ہیں - اللہ کی رضامندی سے ، اللہ ان کو دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے آیت ۱۲

محقق بھلا یہ بہشت ہوا کہ رنڈی خانہ اور وہاں کا خدا خدا ہے یا عورتوں کا شایق ؟ کیا کوئی عقلمند اس کتاب کو جس میں کہ ایسی باتیں درج ہوں کلام اللہ تسلیم کر سکتا ہے ؟ مسلمان بتائیں کہ جو عورتیں بہشت میں ہیں - آیا وہ ہمیشہ سے ہی وہاں رہتی ہیں یا وہیں پیدا ہوئی ہیں - یا اس دنیا سے مر کر وہاں پہنچی ہیں - اگر یہاں سے مر کر وہاں گئی ہیں - تو بتائیے - کہ خدا نے عورتوں کو قیامت کے دن کے پہلے بہشت میں کیوں بلا لیا - اور مردوں کو کیوں نہ بلایا ؟ اور قیامت کے دن انصاف کرنے کا قاعدہ کیوں توڑا - اور اگر وہ عورتیں اسی جگہ پیدا ہو کر وہاں رہتی ہیں تو قیامت کے دن تک ان کا وہاں گذارا کیسے ہوگا ؟ اور اگر ان کے لئے وہاں مرد بھی موجود ہیں تو خدا اور بیویاں یہاں سے بہشت میں جانے والے مسلمانوں کو کہاں سے دے گا ؟ جس طرح ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والی عورتیں خدا نے بنائی - اسی طرح مردوں کو کیوں نہ بنایا ؟ عورتوں کو ہی ہمیشہ کیلئے بہشت میں رکھنا اور مردوں کو نہ رکھنا

ثابت کرتا ہے کہ خدا بے انصاف اور طرفدار ہے۔

(۴۷) ان الذین عند اللّٰہ الاسلام ۰ یقیناً خدا کی طرف سے دین اسلام ہے آیت ۱۹

محقق کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے۔ دوسروں کا نہیں۔ کیا تیرہ سو برس کے پہلے خدا کی طرف سے کوئی مذہب نہ تھا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کلام اللہ نہیں بلکہ کسی متعصب آدمی کی تصنیف ہے۔

(۴۸) ووفیت کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون ۰ قل اللھم مالک الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء و بیدک الخیر انک علی کل شیئٍ قدیر ۰ تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللّٰہ فی شیئٍ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم ۰ واللّٰہ غفور الرحیم ۰

ہر ایک آدمی کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور ان سے بے انصافی نہ کی جاویگی۔ کہہ یا اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے۔ جسکو چاہتا ہے۔ دیتا ہے جس سے چاہتا ہے چھینتا ہے۔ جسکو چاہے بڑائی دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ہر ایک شے پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق دیتا ہے۔ مسلمانوں کو واجب ہے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں سوائے مسلمانوں کے جو شخص یہ کرے بس وہ خدا کی محافظت میں نہیں۔ کہہ جو تم پیار کرتے ہو۔ اللہ کو تو میری طرف ہو جاؤ۔ میرا اللہ چاہے گا۔ تم کو اور تمہارے گناہ معاف کریگا۔ یقیناً وہ بخشندہ مہربان ہے آیت ۲۱ تا ۲۷

محقق۔ جب ایک آدمی کو اس کے اعمال کا پھل دیا جائیگا۔ تو گناہ معاف نہ ہو سکیں گے۔ اور اگر گناہ معاف ہونگے تو پورا پھل نہیں دیا جا سکیگا اور خدا بے انصاف

ٹھہرتگا - اگر نیک اعمال کے بدون خدا کسی کو سلطنت بخشیگا - تو بھی بے انصاف ہو جائیگا - بھلا زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کبھی نہیں نکل سکتا - اور نہ قانون قدرت تبدیل ہو سکتا ہے ؟ اب متعصبانہ تعلیم کیطرف غور کیجئے - جو دین اسلام میں نہیں اُسے کافر قرار دیا گیا ہے - غیر مذہب کے نیکوکاروں سے بھی رفاقت نہ رکھنا اور بد مسلمانوں سے رفاقت رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں اس لیے قرآن - قرآن کا خدا اور مسلمان محض تعصب اور جہالت سے پُر ہیں - اور محمد صاحب کا تماشہ دیکھئے وہ کہتے ہیں - کہ اگر تم میری طرف ہو گئے - تو خدا بھی تمہاری طرف ہوگا - اور اگر تم دوسرے کے ستانے کیلئے گناہ کرو گے - وہ بھی بخش دیگا - اس سے جانا جاتا ہے کہ محمد صاحب کی نیت صاف نہ تھی - اور صرف اپنی مطلب برآری کے لئے انہوں نے قرآن بنایا ہے -

(۴۹) واذ قال الملٰئکۃ یٰمریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علی النساء العلمین جسوقت کہا فرشتوں نے کہ اے مریم! تجھ کو اللہ نے پسند کیا اور پاک کیا اوپر دنیا کی عورتوں کے - آیت ۳۹

محقق - جب آجکل خدا کے فرشتے اور خدا کسی سے باتیں کرنے نہیں آتے - تو پہلے کیسے آتے ہونگے ؟ اگر کہو کہ پرانے زمانہ کے آدمی بیگناہ تھے اب نہیں - تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جسوقت عیسائیوں اور مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تھا - اسوقت ان ملکوں میں کہ جہاں اُن کے مذہب نے فروغ پایا - وحشی اور مجہول آدمی زیادہ تھے اس لئے اُن میں یہ خلاف علم و عقل مذاہب جاری ہو گئے - اب لوگ سمجھدار زیادہ ہو گئے ہیں - اس لئے یہ مذہب ان میں رواج نہیں پا سکتے اور جو جو ایسے بیہودہ مذہب ہیں وہ بھی معدوم ہو جاتے ہیں - اُن کی ترقی کا تو ذکر ہی کیا ہے -

(۵۰) یقول لہ کن فیکون ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین -
اس کو کہتا ہے کہ ہو - پس ہو جاتا ہے - کافروں نے دھوکا دیا - خدا نے دھوکا دیا - خدا بہت مکر کرنیوالا ہے - آیت ۴۴ - ۵۰ -

محقق جب مسلمان خدا کے سوا دوسری چیز کی ہستی نہیں مانتے تو خدانے کس کو کہا اور کون ہوگیا۔ اس کا جواب مسلمان سات جنموں میں بھی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول نہیں ہوسکتا۔ اس کے خلاف کہنا ایسا ہے کہ جیسا بغیر والدین کے کسی آدمی کا پیدا ہونا۔ جو دھوکا کھاتا ہے۔ یا مکروفریب کرتا ہے۔ وہ نیک آدمی بھی نہیں کہلایا جاسکتا۔

(۵۱) الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الٰف من الملٰئکہ منزلین

کیا تم کو کافی نہ ہوگا۔ کہ اللہ تم کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیوے آیت ۱۱۸

محقق۔ اگر پہلے مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا تھا۔ تو ایسے وقت میں کہ جب ان کی بادشاہت جا چکی ہے اور جارہی ہے۔ کیوں مدد نہیں دیتا پس ظاہر ہے کہ یہ صرف جاہلوں کے پھنسانے کا ڈھکوسلا ہے

(۵۲) وانصرنا علی القوم الکافرین بل اللّٰہ مولٰئکم وھو خیر الناصرین ۰

اور کافروں پر مدد دے اللہ تمہارا اچھا مددگار اور کارساز ہے۔ اگر تم اللہ کے راہ میں مارے جاؤ گے۔ یا مر جاؤ گے۔ تو اللہ کی رحمت تم پر ہے آیت ۱۴۱۔۱۴۵۔۱

محقق۔ مسلمانوں کی غلطی کا اندازہ لگائیے۔ جو لوگ ان کے مذہب میں نہیں ہیں ان کے مارنے کیلئے وہ خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا نادان ہے۔ کہ ان کی بات مان لیوے؟ اگر مسلمانوں کا کارساز اللہ ہے۔ تو پھر اُن کے کام کیوں بگڑتے ہیں؟ اور خدا مسلمانوں کی محبت میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اگر خدا ایسا طرفدار ہے۔ تو وہ پارسائوں کی بندگی کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتا۔

(۵۳) وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللّٰہ ورسلہ۔

اور اللہ تم کو غیب کی خبر نہیں دیتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے پسند کرتا ہے۔ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ آیت ۱۷۳

محقق جب مسلمان سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو اس کا

شریک مانتے ہیں تو پیغمبر صاحب کو ایمان میں کیوں خدا کے ساتھ شریک گردانتے ہیں۔ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اس لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر خدا کو لاشریک کہنا غلط ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جاوے کہ محمدؐ صاحب کے پیغمبر ہونے پر یقین کرنا چاہیئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اگر خدا اپنا رسول بھیجے بغیر اپنا کام نہیں کر سکتا۔ تو ضرور خالی از قدرت ثابت ہوا۔

(۵۴) یاایھا الذین آمنوا الصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ؀

اے ایمانداروں۔ ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رہو اور لڑائی میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو کہ تم رہائی پاؤ۔ آیت ۱۷۸

محقق ۔ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونو جنگجو تھے۔ جو لڑائی کا حکم دیتا ہے وہ امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔ رہائی تو ادھرم کی لڑائی سے خوف کرنے سے ہوتی ہے نہ کہ برائے نام خدا سے ڈرنے سے کہ جس سے ڈرنا نہ ڈرنا برابر ہے۔

سورۃ نساء

(۵۵) تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین۔

یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ جو اللہ اور اسکے رسول کے حکم کو مانے گا۔ بہشت میں پہنچے گا جس میں نہریں چلتی ہیں۔ اور یہی بڑی مراد پائی ہے۔ جو کوئی اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے گا اور اس کی حدود سے باہر ہو جائیگا تو اس کیلئے خرابی کا عذاب ہے۔ آیت ۱۲-۱۳

محقق ۔ دیکھیئے۔ خدا نے خود ہی محمدؐ صاحب کو اپنا شریک بنا لیا ہے اور اس نے خود ہی یہ بات قرآن میں لکھ دی ہے۔ اور دیکھو خدا اپنے رسول کی محبت

میں کیسا گرفتار ہے کہ اُس نے بہشت میں بھی اُسے اپنا شریک بنا لیا ہے۔ جب مسلمانوں کا خدا ہر بات میں دوسرے پر انحصار رکھتا ہے تو اُسے لاشریک کہنا فضول ہے۔ ایسی باتیں کلام اللہ کی نہیں ہو سکتیں۔

(۵۶) ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضعفھا

اور ایک ذرے کے برابر بھی اللہ بے انصافی نہیں کرتا۔ اور جو نیکی ہو اُسے دوچند کرے گا۔ آیت ۳۸۔

محقق۔ اگر خدا ذرا بھی بے انصافی نہیں کرتا تو نیکی کا ثواب دُگنا کیوں دیتا ہے؟ مسلمانوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے۔ اعمال کا دُگنا یا تھوڑا پھل دینے سے خُدا ضرور بے انصاف ٹھہرتا ہے۔

(۵۷) فاذا برزوا من عندک بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول واللہ یکتب ما یبیتون ۰ اتریدون ان تھدوا من اضل اللہ من یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ جب تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں تو خلاف تیرے مصلحت کرتے ہیں۔ اللہ اُن کی مصلحت لکھتا ہے۔ اللہ نے اُن کے کاموں کے سبب انہیں اُلٹ دیا ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اللہ کے گمراہ کئے ہوئے کو راستہ پر لایا جاوے پس جسکو اللہ گمراہ کرے۔ وہ کبھی راستہ نہ پاویگا۔ آیت ۷۹-۸۷

محقق۔ اللہ جب ایسی باتوں کا روزنامچہ رکھتا ہے تو وہ ہمہ دان کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر وہ ہمہ دان ہے تو روزنامچہ کی کیا ضرورت ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ مگر اب معلوم ہؤا کہ خدا بھی انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق ہؤا؟ ہاں اتنا فرق کہا جا سکتا ہے کہ خُدا بڑا شیطان اور عزرائیل چھوٹا شیطان ہے۔ مسلمانوں کا قول ہے کہ جو بہکاتا ہے وہی شیطان ہے۔ پس اس اصول سے خُدا ہی شیطان ثابت ہو گیا۔ کیونکہ اس آیت میں وہ خود ہی لوگوں کو گمراہ کرنے والا لکھا ہے۔

(۵۸) ویکفوا ایدیہم فخذوہم واقتلوہم حیث ثقفتموہم۔ وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطاء، ومن قتل مؤمنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اہلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ۔

اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو انکو پکڑلو اور جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مسلمان کو مسلمان کا مارنا لازم نہیں۔ اگر بھول چوک سے مار ڈالے۔ بس اس کو ایک غلام مسلمان آزاد کرنا ہے اور خون بہا اُن لوگوں کو دینا پڑیگا جو اس کی قوم سے ہوویں۔ تمہارے لئے خیرات کر دیں گے۔ اگر وہ دشمن کی قوم سے ہے۔ اور جو کوئی مسلمان کو دیدہ و دانستہ مار ڈالے۔ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیگا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔ آیت ۸۹-۹۰-۹۱

محقق۔ کیا خوب یکطرفہ ڈگری دی گئی ہے کہ جو مسلمان نہ ہو۔ جہاں پاؤ مار ڈالو اور مسلمانوں کو مت مارو۔ غلطی سے بھی مسلمانوں کو مارنے میں دوزخ اور دوسرے کے مارنے میں بہشت ملیگا۔ ایسی تعلیم کوئیں میں پڑے۔ قرآن جیسی کتاب محمد صاحب جیسے رسول۔ قرآنی اللہ جیسے خدا اور دین اسلام جیسے مذہب سے دُنیا کو سراسر نقصان ہے۔ ان کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ اس قسم کے بیہودہ مذاہب سے کنارہ کش ہو کر داناؤں کو وید کے احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ لچر پوچ باتوں سے بالکل پاک ہے۔ تم کہتے ہو۔ کہ جو مسلمان کو مارے۔ وہ دوزخ میں جائیگا اور دُوسرے مذاہب والے کہتے ہیں کہ مسلمان کو مارنے سے بہشت نصیب ہوگا۔ اب کس کو سچا مانیں اور کس کو جھوٹا؟ حق تو یہ ہے کہ ایسے ایسے فضول مذاہب کو چھوڑ کر سب کو ویدک دھرم کا پیرو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہی دھرم بنی نوع انسان کے لئے قابل تسلیم ہے۔ اس میں "آریہ" نیک آدمیوں کے راستے پر چلنا اور "دسیو" بدوں کے راستہ سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے جو ہر طرح اچھی ہے۔

(۵۹) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل

المؤمنین ولہ ما قولی ونصلہ جھنمہ

اور ہدایت ظاہر ہونے کے بعد جسنے رسول کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی مخالفت کی ضرور ہم اسکو دوزخ میں بھیجیں گے۔ آیت ۱۱۳۔

محقق۔ خدا اور رسول کی یکطرفہ باتوں پر دھیان دیجئے۔ محمد صاحب نے خیال کیا ہوگا کہ اگر خدا کے نام پر ایسی باتیں نہ لکھی جائینگی تو ان کا مذہب فروغ نہ پائیگا اور مال ہاتھ نہ آئیگا۔ عیش و عشرت نہ کر سکینگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی مطلب براری اور دوسروں کا کام لگاڑنے میں کامل اُستاد تھے۔ اسی وجہ سے ان کی باتوں پر راستباز علماء اعتبار نہیں کر سکتے۔

(۶۰) ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضللاً بعیدہ ان الذین کفروا ثم ازادو وکفروا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدی ھم سبیلا ان المنفقین یخدعون اللہ خادعھم یا ایھا الذین امنوا لا تتخذ وا الکفرین اولیاء

جو اللہ۔ فرشتوں۔ کتابوں۔ رسول اور قیامت کے ساتھ کفر کرے یقیناً وہ گمراہ ہے یقیناً جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کافر ہوئے۔ پھر ایمان لائے اور پھر پھر گئے اور کفر میں زیادہ بڑھے۔ اللہ اُن کو کبھی معاف نہ کریگا اور نہ راستہ دکھلاویگا۔ آیت ۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶

محقق۔ کیا اب بھی خدا لا شریک رہ سکتا ہے۔ کیا لا شریک کہتے جانا اور اسکے ساتھ ہمیشہ سے شریک بھی مانتے جانا اجتماع ضدین نہیں؟ کیا تین دفعہ معاف کرنے کے بعد خدا معاف نہیں کرتا اور تین بار کفر کرنے پر راستہ دکھلاتا ہے اور چوتھی دفعہ نہیں؟ اگر سارے آدمی چار چار دفعہ بھی کفر کریں تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔

(۶۱) ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جھنم جمیعا ان المنفقین یخدعون اللہ وھو خادعھم یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذ وا الکفرین اولیاء۔

یقیناً اور بُرے لوگوں اور کافروں کو جمع کریگا دوزخ میں۔ یقیناً بُرے لوگ دھوکا

دیتے ہیں اللہ کو اور ان کو وہ دہوکا دیتا ہے۔ اے ایماندارو۔ مسلمانوں کو چھوڑ کافروں کو دوست مت بناؤ۔ آیت ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔

محقق۔ مسلمانوں کو بہشت میں اور اوروں کے دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت ہے۔ واہ جی واہ۔ اگر اللہ بُرے لوگوں کے دہوکے میں آتا ہے اور وہ خود دوسروں کو دہوکا دیتا ہے تو ایسے خدا کو دُور ہی سے سلام ہے۔ وہ دہوکے بازوں سے جاکر ملے اور دہوکے باز اُسے ملیں۔ مثل ہے جیسا رُوح ویسے فرشتے۔ جن کا معبود دہوکے باز ہے وہ عابد خود دہوکے باز کیوں نہ ہونگے۔ کیا بُرے مسلمانوں سے دوستی اور اچھے غیر مذہب والوں سے دشمنی کرنا واجب ہے؟

(۶۲) یاایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد۔

اے لوگو۔ تمہارے پاس سچائی کے ساتھ خدا کی طرف سے پیغمبر آیا۔ پس یقیناً اُس پر ایمان لاؤ۔ صرف اللہ ایک معبود ہے۔ آیت ۱۱۶۔ ۱۶۷۔

محقق۔ جب پیغمبر پر ایمان لانا لکھا۔ تو ایمان میں پیغمبر کا خدا شریک ہُوا یا نہیں۔ جب خدا ایک جگہ رہنے والا ہے ہر جگہ نہیں۔ تب ہی تو اُس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں۔ ایسا خدا تو خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اور کہیں ایک جگہ پر مقیم لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا مصنف ایک نہیں بلکہ بہت سے آدمی ہیں۔

سُورۃ مائدہ

(۶۳) حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع۔

تم پر حرام کیا گیا مُردار لہو۔ سُور کا گوشت جس کے اوپر اللہ کے بغیر کچھ اور پڑھا جاوے جس کا گلا گھونٹا جاوے۔ لاٹھی سے مارا جاوے۔ اُوپر سے گر کر مرا ہو سینگوں سے مارا ہو اور درندوں کا کھایا ہُوا ہو۔ آیت ۲۔ سورۃ مائدہ

محقق۔ کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں۔ دوسرے بہت سے جانور چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے وغیرہ مسلمانوں کے لئے حلال ہیں؟ یہ تمام باتیں انسان کی اختراع ہیں۔ خدا کی کہی ہوئی نہیں۔ اس لئے مستند بھی نہیں۔

(۶۴) واقرضتم الله قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت

اور اللہ کو قرض حسنہ دو ضرور میں تمہاری برائی دُور کرونگا۔ اور تمہیں بہشتوں میں بھیجوں گا۔ آیت ۱۱۔

محقق۔ بہت خوب۔ مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی زر و مال نہ ہوگا۔ ورنہ قرضہ کیوں مانگتا؟ اور ان کو یہ لالچ کیوں دیتا کہ تمہاری برائی دُور کرکے تمہیں بہشت میں بھیجوں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نام سے محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کی۔

(۶۵) یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء واتاکم ما لم یوت احدا۔

جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے۔ جسکو چاہے عذاب دیتا ہے۔ جو کچھ کسی کو بھی نہ دیا وہ تمہیں دیا۔ آیت ۱۷۔ ۱۸۔

محقق۔ جیسے شیطان جسکو چاہے گنہگار بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ ایسی صورت میں تو بہشت و دوزخ میں خدا ہی جائے۔ کیونکہ وہ خود گناہ و ثواب کا مرتکب اور انسان فعل کرنے میں اس کا مطیع ہے۔ عین اسی طرح کہ جس طرح فوج اپنے افسر کے ماتحت نیکی و بدی کرتی اور ان کے کام کا ذمہ دار افسر ہوتا ہے۔

(۶۶) واطیعوا الله واطیعوا الرسول ٥

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ آیت ۹۰۔

محقق۔ اس آیت میں رسول کو صریحاً خدا کا شریک ٹھہرایا گیا ہے۔ پھر خدا کو وحدہٗ لاشریک کہنا بے فائدہ ہے۔

(۶۷) عفا الله عما سلف ومن عاد فینتقم الله منه۔

اللہ نے معاف کیا جو پہلے ہو چکا ہے اور جو کوئی پھر کریگا۔ اللہ اس سے بدلہ لے گا۔ آیت ۹۴۔

محقق۔ گناہوں کا معاف کرنا گویا انکے کرنے کا حکم دیکر انہیں بڑھانا ہے۔ گناہ معاف ہونے کا ذکر جس کتاب میں ہو وہ نہ تو کلام اللہ ہے۔ نہ کسی فاضل کی تصنیف۔ ہاں آئندہ کیلئے گناہ سے بچنے کے واسطے دعا مانگنا اور خود اس سے بچنے کی کوشش کرنا اچھا ہے۔ صرف توبہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

سورۃ انعام

(۲۸) ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله۔

اور اس آدمی سے زیادہ گنہگار کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھ پر وحی اُتری ہے۔ لیکن وحی اس پر نہیں اتاری گئی۔ اور جو کہتا ہے کہ میں بھی اتارونگا۔ کہ جیسے اللہ اُتارتا ہے۔ آیت ۹۸۔

محقق۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محمدؐ صاحب کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی اُترتی ہے۔ تو کسی دوسرے نے بھی اس کی تقلید کی ہوگی۔ اور کہا ہو گا کہ مجھے بھی پیغمبر جانو۔ اس کا انسداد کرنے اور اپنی عزت و توقیر بڑھانے کیلئے محمدؐ صاحب نے یہ آئیت پیش کی ہوگی۔

سورۃ اعراف

(۲۹) ولقد خلقنكم ثم صورنكم ثم قلنا للملئكة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابليس ط لم يكن من السجدين قال ما منعك الا تسجد اذ امرتك قال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين ٥ قال فاهبط منها فما يكون لك ان تتكبر فيها فاخرج انك من الصغرين ٥ قال انظرني

الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاتینھم من بین ایدیھم و من خلفھم و عن ایمانھم و عن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شکرین قال اخرج منھا مذؤما مدحورا لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین۔

ضرور ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تمہاری صورتیں بنائیں۔ فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس اُنہوں نے سجدہ کیا لیکن شیطان سجدہ کرنیوالوں سے نہ ہُوا۔ کہا۔ جب میں نے تجھے حکم دیا۔ پھر کس نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ کہا کہ میں اس سے اچھا ہُوں تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ کہا بس اس میں سے اُتر۔ یہ تیرے لائق نہیں کہ تو اس میں تکبر کرے۔ کہا اس دن تک مہلت دے کہ مُردے قبروں سے اُٹھائے جاویں۔ کہا یقیناً تجھے مہلت دی گئی۔ کہا بس اسکی قسم ہے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ضرور میں ان کیلئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھونگا۔ اور عموماً تو ان کو شکر گذار نہ پائیگا۔ کہا یہاں سے بے عزتی کے ساتھ نکل۔ ضرور جو کوئی ان میں سے تیری طرفداری کرے گا تم سب سے دوزخ بھر ونگا۔ آیت ۹-۱۵-

محقق - خدا اور شیطان کا جھگڑا دھیان دیکر سُنو۔ چپڑاسی کے مانند ایک فرشتہ بھی خدا سے نہ دبا۔ اور نہ ہی خدا اس کی رُوح کو پاک کریگا۔ پھر ایسے باغی کو جو خلقِ خدا کا گنہگار بنا کر عذر کرنیوالا ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی یہ سخت غلطی ہے۔ شیطان تو سبکو بہکانیوالا ہے مگر خدا شیطان کو بہکانیوالا ہے۔ گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے۔ شیطان صریحاً کہتا ہے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی اور سب برائیوں کا مخزن و معاون خدا ہُوا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کو مبارک رہے۔ دوسرے نیکوکار۔ عقلمندوں کو ایسے خدا کی ضرورت نہیں مسلمانوں کا خدا تو فرشتوں سے آدمیوں کی طرح بات چیت کرنے سے مجسّم۔ کم علم۔ بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے عقلمند دینِ اسلام کو پسند نہیں کرتے۔

(۵) ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم

استویٰ علی العرش ۝ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃ

یقیناً تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ[1] دن میں پیدا کیا۔ پھر قرار پکڑا عرش پر عاجزی سے۔ اپنے مالک کو پکارو۔ آیت ۵۲-۵۳-

محقق - بھلا جو چھ دن میں دنیا کو بنا دے اور عرش پر جا بیٹھے وہ قادر مطلق حاضر و ناظر کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا تمہارا خدا بہرہ ہے جو پکارنے سے سنتا ہے؟ یہ سب باتیں خدا کی نہیں۔ پس قرآن بھی کلام اللہ نہیں ہو سکتا۔ اگر چھ دن میں جہان کو بنا کر ساتویں دن عرش پر آرام کیا۔ تو خدا تھک بھی گیا ہوگا۔ بتائیے وہ اب تک سوتا ہے یا جاگتا ہے؟ اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کام کرتا ہے یا نکما بیٹھا سیر سپاٹا اور عیش کرتا رہتا ہے۔

(۷۱) ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝

مت پھرو زمین میں فساد مچاتے۔ آیت ۷۴-

محقق - یہ بات تو اچھی ہے لیکن اس کے برعکس دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو مارنا بھی لکھا ہے۔ کیا یہ اجتماع ضدین نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب کمزور ہوئے ہونگے۔ تب اُنہوں نے امن کی تعلیم دی ہوگی۔ اور جب زور میں ہونگے تب جہاد یعنی جنگ و جدل کی۔ اجتماع ضدین ہونے کی وجہ سے دونو باتیں قابل تسلیم نہیں۔

(۷۲) فالقیٰ عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین

پس ایک ہی دفعہ اپنا عصا ڈالدیا اور وہ صریح اژدہا بن گیا۔ آیت ۱۰۴

محقق - اس تحریر سے خدا اور رسول دونو کا بے علم ہونا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ دیکھی

---

[1] دُنیا کو چھ دِنوں میں بنانے کا خیال توریت کا ہے جسکی یہاں تصدیق کی گئی ہے پھر قرآن میں آیا ہے کہ خدا نے "کُن" کہا اور دُنیا پیدا ہو گئی۔ دین اسلام کے علماء بتائیں کہ ان دونو روایتوں میں سے کونسی روایت صحیح ہے؟ (مترجم)

سُنی بات سے کوئی سمجھ دار منکر ہو کر ایسے معجزوں میں یقین نہیں کر سکتا۔ یہ معجزہ کیا ہُوا۔ اندر جال کا تماشہ ہو گیا۔

(۷۳) فارسلنا علیھم الطوفان و الجراد و القمل و الضفادع و الدم ..... فانتقمنا منھم فاغرقنٰھم فی الیم و جاوزنا ببنی اسرائیل البحر ان ھٰؤلاء متبر ما ھم فیہ و باطل ٌ ۔

پس ہم نے اس پر مینہ کا طوفان بھیجا۔ ٹڈی۔ چچڑی اور مینڈک اور خون۔ پس اس سے ہم نے بدلہ لیا اور اُن کو ڈبو دیا دریا میں اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتار دیا۔ یقیناً وہ دین باطل ہے کہ جس میں ہیں۔ اور اُن کا کام بھی باطل ہے آیت ۱۱۹۔ ۱۲۲۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔

محقق۔ یہ بات تو ویسی ہی ہے جیسا کہ کوئی مکار کسی کو خوف دلائے۔ کہ میں تجھے ہلاک کرنے کے لئے سانپ چھوڑونگا۔ جو ایک قوم کو ڈبو دے اور دوسری کو پار اُتارے بھلا وُہ خُدا عادل اور انصاف پسند کیونکر ہو سکتا ہے جو دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں معتقد ہیں۔ بالکل باطل بتائے۔ اور اپنے مذہب کو سچا ظاہر کرے۔ اس سے بڑھ کر کون متعصب ہو سکتا ہے؟ کسی مذہب میں سارے کے سارے آدمی بُرے یا بھلے نہیں ہو سکتے۔ یک طرفہ ڈگری دینا اوّل درجہ کی حماقت ہے۔ کیا توریت اور زبور کا دین کہ جو ان کا تھا باطل ہو گیا۔ یا وہ کسی اور مذہب کے پیرو تھے۔ جسے باطل بتایا ہے؟ اور کیا اس مذہب کا ذکر قرآن میں ہے؟

(۷۴) لن ترانی ..... فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسی صعقا

پس مجھ کو البتہ دیکھ سکیگا جب ظاہر ہُوا اس کا رب پہاڑ پر۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے کیا اور گر پڑا موسےٰ بیہوش۔ آئت ۱۲۹

محقق۔ جو دکھائی دیتا ہے وہ حاضر ناظر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر خُدا پہلے زمانے میں معجزے دکھایا کرتا تھا تو اب کیوں نہیں دکھاتا۔ یہ بات بالکل بعید از قیاس

اور ناقابل تسلیم ہے۔

(۷۵) واذکروا ربک فی نفسک تضرعاً وخفیہ ودون الجہر من القول بالغدو والاصال۔

اور اپنے مالک کو عاجزی اور ڈر سے دل میں یاد کر دھیمی آواز سے صبح اور شام۔ آیت ۱۸۹۔

محقق۔ قرآن میں کہیں تو لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے مالک کو پکارو۔ اور کہیں لکھا ہے کہ دھیمی آواز سے۔ اب کہیئے کونسی بات سچی ہے اور کونسی جھوٹی ہے۔ ایک دوسرے کے متضاد باتیں سودائیوں کے بکواس کے مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی سہواً اُلٹ پلٹ کہی جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

سورۃ انفال

(۷۶) یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ

سوال کرتے ہیں تجھ کو لوٹ کی بابت کہ لوٹیں واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ڈرو اللہ سے۔ آیت ۱۔

محقق۔ تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں اور ڈاکہ ماریں وہ خدا۔ پیغمبر اور ایماندار کہلاویں۔ اللہ سے ڈرنے کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور بُرے کام بھی کرتے ہیں۔ پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدبختی ہوگی کہ تعصب کو چھوڑ کر حقیقی وید دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے۔

(۷۷) ویقطع دابر الکافرین ممد کم بالف من الملئکۃ مردفین سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب واضربوا فوق الاعناق واضربوا منہم۔

اور کاٹے جڑ کافروں کی۔ میں تمہاری مدد کرونگا۔ ہزار فرشتے پیچھے سے بھیجکر ضرور مَیں کافروں کے دلوں میں خوف ڈالوں گا۔ پس (تلواریں) مارو اوپر گردنوں کے مارو ان میں سے ہر ایک جوڑ پر۔ آیت ۷۔ ۹۔ ۱۲۔

محقق ۔ واہ خدا اور پیغمبر خوب رحمدل ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں ان کافروں[1] کی جڑ کاٹنے۔ ان کی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا خدا حکم دیتا ہے۔ اور اس کام میں ان کا ممدو معاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے۔ یہ ساری تعلیم قرآن کے مصنف کی ہے نہ کہ خدا کی۔ اگر یہ تعلیم خدا کی ہے تو جتنا خدا ہم سے دور اور ہم خدا سے دور ہیں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔

(۸۷) وان اللہ مع المؤمنین یایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ والرسول یایھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول ولا تخونوا منکم ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ پکارنا اختیار کرو واسطے اللہ کے اور واسطے رسول کے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مت چوری کرو اللہ کے رسول کی۔ مت خیانت کرو امانت میں اور اللہ بھی مکر کرتا تھا۔ اور اللہ اچھا مکار ہے۔ آیت ۱۹-۲۳-۲۶-۲۹۔

محقق ۔ کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ اس کی خدائی سے بعید ہے خدا تو ساری خلقت کا رب ہے۔ کیا خدا بن پکارے نہیں سن سکتا۔ بہرا ہے۔ خدا کے ساتھ رسول کو شریک کرنا بہت برا ہے۔ اللہ کا کونسا خزانہ بھرا ہے جو چرایا جا سکے۔ کیا رسول کی چوری اور امانت میں خیانت کے سوا سب قسم کی چوری روا ہے؟ اس قسم کی تعلیم بے علموں اور جاہلوں کی ہو سکتی ہے۔ بھلا اگر خدا مکر کرتا ہے اور مکاروں کا ساتھی ہے۔ تو پھر وہ ادھرمی کیوں نہیں۔ پس قرآن کلام اللہ نہیں۔ کسی مکار کی تصنیف ہے۔ ورنہ اس میں اس قسم کی واہیات باتیں کیوں ہوتیں۔

---

[1] اس تعلیم سے تو حضرت ذوق کی تعلیم بہتر ہے۔ جس نے کہا ہے کہ ؎
مارنا دل کا سمجھتا ہوں جہاد اکبر وہی غازی ہے بڑا جس نے یہ کافر مارا (مترجم)

(۷۹) وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ اللہ واعلموا انما غنمتم من شی فان اللہ خمسہ وللرسول

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ یعنی زور کافروں کا ہووے دین اللہ کا سربسر۔ اور جانو تم یہ کہ جو کچھ تم لوٹو کسی چیز سے یقیناً واسطے اللہ کے ہے۔ پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے ہے۔ آیت ۳۸۔۴۰

محقق۔ ایسا اندھا دھند لڑانیوالا اور امن میں خلل ڈالنے والا سوائے محمدی خدا کے اور کون ہو سکتا ہے؟ کیا رسول اور خدا کے نام پر اور مذہب کی آڑ میں دنیا کو لوٹنا لٹوانا لٹیروں کا کام نہیں؟ اور کیا خدا بھی ڈاکو ہے۔ کہ لوٹ کے مال کا حصہ دار بنے گا۔ کیا خدا کا لٹیروں کا مددگار بننا اس کی خدائی پر بٹہ نہیں ہے؟ نامعلوم ایسا کلام اللہ۔ خدا اور پیغمبر جہان میں فساد ڈالنے۔ امن عامہ میں خنہ انداز بن کر لوگوں کو آزار دینے کے لئے کہاں سے رونق افروز ہوئے ہیں۔ کاش کہ ایسے مذہب کا ظہور صفحہ ہستی پر نہ ہوتا۔ تاکہ کل خلق خدا آرام سے زندگی بسر کرتی۔

(۸۰) ولوتری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقوا عذاب الحریق۔ فاھلکنٰھم بذنوبھم واغرقنا آل فرعون واعدوا لھم ما استطعتم

اور کبھی جب کافروں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں۔ (آگ کے ہتوڑے) منہ ان کے پر اور پیٹھوں ان کی پر مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چکھو عذاب جلنے کا۔ ہم نے ان کے گناہ کے سبب سے ان کو مارا۔ اور ہم نے فرعون کی قوم کو ڈبو دیا۔ اور تیاری کرو واسطے ان کے جسقدر کہ تم کر سکو۔ آیت ۴۸۔ ۵۲۔ ۵۸۔

محقق۔ کیوں جی آجکل تو روس نے روم وغیرہ کی اور انگلستان نے مصر کی خوب گت بنائی ہے۔ اب تمہارے فرشتے کہاں گئے؟ اگر یہ سچ ہے کہ خدا پہلے اپنے عابدوں کے دشمنوں کو مارتا اور ڈبوتا تھا۔ تو وہ آجکل ایسا کیوں نہیں کرتا۔ دوسرے

مذہب والوں کو حتی الوسع نقصان پہنچانے کا حکم کیسا بُرا حکم ہے۔ ایسا حکم عالم کُل عین الحق اور رحیم خدا کا نہیں ہو سکتا۔ اِن حکموں سے معلوم ہوتا ہے کہ محمدی خدا انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف سے مبرا ہے۔

(۸۱) یا ایہا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین فکلوا مما غنمتم حلٰلا طیبًا واتقوا اللہ ان اللہ غفور الرحیم۔

اَے نبی کافی ہے تم کو اللہ اور وہ کہ جنہوں نے مسلمانوں میں سے تیری طرفداری کی۔ رغبت دے مسلمانوں کو اُوپر لڑائی کے۔ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں۔ تو غالب آویں دو سو پر۔ پس کھاؤ۔ اس چیز سے کہ لوٹا ہے تم نے وہ حلال پاک ہے اور ڈرو اللہ سے وہ بخشندہ مہربان ہے۔ آیت ۶۲-۶۳-۶۷

محقق - بھلا یہ کونسے انصاف اور عقلمندی اور دھرم کی بات ہے کہ جو اپنا طرفدار ہو۔ اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو۔ اُسے فائدہ پہنچایا جائے۔ اور جو امن عام میں خلل انداز ہو کر لڑائی جھگڑا کراوے۔ اور لوٹ مار کی چیزوں کو حلال بتاوے اُسے بخشندہ اور مہربان ناموں سے موسوم کیا جائے۔ خدا تو درکنار کوئی حق پسند اور سمجھدار آدمی بھی ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔ ایسی ایسی باتیں قرآن کو کلام اللہ ہونے کے درجہ سے گرا دیتی ہیں۔

سُورۃ توبہ

(۸۲) خٰلدین فیہا ابدًا ان اللہ عندہ اجر عظیم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ۰ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروہا وعذب الذین کفروا وذٰلک جزاء الکٰفرین ثم یتوب اللہ من بعد ذٰلک علی من یشاء واللہ غفور الرحیم قاتلوا الذین لا یؤمنون۔

ہمیشہ رہیں گے بیچ اُس کے۔ تحقیق اللہ نزدیک اُس کے ہے ثواب۔ اے لوگو!

جو ایمان لائے ہو مت پکڑو باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو جو دوست رکھیں۔ کفر کو اوپر ایمان کے پھر اُتاری اللہ نے تسکین اوپر اپنے رسول کے اور اُوپر مسلمانوں کے اور اُتاریں فوجیں جو نہیں دیکھیں۔ تم نے اور عذاب دیا تھا۔ اِن لوگوں کو اور وہی سزا ہے کافروں کی۔ پھر اسکے بعد اللہ جس پر چاہے رحم کرے۔ اور لڑائی کرو اُن لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے۔ آیت ۲۰-۲۱-۲۴-۲۵-۲۷۔

محقق۔ اگر اللہ بہشتوں کے پاس رہتا ہے۔ تو حاضر و ناظر کیونکر رہ سکتا ہے۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو خالق اور عادل بھی نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کو ان کے ماں باپ بھائی اور دوستوں سے جُدا کرنا محض ظلم ہے۔ ہاں اگر وہ بُری تعلیم دیں تو نہ ماننی چاہیئے۔ لیکن ان کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہیئے۔ اگر خدا مسلمانوں پر پہلے مہربان تھا۔ اور ان کی مدد کے لئے لشکر اُتارتا تھا۔ تو اب اللہ کیوں نہیں کرتا۔ اور اگر کافروں کو سزا دیتا تھا۔ اور پھر اُن پر رحمت کرتا تھا۔ تو اب کہاں گیا ہے۔ کہ خدا لڑائی کے بدوں ایمان قائم نہیں کر سکتا۔ ایسے خُدا کو ہم ماننے سے باز آئے۔ خدا کیا ہُوا۔ مداری ہُوا۔

(۸۳) ونحن نتربص بکم ان یصیبکم اللہ بعذاب من عندہٖ او بایدینا

اور ہم اُمیدوار ہیں۔ اس بات کے واسطے تمہارے کہ پہنچاوے تم کو عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے آیت ۴۹

محقق۔ کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بن گئے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمان کے ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے۔ کیا دُوسرے کروڑوں آدمی خُدا کے عزیز نہیں اور مسلمان گنہگار بھی عزیز ہیں۔ ایسی صورت میں تو اندھیر نگری چوپٹ راجا۔ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔ کی مثل صادق آئیگی۔ تعجب ہے کہ دانا مسلمان بھی اس قسم کے بے بنیاد مذہب کے قائل ہیں۔

(۸۴) وعد اللہ المؤمنین والمؤمنٰت جنّٰت تجری من تحتہا الانہٰر خٰلدین فیہا ومسٰکن طیبۃ فی جنّٰت عدن ط ورضوان من اللہ اکبر ذٰلک ھو

الفوز العظیم ۔ فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ۔

وعدہ کیا اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو بہشتوں کا۔ بہتی ہیں۔ جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گی بیچ اس کے اور گھر ہیں پاک عدن کے بہشتوں میں اور اللہ کی بڑی رضامندی ہے اور یہی مرادیابی ہے۔ پس ٹھٹھا کرتے ہیں جو ان سے ٹھٹھا کیا اللہ نے ان سے۔ آیت ۶۹۔۷۰۔

محقق۔ یہ خدا کے نام پر مرد و زن کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کوئی محمد صاحب کے جال میں نہ پھنستا۔ ایسا ہی دوسرے مذہب والے بھی کیا کرتے ہیں۔ انسان آپس میں ٹھٹھا کیا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کا کسی کے ساتھ ٹھٹھا کرنا ہنسی کی بات ہے۔ یہ قرآن ہے یا بچوں کا کھیل۔

(۸۵) ولکن الرسول والذین آمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم و اولئک لھم الخیرات و طبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون

لیکن رسول اور جو لوگ کہ ساتھ اسکے ایمان لائے۔ جہاد کیا۔ انہوں نے ساتھ دولت اپنی کے اور جان اپنی کے اور انہی لوگوں کے لئے بھلائی ہے اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے بس وے نہیں جانتے۔ آیت ۸۲۔

محقق۔ خود غرضی کی طرف نگاہ ڈالئے۔ خدا محمد صاحب کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بھلا اور دُوسروں کو بُرا قرار دیتا ہے۔ کیا یہ بات تعصب اور جہالت کی بنا پر نہیں ہے۔ جب خُدا ہی نے لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی اور ان کو نیکی کرنے سے باز رکھا تو پھر اُن کے گناہوں کا ذمہ دار خدا کیوں نہیں؟

(۸۶) خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون۔

لو مال ان کے سے زکوۃ کہ پاک صاف کرے تو ان کو یقیناً اللہ نے خرید کی ہے مسلمانوں سے جانیں ان کی اور مال ان کے جن کا عوض واسطے ان کے بہشت ہے لڑیں گے بیچ راستہ اللہ کے بس ماریں گے اور مرجاویں گے۔ آیت ۹۹۔۱۰۷

محقق۔خوب۔حضرت محمدؐ صاحب آپ نے تو گوکلئے گوسائیوں کی ہمسری کرلی۔ یہ گوسائیں بھی اپنے معتقدوں کا مال اُڑا کر انہیں پاک بنایا کرتے ہیں۔واہ اللہ میاں اپنے آپ نے بھی بڑی عمدہ سوداگری شروع کی ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں غریبوں اور عاجزوں کی جانیں لینا ہی نفع سمجھ رکھا ہے۔اور مسلمانوں کو اس کے ثواب کے عوض بہشت عطا کرنے سے انہیں اپنی رحمت اور انصاف کا خوب ثبوت دیا ہے۔بزرگوں اور داناؤں کے نزدیک اب آپ کی کیا وقعت رہی ہے۔آپ نے تو اپنے خدا کو بٹہ لگا دیا ہے۔

(۸۷) یا ایہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون و لا ھم یذکرون

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں اور کافروں سے اور ضرور ہے کہ وہ پائیں بیچ تمہارے سختی کیا نہیں دیکھتے کہ وے بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک دفعہ یا دو دفعہ پھر وے نہیں توبہ کرتے اور نہ نصیحت مانتے ہیں۔آیت ۱۱۹-۱۲۲-

محقق۔اس آیت میں محسن کشی کی تعلیم دی گئی ہے۔کیونکہ خدا حکم دیتا ہے کہ پڑوسیوں اور غلاموں سے لڑائی کرو۔اور موقعہ پا کر انہیں مار ڈالو۔ان باتوں پر غور کرکے اب بھی اگر مسلمان قرآن سے کنارہ کش ہو کر راہِ راست پر آویں تو بہت اچھا ہے۔

سُورۃ یونس

(۸۸) ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر

یقیناً پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ

دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے۔ تدبیر کرتا ہے کام کی۔ آیت ۳۔
محقق۔ آسمان یعنی آکاشش پیدا شدہ نہیں ہے۔ بلکہ ازلی ہے۔ آسمان کی پیدائش لکھنے سے قرآن کا مصنف اپنے آپ کو علم طبعی یعنی سائنس سے بالکل ناواقف ظاہر کرتا ہے۔ کیا خدا کو دنیا پیدا کرتے چھ دن لگ گئے۔ پھر بتائیے۔ خدا کا کُن کہنا اور دنیا کا پیدا ہونا کہاں گیا؟ پھر خدا کا عرش پر قرار پکڑنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ حاضر و ناظر نہیں۔ اگر خدا کام کرنے کی تدبیر کرتا ہے (سوچتا ہے) تو خدا اور انسان میں کیا فرق رہا۔ اور اس کی ہمہ دانی کہاں گئی؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کو نہ جاننے والے جنگلی لوگوں نے قرآن بنایا ہے۔

(۸۹) وھدی ورحمۃ اللمؤمنین۔
ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے۔ آیت ۵۵۔
محقق۔ کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے۔ دوسروں کا نہیں۔ اور کیا وہ یکطرفہ ڈگری دینے والا ہے۔ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہے۔ ان کے لئے ہدائت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر خدا مسلمانوں کے علاوہ دُوسرے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ تو اُس کا علم کس کام کا ہے۔

سُورۃ ہُود

(۹۰) لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت۔
امتحان لیوے تمہارا کون تم میں سے اچھا ہے۔ کاموں میں جو تو کہے تو ضرور اُٹھائے جاؤ گے بعد مرنے کے۔ آیت ۷۔
محقق۔ کیا ہمہ دان خدا کے لئے امتحان لینے کی ضرورت ہے؟ اور اگر وہ مرنے کے بعد اُٹھاتا ہے۔ تو کیا مُردے اُٹھائے جانے کے وقت سے پہلے دورہ سپرد رہتے ہیں؟ پھر خدا کا مُردوں کو زندہ کرنا اُس کے اپنے قاعدے کے خلاف ہے۔ کیا خدا اپنا قانون توڑ سکتا ہے؟

(۹۱) وقال یارض ابلعی ماءک وسماء اقلعی وغیض الماء یا قوم هذه ناقة الله لکم ایه فذروها تاکل فی الارض ط

اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان بس کر اور پانی سوکھ گیا۔ اور اے قوم یہ ہے اونٹنی نشان اللہ کا واسطے تمہارے بس چھوڑ دو اسکو بیچ زمین اللہ کے کھاتی پھرے۔ آیت ۴۳-۴۴-۶۴۔

محقق۔ کیا لڑکپن کی باتیں ہیں کیا زمین اور آسمان بھی باتیں سُن سکتے ہیں؟ خوب۔ اگر خُدا کی اونٹنی بھی ہے تو اونٹ بھی ضرور ہوگا۔ اور ہاتھی گھوڑے۔ گدھے وغیرہ بھی ہونگے۔ اور خدا کا اونٹنی کو کھانے کے لئے زمین پر چھوڑ دینا کیا اچھی بات ہے۔ کیا خُدا اونٹنی پر چڑھتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو خدا کے گھر میں نوابوں کی سی کرّوفرّ ہوگی۔

(۹۲) واما الذین سعدو ففی الجنة خلدین فیها مادامت السموٰت والارض

اور ہمیشہ رہیں گے بیچ اسکے جب تک کہ قائم ہیں آسمان اور زمین اور جو لوگ نیک بخت ٹھہرے۔ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک ہے آسمان اور زمین۔ آیت ۱۰۶-۱۰۷۔

محقق۔ جب بہشت اور دوزخ میں قیامت کے پیچھے سب لوگ جائیں گے تو پھر آسمان اور زمین کس لئے قائم رہیں گے۔ اور جب دوزخ اور بہشت کی میعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی تو بہشت اور دوزخ ابدی کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اور قیامت بھی کبھی نہ آئیگی۔ کیونکہ زمین اور آسمان کبھی نہ ٹلیں گے۔

سورة یوسف

(۹۳) اذقال یوسف لابیه یاابت انی رایت الخ

جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے میں نے ایک خواب میں دیکھا وغیرہ وغیرہ۔ آیت ۴۔

محقق - اس باب میں باپ بیٹے کی باہم گفتگو درج ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کلام اللہ نہیں - اس میں کسی آدمی نے آدمیوں کے قصے کہانیاں لکھ ماری ہیں -

سورۃ رعد

(۹۴) اللہ الذی رفع السموٰت بغیر عمد ترونہا ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر و ھو الذی مد الارض انزل من السماء ماء اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر

اللہ وہ ہے جس نے کھڑا کیا آسمان کو بغیر ستونوں کے - دیکھتے ہو تم اس کو پھر بیٹھا اوپر عرش کے حکم کے تابع کیا سورج اور چاند کو اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو اتارا آسمان سے پانی پس بہہ گئے پانی ساتھ اندازا اپنے کے - جس کی چاہے اللہ روزی فراخ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے - آیت ۲ - ۳ - ۱۵ - ۲۲ -

محقق - مسلمانوں کا خدا علم طبعی سے واقف معلوم نہیں ہوتا - ورنہ آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کرنے کی کیوں شیخی مارتا - آسمان میں تو کشش ثقل نہیں ہے - اور صرف عرش پر رہنے سے خدا حاضر و ناظر اور ہمہ دان کس طرح ہو سکتا ہے ؟ خدا کا آسمان سے پانی اتارنے کا ذکر ثابت کرتا ہے کہ وہ بادلوں کے بننے کا سبب بھی نہیں جانتا تھا - بادل تو زمین سے اٹھے ہوئے بخاروں سے بنتے ہیں - پھر پانی کا آسمان سے اترنا چہ معنی دارد اور خدا کا بلا لحاظ اعمال کے کسی کی روزی فراخ کرنا اور کسی کی تنگ کرنا اس کی بے انصافی اور طرفداری پر دلالت کرتا ہے -

(۹۵) ان اللہ یضل من یشاء و یہدی الیہ من اناب

کہہ یقیناً اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راستہ دکھلاتا ہے طرف اپنی اس آدمی جو رجوع کرتا ہے - آیت ۲۳ -

محقق - جب خدا گمراہ کرتا ہے تو اس میں اور شیطان میں کیا فرق ہے؟ جبکہ شیطان دوسروں کو گمراہ کرنے کے سبب بُرا کہا جاتا ہے تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنے سے شیطان اور بُرا کیوں نہیں کہا جاتا؟ اور اسکو اسکے عوض دوزخ کیوں نہیں ملنا چاہئے۔

(۹۶) وکذالک انزلنا حکما عربیا ولئن اتبعت اھواءھم بعد ما جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق ٥

اسی طرح اُتارا ہم نے قرآن عربی میں اور اگر تو بعد حصول اس علم کے انکی خواہشوں پر چلا (تو اللہ سے بچانے کو کوئی حمایتی اور مانع نہ پائیگا) تیرا ذمہ صرف پیغام پہنچانا ہے - اور ہمارا ذمہ حساب لینا - آئیت ۳۳ - ۳۵ -

محقق - قرآن کس طرف سے اُترا؟ کیا خدا اُوپر رہتا ہے - ایسی صورت میں تو وہ ایک خاص جگہ مقیم ہونے کی وجہ سے خدا نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ حاضر ناظر ہے پیغام پہنچانا ہرکارہ کا کام ہے - اور ہرکارہ کی ضرورت انسان کو ہوتی ہے - اور حساب لینا آدمیوں کا کام ہے - خدا کا نہیں - کیونکہ وہ ہمہ دان ہے -

سورۃ ابراہیم

(۹۷) وسخر لکم الشمس والقمر دائبین ٥ ان الانسان لظلوم کفار

اور بنایا سورج چاند کو ہمیشہ گردش کرنے والے - یقیناً انسان ظالم اور گنہگار ہے - آیت ۲۶ - ۲۷ -

محقق - کیا سورج اور چاند ہمیشہ گردش کرتے ہیں - اور زمین گردش نہیں کرتی؟ اگر زمین گردش نہ کرے - تو دن رات کئی برسوں کا ہو - اگر انسان سچ مچ ظالم اور گنہگار ہے تو وہ نیک کبھی نہیں ہو سکتا - لیکن دنیا میں نیک و بد دو قسم کے آدمی موجود ہیں - اس واسطے یہ بات درست نہیں - اور قرآن کلام اللہ نہیں -

سُورۃ حجر

(۹۸) واذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین ٭ قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین

پس درست کروں میں اس کو اور پھونک دوں بیچ اُس کے رُوح اپنی۔ پس گر پڑو واسطے اُسکے سجدہ کرتے ہوئے۔ کہا اے رب میرے اس سبب سے کہ گمراہ کیا تونے مجھ کو ضرور زینت دونگا میں واسطے اُن کے بیچ زمین کے اور گمراہ کرونگا

آیت ۲۷۔۳۷ لغایت ۴۶۔

محقق۔ اگر خُدا نے اپنی رُوح حضرت آدم میں پھُونکی تو وہ بھی خدا بن گیا۔ اور خدا کا فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینا ظاہر کرتا ہے کہ خدا حضرت آدم کو اپنا ہمسرا اور شریک سمجھتا ہے اگر شیطان کو گمراہ کرنیوالا خدا ہی ہے تو وہ خود شیطان کا بھی بڑا بھائی ہُوا۔ کیونکہ تمہارے نزدیک بہکانیوالے کا نام شیطان ہے۔ اور تمہارے کلام اللہ ہی میں صاف لکھا ہے کہ خدا نے شیطان کو بہکایا۔ اور شیطان نے صاف کہا کہ میں بھی لوگوں کو بہکاؤنگا۔ اگر خدا شیطان کا معاون نہ ہوتا تو اُس کو قید کر دیتا یا مار ڈالتا۔

سُورۃ نحل

(۹۹) ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا اذا اردنٰہ ان نقول لہ کن فیکون

اور لیقیناً ہم نے بھیجے بیچ ہر امت کے پیغمبر۔ جب جانتے ہیں کچھ ہم اس کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ہو جا۔ بس ہو جاتا ہے۔ آیت ۳۶ ۲۸۹۔

محقق۔ اگر سب کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں تو وہ سب لوگ جو پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں کافر کیوں ہیں۔ کیا سوائے تمہارے پیغمبر کے اور کسی پیغمبر کی قدر و منزلت نہیں ؟ اگر سارے ملکوں میں پیغمبر بھیجے تھے۔ تو آریہ ورت میں کونسا

پیغمبر آیا ہے۔ یہ بات ماننے کے قابل نہیں ہے۔ ابتدا میں جب تمہارے اعتقاد کے مطابق سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہ تھی تو اُس وقت خدا نے کس کو "کُن" کہا اور کون ہو گیا؟ اور آجکل کیا بے جان زمین خدا کی باتیں سُن اور سمجھ سکتی ہے؟ یہ ساری جاہلانہ باتیں جُہلا ہی مان سکتے ہیں۔

(۱۰۰) ویجعلون اللہ البنات سبحنہ ولھم ما یشتھون ۝ لقد ارسلنا الیٰ اُمم

اور قائم کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں۔ پاکیزگی ہے اس کی۔ اور واسطے ان کے ہے جو کچھ چاہے۔ قسم اللہ کی ضرور بھیجے ہم نے پیغمبر۔ آیت ۵۲ - ۵۹۔

محقق ۔ اللہ کو بیٹیوں کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو انسان کو چاہئیں۔ اللہ کے لئے بیٹے قائم کیوں نہیں کئے گئے۔ قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جھوٹا ہی قسم کھایا کرتا ہے نہ کہ سچّا۔

(۱۰۱) اولئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم و سمعھم و ابصارھم و اولئک ھم الغفلون و توفیٰ کل نفس ما عملت و ھم لا یظلمون

یہ وہ لوگ ہیں کہ مہر رکھی اللہ نے اُوپر دلوں اُنکے اور کانوں اُن کے اور آنکھوں اُن کی کے اور یہی لوگ ہیں غافل پورا دیا جاویگا ہر ایک کو اُس کے اعمال کا بدلہ بے انصافی نہ ہوگی۔ آیت ۱۰۳ - ۱۰۶۔

محقق ۔ جب خدا ہی نے اُن کے دل۔ کان اور آنکھ پر مہر لگا دی۔ تو ان بیچاروں کا کیا قصور؟ کیونکہ وہ تو مطیع ہو گئے۔ کہئے یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ پھر لکھا ہے کہ ہر ایک کو اُسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جاویگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب انہوں نے خود مختاری سے گناہ کئے ہی نہیں تو ان کو بدلہ کیوں ملیگا؟ اعمال کا بدلہ تو ایسی صورت میں خدا کو ملنا چاہیئے۔ اور اگر اعمال کا بدلہ پورا پورا ملتا ہے۔ تو معافی اور بخشش کا اصول کیونکر قائم رہ سکتا ہے؟ اور اگر معافی کا اصول درست ہے تو خدا کے انصاف میں فرق آئیگا۔ خدا کے احکام اس قسم کے متضاد نہیں ہو سکتے۔ کبھی کچھ کہنا اور کبھی کچھ بچوں کا خاصہ ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل

(۱۰۲) وجعلنا جہنم للکٰفرین حصیراً ہ وکل انسان الزمنٰہ طٰئِرہٗ فی عنقہٖ ونخرج لہٗ یوم القیٰمۃ کتٰبا یلقٰہ منشوراً ہ وکم اھلکنا من القرون من بعد نوحٍ ہ

اور بنایا ہم نے دوزخ واسطے کافروں کے جیلخانہ اور ہر آدمی کو لگا دیا ہے ہم نے اعمالنامہ اس کا بیچ گردن اس کی کے اور نکالیں گے ہم واسطے اس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھے گا اُس کو کُھلا ہُوا۔ اور بہت اُمتیں ہم نے ہلاک کیں بعد نوح کے۔ آیت ۱۷-۱۲-۱۶-

محقق۔ اگر قرآن۔ پیغمبر۔ قرآنی خدا۔ ساتوں آسمانوں اور نماز وغیرہ کو نہ ماننے والوں کا نام کافر ہے اور انہیں کے لیئے خدا نے دوزخ بنایا ہے تو وہ بڑا بے انصاف ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ قرآن ہی کے پیرو سب اچھے اور باقی سب بُرے ہیں؟ یہ تو لڑکپن کی بات ہے کہ ہر ایک کی گردن میں اعمالنامہ ہوگا۔ ہم تو کسی ایک کی گردن میں بھی نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے تو پھر آدمیوں کی آنکھوں وغیرہ پر مُہر لگانا اور گناہ معاف کرنا چہ معنی دارد؟ اگر خدا قیامت کے دن کتاب نکالیگا۔ تو بتاؤ۔ آج کل وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا خدا ساہوکاروں کے مانند حساب کتاب رکھتا ہے؟ جس صورت میں جنم ہی تم نہیں مانتے تو پھر اعمال کہاں سے آئیں گے۔ اور اعمال نامہ کیونکر بن سکے گا؟ اور بغیر اعمال کے اگر خدا نے ایسا کیا تو وہ بے انصاف ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ بغیر نیک و بد اعمال کے کسی کو آرام یا تکلیف دینا بے انصافی ہے۔ اگر کہو کہ خدا کی مرضی سے سب کچھ ہوتا ہے تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ اعمال کا لحاظ نہ رکھنا ہر حالت میں بے انصافی ہے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ انصاف کے روز خدا کتاب کھول کر پڑھے گا یا اُس کا کوئی سررشتہ دار پڑھ کر سُنائے گا۔ اگر خدا نے ہی مدت کی پڑی ہوئی رُوحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا تو

بھی ظالم ہو گیا جو نا منصف ہے۔ وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔

(۱۰۳) واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ واستفزز من استطعت یوم ندعو کل اناس بامامھم فمن اوتی کتابہ بیمینہ

اور وی ہم نے ثمود کو اونٹنی (بطور) دلیل۔ اور بہکا جسکو بہکا سکے۔ جبدن بلا دینگے ہم لوگوں کو ساتھ پیشواؤں اُن کے کے۔ پس جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اُس کا بیچ دہنے ہاتھ اُسکے کے۔ آیت ۵۷-۶۲-۶۸۔

محقق۔ بہت خوب۔ خدا کی ہستی ثابت کرنے کے لئے جبقدر عجیب و غریب نشان اور دلائل ہیں۔ اُن میں سے ایک اونٹنی بھی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو بہکانے کا حکم دیا ہے تو خدا ہی شیطان کا سردار اور سارے گناہوں کا موجب ہؤا۔ ایسی صورت میں اُسے خدا ماننا محض کم فہمی ہے۔ اور اگر قیامت کے دن ہی انصاف کے لئے پیغمبر اور اُس کے معتقدوں کو خدا طلب کریگا۔ تو پھر وہ قیامت تک دورہ سپرد رہیں گے؟ انصاف تو اس امر کا مقتضی ہے کہ ان کو دورہ سپرد کر کے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ بلکہ فوراً ان کا انصاف کیا جائے۔ اور یہی منصف کا اعلیٰ فرض ہے۔ خدا کے انصاف کی تو اس منصف کی سی حالت ہوئی۔ جو یہ قاعدہ مقرر کرے کہ جب تک پچاس برس تک کے چور اور ساہوکار اکٹھے نہ ہولیں۔ تب تک اُن کے مقدمے پیش نہ ہونگے۔ یہ کس قسم کا انصاف ہے کہ ایک شخص پچاس برس تک دورہ سپرد رہے اور دوسرے کے اعمال کا فیصلہ یکدم ہو جاوے۔ انصاف کا طریق تو وہی ہے جو وید اور منوسمرتی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جس میں کہ لمحہ بھر کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ اور جس کی رو سے سب بشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں اور خدا کا پیغمبروں کی گواہی پر انحصار رکھنا اس کی ہمہ دانی پر دھبہ لگاتا ہے۔ بھلا جس کتاب میں اس قسم کی باتیں درج ہوں وہ کلام اللہ اور جو اس قسم کی تعلیم دے وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

سورۃ کہف

(۱۰۴) اولئک لھم جنت عدن تجری من تحتھم الانھار یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکئین فیھا علی الارائک نعم الثواب وحسنت مرتفقا ۔

یہ لوگ کہ واسطے ان کے ہیں باغ ہمیشہ رہنے والے کہ چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ زیور پہنایا جاویگا بیچ اس کے۔ کپڑے سونے کے اور پوشاک پہنیں گے سبز عمدہ ریشمی اور زردوز۔ اور بیٹھیں گے تختوں پر تکئے لگائے ہوئے بیچ اس کے۔ اچھا ہے آرام اور اچھی ہے آرام گاہ۔ آیت ۳۰۔

محقق۔ واہ صاحب واہ۔ قرآن کا بہشت بھی خوب ہے جس میں باغ۔ زیور کپڑے گدی۔ تکئے وغیرہ عیش وعشرت کے سارے سامان موجود ہیں۔ جائے غور ہے کہ محمدی بہشت میں دنیا سے کوئی شے زیادہ آرام دینے والی نہیں۔ ہاں خصوصیت ہے تو یہ ہے کہ وہاں انصاف کا خون ہوتا ہے۔ یعنی محدود اعمال کا بدلہ غیر محدود ملتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ میٹھی اشیا کا استعمال کیا جائے تو وہی چند روز کے بعد زہر معلوم ہونگی۔ یہی حالت بہشتیوں کی تصور کرلیں۔ اس میں ہمیشہ چین اُڑاتے اُڑاتے آدمی کبھی نہ کبھی تنگ آ ہی جائیں گے اس لئے مہاکلپ[1] تک نجات کا ثمرہ اُٹھا کر پھر جنم پانا ہی صحیح مسئلہ ہے۔

(۱۰۵) وتلک القری اھلکنھم لما ظلموا وجعلنا لمھلکھم موعدا ۔

اور یہ بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظالم ہوئیں وہ اور ہم نے اُن کی ہلاکت کا قصد کیا۔ آیت ۵۸۔

محقق۔ کیا سب کی سب بستیاں گنہگار ہو گئیں؟ اور خدا کا گنہگاروں کا

---

[1] اس لفظ کی تشریح نویں باب میں دیکھو۔ (مترجم)

گناہ دیکھنے کے بعد ان کو ہلاک کرنے کا قصد کرنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ ہمہ دان نہیں ورنہ وہ پہلے سے ہی اس امر سے واقف ہوتا کہ یہ بستیاں ظالم ہو جائیں گی۔ اور ہلاک کرنے کی وجہ سے خدا بے رحم بھی ثابت ہو گیا۔

(۱۰۲) واما الغلٰم فکان ابوٰہ مؤمنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفراً حتٰی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ قالوا یٰذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض

اور وہ لڑکا بس تھے ماں باپ اس کے ایماندار۔ پس ڈرے ہم یہ کہ مبادا پکڑے ان کو سرکشی میں اور کفر میں۔ یہاں تک کہ پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی۔ پایا اس کو ڈوبتا بیچ چشمہ کیچڑ کے۔ کہا اُس نے اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج ماجوج فساد کرنے والے ہیں۔ بیچ زمین کے۔ ۷۹۔ ۸۴۔ ۹۱۔

محقق۔ خدا کی بے سمجھی پر غور کیجئے۔ اسے یہ شک ہوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دئے جائیں۔ کیا یہی خدا کا اقبال ہے۔ مصنف قرآن کی جہالت کی طرف نگاہ ڈالئے۔ اس کے خیال میں شام کے وقت سُورج ایک کیچڑ کے چشمہ میں جا ڈوبتا ہے۔ اور پھر صبح کو نکل آتا ہے۔ اس بیچارے کو کیا خبر تھی کہ سُورج تو زمین کی نسبت بہت بڑا ہے۔ وہ چشمہ۔ دریا۔ جھیل یا سمندر میں کیونکر ڈوب سکتا ہے؟ اسے علم جغرافیہ وہیئت تھوڑے ہی آتے تھے۔ ورنہ ایسی جاہلانہ باتیں کیوں لکھ مارتا۔ قرآن کے پیرو بھی بے علم ہیں۔ ورنہ وہ ایسی لغو کتاب پر کیوں یقین کرتے۔ اور دیکھئے خدا کا انصاف خود ہی وُہ دنیا کا خالق حاکم اور انصاف کنندہ ہے۔ اور خود ہی یاجوج ماجوج کو فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کیا یہ اس کی خُدائی کے شایاں ہے۔ ایسے خُدا پر جنگلی لوگ ہی یقین کر سکتے ہیں۔

سُورۃ مریم

(۱۰۷) واذکر فی الکتٰب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت

من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ہ قالت انی اعوذ با الرحمٰن منک ان کنت تقیا ہ قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا ہ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ہ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ہ

اور یاد کر د یچ کتاب کے مریم کو جب وہ الگ ہو بیٹھی اپنے لوگوں سے مکان شرقیہ میں۔ پس ڈالا انکی طرف سے ایک پردہ۔ پس بھیجا ہم نے رُوح اپنی کو یعنی فرشتے کو۔ پس صورت پکڑی واسطے اُسکے آدمی مضبوط کی۔ مریم کہنے لگی۔ میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی۔ اگرچہ تو پرہیزگار ہے۔ کہنے لگا۔ میں بھیجا ہُوا ہوں مالک تیرے کا۔ تجھ کو بخش جاؤں میں لڑکا پاک۔ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا۔ کہ نہیں چھُوا مجھ کو آدمی نے اور میں ہرگز نہیں بدکار۔ پس حاملہ ہوئی ساتھ اس کے اور چلی گئی ساتھ اس کے دُور مقام پر یعنی جنگل میں۔ آیت ۱۴ تا ۱۶۔ ۱۸۔

محقق۔ اگر سب فرشتے خدا کی رُوح ہیں۔ تو وہ خدا سے الگ وجود کبھی نہیں ہو سکتے اور یہ کیسا ظلم ہے کہ کنواری مریم کو جو کسی آدمی سے صحبت کرنا نہیں چاہتی تھی خدا کے حکم سے فرشتے نے حاملہ کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ یہاں اور بھی بہت سی باتیں تہذیب کے خلاف درج ہیں۔ جن کا ذکر مناسب نہیں۔

(۱۰۸) الم تر انا ارسلنا الشیٰطین علی الکٰفرین[1]

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اُوپر کافروں کے اور وہ خوب بہکاتے ہیں ان کو۔ آیت ۸۳۔

محقق۔ اگر شیطان کو خدا ہی بہکانے کے لئے بھیجتا ہے۔ تو شیطانوں کا اور اُن کا جنہیں وہ بہکاتا ہے کیا قصور ہے؟ کیونکہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ اسی لئے سزا بھی خدا ہی کو ملنا چاہیئے۔ اور خدا کا انصاف بھی اس امر کا مقتضی ہے کہ انسانوں کے گناہوں کے عوض میں خود خدا دوزخ میں جائے۔

---

[1] کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

سورۃ طٰہٰ

(۱۰۹) وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ ٥
یقیناً میں بخشندہ ہوں واسطے اُس آدمی کے کہ توبہ کی اور ایمان لایا اور کام کئے اچھے پھر راستہ پایا۔ آیت ۷۶۔

محقق۔ توبہ کرنے سے گناہ کے معاف ہونے کا مسئلہ کہ جس کی قرآن تعلیم دیتا ہے۔ سب کو گناہ کی طرف راغب کرنیوالا ہے۔ کیونکہ معافی کی اُمید پر انسان کو گناہ کرنے میں حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے۔ گناہوں کو فروغ دینے والی کتاب کلام اللہ اور اس میں بیان کردہ خُدا خُدا ہی نہیں ہو سکتا۔

سورۃ انبیا

(۱۱۰) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم
اور بنائے ہم نے بیچ زمین کے پہاڑ مبادا ہل جائے یہ۔ آیت ۲۹۔

محقق۔ اگر قرآن کے مصنف کو جغرافیہ طبعی آتا۔ تو وہ یہ نہ کہتا۔ کہ پہاڑ زمین کو ہلنے نہیں دیتے۔ اسی واسطے اُسے خیال گذرا کہ اگر پہاڑ نہ ہوتے۔ تو زمین لغزش کھا جاتی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ (باوجود پہاڑوں کی موجودگی کے) زلزلہ کے وقت زمین کیوں ہلتی ہے۔[1]

(۱۱۱) والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا ٥
اور ہدایت دی ہم نے اس عورت کو اور حفاظت کی اُس نے اندام نہانی اپنی کی۔ پس پھونک دیا ہم نے بیچ اُس کے روح[2] اپنی کو۔ آیت ۸۸۔

---

[1] حضرت سعدی نے بھی کہا ہے
زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ — فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ (مترجم)

[2] - دیکھو صفحہ ۷۵۰۔

محقق۔ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کجا کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں ہو سکتیں۔ ایسی باتوں سے قرآن پر دھبہ لگ گیا ہے۔ اگر قرآن میں اچھی اچھی باتیں ہوتیں تو قرآن کو وہی فضیلت ملتی جو ویدوں کو ہے۔

سُورۃ حج

(۱۱۴) الم تران اللہ یسجد لہٗ فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب یحلون فیہا من اساور من ذھب ولؤلؤ ولباسھم فیہا حریر ۝ وطھر بیتی للطائفین والقائمین ۝ ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق ۝ لیذکرا سم اللہ ۝

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ جو کوئی بیچ آسمانوں اور زمین کے ہیں سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور۔ پہنائے جائیں گے بیچ اس کے کڑے سونے کے اور موتی۔ اور پوشاک ان کی بیچ اس کے ریشمی ہے پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنیوالوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے۔ پھر چاہیئے کہ دُور کریں میل اپنی اور ادا کریں منتیں اپنی اور چاروں طرف پھریں گھر قدیم کے تاکہ نام اللہ کا یاد کریں۔ آیت ۱۷۔۲۱۔۲۴۔ ۲۷۔۳۲۔

محقق۔ بھلا بے جان اشیا کہ جنہیں خُدا کا علم ہی نہیں۔ کیونکر خدا کو سجدہ کر سکتی ہیں؟ اسلئے (قرآن کہ جس میں ایسا لکھا ہے) کلام اللہ تو کجا کسی سمجھدار آدمی کی بھی تصنیف نہیں۔ بہشت کا نقشہ خوب کھینچا ہے کہ وہاں سونے کے زیور۔ موتی اور ریشمی

صفحہ گذشتہ کے مسلمان اور عیسائی از راہِ عنایت فرماویں خدا نے اپنی ساری روح ... میں پھونکدی یا اس کا کوئی حصہ؟ اگر کوئی حصہ پھونکا۔ تو ثابت ہوا۔ خدا کے حصے ہو سکتے ہیں اور اگر ساری رُوح پھونکدی تو وہ رحم میں محدود ہو گیا۔ (مترجم)

کپڑے میں گے۔ نامعلوم اس بہشت میں یہاں کے بادشاہی محلوں سے بڑھ کر کیا شے ہے؟ اگر خدا کا بھی گھر ہے۔ تو پھر وہ اس گھر میں رہتا بھی ہو گا۔ پھر اُس کی پرستش اور بُت پرستی میں کیا فرق ہے؟ ایسی صورت میں مسلمانوں کا بُت پرستی کی تردید کرنا فضول ہے (خود را فضیحت و دیگراں رانصیحت) اگر خدا منتیں لیتا ہے اور اپنے گھر کے چاروں طرف گھومنے (پرکرما کرنے) کا حکم دیتا ہے۔ اور جانوروں کو مروا کر کھلاتا ہے تو خدا اور یہاں کے مندروں کے پُجاریوں اور بھیروں اور دُرگا وغیرہ دیوتاؤں میں کیا فرق رہا؟ اور خدا خود ہی عظیم بُت پرستی کا بانی ثابت ہوا۔ کیونکہ مسجدؐ (خانہ خدا) سب سے بڑا بُت ہے۔ پس مسلمان اور ان کا خدا بڑے بُت پرست ہیں۔ اور پُرانک اور جینی چھوٹے۔

سورۃ مومنون

(۱۱۳) ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون ٥

پھر یقیناً تم دن قیامت کے اُٹھائے جاؤ گے۔ آیت ۱۶۔

محقق - کیا قیامت تک مُردے قبر میں ہی رہیں گے یا کسی اور جگہ۔ اگر قبر میں ہی انہیں رہنا پڑیگا۔ تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں رہ کر نیک آدمیوں کو بھی عذاب سہنا پڑیگا۔ پس ظاہر ہوا کہ یہ ظلم ہے۔ اور بدبو اور عفونت زیادہ پھیلا کر بیماری پیدا کرنے کے موجب ہونے سے خدا اور اہل اسلام قصوروار ٹھہرتے ہیں۔

سورۃ نور

(۱۱۴) یوم تشہد علیہم السنتہم و ایدیہم و ارجلہم بما کانوا یعملون اللہ نور السموات و الارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح والمصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء

من یشاء

اسی روز کی گواہی دیویں گے اُوپر ان کے زبانیں ان کی۔ ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے جو وہ کرتے تھے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ نور اُس کا مانند چراغدان کے ہے بیچ اس کے چراغ ہو۔ اور چراغ بیچ قندیل شیشیوں کے ہے۔ وہ قندیل گویا ستارہ ہے چمکتا۔ روشن کیا جاتا ہے۔ چراغ درخت مبارک زیتون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ قریب ہے کہ تیل اس کا روشنی دے۔ جو نہ لگے اُوپر روشنی کے۔ راستہ دکھلاتا ہے اللہ نور اپنے کا جسکو چاہتا ہے۔ آیت ۲۴-۲-۳۵-

محقق۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ بے جان ہونے کی وجہ سے کبھی گواہی نہیں دے سکتے۔ یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے۔ کیا خدا آگ ہے یا بجلی کہ مندرجہ بالا آیتوں میں اُسے چراغ اور قندیل وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہے؟ مادی اشیا کو ایسی مشابہت دی جا سکتی ہے نہ کہ خدا کو۔

(۱۱۵) واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علی بطنہ قل اطیعواللہ واطیعوالرسول ۞

اور اللہ نے پیدا کیا ہر ایک جانور پانی سے۔ پس کوئی ان میں سے وہ ہے کہ جو چلتا ہے۔ پیٹ اپنے کے بل۔ اور جو کوئی حکم مانتا ہے اللہ کا اور رسول اُس کے کا کہ حکم مانو رسول کا تو بخشے جاؤ گے۔ آیت ۴۵-۵۱-۵۳-۵۵-

محقق۔ یہ کس قسم کی فلاسفی ہے کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پائے جاتے ہیں وہ بھی صرف پانی سے پیدا شدہ بتائے گئے ہیں۔ یہ محض لاعلمی ہے۔ جب اللہ کے ساتھ رسول کا حکم ماننا ضروری قرار دیا گیا ہے تو رسول خدا کا شریک ٹھہرایا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن میں خدا کو وحدہٗ لاشریک کہا گیا ہے۔ اور ایسا ہی مسلمان بھی کہا کرتے ہیں۔

سورۃ فرقان

(۱۱۶) و یوم تشقق السماء بالغمام و نزل الملٰئکۃ فلا تطع الکٰفرین وجاھدھم به جھادا کبیرا ○ یبدل اللہ سیاتھم حسنٰت ومن تاب وعمل صالحا فانه یتوب الی اللہ متابا ○

اور جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بادل کے اور اتارے جائیں گے فرشتے پس مت کہا مان کافروں کا اور بڑا جہاد کر ساتھ انکے۔ اور بدل ڈالتا ہے۔ اللہ برائیوں ان کی کو بھلائیوں سے کہ جو کوئی توبہ کرے اور کام کرے اچھے۔ پس یقیناً آتا ہے۔ طرف اللہ کی۔ آیت ۲۳-۵۰-۶۸-۶۹-

محقق۔ آسمان کا بادلوں کے ساتھ پھٹ جانا کبھی درست نہیں ہوسکتا آسمان کوئی مادی اور شکل والی چیز تھوڑی ہی ہے۔ کہ پھٹ جاوے۔ قرآن امن میں رخنہ اندازی کرنے اور فساد مچانے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے پارسا اور عالم اسے نہیں مان سکتے۔ یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ برائیوں کا بھلائیوں کے ساتھ تبادلہ ہوجاوے گا۔ کیا یہ نیکی و بدی تل اور ماش ہیں کہ ایک دوسرے کا تبادلہ ہوجاوے گا؟ اگر توبہ سے نجات اور خدا مل جائے تو بھی گناہ سے خوف نہ کرے۔ اس لئے یہ سب باتیں لغو ہیں۔

سورۃ شعراء

(۱۱۷) اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون ○ فارسل فرعون فی المدائن حشرین ○ الذی خلقنی فھو یھدین ○ والذی ھو یطعمنی و یسقین ○ والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین ○ ۱۹

وحی نازل کی ہے موسیٰ پر یہ کہ لے چل رات کو بندوں میرے کو یقیناً تم تعاقب کئے جاؤ گے پس بھیجے لوگ فرعون نے بیچ شہروں کے (فوج) جمع کرنے والے

اور وہ کہ جس نے پیدا کیا مجھ کو پس وہی راستہ دکھلاتا ہے اور وہ جو کھلاتا ہے مجھ کو پلاتا ہے مجھ کو اور اس کی توقع رکھتا ہوں کہ معاف کر دے گا۔ واسطے میرے گناہ میرا دن قیامت کے وہ۔ آیت ۵۰-۵۱-۷۶-۷۷-۸۸

محقق۔ جب خدا نے موسیٰ پر وحی نازل کی تو پھر داؤد، عیسٰی اور محمد صاحب پر وحی نازل کرنے کی کیا ضرورت ہوئی؟ خدا کی باتیں ہمیشہ یکساں اور غلطی سے مبرا ہوا کرتی ہیں۔ قرآن کا نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ وہ نامکمل اور غلط تھیں۔ اور اگر پہلی کتابیں صحیح ہیں۔ تو قرآن کا غلط ہونا ثابت ہو گیا۔ سب کتابوں کا جو کہ آپس میں متضاد ہیں۔ الہامی اور صحیح ہونا بالکل بعید از قیاس ہے۔ اگر خدا نے ارواح (یعنے جیو) پیدا کئے ہیں۔ تو وہ بھی مر جاویں گے۔ اگر خدا ہی سب جانداروں کو کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کسی کو بیماری نہیں ہونی چاہیئے۔ اور خدا کا انصاف بھی اس بات میں نہیں ہے۔ کہ سب کو یکساں رزق دے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ رزق دینا۔ (جیسا کہ بادشاہ اور گداکو) خدا کے انصاف پر دھبہ لگاتا ہے۔ اگر خدا ہی بیماری دور کر کے شفا بخشنے والا ہے تو مسلمانوں کو بیماری میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔ مگر ایسی صورت نہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا طبیب حاذق نہیں۔ اگر خدا مارتا اور جلاتا ہے۔ تو گناہ اور ثواب بھی اُسکے ذمہ ہونا چاہیئے۔ اگر خدا بہت سے جنموں کے اعمال کے مطابق باقاعدہ بدلہ دیتا تو وُہ خود گناہ و ثواب کا ذمہ وار نہ ہوتا۔ یہ مسئلہ کہ خدا گناہ معاف کر کے قیامت کے دن انصاف کریگا تو خدا کو گناہ کا فروغ دینے والا قرار دیتا ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ گناہ معاف نہیں کرتا۔ تو قرآن غلط ثابت ہوگا۔

(۱۸) وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۖ فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝

صرف تو آدمی مانند ہمارے ہے۔ پس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ

اونٹنی تھی ہے۔ اس کو پانی پینا ہے ایک دفعہ آیت ۱۵۰-۱۵۱۔

محقق۔ کیا یہ بات قابل تسلیم ہے۔ کہ پتھر سے اونٹنی نکل آئے۔ عرب کے لوگ جنگلی تھے۔ انہوں نے ایسی باتیں مان لیں۔ اور اونٹنی کو خدا کا نشان گردنا بھی جنگلیوں کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کا۔ ایسی بیہودہ باتیں قرآن کو کلام اللہ ہونے کے درجے سے گرا دیتی ہیں۔

سُورۂ نمل

(۱۱۸) یموسیٰ انہ انا اللہ العزیز الحکیم والق عصاک فلما راھا تھتز کانھا جان یاموسیٰ لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین

اے موسیٰ بات یہ ہے کہ یقیناً میں اللہ ہوں غالب۔ ڈال دے عصا اپنا پس جبکہ دیکھا اسکو ہلتا تھا۔ گویا کہ وہ اژدھا ہے۔ اے موسیٰ مت ڈر یقیناً نہیں ڈرتے نزدیک میرے رسول اللہ نہیں کوئی معبود۔ مگر وہی مالک عرش عظیم کا۔ یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔ آیت ۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۳۲۔

محقق اور دیکھئے وہ "اپنے منہ میاں مٹھو" اپنے ہی منہ سے اللہ اپنے آپ کو بڑا زبردست نبلاتا ہے۔ کیا اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا خدا کے شایاں ہے ایسا تو کوئی نیک انسان بھی نہیں کرتا۔ قرآنی خدا بھی خوب ہے کہ اندرجال کا تماشا دکھا کر جنگلی لوگوں کو اپنے بس میں کر لیا ہے۔ اگر وہ عرش عظیم کا مالک ہے تو وہ ایک جگہ مقیم ہونے سے خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکشی کرنا بُرا ہے تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی تعریفوں میں کتاب کے صفحے کے صفحے کیوں سیاہ کر ڈالے

---

[1] عرب میں اونٹ بھی زیادہ تر ہوتے ہیں قرآن میں جہاں دیکھو اونٹوں ہی کے گیت گائے جاتے ہیں (مترجم)

محمد صاحب نے بے شمار لوگوں کا خون کیا۔ یہ سرکشی میں داخل نہیں؟ قرآن مکرر سہ کرر باتوں (ایک ہی بات دہراتا ہے) اور اجتماع ضدین سے بھرا پڑا ہے۔

(۱۲۰) وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وھی تمر مر السحاب صنع اللہ الذی اتقن کل شیٔ انہ خبیر بما تفعلون ۝

اور دیکھے گا تو پہاڑوں کو سمجھے گا انکو جمے ہوئے اور وہ رواں ہو جائیں گے مانند بادلوں کے۔ صنعت اللہ کی جسنے استوار کیا ہر شئے کو یقیناً وہ خبردار ہے۔ اس سے کہ تم کرتے ہو۔ آیت ۸۸۔

محقق۔ بادلوں کے مانند پہاڑوں کا رواں ہونا قرآن کے مصنف کے ملک میں ہوتا ہوگا۔ اور خدا کا خبردار ہونا باغی شیطان کو گرفتار نہ کرنے اور اسے سزا نہ دینے سے عیاں ہے۔

سورۃ قصص

(۱۲۱) فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ ۰ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ انہ ھوالغفورالرحیم ۰

پس مکا مارا اسکو موسیٰ نے پس پوری کی عمر اس کی۔ کہا۔ اے رب میرے یقیناً میں نے ستم کیا۔ جان اپنی پر۔ پس معاف کر مجھہ کو بس معاف کر دیا اسکو۔ یقیناً وُہ بخشندہ مہربان ہے۔ اور مالک تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھہ چاہتا ہے۔ اور پسند کرتا ہے۔ آیت ۱۴-۱۵-۲۶۔

محقق۔ اب مسلمان اور عیسائیوں کے پیغمبر موسےٰ اور خدا کی رحم دلی کا حال دیکھئے موسےٰ ایک شخص کا خون کرتا ہے۔ اور خدا معاف کر دیتا ہے۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے کیا خدا اپنی مرضی سے ہی جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے؟ ایسی صورت میں تو وہ خدا ہی نہیں۔ اور جس کتاب میں ایسے خدا کا ذکر ہے۔ وُہ کلام اللہ نہیں ہو سکتی کیا اپنی مرضی سے ہی کسی کو شاہ اور کسی کو گدا کسی کو عالم اور کسی کو

جاہل بنا دیتا ہے۔

سورۃ عنکبوت

(۱۲۲) ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا ط وان جاھدٰک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما ۰

اور حکم دیا ہم نے آدمی کو ساتھ والدین کے نیکی کرنا اگر جھگڑا کریں تجھ سے والدین کے شریک لو ساتھ میرے اُس چیز کو کہ نہیں تجھے علم اسکا۔ پس مت کہا مان اُنکا (تم کو آنا) طرف میری ہے اور ضرور بھیجا ہے ہم نے نوح کو طرف قوم اُس کی کے پس رہا بیچ انکے ہزار برس سے پچاس برس کم آیت ۷۔ ۱۳۔

تحقیق یہ تو ٹھیک ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ اور انکے کہنے سے کسی کو خدا کا شریک نہ مانو۔ لیکن اگر والدین دروغ گوئی وغیرہ کرنے کا حکم دیویں۔ تو کیا اسوقت بھی اُنکی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔؟ پس والدین کے متعلق قرآنی تعلیم آدھی اچھی اور آدھی بُری ہے۔ اگر خدا نوح وغیرہ پیغمبروں کو ہی دُنیا میں بھیجتا ہے تو اور جانداروں کو کون بھیجتا ہے؟ اگر کہو کہ سب کو خدا ہی بھیجتا ہے۔ تو تمہارے پہلے قول کے موافق سب پیغمبر ہو گئے؟ اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی تھی تو آجکل کیوں نہیں؟ اس لئے یہ بات بالکل غلط ہے۔

سورۃ روم

(۱۲۳) اللہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون ۰ فاما الذین آمنوا وعملوا الصلحت فھم فی روضۃ یحبرون ولئن ارسلنا ریحا فراوہ مصفرا لظلوا کذالک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون ۰

اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر بھی دوسری بار کرے گا اسکو پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے

اور جس دن برپا ہوگی قیامت مایوس ہونگے گنہگار۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے۔ پس وے بیچ باغ کے سنگار کئے جاویں گے۔ اور اگر بھیجدیں ہم ایسی ہوا پس دیکھیں اس کھیتی کو زرد۔ اسطرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں ان لوگوں کے کچھ نہیں جانتے۔ آیت ۱۰-۱۱-۱۴-۵۰-۵۵-

محقق اگر اللہ دو بار دنیا کو پیدا کرتا ہے۔ اور تیسری بار نہیں کرتا۔ تو پیدائش کے پہلے اور دوسری پیدائش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہوگا۔ اور ایک دو دفعہ پیدائش کرنے کے بعد اس کی پیدا کرنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہوگی۔ انصاف کے دن گنہگاروں کے مایوس ہونے کی بات اچھی ہے لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ مسلمانوں کے سوائے اور سب گنہگار گرادانے جا کر مایوس کئے جاویں ہ کیونکہ قرآن میں عموماً گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے ہے۔ اگر باغ میں رکھنا اور سنگار کرنا ہی مسلمانوں کا بہشت ہے۔ تو اس دنیا کی مانند ہی ہوا۔ کیا بہشت میں باغبان اور سنار بھی ہونگے؟ یا خدا ہی باغبانوں وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ کسی کو کم زیور ملنے سے وہاں چوری بھی ہوتی ہوگی۔ اور چور دوزخ میں ڈالے جاتے ہونگے ایسی صورت میں تو تمہارا یہ دعوی کہ بہشت ہمیشہ کے لئے ہے۔ باطل ہو جاوے گا۔ اور خدا علم زراعت کے جانے بغیر کیونکر کسانوں کی کھیتی پر نظر رکھہ سکتا ہے۔ اگر بفرض محال یہ مانا بھی جاوے کہ خدا کو خود بخود علوم سے واقفیت ہے۔ تو پھر ایک اور اعتراض پیش آوے گا یعنی کھیتی برباد کرنے کا خوف لوگوں کو دلانا خدا کے گھمنڈ لاف زنی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر خدا نے انسانوں کے دل پر مہر لگا کر ان سے گنہہ کروایا۔ تو اس گناہ کا ذمہ وار خدا ہی کو ہونا چاہیئے۔ نہ کہ وہ انسان۔ جیسا کہ فتح و شکست کا ذمہ وار فوج کا جرنیل ہوا کرتا ہے نہ فوج۔

سُورۃ لقمان

(۱۲۴) تلک اٰیٰت الکتاب الحکیم ۝ خلق السمٰوٰت بغیر عمدٍ ترونھا والقٰی فی الارض رواسی ان تمید بکم الم تر ان اللہ یولج الیل فی النھار و یولج النھار فی الیل ۝ الم تر ان الفلک تجری فی البحر بنعمت اللہ لیریکم من آیٰتہ ۝

یہ آیات ہیں کتاب حکمت والی کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اس کو اور ڈالے بیچ کے پہاڑ مبادا کہ ہل جائے وہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ۔ کہ اللہ داخل کرتا ہے۔ رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے کیا نہیں دیکھا۔ کہ کشتیاں چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ فضل اللہ کے تاکہ دکھلاوے تم کو قدرت اپنی۔ آیت ۱-۹-۲۸-۳۰-

محقق واہ صاحب واہ! حکمت والی کتاب کی خوب کہی۔ تمہاری حکمت والی کتاب میں قریباً ساری کی ساری خلاف علم و عقل باتیں بھری پڑی ہیں مثلاً آسمان کا پیدا ہونا۔ اور اسکا بغیر ستونوں کے قائم رہنا۔ اور زمین کا پہاڑوں سے جکڑے رہنا۔ وغیرہ تھوڑے علم والا آدمی بھی ایسی (نامعقول باتیں) تحریر نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی ایسی باتیں مان سکتا ہے قرآنی حکمت کا اور نمونہ دیکھئے کہ خدا دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کراتا ہے۔ یہ کبھی ممکن نہیں۔ کیونکہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں اور جہاں رات ہے وہاں دن نہیں پھر ایک دوسرے میں داخل ہونے کا یقین سوائے جاہل مطلق کے اور کون کرسکتا ہے۔؟ اور دیکھئے کیا لکھا ہے ناؤ بھی خدا کی حکمت سے چلتی ہے۔ بتاؤ اگر لوہے یا پتھر کی ناؤ سمندر میں چلائی جاوے۔ تو وہ بھی خدا کے فضل سے چلے گی یا نہیں۔؟ -

سُورۃ سجدہ

(۱۲۵) یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہٗ الف سنۃ مما تعدون ○ ذالک علم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ثم سواہ ونفخ فیہا من روحہ ○ قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰیھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ○

تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک کے کام کی۔ پھر چڑھ جاتا ہے وہ کام طرف اس کی بیچ ایک دن کے۔ کہ ہے کہ مقدار اس دن کی ہزار برس ان برسوں سے۔ کہ جن سے گنتے ہو تم۔ یہ ہے جاننے والا غیب کا اور آشکارا کا۔ غالب مہربان۔ پھر سیدھا کیا اس کو اور پھونکا بیچ رُوح اپنی سے کہہ قبض کرے گا تم کو ملک الموت وُہ جو مقرر کیا گیا ہے۔ تم پر۔ اگر چاہتے ہم ضرور پہونچاتے ہم ہر ایک آدمی کو ہدایت اس کی لیکن قائم ہوگئی ہے یہ بات میری طرف سے کہ ضرور بھردوں گا دوزخ میں جن اور آدمی جمع کر کے۔ آیت ۴-۵-۸-۱۰-۱۲

محقق اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ محمدی خدا انسان کی طرح ایک خاص جگہ پر مقیم ہے۔ ورنہ کسی ایک مقام پر خدا کا تدبیر کرنا اور کام کا اسکی طرف چڑھ جانا کیونکر ممکن ہوتا؟ اگر خدا فرشتے بھیجتا ہے۔ تو بھی اُسکا ایک جگہ مقیم ہونا عیاں ہے۔ کیونکہ آسمان پر لٹکتا رہتا ہوگا۔ اور فرشتے دوڑ آتا ہوگا۔ اگر فرشتے رشوت لیکر۔ کوئی معاملہ بگاڑ دیں یا کسی مُردے کو چھوڑ جائیں تو خدا کو اس امر کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔؟ وہ کوئی حاضر و ناظر اور ہمہ دان تھوڑا ہی ہے۔ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ کام میں لگ جانا اور خدا کا اوپر نیچے آجا کر انتظام کرنے کی ضرورت کا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وُہ قادر مطلق بھی نہیں۔ اگر ملک الموت کے ہاتھ میں لوگوں کی موت ہے۔ تو ملک الموت کی کس کے ہاتھ میں ہے۔؟

اگر وہ غیر فانی ہے۔ تو بلا شبہ خدا کا شریک ہوا۔ پھر دیکھئے خدا آدمیوں کو ہدایت تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اپنی مرضی سے دوزخ کو ان سے بھرتا ہے اور انہیں آزار پہنچا کر خود تماشہ دیکھتا ہے۔ کیا خدا کے یہی لچھن (اوصاف) ہیں اور کیا جو کتاب کہ ایسے خدا کی تعلیم دے۔ وہ کلام اللہ ہو سکتی ہے؟،

سورۃ احزاب

(۱۲۶) قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل ۞ ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین ذلک علی اللہ یسیرا ۞

کہہ کہ کبھی فائدہ نہ دیگا بھاگنا تم کو موت یا قتل سے۔ اے نبی کی عورتو! جو کوئی کرے گی تم میں سے ظاہرا بے حیائی دُگنا کیا جاوے گا واسطے اس کے عذاب اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان۔ آیت ۱۶-۳۰۔

محقق یہ تحریر محمدؐ صاحب نے اس مطلب سے کی ہوگی کہ لڑائی میں نہ بھاگے اور اپنی فتح ہو۔ اور مرنے سے کوئی نہ ڈرے اپنا اقبال بڑھے۔ اور نیز بھی اگر عورتیں بیحیائی نہ کریں۔ تو کیا محمدؐ صاحب خود پردے کریں۔ یہ کس قسم کا انصاف ہے۔ کہ عورتوں پر عذاب ہو اور محمدؐ صاحب پر نہ ہو۔

(۱۲۷) وقرن فی بیوتکن ۞ اطعن اللہ ورسولہ ۞ فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاءھم اذا قضوا منھن وکان امر اللہ مفعولا ۞ ما کان علی النبی من حرج فیما ۞ وما کان محمد ابا احد ۞ وامراۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ترجی من تشاء من ھن وتوی الیک من تشاء فلا جناح علیک یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی ۞

اور ٹھہری رہو بیچ گھروں اپنے کے حکم مانو اللہ اور رسول کا اور کسی کا نہیں

پس جب پوری کر لی زید نے حاجت اس سے بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اسکو تاکہ نہ ہووا اوپر ایمانداروں کے تنگی بیچ اپنے منہ بولے بیٹیوں کی بیوں کے۔ جب جب پوری کرلیں حاجت ان سے اور ہے حکم اللہ کا مانا گیا۔ نہیں ہے اوپر نبی کے کچھہ تنگی بیچ اُس کے۔ نہیں ہے محمدؐ باپ کسی مرد کا۔ اور حلال کی عورت ایماندار جس نے دیدی بغیر مہر کے جان اپنی واسطے نبی کے تاخیر میں ڈال تو جس کو چاہے ان میں سے اور جگہ دے طرف اپنی جس کو چاہے نہیں گناہ اوپر تیرے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو گھروں میں پیغمبر کے آیت ۳۷-۳۸-۴۰-۵۰-۵۱-۵۲

محقق یہ تو ظلم ہے کہ عورتوں کو گھر میں قید کر کے رکھا جائے اور مرد کھلے پھریں۔ کیا عورتوں کا دل نہیں چاہتا ہوگا کہ ہم صاف ہوا میں سانس لیں۔ فراخ جگہ پھریں اور جہان کی بے شمار چیزیں دیکھیں؟۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے لڑکے عموماً آوارہ گرد اور شہوت پرست ہوتے ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کے احکام ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ یا مخالف۔ اگر موافق ہیں تو یہ کہنا کہ " دونوں کا حکم مانو" فضول ہے اگر مخالف ہیں۔ تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہوگا۔ ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان ہو جائے گا۔ اور ایک کا شریک دوسرا بن جائیگا وہ قرآنی خدا اور پیغمبر آپ نے اپنی مطلب برآری کیلئے کیا کیا نہیں کیا! محمدؐ صاحب اگر شہوت پرست نہ ہوتے تو مُنہ بولے بیٹے کی جورو کو اپنی بیوی کیوں بنا لیتے؟ اسپر طرّہ یہ۔ کہ خدا بھی اس کام میں رسول کا معاون بن گیا۔ اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دیا۔ جنگلی آدمی بھی اپنی بہو سے پرہیز کرتا ہے۔ اور کیسا غضب ہے کہ نبی کی شہوت رانی میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اگر نبی کسی کا باپ نہ تھا تو مُنہ بولا بیٹا (زید) کس کا بیٹا تھا۔ جب بیٹے کی بہو پر بھی ہاتھہ صاف کرنے سے پیغمبر صاحب نہ رُک سکے۔ تو اوروں سے کیونکر بچے ہوں گے۔ پیغمبر صاحب کسی غار ہی چالاکی کیوں نہ برتیں پردہ پوشی نہیں ہوسکتی۔ اور قابل مذمت بات کبھی اچھی نہیں ہوسکتی کیا اگر غیر عورت بھی اپنی رضامندی سے نبی کے ساتھہ بیاہ کرنا چاہے۔ تو وہ بھی

حلال ہوگی؟ اور یہ نوانذھیر کی بات ہے کہ نبی اپنی جس عورت کو چاہے چھوڑ دیوے اور کوئی عورت پیغمبر صاحب کو خواہ اُسکا قصور ہی کیوں نہ ہو۔ کبھی نہ چھوڑ ئے۔ اگر پیغمبرؐ کے گھر میں بُری نیت سے داخل ہونا اور دن کیلئے منع ہے تو ضرور ہے کہ پیغمبر صاحب کے لئے بھی بلاتحاشہ غیروں کے گھر چلے جانا روانہ ہو۔ ورنہ محمدؐ صاحب کی عزت میں فرق آ دے۔ کون عقل کا اندھا ہوگا۔ کہ جو قرآن کو کلام اللہ اور محمدؐ صاحب کو رسولؐ اور محمدؐی خدا کو خدا مان لے ؟ تعجب کہ ایسے لچر غیر مدلل۔ خلاف عقل۔ دھرم مذہب کو عرب کے باشندوں نے قبول کرلیا۔

(۱۲۸) وما کان لکم ان توذو رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہٖ ابدا ط ان لکم کان عند اللّٰہ عظیما ہ ان الذین یوذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ والذین یوذون المؤمنین والمومنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۔ ملعونین اینما ثقفوا اخذ و وقتلوا تقتیلا ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا ہ

نہیں لائق تمہارے یہ کہ ایذا پہنچاؤ رسول کو اور یہ کہ نکاح کرو ساتھ اس کی بیوی کے پیچھے اس کے کبھی۔ یقیناً یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ۔ جو لوگ کہ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو۔ لعنت کی ہے انپر اللہ نے اور وے لوگ کہ ایذا پہنچاتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بلاقصور پس اُٹھایا انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ۔ لعنتی جہاں پائے جاویں پکڑے جاویں۔ خوب قتل کئے جاویں۔ اے رب ہمارے وے انکو دگنا عذاب اور بڑی لعنت کر۔ آیت ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۲۔ ۶۸۔

محقق۔ خوب خدا نے کیسی نیک نیتی سے اپنی خدائی کا اظہار کیا ہے۔ لوگوں کو

لہ خوب محمدؐ صاحب تو منہ بولے بیٹے کی بیوی کے ساتھ اسکی زندگی میں نکاح کرلیویں۔ اور حضرت کی بیوی کے ساتھ اُنکے مرنے کے بعد بھی کوئی نکاح نہ کرے۔ بھلا! اگر بیویوں کو نکاح کی ضرورت محسوس ہو۔ تو وہ کیا کریں (مترجم)

تو اس نے اِس بات کا حکم دیا کہ رسول کو مت ایذا پہنچائیں لیکن اُسے یہ لازم تھا کہ رسول کو بھی دوسروں کی ایذارسانی سے باز رکھتا۔ کیا کوئی خدا کو بھی ایذا پہنچا سکتا ہے؟ اگر یہ سچ ہے۔ تو وہ خدا بھی عجیب خدا ہے۔ کیا اللہ اور رسول کو ایذا پہنچانے کی ممانعت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ اور رسول آزاد ہیں جسے چاہیں ایذا پہنچائیں اور لوگ بھی سوائے اللہ اور رسول کے اور جس سے چاہیں ایذا پہنچائیں جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا پہنچانا بُرا ہے ویسا ہی اور مذہب والوں کو ایذا پہنچانا بُرا ہے اس بات سے انکار کرنے والا متعصب ہے۔ جیسے غدر مچانے والا خدا اور نبی بے رحم ہیں۔ ویسا دنیا میں اور کم ہی ہوگا۔ جیسا سلوک کافروں سے مسلمانوں کو کرنا لکھا ہے یعنی انکو جہاں پاؤ پکڑو اور خوب قتل کرو۔ ویسا ہی اگر اور مذہب والے مسلمانوں سے روا رکھیں تو کیا مسلمان بُرا نہ منائیں گے؟ پیغمبر صاحب وغیرہ کیسے ایذا رساں ہیں کہ خدا سے اپنے مخالفوں کے لئے دُگنا عذاب دینے کی دُعا مانگتے ہیں۔ اس سے انکی خود غرضی اور بدنیتی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اسی لئے اب تک بھی مسلمانوں میں بہت سے شریر لوگ ہیں۔ کہ دوسروں کو تنگ کرنے سے بالکل نہیں جھجکتے۔ سچ ہے بغیر تعلیم و تربیت کے انسان حیوان کے مانند ہوتا ہے۔

سُورۃ فاطر

(۱۲۹) واللہ الذی ارسل الریح فتثیر سحابا فسقنٰہ الی بلد میت فاحیینا به الارض بعد موتها کذالک النشور۔ الذی احلنا دار المقامة من فضله لا یمسنا فیها لغوب ۵

اور اللہ وہ ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو پس اُٹھاتی ہیں بادلوں کو پس ہانک لیتے ہیں طرف شہر مردہ کے پس زندہ کیا ہم نے اِس سے زمین کو بعد موت اس کی کے اسی طرح قبروں میں سے نکلنا ہے۔ جسنے اتارا بیچ گھر ہمیشہ رہنے والے کے فضل اپنے سے نہیں تکلیف دیتی ہم کو بیچ اُس کے محنت اور نہیں محسوس ہوتی بیچ اُسکے تھکان

آیت -۹-۳۵-

محقق - یہ تو عجیب فلاسفی ہے کہ خدا ہوا کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے اور خدا اس سے مُردے جلاتا پھرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی کبھی نہیں ہو سکتیں کیونکہ خدا کا کام برابر یکساں رہتا ہے۔ گھر جو نکہ بنانے سے بنتے ہیں اور جو چیز بنتی ہے وہ مفید نہیں رہ سکتی اس لئے ہمیشہ رہنے والے گھروں کا ذکر ایک ڈھکوسلہ ہے۔ اور جسم وجود بغیر محنت کے تکلیف میں اور بیمار رہتا ہے۔ جب ایک عورت سے صحبت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ تو بہت سی عورتوں سے عیش و عشرت میں مشغول ہونا نہ معلوم کسقدر نقصان پیدا کرے گا۔ پس مسلمانوں کو ابدی بہشت بھی ہمیشہ راحت بخش ثابت نہیں ہو سکتا۔

سورۃ یٰسین

(۱۳۰) والقرآن الحکیم ہ انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم ہ تنزیل العزیز الرحیم ہ

قسم ہے قرآن پختہ کی یقیناً تو رسولوں میں ہے اُوپر راہ سیدھی سے اُتارا ہے غالب مہربان۔ آیت -۱-۲-۳-۴-

محقق اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو خدا اس کی قسم نہ کھاتا۔ اگر نبی (محمدؐ) رسول ہوتا تو مُنہ بولے بیٹے کی جورو پر عاشق کیوں ہوتا؟ یہ تو صرف کہنے ہی کی بات ہے کہ قرآن کے پیرو راہ راست پر ہیں۔ کیونکہ سچ ماننا۔ سچ بولنا۔ سچ پر عمل کرنا تعصب سے پاک ہو کر انصاف اور دھرم کی پیروی کرنا ہی راہ راست ہے۔ مگر یہ خوبیاں۔ نہ قرآن میں نہ مسلمانوں میں اور حضرت محمدؐ ہی خدا میں پائی جاتی ہیں۔ اگر سب پر غالب حضرت محمدؐ ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور صفات حمیدہ سے پیراستہ ہوتے موجودہ حالت میں تو یہ مثال صادق آتی ہے ؎

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است

(۱۳۱) ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الیٰ ربھم ینسلون ونشھد ارجلھم بما کانو یکسبون ٥ انما امرہٗ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون

اور نرسنگا پھونکا جاویگا۔ پس ناگہاں وہ قبروں میں سے رب اپنے کی طرف دوڑینگے اور گواہی دینگے پاؤں انکے ان کی کمائی پر یہی ہے حکم اسکا کہ جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہنا ہے واسطے اسکے کہ ہو جا اس ہو جاتا ہے آیت ۵۰-۶۳-۸۰

محقق سنئے واہیات باتیں۔ کیا پاؤں بھی گواہی دے سکتے ہیں؟ بوقت پیدائش خدا کے سوا اور کون تھا کہ جسے خدا نے حکم دیا کہ ہو جا؟ اور وہ حکم کس نے سُنا اور کون ہو گیا؟ اگر کہو کہ خدا کے علاوہ کوئی اور موجود بھی تھا کہ جس سے خدا مخاطب ہوا تو تمہارا یہ دعویٰ کہ ابتدا میں سوائے خدا کے اور کچھ نہ تھا۔ خدا نے ہی سب کچھ نیستی سے ہستی میں نمودار کیا۔ باطل ہو جاتا ہے۔

سورۃ صافات

(۱۳۲) یطاف علیھم بکاس من معین ٥ بیضاء لذۃ للشربین ٥ وعندھم قٰصرٰت الطرف عین ٥ کانھن بیض مکنون انما نحن بمیتین وان لوطا لمن المرسلین اذ نجینٰہ واھلہ اجمعین الا عجوزا فی الغٰبرین ثم دمرنا الاٰخرین ٥

گھمایا جاویگا اُنکے اُوپر پیالہ شراب لطیف کا سفید مزے دار واسطے پینے والوں کے پاس انکے بیٹھی ہوں گی نیچے آنکھ رکھنے والی عورتیں۔ گویا وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے کیا بس ہم نہیں مریں گے؟ اور لوط یقیناً رسولوں میں سے تھا۔ جبکہ نجات دی ہم نے اسکو اور لوگوں اسکے کو لیکن ایک بڑھیا پیچھے رہنے والوں میں سے ہے۔ پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو آیت ۴۴-۴۵-۴۸-۵۷-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۴-۱۳۴۔

محقق کیوں مسلمان صاحب یہاں تو شراب کو حرام مانتے ہو۔ لیکن تمہارے

بہشت میں تو شراب کی ندیاں بہتی ہیں۔ اس سے یہ تو فائدہ ہے کہ مسلمان یہاں شراب سے پرہیز کریں گے۔ لیکن یہاں کی کسر اگلی دُنیا میں نکالیں گے عورتوں کی کثرت سے کسی کا بھی دل اپنے قابو میں نہ رہتا ہو گا۔ اور بہت سی بیماریاں بھی ہوتی ہوں گی۔ اگر بہشت کے رہنے والے مجسّم ہیں۔ تو وہ ایک ایک دن ضرور مریں گے اور اگر مجسّم نہیں تو عیش و عشرت بھی نہ کر سکیں گے پھر انکا بہشت میں رہنا ہی ائیگاں ہے۔ اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو۔ تو بائبل میں بیان کی ہوئی لوط کی کرتوت (یعنی اُسکا اپنی بیٹیوں سے جماع کر کے دولڑکے پیدا کرنا) بھی سچ مانتے ہو؟ اگر مانتے ہو تو اس قسم کے آدمی کو پیغمبر ماننے سے قصوروار ہو۔ اگر اس قسم کے پیغمبر کو خدا نجات دیتا ہے۔ تو وہ خدا بھی اپنے پیغمبر ہی کے مانند ہو گا۔ اور بڑھیا کا قصہ بیان کرنے والا اور طرفداری سے دوسروں کو مارنے والا خدا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے خدا کی مسلمانوں ہی کے گھر میں سمائی ہے اور کہیں نہیں۔

سورۃ ص

(۱۳۳) جنّٰت عدن مفتحۃ لہم الابواب ٭ متکئین فیہا یدعون فیہا بفاکہۃ کثیرۃ وشراب ٭ وعندہم قٰصرٰت الطرف اتراب ٭ فسجد الملٰئکۃ کلہم اجمعون ٭ الا ابلیس استکبر وکان من الکٰفرین ٭ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدیّ استکبرت ام کنت من العالین ٭ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ٭ قال فاخرج منہا فانک رجیم ٭ وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین ٭ قال رب فانظرنی الیٰ یوم یبعثون ٭ قال فانک من المنظرین ٭ الیٰ یوم الوقت المعلوم ٭ قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین ٭

ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں کھلے ہوئے دروازے انکے واسطے ان کے تکیے لگے ہوئے ہیں بیچ انکے منگوائیں گے بیچ اسکے میوے اور پینے والی چیز اور پاس ان کے ہوں گی

اُن کے نیچے نگاہ والیاں ہم عمر عورتیں۔ بس سجدہ کیا فرشتوں نے سب لیکن شیطان نے نہ مانا۔ تکبر کیا۔ اور وُہ تھا کافروں میں سے اے شیطان کس چیز نے روکا تجھ کو اس سے کہ سجدہ کرے واسطے اس چیز کے کہ بنائی میں نے دونوں ہاتھوں اپنے سے۔ کیا تکبر کیا تو نے یا قابل تعظیم لوگوں میں سے۔ کہا کہ میں اچھا ہوں پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اسکو مٹی سے۔ کہا بس نکل تو بہشت میں سے یقیناً تو مردود ہے اوپر تیرے لعنت ہے انصاف کے دن تک۔ کہا اے مالک مجھے مہلت دے اس دن تک کہ اُٹھائے جائیں گے مردے کہا کہ بس یقیناً تجھے مہلت دی گئی ہے اس وقت کے دن تک کہ جو معلوم ہے کہا کہ بس قسم ہے عزت تیری کی۔ ضرور گمراہ کرونگا ان سب کو میں۔ آیت ۴۱-۵۰-۵۱-۷۰-۷۳-۷۸۔

محقق۔ اگر سچ مچ قرآنی بہشت میں باغ باغیچے۔ نہریں۔ مکانات وغیرہ ہیں تو

نہ صفحہ گذشتہ:۔ اسلامی بہشت کے متعلق خواجہ حافظ شیرازی نے یوں فرمایا ہے ؎

چو طفلاں تا کے اے واعظ فریبی ۔ بہ سیب بوستان و جوئے شیرم

اسی خیال کو دوسری غزل کے ایک شعر میں ان لفظوں میں ادا کیا ہے ؎

چو طفلاں زاہد تا کے فریبی ۔ بہ سیب بوستان و شہد و شیرم

اس کی تشریح حاشیہ پر ان الفاظ میں لکھی ہے (اے زاہد مرا مثل طفلاں تا کہ بہ سیب باغ بہشت و شہد و شیر آنجا فریب میدہی۔ ازیں گفتگو باز آ کہ ہیچ فائدہ نہ بخشد) اسکا اردو لفظی ترجمہ یہ ہے اے زاہد تو مجھے بچوں کے مانند بہشت کے باغ کے سیب اور شہد اور دودھ کی نہریں سُنا سُنا کر کب تک فریب دیتا رہیگا۔ اس بکواس کو چھوڑ کر یہ سراسر بے فائدہ ہے، اور دیکھئے حضرت داغ قرآنی بیان کردہ اسلامی جنت میں کس نکتہ نگاہ سے جانا پسند نہیں کرتے ؎

ایسے جنت کو کیا کرے کوئی ۔ جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں

اسی خیال کو غالب نے ایک شعر میں یوں لکھا ہے ؎

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ۔ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ثابت ہوتا ہے کہ نہ وہ ہمیشہ تھے اور نہ وہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز مرکب ہے۔ وہ مرکب ہونے سے پہلے نہ تھی۔ اور جب اسکے اجزا الگ الگ ہوجائیں گے تو اس کی ہستی نہ رہے گی یہی حالت بہشت کی سمجھنی چاہیے جب بہشت ہی ہمیشہ نہیں رہنے کا۔ تو وہاں کے لوگ ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں۔ اور نیکیوں میووں اور پینے کی اشیا کا ذکر ظاہر کرتا ہے۔ کہ مذہب اسلام کے جاری ہونے کے زمانہ میں عرب افلاس کی حالت میں تھا۔ اسی لئے محمد صاحب نے ان چیزوں کا لالچ دے کر مفلسوں کو اپنے مذہب میں شامل کرلیا۔ پھر عورتوں کی موجودگی بہشت میں ابدی راحت کا ہونا غلط ثابت کرتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ عورتیں کسی اور جگہ سے آئی ہیں یا ہمیشہ سے بہشت میں رہتی ہیں پہلی صورت میں انہیں کبھی نہ کبھی بہشت سے نکالنا پڑیگا۔ اور دوسری صورت یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے اُن کا بہشت میں کیا کام ہے ؟ خدا کا اقبال دیکھئے کہ اور تو سب فرشتوں نے بموجب حکم آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے اس حکم کی کوئی پرواہ نہ کی۔ خدا نے بہتیرا ڈرایا اور کہا کہ میں نے جس چیز کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اُسے سجدہ کر اور تکبر نہ کر مگر شیطان نے ایک نہ مانی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا انسان کے مانند وہ ہاتھوں والا تھا۔ بھلا پھر وہ کیونکر سب جگہ حاضر و ناظر و قادر مطلق ہوسکتا ہے پھر شیطان کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ جو اُس نے پیش کی معقول تھی یعنی وہ آدم سے افضل تھا۔ اسپر خدا نے غصہ کیوں کیا ؟ کیا آسمان پر ہی خدا کا گھر ہے زمین پر نہیں ؟ اور کیا وجہ کہ پہلے کعبہ کو خدا کا گھر بنایا تھا۔ پھر خدا کا اپنی مملکت سے شیطان کا نکال دینا کیونکر ممکن ہے کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں وہ صرف بہشت کا ہی بادشاہ ہے اور دیکھئے خدا اور شیطان کے آپس میں دو دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ خدا نے شیطان کو لعنت دی اور قید کرلیا۔ شیطان نے کہا۔ اے مالک مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے اُس کی خوشامد سے خوش ہوکر چھوڑ دیا۔ چھوٹ کر شیطان کہتا ہے کہ اب میں لوگوں کو خوب بہکاؤں گا۔ اور غدر مچاؤں گا۔ خدا جواب دیتا ہے کہ جنہیں تو بہکاسکے گا انہیں میں

دوزخ میں ڈالونگا اور تجھ کو بھی ڈرانا بتائیں کہ شیطان کا بہکانے والا خدا ہے یا وہ خود بخود گمراہ ہوگیا ہے پہلی صورت میں تو خدا پر حرف آتا ہے اور وہ شیطان کا بھی شیطان ٹھہرتا ہے دوسری صورت میں اگر شیطان خود گمراہ ہوا ہے تو انسان بھی گمراہ ہوسکتے ہیں شیطان کی ضرورت نہیں رہا اگر شیطان کو کھلا چھوڑ دینے سے خدا بھی دھرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے - اگر خدا خود ہی گناہ کروا کے اس کی سزا دے تو بے انصاف ٹھہرتا ہے ۔

سورۃ زمر

(۱۳۴) ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا ط انہٗ ھو الغفور الرحیم ہ والارض جمیعا قبضتہٗ یوم القیمۃ والسموٰت وجای بالنبیین والشہداء ۔

اللہ معاف کرتا ہے گناہ سارے یقیناً وہ ہے بخشندہ مہربان اور زمین ساری مٹھی میں ہوگی اس کے دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہوئے بیچ داہنے ہاتھ اس کے - چمک اٹھے گی زمین ساتھ روشنی مالک اپنے کے اور رکھے جاویں گے اعمالنامے اور لایا جاویگا نبیوں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جاویگا - آیت ۵۳-۶۷-۶۹

محقق اگر خدا سارے گناہ معاف کرتا ہے تو ساری دنیا کو گناہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور بے رحم ہے کیونکہ کسی شریر آدمی پر ترس کھا کر اسکا قصور معاف کر دینا اس کی شرارت کو بڑھانا اور نیک آدمیوں کو ایذا پہنچانے کی طرف راغب کرنا ہے - تھوڑا سا گناہ بھی معاف ہو جانے سے بالکل گناہ ہی گناہ جہان میں پھیل جاویگا - اور خدا کی روشنی سے کیا مراد ہے - کیا خدا آگ کے مانند روشن ہے - اعمالنامے کہاں جمع ہیں اور وہ کون لکھتا ہے ؟ اگر خدا انصاف کرنے میں پیغمبروں اور گواہوں کا محتاج ہے

---

۱ ایک مسلمان شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

تو وہ کم علم اور کم قدرت والا ہے۔ اگر وہ بے انصافی نہیں کرتا۔ انصاف ہی کرتا ہے۔ تو اعمال کا لحاظ رکھ کر انصاف کرتا ہوگا۔ اور اعمال پچھلے اگلے اور اس جنم کے ہی ہو سکتے۔ ایسی صورت میں اُسکا گناہ معاف کرنا۔ دلوں پر مہر لگانا اور ہدایت نہ کرنا شیطان سے لوگوں کو گمراہ کرانا دورہ سپرد رکھنا یہ سب باتیں خدائی انصاف سے بعید ہیں۔

سورۃ مومن

(۱۳۵) تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم غافر الذنب وقابل التوب

ترجمہ (اس) آیت کا اللہ غالب دانا کی طرف سے ہے بخشندہ گناہوں کا اور منظور کرنے والا توبہ کا۔ آیت ۱-۲-

محقق۔قرآن کا خدا کی طرف منسوب کرنا اس مطلب کیلئے ہے کہ سیدھے سادے آدمی اس پر ایمان لے آویں۔ اس کتاب میں سوائے محدود سے چند باتوں کے سب لغویات بھری پڑی ہیں۔ اسکا سچ بھی جھوٹ کے ساتھ مل کر خراب ہو گیا پس قرآن قرآنی خدا اور قرآن کے معتقد سب گناہ پھیلانے والے اور گناہوں کو فروغ دینے والے ہیں گناہوں کا معاف کرنا اول درجہ کا ادھرم ہے اسی وجہ سے مسلمان گناہ کرنے اور فساد برپا کرنے سے کم ڈرتے ہیں۔ بلکہ نہیں ڈرتے۔

سورۃ حم سجدہ

(۱۳۶) فقضھن سبع سموٰت فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا حتی اذا ما جاءوھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ ط

پس بنایا کیا اسکو سات آسمان بیچ دو دن کے اور ڈال دیا ہم نے بیچ ہر ایک کے حکم اسکا یہاں تک کہ جب ... گواہی دینگے ... انکا ... انکے ...

انکی اور چمڑے اُنکے اُن کے کام کی اور کہینگے چمڑوں اپنوں سے کہ کیوں گواہی دی اوپر ہمارے کہینگے بلایا ہے ہم کو اللہ نے جسنے گویائی دی ہر شئے کو۔ وہ چلانیوالا ہے مُردوں کو آیت ۱۲۔۱۹۔۳۸۔

محقق۔ بہت خوب! جس خدا کو مسلمان قادر مطلق مانتے ہیں۔ وہ سات آسمانوں کو دو دن میں بنا سکا۔ قادر مطلق تو وہ ہے جو سب اشیا کو لمحہ بھر میں پیدا کر سکے بھلا آنکھ کان اور چمڑے کیونکر گواہی دے سکیں گے وہ تو بے جان ہیں۔ اگر کہو کہ انہیں سے گواہی دلا دیگا تو پہلے خدا اُنہیں بے جان ہی پیدا نہ کرتا۔ اگر کہو کہ خدا انہیں گواہی دینے کی طاقت عطا کرے گا۔ تو اعتراض واقع ہوتا ہے۔ کہ خدا اپنا قانون آپ کیسے توڑیگا؟ آگے جا کر ایک اس سے بھی بڑھکر لغو بات لکھی ہے کہ جب چمڑے گواہی دیں گے تو چمڑوں والے آدمی اپنے چمڑوں سے پوچھیں گے کہ تم نے گواہی کیوں دی۔ وہ جواب دیں گے کہ خدا نے دلائی ہم کیا کریں؟ بھلا یہ کبھی ممکن ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ میں نے بانجھ کا لڑکا دیکھا۔ جب لڑکا ہے تو اس کی ماں بانجھ کیسے کہلا سکتی ہے اگر بانجھ ہے تو لڑکا کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خدا مُردے جلاتا ہے تو پہلے اُنہیں مارتا ہی کیوں ہے۔ کیا خدا آپ بھی مر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو مرنا برا خیال کیوں کرتا ہے؟ اور قیامت تک مردے کس مسلمان گے گھر میں رہیں گے؟ اور خدا انہیں بلا قصور کیوں دورہ سپرد رکھے گا۔ چھٹ پٹ انصاف کیوں نہیں کر دیتا؟ ایسا کرنے سے اس کی خدائی میں فرق آتا ہے۔

سورۃ شوریٰ

(۱۳۷) لہٗ مقالید السمٰوٰت والارض یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ویخلق ما یشاء یہب لمن یشاء اناثا ویہب لمن یشاء الذکور او یزوجہم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وری حجاب

واسطے اُسکے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے واسطے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور دیتا ہے جسکو چاہے

بیٹیاں اور دیتا ہے جسکو چاہے بیٹے یا جوڑے دیتا ہے اُنکو بیٹے اور بیٹیاں جسکو چاہے کرے بانجھ اور نہیں ہے طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ مگر دل میں ڈالکر یا پیچھے سے پردہ کے یا بھیجے فرشتہ (رسول) پیغام لانیوالا۔ آیت ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱

محقق خدا کے پاس کنجیوں کا خزانہ بھرا پڑا ہوگا۔ کیونکہ سب مقامات کے تالے کھولنے پڑے ہوں گے۔ یہ تو لڑکوں کی سی بات ہے۔ کہ جسکو چاہتا ہے اُسکا بغیر نیک و بد اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔ ایسے تو خدا بے انصاف ٹھہرتا ہے۔ اور دیکھئے قرآن کے مصنف کی چالاکی۔ عورتوں کو دام میں لانے کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ "جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے" بتائیے کہ خدا دوسرا خدا پیدا کر سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا تو تمہارے اعتقاد کے مطابق قادر مطلق نہ رہا۔ بھلا انسانوں میں سے تو خدا جسے چاہے بیٹے بیٹیاں دے دیتا ہے لیکن مرغوں مچھلیوں سوروں وغیرہ کو بہت سے بیٹے بیٹیاں کون دیتا ہے؟ اگر خدا کسی کو بغیر مرد و عورت کی مجامعت کے کیوں بیٹے بیٹیاں نہیں دیتا؟ اور کسی کو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر تکلیف کیوں پہنچاتا ہے؟ خدا کا رعب بھی خوب ہے کہ اُسکے سامنے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ پردہ ڈال کر باتیں کر سکتا ہے۔ یا فرشتوں کی معرفت۔ اگر یہ سچ ہے تو فرشتے اور پیغمبر خوب اپنا مطلب نکالتے ہوں گے۔ اور پردہ کے پیچھے سے یا اوروں کے ذریعہ ڈاک کے مانند بات چیت کرنا ثابت کرتا ہے کہ خدا حاضر و ناظر اور

ملہ اس آیت کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ محمد صاحب دو پردوں کے بیچ میں تھے کہ انہوں نے خدا کی آواز سُنی۔ ایک پردہ زری کا تھا اور دوسرا سفید موتیوں کا اور دونوں پردوں میں اس قدر فاصلہ تھا کہ جو ستر برس میں طے ہو سکے۔ اب دانا غور کریں کہ یہ خدا ہے یا پردہ کی آڑ میں یار کرنے والی عورت۔ ان لوگوں نے تو خدا کی بُری گت کی ہے۔ کہاں وید اور اپنشد وغیرہ ست شاستروں میں بیان کردہ پاک پرماتما اور کہاں قرآن کا پردہ کی آڑ میں بات کرنیوالا خدا اصل بات یہ ہے کہ عرب کے لوگ جاہل تھے۔ علمی باتیں کس کے گھر سے لاتے؟۔

ہمہ داں نہیں گویا وہ خدا ہی نہیں۔ بلکہ کوئی چالاک آدمی ہے اسواسطے یہ قرآن ہرگز خدا کا بنایا نہیں ہو سکتا۔

سورۃ زخرف

(۱۳۸) فلما جاء عیسیٰ بالبینٰت اور جب آیا عیسیٰ ساتھ دلائل روشن کے آیت ۵۹

محقق اگر عیسیٰ بھی خدا کا رسول ہے۔ تو اس کی تعلیم کے برعکس خدا نے قرآن کیوں نازل کیا؟ اور قرآن کے برعکس انجیل کیوں اُتاری۔ پس ثابت ہوا کہ یہ دونوں کتابیں کلام اللہ نہیں۔

سورۃ دخان

(۱۳۹) خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم کذلک و زوجنٰھم بحور عین۔

پکڑو اسکو پس گھسیٹو اسکو بیچوں بیچ دوزخ کے۔ اسی طرح رہیں گے اور بیاہ دیں گے انکو ساتھ گوریوں اچھی آنکھ والیوں کے۔ آیت ۴۳ - ۵۰

محقق خوب! خدا کا رحم جانداروں پر خوب عیاں ہے کہ انکو پکڑواتا اور گھسیٹواتا ہے جب معبود ہی ایسا ہے تو اسکے عابد مسلمان عاجزوں کو پکڑیں اور گھسیٹیں تو کیا تعجب ہے؟ پھر خدا دنیا داروں کی طرح بیاہ بھی کراتا ہے۔ گویا مسلمانوں کا پروہت ہے۔

سورۃ محمّد

(۱۴۰) فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق وکاین من قریۃ ھی اشد قوۃ من قریتک التی اخرجتک اھلکنٰھم فلا ناصر لھم مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیھا انھٰر من مآء غیر آسن وانھٰر من لبن لم یتغیر طعمہ وانھٰر من خمر لذۃ للشاربین وانھٰر من عسل مصفی ولھم فیھا من کل الثمرات ومغفرۃ من ربھم۔

پس جب تم ملو اُن لوگوں سے کہ کافر ہوں۔ پس کاٹو گردن اُنکی یہاں تک کہ جب

سلہ دیکھو صفحہ ۷۷۵

تم کاٹ چکے انکو۔ بس سخت کرہ قید۔ اور بہت بستیاں ہیں کہ وے بہت سخت تھیں قوت میں بستی تیری سے جس نے جلا وطن کیا تجھ کو ہلاک کیا ہم نے انکو۔ بس نہ کوئی ہوا مددگار اُن کا۔ تعریف ہیں بہشت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے۔ پرہیزگاروں سے اُس کا بیچ اُسکے نہریں ہیں۔ پانی کی جو بو نہیں کریگا۔ نہریں دودھ کی کہ نہیں بدلا مزہ انکا اور نہریں ہیں شراب کی مزہ دار پینے والوں کے لئے شہد صاف شدہ کی (نہریں) اور واسطے ان کے بیچ اس کے میوے ہیں۔ ہر طرح سے بخشش مالک ان کی سے

آیت ۴۔ ۱۳۔ ۱۵۔

محقق۔ اسی تعلیم نے مسلمانوں کو غدر مچانیوالا سب کو ایذا پہنچانیوالا خود غرض اور بے رحم بنا دیا ہے۔ اگر مسلمانوں سے غیر مذہب والے ویسا ہی سلوک کریں جیسا انہوں نے غیر مذہب والوں سے روا رکھا ہے۔ تو مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرے اور خدا کی طرفداری اس سے عیاں ہے کہ خدا نے اُن لوگوں کو جنہوں نے محمدؐ صاحب کو جلاوطن کیا تھا۔ ہلاک کر ڈالا۔ اگر بہشت میں صاف پانی۔ دودھ۔ شراب اور شہد کی نہریں ہیں۔ تو وہ کس بات میں اس دُنیا سے افضل ہے؟ اور کبھی دودھ کی بھی نہریں ہو سکتی ہیں! دودھ تو تھوڑی دیر میں بھی پھٹ جاتا ہے۔ اسی سبب سے دانا آدمی دین اسلام کو تسلیم نہیں کرتے۔

سورۃ واقعہ

(۱۴۱) اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا۔ اصحب الميمنة ما اصحب الميمنه واصحب المشئمة ما اصحب المشئمة۔ على سرر موضونة متكئين عليها متقبلين يطوف عليهم ولدان مخلدون باكواب واباريق وكاس من معين لا يصدعون عنها ولا ينزفون وفاكهة مما يتخيرون ولحم طير مما يشتهون وحور عين كامثال اللؤلؤ المكنون وفرش مرفوعة

لہ اس قرآنی تعلیم سے تو بدرجہا کامل سعدی کی تعلیم ہے۔ جس نے ایک شعر میں کہا ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کہ از آفرینش زیک جوہر اند

ان انشاٗنھن انشاءً فجعلنھن ابکارا عربا اترابا۔ فمالئون منہا البطون الخ

جبکہ خوب ہلائی جاویگی زمین اور اُڑ لئے جائیں گے پہاڑ پس ہو جائیں گے پراگندہ ٹکڑے ٹکڑے۔ بس صاحب داہنی طرف والے کیا ہیں۔ صاحب داہنی طرف والے۔ بائیں طرف والے کیا ہیں۔ بائیں طرف والے اوپر جڑاؤ (پلنگوں) تختوں کے تکئے لگے ہوئے اور ان کے سامنے اوپر پھرتے ہیں اُوپر اُنکے لڑکے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آبخوروں کے اور آفتابوں کے اور پیالوں کے شراب صاف کے نہیں سر درد ہوگی اس سے اور نہ بکواس کرینگے اور میوے اس قسم کے کہ پسند کریں اور گوشت جانوروں پرندوں کے اس قسم سے کہ پسند کریں۔ واسطے انکے عورتیں ہیں اچھی آنکھوں والی مانند موتیوں چھپائے ہوؤں کے اور بچھونے اونچے یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے عورتوں کو ایک نوع سے پس بنایا ہے ہم نے انکو کنواریاں خاوندوں کو عزیز اور انکے ہم عمر پس بھرنے والے ہو اُن سے پیٹ کو پس قسم کھاتا ہوں میں ستاروں کے گرنے کی بابت ۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۱۵۔۱۶۔۱۷ تا ۲۲۔۳۴ تا ۳۷۔۵۴۔۷۵۔

محقق قرآن کے مصنف کا تماشہ دیکھئے۔ زمین تو ہمیشہ حرکت کرتی ہے اور آئندہ حرکت کرتی رہے گی۔ قرآن کا مصنف اسے ساکن سمجھتا تھا۔ بھلا پہاڑ کیا جانوروں کے مانند اُڑینگے؟ اگر پہاڑوں کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے کیڑے بنجائیں گے۔ تو بھی اُنکا لطیف جسم قائم رہیگا۔ پھر اُنکا دوسرا جنم کیوں نہیں مانتے؟ اور خدا بھی مجسم معلوم ہوتا ہے ورنہ کسی کا اسکے دائیں بائیں کھڑے ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ جڑاؤ تختوں کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ بہشت میں بڑھئی اور سنار بھی ہونگے۔ اور رات کو کھٹمل کاٹتے ہوں گے اور بہشتیوں کو سونے نہ دیتے ہوں گے۔ کیا وہاں لوگ تکئے لگا کر بیکار۔ بیٹھے رہتے

ﷺ گوشت کے متعلق یہ حدیث ہے۔ اللحم افضل الطعام۔ یعنی گوشت سب کھانوں سے افضل ہے۔ پر اسپر حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے لحم اولا گفت سردار جہاں۔ لحم خود خور دنہ لحم دیگران۔ یعنی سردار جہاں (مراد محمد صاحب سے ہے) نے فرمایا ہے کہ گوشت کھانوں سے افضل ہے۔ ہاں اگر وہ اپنا گوشت کھائیں تو مزہ آوے نہ کہ دوسروں کا (مترجم)

ہیں یا کچھہ کیا کرتے ہیں۔ اول الذکر صورت میں کھانا ہضم کیونکر ہوگا۔ اور بیمار ہو کر جلدی مر بھی جاتے ہوں گے۔ آخر الذکر حالت میں بہشت بھی اس دُنیا کے مانند ہو جاتا ہے۔ اس میں کچھہ خصوصیت نہیں رہتی۔ یعنی جیسے یہاں سخت مزدوری کی جاتی ہے ویسے ہی وہاں کرنی پڑتی ہے۔ جو لڑکے وہاں رہتے ہیں ان کے ماں باپ اور ساس سسر بھی وہیں رہتے ہوں گے۔ تب تو بہت بھاری آبادی ہوگی اور بول و براز کی کثرت سے بیماری بھی از حد ہوتی ہوگی اور پرندوں اور جانوروں کا گوشت بھی وہاں کھایا جاتا ہے۔ اس لئے وہاں جانور ذبح بھی کئے جاتے ہوں گے! اور جا بجا ہڈیاں پڑی ہی ہونگی اور قصابوں کی دُکانیں بھی ہونگی۔ واہ صاحب! آپ کے بہشت کی تعریف زبان سے باہر ہے۔ ملک عرب سے عجیب تر بہشت کا نظارہ ہے اور چونکہ گوشت شراب کا استعمال کر کے لوگ وہاں مست رہتے ہوں گے۔ اس لئے اچھی اچھی عورتیں اور لونڈے بھی ضرور چاہئیں ورنہ نشہ بازوں کے سر میں گرمی چڑھ جائے اور سودا پیدا کرے۔ اور بہت سے مرد و زن کے بیٹھنے اور سونے کیلئے بڑے بڑے بچھونے بھی ضروری ہیں۔ خدا جب کنواریاں بہشت میں پیدا کرتا ہے تبھی تو کنوارے بھی پیدا کرتا ہے لیکن کنواریوں کا بیاہ تو یہاں سے گئے ہوئے اُمیدواروں سے ہوگا۔ مگر کنوارے لڑکوں کی بیاہ کا انتظام خدا نے کچھہ بھی نہ کیا۔ کیا وہ بھی کنواریوں کے ساتھہ مذکورہ بالا اُمیدواروں کے ہی حوالہ کئے جائیں گے؟ اس بارہ میں خدا کی طرف سے کسی حکم نہ ہونا خدا کی غلطی پر دلالت کرتا ہے اور عورتوں اور مردوں کا ہم عمر ہونا بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ (علمِ طب کی رو سے) مرد کی عمر عورت کی نسبت دُگنی یا اڑھائی گُنی ہونی چاہئے۔

یہ تو بہشت کا تذکرہ ہوا۔ اب دوزخ کا بیان کرتے ہیں۔ وہاں رہنے والوں کو تھوہر کا درخت کھا کر پیٹ بھرنا ہوگا۔ پس کانٹے دار درختوں کی موجودگی دوزخ میں ثابت ہوگئی۔ اور گرم پانی بھی وہاں ہوگا۔ کیونکہ دوزخی وہی پئیں گے۔ اس قسم کے عذاب دوزخ میں ہوں گے چونکہ قسم کھانا عموماً جھوٹوں کا کام ہے سچوں کا نہیں اس

لیئے خدا کا قسم کھانا خدا کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ بہشت کے متعلق بعض مسلمانوں کی رائے صفحہ ۷۶۸ اور نمبر ۱۳۳ کے نوٹ میں دیکھو (مترجم)

سورۃ صف

(۱۴۲) ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ

یقیناً اللہ دوست رکھتا ہے انکو کہ لڑتے بیچ راہ اسکی کے۔ آیت ۴۔

محقق۔ ایسی بات کی تعلیم نے تو بیچارے عربوں کو سب سے لڑا کر اور اسپر مخالفت پیدا کر کے عذاب میں ڈالا اور مذہب کا جھنڈا کھڑا کر کے فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا جسنے قوم میں نفاق کی بناڈالی اور جو سب کو تکلیف دینے والا ہے۔ اُسے کوئی دانا خدا نہیں مان سکتا۔

سورۃ تحریم

(۱۴۳) یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک غفوراً رحیم عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمت مومنت قنتت تئبت عبدت سئحت ثیبت وابکاراً ۵ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی خدا نے تیرے لیئے چاہتا ہے تو خوشنودی بیویوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر وہ (نبی) تم کو طلاق دیوے تو جلدی ہی رب اُسکا اُسکو تم سے بہتر بیویاں بدل دیگا مسلمان اور ایماندار، فرمانبردار، توبہ کار، دعا کنندہ، روزہ دار، شوہر دیدہ اور کنواریاں۔ آیت ۱-۵۔

محقق۔ اب غور کیجئے خدا کیا ہے۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی و بیرونی انتظام کرنے والا خدمتگار ہے۔ مندرجہ بالا آیتوں میں سے پہلی کے متعلق دو روائتیں ہیں (۱) محمد صاحب کو شہد کا شوق تھا۔ انکی بہت سی بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے گھر شہد کے چاٹنے میں دیر لگ گئی۔ یہ امر اور بیویوں کو ناگوار گذرا۔ اس پر انکے کہنے سننے سے محمد صاحب نے قسم کھائی کہ پھر شہد کا استعمال نہ کروں گا۔

(۲) ایک رات وہ باری کے مطابق کسی بیوی کے ہاں گئے۔ اتفاقاً وہ اپنے میکے گئی ہوئی تھی۔ (اسکی غیر حاضری میں) پیغمبر صاحب نے ایک لونڈی (کنیز) کو بلاکر پاک کیا بیوی اس معاملہ کی خبر پاکر ناراض ہو گئی۔ تب محمد صاحب نے قسم کھائی۔ کہ میں (آئندہ) ایسا نہ کرونگا۔ اور بیوی سے بھی کہا کہ تم یہ بات کسی پر مت ظاہر کرنا بیوی نے یہ بات مان لی۔ لیکن انہوں نے خود دوسری بیوی کے پاس جاکر کل ماجرا بیان کر دیا اسپر آیت خدا نے اُتاری کہ "جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا اُسے توحرام کیوں کرتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ کبھی خدا بھی کسی کے خانگی معاملات میں دخل دے سکتا ہے! اور محمد صاحب کا چال چلن اسبات سے ہی ظاہر ہے کہ انکی بہت بیویاں تھیں۔ کیا جسکی بہت سی بیویاں ہوں وہ خدا پرست یا پیغمبر ہو سکتا ہے! اور جو ایک بیوی کی رعایت کرکے اُسے عزیز رکھے اور دوسری کی بے قدری کرے وہ ادھرمی ہے یا نہیں۔ اور جو باوجود بہت سی بیویاں ہونے کے اُن سے سیر نہ ہو کر لونڈی سے ناجائز تعلق کرے۔ اس کے نزدیک حیا۔ عزت کا پاس اور دھرم کیونکرٹھک سکتا ہے؟ کسی نے سچ کہا ہے "زانی آدمی کو نہ حیا ہوتی ہے نہ خوف" ان باتوں پر غور کرنے سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ قرآن کلام اللہ تو کجا بلکہ کسی عالم نیکو کار کی بھی تصنیف نہیں۔ یہ تو پہلی آیت کا بیان ہوا اب دوسری آیت لیجئے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب سے کوئی انکی بیوی ناخوش ہو گئی ہوگی۔ اسے دھمکی دینے کے لئے محمدی خدا نے یہ آیت اُتاری کہ اگر تو نافرمانی کریگی۔ تو محمد صاحب کا خدا تجھ سے اچھی بیویاں دیدیگا۔ کہ جنہوں نے مرد سے صحبت نہ کی ہو۔ کم فہم بھی ان الفاظ سے سمجھ سکتا ہے کہ خدا کا بہانہ رکھ کر پیغمبر صاحب نے اپنی مطلب براری کی ہے اور ایسا ہی وہ حسب موقعہ اور حسب زمانہ کرتے رہے۔ جو شخص خدا کی طرف سے مذکورہ بالا آیتوں نازل ہونا مانتا ہے۔ اس سے یہ ماننا پڑے گا کہ خدا محمد صاحب کیلئے بیویاں لانے والا نائی ہے۔

(۱۴۲) یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ط

اے نبی! جہاد کر کافروں سے اور گمنام دشمنوں سے اور سختی کر اوپر ان کے۔ آیت ۹۔

محقق بمحمدی خدا کا تماشہ دیکھئے کہ پیغمبر اور اہل اسلام کو غیر مذہب والوں سے جنگ کرنے کے لئے اکسایا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان فساد کرنے پر مستعد رہتے ہیں پرماتما مسلمانوں پر نظر عنایت کرے کہ یہ لوگ مفسدانہ کارروائیاں چھوڑ کر سب سے دوستانہ سلوک رکھیں

سورۃ حاقہ

(۱۴۸) وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ ہ والملک علی ارجائھا ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ ہ یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ ہ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ھآؤم اقرؤ کتابیہ ہ واما من اوتی کتابہ بشمالہ ہ فیقول یلیتنی لم اوت کتبیہ۔ پھٹ جاویگا آسمان۔ پس اُس دن وہ سست پڑ جائیگا اور فرشتے ہوں گے اُوپر کناروں اُسکے کے اور اُٹھائیں گے تخت رب تیرے کا اور اپنے اُسدن آٹھ بشر (فرشتے) اُسدن پیش کئے جاؤ گے تم نہ چھپی رہیگی کوئی بات پوشیدہ پس جو کوئی دیا گیا اعمالنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے۔ پس کہیگا لو پڑھو اعمالنامہ میرا۔ اور جو کوئی دیا گیا اعمالنامہ بیچ بائیں ہاتھ اپنے کے پس کہیگا کاش کہ نہ دیا گیا ہوتا میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں۔ آیت ۱۶ - ۱۳ - ۱۹ - ۲۵۔

محقق کیا اعلےٰ فلاسفی کی باتیں ہیں۔ کیا کبھی آسمان بھی پھٹ سکتا ہے؟ کیا وہ کپڑا ہے کہ پھٹ جائیگا۔ اگر اوپر کی دُنیا کا نام آسمان ہے تو بھی یہ بات بعید از قیاس ہے اب تو یہ بات کافی طور پر ثابت ہو گئی ہے۔ کہ قرآنی خدا مجسم ہے کیونکہ وہ تخت پر بیٹھے گا اور آٹھ کہار اُسے اُٹھائے ہوئے ہوں گے اور کسی کا اُسکے آگے پیچھے آنا جانا بھی جب ہی ممکن ہے۔ کہ وہ مجسم ہو۔ خدا مجسم اور ایک جگہ مقیم ہونے کی وجہ سے ہمہ دان یعنی ہر جگہ حاضر و ناظر اور قادر مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سب جانداروں کے تمام اعمال نہیں جان سکتا۔ خدا کے انصاف کا طریق بھی حیرت انگیز ہے یعنی نکوکاروں کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ ہونا۔ اور اُن کا بہشت میں بھیجا جانا۔ اور گنہگاروں کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ کا ہونا اور انکا دوزخ میں ڈالا جانا۔ کیا

ہم وان خدا کو بھی بذریعہ تحریر انصاف کی ضرورت ہے یہ تو لڑکپن کی بات ہے۔

سورۃ معارج

(۱۴۶) تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃ یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانھم الی نصب یوفضون ۝

چڑھتے ہیں روح اور فرشتے طرف اسکی وہ عذاب ہوگا بیچ اس دن کے کہ ہے مقدار اسکی پچاس ہزار برس جبکہ نکلیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے۔ گویا نشان کی طرف دوڑتے ہیں۔ آیت ۴۰۔۴۳

محقق۔ جب ۵۰ ہزار برس کا دن ہے۔ تو ۵۰ ہزار برس کی رات بھی ہوگی۔ اگر اسقدر بڑی رات نہیں تو اتنا بڑا دن بھی نہیں ہو سکتا۔ کیا ۵۰ ہزار برسوں تک خدا۔ فرشتے اور اعمالناموں والے کھڑے رہیں گے۔ بیٹھے رہیں گے یا جاگتے رہیں گے؟ ہر حالت میں بیمار ہو کر مر جائیں گے کیا قبروں میں سے نکل کر مردے خدا کی کچہری کیطرف دوڑیں گے اور سمن کیا ان کے پاس قبروں میں ہی پہنچیں گے؟ اور نیک و بد سب قسم کے لوگ قبروں میں تا روز قیامت کیوں دورہ سپرد رہیں گے؟ اور آجکل تو خدا کی کچہری بند ہوگی اور خدا اور فرشتے بیکار بیٹھے ہونگے؟ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہوں گے یا ادھر ادھر گھومتے یا سوتے ہونگے یا ناچ تماشہ دیکھتے یا عیش و عشرت کرتے رہتے ہونگے ایسا اندھیر کسی کی سلطنت میں نہ ہوگا۔ ایسی ایسی باتیں سوائے جنگلی آدمیوں کے کوئی نہیں مان سکتا

سورۃ نوح

(۱۴۷) وقد خلقکم اطوارا ۝ الم تروا کیف خلق اللہ سبع سمٰوٰت طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا ۝

یقیناً پیدا کیا تم کو کئی طرح کا۔ نہیں دیکھا تم نے کیسے پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر نیچے اور بنایا چاند کو بیچ اس کے نور اور سورج کو چراغ۔ آیت ۱۴-۱۵-۱۶۔

محقق۔ اگر دعویٰ کہ خدا نے پیدا کیا ہے تو وہ دائمی اور غیر فانی کبھی نہیں ہو سکتیں پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں گے جو چیز پیدا ہوئی ہے وہ بربادی

منزور ہو جاتی ہے۔ اور خدا آسمانوں کو اوپر نیچے کیسے پیدا کر سکتا ہے؟ کیونکہ آسمان یعنی آکاش بشکل سب جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اگر آسمان (آکاش) سے مراد کچھ اور لیتے ہو تو ایک چیز کے نام سے دوسرے کو موسوم کرنا درست نہیں۔ اگر سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر نہ در تہ ہیں تو انکے بیچ میں چاند اور سورج کبھی رہ سکتے جن دو آسمانوں کے بیچ میں یہ رکھے گئے ہیں۔ وہی روشن ہونے چاہئیں باقی سب تاریک رہنی چاہئیں۔ مگر اصل میں یوں نہیں ہے۔ پس سات آسمانوں کی بات لغو ہے۔

سورۂ جن

(۱۴۸) وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا ۝

یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں۔ پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو آیت ۱۸

محقق اگر یہ سچ ہے تو مسلمان اپنے کلمہ[۱] لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد کو خدا کا شریک کیوں مانتے ہو۔ یہ تو قرآن کے خلاف ہے۔ اگر تمہارا کلمہ درست ہے تو قرآن کی مندرجہ بالا آیت غلط ماننی پڑے گی۔ اگر مسجدیں خدا کے گھر ہیں تو مسلمانوں کے بت پرست ہونے میں ذرا بھی شک نہیں رہا۔ پورانکوں اور جینیوں کی طرح جو اپنے مندروں کو خدا کا گھر مانتے ہیں مسلمان بھی اپنی مسجدوں کو خدا کا گھر تصور کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے مانند یہ بھی بت پرست ہیں۔

سورۂ قیامت

(۱۴۹) وجمع الشمس والقمر۔ اکٹھا کیا جاویگا سورج اور چاند۔ آیت ۹

---

[۱] اصل کلمہ "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" ہے جو "ایکو برہم دوتیہ ناستی" کا مترادف ہے جب حضرت موسیٰ کی تعلیم کا دور دورہ چلا تو یہ کلمہ "لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ" ہو گیا حضرت ابراہیم کے عہد میں اس کلمہ نے "لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ" کی صورت اختیار کر لی۔ اور حضرت مسیح کے زمانے میں "لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ" کی اب اسلام میں حضرت محمد صاحب کا دور دورہ ہے اور پانچواں کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا رائج ہے۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ محمد صاحب کے جانشین کب اپنا نام کلمہ میں درج کرتے کے مسلمانوں سے اپنے نام کا چھٹا کلمہ پڑھواتا ہے (ترجم)

محقق بھلا کبھی سورج اور چاند اکھٹے ہو سکتے ہیں؟ یہ کسقدر بے سمجھی ہے اور سورج چاند کا اکٹھا کرنا کس مطلب کے لیے ہے اور نظام شمسی کے دوسرے کرّوں کو اکٹھا نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا ایسی ناممکن باتیں خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں؟ سوائے جہلا کے کون ایسی بات کہہ سکتا ہے؟

سورۃ دہر

(۱۵۰) ویطوف علیھم ولدان مخلدون ۰ اذا رایتھم حسبتھم لولوءً منثورا ۰ وحلوا اساور من فضۃ وسقھم ربھم شراباً طھوراً ۰ اور پھریں گے گرد اُن کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے جب دیکھیگا تو ان کو سمجھے گا تو ان کو موتی بکھرے ہوئے اور پہنے ہوئے ہونگے کڑے چاندی کے اور پلا دیگا انکو رب اُن شراب پاک آیت ۱۹ - ۲۱

محقق کیوں حضرت موتیوں کے رنگ والے لڑکے کس لیے وہاں ہیں؟ کیا نوجوان خدمتگار اور عورتیں بہشتیوں کی سیری کے لیے کافی نہیں ہیں؟ اس خلاف وضع فطرت گناہِ عظیم کی بنا یہی قرآن کا قول ہے تو کیا تعجب ہے؟ اور بہشت میں خادم اور مخدوم کا رشتہ ایک کو آرام دہ اور دوسرے کو تکلیف دہ ہے۔ کیا وجہ کہ یہ طرفداری روا رکھی گئی ہے اور خدا جب خود ساقی بنے گا تو بہشتیوں کا گویا خادم ہوگا۔ ایسی صورت میں خدا کی عظمت کہاں رہیگی؟ کیا بہشت میں حمل ہوتا ہے اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتے تو مرد و زن کی صحبت رائیگاں گئی۔ اور اگر ہوتے ہیں تو انکی روحیں کہاں سے آئیں؟ اور بغیر خدا پرستی کے بہشت میں کیوں پیدا ہو گئے؟ اور انہیں بغیر ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے کے بہشت مفت کیوں مل گیا؟ اس سے تو خدا کے انصاف میں فرق آئے گا۔

سورۃ نبأ

(۱۵۱) جزاءً وفاقا ۰ وکاسا دھاقا ۰ یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا ۰ بدلہ دیا جائے گا اعمال کے مطابق اور پیالے ہیں بھرے ہوئے جس دن کھڑے ہوں گے روح اور فرشتے صف بستہ ۲۵ - ۳۲ - ۳۶

محقق اگر اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں فرشتوں اور موتیوں کی سے لڑکوں کو کن اعمال کے مطابق بہشت کا ہمیشہ ملیگا

جب بہشتی پیالے بھر بھر کر شراب پئیں گے تو مست ہو کر کیوں نہ آپس میں لڑیں گے روح یہاں ایک فرشتے کا نام ہے جو سب فرشتوں سے بڑا ہے۔ کیا خدا روح اور فرشتوں کو صف بستہ کھڑے کر کے انکی پلٹن بنائیگا۔ اور ساری پلٹن کو سزا دلائے گا۔ اور خدا اس وقت کھڑا ہوا ہو گا یا بیٹھا ہوا؟ اگر خدا اپنی پلٹن سے قیامت تک شیطان کو گرفتار کرے تو اسکی سلطنت بے خطر ہو جائے اور ایسی بہادرانہ کام کے کرنے سے اسکی خدائی کا اظہار ہو سکتا ہے۔

سورۃ تکویر

(۱۵۱) اذا الشمس کورت ٥ واذا النجوم انکدرت ٥ واذا الجبال سیرت واذا السماء کشطت جبکہ سورج لپیٹا جاوے اور جبکہ تارے گدلے ہو جاویں اور جبکہ پہاڑ رواں ہو جاویں اور جب آسمان کی کھال اُتاری جائے۔ آیت ۱۔۲۔۳۔۱۱

محقق یہ بڑی بے سمجھی کی بات ہے کہ گول شکل والا سورج کا کرہ لپیٹا جاویگا۔ اور تارے گدلے کیونکر ہو جاویں گے؟ اور پہاڑ بے جان ہو کر کیسے رواں ہوں گے اور آسمان کیا کوئی جانور ہے کہ اس کی کھال اُتاری جاوے گی۔

سورۃ انفطار

(۱۵۲) اذا السماء انفطرت ٥ واذا الکواکب انتثرت ٥ واذا البحار فجرت ٥ واذا القبور بعثرت ٥ اور جب آسمان پھٹ جاوے اور جب ستارے گر جاویں اور جب دریا چیرے جاویں اور جب قبریں اُٹھائی جاویں۔ آیت ۱تا۴

محقق بہت خوب قرآن کے فلاسفر مصنف! آسمان کیونکر پھٹ سکتا ہے اور ستارے کیونکر گر سکتے ہیں؟ اور دریا کیا لکڑی ہے کہ چیرے جاویں گے اور قبریں کیا مُردے ہیں کہ جلائے جاویں گے؟ یہ سب باتیں لڑکوں کی سی ہیں۔

سورۃ بروج

(۱۵۳) والسماء ذات البروج بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ قسم ہے آسمان برجوں والے کی بلکہ یہ قرآن ہے بڑا بیچ لوح محفوظ کے۔ آیت ۱۔ ۲۱۔۲۲

محقق قرآن کے مصنف کو علم ہیئت سے مطلق واقفیت نہ تھی ورنہ آسمان کو

ایک قلعہ کے مانند برجوں والا کیوں کہتا ؟ اگر راسوں کا نام برج ہے ۔ تو اور گرہ سے برج کیوں نہیں ۔ اس لئے یہ برج نہیں ہیں ۔ بلکہ سب ستارے یعنی کرے ہیں ۔ کیا قرآن خدا کے پاس محفوظ ہے ۔ اگر قرآن کلام اللہ ہے ۔ تو خدا بھی علم و عقل سے خالی ہوگا (کہ اسکا کلام ایسی بیہودہ باتوں سے پُر ہے)

سُورۂ طارق

(۱۵۵) انھم یکیدون

یقیناً وے مکر کرتے ہیں ایک مکر اور میں بھی مکر کرتا ہوں ایک مکر ۔ آیت ۱۵-۱۶

محقق ۔ کیا خدا بھی مکار ہے ۔ اور کیا چوری کا عوض چوری اور جھوٹ کا عوض جھوٹ ہے ۔ کہ خدا مکر کے عوض مکر کرتا ہے ۔ اگر کوئی چور کسی شریف کے گھر چوری کرے تو کیا اس شریف کو بھی چاہیئے کہ چور کے گھر میں جا کر چوری کرے ؟ واہ قرآن کے مصنف صاحب خوب مسئلہ نکالا ۔

سورہ فجر

(۱۵۶) وجاء ربک والملک صفاً صفاً ہ وجائی یومئذٍ بجھنم ہ

اور جب آویگا رب تیرا اور فرشتے صف بستہ اور لایا جاویگا اُس دن دوزخ ۔ آیت ۲۱-۲۲

محقق کیا خدا اسی طرح اپنے صف بستہ فرشتوں کو لیکر پھرا کرتا ہے جسطرح جرنیل اپنی فوج کو ؟ اور دوزخ کے لانے کی خوب کہی ۔ کیا وہ ہنڈیا ہے ۔ کہ ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ پر لیجایا جاوے ۔ اگر وہ اسقدر چھوٹا ہے تو بیشمار قیدی اُس میں کیونکر سما سکینگے ۔

سورۂ شمس

(۱۵۷) فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیھا فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم

دیکھو پس کہا تھا اُن کو رسول اللہ نے حفاظت کرو اونٹنی خدا کی اور پانی پلانا اسکو پس جھٹلایا اس کو ۔ پس پاؤں کاٹے اُس کے ۔ پس ہلاکت ڈالی اُوپر اُن کے رب

اُن کے لئے ۔ آیت ۱۳ ۔ ۱۴
محقق ۔ کیا خدا بھی اونٹنی پر چڑھ کر سیر کیا کرتا ہے؟ ورنہ اونٹنی اُس نے کس مطلب کے لئے رکھی ہوئی ہے؟ اور بغیر قیامت کے اپنے قانون کے خلاف اُن پر ہلاکت کیوں ڈالی؟ اور ہلاکت ڈالنے سے اُنہیں ان کے گناہوں کی سزا مل گئی ۔ پھر قیامت کے دن انصاف کا ہونا غلط ثابت ہو گیا ۔ بار بار اونٹنی کا ذکر ہونے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ملک عرب میں سوائے اونٹ اونٹنی کے اور سواری کے جانور کم ہیں ۔ اور قرآن کا مصنف بھی عرب کا باشندہ ہے ۔

سورۃ علق

(۱۵۸) لعن لم ینتہ لنسفعا ۔ مالناصیۃ ۔ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ ۔ وسندع زبانیۃ ۔ اگر وہ باز نہ آیا ضرور گھسیٹیں گے ہم پکڑ کر چوٹی اُس کی ۔ وہ چوٹی کہ جھوٹی ہے ۔ اور خطا کار ہم بُلاوینگے فرشتے دوزخ کے کو ۔ آیت ۱۳ ۔ ۱۴ ۔ ۱۶
محقق ۔ نیچ چپڑاسیوں کا کام یعنی گھسیٹنے سے بھی خدا نہ بچ سکا ۔ کیا کبھی چوٹی بھی جھوٹی اور خطا کار ہو سکتی ہے ۔ دوزخ کا فرشتہ یا جیلخانہ کا داروغہ طلب کرنا انسان کا کام ہے یا خدا کا ؟

سورۃ قدر

(۱۵۹) انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ۔ وما ادراٰک ما لیلۃ القدر ۔ تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربھم من کل امر ۔ یقیناً ہم نے اُتارا قرآن بیچ رات قدر کے ساتھ حکم رب اپنے کے واسطے ہر کام کے ۔ آیت ۱ ۔ ۲ ۔ ۴
محقق ۔ اگر ایک ہی رات قرآن اُترا ۔ تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں وقت میں اور فلاں آیت فلاں وقت میں اُتری ۔ کیونکر صحیح ہو سکتی ہے ۔ اور رات اندھیری ہوتی ہے اسکے متعلق پوچھنا پچھانا کیا ہے ؟ پہلے اس بات کا ذکر ہو چکا ہے ۔ کہ اوپر نیچے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔ اور یہاں لکھا ہے کہ فرشتے اور پاک روح خدا کے

حکم سے دنیا کا انتظام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ محمدی خدا انسان کی طرح ایک خاص جگہ مقیم ہے۔ اس سے پہلے تو خدا۔ فرشتے اور پیغمبر کا ذکر آتا تھا اب چوتھے پاک روح کا کیسے ذکر آگیا۔ نہ معلوم اس پاک روح سے کیا مراد ہے؟ کہیں اس سے عیسائیوں کی روح القدس سے تو مراد نہیں؟ کیا تم مسئلہ تثلیث کے بھی قائل ہو؟ اگر کہو نہیں تو کیا پاک روح کو خدا سے الگ مانتے ہو؟ پھر بتاؤ۔ خدا فرشتے اور پیغمبر کو پاک روح کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر یہ بھی پاک روح ہیں تو پھر کسی خاص وجود کو پاک روح کیوں کہتے ہو؟

اب یہاں پر قرآن کا ذکر ختم کر کے قرآن کی اصلیت کا فوٹو داناؤں کے سامنے کھینچا جاتا میری رائے تو یہ ہے کہ یہ کتاب نہ کلام اللہ ہے اور نہ ہی کسی عالم کی تصنیف نہ ہی یہ علمی کتاب ہے۔ قرآن کے بارے میں تھوڑا سا بطور نمونہ لکھدیا ہے۔ تاکہ لوگ دھوکا نہ کھا جیں۔ اور اپنی عمر رائگاں نہ کھوئیں۔ جو چند ایک باتیں اس میں صحیح درست ہیں وہ تو وید وغیرہ مستند کتابوں کے مطابق ہونے سے جیسا اور مذہب کے راستی پسند علماء کے لئے قابل تسلیم ہیں۔ ویسا ہی مجھے بھی ہیں۔ اور باقی باتیں سب لغو اور بیہودہ ہیں اور انسان کے آتما کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر اسے امن میں خلل ڈالنے۔ فساد برپا کرنے۔ لوگوں میں مخالفت پھیلانے اور تکلیف کو فروغ دینے کا باعث ہیں۔ اور مکرر سہ کرر باتیں تو قرآن میں غایت درج کی ہیں۔ پرماتما سب آدمیوں پر لطف و عنایت کریں۔ تاکہ وہ باہمی محبت اتفاق کر کے ایکدوسرے کی بہتری کرنے اور ایکدوسرے کو آرام پہنچانے میں مصروف ہوں۔ جس طرح میں تعصب سے پاک ہو کر اپنے سے غیر مذہب کے نقص ظاہر کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر سب عالم کیا کریں تو یقین واثق ہے کہ آپس کی مخالفت دور ہو جائے۔ اور سب متفق ہو کر ایک مذہب کے پیرو

مولانا روم نے بھی فرمایا ہے

گفتۂ قرآں ز لب پیغمبر است ہر کہ گوید گفتۂ حق کافر است

یعنی قرآن محمد صاحب کا کہا ہوا ہے۔ جو اسے کلام الٰہی مانتے ہیں۔ وہ کافر ہیں۔ (مترجم)

بن جاویں اور راحت حاصل کرکے راستی اختیار کریں ۔ جو کچھ قدر قرآن کے بارہ میں لکھا گیا ہے ۔ دانا و پارسا لوگ اس سے مصنف کا منشاء سمجھ کر فائدہ اٹھا دیں اور اگر کہیں سہواً کوئی بات غلط لکھی گئی ہو ۔ تو اُسے صحیح کر لیں ۔

اب ایک بات اور قابل ذکر ہے ۔ وہ یہ کہ بہت سے مسلمان بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے ہیں ۔ کہ ہمارے مذہب کا ذکر اتھرو وید میں آیا ہے ۔ اسکا یہ جواب ہے کہ اتھرو وید میں تمہارے مذہب کا نام و نشان بھی نہیں ۔

سوال ۔ کیا تم نے سارا اتھرو وید دیکھا ہے ۔ اگر دیکھا ہے تو اللہ اپنشد دیکھو ۔ اس میں صاف مذہب اسلام اور پیغمبر صاحب کا ذکر ہے ۔

अथाऽल्लोपनिषदं व्याख्यास्यामः ।

अस्माल्लां इल्ले मित्रावरुणा दिव्यानि धत्ते ॥ इल्लल्ले वरुणो राजा पुनर्दुदुः ॥ हया मित्रो इल्लां इल्लल्ले इल्लां वरुणो मित्रस्तेजस्कामः ॥ १ ॥ होतारमिन्द्रो होतारमिन्द्र महासुरिन्द्राः ॥ अल्लो ज्येष्ठं श्रेष्ठं परमं पूर्णं ब्रह्माणं अल्लाम् ॥२॥ अल्लोरसूलमहामदरकबरस्य अल्लो अल्लाम् ॥३॥ आदल्लाबूकमेककम् ॥ अल्लाबूकं निखातकम् ॥ ४ ॥ अल्लो यज्ञेन हुतहुत्वा अल्लासूर्य चन्द्र सर्व नक्षत्राः ॥ ५ ॥ अल्ला ऋषीणां सर्वदिव्यां इन्द्राय पूर्वं माया परमन्तरिक्षाः ॥६॥ अल्लः पृथिव्या अन्तरिक्षं विश्वरूपम् ॥ ७ ॥ इल्लाँ कबर इल्लाँ कबर इल्लाँ इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ ८ ॥ ओम् अल्लाइल्लल्ला अनादिस्वरूपाय अथर्वणाश्यामा हुं ह्रीं जनानपशूनसिद्धान् जलचरान् अदृष्टं कुरु कुरु फट् ॥ ९ ॥ असुरसंहारिणी हुं ह्रीं अल्लोरसूल महमदरकबरस्य अल्लो अल्लाम इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ १० ॥

इत्यल्लोपनिषत् समाप्ता ।

دیکھئے اس میں صاف محمدؐ صاحب کو رسول لکھا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

مذہب اسلام وید کے مطابق ہے۔

جواب۔ اگر تم نے اتھروید نہ دیکھا ہو تو ہمارے پاس آؤ۔ شروع سے لیکر آخیر تک ملاحظہ کرو۔ یا کسی اور اتھروویدی (جس کے پاس ۲۰ کانڈ والا مکمل اتھروید سنہتا ہو) کے پاس جاکر اتھروید دیکھ لو۔ کہیں جگہ اپنے پیغمبر صاحب کا نام یا اپنے مذہب کا ذکر یا اس کی طرف اشارہ تک نہ پاؤ گے۔ اور یہ الو اپنشد نہ تو اتھروید میں ہے اور نہ اس کے گوپتھ براہمن یا کسی شاکھا میں ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کسی نے بنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مصنف کچھ عربی اور کچھ سنسکرت دونوں زبانیں جانتا ہوگا۔ کیونکہ اس میں عربی اور سنسکرت دونوں زبانوں کے نام پائے جاتے ہیں۔ (جیسا کہ اپنشد کی عبارت سے خود ظاہر ہے) اگر اسکے معنوں پر غور کیا جائے تو یہ بناوٹی اور گول مال عبارت ہونے کی وجہ سے وید اور صرف ونحو کے قواعد کے خلاف ہیں۔ جس طرح یہ اپنشد لکھی گئی ہے۔ اسی طرح اور بہت سی اپنشدیں مختلف فرقے والوں نے تعصب میں آکر لکھ ڈالی ہیں۔ مثلاً شورو پنشد۔ نرسنگھ تاپنی۔ رام تاپنی۔ گوپال تاپنی وغیرہ

سوال۔ آج تک کسی نے ایسا نہیں کہا۔ اب تم ہی کہتے ہو۔ ہم تمہاری بات کیونکر مانیں؟

جواب۔ تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے ہماری بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح سے میں نے اس اپنشد کو غیر مستند قرار دیا ہے۔ اسی طرح جب تم اتھروید گوپتھ یا اس کی شاکھاؤں میں سے یا اور کسی ایک قدیمی کتاب میں سے بالکل انہیں الفاظ میں یہ اپنشد دکھلا دو اور بامعنی اور صحیح ثابت کردو تب یہ اپنشد مستند مانی جاسکتی ہے۔

سوال۔ دیکھو ہمارا مذہب کیسا اچھا ہے۔ کہ جس میں سب قسم کا آرام ہے اور اخیر میں نجات ملتی ہے۔

جواب۔ یہی بات سب مذہبوں والے کہتے ہیں۔ کہ صرف ہمارا مذہب

ہی اچھا ہے۔ باقی سب بُرے ہیں۔ سوائے ہمارے مذہب کے اور کسی مذہب سے نجات نہیں مِل سکتی۔ اب ہم کس کی بات پر یقین کریں۔ تمہاری پر یا اور مذہب والوں کی پر؟ ہمارا تو یہی اعتقاد ہے کہ راست گوئی۔ اہنسا (کسی کو ایذا نہ دینا) رحم وغیرہ نیک اوصاف سب مذاہب میں اچھے ہیں۔ اور باقی سب جھگڑا۔ فساد۔ حسد۔ کینہ۔ دروغگوئی وغیرہ اعمال سب مذاہب میں بُرے ہیں۔ اگر تم سچا مذہب قبول کرنا چاہتے ہو۔ تو ویدک دھرم کو قبول کرو۔
اس سے آگے اپنے عقاید کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

اوم

شری سوامی دیانند سرسوتی کے عقائد

میں اُسی دھرم کو مانتا ہوں۔ جسکے عالمگیر اصول کل دنیا پر حاوی ہیں اور جس کو سب لوگ ہمیشہ سے مسلمہ دھرم مانتے آئے ہیں۔ اب مانتے ہیں اور آیندہ مانینگے۔ اور اسی وجہ سے اُسے سناتن نت (ازلی) دھرم کہتے ہیں۔ یعنی کہ اُس کا مخالف کوئی بھی دھرم نہیں۔ جاہل یا کسی مذہب والے کے بہکائے ہوئے آدمی جس دھرم کو اُلٹا سمجھیں۔ یا مانیں اُسے کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا بلکہ وہی دھرم مگر جسے راستباز یعنی سچ کے ماننے والے۔ سچ بولنے والے۔ اسپر عمل کرنے والے دوسروں کی بھلائی کرنیوالے اور عالم مانتے ہیں۔ سب کیلئے قابل تسلیم نہ ہونیکی وجہ سے مستند نہیں ہو سکتا۔
وید وغیرہ ست شاستر اور برہما سے لیکر جیمنی منی تک جسقدر رشی گذرے

ہیں۔ وہ جسطرح ایشور وغیرہ پدارتھوں کو مانتے آئے ہیں۔ اسیطرح میں بھی مانتا ہوں اور انہیں سب نیک لوگوں کے پیش کرتا ہوں۔ میرا عقیدہ وہ ہے۔ جو ہر زمانہ میں سب کیلئے قابل تعظیم ہے۔ میرا مدعا ہرگز نہیں کہ من گھڑت مذہب جاری کروں بلکہ حق کو ماننا اور منوانا اور کذب کو چھوڑنا اور چھڑوانا میرا مقصد ہے اگر میں متعصب ہوتا تو آریہ ورت کے مروجہ مذاہب میں سے کسی ایک کا پیرو ہو جاتا مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جو رسم ورواج آریہ ورت یا اور ممالک میں دھرم کے خلاف ہیں انہیں میں نہیں مانتا۔ اور جو دھرم کے مطابق ہیں انہیں میں ترک نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا انسانیت سے بعید ہے۔ انسان وہ ہے جو منن شیل (عالی خیال) ہوکر اوروں کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کو سمجھے۔ ظالم زورآور سے نہ ڈرے۔ اور پارسا کمزور سے ہی ڈرتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی پوری طاقت سے پارساؤں کی حفاظت کرے۔ اور اُن کی بہبودی کو مد نظر اُن سے اچھی طرح برتے خواہ وہ عاجز۔ کمزور اور خارجی اوصاف سے محروم ہی کیوں نہ ہوں۔ اور ادھرمی کی ہمیشہ بربادی اور تنزل کے درپے ہی رہے خواہ وہ باقتدار شہنشاہ نہایت زورآور اور خارجی صفات سے متصف کیوں نہ ہو۔ یعنی وہ حتے الوسع ظلم کی طاقت کو گھٹائے اور انصاف کی طاقت کو بڑھائے۔ اور کیسی ہی سخت تکلیف ہو۔ اور جان بھی چلی جائے۔ تو بھی انسانیت کے دھرم کو کبھی نہ چھوڑے۔ اس کے متعلق شری مان مہاراجہ بھرتری ہری جی وغیرہ کے شلوک یہاں برمحل سمجھ کر لکھتا ہوں۔

निन्दन्तु नीतिनिपुणा यदि वा स्तुवन्तु,
लक्ष्मीः समाविशतु गच्छतु वा यथेष्टम् ।
अद्यैव वा मरणमस्तु युगान्तरे वा,
न्याय्यात्पथः प्रविचलन्ति पदं न धीराः ॥ १ ॥ भर्तृहरिः ॥
न जातु कामान्न भयान्न लोभाद्,

धर्मं त्यजेज्जीवितस्यापि हेतोः ।
धर्मो नित्यः सुखदुःखे त्वनित्ये
जीवो नित्यो हेतुरस्य त्वनित्यः ॥ ॥ महाभारत ॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेऽप्यनुयाति यः ।
शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ॥ ॥ मनु० ॥
सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ।
येनाक्रमन्त्यृषयो ह्याप्तकामा यत्र तत्सत्यस्य परमं निधानम् ॥४॥
नहि सत्यात्परो धर्मो नानृतात्पातकं परम् ।
नहि सत्यात्परं ज्ञानं तस्मात् सत्यं समाचरेत् ॥ ५ ॥
॥ उ० नि० ॥

(معنی) خواہ نظم ونسق کے جاننے والے مذمت کریں یا تعریف۔ خواہ دولت ملے یا جائے خواہ آج موت آئے یا مدت مدید کے بعد پر دانا انصاف کی راہ سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹتے۔

انسان کبھی غرض۔ خوف اور لالچ سے وہ نیز اپنی جان کی خاطر بھی دھرم کو نہ چھوڑے دھرم ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پر رنج وراحت عارضی ہیں۔ روح ہمیشہ رہنے والی ہے۔ پر اسکے ظہور کا باعث (یعنی جسم عارضی ہے) ۲

صرف دھرم ہی ایک دوست ہے۔ جو موت کے بعد بھی (انسان کے) ساتھ جاتا ہے۔ باقی سب چیزیں جسم کے ساتھ یہیں رہ جاتی ہیں۔ ۳

صداقت کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے نہ کذب کی۔ صداقت ہی پرمیشور کی راہ دکھاتا ہے۔ صداقت ہی رشیوں کی خواہش پوری کرکے انہیں وہاں پہنچا دیتا ہے جہاں اسکا پرم ندھان (اعلےٰ مسکن ہے) یعنے پرمیشور کے پاس

صداقت سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔ اور کذب سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں صداقت سے بڑھ کر کوئی گیان (علم) نہیں۔ پس انسان ہمیشہ صداقت کی

ہمتر جم

پیروی کرے۔
انہیں پرتن کے فرمان پر سب کو عمل کرنا چاہیے۔
جن پدارتھوں کو میں جیسا جانتا ہوں۔ اُن کی مختصراً یہاں تعریف لکھتا ہوں انکا مفصل ذکر اس کتاب میں اپنے اپنے موقعہ پر ہے۔
(۱) ایشور کہ جس کے نام برہم پرماتما وغیرہ ہیں۔ جو سچدانند (عین الحق۔ علیم۔ سدا خوش) وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ جس کے صفات۔ افعال اور خواص پاک ہیں جو ہمہ دان۔ بے شکل۔ حاضر و ناظر۔ تولید سے پاک۔ لاانتہا۔ قادر مطلق۔ رحیم۔ عادل سب کا خالق۔ قائم اور فنا کرنے والا ہے۔ جو سب جانداروں کو اُن کے اعمال کے مطابق سچے انصاف کی رو سے بدلہ دینے والا ہے۔ وہی پرمیشور ہے۔
چاروں ویدوں کے سنگھتا منتر بھاگ کو (جو علم اور دھرم کا مخزن اور کلام الہی ہیں) منزہ عن الخطا اور مستند مانتا ہوں۔ وہ خود سوتہ پرمان (سب کے لئے سند ہیں۔ کہ انکے سند کیلئے کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ جیسے کہ سورج اور چراغ اپنی شکل آپ ظاہر کرتے ہیں۔ اور زمین وغیرہ کے بھی مظہر ہیں۔ ویسے ہی چاروں وید ہیں۔ اور چاروں ویدوں کے براہمن۔ چھ انگ۔ چھ اپانگ چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھائیں (شاخیں) ہیں جو ویدونکی تشریح کے طور پر برہما وغیرہ مہرشیوں کی تصانیف ہیں۔ وہ "پرتہ پرمان" یعنی ویدوں کے مطابق ہونے سے مستند اور ان کے مخالف ہونیسے غیر مستند ہیں
(۳) جو تعصب سے پاک۔ انصاف پر مبنی۔ راستبازی وغیرہ اوصاف سے موصوف پرمیشور کا حکم ہے اور جو ویدوں کے مخالف نہیں۔ وہ "دھرم" اور جو تعصب سے پر انصاف سے بعید۔ دروغگوئی وغیرہ پرمیشور کی حکم عدولی ہے اور جو وید کے مخالف ہے۔ وہ ادھرم ہے۔
(۴) جو اچھیا (خواہش)، دویش (کینہ)، رنج و راحت اور گیان (علم)، وغیرہ اوصاف رکھنے والا الپگیہ (کم علم) ستیہ (ازلی ابدی) ہے وہ جیو ہے۔

(۵) جیو اور ایشور۔ سوروپ (ذات) اور مخالفت صفات کے لحاظ سے مختلف و ویاپیہ و ویاپک کے رشتہ اور مشترکہ صفات کے لحاظ سے غیر مختلف ہیں مثلاً آکاش سے شکل والی شے کبھی الگ نہ تھی نہ ہے۔ اور نہ ہوگی اور نہ کبھی وہ شے اور اکاش ایک چیز تھے۔ ہیں اور ہونگے۔ اسی طرح پرمیشور اور جیو میں ویاپیہ و ویاپک۔ اپاسیہ (معبود) اپاوپک (عابد) اور باپ۔ بیٹا وغیرہ کا رشتہ ہے۔

(۶) ازلی وجود تین ہیں ایک ایشور دوسرا جیو تیسرا پرکرتی (مادہ) یعنی جہان کی علت مادی۔ انہیں کو نت (ازلی) بھی کہتے ہیں۔ نت [illegible] چیزوں کے صفات۔ افعال اور خواص بھی نت ہوا کرتے ہیں۔

(۷) پرواہ سے انادی (تسلسل سے ازلی) جو ترکیب کے ذریعہ اشیا صفات یا افعال پیدا ہوتے ہیں۔ وہ وبوگ (جدا ہونا) کے بعد نہیں رہتے۔ لیکن جس طاقت سے پہلے پہل ترکیب ہوتی ہے۔ وہ طاقت ان میں ازلی ہے اور اس سے پھر ترکیب کا ہونا اور پھر وبوگ کا ہونا ضروری ہے۔ سنیوگ۔ اتپتی۔ اور وبوگ پرواہ سلسلے سے ازلی ہے۔

(۸) سرشٹی (خلقت) الگ الگ ذرات کا بذریعہ علم و عقل و حکمت و ترکیب پاکر مختلف شکلوں میں ظاہر ہونا خلقت کہلاتا ہے۔

(۹) سرشٹی کا پریوجن (پیدائش عالم کا مدعا) یہی ہے کہ پیدائش عالم کے متعلق پرمیشور کے اوصاف۔ افعال اور خواص بار آور ہوں۔ مثلاً کسی نے کسی شخص سے پوچھا۔ کہ آنکھیں کس لئے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ دیکھنے کیلئے۔ ویسے ہی دنیا پیدا کرنیکی قابلیت جو پرمیشور میں ہے۔ وہ تب ہی بار آور ہوسکتی ہے۔ اگر دنیا پیدا کیجاوے۔ اور جیووں کو ان کے اعمال کے مطابق سزا جزا دی جاوے

(۱۰) خلقت پیدا شدہ (خالق والی ہے) اسکا خالق مذکورہ بالا ایشور ہے کیونکہ اس کی ساخت دیکھنے سے اور بیجان اشیا میں خود بخود بیج وغیرہ کی شکل اختیار کرنے کی پوری قابلیت نہ ہونے سے خلقت کا خالق ضرور ماننا پڑیگا

(۱۱) بندھ عارضی ہے۔ (یعنی اودیا سے پیدا ہوتا ہے۔ سب گناہ مثلاً ایشور کے سوائے کسی اور کی پرستش کرنا اگیان (جہالت) وغیرہ موجب تکلیف ہیں۔ اس لئے اِنکا نام بندھ ہے۔ کہ اس کی کوئی آرزو نہیں کرتا۔ لیکن اس میں مبتلا ہوتا ہے۔

(۱۲) مکتی۔ یعنی سب تکالیف سے آزاد ہوکر بندھ سے مبرا حاضر و ناظر ایشور اور اس کی پیدا کردہ کائنات میں جیو کا خود مختار ہوکر رہنا مکتی ہے۔ مقررہ وقت تک مکتی کی راحت محسوس کرکے پھر پیدا ہونا پڑتا ہے۔

(۱۳) مکتی کے سادھن (نجات کے وسائل) ایشور کی عبادت یعنی یوگابھیاس دھرم کی پیروی برہمچریہ سے علم کا حاصل کرنا۔ راستباز عالموں کی صحبت۔ ستّ ودیا (علم حقیقی) نیک بچار اور پرشارتھ (تدبیر) وغیرہ ہیں۔

(۱۴) ارتھ (دولت) وہ ہے کہ جو دھرم ہی سے حاصل ہو۔ اور جو ادھرم سے حاصل ہو وہ انرتھ ہے۔

(۱۵) کام۔ دھرم اور ارتھ سے جو حاصل ہو وہ کام ہے۔

(۱۶) ورن آشرم۔ صفات اور افعال کے لحاظ سے ہیں۔

(۱۷) راجا وہ ہے جو اچھے اوصاف اور افعال اور خواص سے متصف ہو۔ متعصب نہ ہو۔ عادل ہو۔ رعایا کے ساتھ والدین کی طرح سلوک کرے۔ اس کی ترقی کا خواہاں ہو۔ اور اسے آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرے۔

(۱۸) رعایا وہ ہے جو نیک اوصاف۔ افعال اور خواص اختیار کر کے تعصب سے پاک ہو۔ انصاف اور دھرم کی پیروی کر کے بادشاہ کی اور اپنی ترقی چاہے۔ اور بغاوت کا خیال نہ کرے راجہ کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ جیسا بیٹا باپ سے کرتا ہے۔

(۱۹) جو ہمیشہ غور و فکر کے بعد جھوٹ کو چھوڑ کر راستی اختیار کرے ظالموں کو

ٹ دیکھو نواں باب۔

پہنچائے اور عادتوں کو بڑھائے۔ اپنی طرح دوسروں کا آرام چاہے وہ پہلو کاری (منفعت) ہے۔

(۲۰) علماء کو دیو۔ جہلا کو اسر۔ گنہ گاروں کو راکشش اور بھرشٹ آچاریوں کو پشاچ کہتے ہیں۔

(۲۱) علماء۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ۔ اتتھی۔ عادل راجہ۔ پارسا آدمی۔ پاک دامن عورت اور (ستری برت) نیک چلن مرد کی عزت کرنا اور "دیو پوجا" ہے اس کے برعکس "دیو پوجا" یہ مذکورہ بالا مورتیں قابل پرستش اور دیگر پتھر وغیرہ بے جان وغیرہ نا قابل پرستش ہیں۔

(۲۲) شکشا (تربیت) جس سے علمیت۔ شائستگی۔ پارسائی۔ نفس پر قابو ہونیکی طاقت وغیرہ حاصل اور جہالت وغیرہ نقص دور ہوں وہ شکشا ہے۔

(۲۳) پران۔ جو برہما وغیرہ کی تصانیف اتیریہ وغیرہ برہمن ہیں وہ پران۔ اتہاس کلپ۔ گاتھا اور نارا شنسی ہیں۔ اور بھاگوت وغیرہ کتب پران نہیں ہیں۔

(۲۴) تیرتھ وہ ہے جس سے انسان بحر عذاب کو عبور کرے۔ مثلاً راستبازی، علم ست سنگ، یم وغیرہ یوگ ابھیاس (پرشارتھ۔ علم کا پڑھانا وغیرہ نیک کام ہیں۔ انہیں کو تیرتھ سمجھتا ہوں۔ خشکی اور تری وغیرہ کا نام تیرتھ نہیں ہے۔

(۲۵) پرشارتھ (تدبیر) پراربدھ (تقدیر) سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پرشارتھ سے کئے ہوئے اعمال ہی پراربدھ کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ پرشارتھ کے درست ہونے ہی سے سارے کام سدھرتے ہیں۔ اور اسکے بگڑنے ہی سے بگڑتے ہیں۔

(۲۶) انسان کو چاہیئے کہ ہر ایک سے مناسب برتاؤ رکھے۔ یعنی ہر ایک کے رنج وراحت اور نفع ونقصان کو اپنا رنج وراحت اور نفع نقصان سمجھے۔ اس کے برعکس برتاؤ انسانیت سے بعید ہے۔

(۲۷) سنسکار وہ ہے کہ جس سے جسم۔ من اور آتما اچھے بن جاویں۔ یہ گربھا دھان سے لیکر انتشٹی تک سولہ قسم کا ہے۔ ان سب کا کرنا انسان کا فرض ہے

اور مرنے کے بعد نعش جلاکر مُردے کے لیئے کچھ بھی نہ کرنا چاہیئے۔

(۲۸) یگیہ وہ ہے کہ جس سے علماء کی پوری عزت و توقیر ہو۔ سائینس کے اصولوں کو عمل میں لاکر صنعت و حرفت کی ترقی کی جاسکے۔ علم وغیرہ نیک اوصاف کا دان کیا جائے اگنی ہوتر وغیرہ کیئے جائیں۔ کہ ان سے ہوا۔ بارش۔ پانی۔ نباتات کی صفائی کے ذریعہ سارے جانداروں کو فائدہ پہنچے۔

(۲۹) آریہ نیک اور دسیو بد آدمیوں کا نام ہے۔

(۳۰) آریہ ورت اس ملک کا نام اسلیئے ہے۔ کہ اس میں ابتدائے آفرینش سے آریہ لوگ سکونت پذیر ہیں۔ لیکن اسکا حدود اربعہ یہ ہے۔ شمال میں کوہ ہمالہ۔ جنوب میں بندھیاچل۔ مغرب میں دریائے اٹک۔ اور مشرق دریائے برہم پتر۔

(۳۱) آچاریہ وہ ہے جو ویدوں کو معہ ان کے انگ اور اپانگ کے تعلیم دے۔ نیک اطواری سکھائے۔ اور بری عادتیں چھڑائے۔

(۳۲) شش (شاگرد) وہ ہے جو حقیقی علوم کی تعلیم پانے کے لائق۔ پارسا طالب علم اور اپنے آچاریہ کا خیر خواہ ہو۔

(۳۳) گورو۔ ماں باپ اور صداقت کی تعلیم دینے والا اور کذب کو چھڑانے والا شخص تینوں گورو ہیں۔

(۳۴) پروہت وہ ہے جو یجمان کا خیر خواہ اور صداقت کی تعلیم دے۔

(۳۵) اپادھیائے وہ ہے جو ویدوں کی ایک جزو یا انگوں کو پڑھائے۔

(۳۶) شِشٹ آچاریہ (نیک چلنی) دھرم کی پیروی کرکے برہمچریہ سے علم حاصل کرکے پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ کو چھوڑنا شِشٹ آچار ہے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ شِشٹ ہے۔

(۳۷) پرتیکش وغیرہ آٹھ پرمان قابل تسلیم ہیں

(۳۸) آپت (راست باز) سچا۔ پارسا۔ سب کو آرام پہنچانے میں کوشاں آپت ہے۔

(۳۹) پریکشا۔ (امتحان) پانچ قسم کی ہے۔ (۱) ایشور کے صفات۔ افعال اور خواص اور وید و وِدیا (۲) پرتیکش وغیرہ آٹھ پرمان (۳) قانون قدرت (۴) راستبازوں کا طریق (۵) روح کی شہادت یعنی ضمیر (انسان کو چاہیئے) کہ ان پانچ امتحانوں سے سچ و جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار کرے۔ اور جھوٹ کو چھوڑے۔

(۴۰) پراوپکار وہ ہے کہ جس کے کرنے سے بنی نوع انسان کی بدعتیں اور تکلیفیں دور ہوں۔ نیک اعمال اور آرام بڑھے۔

(۴۱) سونتتر۔ پرتنتر جیو (روح) کام کرنے میں سونتتر (خود مختار) اور اُسکا پھل بھوگنے میں پرتنتر یعنی ایشور کے آئین کے ماتحت ہے۔ ویسے ہی ایشور اپنے کاموں مثلاً سنت آچار یہ وغیرہ میں سونتتر ہے۔

(۴۲) سورگ۔ نام خاص سُکھ بھوگنے کا اور اسکا سامان مہیا ہونے کا ہے۔

(۴۳) نرک۔ نام خاص دُکھ بھوگنے کا اور اسکا سامان مہیا ہونے کا ہے۔

(۴۴) جنم۔ جسم (قالب) اختیار کر کے جہان میں نمودار ہونیکا نام جنم ہے۔ یہ جنم تین قسم کا ہے۔ پورب (پچھلا) پر (اگلا) اور مدھیم (موجودہ)

(۴۵) موت۔ جسم کے ملنے کا نام جنم اور علیحدگی کا نام موت ہے۔

(۴۶) بیاہ۔ باضابطہ لوگوں کے روبرو۔ اپنی رضامندی سے پانی گرہن کرنا بیاہ ہے۔

(۴۷) نیوگ۔ بیاہ کے بعد خاوند کی موت وغیرہ سے جدائی یا نامردی وغیرہ دائمی امراض کی صورت میں عورت کا مرد سے یا مصیبت کے وقت مرد کا اپنے ورن یا اپنے سے اعلےٰ ورن کی عورت سے اولاد پیدا کرنا یا کرانا نیوگ ہے۔

(۴۸) ستتی (حمد و ثنا) اوصاف بیان کرنا سُننا اور ان کا علم ہونا اسکا نتیجہ پریم وغیرہ پیدا ہونا۔

(۴۹) پرارتھنا (دُعا) انسان کا اس بگیان (علم حقیقی) کے لئے ایشور سے التجا کرنا کہ جسکا حاصل کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے اور جو اسکے ساتھ تعلق پیدا

کر کے حاصل ہوتا ہے۔ پرارتھنا ہے۔ اسکا نتیجہ انکساری وغیرہ ہے۔

(۵۰) اُپاسنا (عبادت) جیسے ایشور کے صفات۔ افعال۔ اور خواص پاک ہیں۔ ویسے ہی اپنے بنانا۔ ایشور کو بیاپک اپنے کو بیاپیہ سمجھ کر اس بات کا یقین کرنا کہ ایشور ہمارے نزدیک ہے۔ اور ہم ایشور کے نزدیک ہیں۔ ایسا یقین بذریعہ یوگ ابھیاس پختہ کرنا اُپاسنا کہلاتی ہے۔ اسکا نتیجہ گیان کی ترقی وغیرہ۔

(۵۲) سگن نرگن ستتی پرارتھنا اُپاسنا جو جو گن (صفات) پرمیشور میں ہیں۔ ان ... والا اور جو جو گن نہیں ہیں ان گنوں سے پاک ایشور کی حمد و ثنا کرنا ستتی ہے۔ اعلیٰ اوصاف کے اختیار کرنے کیلئے پرمیشور کے آگے اپنی خواہش کا اظہار کرنا اور نقص ... دفع کرنے کے لئے اس کی مدد کا ملتجی ہونا سگن نرگن پرارتھنا ہے۔ اور سب گنوں اور سب نقصوں سے پاک پرمیشور کو مان کر اپنے آتما کو اسے سونپ دینا اور اسکے حکم کے تابع کر دینا سگن نرگن اپاسنا ہے۔

یہ مختصراً اپنے عقاید بیان کر دیئے ہیں۔ ان کا مشرح بیان اسی ستیارتھ پرکاش کے ہر ایک باب میں کیا گیا ہے۔ اور رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا وغیرہ کتب میں بھی کیا گیا ہے۔ یعنی جو جو باتیں سب کو قابلِ تسلیم ہیں۔ انہیں ماننا چاہیئے مثلاً راستبازی کو سب اچھا مانتے ہیں۔ اور دروغگوئی کو سب برا مانتے ہیں ایسے عالمگیر اصولوں کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور جو مختلف مذاہب کے آپس کے مخالفانہ جھگڑے ہیں۔ انہیں میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ مختلف مذاہب والوں نے اپنے مذاہب کی اشاعت اور لوگوں کو ان کا پیرو بنا انہیں ایکدوسرے کا دشمن بنا دیا ہے۔ میرا مدعا یہ ہے کہ اس فضول مخالفت کو دور کیا جائے۔ کامل راستی کی اشاعت کر کے سب کو ایک دھرم پر قائم کیا جاوے۔ کینہ اور حسد مٹایا جاوے۔ آپس میں محبت اور اتحاد بڑھایا جاوے تاکہ ایک کو دوسرے سے آرام پہنچے۔ اُدعا ہے کہ قادرِ مطلق اور پرماتما کی عنایت اور مدد اور راست باز دھرموں کے

اقبال سے یہ سدھانت سارے جہان میں جلد پھیلیں۔ لوگ سہولیت سے۔ محروم ارتھ۔ کام۔ موکش حاصل کر کے ترقی کرتے جائیں ؎ اور راحت حاصل کریں اعلیٰ دانشمند (دانا) اس میں طوالت کلام کی ضرورت نہیں۔

شری یان پرمہنس پری براجکا چاریہ فاضل اجل شری (مختار) در جانند سرسوتی سوامی کے شِشیہ (شاگرد) شری مان دیانند سرسوتی سوامی کی تصنیف آریہ بھاشا میں قلمبند کردہ کتاب ستیارتھ پرکاش معہ عقائد و سدھانت ہائے ویدشاستر ختم ہوئی۔

اتھیا

۲۲ر جولائی ۱۸۹۶ء کا

۱۳ر ستمبر ۱۸۹۵ء

تمام شد

آریہ اُودیشیہ رتن مالا

ایشور جس کے اوصاف۔ افعال۔ خواص اور ذات حق ہے جو صرف چیتن (چیتنیہ) وجود ہے۔ جو وحدہٗ لاشریک۔ قادرِ مطلق۔ بے شکل۔ حاضر ناظر۔ ازلی۔ لاانتہا وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ جس کے غیر فانی۔ علیم۔ رحمتِ کل۔ پاک۔ عادل۔ رحیم۔ بری از تولید وغیرہ ذاتی خواص ہیں۔ پیدا کرنا۔ پرورش کرنا (قائم رکھنا) فنا کرنا۔ اور نیک و بد اعمال کی سب جیوؤں کو مناسب سزا و جزا دینا جس کا کام ہے۔ اُسے ایشور کہتے ہیں +

۲۔ **دھرم** ایشور کا حکم ماننا اور تعصب سے پاک انصاف کو مدِنظر رکھ کر سب کی خیر خواہی کرنا دھرم ہے جو پرتکیش وغیرہ پرمانوں سے ثابت ہو اور وید کے مطابق ہو وہ دھرم ہے۔ صرف ایسا دھرم ہی نوعِ انسان کے ماننے کے قابل ہے +

۳۔ **ادھرم** ایشور کا حکم توڑنا اور متعصب اور بے انصاف بن کر اندھا دھند اپنی ہی خیر خواہی کرنا۔ جہالت۔ ہٹ دھرمی۔ غرور۔ بدذاتی وغیرہ نقصوں سے متصف ہونیکی وجہ سے جو وید کے خلاف ہے وہ ادھرم ہے۔ وہ ادھرم سب کے لئے قابلِ ترک ہے +

۴۔ **پُن** (ثواب) علم وغیرہ نیک اوصاف کی بخشش اور راستبازی وغیرہ نیک کام پُن ہیں۔

۵۔ **پاپ** پُن کے برعکس دروغگوئی وغیرہ [illegible] ہیں +

۶۔ **ستیہ بھاشن** (راست بازی) جو کچھ دل میں ہو۔ وہی کہنا بشرطیکہ ناممکنات وغیرہ نقصوں سے پاک ہو ستیہ بھاشن ہے +

۷۔ **متھیا بھاشن** (دروغگوئی) جو راستبازی کے برعکس ہے متھیا بھاشن ہے +

۸۔ **وشواس** (اعتقاد) جس کی بنا اور نتیجہ سچا ہو۔ وہ وشواس ہے +

۹۔ **اوشواس** ۔ وشواس کے برعکس اوشواس ہے +

۱۰۔ **پرلوک** ۔ ست [illegible] دیارِ عالمِ حقیقی) سے پرمیشور کا حصول یعنی ا[illegible] زندگی یا حالتِ نجات میں [illegible] راحت کا حاصل کرنا پرلوک کہ[illegible]

۱۱۔ **اپرلوک** ۔ پرلوک [illegible] برعکس اپرلوک ہے یعنی [illegible] پڑھے۔ وہ اپرلوک [illegible]

۱۲۔ روح کا جسم سے تعلق (یا اُس کا کسی خاص قالب میں آنا کہ جس سے وہ اپنے اعمال کے رنج و راحت کو محسوس کرنے کے قابل ہو جائے۔ **جنم** کہلاتا ہے +

۱۳۔ **مرن** جس جسم کے تعلق سے روح فعل کرتا یا رنج و راحت محسوس کرتا ہے۔ اس سے اُس کا تعلق منقطع ہونا مرن (موت) ہے +

۱۴۔ **سورگ** (بہشت) روح کیلئے خاص راحت یا خاص راحت کا سامان مہیا ہونا سورگ ہے۔

۱۵۔ **نرک**۔ خاص رنج یا خاص رنج کے اسباب کا پیدا ہونا نرک (دوزخ) ہے +

۱۶۔ **ودیا** (علم) ایشور سے لیکر زمین تک کل موجودات کا صحیح صحیح علم ہونا ودیا ہے اور ایسے علم کے بعد موجودات سے مناسب فائدہ اُٹھانا ودیا (لابھ) ہے +

۱۷۔ **اودیا**۔ ودیا کے برعکس مغالطہ۔ تاریکی اور جہالت کا نام اودیا ہے +

۱۸۔ **ست پرش**۔ صداقت سے اُنس رکھنے والے دھرماتما سب کے بہی خواہ عالم ست پرش ہیں۔

۱۹۔ **ست سنگ اور کسنگ** (نیک صحبت اور بد صحبت) جس سے توہمات باطلہ دور ہوں اور حقیقی علم حاصل ہو وہ ست سنگ ہے اور جس سے روح گناہ کرنیکا مرتکب بنے وہ کسنگ ہے +

۲۰۔ **تیرتھ**۔ جس قدر تحصیل علم نیک خیالات۔ ایشور کی عبادت۔ دھرم کی پیروی۔ ست سنگ۔ برہمچریہ۔ نفس کشی اور دیگر اچھے کام ہیں۔ وہ سب تیرتھ ہیں۔ کیونکہ اُن کے ذریعہ روح بحر عذاب سے عبور کرتا ہے +

۲۱۔ **ستتی**۔ (حمد و ثنا) ایشور یا کسی اور شے کی صفات کو جاننا۔ اُنہیں بیان کرنا۔ یا سننا اور صحیح بولنا ستتی ہے +

۲۲۔ **ستتی کا پھل** (نتیجہ) صفات کا علم وغیرہ ہونے سے موصوف سے لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ [illegible] (مذمت) غلطی۔ غلط بیانی اور ہٹ دھرمی سے غلطی پر قائم رہنا کہ جس سے بجائے [illegible] کے نقص ظاہر کئے جاویں [illegible] ہے +

[illegible] کسی کو [illegible] کے بعد اچھے [illegible] کاموں کے پورا ہونیکے لئے [illegible] کی مدد [illegible] عاجزی [illegible] دل میں انکساری کا پیدا ہونا [illegible]

اختیار کرنیکے لئے ہمت اور حوصلہ کا بڑھانا اور شوق پیدا ہونا پرارتھنا کا ثمرہ ہے +

۲۴۔ اُپاسنا (عبادت) ایشور کے آنند سروپ میں مگن ہونا یعنی ایشور کے ساتھ واصل ہوکر روحانی سرور حاصل کرنا) اُپاسنا ہے +

۲۷۔ نرگُن اُپاسنا۔ پرماتما کو شبد (کلام) اسپرش (لمس) روپ (شکل) رس (ذائقہ) گندھ (بو) سنیوگ (آمیزش) ویوگ (علیحدگی) ہلکا پن یا بھاری پن۔ جہالت۔ پیدا ہونا اور مرنا۔ اور تکلیف اُٹھانا وغیرہ صفات سے پاک سمجھ کر اُسکی عبادت کرنا نرگن اُپاسنا ہے

۲۸۔ سگُن اُپاسنا۔ پرمیشور کو ہمہ دان۔ قادرِ مطلق۔ پاک۔ ازلی ابدی۔ راحت کل حاضر و ناظر۔ وحدہ لاشریک۔ سب کا خالق۔ سب کا قیوم۔ رب۔ سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا ہمہ دان۔ منگل مئے (برکت کل) سب کو راحت بخشنے والا۔ سب کا باپ۔ جہان کا بنانیوالا عادل رحیم وغیرہ صفات سے موصوف سمجھ کر اُس کی اُپاسنا کرنا سگن اُپاسنا ہے +

۲۹۔ مکتی (نجات) پیدا ہونے اور مرنے کی تکالیف سے رہائی پا کر راحتِ کل سے مواصلت حاصل کرکے آرام میں رہنا مُکتی ہے +

۳۰۔ مکتی کے سادھن (وسائل) [illegible] پرمیشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرنا۔ دھرم پر چلنا [illegible] کرنا۔ وشواش نیز یقین سیون۔ دوسروں کی بھلائی وغیرہ نیک کام [illegible] بُرے کاموں سے پرہیز کرنا مکتی کے سادھن [illegible]

۳۱۔ کرتا (فاعل) جو آزادی سے کام کرنے والا ہے اور کام کرنے کے وسائل جس [illegible] اختیار میں ہیں۔ وہ [illegible] کرتا ہے +

۳۲۔ کارن (علت) جسے لیکر کوئی معلول یا شے بنا [illegible] کوئی چیز نہ بن سکے وہ [illegible] کارن ہے اور کار [illegible]

۳۳۔ اُپادان [illegible] سے گھڑا [illegible]

۳۴۔ [illegible]

کا بنانے والا کمہار [illegible]

This book belongs

Pt. Rishikam Zoo[illegible]

This Book belongs to

[illegible]

Resident of

[illegible] pora [illegible]

R. B. [illegible]

ہوا اتفاق سے

پنچایتیں

لو جانٹ

ہے جو ملک محیط ہے

بستی کا پھل

1987 Kashmir

मिलनेका पता

गीताप्रेस, पो० गीताप्रेस (गोरखपुर)